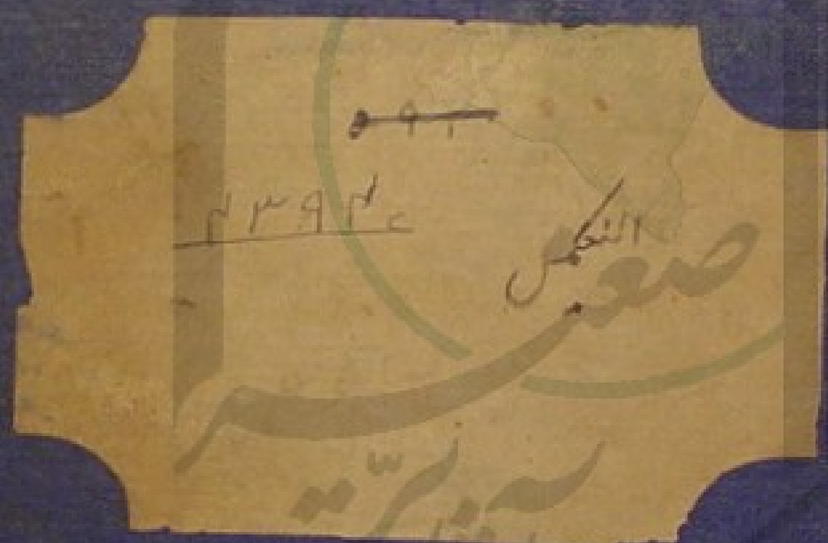


الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

کتاب

التکمیل

یعنی

آیۂ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ کی تفسیر شان نزول تاریخ و مقام نزول کی تعیین

علامہ شبلی کی کتاب سیرۃ النبی کے مضامین محققانہ پر تبصرہ اور تاریخ حدیث و درایت کی روشنی میں مکمل بحث

مصنفہ

محقق حقائق تاریخ باحث المحقق مدقق جناب حکیم سید مرتضیٰ حسین صاحب دام مجدہم

باہتمام احقر العباد مرزا محمد جواد

در نظامی پریس لکھنؤ وکٹوریہ اسٹریٹ مطبوع خاص و عام گردید

تقریظ

حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین نجم الملۃ والدین شمس العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ بانی مدرسۃ الواعظین

باسمہ سبحانہ

تاریخی واقعات کا دیانت کیساتھ اصول مسلمہ پر جائزہ لینا۔ ان کے اطراف و جوانب پر فلسفیانہ نظر کرنا اور مختلف واقعات کو سنجیدہ طور سے ترتیب دیکر جدید نتائج کا استخراج کرنا صرف ممدوح ہی نہیں بلکہ ایک مورخ کے اعلےٰ کمال کی دلیل بھی ہے لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ کسی خاص مقصد کو پہلے ہی پیش نظر رکھکر کتب تاریخ کی ورق گردانی کیجائے اور تائید کیلئے اقوال شاذہ کی تلاش میں ناروا کوششیں کیجائیں یا واقعات کو توڑ مروڑ کر حسب منشا و مقصود بنا کر پیش کیا جائے اور پھر ان کو صحیح ثابت کرنے میں صرف قوت انشاپردازی کا سہارا کافی سمجھا جائے اور دلنشین کرنے کی غرض سے شوخی تحریر کا رنگ بھر کر اطمینان کر لیا جائے جیسا کہ ہمارے ملک کے بعض مشہور مصنفین کی عام عادت تھی۔ اور وہ انہیں نازیبا تصرفات کو اپنے لئے سرمایۂ ناز بلکہ معراج کامیابی تصور کرتے تھے۔

واقعہ غدیر خم بھی جو اسلامی واقعات میں ایک خاص حیثیت کا مالک ہے انہی ستم ظریفیوں کے ہاتھوں مجروح ہوئے بغیر نہ رہ سکا چنانچہ نزول آیہ اکمال دین کا شرف غدیر خم سے چھین کر عرفات کو دیدیا گیا اور بجائے روز پنجشنبہ واقعہ غدیر جمعہ کے دن لکھدیا گیا۔ اسی قسم کی بعض فریب کاریوں کی قلعی کھولنے کیلئے جناب مستطاب سلالۃ الاطباء جناب حکیم سید مرتضیٰ حسین صاحب حسینی ساکن رایان بادا نے کمال عرق ریزی و جانفشانی سے یہ لطیف و منتج کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کے بعض مقامات پڑھ کر مجھے قوی امید ہے کہ جن مسائل پر اس میں بحث کی گئی ہے انکی تنقیح و تحقیق اور دوراز کار دلائل کے رد و ابطال میں یہ کتاب کافی و وافی ہوگی۔ خداوند عالم جناب مصنف کو جزائے خیر دے آپنے باوجود دیگر مشاغل ضروریہ کے اپنا معتدبہ وقت اس کتاب کی ترتیب و تصنیف میں صرف کیا ہے۔

نجم الحسن عفی عنہ

تقریظ

سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام سید العلماء آقا مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہت سے مذہبی حقائق ایسے ہیں جنکی بنا تاریخی معلومات پر ہے اور اس بنا پر ایک غلط فہمی یا مغالطہ جو تاریخی واقعہ کو مشتبہ بنادے ایک عظیم حقیقت کے پامال ہو جانے کا ذریعہ ہو سکتا ہے ایک مورخ کا فرض ہے کہ وہ واقعات کی چھان بین بالکل تاریخی اعتبار سے کرے اور اسمیں ذاتی جذبات یا اپنے مذہبی

نظریات کی روشنی میں نگاہ کرے ورنہ تاریخ تاریخ نہیں رہتی

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کو اس حیثیت سے امتیاز حاصل ہے کہ وہ ہمیشہ تاریخ کو مذہب کی عینک سے دیکھتے ہیں اور وہ اپنی کسی ذاتی یا مذہبی خیال کی حمایت کو تاریخی مسائل کے حقیقی حل سے زیادہ مقدم سمجھتے ہیں۔ وہ اکثر اپنے مذہبی نقطۂ نظر کی تائید کو پیش نظر رکھتے ہوئے تاریخی واقعات کے نظم کو درہم برہم کر ڈالتے ہیں تاکہ کسی نہ کسی طرح اپنا پیش نظر مطلب حاصل ہو جائے۔

آیۂ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول مستند تر روایات کے مطابق روز غدیر یعنی ۱۸ ذی الحجہ کو غدیر خم میں ولایت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے اعلان کے موقع پر تھا لیکن مولانا شبلی نے آیۂ مذکورہ کے نزول کو یوم عرفہ جمعہ ۹ ذی الحجہ کو جو بعض قدیم مفسرین کا ایک کمزور قول ہے مرجح قرار دیا ہے۔ اور اسکے یوم نزول سے تا وفات نبی اکاسی (۸۱) یوم زندہ رہنا جناب رسالتمآب کا ثابت کیا ہے اور اس سلسلہ میں مختلف تقویمی نقشوں سے اسکی جدوجہد کی ہے کہ آیۂ اکمال دین کا نزول یوم عرفہ ہی صحیح قرار پائے اور چونکہ ۹ ذی الحجہ یوم جمعہ کی مراجعت سے ۲۶ ذی القعدہ کو یوم شنبہ واقع ہوتا ہے اسلئے حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی تاریخ بھی ۲۶ ذی القعدہ یوم شنبہ قرار دی ہے۔

زیر نظر کتاب میں اسکے مصنف جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب متوطن قصبہ ارایان جاودانی نے تاریخی حیثیت سے اس مسئلہ کو حل کرنیکی کوشش اور مولانا شبلی کے بیانات پر محققانہ انداز سے تبصرہ کیا ہے میں نے اس کتاب کو اکثر مقامات سے دیکھا اور مصنف کتاب کی جانفشانی و عرقریزی کی قدر کی۔ اس کتاب کا جو شخص بھی مطالعہ کرے وہ اس بات کا اندازہ کر سکتا ہے کہ مصنف نے بہت کافی وقت اس کتاب کی تصنیف اور تتبع کتب میں صرف کیا ہے اور کامل محنت و دیانت سے اپنے فرض کو انجام دیا ہے۔ امید ہے کہ تحقیق پسند افراد اس کتاب کا مطالعہ کرینگے اور اس سے فائدہ مند ہونگے۔ جزی اللہ مولفہ خیر الجزاء

سید علی نقی النقوی عفی عنہ

باسمہ سبحانہ — تقریظ حضرت حجۃ الاسلام عمدۃ العلماء مولانا سید کلب حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ — باسمہ سبحانہ

دنیائے تصنیف و تالیف میں قدم رکھنا جسقدر آسان ہے اسیقدر دیانت و انصاف سے قلم اٹھانا مشکل ہے مصنفین کی فہرست میں اپنا نام شمار کرا دینے کا ہر شخص خواہشمند ہے مگر تاریخ دعوا سے اکثر لوگوں کے ہر زبان کی غلطیاں ناپید ہو کر تکلم کی عیب پوشی میں ساعی ہیں مگر کتابت کا ثبات ہمیشہ ان لغزشوں کی یاد تازہ کر دیتا ہے جو کسی مصنف کے قلم کو پیش آئی ہوں۔

اسمیں شبہ نہیں کہ شبلی نعمانی نے اپنے خیالات کو حق کا لباس پہنانے کے واسطے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا اور تاریخی میدان میں بھی اپنے عقائد کے جذبات سے متاثر ہو کر قلم کو صراط مستقیم سے برگشتہ ہی رکھا۔ کبھی روایات ضعیفہ سے تمسک کر کے معصوم کو گنہگار ثابت کیا کبھی صحابہ کے گورکھ دھندے میں پھنسا کر جاہل گروہ کو بہکانا چاہا۔ شاید ان کا خیال تھا کہ تمام دنیا بصارت سے بے بہرہ ہو گی جو ہمیشہ ان کے قلم کی لغزشوں سے غافل رہے گی مگر یہ ان کی خام خیالی تھی جس کا بین ثبوت وہ پے در پے تصانیف ہیں جو صاحبان حق کی طرف سے ظلمت ضلالت مٹانے کے واسطے درخشاں ستاروں کی طرح افق صداقت پر ظاہر ہوئے ہیں کئی کتابیں اسی مقصد کو ادا کرتے ہوئے اہل ایمان کی نظر سے گذر چکی ہیں اور انشاء اللہ آئندہ پیش نگاہ آتی رہینگی اسی سلسلہ کی نظیر کڑی جدید کتاب ہے جو تکمیل کے نام سے موسوم ہے اور یقیناً تکمیل ابطال ہے ان زبردست ادلہ کیواسطے جنکو جناب شبلی نے انتہائی استحکام کیساتھ منظر عام پر پیش کیا تھا میں نے اس کتاب کو بعض مقامات سے دیکھا اور میں یہ کہنے کو تیار ہوں کہ جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب نے اس کتاب کی تصنیف میں اپنے جس قیمتی اوقات کو صرف کر کے صاحبان ایمان و انصاف کے واسطے ایسا گرانبہا ذخیرہ فراہم کر دیا ہے جو وقت کی رفتار کے بعد بھی بدقت فراہم ہو گا۔ اور علامہ شبلی نعمانی نے جو گرد مصلحت افق حق پر پھیلا دی تھی اسکو تحقیق کے ٹھنڈے جھونکوں سے یوں ہٹا دیا ہے کہ متلاشیوں کو روشن ہونے کے قابل نہ رہی خداوند عالم موصوف کو اجر جمیل اور مومنین کو ان کی نظر کتاب سے استفادہ کرنے کی توفیق عنایت کرے واللہ الموفق۔

حررہ سید کلب حسین

کتاب التکمیل اور اسکے بعض اقتباسات

۱- سیرۃ النبی شبلی کے آیہ تکمیل یوم عرفہ جمعہ اور ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ تاریخ سفر حجۃ الوداع پر تقویمی نقشہ جنتری ماہ و غیرہ سے ابطال

حاشیہ صہ ۳ و ۱۲ و صہ ۱۸ و ۲۰ و حاشیہ صہ ۲۳ و ۲۵ و ۲۷ و صہ ۲۴۲ و ۲۴۶

۲- الفاروق شبلی کے تاریخ مرض النبی کے مراجعت سے ۱۸ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ یوم غدیر پنجشنبہ (عشیہ جمعہ) کو آیہ تکمیل کا نزول اور ۲۵ ذیقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع کا صحیح حدیثون سے اثبات

صہ ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۳۰ و ۳۱ مع حاشیہ ۳۹ و ۴۶ و ۶۹ و حاشیہ صہ ۵۵ و ۲۳۶

۳- ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ستر یوم کا ارباب سیر و محدثین سے تطبیق اور گیارہ ربیع الاول دوشنبہ پر اکیاسی یوم کی تصحیح

حاشیہ صہ ۸ و صہ ۸ و ۱۶۶ و ۱۷۹ و ۱۸۶ و ۲۵۰ و ۲۵۴ و ۲۵۵

۴- گیارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کی شام شب بارہوین ربیع الاول سے بائیسوین جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ دو سال تین مہینہ دس راتون تک ابوبکر کے زندہ رہنے کی مطابقت۔

صہ ۱۳ و حاشیہ صہ ۵ صہ ۱۰۱ و ۱۴۲ و ۲۰۴ و ۲۲۳ و ۲۴۹

۵- بارہ تاریخ گذر کر شب تیرھوین ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے بائیسوین جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ دو سال تین مہینہ نو شبون تک مدت خلافت ابوبکر مین روایۃً و درایۃً موافقت

صہ ۱۱۸ و ۲۰۳ و ۲۳۹

۶- بارہ ربیع الاول کا شبانہ روز یعنی بیاسیوان دن جناب امیرؑ کی اصل خلافت و امامت اور رسول خدا کے غسل و کفن مین حضرت جبرئیلؑ کی شرکت و اعانت سے ایک تاریخی خصوصیت

صہ ۱۴۰ و ۳۲۲

۷- یکم صفر پنجشنبہ بارہ صفر دوشنبہ پھر یکم ربیع الاول پنجشنبہ بارہ ربیع الاول دوشنبہ سے سنہ ۱۱ھ کا سال گیارہ مہینے سے محدثین کی تکمیل۔

حاشیہ صہ ۱۲۵ و ۲۲۹ و صہ ۲۳۴ و ۲۵۵ و ۲۷۹ و ۲۸۴

۸- پنجشنبہ کا اکاسیوان دن دوشنبہ بیاسیوان دن سہ شنبہ اور جمعہ کا سوان دن سہ شنبہ بیاسیوان دن چہار شنبہ ہونیکی حقیقت۔ صہ ۳ و ۱۶۳ و ۲۴۵

۹- گیارہ ربیع الاول دوشنبہ سے تین مہینہ قبل نو ذیحجہ عرفہ کو سہ شنبہ ۸۱ یوم قبل ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ ہونیکی واقعیت صہ ۱۹ و ۲۲۴ و ۲۴۹ و ۲۵۰

۱۰- طلب قرطاس سے ۹۰ دن پہلے آیہ تکمیل کے نزول کی تغلیط اور اکاسی یوم پہلے روایت صحیحہ سے تصدیق صہ ۱۷ و صہ ۱۲۹ و ۲۳۷

۱۱- واقعہ قرطاس سے تین مہینہ پہلے یوم عرفہ کو مہر ختم وحی کی آیہ تکمیل پر غلط تعبیر اور اکاسی یوم قبل یوم غدیر کو مہر ختم وحی احکامی کی صحیح تطبیق

صہ ۱۴۰ و ۱۶۷

۱۲- طلب قرطاس پیغمبر سے اکاسی یوم قبل ۱۸ ذیحجہ (یوم غدیر) کو کامل سورہ مائدہ اور اوس کے اٹھارہ احکام کا نزول۔

حاشیہ صہ ۲۲ و ۶ و صہ ۱۵۹ و ۱۹۱ و ۲۸۵ تا ۲۸۸

۱۳- سورہ مائدہ کے اٹھارہ ۱۸ احکام کا اجرا یا انفاذ رسول خدا کے بعد جناب علی علیہ السلام کو اختیار کامل ملنے اور غیر کیلیے حکم امتناعی کی توثیق ص۲۰۹ و ۲۱۱

۱۴- سورہ مائدہ اور آیہ تبلیغ کے نزول یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ ۱۰ھ سے ۱۱ ربیع الاوّل دوشنبہ تک اکاسوین ۸۱ دن وفات بیاسوین ۸۲ دن دفن النبی

ص ۲۴۸ و ۲۴۹

۱۵- آیہ تبلیغ کے نزول پر رسول خدا کا علیؑ کے سر اقدس پر عمامہ بندی ص۱۵ و ص۲۵۰

۱۶- ۱۸- ذیحجہ کو غدیر خم پر تبلیغ رسالت کی تکمیل پر آیہ اکمال دین و اتمام نعمت کا نزول اور رسول خدا کا شکریہ۔ ص۲۳ و ۶۴ و ۶۷ و ۶۸ و ۲۹۶

۱۷- ۱۸- ذیحجہ یوم غدیر کو سورہ مائدہ مین تعداد خلفا کی آیت اثنی عشر نقیبا اور آیۃ الولایۃ کا نزول۔ ص ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۳۵۴

۱۸- اثنی عشر خلفا کا خاص اولاد صلبی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ہونیکی توریت مین بشارت۔ ص۲۵۷ و ص۲۱۴

۱۹- ۱۸- ذی الحجہ کو موسیٰؑ کا یوشعؑ کو اور حضرت رسول کا علیؑ کو وصی و خلیفہ کرنے اور ہر دو کا صاحبانِ انعام سے ہونیکی خاص فضیلت

حاشیہ ص۶ و ص۲۵۵ و ص۲۶۹

۲۰- حضرت یوشعؑ کا جسد اطہر موسیٰؑ کو اور حضرت علیؑ کا جسد اقدس احمدؐ کو غسل دینا اور تیس ۳۰ تیس ۳۰ سال زندہ رہنے کی خاص مشابہت ص۲۶۳ و ۲۶۴

۲۱- حضرت موسیٰؑ کا اپنے آخر عمر مین بنی اسرائیل سے رسول مقبول کا اپنی امت سے بحکم خدا اپنے اپنے خلیفہ کیلیے عہد و میثاق لینے کی مشابہت

ص ۲۵۵ و ۲۵۶

و اہلیت۔

۲۲- ہارون کا امت موسیٰ سے اور علیؑ کا امت محمدؐ سے افضل ہونے اور منزلت ہارون سے ایک خاص مناسبت حاشیہ ص۸ و ص۹

۲۳- حضرت ہارون اور انکی اولاد (شبر و شبیر) کا امت موسیٰ مین امام ہونا ص۶ و ۳۱۵

۲۴- ہارون کی اولاد مین بطنا بعد بطن امامت ہونا ص۳۱۲

۲۵- علی اور ان کی اولاد (شبر و شبیر) امام حسنؑ و امام حسینؑ مین نسلاً بعد نسل امامت ہونا۔ ص۶

۲۶- وجود شریف جناب امیر کا مثل وجود نبوت رسول مقبول کے ہونا حاشیہ ص۶

۲۷- امامت کا ابراہیمؑ اور ذریت ابراہیم صالحین (اسحاقؑ و یعقوبؑ) مین بزبان قرآن منحصر ہونا ص۲۶۱ و ۳۴۳ و ۳۴۴

۲۸- موسیٰ و ہارون کا سورہ والصافات مین ہادی صراط المستقیم اور محمد مصطفیٰ و علی مرتضیٰ اور انکی اولاد کا سورہ فاتحہ مین ہادی صراط المستقیم ہونا۔ ص۲۶۳ و ۲۹۰

۲۹- صراط المستقیم سے امام مراد ہونا۔ حاشیہ ص۲۶۳

۳۰- کتب سماوی کے علوم کا سورہ فاتحہ مین اور سورہ فاتحہ کے علوم کا بسم اللہ مین اور بسم اللہ کے علوم کا بائے بسم اللہ مین اور بائے بسم اللہ کے علوم کا نقطہ بائے بسم اللہ مین ہونا

ص۲۶۹ و ۲۷۰

۳۱- علی بن ابیطالب کا نقطہ تحت الباء (بسم اللہ الرحمن الرحیم) ہونا ص و حاشیہ ۲۷۰

۳۲- ابوبکر و عمر و عثمان کا سورہ فاتحہ یا سبع مثانی کے آیات مین اوّل آیت بسم اللہ چھوڑ کر صرف چھ آیتون سے نماز پڑھنا ص۲۷۱

۳۳- نعمت ولایت یعنی خلافت و امامت جناب علی علیہ السلام کا صحابہ اور امہات مومنین اور امت سے محشر مین سوال ہونا ص۲۴ و ص۲۷۵

فہرست اُن کتابوں کی جن کا مضمون خود دیکھکر اس کتاب تکمیل میں لکھا گیا علاوہ موجودہ کتب کے مختلف کتبخانوں سے مدد لی گئی مثل کتبخانہ نواب احمد حسین خان صاحب رئیس پریانواں ضلع پرتاب گڈھ و کتبخانہ خدابخش خان صاحب وکیل مرحوم بانکی پور پٹنہ و کتبخانہ مولوی عبدالباری صاحب مرحوم و کتبخانہ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم فرنگی محل لکھنؤ و کتبخانہ ندوۃ العلما لکھنؤ و کتبخانہ ممتاز العلما سید محمد تقی صاحب طاب ثراہ و کتبخانہ مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ شمس العلما لکھنؤ اور کتبخانہ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ وغیرہ۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۱	مناقب آل ابیطالب عربی	ابن شہر آشوب	بمبئی
۲	چہار باب فارسی	شاہ اہل اللہ برادر شاہ ولی اللہ محدث	محمود نگر لکھنؤ ۱۲۸۵ھ
۳	سبل الہدیٰ والرشاد المعروف بہ سیرت شامی عربی	شیخ شمس الدین محمد بن یوسف دمشقی صالحی	قلمی
۴	قاموس عربی		مطبوعہ
۵	منتہی الارب عربی	عبدالرحیم بن عبدالکریم	لاہور
۶	زرقانی علی المواہب عربی	محمد بن عبدالباقی	مصر [illegible]ھ
۷	تفسیر در منثور سیوطی عربی	جلال الدین سیوطی	مصر ۱۳۱۴ھ
۸	تفسیر جلالین عربی	جلال الدین محلی	بمبئی ۱۲۹۳ھ
۹	اسباب النزول عربی	امام واحدی	مصر ۱۳۱۵ھ
۱۰	تفسیر ثعلبی عربی	ابو اسحٰق	قلمی نوشتہ ۷۱۹ھ
۱۱	تفسیر معالم التنزیل عربی	امام محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی	بمبئی ۱۳۰۹ھ
۱۲	تفسیر لباب التاویل عربی	علاء الدین خازن	مصر
۱۳	تفسیر مدارک التنزیل عربی	عبداللہ بن احمد نسفی	دلیالی
۱۴	تفسیر سراج المنیر عربی	خطیب شربینی	مصر
۱۵	تفسیر کشاف عربی	علامہ جار اللہ زمخشری	ـ
۱۶	تفسیر بیضاوی عربی	ناصر الدین عبداللہ بن عمر	اسلامبول
۱۷	تفسیر جامع البیان عربی	ابن جریر طبری	مصر ۱۳۲۱ھ
۱۸	تفسیر مجمع البیان عربی	علامہ شیخ ابی علی طبرسی	طہران
۱۹	تفسیر مفاتیح الغیب المشتہر بالتفسیر الکبیر عربی	علامہ فخر الدین رازی	مصر ۱۳۰۸ھ
۲۰	تفسیر اتقان فی علوم القرآن	شیخ جلال الدین سیوطی	مصر [illegible]ھ
۲۱	تفسیر فتح القدیر عربی	قاضی شوکانی یمنی	قلمی نوشتہ ۱۲۳۹ھ در عہد مصنف

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۲۲	تفسیر فتح البیان عربی	نواب صدیق حسن خان	مصر ۱۳۰۱ھ
۲۳	تفسیر حافظ ابن کثیر عربی	ابن کثیر شامی	مصر ۱۳۰۲ھ
۲۴	تفسیر غرائب القرآن عربی	نظام الدین حسن بن محمد	مصر ۱۳۱۱ھ
۲۵	تفسیر احمدی عربی	ملا احمد ملا جیون	کلکتہ ۱۲۶۳ھ
۲۶	تفسیر بحر مواج فارسی	شہاب الدین عمر دولت آبادی	نولکشور ۱۲۹۰ھ
۲۷	تفسیر مواہب علیہ معروف بہ تفسیر حسینی فارسی	کمال الدین حسین	کلکتہ ۱۲۳۰ھ
۲۸	تفسیر منہج الصادقین فارسی	ملا فتح اللہ کاشانی	طہران
۲۹	تفسیر فتح الرحمن فارسی	شاہ ولی اللہ محدث	دہلی و میرٹھ
۳۰	تفسیر فتح العزیز فارسی سورۂ بقر	شاہ عبدالعزیز	مجتبائی [illegible]ھ
۳۱	تفسیر فتح العزیز پارہ ۲۹ فارسی	ـ	لاہور
۳۲	تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ اردو	ـ	محمود نگر لکھنؤ ۱۲۶۹ھ
۳۳	تفسیر موضح القرآن اردو	شاہ عبدالقادر دہلوی	دہلی ۱۳۰۰ھ و کانپور ۱۳۲۳ھ
۳۴	تفسیر تنویر البیان اردو ترجمہ خلاصۃ المنہج		آگرہ
۳۵	قرآن مجید مترجم [illegible] اردو		دہلی ۱۳۲۵ھ
۳۶	تفسیر عمدۃ البیان اردو	مولوی محمد لطیف صاحب مرحوم	دہلی
۳۷	مناقب مرتضوی ترجمہ خصائص نسائی	مولوی ابوالحسن مصنف فیض الباری اردو	لاہور ۱۳۱۰ھ
ـ	خصائص	امام نسائی	کلکتہ ۱۳۰۳ھ
۳۸	الفاروق	شبلی نعمانی	کانپور و لکھنؤ و دہلی ۱۸۹۹ء و ۱۳۲۷ھ



نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۳۹	الفارق	مرزا حیرت دہلوی	دہلی ۱۸۹۶ء
۴۰	سیرت النبی	شبلی نعمانی اعظم گڈھی	کانپور و اعظم گڈھ
۴۱	سیرت ابن ہشام	عبد الملک	مصر ۱۲۹۵ھ
۴۲	طبقات ابن سعد (۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ جلدیں)	محمد ابن سعد کاتب واقدی	لیڈن یورپ
۴۳	مسند امام احمد	احمد بن حنبل	مصر ۱۳۱۳ھ
۴۴	صحیح بخاری	محمد بن اسمٰعیل بخاری	مصر ۱۳۱۲ھ
۴۵	تاریخ معارف	ابن قتیبہ	فرنگستان
۴۶	〃	〃	مصر ۱۳۱۳ھ
۴۷	صحیح مسلم مع شرح نووی	مسلم بن الحجاج	دہلی ۱۳۰۲ھ
۴۸	سنن	امام نسائی	مصر و دہلی
۴۹	تاریخ الرسل و الملوک	ابن جریر طبری	لیڈن یورپ
۵۰	الارشاد	علامہ محمد بن محمد بن نعمان الشیخ المفیدؒ	لکھنؤ
۵۱	تاریخ ابن خلدون	قاضی عبد الرحمن بن محمد الحضرمی المالکی	مصر ۱۲۸۴ھ
۵۲	فتح الباری شرح صحیح بخاری	حافظ ابن حجر عسقلانی	دہلی ۱۳۰۶ھ
۵۳	ارشاد الساری شرح صحیح بخاری	امام قسطلانی	مصر ۱۳۰۷ھ
۵۴	عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری	امام عینی حنفی	مصر ۱۳۰۸ھ
۵۵	تحفہ اثنا عشریہ	شاہ عبد العزیز	ثمر ہند لکھنؤ ۱۲۹۶ھ
۵۶	ہادی التواریخ	محمد ابن محمد الہمدانی	لکھنؤ ۱۳۱۰ھ
۵۷	روض الانف	عبد الرحمن سہیلی	مصر ۱۳۳۲ھ
۵۸	سرور المحزون	شاہ ولی اللہ محدث	مطبع محمدی ۱۲۵۰ھ
۵۹	قرۃ العیون شرح سرور المحزون	نواب محمد علی خاں والی ٹونک	آگرہ
۶۰	انسان العیون حلبی	علی بن ابراہیم حلبی	مصر ۱۳۰۸ھ
۶۱	عقد الفرید	شہاب الدین احمد	مصر ۱۲۹۳ھ
۶۲	تاریخ کامل	ابن اثیر جزری	مصر ۱۳۰۳ھ
۶۳	اسد الغابہ فی الصحابہ	〃	مصر ۱۲۸۶ھ
۶۴	تاریخ المختصر فی اخبار البشر	ملک ابی الفدا	لیڈن یورپ
۶۵	تاریخ تتمۃ المختصر	شیخ زین الدین عمر بن مظفر الوردی	مصر
۶۶	قصیدۂ عظمیٰ	مولانا امین اللہ	دہلی ۱۳۰۳ھ
۶۷	بحار الانوار آخر حصہ ششم	علامہ محمد باقر مجلسیؒ	طہران
۶۸	سیرت دمیاطی	حافظ عبد المومن	قلمی پٹنہ ۸۹۴ھ
۶۹	سیرت مغلطائی	حافظ علاء الدین	مصر ۱۳۲۶ھ
۷۰	مواہب لدنیہ	امام قسطلانی	قلمی پٹنہ ۸۹۸ھ
۷۱	ینابیع المودۃ	شیخ سلیمان قندوزی بلخی	اسلامبول ۱۳۰۱ھ
۷۲	صحیح ترمذی اردو	امام ابو عیسیٰ ترمذی	نولکشور ۱۹۱۳ء
۷۳	معارج النبوۃ	مولانا معین الدین	لاہور ۱۲۹۲ھ
۷۴	〃	〃	نولکشور ۱۸۸۳ء
۷۵	عین العیون ترجمہ اردو سرور المحزون	ابو القاسم عنبری	لکھنؤ ۱۳۰۱ھ
۷۶	ناسخ التواریخ	مرزا محمد تقی سپہر مستوفی کاشی	طہران ۱۲۷۳ھ
۷۷	تاریخ احمدی	شیخ احمد حسین خاں	لکھنؤ
۷۸	صواعق محرقہ	ابن حجر مکی	مصر
۷۹	سر الشہادتین	شاہ عبد العزیز	لکھنؤ
۸۰	الاکمال فی اسماء الرجال	مشکوۃ	دہلی
۸۱	تاریخ یعقوبی	ابن واضح کاتب عباسی	لیڈن یورپ ۱۸۸۳ء
۸۲	ریاض النضرہ	محب الدین طبری	مصر ۱۳۲۷ھ
۸۳	عبقات الانوار غدیر	علامہ سید حامد حسین صاحب	لودھیانہ و لکھنؤ
۸۴	عبقات الانوار ولایت	〃	لکھنؤ
۸۵	استقصاء الافحام فی نقض منتہی الکلام	〃	لودھیانہ
۸۶	جواہر العقدین	علامہ سمہودی	
۸۷	منصب امامت	محمد اسمٰعیل شہید دہلوی	فاروقی دہلی
۸۸	تذکرہ خواص الامۃ	سبط ابن جوزی	قلمی پٹنہ ۱۰۶۲ھ
۸۹	تاریخ مرآۃ الزمان	〃	قلمی پٹنہ ۸۰۰ھ
۹۰	تاریخ بدایہ و النہایہ	حافظ ابن کثیر	قلمی پٹنہ کتاب خانہ ۸۹۲ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۹۰	تاریخ بدایۃ والنہایۃ	حافظ ابن کثیر	لکھنؤ کتاب [illegible]
۹۱	ازالۃ الخفا	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	بریلی ۱۲۸۶ھ
۹۲	کشف الظنون	مصطفےٰ ابن عبد اللہ القسطنطینی	مصر
۹۳	اصابہ فی تمیز الصحابہ	حافظ ابن حجر عسقلانی	کلکتہ ۱۳۰۶ھ و ۱۸۸۸ع
۹۴	روضۃ الندیہ	سید محمد بن اسمٰعیل الصنعانی	دہلی ۱۳۲۲ھ
۹۵	مشکوٰۃ المصابیح	ولی الدین خطیب	دہلی ۱۳۲۷ھ
۹۶	مودۃ القربیٰ	سید علی ہمدانی	بمبئی ۱۳۱۰ھ
″	″	″	قلمی
۹۷	زاد العقبیٰ اردو ترجمہ مودۃ القربیٰ	ترجمہ مولوی سید شریف حسین	لاہور
۹۸	غنیۃ الطالبین	شیخ عبد القادر جیلانی	لاہور ۱۳۰۹ھ
۹۹	المامون	شبلی نعمانی	دہلی
۱۰۰	ما نزل من القرآن	حافظ ابو نعیم صاحب حلیہ	قلمی
۱۰۱	انتباہ فی سلاسل اولیا	شاہ ولی اللہ محدث	۔
۱۰۲	نفحات الانس	ملا عبد الرحمن جامی	قلمی
۱۰۳	منہج المقال	″	طہران
۱۰۴	طبقات الحفاظ	امام سیوطی	قلمی
۱۰۵	تاریخ حبیب السیر	غیاث الدین	بمبئی ۱۸۵۶ع
۱۰۶	ارجح المطالب	مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری	لاہور
۱۰۷	حجج الکرامہ فی آثار القیامہ	مولوی صدیق حسن خان	بھوپال ۱۲۹۱ھ
۱۰۸	جامع عباسی	ملا بہاء الدین محمد عاملی	نولکشور ۱۳۱۹ھ
۱۰۹	عبقات الانوار منزلت	علامہ سید حامد حسین صاحب رح	لکھنؤ
۱۱۰	کتاب المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار	مقریزی	مصر
۱۱۱	تاریخ اعثم کوفی اردو	اعثم	یوسفی دہلی ۱۹۱۰ء
۱۱۲	کنز العمال	شیخ علاء الدین علی متقی	حیدرآباد دکن ۱۳۱۵ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۱۱۳	تاریخ مراۃ الجنان	یافعی	حیدرآباد دکن ۱۳۳۸ھ
۱۱۴	تاریخ دول الاسلام ذہبی	علامہ ذہبی	″ ۱۳۳۷ھ
۱۱۵	مسند ابو داؤد	حافظ ابو داؤد طیالسی	″ ۱۳۲۱ھ
۱۱۶	تاریخ روضۃ المناظر	ابن شحنہ حلبی	مصر ۱۳۰۲ھ
۱۱۷	السراج المنیر شرح جامع الصغیر بحاشیہ شیخ محمد بن سالم حفنی	شیخ علی بن احمد الشہیر بالعزیزی	مصر ۱۳۰۵ھ
۱۱۸	تاریخ روضۃ الصفا	محمد بن خاوند شاہ بن محمود	بمبئی ۱۲۶۶ھ
″	″	″	نولکشور لکھنؤ ۱۸۹۱ع
۱۱۹	عیون الاثر حصہ اول	حافظ فتح الدین ابن سید الناس	قلمی
۱۲۰	تاریخ الخلفا عربی	جلال الدین سیوطی	مصر ۱۳۰۵ھ
۱۲۱	ترجمہ اردو تاریخ الخلفا		لاہور ۱۳۲۴ھ
۱۲۲	فصول المہمہ	ابن صباغ مالکی	طہران ۱۳۰۳ھ
۱۲۳	روضۃ الشہدا	کمال الدین حسین	بمبئی ۱۳۰۹ھ
″	″	″	نولکشور لکھنؤ ۱۸۸۳ع
۱۲۴	گلزار الشہدا	ترجمہ نور الدین	بمبئی ۱۳۰۳ھ
۱۲۵	حیوۃ الحیوان	علامہ دمیری شافعی	مصر
۱۲۶	تاریخ خمیس	شیخ حسین دیاربکری	مصر ۱۳۰۲ھ
۱۲۷	نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض	شہاب الدین خفاجی	مصر ۱۲۶۷ھ
۱۲۸	تاریخ وفیات الاعیان	قاضی ابن خلکان	مصر ۱۳۱۰ھ
۱۲۹	مطالب السؤل فی مناقب آل رسول	محمد بن طلحہ	لکھنؤ ۱۳۰۲ھ
۱۳۰	نظم درر السمطین	شیخ جمال الدین محمد بن یوسف	قلمی
۱۳۱	المنتقی من سیرۃ المصطفیٰ	سید کازرونی	قلمی [illegible] ۱۲۵۶ھ
۱۳۲	تاریخ صغیر	محمد بن اسمٰعیل بخاری	الہ آباد ۱۳۲۵ھ
۱۳۳	روضۃ الاصفیا فی ذکر الانبیا	محمد طاہر صاحب	نولکشور ۱۸۸۰ع
۱۳۴	دہ مخزن	حکیم نصر اللہ صاحب	دہلی ۱۳۰۸ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۱۳۵	تقریب التہذیب	حافظ ابن حجر عسقلانی	دہلی
۱۳۶	تہذیب التہذیب	"	حیدرآباد دکن
۱۳۷	استیعاب	ابوعمر ابن عبدالبر	۱۳۱۹ھ
۱۳۸	مرقاۃ المفاتیح	ملا علی قاری	مصر
۱۳۹	خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال	صفی الدین خزرجی	۱۳۰۱ھ
۱۴۰	تذکرۃ الحفاظ	حافظ ابوعبداللہ ذہبی	حیدرآباد
۱۴۱	انساب سمعانی	حافظ عبدالکریم	یورپ
	بستان المحدثین	شاہ عبدالعزیز	.
۱۴۳	تدریب الراوی	سیوطی	.
۱۴۴	غیاث اللغات		
۱۴۵	وسیلۃ النجاۃ	ملا مبین سہالوی لکھنوی	لکھنؤ ۱۳۱۳ھ
۱۴۶	وجیزہ	علامہ سبحان علیخان	نولکشور لکھنؤ ۱۲۷۹ھ
۱۴۷	احیاء المیت	سیوطی	لاہور
۱۴۸	کتاب الارشاد الی سبیل الرشاد فی امر التقلید والاجتہاد	حکیم ابویحیی محمد	دہلی ۱۳۱۹ھ
۱۴۹	شواہد النبوۃ	عبدالرحمن جامی	بمبئی ۱۸۸۶ء
۱۵۰	رسالہ حج	حاجی علیم الدین	لکھنؤ ۱۸۹۲ء
۱۵۱	گیارھویں نامہ	عابد علی فتحپوری	چمن پریس فتحپور ۱۹۲۹ء
۱۵۲	حدیقۃ الحقیقۃ	حکیم سنائی	نولکشور لکھنؤ [illegible]
۱۵۳	تہذیب الاسماء	علامہ محی الدین نووی	گوتنجن
۱۵۴	سنن ابن ماجہ	قزوینی	دہلی ۱۳۳۳ھ
۱۵۵	کتاب وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ	علامہ سید سمہودی	مصر ۱۳۲۶ھ
۱۵۶	کشف الغطاء ترجمہ کتاب [illegible]		دہلی ۱۲۹۶ھ
۱۵۷	تقویم المحسنین	آخوند ملا محسن کاشی	قلمی
۱۵۸	احتجاج	ابومنصور علامہ طبرسی	طہران و قلمی
۱۵۹	کتاب فہرست	ابن الندیم	یورپ
۱۶۰	مدارج النبوۃ	عبدالحق محدث دہلوی	نولکشور [illegible]
۱۶۱	اشعۃ اللمعات	"	[illegible]
	شرح وقایہ ترجمہ اردو نور الہدایہ		کانپور مطبع نظامی
۱۶۲	مستدرک	حاکم	قلمی کہنہ
۱۶۴	ملل ونحل	محمد بن عبدالکریم شہرستانی	مصر ۱۲۶۳ھ
۱۶۵	امامت والسیاسۃ	ابن قتیبہ	مصر ۱۳۲۲ھ
۱۶۶	حلیۃ الاولیاء	حافظ ابونعیم	قلمی
۱۶۷	میزان الاعتدال فی نقد الرجال	حافظ ابوعبداللہ ذہبی	لکھنؤ ۱۳۱۱ھ
۱۶۸	مفتاح الرشاد	مسیح الدین خان بہادر	کلکتہ ۱۲۶۳ھ
۱۶۹	مثنوی	مولانا روم	بمبئی
۱۷۰	روضۃ الاحباب	محدث شیرازی	انوار محمدی لکھنؤ [illegible]
"	"	"	امین آباد لکھنؤ ۱۲۹۷ھ
"	"	"	قلمی
۱۷۱	رجال نجاشی	"	بمبئی
۱۷۲	تمدن عرب	ترجمہ سید علی بلگرامی	.
۱۷۳	عربی کی دوسری کتاب درس ہائی اسکول	شمس العلماء قاضی [illegible] رضوانی	لاہور ۱۹۲۳ء
۱۷۴	تنقید المطاعن	علامہ محمد قلیخان رح	لودھیانہ ۱۳۰۳ھ
۱۷۵	حملہ حیدری	ملا باذل رح	لکھنؤ
۱۷۶	نہایہ	ابن اثیر جزری	مصر
۱۷۷	تاریخ الانبیاء	شیخ احمد صاحب دیوبندی	لکھنؤ ۱۳۱۷ھ
۱۷۸	معجم صغیر	سلیمان بن احمد طبرانی	دہلی ۱۳۱۱ھ

الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوهم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا



الحمد للہ کما ہو اہلہ و مستحقہ والصلوۃ والسلام علی محمد المصطفیٰ و آلہ الاصفیاء

اما بعد عبد خاکسار سید مرتضیٰ حسین ابن حکیم سید بدر علی مرحوم و مغفور متوطن قصبہ ایراین سادات ضلع فتح پور قسمت آگرہ بادعفا اللہ عنہ وعن والدیہ خدمت میں حضرات ناظرین کے عرض کرتا ہے کہ۔

شمس العلما شبلی نعمانی مولف سیرۃ النبی نے آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ کا نزول یوم عرفہ جمعہ ۹۔ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ قرار دیا ہے اور روایات صحیحہ و احادیث موثقہ مستندہ سے قطع نظر کر کے یوم نزول سے تا وفات النبی اکاسی یوم زندہ رہنا رسول اللہ صلعم کا دکھایا ہے اور اسی ضمن میں ایک نقشہ سہ ماہہ ذی الحجہ، محرم، صفر تا ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ بصورت مفروضہ کئی اقسام کا تیار کر کے اپنے نقطہ نظر سے میلان کیا ہے یعنی مولف موصوف نے ہر ممکن طریقہ سے کوشش کی ہے کہ آیہ اکمال دین کا نزول یوم عرفہ بقید جمعہ صحیح قرار پا جائے اور اپنے خیال میں نقشہ مفروضہ کو صحیح ثابت کیا ہے اور جسکی ابتدا حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی ۲۶ ذیقعد یوم شنبہ سے کی ہے کیونکہ ذی الحجہ یوم جمعہ کی مراجعت سے ۲۶ ذیقعدہ کو یوم شنبہ واقع ہوتا ہے۔

اسلئے اس کتاب میں مولف سیرت النبی کے اسی حصہ پر تبصرہ کیا گیا ہے جو کہ حقیقت میں آیہ شریفہ موصوفہ اکمال دین واتمام نعمت و انتخاب دین اسلام کا نزول بمقام غدیر خم[عہ] ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ یوم پنجشنبہ[عہ] صحیح الاسناد احادیث و روایات موثقہ سے ثابت ہے جبکہ سرور کائنات علیہ السلام کی واپسی حجۃ الوداع بیت اللہ سے بعد گزرنے تیسری منزل حجفہ[مہ] میں کہ مدینہ کے آیہ جلیلہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس سورہ مائدہ

عہ قال فی القاموس غدیر خم موضع بالجحفۃ بین الحرمین ۱۲۔

عہ مناقب آل ابیطالب العلامہ ابن شہر آشوب ج ۲ ص ۲۳۳ مطبوعہ بمبئی فی روایۃ الخدری انہ کان یوم الخمیس یعنی ابو سعید خدری کے روایت سے ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم میں پنجشنبہ تھا۔

مہ جحفہ جائے است میان مکہ و مدینہ کہ میقات اہل شام باشد وکانت قریۃ علی اثنین وثمانین میلا من مکۃ [illegible] کہ میقات شامیان است (ص ۲۳ کتاب جہارم باب [illegible] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مطبوعہ مطبع مصطفائی لکھنؤ [illegible])

الجحفۃ بالضم الجیم وسکون الحاء المہملۃ والفاء قریۃ کبیرۃ علی خمس مراحل وهو ثلاث مراحل من المدینۃ الشریفۃ یعنی جحفہ جس کے قریب خم کو [illegible] ساکن ہے یہ ایک بڑا قصبہ ہے جو مدینہ منورہ سے [illegible] (منقول از سیرت شامیہ ج ۲ الباب السادس سریۃ سعد بن ابی وقاص)

نازل ہوا اور حضور سرور عالم بفور نزول وحی مذکورہ ہمین فروکش ہو کر بتعمیل حکم رب جلیل بمقام خم غدیر جو منزل جحفہ سے تین میل پر واقع ہے تشریف لا کر ایک لاکھ بیس ہزار[۱۲۰۰۰۰] اصحابہ حجاج مہاجرین و انصار کے مجمع مین باظہار ولایت جناب علی علیہ السلام بحدیث مشہور من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث و حدیث ثقلین[۱] و خلیفتین الحدیث و حدیث لایؤدی عنی[۲] الا انا و علی یا قال[۳] ہذا ولیی والمؤدی عنی الحدیث وغیرہ باہتمام مخصوص عمل مین لائی گئی جس آخری جلسہ پر آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا اور حضرت صلعم اس عبارت سے شکریہ اکمال دین و اتمام نعمت بجا لائے اللہ اکبر الحمد للہ علی کمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی من بعدی جس کے بعد اکیاسی شبانہ روز رسول اللہ زندہ رہے جس اکیاسی[۸۱] یوم کی روایت کو ہمارے علمائے اعلام کثر اللہ امثالہم نے احادیث و روایات کے ہوتے ہوئے توجہ نہین فرمائی اس لئے اس کتاب مین اسی روایت اکیاسی[۸۱] یوم کے مطابق تحقیقات کی گئی ہے تاکہ ارباب سیر و اصحاب تفاسیر کا بیان روایات صحیحہ کے استناد کے ساتھ تاریخ وفات النبی بقید دوشنبہ بعد نزول آیہ اکمال دین سے اکیاسیوین روز صحیح صحیح آجائین اور ساتھ ہی اس کے ارباب سیر و شبلی صاحب کے اول تصنیف الفاروق سے ابتداء مرض النبی اخیر ماہ صفر[۴] اور سیرت النبی سے[۵] یوم چہار شنبہ اور تیرہ[۱۳] دن علیل رہ کر وفات فرمانا۔ آغاز علالت سے ایک روز پہلے اسامہ بن زید کا جنگ روم پر جانے کے لئے سردار فوج ہو کر مامور ہونا سب کا سب مطابق واقعہ کے پایا جائے۔

پس نوعیت مذکورہ کے موافق جس روایت سے ۹ ذیحجہ عرفہ جمعہ کے دن آیہ شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم کا یوم نزول بتایا جاتا ہے اگر بصورت مذکورہ بعد نزول آیہ موصوفہ تا وفات النبی اکیاسی روز بقید دوشنبہ پورے نہ آوین گے اور عشرہ ثالثہ ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ جسمین تیرہ[۱۳] دن شامل کرنے سے اکیاسی دن مطابق نہ ہون گے تو وہ روایت یوم عرفہ والی قطعی وضعی متصور ہو گی جو کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ اور آیہ اکمال دین دونون سورہ مائدہ کی ہیں سورہ[۶] مائدہ کے آخر نزول کی ہیں جس کے بعد احکام شرعیہ مین

---

[۱] مسنی حدیث زید بن ارقم السابق تر باب ۲ و الثقلین (الروایۃ ثقلین بدون آل و فی روایۃ خلیفتین) زرقانی ۔ ج ہفتم صفحہ مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ)
ایضاً تفسیر در منثور سیوطی جزو ثانی سورہ آل عمران صفحہ ۶۰ بتفسیر آیہ قولہ تعالیٰ (واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً) اخرج احمد عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزوجل حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اہلبیتی وانہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض تفسیر در منثور سیوطی مین بتفسیر آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کے امام احمد نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ مین تم لوگون مین دو خلیفہ چھوڑ جاتا ہون ایک کتاب اللہ (قرآن مجید) جو ایک مضبوط رسی درمیان آسمان اور زمین کے ہے دوسرے عترت اہلبیت میرا اور یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہ ہون گے تا آنکہ حوض کوثر پر وارد ہون (مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ)
[۲] عن عائشۃ بنت سعد عامر بن سعد عن سعد ان رسول اللہ صلعم خطب فقال اما بعد ایہا الناس فانی ولیکم قالوا صدقت ثم اخذ بید علی فرفعہا ثم قال ہذا ولیی والمؤدی عنی الحدیث ۔ ایضاً عن عائشۃ بنت سعد قالت سمعت ابی یقول سمعت رسول اللہ صلعم یوم الجحفۃ واخذ بید علی فخطب فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال یا ایہا الناس انی ولیکم قالوا صدقت یا رسول اللہ ثم اخذ بید علی فرفعہا فقال ہذا ولیی والمؤدی عنی الحدیث (خصائص نسائی حدیث نمبر ۹۲ حدیث نمبر ۹
[۴] الفاروق ج ۔ اول مطبوعہ نامی پریس کانپور ۱۸۹۹ء صفحہ ۵۶ مین ہے ۔ ماہ صفر مین آنحضرت نے رومیون کے مقابلہ کے لئے اسامہ بن زید کو مامور کیا اور تمام اکابر صحابہ کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ جائین لوگ تیار ہو چکے تھے کہ اخیر صفر مین آنحضرت بیمار ہو گئے اور یہ تجویز ملتوی رہ گئی ۔ آنحضرت بروایت مشہور تیرہ دن بیمار رہے ۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۵۶ مین ہے کہ آنحضرت نے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مین دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت حضرت عائشہ کے گھر انتقال فرمایا شنبہ کو دوپہر ڈھلے پر مدفون ہوئے“ اور صفحہ ۷۰ مین ہے کہ حضرت ابوبکر کے خلافت کی مدت سوا دو برس ہے کیونکہ انہون نے جمادی الثانی ۱۳ھ مین انتقال کیا لیکن وفی فتح الباری سنتین وثلاثۃ اشہر وایاما یعنی فتح الباری مین دو سال تین مہینہ اور چند روز مین زرقانی ج ۔ ۳ ۔ صفحہ ۳۶۵)
[۵] ۔ سیرت شبلی ج ۔ ثانی صفحہ ۱۴۲ مین ہے ۔ آغاز علالت سے ایک روز پہلے آپ نے اسامہ بن زید کو مامور کیا کہ وہ فوج لیکر جائین اور ان شریرون سے اپنے باپ کا انتقام لین“
[۶] تفسیر در منثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۲۵۲ مین ہے ۔ اخرج ابو عبید عن محمد بن کعب القرظی قال نزلت سورۃ المائدۃ علی رسول اللہ صلعم فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ الحدیث ۔ یعنی ابو عبید نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ رسول اللہ صلعم پر حجۃ الوداع مین درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا“

کسی قسم کی ترمیم یا تنسیخ نہین ہوئی اسلیے سنظم مقاصد کتاب ہذا شبلی صاحب کے فرضی یوم جمعہ ۹ ذیحجہ ۱۰ھ اور نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم مقام عرفات مین خطبہ یا ختم خطبہ بعد نماز عصر قطعاً غلط اور غیر صحیح دکھایا ہے چونکہ نعمانی صاحب آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کو وفات النبی تک اکیاسی یوم دوشنبہ پر قبول کیا ہے اس لئے نزول آیہ موصوفہ سے تا وفات اور یوم دفن تک کے واقعات لازم ملزوم قرار پاتے ہین یہی وجہ ہے کہ کتاب ہذا مین درمیانی حالات مع اُن واقعات کے جو مؤلف سیرۃ النبی اور الفاروق نے کتمان حق مین کی ہین ضبط تحریر مین لائے گئے

اور جو اصول شبلی نعمانی نے متعلق وفات النبی قائم کئے یا ازین قسم ظاہر و تسلیم کئے ہین وہ سب بغرض و تسلیم مان کر انکی تردید احسن و اکمل وجوہ کے ساتھ بحجت ظاہرہ و دلائل باہرہ کیگئی ہے۔

اس تحقیق مین چند اقسام کے نقشے جنتری نما ماہ ذوقعدہ ۱۰ھ لغایت ربیع الاول ۱۱ھ پنج ماہہ دیے گئے ہین ازان جملہ پہلا نقشہ جنتری نمبر ایک علامہ ابن سعد صاحب طبقات کے بیان و روایت پر دو خانون سے ہے جسکا پہلا خانہ تاریخ سفر حجۃ الوداع ۲۵ ذوقعدہ سے ۱۲ ربیع الاول تک بروئیت ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ کے ہے اور دوسرا خانہ انہین ابن سعد کے مخرجہ روایت ابتداء مرض النبی کے تاریخ سے پلٹ کر تا یوم ابتداے سفر حجۃ الوداع اور تاریخ مرض النبی سے بارہ ربیع الاول تک ہے۔

اور نقشہ جنتری نمبر (ایک) مذکورہ کے ہر دو خانون کا تائیدی نقشہ ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ جو کثیر الوقوع مسلمہ شبلی صاحب جو وفات حضرت ابو بکر تک کا ہے نقشہ اول پہلے خانہ کا مؤید ہے اور نقشہ دوم دوسرے خانہ کا تائید کنندہ ہے اور ہر دو نقشون سے چھ ماہ پر وفات جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے تاریخ بقید دن کے اور ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تاریخ وفات حضرت ابو بکر بقید دن کے مطابق ہر دو نقشون کے صحیح یا غیر صحیح ہونا ظاہر ہوگا۔ واقدی کی تحقیق تیسری ماہ رمضان یوم شنبہ پر جمہور ارباب سیر و محدثین نے اتفاق کیا ہے قطع نظر مدت وفات جناب موصوفہ کے جسمین سخت اختلاف ہے لیکن یہی ایک تاریخ ہے جس کے دنمین باہم ارباب سیر و حفاظ حدیث کے کچھ اختلاف نہین ہے۔

دوسرا نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی صاحب سیرت کا پہلا خانہ ۲۶ ذوقعدہ یوم (شنبہ) ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ کے ہے اور دوسرا خانہ الفاروق شبلی سے ابتداے مرض النبی اخیر صفر یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) سے پلٹتے ہوئے انکی تاریخ معینہ ۲۶ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع تک ہے اور ۲۸ صفر سے ۱۲ ربیع الاول تک کا ہے جسکا پہلا خانہ مدہ اسیرت شبلی کے نمبر ۲، ۴، ۵ کے مطابق یکم، ۸، ۱۵ ربیع الاول (دوشنبہ) ہے۔

تیسرا نقشہ جنتری حرف (ب) ممکن الوقوع مجوزہ شبلی صاحب جسمین ذوقعدہ ۳۰ اور ذیحجہ ۲۹ محرم ۳۰ اور ماہ صفر ۳۰ کا

---

۱ سیرت النبی ۱۸۵ میں ہے "جسمین اسوقت جب آپ فرض نبوت ادا کر رہے تھے یہ آیت اُتری الیوم اکملت لکم دینکم خطبہ سے فارغ ہو کر آپ نے حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا اور ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی پھر ناقہ پر سوار ہو کر موقف تشریف لائے اور وہان کھڑے ہو کر دیر تک قبلہ رو دعا مین مصروف رہے جب آفتاب ڈوبنے لگا تو آپ نے وہان سے چلنے کی تیاری کی" لیکن جمہور مفسرین ثعلبی۔ واحدی۔ بغوی۔ خازن۔ مدارک التنزیل۔ سراج المنیر۔ حسینی وغیرہ سب کے سب شبلی صاحب کے خلاف آیہ موصوفہ کا نزول بعد عصر کے اور ناقہ عضوا پر لکھتے ہین جس سے دونون بیان ایک دوسرے کو باطل کرتے ہین۔ نیز یوم (جمعہ) کا اکیاسیوان دن روز (دوشنبہ) ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی کا پہلا خانہ جسمین یکم ربیع الاول (دوشنبہ) ۸۰ دن پر اور دوسری ربیع الاول (سہ شنبہ) اکیاسی دن پر پہونچتا ہے اور دوسری ربیع الاول کو (دوشنبہ) فرض کرنے سے مراجعت مین ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۲۵ ذوقعدہ کو پنجشنبہ اور ۲۶ ذوقعدہ کو (جمعہ) ہوتا ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف (ج) مسلم کا پہلا خانہ اس لئے یہی دونون بیان غلط اور باطل ہین تفصیل آگے آئیگی۔

لیکر ۲، ۹، ۱۶ ربیع الاول (دوشنبہ) ص۱۳۶ سیرت النبی کے نمبر ۶، ۷، ۸ کے مطابق ہے یہ جنتری کا پہلا خانہ ہے جو ا ربیع الاول
یوم (شنبہ) پر ختم ہے یہی خانہ نقشہ جنتری نمبر (ایک) کا پہلا خانہ جو کثیر الوقوع ہے ۷، ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) ہے جسکی تائید
امام سہیلی کے قول سے ۶، ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع ہے اور ۷، ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع ہے جو
وفات حضرت ابوبکر تک مطابق ہوتا ہے یہ دوسرا خانہ ہے جو ۲۵ ذیقعدہ یوم (شنبہ) سے بنایا گیا ہے جس کا فائدہ شبلی صاحب کے
فرضی ۲۶ ذوقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع کو غلط اور باطل کرتا ہے

چوتھا نقشہ جنتری حرف (ج) دو خانوں سے ہے جسکا پہلا خانہ ۲۵، ۲۹ سے اور دوسرا خانہ ۳۰، ۳۰ کے
رویت سے ہے یہ نقشہ مفروضہ مرتبہ شبلی ص۱۳۵ کے نمبر شمار ایک، دو کے مطابق ہے چنانچہ نمبر شمار ایک میں ہے کہ ذیحجہ، محرم، صفر
سب ۳۰ کے ہوں تو ۶، ۱۳ دوشنبہ (اسی کو امام سہیلی نے ممکن الوقوع سے بیان کیا ہے) اور جسکا حساب ۲۵[1] ذوقعدہ شنبہ
سفر حجۃ الوداع ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) ۳۰ ذوقعدہ (پنجشنبہ) سے ہوتا ہے جسکو شبلی صاحب ۲۶ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع
قرار دیکر ۳۰ ذوقعدہ (چہارشنبہ) لائے ہیں یہ ۳۰ ذیقعدہ کا (چہارشنبہ) اہل مکہ و مدینہ کی رو سے غلط ہے۔ کیونکہ ارباب سیر اور
محدثین نے اسکا بھی ذکر کیا ہے۔ کہ اہل مکہ نے ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) شب پنجشنبہ میں ہلال دیکھا اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ
(پنجشنبہ) شب جمعہ کو ہلال دیکھا پس تاریخ سفر حجۃ الوداع ۲۵ ذوقعدہ اس قول سے صحیح اور ۲۶ ذوقعدہ غلط ہے۔ پس چاروں
مہینے ذوقعدہ، ذیحجہ، محرم، صفر سب ۳۰ کے ہوں تو ۵ و ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ جس سے یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ہوتا ہے۔
اگر چاروں مہینے ۲۹، ۲۹ کے ہوں تو ۲، ۹، ۱۶ ربیع الاول دوشنبہ ہوگا۔ اس نمبر شمار دو سے بھی شبلی صاحب کا

---

[1] اصل تاریخ سفر حجۃ الوداع کی ۲۵ ذوقعدہ ہے جبکہ ذوقعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں چنانچہ امام زہری، موسیٰ ابن عقبہ، ابن اسحاق، امام مالک، واقدی
حافظ ابن ہشام، ابن سعد، امام احمد، بخاری، مسلم، ابن قتیبہ صاحب معارف، امام نسائی، ابن جریر طبری، جناب شیخ مفید رح فی الارشاد، تاریخ ابن خلدون
(خمس لیال بقین من ذی القعدۃ) یعنی ۲۵ ذوقعدہ جب اس تاریخ سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو جمعہ نہیں آیا تو لوگوں نے اختلاف مطالع کا حساب پیش کر دیا جس میں ۲۵ ذوقعدہ
کو سنیچر رکھکر ۲۹ ذوقعدہ چہارشنبہ کی رویت اہل مکہ سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو جمعہ اور واپسی پر اہل مدینہ کے رویت ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ سے یکم ذیحجہ کو جمعہ جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ
کو سنیچر، ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو دوشنبہ) اگر تینوں مہینے ۳۰، ۳۰ کے ہوں تو ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ہوتا ہے۔
چنانچہ فتح الباری شرح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی ج ۸ باب مرض النبی میں ہے وقد استشکل ذلک السہیلی ومن تبعہ اعنی کونہ مات یوم الاثنین
ثانی عشر شہر ربیع الاول وذلک انہم اتفقوا علی ان ذی الحجۃ کان اولہ یوم الخمیس فمہما فرضت الشہور الثلاثۃ توام او نواقص او بعضہا لم یصح وہو ظاہر
لمن تامل واجاب البارزی ثم ابن کثیر باحتمال وقوع الاشہر الثلاثۃ کوامل وکان اہل مکۃ والمدینۃ اختلفوا فی رؤیۃ ہلال ذی الحجۃ فراٰہ اہل
مکۃ لیلۃ الخمیس ولم یراہ اہل المدینۃ الا لیلۃ الجمعۃ فحصلت الوقفۃ برؤیۃ اہل مکۃ ثم رجعوا الی المدینۃ فارخوا برؤیۃ اہلہا فکان
اول ذی الحجۃ الجمعۃ واٰخرہ السبت واول المحرم الاحد واٰخرہ الاثنین واول الصفر الثلاثاء واٰخرہ الاربعاء واول ربیع الاول الخمیس فیکون ثانی
عشرہ الاثنین۔ لیکن امام سہیلی اور ان کے تابعین نے اس قول پر کہ حضرت کی وفات ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ ہوئی بڑا بھاری اشکال وارد کیا ہے کیونکہ اسپر
سب کا اتفاق ہے کہ غرہ ذیحجہ پنجشنبہ تھا اگر تینوں مہینے پورے ۳۰ کے لے جائیں یا ۲۹ کے یا بعض ۳۰ کا اور بعض ۲۹ کا تو کسی صورت سے تاریخ و دن ٹھیک نہیں
ہوتا شیخ بارزی اور حافظ ابن کثیر نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ ہو سکتا ہے تینوں مہینے پورے ۳۰ دن کے ہوں مگر اہل مکہ و مدینہ میں اختلاف ہوا ہو یعنی اس طرح کہ
اہل مکہ نے ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) کے شام شب پنجشنبہ میں ذیحجہ کا چاند دیکھا ہو اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کے شام شب جمعہ کو تو بسبب رویت اہل
مکہ تردد ہوا جب مدینہ آئے تو یہاں کی رویت سے جمعہ پہلی ذیحجہ قرار پائی (۹ ذیحجہ جمعہ ۹ ذیحجہ سنیچر) ۲۹ ذیحجہ جمعہ ۳۰ ذیحجہ سنیچر یکم محرم یکشنبہ ۳۰ محرم دوشنبہ
اول صفر سہ شنبہ ۳۰ صفر چہارشنبہ یکم ربیع الاول پنجشنبہ) ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ ہو یہ بھی صحیح نہیں ہے علاوہ خلاف اصول ہونے کے یکم ربیع الاول کا پنجشنبہ
۲۹ صفر کا تھا چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم میں ہے روز بست وششم صفر روز دوشنبہ آنحضرت امر فرمود مردم را کہ ساختگی لشکر کنند برائے جنگ رومیان و انتقام زید بن حارثہ
در روز سہ شنبہ اسامہ بن زید را امیر لشکر ساخت در روز چہارشنبہ بست و ہشتم صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد

۲۶ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کو غلط کرتا ہے۔

پانچواں سادہ نقشہ حرف (د) جو پہلے خانہ نقشہ خبری حرف (الف) کثیر الوقوع کے تائید میں ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات حضرت ابوبکر تک کا بنایا گیا ہے جس سے ۲۵ ذوقعدہ (جمعہ) ۲۹ صفر (یکشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) کو غلط کرتا ہے۔

چھٹواں نقشہ خبری حرف (میم) مسلم اور حرف (نون) نووی شارح مسلم سے پہلا خانہ ہے جسکا تائیدی نقشہ (سیوم) ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تک کا ہے اور خانہ (دوم) موافق روایت مخرجہ ابن سعد جس کو علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے جس کا تائیدی نقشہ (دوم) ہے۔

ساتواں نقشہ خبری حرف (طا) طبری نمبر (۱۵) تاریخ وتفسیر میں دو دو خانوں سے مرتب ہے جسکا پہلا خانہ ۲۵ ذوقعدہ یوم (دوشنبہ) سے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) تک اور دوسرا خانہ ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) تک کا ہے۔

نمبر مذکورہ کے پہلے خانہ کا تائیدی نقشہ (چہارم) ۲۵ ذوقعدہ (دوشنبہ) سے تا وفات حضرت ابوبکر یعنی ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تک کا ہے اور جسکے دوسرے خانہ کا تائیدی نقشہ (دوم) ہے اسی خانہ دوم کے ۱۸ ذی الحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک (۷۰ دن) اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) تک اکیاسی روز ہوئے جس کی آنے والی شب سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳ھ دو سال تا ۱۲ جمادی الثانی تین مہینے تا ۲۲ جمادی الثانی دس راتیں کل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی مطابق روایت کے ٹھیک ٹھیک مل جاتی ہے۔

توضیح

ناظرین کو تعجب ہوگا کہ آیہ موصوفہ اکمال دین یوم عرفہ میں نازل ہوا یا یوم غدیر خم کو ہر دو صورت سے تکمیل دین کا اظہار ہوتا ہے اسقدر طوالت سے تحقیق کی کیا ضرورت تھی، نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اپنے ہر سہ مطالب کے ساتھ خاص غدیر خم ۱۸ ذی الحجہ میں بالکل جناب امیر المومنین وامام المتقین علی ابن ابیطالب کی شان میں تکمیل ولایت وتتمیم نعمت پر نازل کی گئی جسکی تصدیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شکریہ اور آیہ موصوفہ کے مفہوم اور الیوم کی تخصیص سے یعنی آج کے روز تبلیغ رسالت اور تتمیم نعمت اور اظہار ولایت علی علیہ السلام پر خداوند عالم راضی وخوشنود ہوا اسلیے یوم غدیر خم بہت بڑی عید ہے۔

اسی تاریخی دن کو رب العزت نے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی فضیلت جلیلہ اور منقبت رفیعہ اور منزلت مخصوصہ قرار دی ہے اسی وجہ سے رسول اللہ نے، حاضرین جلسہ سے عموماً اور امہات مومنین سے خصوصاً ولایت علی علیہ السلام پر سلام اور مبارکبادی خیمہ خاص میں بھجوا کر دلائی ہے اور خود جناب سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے ملک الشعرا حسان بن ثابت سے اشعار تہنیت سماعت فرمائے ہیں۔

یہ صرف مبارکبادی نہیں تھی بلکہ یہ اوس قسم کا عہد وقرار تھا جیسا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے

اپنے آخر عمر[1] مین اسی ۱۸ ذیحجہ کو بنی اسرائیل سے وصایت اور خلافت جناب یوشع علیہ السلام مین لیا تھا جسکی آیت
ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا شاہد ہے جو اسی سورہ مائدہ مین ہے
اور جو اٹھارہ[2] فریضہ یا احکام پر مشتمل ہے جس اثنا عشر نقیبا کے اول نقیب جناب یوشع علیہ السلام جو خلیفہ اور وصی
جناب موسی علیہ السلام ہین۔ ویسے ہی جناب علی علیہ السلام وصی اور خلیفہ جناب احمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اثنا عشر ائمہ اہل بیت علیہم السلام مین اول نقیب یا وصی یا خلیفہ بلکہ ابو الائمۃ الطاہرین مین اسی طرح عہد و قرار
است اور حاضرین جلسہ غدیر خم سے بتاریخ ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ کے دن بعد نازل ہونے آیہ مبارکہ یا ایھا الرسول
بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے لیا گیا جس عہد
قرار کے بعد اٹھارھوان فریضہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم سے پورا کر دیا گیا اور اسی روز کے اہمیت جلیلہ کو خیال
کرتے ہوئے یوم عرفہ کو آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا یوم نزول بتایا جاتا ہے جسکی نسبت یہ نکتہ فرضی قرار دیا جاتا
ہے کہ یوم عرفہ کو دین کا اکمال اور قرآن مجید کا اتمام ہو چکا جسکے بعد واجبات باقی نہین رہے اور قصہ غدیر خم
محض شکایت بریدہ[رض] اور بعضے اصحاب متعینہ مین جو ماتحتی جناب امیر علیہ السلام متعین کیے گئے تھے کہا جاتا ہے
کہ رسول خدا نے صرف تاکید محبت علی علیہ السلام مین خطبہ ارشاد فرما دیا۔

یہی وجہ ہے کہ شمس العلما شبلی نعمانی نے یوم غدیر خم کا خطبہ الوداعی آخر عمر والا جو مجموعی خطبہ عرفات وغیرہ
سے کم نہ تھا ایک سطر بھی نہین بیان کی صرف حدیث ثقلین کی عبارت ایک جز اور اسی کے ضمن مین حدیث
غدیر کا ایک حصہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ نقل کر دیا۔

اسی سلسلہ مین حضرت عمر کا وہ مشہور قول حسبنا کتاب اللہ جو عین وفات النبی کے روز طلب

---

[1] اردو ترجمہ قرآن مجید موسومہ موضح القرآن شاہ عبد القادر محدث دہلوی مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور ۱۳۴۴ھ کے صفحہ ۱۰۱ مین تفسیر آیہ لقد
اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنا عشر نقیبا کے مرقوم ہے۔ یہ بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰ کے آخر عمر مین یہ قرار لیے ہین
یہ سورت (مائدہ) حضرت کے آخر عمر مین نازل ہوئی الخ

ایضا سورہ اعراف صفحہ ۲۱۵ بہ تفسیر آیہ ومن قوم موسی امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون اور موسیٰ کی قوم مین ایک فرقہ راہ بتاتی ہے حق کی اور
اسی پر انصاف کرتے ہین اور مشہور یہ ہے کہ بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور بعد وفات خلیفہ انکے کہ یوشع تھے بنی اسرائیل مین ہرج و مرج
ظاہر ہوا اور بیچ قتل کرنے پیغمبرون کے اور اقسام گناہون کے مشغول ہوئے۔

[2] ہادی التواریخ مطبوعہ مطبع اثنا عشری لکھنؤ ۱۹۰۱ء اٹھارھوین ذیحجہ از روے کتاب تاریخ شیخ مفید[رح] اس تاریخ حضرت موسیٰ ساحرون پر
غالب آئے اور احزاب کفر و ضلال فرعون مخذول و مغلوب ہوے اور حضرت ابراہیم پر آتش نمرود سرد ہوئی اور حضرت موسیٰ نے یوشع کو اپنا
وصی کیا اور فضائل اُن کے ظاہر کیے اور حضرت عیسیٰ نے شمعون الصفا کو وصی ظاہر کیا اور سلیمان بن داؤد نے آصف بن برخیا کو
خلیفہ کیا اور فضائل ظاہر کیے۔

[3] تفسیر معالم التنزیل امام محی السنۃ بغوی بہ تفسیر سورہ مائدہ یہ حدیث مرقوم ہے۔ روی عن ابی میسرۃ قال انزل اللہ تعالی فی ھذہ السورۃ
ثمانیۃ عشر حکما لم ینزلھا فی غیرھا۔

ایضا تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی مطبوعہ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۸ مین زیر (مائدہ) روی عن ابن مسعود قال انزل اللہ تعالی فی ھذہ السورۃ
ثمانیۃ عشر حکما لم ینزلھا فی غیرھا تفسیر معالم التنزیل مین ابو میسرہ سے اور تفسیر سراج المنیر مین ابن مسعود سے مروی ہے کہ سورہ مائدہ مین اٹھارہ
فریضہ یا احکام مین جو دوسرے سورہ مین نہین نازل ہوئے۔

ایضا تفسیر احمدیہ ملا احمد الشہیر ملاجیون مطبوعہ ... صفحہ ۱۲۱ ... وعن ابی میسرۃ فیھا ثمانی عشرۃ فریضۃ ... منسوخ ...

قرطاس کے مقدمہ مین ٹھیک اکیاسوین روز زبان سے جاری ہوا تھا جسکے بجائے تین مہینے یعنی (۹۰ دن) کی فرضی مدت بلاسند آنحضرت صلعم کے آخر عمر کی بتائی جاتی ہے کیونکہ اکیاسی دن مین نو دن شامل کرنے سے نوّے دن کی مدت ہوجاتی ہے پس اس تحقیق اور تنقید مین ارباب سیر اور احادیث کے دفتر کے چھان بین کی ضرورت ہوئی جس سے حق و باطل راست و دروغ اور صراط مستقیم کا صحیح مفہوم واضح ہوگا حتی الامکان خالص بے طرفداری کا لحاظ کرتے ہوے روایات صحیحہ کو مسانید و تفاسیر اور سیر معتبرہ سے منتہائی کوشش کے ساتھ تلاش کیا گیا ہے انشاءاللہ ناظرین مطلع ہونگے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ منیب۔

قبل اس کے دیباچہ کے حاشیہ مین الفاروق شبلی سے رسولخدا کا اخیر صفر مین علیل ہونا اور ۱۳ دن بیمار رہکر ۱۲ ربیع الاول کو وفات فرمانا اور سہ شنبہ کے دن دوپہر ڈھلنے پر مدفون ہونا نقل ہوچکا ہے۔ اسی اخیر صفر یوم چہارشنبہ کو ابتدائی شکایت ہونا شبلی صاحب کے رفیق سفر مولوی امین اللہ عظیم آبادی نے فرمائی ہے (جو مصنف سیرت منظوم موسوم قصیدۂ عظمی ہین) جس سے ۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن حضرت کے بیمار ہونے کی تائید ہوتی ہے جو ذیل کی اُردو کتابون سے بھی ۲۸ صفر چہارشنبہ کا دن مؤید ہوتا ہے۔

چنانچہ روضۃ الاصفیا فی ذکر الانبیا اُردو قصص الانبیا مولفہ محمد طاہر صاحب مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۶ھ صفحہ ۱۵۱ مین ہے۔ چارشنبہ کے دن اٹھائیسوین تاریخ صفر کی حضرت کے دردِ سر شدت ہوا چودہ روز حضرت صلعم بیمار رہے دو روز ماہ صفر کے بارہ روز ماہ ربیع الاول کے (یہ کُل ۱۴ دن ہوئے۔

ایضاً دہ مخزن مولفہ حکیم نصر اللہ خان متخلص بوصال ابن حکیم ثناءاللہ خان مطبوعہ مطبع محمدی محمد مرزا خان دہلی ۱۲۹۹ھ صفحہ ۲۰ مین ہے۔ اٹھائیسوین صفر کو بُدھ کے دن آنحضرت صلعم کے مرض لاحق ہوا یعنی تپ اور دردِ سر عارض ہوا اکثر یہ کہتے ہین کہ تیرہ ۱۳ دن بیمار رہے۔ بعضے کہتے ہین چودہ دن۔ تاریخ مولف (غم یار ۱۲۵۶ھ)۔

مذکورہ بالا کتابون سے الفاروق شبلی کے اخیر صفر یعنی (۲۸ صفر چہارشنبہ کو) حضرت صلعم کے بیمار ہونے کی تائید ہوگئی

باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ابی مرۃ سے مروی ہے کہ (سورۂ مائدہ) مین اٹھارہ فریضہ مین اور اسمین کچھ منسوخ نہین ہے۔

۱۔ ایضاً۔ بہ تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کی ہے وعاش علیہ السلام بعدہ احدی و ثمانین لیلۃ (حاصل ترجمہ) یعنی رسولخدا علیہ السلام بعد نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی رات زندہ رہے۔

۲۔ تفسیر فتح القدیر شوکانی مین ہے۔ فمکث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعد نزول ھذہ الایۃ احدی و ثمانین یوماً ثم قبضہ اللہ تعالے (حاصل ترجمہ) تفسیر فتح القدیر شوکانی مین ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی روز ٹھہرے پھر وفات ہوئی۔

۳۔ تفسیر بحر مواج علامہ شہاب الدین شمس عمر دولت آبادی مطبوعہ نولکشور ۱۲۹۸ھ صفحہ ۶۵۲ مین ہے بعد نزول این آیت پیغمبر صلعم ہشتاد و یک شب یا ہشتاد و دو شب در حیات بود۔ روایت ہے کہ بعد نازل ہونے آیہ موصوفہ کے رسولخدا ۸۱ یا ۸۲ شب زندہ رہے۔

۴۔ تفسیر مفاتیح الغیب المشتہر بالتفسیر الکبیر ج ۳ صفحہ ۳۵۷ مین ہے۔ قال اصحاب الاثار انہ لما نزلت ھذہ الایۃ علی النبی صلعم لم یعمر بعد نزولہا الا احدی و ثمانین یوماً او اثنین و ثمانین یوماً۔ اصحاب حدیث نے کہا ہے کہ جب آیہ مذکورہ نازل ہوا تو رسولخدا نہین زندہ رہے مگر ۸۱ یا ۸۲ روز۔

۵۔ تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے باب دہم تعہ طلب قرطاس میں ہے قبل ازین واقعہ بسہ ماہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل شدہ بود یعنی رسالتمآب صلعم طلب قرطاس کے دن سے تین مہینے یعنی ۹۰ روز پہلے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوچکی تھی۔

جس کے پلٹنے سے ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ اور ۹ ذی الحجہ اور ۲۵ ذوقعدہ کو سہ شنبہ ہوا یہی سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ
کو آتا ہے کیونکہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا تیرہواں دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور چودھواں دن ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ)
ہوا کیونکہ ہر چہارشنبہ کا پندرھواں روز چہارشنبہ چودھواں روز سہ شنبہ تیرھواں روز دوشنبہ ہونا بدیہیات سے ہے۔
اور ۱۸ ذی الحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک ستر دن جسمین گیارہ ربیع الاول کے گیارہ روز شامل کرنے سے
۸۱ غبانہ روز کامل ہوتے ہین۔

تنبیہ واضح ہو کہ ہر پنجشنبہ کی اکیاسوین رات دوشنبہ جسکی صبح یوم دوشنبہ اور ہر جمعہ کی اکیاسوین شب شب
سہ شنبہ جسکی صبح یوم سہ شنبہ ہونا بھی بدیہی ہے۔

اور ۹ ذی الحجہ عرفہ اور ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر مین نوراتون کا فصل ہے جب ۱۸ ذی الحجہ مین ۹ دن کم کیے جائین تو ۹
ذی الحجہ ہوگا ایسے ہی ۲۸ صفر مین ۹ دن گھٹا دینے سے ۱۹ تاریخ صفر کی ہوگی۔

لیکن شبلی صاحب نے اپنی مصنفہ کتاب الفاروق کے خلاف سیرۃ النبی جلد ثانی مطبوعہ معارف اعظم گڈھ کے
صہ ۱۳۴ مین رسول اللہ کا بیمار ہونا اسطرح تحریر فرمایا ہے۔

"(۱۸ یا ۱۹) صفر ۱۱ھ مین آدھی رات کو آپ جنۃ البقیع مین (جو عام مسلمانون کا قبرستان تھا) تشریف لیگئے
وہان سے واپس تشریف لائے تو مزاج ناساز ہوا یہ حضرت میمونہ کے باری کا دن تھا اور روز چہارشنبہ تھا پانچ دن تک
آپ اس حالت مین بھی ازراہ عدل وکرم باری باری ایک ایک بیوی کے حجرے مین تشریف لیجاتے رہے)

پھر اسی عبارت کے زیر حاشیہ نمبر ۱ مرقوم ہے۔ آنحضرت صلعم کے ابتداے مرض کے دن یا مدت علالت اور تاریخ
وفات کے تعین مین روایات مختلف ہیں، امر مختلف فیہ سے پہلے اُن امور کو بتادینا چاہیے جنپر تمام روایات کا اتفاق
ہے اور جنپر گویا تمام محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے اور وہ یہ ہین۔

(۱) سال وفات ۱۱ھ ہجری ہے۔

(۲) مہینہ ربیع الاول کا تھا۔

(۳) یکم سے ۱۲ تک کوئی تاریخ تھی۔

(۴) دوشنبہ کا دن تھا (صحیح بخاری ذکر وفات کتاب الجنائز) زیادہ تر روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کل
۱۳ دن بیمار رہے، اس بنا پر اگر یہ تحقیقی طور سے متعین ہو جائے آپ نے کس تاریخ کو وفات فرمائی تو تاریخ آغاز مرض بھی
متعین کیجا سکتی ہے حضرت عائشہ کے گھر بروایت صحیح آٹھ روز (ایک دوشنبہ سے دوسرے دوشنبہ تک) بیمار رہے اور یہین
وفات فرمائی اسلیے علالت کی مدت آٹھ روز تو یقینی ہے، عام روایات کے رو سے پانچ دن اور چاہیے ہین اور یہ قرائن
سے بھی معلوم ہوتا ہے اسلیے ۱۳ دن مدت علالت صحیح ہے، علالت کے پانچ دن آپ نے دوسرے ازواج کے حجرون مین
بسر فرمائے اس حساب سے علالت کا آغاز چہارشنبہ سے ہوتا ہے"

سلہ ۱۸ صفر (چہارشنبہ) کے لیے دیکھو نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی کا پہلا خانہ۔
اور ۱۹ صفر (چہارشنبہ) کے لیے دیکھو نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم وحرف (نون) نووی شارح مسلم کا پہلا خانہ۔

تاریخ وفات کے تعین میں راویون کا اختلاف ہے کتب حدیث کا تمام تر دفتر چھان ڈالنے کے بعد بھی تاریخ وفات کی کوئی روایت مجکو احادیث میں نہیں مل سکی ارباب سیر کے یہان تین روایتیں ہیں۔ یکم ربیع الاول، دوم ربیع الاول اور ۱۲ ربیع الاول ان تینون روایتون میں باہم ترجیح دینے کیلئے اصول روایت و درایت دونون سے کام لینا ہے؟

یکم ربیع الاول کی روایت کا متقدمین مین وجود نہیں لیکن متاخرین مین بھی کوئی روایت نہیں ہے مجرد کسی کا یکم ربیع الاول کہدینا کافی نہیں ہے خود شبلی صاحب نے لفظاً تین روایتیں لکھی ہیں لیکن سند کسی روایت کی نہیں لکھی۔

پھر لکھتے ہیں "روایۃً دوم ربیع الاول کی روایت ہشام بن محمد بن سائب کلبی اور ابو مخنف کے واسطہ سے مروی ہے (طبری صـ۱۸۱۵) اس روایت کو اکثر قدیم مورخون نے (مثلاً یعقوبی وغیرہ نے) قبول کیا ہے لیکن محدثین کے نزدیک یہ دونون مشہور دروغ گو اور غیر معتبر ہین یہ روایت واقدی سے بھی ابن سعد و طبری نے نقل کی ہے۔ (جزو وفات)"

بیشک ابن سعد نے دوسری ربیع الاول کی روایت کو واقدی سے نقل کیا ہے لیکن طبری نے اس روایت کو ابو مخنف کے واسطے سے لیا ہے چنانچہ طبری صـ۱۸۱۵ مین ہے عن هشام ابن محمد بن السائب عن ابو مخنف قال ثنا الصقعب بن زهير عن فقهاء اهل الحجاز قالوا قبض رسول الله صلعم نصف النهار يوم الاثنين ليلتين مضتا من شهر ربيع الاول۔ ہشام بن محمد بن سائب نے ابو مخنف سے کہا اُنھون نے بیان کیا ہم سے صقعب بن زہیر نے فقہاء حجاز سے کہا اُنھون نے وفات فرمائی رسول اللہ صلعم دوسری ربیع الاول یوم دوشنبہ کو دوپہر کے وقت اور قال الواقدی توفی يوم الاثنين لثنتی عشر ليلة خلت من شهر ربيع الاول و دفن من الغد

لہ سیرۃ النبی ج۔ اول صـ۱۰۵ مین ہے۔ محمد ابن اسحاق تابعی ہین متعدد صحابہ کو دیکھا تھا علم حدیث مین کمال تھا۔ ابن سعد مشہور محدث ہیں۔ محدثین نے عموماً لکھا ہے کہ گو اُنکے اُستاد (واقدی) قابل اعتبار نہین لیکن وہ خود قابل سند ہین۔

اور المامون شبلی مطبوعہ کانگریس پریس دہلی کے صـ۱۲۶ مین ہے۔ تاریخ مین اگر کوئی زمانہ اہل کمال کے پیش کرنے پر ناز کر سکتا ہے تو مامون کا عہد حکومت اس فخر مین سب سے مرجح ثابت ہوگا فقہا اور محدثین مین یحییٰ ابن معین، امام بخاری، محمد بن سعد کاتب واقدی ×× حافظ ابن ہشام ××× امام واقدی ×× الخ یہ لوگ ہین کہ آج مذہبی علوم کے ارکان انھین کی روایتون پر قائم ہیں اور سیرۃ النبی ج اول صـ۱۹ مین ہے تاریخی سلسلہ مین سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیر ہے طبری اس درجہ کے شخص ہین کہ تمام محدثین انکے فضل و کمال وثقہ اور وسعت علم کے معترف ہین انکی تفسیر احسن التفاسیر خیال کی جاتی ہے پھر صـ۳۶ مین لکھتے ہین کہ سیرت پر آج بھی سیکڑون تصنیفین موجود ہین لیکن سب کا سلسلہ جاکر صرف تین چار کتابون پر منتہی ہوتا ہے سیرت ابن اسحاق، واقدی، ابن سعد، طبری انکے علاوہ جو کتابین ہین وہ ان سے متاخر ہین واقدی کے سوا تینون مصنفین اعتبار کے قابل ہین ابن سعد اور طبری مین کسی کو کلام نہین " یہ ہین وہ لوگ جنکی مخرجہ احادیث پر شبلی صاحب کی نظر نہین پڑی پھر کتب حدیث کا دفتر کون سی کتابین ہین جنمین وفات النبی یا مرض النبی کی تاریخ ہوتی۔ محمد ابن اسحاق نے صرف ۱۲ ربیع الاول کی روایت اخراج کی ہے۔

واقدی نے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ دوسری ربیع الاول کا اضافہ کیا جس سے ابن سعد اور بقول خود شبلی صاحب کے طبری نے اخذ کیا لیکن یکم ربیع الاول کی روایت کا طبری تک کوئی وجود نہین ہے۔

عہ یہ حافظ ابن ہشام مصنف سیرۃ ابن ہشام المتوفی ۲۱۳ ہجری ہین۔ حافظ موصوف سیرۃ ابن اسحاق کے شارح ہین جنکی توثیق شبلی صاحب نے سیرۃ النبی مین ان الفاظ سے کی ہے کہ ابن ہشام کا نام عبدالملک ہے وہ نہایت ثقہ اور نامور محدث اور مورخ تھے، جنکا حافظ (حدیث) ہونا بھی لکھ چکے جنھون نے حضرت کا اخیر صفر کے باقی شب مین بیمار ہونے کی روایت کی ہے جو الفاروق شبلی صاحب کے تحریر کے مطابق اور مؤید ہے۔

ﷺ دوم ربیع الاول کی روایت کو طبری نے واقدی سے نہین لیا یہ شبلی صاحب کا افترا ہے چنانچہ روض الانف سہیلی ج ثانی صـ۳۰۲ مین ہے وذکر الطبری عن ابن الکلبی وابی مخنف انہ توفی فی الثانی من ربیع الاول یعنی طبری نے ابن کلبی اور ابو مخنف کے واسطے سے دوسری ربیع الاول کا ذکر کیا۔

نصف النہار حین زاغت الشمس وذالک یوم الثلاثاء - واقدی نے کہا ہے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ بارہ راتین گزرین ماہ ربیع الاول کی اور دوسرے روز بروز سہ شنبہ دوپہر بعد مدفون ہوے - اسی کو شبلی صاحب نے الفاروق مین اختیار کیا ہے -

ایضاً صفحہ ۱۷۹۵ مین ہے - وقال الواقدی بدی رسول اللہ صلعم وجعہ للیلتین بقیتا من صفر - اور واقدی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو شروع ہوا درد جبکہ دو راتین ماہ صفر کی باقی تھین - ان دونون قول واقدی سے حضرت کا بیمار رہنا چودہ روز ہوتا ہے -

پھر صفحہ ۱۷۹۹ مین ہے - عن ہشام بن محمد عن ابی مخنف قال ثنا الصقعب بن زہیر عن فقہاء اہل الحجاز ان رسول اللہ صلعم وجع وجعہ الذی قبض فیہ فی آخر صفر فی ایام بقین منہ - ہشام بن محمد نے ابی مخنف سے کہا اُنھون نے کہ حدیث کی ہم سے صقعب بن زہیر نے فقہاء حجاز سے کہ رسول اللہ صلعم کو درد ہوا وہ درد جسمین حضرت نے وفات فرمائی وہ ماہ صفر کی آخری دنون مین ہے اس روایت نے دوسری ربیع الاول کی روایت کو غلط کر دیا اور یہ روایت شبلی صاحب کے مصنفہ کتاب الفاروق کے مطابق ہوتی ہے اور جس سے ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد کے ۲۸ صفر چہارشنبہ ابتداے مرض النبی اور ۲۹ صفر پنجشنبہ کے ہونے کی تصدیق ہوتی ہے - پھر شبلی صاحب رقمطراز ہین "لیکن واقدی کی مشہور ترین روایت جسکو اُس نے متعدد اشخاص سے نقل کیا ہے وہ ۱۲ ربیع الاول کی ہے" اس روایت سے واقدی کی دوسری ربیع الاول کی روایت خود واقدی کے قول سے باطل ہو گئی -

البتہ بیہقی نے دلائل مین بسند صحیح سلیمان التیمی سے دوم ربیع الاول کی روایت نقل کی ہے (نور النبراس) ارباب نظر شبلی صاحب کے اس دوم ربیع الاول کے صحیح السند روایت پر توجہ فرمائین جس روایت کے لکھنے پر قدیم مورخون یعقوبی و مسعودی کو دروغ گو اور غیر معتبر لکھ چکے ہین جنکی نسبت الفاروق مین لکھتے ہین "مورخ یعقوبی احمد بن یعقوب بن واضح کاتب عباسی یہ تیسری صدی کا مورخ ہے اسکی کتاب خود شہادت دیتی ہے کہ وہ بڑے پایہ کا مصنف ہے الخ" اور مورخ مسعودی کے حال مین ہے "ابو الحسن علی بن حسین مسعودی المتوفی ۳۴۶ھ فن تاریخ کا امام ہے اسلام مین آج تک اسکے برابر کوئی وسیع النظر مورخ پیدا نہین ہوا وہ دُنیا کی اور قومون کی تواریخ کا بہت بڑا ماہر تھا" لیکن اسوجہ سے کہ انھون نے مثل سلیمان تیمی کے دوسری ربیع الاول تاریخ وفات نقل کی تو دروغ گو ہونے کا تمغہ عطا ہو یہ دوسری ربیع الاول دوشنبہ کی وہی روایت ہے جسکو ۱۹ صفر چہارشنبہ یعنی گیارہ راتین ماہ صفر کے باقی رہنے پر حضرت کا بیمار ہونا ہے جسمین دو راتین شامل کرنے سے تیرہ راتین حضرت بیمار رہے جسکے مراجعت سے ۱۱ صفر سہ شنبہ ۸ و یکم صفر (شنبہ) ۳۰ محرم (جمعہ) ۲۹ و یکم (پنجشنبہ) ۲۹ و یکم ۳۰ ذیحجہ (چہارشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (پنجشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (پنجشنبہ) ۲۶ ذیقعدہ (جمعہ) ہوا اسی تاریخ کو شبلی صاحب نے حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی قرار دی ہے جس تاریخ کے سفر فرمانے کی کوئی روایت نہین ہے اور یوم (جمعہ) واقع ہوتا ہے اور ۹ ذیحجہ عرفہ سے دوسری ربیع الاول تک ۸۱ شبانہ روز ہوتے ہین

اسی دوسری ربیع الاول سے یکم ربیع الاول تصنیف کی گئی ہے جسکی اصل روایت طبقات ابن سعد جزو وفات مین یہ ہے۔ اخبرنا محمد ابن عمر حدثنی ابو معشر عن محمد بن قیس ان رسول اللہ صلعم اشتکی یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ لیلۃ بقیت من صفر الخ۔ خبر دی ہم کو محمد بن عمر واقدی نے کہا حدیث کی مجھ سے ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہ رسول اللہ صلعم کو شکایت ہوئی چہارشنبہ کے دن جبکہ گیارہ راتین ماہ صفر کی باقی تھین۔ اس روایت مین لفظ (بقیت من صفر) ہے جسکی جگہ لفظ (مضت من صفر) یعنی گذرے ماہ صفر کے کر کے یکم ربیع الاول دوشنبہ لایا گیا ہے تاکہ ۹ ذیحجہ (جمعہ) صحیح ہو جائے۔

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ج۔۱۰ مطبوعہ دہلی ۱۳۰۷ھ باب مرض النبی کے صہ۹۹ مین ہے وفی المغازی لابی معشر عن محمد بن قیس قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ مضت من صفر (یعنی مغازی ابو معشر مین محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو شکایت ہوئی بروز چہارشنبہ جبکہ گیارہ گذرے ماہ صفر کے۔ گیارہ صفر کو (چہارشنبہ) ۱۵ صفر (یکشنبہ) ۱۶ صفر (دوشنبہ) ۱۷ صفر (سہ شنبہ) ۱۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۲ و ۲۹ صفر (یکشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا جسکی مراجعت سے یکم صفر (یکشنبہ) ۳۰ محرم (شنبہ) ۲۹ و یکم محرم (جمعہ) ۲۹ و یکم ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (جمعہ) ۲۶ ذوقعدہ (شنبہ) ہوا اسلئے شبلی صاحب نے الفاروق کے خلاف سیرت النبی مین ۱۸ یا ۱۹ صفر چہارشنبہ کو حضرت کا مزاج ناساز ہونا درمیان مین مشتبہ لفظ (یا) سے لکھا ہے لیکن ۹ ذیحجہ عرفہ سے یکم ربیع الاول تک ۸۰ شبانہ روز ہوتے ہین اسلئے یکم ربیع الاول کی وفات غلط اور دروغ ہے۔

علاوہ اس کے اسی سیرت النبی مطبوعہ معارف اعظم گڈہ کے صہ۱۲۳ سطر ۹ مین ہے "تجہیز و تکفین کا کام دوسرے دن سہ شنبہ ۳ ربیع الاول کو شروع ہوا" یعنی دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) کو وفات النبی تیسری ربیع الاول (سہ شنبہ) کو تجہیز و تکفین کے کام کا آغاز ہوا۔

پھر شبلی صاحب یہ لکھتے ہین "لیکن یکم ربیع الاول کی روایت ثقہ ترین ارباب سیر موسی بن عقبہ اور مشہور محدث امام لیث مصری سے مروی ہے (فتح الباری وفات) امام سہیلی نے روض الانف مین اسی روایت کو اقرب الی الحق لکہا ہے (جلد دوم وفات) سب سے پہلے امام مذکور ہی نے درایۃً اس نکتہ کو دریافت کیا کہ ۱۲ ربیع الاول کی روایت قطعاً ناقابل تسلیم ہے کیونکہ دو باتین یقینی طور سے ثابت ہین روز وفات دوشنبہ کا دن تھا (صحیح بخاری ذکر وفات صحیح مسلم کتاب الصلوۃ)" بیشک ۱۲ ربیع الاول کی روایت مین ایک دن کا اضافہ ہو گیا ہے کیونکہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا چودہوان روز ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) اور تیرہوان روز ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) تہا اور علامہ سہیلی ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول تک تجاوز کر گئے دیکھو (جلد دوم صہ۲۷۰ روض الانف مطبوعہ ۱۳۳۲ھ سنہ ۱۹۱۴ء) پھر اسی کتاب مین امام سہیلی نے خوارزمی کے حوالے سے وفات النبی یکم ربیع الاول کہا ہے جسکو اقرب فی القیاس لکہا ہے۔ اسی فقرے کو شبلی صاحب نے اوپر اقرب الی الحق کا غلط اور دروغ لفظ اپنی طرف سے بڑہایا ہے اور سہیلی

کے جانب نسبت دی ہے

نیز امام سہیلی کے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) ہے جسکی شام کو وفات النبی فتح الباری مین ہے
یہ وہی روایت ہے جسمین موسیٰ بن عقبہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے عند موسیٰ بن عقبہ والليث والخوارزمی
وابن زبر مات لهلال ربيع الاول یعنی موسیٰ بن عقبہ اور لیث اور خوارزمی اور ابن زبر کے نزدیک
(وفات النبی) ہلال ربیع الاول کے وقت واقع ہوئی اور جو صحیح بخاری کے حدیث سفر حجۃ الوداع مین موسیٰ بن عقبہ
کے واسطہ اور ابن عباس کے سند سے اور ۲۵ ذیقعدہ کو یوم شنبہ فرض کرنیسے یکم ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ (شنبہ) ۸ ذیحجہ
(دوشنبہ) ۲۹ صفر (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے اور
۳۰ صفر (سہ شنبہ) یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے آتا ہے اور علامہ
حلبی نے ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۱۲ یا ۱۴ ربیع الاول تک کل مدت ۹۳ دن حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زندہ
رہنے کی قرار دی ہے۔

غرضکہ ۲۹ صفر (دوشنبہ) تک ۷۹ دن اور ۱۸ ذیحجہ سے ۲۹ صفر تک (۷۰ دن) ہوئے جس سے شبلی صاحب کا
یکم ربیع الاول ہر صورت سے باطل اور غلط ہوگیا۔

پھر شبلی صاحب لکھتے ہین "اس سے تقریباً تین مہینہ پہلے ذیحجہ سنہ ۱۰ھ کے نوین تاریخ کو جمعہ کا دن تھا (صحاح
قصہ حجۃ الوداع صحیح بخاری تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم) ۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ روز جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ تک کا
حساب لگاؤ ذیحجہ، محرم، صفر ان تینون مہینون کو خواہ ۲۹، ۲۹ کو خواہ ۳۰، ۳۰ خواہ بعض ۲۹ بعض ۳۰ کسی حالت مین
اور کسی شکل سے ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن نہین پڑسکتا اس لئے درایۃً بھی یہ تاریخ قطعاً غلط ہے دوم ربیع الاول
کو حساب سے اسوقت دوشنبہ پڑسکتا ہے جب تینون مہینہ ۲۹ کے ہون"

سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ ۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ سے ۱۲ ربیع الاول تک کثیر الوقوع یعنی دو ۲۹ اور ایک مہینہ ۳۰ سے تین مہینہ
یعنی نوّے ۹۰ دنکی مدت بھی ہوتی ہے یا نہین چنانچہ علامہ حلبی نے ۱۲ ربیع الاول تک ۹۳ دن کثیر الوقوع سے حساب کیا ہے

امام سہیلی روض الانف ج ثانی مین لکھتے ہین۔ وقال الاکثرهم فی الثانی عشر من ربیع الاول ولا یصح ان یکون توفی صلی اللہ علیہ وسلم الا فی الثانی من الشهر او الثالث عشر او الرابع او الخامس عشر لاجماع المسلمین۔ حاصل ترجمہ۔ اکثر قول وفات نبی ۱۲ ربیع الاول ہے اور یہ صحیح نہین ہے مگر دوم ربیع الاول یا ۱۳ یا ۱۴ یا ۱۵ ربیع الاول اسلئے کہ اسپر اجماع مسلمین کا ہے۔ لیکن سیرت حلبی ج ۳ ص ۳۹۲ مین قول سہیلی دوم و ۱۵ ربیع الاول کو خارج کرکے لکھا ہے۔ وقال السهیلی ان یکون وفاته یوم الاثنین الا فی ثالث عشر او رابع عشر لاجماع المسلمین۔ یعنی سہیلی نے وفات النبی ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ کو اجماع مسلمین سے کہا ہے جس سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے ہوا جس سے یکم و دوم و ۱۵ ربیع الاول باطل ہوگئے۔

۵ صحیح بخاری ج ثانی مین ہے۔ قال موسیٰ بن عقبہ قال اخبرنی کریب عن عبد اللہ بن عباس قال انطلق النبی صلعم من المدینۃ لخمس بقین من ذی القعدہ فقدم مکۃ لاربع لیال خلون من ذی الحجۃ (حاصل ترجمہ) موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ خبر دی مجکو کریب نے عبد اللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ صلعم چلے مدینہ سے جبکہ پانچ راتین ماہ ذیقعدہ کی باقی تھین اور مکہ معظمہ مین داخل ہوئے جبکہ چار راتین ذیحجہ کی خالی ہوئین یعنی ۲۵ ذیقعدہ کو مدینہ منورہ سے چلے چار ذیحجہ صبح کو مکہ معظمہ پہونچے۔

جس سے گیارہ ربیع الاول کو (۹۰ دن) یعنی تین مہینہ ہوتے ہیں اور جمہور مفسرین نے دوم ربیع الاول کو (۸۰ دن) کہا ہے دیکھو تفسیر معالم التنزیل بغوی ولباب التاویل خازن وتفسیر فتح البیان صدیق حسن خان وغیرہ) پس دوم ربیع الاول اور (۸۰ دن) میں ۹ دن شامل کرنے سے گیارہ ربیع الاول کو (۹۰ دن) یا تین مہینے ہوئے اور ۱۲ ربیع الاول کو اکانوے دن یعنی تین مہینے ایک دن ہوتے ہیں جسکو نعمانی صاحب نے ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۱۲ ربیع الاول تک تین مہینہ غلط حساب کیا ہے پھر بھی ۱۲ ربیع الاول کو ۳۰، ۳۰ کے حساب سے دوشنبہ کا روز واقع ہو سکتا ہے جبکہ رسول خدا صلعم کے سفر حجۃ الوداع کی صحیح تاریخ ۲۵ ذیقعدہ کو یوم شنبہ فرض کیا جائے جو موسیٰ بن عقبہ کے ۲۹ صفر (دوشنبہ) کے مراجعت سے ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو (شنبہ) کا روز ہوتا ہے جسکو حافظ ابن کثیر وغیرہ نے بیان کیا ہے اور امام سہیلی کے ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ کی مراجعت سے واقع ہوتا ہے۔

پہلی بات ۹ ذیحجہ کو (جمعہ) اہالی مکہ کے ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) کے شام شب پنجشنبہ میں چاند دیکھنے سے اول ذیحجہ پنجشنبہ اور اہالی مدینہ کے ۳۰ ذوقعدہ (پنجشنبہ) کے شام شب جمعہ میں چاند دیکھنے سے اول ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) ہوا اگر تینوں مہینے ۳۰، ۳۰ کے ہوں تو ۵ و ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے۔

اسی طرح اہالی مکہ کے ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) کے حساب سے یکم و ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ (جمعہ) سے تینوں مہینے ۲۹، ۲۹ کے ہوں تو دوم ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا جو خلاف اصول ہے اور اسی دن ہونے سے یہ دونوں تاریخیں غلط ہیں جسکو شبلی صاحب نے ۳۰ ذوقعدہ (چہارشنبہ) سے اختیار فرمایا ہے جو حدیث وروایت صحاح ستہ کے خلاف اور اہالی مکہ اور مدینہ کے مخالف ہونے سے قطعاً غلط اور دروغ ہے۔

اور ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ تین مہینے ۳۰، ۳۰ کے قرار دینے سے ۹۲ دن کی مدت ہوتی ہے، ۹ ذیحجہ سے ۳۰ ذیحجہ تک (۲۱ دن)، ماہ محرم (۳۰ دن)، ماہ صفر (۳۰ دن) ربیع الاول کے (۱۲ دن) یہ کل ۹۲ دن ہوئے اور ۲۸ صفر کو بھی (دوشنبہ) آتا ہے جسکی مراجعت میں ۱۸ ذیحجہ کو (دوشنبہ) ہوا چنانچہ حضرت ابن عباس کے سند سے اس ۱۸ ذیحجہ کو سورہ مائدہ اور اسکی آیت الیوم اکملت لکم دینکم کا نازل ہونا محقق ہوتا ہے۔

جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر کے ج۔ ۸ ص ۱۶۸ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم میں ہے۔

ما اخرجہ الطبری بسند فیہ ابن لہیعۃ عن ابن عباس ان ہذہ الایۃ نزلت یوم الاثنین۔ یعنی طبری نے ابن لہیعہ کے طریق اور ابن عباس کے سند سے کہا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول دوشنبہ کے روز ہوا یہ دوشنبہ ۱۸ ذیحجہ غدیر خم کے روز موسیٰ بن عقبہ کے ۲۹ صفر (دوشنبہ) اور سہیلی کے ۱۲ یا ۱۴ ربیع الاول کے دوشنبہ کے حساب سے آتا ہے

(دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ)

اور یہی حساب قرۃ العیون شرح سرور المحزون نواب محمد علی خان صولت جنگ والی ٹونک کے حصہ ششم مطبوعہ مفید عام آگرہ کے صفحہ ۱۵ سے آتا ہے

کوچ کیا حضرت نے مدینہ طیبہ سے واسطے حجۃ الوداع کے ہفتے کے روز پچیسوین تاریخ ذوقعدہ کو دسوین سال ہجرت مین۔

لیکن حقیقت مین سورہ مائدہ اور اسکی آیت موصوفہ کا نزول (پنجشنبہ) کے دن ۱۸ ذیحجہ غدیر خم مین واقع ہوا اور یہی ۱۸ ذیحجہ کا (پنجشنبہ) کثیر الوقوع سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو ۷۰ دن پر پہونچتا ہے جسکو امام سہیلی نے بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ سیرت انسان العیون حلبی مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ ج ثالث صفحہ ۲۲۹ مین ہے

سریہ اسامہ بن زید الی ابنی فی کلام السہیلی رحمہ اللہ وھی قریہ عند موتہ التی قتل عندھا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ لما کان یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنہ احدی عشرۃ من الہجرۃ أمر صلی اللہ علیہ وسلم بالتہیؤ لغزو الروم × × × فلما کان یوم الاربعاء بدأ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقدہ صلی اللہ علیہ وسلم لاسامہ لواء بیدہ۔

حاصل ترجمہ۔ سریہ اسامہ ابن زید طرف مقام ابنی کے جو ایک گانون ہے موتہ کے قرب مین جہان زید بن حارثہ قتل ہوئے ہین جبکہ ۲۶ صفر ۱۱ھ (دوشنبہ) یعنی چار راتین ماہ صفر کی باقی تہین واقع ہوا تو رسول اللہ صلعم نے مسلمانون کو جنگ روم کے تیاری کا حکم دیا اور جب چہارشنبہ ۲۸ صفر کا آیا تو رسول اللہ صلعم کو بخارا اور درد سر شروع ہوا اور جب ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ہوا تو حضرت صلعم نے اپنے دست مبارک سے اسامہ کیلئے جھنڈا یعنی نشان فوجی درست فرماکر مرحمت فرمایا جسکو علامہ حلبی نے امام سہیلی سے لیا ہے۔ اور سہیلی نے ابن اسحاق سے جنکی سیرت کے شارح ہین:-

یہ وہی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ہے جسکو شبلی صاحب نے اپنے الفاروق مین حضرت کا آخر صفر مین بیمار ہونا اور بروایت مشہور ۱۳ روز بیمار رہنا نقل کیا ہے جس سے یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۹ ربیع الاول (شنبہ)۔ ۱۰ ربیع الاول (یکشنبہ) ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے۔ یہی (دوشنبہ) ہے جو ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۸۱ یوم پر ہے اور جسکی شام کو وفات النبی اور ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کی شب سے ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ تک دو سال اور ۲۲ جمادی الآخر تک تین مہینے اور ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ تک دس راتین مدت خلافت حضرت ابوبکر کا حساب روایت مین ہے دیکھو طبقات ابن سعد عقد الفرید ابن عبد ربہ اندلسی تاریخ کامل ابن اثیر جزری و تاریخ ابو الفدا و تاریخ ابن الوردی وغیرہ۔

اس تاریخ سے یکم اور دوم ربیع الاول دونون کا ابطال ہوگیا اور شبلی صاحب کے اصول معینہ کے مطابق جس پر تمام روایات کا اتفاق اور تمام محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے وہ یہی گیارہ ربیع الاول

دوشنبہ پر صادق اور مطابق ہے۔

(۱) سال وفات ۱۱ھ (۲) مہینہ ربیع الاول ہے (۳) یکم سے ۱۲ ربیع الاول تک ہے (۴) دوشنبہ (۵) عرفہ ۹ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک تین مہینے اور ۸ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک ۸۱ یوم اور ۲۸ صفر سے ۱۱ ربیع الاول تک ۱۲ دن اور اسی تاریخ پر ۶۳ سال عمر کے اور تبلیغ رسالت کے بیس سال کامل ہوئے یعنی اول تبلیغ ۳ سنہ نبوی سے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) ۱ سنہ تک دس سال مکہ معظمہ مین اور گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ یوم (دوشنبہ) تک دس سال مدینہ منورہ مین کل بیس سال کامل ہوگئے۔

اور دیباچہ کتاب ہذا مین جس نقشہ مرتبہ شبلی نعمانی مولفہ سیرت النبی جلد ثانی کے صہ ۱۳۵ وصہ ۱۳۶ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بجنسہ نقل ہے جسکو ۲۶ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کا قرار دیکر سنیچر کے دن سے شروع کیا گیا ہے جسکی رو سے ۲۹ ذوقعدہ (شنبہ) ۳۰ ذوقعدہ چہارشنبہ کامل ۳۰ یوم کا لیکر یکم ذیحجہ و ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) ہوا لیکن ۲۶ ذوقعدہ یعنی ماہ ذوقعدہ کی چار راتین باقی رہنے پر حضرت کا سفر حجۃ الوداع فرمانے کی کوئی روایت نہین اور ذیحجہ و محرم و صفر سے شبلی صاحب نے دکھایا ہے جسمین ماہ ذیقعدہ کا ذکر خصوصاً تاریخ سفر حجۃ الوداع تحقیق طلب کو قطعاً چھوڑ دیا ہے جس کا یہ نقشہ ہے

قال "نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا کہ اگر ۹ ذیحجہ کو جمعہ ہو تو اوائل ربیع الاول مین اس حساب سے دوشنبہ کس کس دن واقع ہوسکتا ہے"

اقول اگر ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد اور ابن جریر طبری اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور سنن نسائی کے مطابق ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کا لیکر یوم (شنبہ) فرض کیا جائے تو کن کن تاریخون ربیع الاول کے دوشنبہ واقع ہوگا جن ہر دو نقشون مفروضہ سے یہ امر محقق ہوتا ہے کہ سفر حجۃ الوداع کا یوم مفروضہ غلط ہے جس کے ایک دن پہلے یا بعد یوم جمعہ نہین تھا۔

نمبر شمار	صورت مفروضہ (یوم شنبہ ۲۶ ذوقعدہ کامل سے ہے کل نمبر مین کامل ذوقعدہ ہے۔	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	صورت مفروضہ یوم شنبہ ۲۵ ذوقعدہ کامل ہے صرف نمبر شمار (۲) مین ذوقعدہ ۲۹ کا لیا گیا ہے دوشنبہ
۱	ذیحجہ، محرم اور صفر سب ۳۰ کے ہون	۶	۱۳	۰	ذیحجہ، محرم اور صفر سب ۳۰ کے ہون ۱۲-۵
۲	ذیحجہ، محرم اور صفر سب ۲۹ کے ہون	۲	۹	۱۶	ذیقعدہ، ذیحجہ، محرم صفر سب ۲۹ کے ہون ۲-۹-۱۶
۳	ذیحجہ ۲۹ محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو	۱	۸	۱۵	ذیحجہ ۲۹، محرم ۲۹، اور صفر ۳۰ کا ہو تو ۷-۱۴
۴	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۲۹ کا ہو	۱	۹	۱۵	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۲۹ کا ہو ۷-۱۴
۵	ذیحجہ ۲۹ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو	۱	۸	۱۵	ذیحجہ ۲۹ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو ۷-۱۴
۶	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو	۷	۱۴	۰	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو ۶-۱۳
۷	ذیحجہ ۳۰ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو	۷	۱۴	۰	ذیحجہ ۳۰ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو ۶-۱۳
۸	ذیحجہ ۲۹ اور محرم و صفر ۳۰ کے ہون	۷	۱۴	۰	ذیحجہ ۲۹ اور محرم و صفر ۳۰ کا ہو ۶-۱۳

قل ان مفروضہ تاریخون مین ۶ - ۷ - ۸ - ۱۲ - ۹ - ۱۴ - ۱۵ خارج از بحث ہین کہ علاوہ اور وجوہ کے ان کی
تائید کی کوئی روایت نہین، رہ گیئن یکم اور دوم تاریخین، دوم تاریخ صرف ایک صورت مین پڑسکتی ہے جو خلاف
اصول ہے یکم تاریخ تین صورتون مین واقع ہوسکتی ہے اور تینون کثیر الوقوع ہین۔ اور روایات ثقات ان کی
تائید مین ہین اسلیے وفات نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ ہے اس حساب مین فقط رویت
ہلال کا اعتبار کیا گیا ہے جسپر اسلامی قمری مہینون کی بنیاد ہے اصول فلکی سے ممکن ہے کہ اس پر خدشات وارد ہوسکتے
ہون۔ کتب تفسیر مین تحت آیت الیوم اکملت لکم دینکم حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اس
آیت کے یوم نزول (۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ) سے روز وفات تک ۸۱ دن ہین دیکھو (ابن جریر و ابن کثیر و بغوی وغیرہ)
ہمارے حساب سے ۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ سے لیکر یکم ربیع الاول تک دو (۲۹) اور ایک مہینہ ۳۰ لیکر جو ہماری مفروضہ صورت ہے
پورے ۸۱ دن ہوتے ہین؟

شبلی صاحب لکھتے ہین کہ ابو نعیم نے بھی دلائل مین بسند یکم ربیع الاول تاریخ وفات نقل کی ہے اول تفسیر ابن جریر مین ۸۱ رات
پھر جبر صاحب تفسیر
اور بعد نزول آیہ موصوفہ ہے کسی خاص تاریخ و دن کی قید نہین ہے البتہ تفسیر ابن کثیر مین بعد یوم عرفہ اور تفسیر معالم التنزیل
مین بعد نزول آیہ کے ۸۱ دن ہین جبکہ دوسری) اور ۱۲ ربیع الاول پر منحصر کیا ہے یعنی ۹ ذیحجہ عرفہ سے دوسری ربیع الاول تک
یا ۱۸ ذیحجہ سے ۱۲ ربیع الاول تک لیکن صورت مفروضہ نمبر ۳-۴-۵ اگر اہل مکہ کے ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) کے شب
پنجشنبہ مین چاند دیکھنے کے رو سے یوم عرفہ جمعہ فرض کیا جائے اور پھر دو ۲۹ اور ایک ۳۰ بھی اختیار ہو تو ذیحجہ و محرم
صفر یکم ربیع الاول تک ۸۹ دن جسمین ۹ دن علیحدہ کرنے سے کل ۸۰ شبانہ روز ہوئے پس صورت مفروضہ باطل
اور اس سے قبل الفاروق کے سے یکم ربیع الاول جمعہ سے دوشنبہ باطل ہوچکا ہے نیز قصیدہ عظمی سے بھی یکم ربیع الاول
(جمعہ) اور (یکشنبہ) ہے

اور یہ کہ ہر جمعہ کے بعد ۸۰ دن پر (دوشنبہ)، ہر پنجشنبہ کے بعد ۸۱ دن پر (دوشنبہ) ہر (سہ شنبہ) کے بعد
۹۰ دن پر (دوشنبہ) اور ۹۱ دن پر (سہ شنبہ) اور پنجشنبہ کے بعد بیاسی دنون پر (سہ شنبہ)۔ یہی وجہ ہے کہ
اکاسی (۸۱) دن کے بجائے تین مہینے یعنی ۹۰ دن کیے گئے۔

اور فتح الباری جزو ثامن جہان سے موسی بن عقبہ اور امام لیث مصری کا ہلال ربیع الاول شبلی صاحب نے
یکم ربیع الاول بیان کیا ہے اسی کے بعد علامہ رافعی کے حوالے سے ۸۰ و ۸۱ دن اور روضہ کے حوالہ سے ۹۰ یا ۹۱ دن
ہین جبکو فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین ۸۱ یا ۸۲ دن اور شہاب الدین دولت آبادی نے تفسیر بحر مواج مین ۸۱ یا ۸۲
شب زندہ رہنا نقل کیا ہے جو حدیث صحیح سے ۸۱ شب ہین اور باقی سب ضعیف و غلط ہین ہر دو نقشون مفروضہ کا صحیح
نہ ہونا صریح ظاہر ہے الفاروق شبلی کی رو سے ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک ۷۰ دن یکم و ۸ ربیع الاول
(جمعہ) ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) تک صحیح صحیح ۸۱ شبانہ روز ہوئے جو امام سہیلی کے ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا تیرہوان روز
وفات النبی محقق ہوتا ہے۔ آگے ابن اسحاق۔ واقدی۔ ابن سعد وغیرہ سے یہی تاریخ صحیح آئیگی انشاء اللہ

نقشہ جنتری نمبر (ایک) کے پہلے خانہ کا سادہ نقشہ کثیر الوقوع ۲۵ ذوقعدہ (شنبہ) سے ایک ۳۰ ایک مہینہ ۲۹ کے روسے ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات حضرت ابوبکر تک کا ہے جس میں یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹ صفر ۱۱ھ کا دوشنبہ اور یکم ربیع الاول کا سہ شنبہ ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو دوشنبہ اور ۲۳ جمادی الثانی کو سہ شنبہ آیا جس میں بعد مغرب وفات حضرت ابوبکر کا ہونا بیان کیا گیا ہے

نقشہ اول

(سنہ ۱۰ھ)

۲۵ ذوقعدہ (شنبہ) ....۲۹ ذیقعدہ (چہار شنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (پنجشنبہ) یکم و ۸ ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ (شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۲۹ ذیحجہ جمعہ

یکم و ۲۹ محرم (یوم شنبہ) ۳۰ محرم (یکشنبہ) سنہ ۱۱ھ یکم و ۲۹ صفر المظفر (دوشنبہ)

یکم و ۲۹ ربیع الاول (سہ شنبہ) ۳۰ ربیع الاول چہارشنبہ یکم و ۲۹ ربیع الثانی (پنجشنبہ)

یکم و ۱۹ جمادی الاولی (جمعہ) ۳۰ جمادی الاولی شنبہ یکم و ۲۹ جمادی الثانی (یکشنبہ)

یکم و ۲۹ ماہ رجب (دوشنبہ) ۳۰ رجب (سہ شنبہ) یکم و ۲۹ ماہ شعبان المعظم (چہارشنبہ)

یکم ماہ رمضان (پنجشنبہ) ۲۹ ماہ رمضان (شنبہ) ۳۰ ماہ رمضان (یکشنبہ) ۲۹ (پنجشنبہ) ۳۰ (جمعہ) یکم و ۲۹ شوال المکرم یوم (شنبہ)

یکم و ۲۹ ذیقعدہ (یکشنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (دوشنبہ) یکم و ۲۹ ذیحجۃ الحرام (سہ شنبہ)

سنہ ۱۲ ہجری

یکم و ۲۹ محرم سنہ ۱۲ھ (چہارشنبہ) ۳۰ محرم (پنجشنبہ) یکم و ۲۹ صفر المظفر سنہ ۱۲ھ (جمعہ)

یکم و ۲۹ ربیع الاول (شنبہ) ۳۰ ربیع الاول (یکشنبہ) یکم و ۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۲ھ (دوشنبہ)

یکم و ۲۹ جمادی الاول (سہ شنبہ) ۳۰ جمادی الاول (چہارشنبہ) یکم و ۲۹ جمادی الآخرہ (پنجشنبہ)

یکم و ۲۹ رجب (جمعہ) ۳۰ رجب (شنبہ) یکم و ۲۹ شعبان المعظم (یکشنبہ)

یکم و ۲۹ ماہ رمضان (دوشنبہ) ۳۰ ماہ رمضان (سہ شنبہ) یکم و ۲۹ شوال المکرم (چہارشنبہ)

یکم و ۲۹ ذوقعدہ (پنجشنبہ) ۳۰ ذوقعدہ (جمعہ) یکم و ۲۹ ذیحجۃ الحرام سنہ ۱۲ھ (شنبہ)

سنہ ۱۳ ہجری

یکم و ۲۹ محرم سنہ ۱۳ھ (یکشنبہ) ۳۰ محرم سنہ ۱۳ھ (دوشنبہ) یکم و ۲۹ صفر المظفر سنہ ۱۳ھ (سہ شنبہ)

یکم و ۲۹ ربیع الاول (چہارشنبہ) ۳۰ ربیع الاول (پنجشنبہ) یکم و ۲۹ ربیع الثانی (جمعہ)

یکم و ۲۹ جمادی الاول (شنبہ) ۳۰ جمادی الاول (یکشنبہ) یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ جمادی الآخرہ (دوشنبہ) ۲۳ (سہ شنبہ) ۲۹ جمادی الآخرہ (دوشنبہ)

اور نقشہ جنتری نمبر ایک کے دوسرے خانہ کا سادہ نقشہ کثیر الوقوع ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) سے ایک ۳۰ اور ایک مہینہ ۲۹ کے روسے ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات حضرت ابوبکر تک کا ہے جس میں کیم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ کا (پنجشنبہ) اور کیم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کا (جمعہ) کیم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ (پنجشنبہ) اور ۲۳ جمادی الثانی (جمعہ) کے مطابق وفات حضرت ابوبکر ابن اسحاق اور ابن اثیر جزری اور علامہ عینی حنفی اور جمال الدین محدث وغیرہ کے روسے اور تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ (سہ شنبہ) وفات جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا واقع ہوتا ہے اس لیے یہ نقشہ صحیح آتا ہے۔

نقشۂ دوم

سنہ ۱۰ھ

۲۵ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۹ (شنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (یکشنبہ) کیم و ۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (سہ شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ ذیحجہ (دوشنبہ)

سنہ ۱۱ھ

کیم و ۲۹ محرم سنہ ۱۱ھ (سہ شنبہ) ۳۰ محرم (چہارشنبہ) کیم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ صفر سنہ ۱۱ھ (پنجشنبہ) ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ (پنجشنبہ)

کیم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) ۲۹ (جمعہ) ۳۰ ربیع الاول (شنبہ) کیم و ۲۹ ربیع الثانی (یکشنبہ)

کیم و ۲۹ جمادی الاول (دوشنبہ) ۳۰ جمادی الاول (سہ شنبہ) کیم و ۲۹ جمادی الثانی (چہارشنبہ)

کیم و ۲۹ رجب المرجب (پنجشنبہ) ۳۰ رجب المرجب (جمعہ) کیم و ۲۹ شعبان المعظم (شنبہ) (شنبہ)

کیم و ۵ رمضان (یکشنبہ) ۳ ماہ رمضان (سہ شنبہ) ۲۹ (یکشنبہ) ۳۰ (دوشنبہ) کیم و ۲۹ شوال المکرم (سہ شنبہ)

کیم و ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (پنجشنبہ) کیم و ۲۹ ذیحجۃ الحرام (جمعہ)

سنہ ۱۲ھ

کیم و ۲۹ محرم سنہ ۱۲ھ (شنبہ) ۳۰ محرم الحرام (یکشنبہ) کیم و ۲۹ صفر المظفر سنہ ۱۲ھ (دوشنبہ)

کیم و ۲۹ ربیع الاول (سہ شنبہ) ۳۰ ربیع الاول (چہارشنبہ) کیم و ۲۹ ربیع الثانی (پنجشنبہ)

کیم و ۲۹ جمادی الاول (جمعہ) ۳۰ جمادی الاول (شنبہ) کیم و ۲۹ جمادی الثانی (یکشنبہ)

کیم و ۲۹ ماہ رجب المرجب (دوشنبہ) ۳۰ ماہ رجب المرجب (سہ شنبہ) کیم و ۲۹ ماہ شعبان المعظم (چہارشنبہ)

کیم و ۲۹ ماہ رمضان (پنجشنبہ) ۳۰ ماہ رمضان (جمعہ) کیم و ۲۹ ماہ شوال المکرم (شنبہ)

کیم و ۲۹ ذیقعدہ (یکشنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (دوشنبہ) کیم و ۲۹ ماہ ذیحجہ (سہ شنبہ)

سنہ ۱۳ھ

کیم و ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۳ھ (چہارشنبہ) ۳۰ محرم الحرام (پنجشنبہ) کیم و ۲۹ صفر المظفر (جمعہ)

کیم و ۲۹ ربیع الاول (شنبہ) ۳۰ ربیع الاول (یکشنبہ) کیم و ۲۹ ربیع الثانی (دوشنبہ)

کیم و ۲۹ جمادی الاول (سہ شنبہ) ۳۰ ربیع الاول (چہارشنبہ) کیم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ جمادی الثانی (پنجشنبہ) ۲۳ جمادی الثانی (جمعہ) ۲۹ (پنجشنبہ)

نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ ابن سعد صاحب طبقات کے ۲۵ ذیقعدہ یوم شنبہ کے رو سے دوسرا خانہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ابتدائے مرض النبی صلعم صحیح الاسناد حدیث کے مراجعت سے ۲۵ ذیقعدہ سہ شنبہ تک بنایا گیا ہے اسی ۲۵ ذیقعدہ کا یوم سہ شنبہ، ۹ ذی الحجہ عرفہ اور ۱۲ ربیع الاول اور تیسری ماہ رمضان میں واقع ہوتا ہے۔

تاریخ	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ		نمبر شمار	محرم الحرام ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		نمبر شمار	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	
۱	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۱	سہ شنبہ	جمعہ
۲			شنبہ	سہ شنبہ	۲	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲	چہارشنبہ	شنبہ
۳			یکشنبہ	چہارشنبہ	۳	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۳	پنجشنبہ	یکشنبہ
۴			دوشنبہ	پنجشنبہ	۴	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۴	جمعہ	دوشنبہ
۵			سہ شنبہ	جمعہ	۵	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۵	شنبہ	سہ شنبہ
۶			چہارشنبہ	شنبہ	۶	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۶	یکشنبہ	چہارشنبہ
۷			پنجشنبہ	یکشنبہ	۷	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۷	دوشنبہ	پنجشنبہ
۸	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۸	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۸	سہ شنبہ	جمعہ
۹			شنبہ	سہ شنبہ	۹	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۹	چہارشنبہ	شنبہ
۱۰			یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۰	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۰	پنجشنبہ	یکشنبہ
۱۱			دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۱	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۱	جمعہ	دوشنبہ
۱۲			سہ شنبہ	جمعہ	۱۲	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱۲	شنبہ	سہ شنبہ
۱۳			چہارشنبہ	شنبہ	۱۳	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۴	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵			جمعہ	دوشنبہ	۱۵	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			شنبہ	سہ شنبہ	۱۶	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۷	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۷		
۱۸			دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۸	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			سہ شنبہ	جمعہ	۱۹	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱۹		
۲۰			چہارشنبہ	شنبہ	۲۰	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۱	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۲	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			شنبہ	سہ شنبہ	۲۳	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۴	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۲۴		
۲۵	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۵	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲۶	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۲۷	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۸	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۹	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	پنجشنبہ	دوشنبہ	×	×	۳۰	یکشنبہ	چہارشنبہ	×	×	۳۰		

نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی نعمانی ۲۵ ذوقعدہ جمعہ کے بعد ۲۶ ذوقعدہ سنیچر سفر حجۃ الوداع پہلا خانہ ہے جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ جمعہ ۱۲ ربیع الاول جمعہ یکم و ۱۵ ربیع الاول دوشنبہ دوسرا خانہ الفاروق شبلی کے آخیر صفر یعنی ۲۰ صفر چہارشنبہ مرض النبی کے رو سے ہی جبکہ مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) ۲۶ ذوقعدہ (چہارشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (شنبہ) ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) ۴-۱۱ ربیع الاول دوشنبہ واقع ہوتا ہے جو ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۱۱ ربیع الاول تک تین مہینہ

اور ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ سے ۱۱ ربیع الاول تک اکیاسی شبانہ روز کامل ہوتے ہیں۔

تاریخ	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		ذیحجہ سنہ ۱۰ھ		تاریخ	محرم الحرام سنہ ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول ۱۱ھ	
۱	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۱	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۱	دوشنبہ	جمعہ
۲			جمعہ	سہ شنبہ	۲	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۲	سہ شنبہ	شنبہ
۳			شنبہ	چہارشنبہ	۳	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۳	چہارشنبہ	یکشنبہ
۴			یکشنبہ	پنجشنبہ	۴	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۴	پنجشنبہ	دوشنبہ
۵			دوشنبہ	جمعہ	۵	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۵	جمعہ	سہ شنبہ
۶			سہ شنبہ	شنبہ	۶	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۶	شنبہ	چہارشنبہ
۷			چہارشنبہ	یکشنبہ	۷	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۷	یکشنبہ	پنجشنبہ
۸	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۸	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۸	دوشنبہ	جمعہ
۹			جمعہ	سہ شنبہ	۹	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۹	سہ شنبہ	شنبہ
۱۰			شنبہ	چہارشنبہ	۱۰	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۱۰	چہارشنبہ	یکشنبہ
۱۱			یکشنبہ	پنجشنبہ	۱۱	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۱۱	پنجشنبہ	دوشنبہ
۱۲			دوشنبہ	جمعہ	۱۲	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۱۲	جمعہ	سہ شنبہ
۱۳			سہ شنبہ	شنبہ	۱۳	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			چہارشنبہ	یکشنبہ	۱۴	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵			پنجشنبہ	دوشنبہ	۱۵	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			جمعہ	سہ شنبہ	۱۶	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			شنبہ	چہارشنبہ	۱۷	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۱۷		
۱۸			یکشنبہ	پنجشنبہ	۱۸	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			دوشنبہ	جمعہ	۱۹	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۱۹		
۲۰			سہ شنبہ	شنبہ	۲۰	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			چہارشنبہ	یکشنبہ	۲۱	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۲۲	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			جمعہ	سہ شنبہ	۲۳	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			شنبہ	چہارشنبہ	۲۴	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۲۴		
۲۵			یکشنبہ	پنجشنبہ	۲۵	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۲۶	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۲۷	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۲۸	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۲۹	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	چہارشنبہ	یکشنبہ	×	×	۳۰	شنبہ	چہارشنبہ	×		۳۰		

نقشہ حرف (د) ایک ۳۰ اور ایک ۲۹ کے رو سے

۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات ابوبکر تک پہلا خانہ

سنہ ۱۰ھ

۲۶ ذیقعدہ شنبہ ۲۹ سہ شنبہ ۳۰ ذیقعدہ چہارشنبہ یکم و ۲۹ ذیحجہ پنجشنبہ

سنہ ۱۱ھ

یکم و ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۱ھ (جمعہ) ۳۰ محرم شنبہ۔ یکم و ۲۹ صفر (یکشنبہ)

" ربیع الاول (دوشنبہ) ۳۰ سہ شنبہ۔ " ربیع الثانی چہارشنبہ

" جمادی الاولیٰ پنجشنبہ ۳۰ (جمعہ)۔ " جمادی الثانی (شنبہ)

" رجب یکشنبہ ۳۰ " (دوشنبہ)۔ " شعبان المعظم سہ شنبہ

یکم رمضان چہارشنبہ سوم جمعہ ۲۹ رمضان چہارشنبہ ۳۰ پنجشنبہ۔ " شوال المکرم (جمعہ)

یکم و ۲۹ ذیقعدہ شنبہ ۳۰ (یکشنبہ)۔ " ذیحجہ (دوشنبہ)

یکم محرم الحرام سہ شنبہ ۳۰ چہارشنبہ سنہ ۱۲ھ۔ " صفر المظفر (پنجشنبہ)

" ربیع الاول جمعہ ۳۰ (شنبہ)۔ " ربیع الثانی (یکشنبہ)

" جمادی الاول دوشنبہ ۳۰ سہ شنبہ۔ " جمادی الثانی (چہارشنبہ)

" ماہ رجب پنجشنبہ ۳۰ جمعہ۔ " شعبان المعظم (شنبہ)

" ماہ رمضان یکشنبہ ۳۰ دوشنبہ۔ " شوال المکرم (سہ شنبہ)

" ذیقعدہ چہارشنبہ ۳۰ پنجشنبہ۔ " ذیحجۃ الحرام یوم (جمعہ)

سنہ ۱۳ھ

یکم و ۲۹ محرم الحرام شنبہ ۳۰ محرم یکشنبہ۔ یکم و ۲۹ صفر المظفر (دوشنبہ)

" ربیع الاول سہ شنبہ ۳۰ چہارشنبہ۔ " ربیع الثانی پنجشنبہ

" جمادی الاول جمعہ ۳۰ شنبہ۔ یکم و ۲۲ و ۲۹ جمادی الثانی یکشنبہ

نقشہ جنتری حرف (ب) ممکن الوقوع مجوزہ مرتبہ شبلی نعمانی جو آٹھویں نمبر شمار ص ۱۳۶ کے مطابق ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ پہلا خانہ ہے۔ یہی ابن سعد اور سہیلی کا کثیر الوقوع ہے دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ۔

دوسرا خانہ ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع سے مطابق قول سہیلی کے ۶ و ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے واقع ہوتا ہے

تاریخ	سنہ ۱۰ھ ذیقعدہ		سنہ ۱۰ھ ذی الحجہ		تاریخ	سنہ ۱۱ھ محرم الحرام		سنہ ۱۱ھ صفر المظفر		تاریخ	سنہ ۱۱ھ ربیع الاول	
۱	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۱	سہ شنبہ	چہارشنبہ
۲			جمعہ	شنبہ	۲	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲	چہارشنبہ	پنجشنبہ
۳			شنبہ	یکشنبہ	۳	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۳	پنجشنبہ	جمعہ
۴			یکشنبہ	دوشنبہ	۴	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۴	جمعہ	شنبہ
۵			دوشنبہ	سہ شنبہ	۵	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۵	شنبہ	یکشنبہ
۶			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۶	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۶	یکشنبہ	دوشنبہ
۷			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۷	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۷	دوشنبہ	سہ شنبہ
۸	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۸	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۸	سہ شنبہ	چہارشنبہ
۹			جمعہ	شنبہ	۹	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۹	چہارشنبہ	پنجشنبہ
۱۰			شنبہ	یکشنبہ	۱۰	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۰	پنجشنبہ	جمعہ
۱۱			یکشنبہ	دوشنبہ	۱۱	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۱	جمعہ	شنبہ
۱۲			دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۲	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱۲	شنبہ	یکشنبہ
۱۳			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۳	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۱۳	یکشنبہ	دوشنبہ
۱۴			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۴	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۱۴	دوشنبہ	×
۱۵			پنجشنبہ	جمعہ	۱۵	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۱۵		
۱۶			جمعہ	شنبہ	۱۶	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۶		
۱۷			شنبہ	یکشنبہ	۱۷	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۷		
۱۸			یکشنبہ	دوشنبہ	۱۸	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۸		
۱۹			دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۹	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱۹		
۲۰			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۰	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۲۰		
۲۱			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۱	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۲۱		
۲۲	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۲	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۲		
۲۳			جمعہ	شنبہ	۲۳	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۳		
۲۴			شنبہ	یکشنبہ	۲۴	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۴		
۲۵		شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۵	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۵		
۲۶	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۶	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۶		
۲۷	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۷	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۲۷		
۲۸	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۸	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۲۸		
۲۹	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۹	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۹		
۳۰	چہارشنبہ	پنجشنبہ	×	×	۳۰	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۳۰		

نقشہ جنتری حرف (ج) جس کا پہلا خانہ چار دن مہینے ۲۹/۲۹ سے ۲، ۹، ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) جو ۲۵ ذو قعدہ سفر حجۃ الوداع کے (اور صحیح حدیث کے مطابق ہے اور سہیلی وغیرہ نے قیاس کیا ہے کہ اہل مکہ کے رویت ہلال ۲۹ ذو قعدہ شب پنجشنبہ ہے اور دوسرا خانہ ۳۰ ذو قعدہ شب جمعہ میں رویت ہلال اہالی مدینہ کے مطابق چار دن مہینے ۳۰، ۳۰ سے یکم ربیع الاول پنجشنبہ ۵، ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے۔

تاریخ	ذیقعدہ ۱۰ھ		ذی حجہ ۱۰ھ		تاریخ	محرم الحرام ۱۱ھ		صفر المظفر ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول ۱۱ھ	
۱			پنجشنبہ	جمعہ	۱	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۱	یکشنبہ	پنجشنبہ
۲			جمعہ	شنبہ	۲	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲	دوشنبہ	جمعہ
۳			شنبہ	یکشنبہ	۳	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۳	سہ شنبہ	شنبہ
۴			یکشنبہ	دوشنبہ	۴	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۴	چہارشنبہ	یکشنبہ
۵			دوشنبہ	سہ شنبہ	۵	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۵	پنجشنبہ	دوشنبہ
۶			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۶	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۶	جمعہ	سہ شنبہ
۷			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۷	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۷	شنبہ	چہارشنبہ
۸			پنجشنبہ	جمعہ	۸	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۸	یکشنبہ	پنجشنبہ
۹			جمعہ	شنبہ	۹	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۹	دوشنبہ	جمعہ
۱۰			شنبہ	یکشنبہ	۱۰	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۰	سہ شنبہ	شنبہ
۱۱			یکشنبہ	دوشنبہ	۱۱	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۱۱	چہارشنبہ	یکشنبہ
۱۲			دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۲	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۲	پنجشنبہ	دوشنبہ
۱۳			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۳	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۳		
۱۴			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۴	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱۴		
۱۵			پنجشنبہ	جمعہ	۱۵	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۱۵		
۱۶			جمعہ	شنبہ	۱۶	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۶		
۱۷			شنبہ	یکشنبہ	۱۷	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۷		
۱۸			یکشنبہ	دوشنبہ	۱۸	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۱۸		
۱۹			دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۹	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۹		
۲۰			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۰	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۰		
۲۱			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۱	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۱		
۲۲			پنجشنبہ	جمعہ	۲۲	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۲		
۲۳			جمعہ	شنبہ	۲۳	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۳		
۲۴			شنبہ	یکشنبہ	۲۴	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۴		
۲۵	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۵	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲۵		
۲۶	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۶	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۲۶		
۲۷	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۷	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۷		
۲۸	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۸	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۸		
۲۹	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۹	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۹		
۳۰	x	پنجشنبہ	x	شنبہ	۳۰	x	دوشنبہ	x	چہارشنبہ	۳۰		

نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم و حرف (نون) نووی شارح مسلم پہلا خانہ ہے اور دوسرا خانہ بروایت ابن سعد عمر بن علی ابن ابی طالب عن ابیہ مطابق زرقانی علی المواہب کے ہے جس روایت میں ۲۸ صفر چہارشنبہ کو حضرت کا بیمار ہونا اور روایت ثانیہ میں تیرہ دن بیمار رہنا وارد ہے جس سے گیارہ ربیع الاول کو دوشنبہ آتا ہے۔

تاریخ	ذیقعدہ ۱۰ھ		ذی الحجہ ۱۰ھ		تاریخ	محرم الحرام ۱۱ھ		صفر المظفر ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول ۱۱ھ	
۱	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۱	یکشنبہ	جمعہ
۲			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۲	دوشنبہ	شنبہ
۳			جمعہ	چہارشنبہ	۳	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۳	سہ شنبہ	یکشنبہ
۴			شنبہ	پنجشنبہ	۴	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۴	چہارشنبہ	دوشنبہ
۵			یکشنبہ	جمعہ	۵	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۵	پنجشنبہ	سہ شنبہ
۶			دوشنبہ	شنبہ	۶	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۶	جمعہ	چہارشنبہ
۷			سہ شنبہ	یکشنبہ	۷	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۷	شنبہ	پنجشنبہ
۸	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۸	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۸	یکشنبہ	جمعہ
۹			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۹	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۹	دوشنبہ	شنبہ
۱۰			جمعہ	چہارشنبہ	۱۰	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۱۰	سہ شنبہ	یکشنبہ
۱۱			شنبہ	پنجشنبہ	۱۱	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۱۱	چہارشنبہ	دوشنبہ
۱۲			یکشنبہ	جمعہ	۱۲	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱۲	پنجشنبہ	سہ شنبہ
۱۳			دوشنبہ	شنبہ	۱۳	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			سہ شنبہ	یکشنبہ	۱۴	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱۵	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۱۶	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			جمعہ	چہارشنبہ	۱۷	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۱۷		
۱۸	پنجشنبہ		شنبہ	پنجشنبہ	۱۸	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			یکشنبہ	جمعہ	۱۹	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱۹		
۲۰			دوشنبہ	شنبہ	۲۰	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			سہ شنبہ	یکشنبہ	۲۱	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۲۲	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲۳	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			جمعہ	چہارشنبہ	۲۴	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۲۴		
۲۵	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۲۵	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۲۶	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۲۷	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۲۸	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۲۹	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	سہ شنبہ	یکشنبہ	×	×	۳۰	جمعہ	چہارشنبہ	×	×	۳۰		

نقشہ سیوم پہلا خانہ جنتری حرف (میم) مسلم و حرف (نون) نووی شارح مسلم ایک ۳۰ اور ایک ۲۹ تا وفات حضرت ابوبکر ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ

	سنہ	
یکم و ۲۹ ذیقعدہ دوشنبہ ۳۰ ذیقعدہ سہ شنبہ	سنہ ۱۰ھ	یکم ذی الحجہ و ۲۹ (چہارشنبہ)
یکم و ۲۹ محرم پنجشنبہ ۳۰ محرم (جمعہ)	سنہ ۱۱ھ	یکم و ۲۹ صفر (یوم شنبہ)
یکم و ۲۹ ربیع الاول یکشنبہ ۳۰ (دوشنبہ)	〃	یکم و ۲۹ ربیع الاول ثانی (سہ شنبہ)
یکم و ۲۹ جمادی الاول چہارشنبہ ۳۰ جمادی الاول (پنجشنبہ)	〃	یکم و ۲۹ جمادی الثانی جمعہ
یکم و ۲۹ رجب شنبہ ۳۰ رجب (یکشنبہ)	〃	یکم و ۲۹ شعبان دوشنبہ
یکم ماہ رمضان شریف یوم پنجشنبہ ۲۹ (سہ شنبہ) ۳۰ چہارشنبہ	〃	یکم و ۲۹ شوال پنجشنبہ
یکم و ۲۹ ذیقعدہ جمعہ ۳۰ ذیقعدہ شنبہ	〃	یکم و ۲۹ ذی الحجہ یکشنبہ
یکم و ۲۹ محرم دوشنبہ ۳۰ محرم سہ شنبہ	سنہ ۱۲ھ	یکم و ۲۹ صفر چہارشنبہ
یکم و ۲۹ ربیع الاول پنجشنبہ ۳۰ جمعہ	〃	یکم و ۲۹ ربیع الثانی شنبہ
یکم و ۲۹ جمادی الاول یکشنبہ ۳۰ دوشنبہ	〃	یکم و ۲۹ جمادی الثانی سہ شنبہ
یکم و ۲۹ رجب چہارشنبہ ۳۰ رجب پنجشنبہ	〃	یکم و ۲۹ شعبان المعظم جمعہ
یکم و ۲۹ ماہ رمضان شنبہ ۳۰ یکشنبہ	〃	یکم و ۲۹ شوال دوشنبہ
یکم و ۲۹ ذیقعدہ سہ شنبہ ۳۰ چہارشنبہ	〃	یکم و ۲۹ ذی الحجہ پنجشنبہ
یکم و ۲۹ محرم الحرام جمعہ ۳۰ محرم شنبہ	سنہ ۱۳ھ	یکم و ۲۹ صفر یکشنبہ
یکم و ۲۹ ربیع الاول دوشنبہ ۳۰ سہ شنبہ	〃	یکم و ۲۹ ربیع الثانی چہارشنبہ
یکم و ۲۹ جمادی الاول پنجشنبہ (۳۰) یوم جمعہ	〃	یکم و ۲۱ و ۲۹ جمادی الثانی شنبہ

ساتواں نقشہ جنتری کثیر الوقوع حرف طا د طبری جسکا پہلا خانہ جو ۲۵ ذیقعدہ (دوشنبہ) و ۹ ذیحجہ عرفہ (دوشنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) تک منتہی ہوتا ہے اور تیسری ماہ رمضان (دوشنبہ) ہے دیکھو نقشہ چہارم اور دوسرا خانہ جو ۲۵ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (سہ شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) تک پہونچتا ہے۔ اور تیسری ماہ رمضان (سہ شنبہ) بھی ہے دیکھو نقشہ دوم۔

تاریخ	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		تاریخ	ذیحجہ سنہ ۱۰ھ		محرم الحرام سنہ ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	
۱			۱	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱	پنجشنبہ	جمعہ
۲			۲	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲	جمعہ	شنبہ
۳			۳	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۳	شنبہ	یکشنبہ
۴			۴	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۴	یکشنبہ	دوشنبہ
۵			۵	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۵	دوشنبہ	سہ شنبہ
۶			۶	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۶	سہ شنبہ	چہارشنبہ
۷			۷	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۷	چہارشنبہ	پنجشنبہ
۸			۸	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۸	پنجشنبہ	جمعہ
۹			۹	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۹	جمعہ	شنبہ
۱۰			۱۰	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۱۰	شنبہ	یکشنبہ
۱۱			۱۱	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۱۱	یکشنبہ	دوشنبہ
۱۲			۱۲	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۱۲	دوشنبہ	سہ شنبہ
۱۳			۱۳	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			۱۴	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵			۱۵	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			۱۶	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			۱۷	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۱۷		
۱۸			۱۸	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			۱۹	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۱۹		
۲۰			۲۰	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			۲۱	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲			۲۲	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			۲۳	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			۲۴	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۲۴		
۲۵	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۵	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۶	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۷	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	پنجشنبہ	جمعہ	۲۸	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	جمعہ	شنبہ	۲۹	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	شنبہ	یکشنبہ	۳۰	X	X	سہ شنبہ	چہارشنبہ	X	X	۳۰		

یہ نقشہ (چہارم) پہلے خانہ کا ہے اور نقشہ (دوم)

دوسرے خانہ کا موید ہے

۲۵ ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۹ ذیقعدہ (جمعہ) ۳۰ (شنبہ) سنہ ۱۰ھ کیم و ۸ ذیحجہ یکشنبہ، ۹ ذیحجہ (دوشنبہ)

کیم و ۲۹ محرم (دوشنبہ) ۳۰ محرم الحرام (سہ شنبہ) سنہ ۱۱ھ کیم و ۲۹ صفر (چہارشنبہ)

〃 ربیع الاول (پنجشنبہ) ۳۰ ربیع الاول (جمعہ) — 〃 ربیع الثانی (شنبہ)

〃 جمادی الاول (یکشنبہ) ۳۰ 〃 دوشنبہ — 〃 جمادی الثانی (سہ شنبہ)

〃 ماہ رجب المرجب (چہارشنبہ) ۳۰ (پنجشنبہ) — 〃 ماہ شعبان (جمعہ)

کیم رمضان (شنبہ) سوم (دوشنبہ) ۹ (شنبہ) یکشنبہ — 〃 شوال المکرم (دوشنبہ)

〃 ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۳۰ 〃 (چہارشنبہ) — 〃 ذیحجہ الحرام (پنجشنبہ)

〃 محرم (جمعہ) ۳۰ محرم (شنبہ) سنہ ۱۲ھ — 〃 صفر المظفر (یکشنبہ)

〃 ربیع الاول (دوشنبہ) ۳۰ 〃 (سہ شنبہ) — 〃 ربیع الثانی (سہ شنبہ)

〃 جمادی الاول (پنجشنبہ) ۳۰ 〃 (جمعہ) — 〃 جمادی الثانی (شنبہ)

〃 ماہ رجب (یکشنبہ) ۳۰ 〃 دوشنبہ — 〃 شعبان المکرم (سہ شنبہ)

〃 ماہ رمضان (چہارشنبہ) ۳۰ (پنجشنبہ) — 〃 شوال المعظم (جمعہ)

〃 ذیقعدہ (شنبہ) ۳۰ 〃 (یکشنبہ) — 〃 ذیحجہ الحرام (دوشنبہ)

〃 محرم الحرام (سہ شنبہ) ۳۰ 〃 (چہارشنبہ) سنہ ۱۳ھ — 〃 صفر المظفر (پنجشنبہ)

〃 ربیع الاول (جمعہ) ۳۰ 〃 (شنبہ) — 〃 ربیع الثانی (یکشنبہ)

〃 جمادی الاول (دوشنبہ) ۳۰ 〃 (سہ شنبہ) — ۲۲ جمادی الثانی چہارشنبہ ۲۳ (پنجشنبہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

اس کتاب مین آیۂ شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ کے نزول کی صحیح صحیح کامل تحقیقات کی جائے گی تاکہ متلاشیان حق پر کماحقہ روشن وعیان ہو جائے کہ حقیقت مین آیۂ مبارکہ صدر کا نزول کب اور کس وقت اور کس روز اور کس سورہ کی جز ہو کر بقید تاریخ وماہ وسنہ ویوم کے اور کیون ہوا اور ساتھ ساتھ حدیث تصدیق پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام بھی مطابقت کرے۔

اور یہ کہ وہ سورہ جسکے آیات مین سے ایک آیت آیۂ موصوفہ ہے وہ قرآن مجید موجودہ بابین فریقین مکی ہے یا مدنی ہے اور مفسرین ومحدثین نے عموما اور روایت کرنیوالے اصحاب اثقات سے خصوصا وہ حضرات جو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع کے سفر مین از مدینہ منورہ تا مکہ معظمہ زاد اللہ شرفا وتعظیما تشریف لیگئے اور بعد فراغ حج وعمرہ و دیگر فرائض متعلقہ کے مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اس لئے خاص اونھین اصحاب موصوف الذکر کے مرویات بالسند سے ارباب ناظرین کو دکھانا ہے۔

واضح ہو کہ اس تحقیق کا سلسلہ آنحضرت صلعم کے ابتدا تاریخ سفر حجۃ الوداع ماہ ذیقعدہ سے شروع کیجائیگی کیونکہ تاریخ آغاز سفر حجۃ الوداع کے صحت پر دارومدار آیۂ اکمال دین اور اتمام نعمت کے صحیح نزول کا ہے اسی سے یوم وتاریخ ابتدا مرض النبی کے صحت اور ارباب سیر کا بیان صحیح میلان کے ساتھ بقید یوم وفات النبی سب کا سب متحقق ہو جائے گا۔

حالانکہ یہ تحقیق طلب امر زائد از تیرہ سو سال کے گذرا اور گذر رہا ہے چونکہ تاریخ وسیر نے کوئی امر فروگذاشت نہین کیا البتہ بعض حضرات نے اپنے نقطہ نظر سے تصرفات کئے ہین جسکی وجہہ سے آنحضرت کی تاریخ وفات ۱۲ وفات سے مشہور ہو کر غیر محقق رہی۔ یہانتک کہ خود شمس العلما شبلی صاحب کا بیان ہے کہ کم سے بارہ ربیع الاول تک کوئی تاریخ بھی طرفہ یہ ہے کہ جب تاریخ سفر حجۃ الوداع بقید یوم اور پہونچنے مکہ معظمہ بقید وتاریخ ویوم اور دیوم عرفہ اور یوم النحر ایام التشریق (۱۱ و ۱۲ و ۱۳) ذیحجہ تا واپسی مدینہ منورہ اور پانچوین روز سر راہ ۱۸ ذیحجہ غدیر خم کے مقام پر نزول آیۂ جلیلہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیۃ۔ مع سورہ مائدہ کے ہوا جس کے بعد جناب رسالتمآب صلعم کا ارشاد خطبہ عظیمہ اور دستار بندی جناب ولایتمآب علی مرتضی علیہ السلام بقید مقام ویوم وتاریخ

فی الحدیث غرض جملہ امورات تحقیق طلب کتب سیر و تاریخ و مناقب و صحاح و مسانید مین لفظاً لفظاً موجود ہین پھر بھی صحیح
تاریخ بقید یوم وفات النبی صحت مع الحساب سے حتمی نہ ہوا یا جو کچھ یوم بقید و تاریخ کے ہے اوس کا حساب اپنے
ہی مطابق احادیث و روایات موثقہ کے موافق درست نہ آنا تصرفات مذکورہ پر اثر ڈالتا ہے۔

جب جمہور ارباب سیر کے بیان اور احادیث مستندہ و روایات موثقہ سے تاریخ و یوم نزول آیہ تکمیل
و سبب نزول اور کل تاریخہائے موقوعہ بقید ایام جنکا ذکر ضروری و لازمی ہے مثل تاریخ بقید یوم حکم آنحضرت صلعم
برائے تہیہ اسباب سفر جنگ روم با اسامہ بن زید کیلئے ایک خاص دن و تاریخ مین آنحضرت صلعم کا بنفس نفیس
نشان فوجی بناکر اُسامہ کو عطا فرمانا اور سب سے بڑھ کر بعد نزول آیہ کریمہ۔ الیوم اکملت لکم دینکم کے رسالتمآب صلعم
کا صرف اکیاسی شب یا یوم زندہ رہنا مطابق واقع اور تاریخ بقید یوم کے از روی حساب کے صحیح و درست آجانا پایا جائے
تو پھر کوئی گنجائش کلام کرنیکی باقی نہ رہیگی۔

کتاب ہذا علامہ شبلی کے سیرت النبی کا تبصرہ ہے جو علیگڈھ کالج کے معزز پروفیسران مین سے تھے
جنکی طرز جدید کی پہلی کتاب الفاروق بھی ہے جسکا وہ حصہ جو آنحضرت صلعم کے حالات کے متعلق ہے وہ دراصل
سیرت نبوی ہے اس لئے اس الفاروق سے نیز مولانا امین اللہ تلامذہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے جنھون نے
سیرت منظوم موسومہ قصیدہ عظمی تحریر فرمایا ہے اور جو فاضل مخاطب سے ایک سو سال پہلے گذرے ہین۔ اور جو
سفر حجۃ الوداع مین رفیق سفر بھی ہین اس لئے ہم ہر دو سنی المذہب کے بیان سے ابتدا کرین گے۔

"ناظرین سے التماس عرض ہی کہ ذیل کے آیہ کریمہ کے مفہوم کو ملحوظ خاطر رکھین"

قولہ تعالے قد خاب من افتری ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا۔ اور تحقیق نامراد ہوا جس نے جھوٹ
باندھا جو شخص خدا پر جھوٹ بہتان باندھے اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا۔

قبل اس کے کہ سیرت النبی شبلی سے لکھا جائے۔ سیرت منظوم قصیدہ عظمی سے ابتدا سفر ۲۶ ذوقعدہ سنہ ۱۰ ھ
تا وفات النبی تمام و کمال امورات لکھے جاتے ہین جو سب کے سب شبلی صاحب کے بیان کے مطابق ہین بلکہ جن بعض
امور کو سیرت مین فرو گذاشت کر گئے ہین وہ بھی ارباب سیر اور مفسرین کے اقوال کے موافق تائید و تصدیق مین
آجائین گے چونکہ ہم کو امورات تحقیق طلب بوجوہ کامل حساب کے ساتھ دکھانا ہے اس لئے ہم کسی امر کو ترک
کرنا یا اخفا کرنا نہین چاہتے جس کے بعد حقیقت کا انکشاف ارباب نقد و انصاف پر روز روشن کی طرح
عیان ہوجائیگا۔

اس ابتدا سے پہلے مصنف (قصیدہ عظمی) کا ترجمہ جو اسی سیرت (منظوم) کے آخر کتاب پر نقل ہے لکھا جاتا ہے
تاکہ ناظرین کو مولانا امین اللہ مصنف سیرت منظوم کے منزلت اور پایہ سند کا اعتبار واضح ہوجائے۔

(قصیدہ عظمی مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۳ھ ہے)

ترجمہ

مولف علامہ رحمۃ اللہ علیہ ماخوذ از کتاب تذکرۃ النبلا مولفہ مولوی ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب عظیم آبادی

مولانا امین اللہ بن سلیم اللہ بن علیم اللہ الانصاری ابو الدرداء نگرنہسوی عظیم آبادی علوم متعارفہ بحضور والد ماجد خود و دیگر اجلہ کرام مثل الشیخ الاجل محدث الہند ولی اللہ بن عبد الرحیم الدہلوی و حضرت شیخ عبد العزیز بن ولی اللہ الدہلوی حاصل ساخت پس از ان بمسند افادہ نشست و تا مدت دراز در مدرسہ عالیہ کلکتہ درس داد فیوض و برکات خود بطلبا و مستفیدان ریخت وصف این شیخ اجل شہرۂ آفاق بودہ است و در علم ادب و بلاغت و فصاحت در عصر خود نظیرے نداشت بعض قصائد مولفہ حضرت ایشان کہ در کتاب حدیقۃ الافراح موجود است شاہد این مدعا است و تصانیف مفیدہ دارد و منہا قصیدۂ عظمی کہ در آن داد فصاحت دادہ و بہ تبیان احوال حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم از بدو مولد تا وفات آن صلی اللہ علیہ وسلم بمرتبہ بلاغت رسانیدہ و منہا حاشیہ بر میر زاہد رسالہ و میر زاہد شرح مواقف و حاشیہ بر مسلم الثبوت و رسالہ در بیان فصاحت آیہ کریمہ و لکم فی القصاص حیاۃ الخ و دیوان فارسی و غیر ذلک کہ از مطالعہ آنہا قدر علم این شیخ معلوم میشود تاریخ ۲۷ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۳ھ در کلکتہ رحلت فرمود و ہمانجا مدفون شد تلامذہ او کثیر اند منہم علامہ مدین اللہ ابن وی رح و منہم مولانا عبید اللہ بن غلام بدر بن سلیم اللہ برادر زادہ حقیقی قاضی لنگر ضلع مدراس و قاضی فضل الرحمن البردوانی و مولوی غلام مخدوم بلیائی و غیرہم و بزرگان ایشان ہم از فضلای نامدار و علمای کبار بودند والد ماجد ایشان شیخ سلیم اللہ بن مولانا علیم اللہ کتب درسیہ از والد ماجد خود حاصل ساختند و بر شاہ عبد اللہ حسنی رحمۃ اللہ علیہ بیعت کردند و منجملہ تلامذہ ایشان مولانا امین اللہ و مولوی غلام بدر پسران ایشان ہستند و سنہ ۱۱۹۱ھ سال وفات ایشان است و مرقد ایشان ہمین موضع نگرنہسہ است و اولاد و امجاد ایشان و اخلاف برادر ایشان ہم صاحب فضل و کمال شدند ابن وی مولانا مدین اللہ از اعاظم علما بود و مولانا محمد ابراہیم بن مولانا مدین اللہ از کملاء دہر و متفننات عصر شمردہ میشد و در تصانیف انہ است محبی شرح دیوان متنبی و ضابطۃ الادباء و غیر ذلک المتوفی سنہ ۱۲۸۲ھ و مولانا قاضی عبید اللہ بن غلام بدر بن سلیم اللہ المتوفی سنہ ۱۲۲۳ھ و مولانا تصدق حسین المتخلص بہ خلاق ابن قاضی عبید اللہ مذکور المتوفی سنہ ۱۲۹۹ھ این ہر دو حضرات ہم وحید عصر و فرید دہر بودند للہ الحمد و المنۃ کہ الان در خاندان ایشان صاحب فضل و کمال موجود اند مولانا علیم الدین حسین بن تصدق حسین مرحوم کہ تلمیذ رشید مولانا نعمت اللہ لکہنوی و مفتی صدر الدین خان دہلوی و مولانا شیخنا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی ہستند از یکتائی دہر اند حق تعالی جناب ایشان را بحفظ امان دارد و خلائق را از ذات ایشان منتفع گرداند

قصیدۂ عظمی کے ختم پر قطعۂ تاریخ نتیجۂ نقاد نحریر دوران فخر زمان جناب مولوی حکیم میر شاہجہان صاحب المتخلص بہ کامل سلمہ خویش جناب شیخنا رئیس المحدثین و الفقہا مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی ظلہ اللہ تعالی

جو پائی ہے قصیدہ نے نصیب — خدا کے فضل سے طبع مجدد
کسی نے اسکا سال طبع پوچھا — کہا کامل نے تاریخ مجید ۱۳۰۲

قطعہ تاریخ محی السنۃ قامع البدعۃ جناب مولوی ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب عظیم آبادی سلمہ اللہ تعالی

شمس را چون بدید در حیرت — فلک بگفت چیست ترا
چہ تجلی بدیدہ گفتا — کہ جمال قصیدۂ عظمی ۱۳۰۲

قصۂ حجۃ الوداع

(صفحہ ۸۶ و ۸۷)

بروز شنبہ و بست و ششم ز ذی قعدہ[۱] (۱) بسوئے مکہ روان شد رسول یزدانی

کہ تا فریضۂ حج را ادا شتاب کند (۲) حیات را چہ وفا تا بموسم ثانی

درین سفر زن و فرزند جملہ ہمراہش (۳) نود ہزار برون شد ز خویش و اعوانی

بہ ذی الحلیفہ[۵] خود احرام بہر حج بستہ (۴) براند ہدی بہ تقلید و شق کوہانی

خیار داد بہمراہیان بخواہش شان (۵) بانفراد حج و عمرہ و با قرانی

بہشت روز رہ مکہ قطع کرد و بدید (۶) صباح چہارم ذی الحجہ بیت ربّانی

طواف کعبہ نمود و بماند با احرام (۷) کہ حل صاحب ہدی است بعد قربانی

کسے کہ کردہ بُد از حج بانفراد احرام (۸) دلے نہ کرد پے ہدی حج بعزم رانی

مباح کرد شکستن بر آن کس آن احرام (۹) بکار عمرہ و بستن برائے حج ثانی

ہمین است متعہ حج کان زمان شد آن مشروع (۱۰) کہ تا بیک سفر آید دو کار ز آسانی

بروزہا کہ نبی داشت در حرم منزل (۱۱) علی ہم از یمن آمد بمکہ سرعانی

بساحت عرفہ روز جمعہ کرد آگاہ (۱۲) نزول آیۂ تکمیل دین حقّانی

کہ یافت تکملہ امروز دین اسلامی (۱۳) گرفت خاتمہ زین وقت وحی فرقانی

بدرک آیہ ز مفہوم آن عمر بگریست (۱۴) نبی چو دید بہ پرسید وجہ گریانی

بگفت عمر بوحی است اشارۂ تو دریغ (۱۵) غم فراق تو کرد است اشک بارانی

نبی بگفت حق است آنچہ فہمیدی (۱۶) طلب ہمی کندم رب النبی و جانی

---

[۱] ۲۶ ذوقعدہ سنہ شنبہ مذکورہ جو چار شبون باقی رہنے پر حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی تاریخ ہے وہ صحیح نہیں ہے اسلئے کہ دوسری ربیع الاول یوم دوشنبہ وفات النبی کی مراجعت سے ۲۶ ذوقعدہ کو جمعہ ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف میم مسلم وحرف (نون) نووی شارح مسلم کا پہلا خانہ نیز آنحضرت کے آخر صفر یعنی ۲۹ صفر چہار شنبہ کے مراجعت سے ۲۶ ذوقعدہ چہار شنبہ واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری مذکورہ کا دوسرا خانہ نیز ۲۶ ذوقعدہ یعنی چار شبون ماہ ذیقعدہ کی باقی پر سفر حجۃ الوداع فرمانیکی کوئی روایت نہیں ہے تمام محدثین اور مورخین نے ۲۵ ذوقعدہ کے سفر حجۃ الوداع فرمانیکی روایت اخراج کی ہے۔ (دیکھو حاشیہ ص۴ کتاب ہذا)

چنانچہ امام زہری نے حضرت عائشہؓ سے اور موسیٰؒ بن عقبہ نے حضرت ابن عباس سے اور ابنؒ اسحاق اور امامؒ مالک و امام احمدؒ بن حنبل اور بخاریؒ اور مسلمؒ نے اپنے اپنے صحیحین اور امام نسائیؒ نے اپنے سنن میں علاوہ حضرت جابر کے حضرت عائشہؓ سے اور ابنؒ جریر طبری نے حضرت عائشہؓ سے اس عبارت سے روایت کی ہے (خرج رسول اللہ صلعم الی الحج لخمس لیال بقین من ذی القعدہ) نکلے رسول اللہ حج کیلئے جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین یعنی ۲۵ ذوقعدہ کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے (اور دیکھو ص۱۲ کتاب ہذا قرۃ العیون شرح سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

[۵] اور اسی قرۃ العیون کے صفحہ ۱۵ میں ہے۔ مدینہ سے کوچ فرمایا اور ذوالحلیفہ میں آکر اترے اور وہان عصر کی نماز قصر کی اور ایک شب وہان رہے۔ (دیکھو حاشیہ ص۲۹ کتاب ہذا)

بخطبۀ عرفات آنچنان مواعظ کرد	۱۷	کہ بنہاے مودع بر جمیع خلائق
بگفت ہر کہ دمہ حجۃ الوداع این است	۱۸	چو سعی کرد نبی در بلاغ زینسانی
روایتے است کہ اندر منیٰ درین موسم	۱۹	چو سرور از عرفات آمدہ بہ جائی
فرود آمد از اجاء نصر دایت از آن	۲۰	نزول وحی کتاب خداے یزدانی
نبی بفاطمہ طلبید و گفت سورۀ نصر	۲۱	خبر ہمی دہدم از لقاے رحمانی
شنیدہ فاطمہ این حرف گریہ کرد کہ چون	۲۲	ز فرقت پدر آید بدرد ہجرانی
نبی بگفت کہ اے نور دیدہ گریہ مکن	۲۳	کسے کہ سوے من آید نخست تو آنی
چو فاطمہ بشنید این نوید خندان شد	۲۴	چنانکہ از پس شش ماہ یافت لقیانی
فراغ یافتہ پیغمبر از مناسک حج	۲۵	بمدینہ کرد مع الخیر باز گردانی
رسید بر لب آب کہ بود نامش خم[1]	۲۶	بداد حکم پے جمع قوم ایمانی
بخواند خطبۀ تودیع[2] اندر آن مجمع	۲۷	بر رشدانہ نصائح نمود جولانی
کہ زود پیک قضا سوے من ہمی آید	۲۸	پیام می دہدم از وصال ربانی
شما عمل بنماید بر نکوکارے	۲۹	کہ بعد من کند از گمرہی نگہبانی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ
مغرب اور عشا اور فجر اور ظہر وہان پڑھی ۔۔۔ اور منقول نہین ہے کہ احرام سے پہلے سواے نماز ظہر کے کوئی نماز خاص واسطے احرام کے پڑھی ہو
ابو الفضل کرمانی نے لکھا ہے کہ ذوالحلیفہ مکہ سے دس منزل ہے اور مدینہ سے دو فرسخ ہے۔
۔ سیرت شبلی حصہ ثانی مین ہے کہ مدینہ سے مکہ تک یہ سفر نو دن مین طے ہوا ذیحجہ کی چار تاریخ کو صبح کے وقت مکہ معظمہ مین داخل ہوئے جسکو مولانا
امین احمد نے ۸ روز مین طے ہونا اور ۴ ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ لکھا ہے جس سے یہ سفر شبانہ روز مین طے ہونا پایا جاتا ہے جو بالکل ناممکن ہے کہ دس منزل کا سفر
ایک ہفتہ مین پورا ہو سکے اس لیے ۲۴ ذیقعدہ قطعاً غلط ہے۔

[1] خم فی صحیح مسلم قال زید بن ارقم قام رسول اللہ صلعم یوماً فینا خطیباً بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ یعنی کہا زید بن ارقم نے کہ قیام فرمایا
جناب رسول اللہ صلعم نے ایک روز ہم مین درحالیکہ خطبہ پڑھا حضرت نے بمقام خم غدیر درمیان مکہ اور مدینہ کے یعنی ۱۸ ذیحجہ اسی مقام اور تاریخ سے آخر عمر کا
حساب ہے۔

[2] خطبہ تودیع یعنی الوداعی فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد ایہا الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم
ثقلین (صحیح مسلم) پس بعد حمد ثناے خدا اور وعظ و پند کے فرمایا آگاہ ہو اے ایہا الناس کہ نہین ہون مین مگر بشر اور قریب آیا جاتا ہے رسول رب میرا یعنی ملک الموت
پس اجابت کرونگا اور مین چھوڑے جاتا ہون ثقلین یعنی دو شی نفیس و عظیم القدر اور غنیۃ الطالبین شیخ عبد القادر جیلانی مترجمہ اردو مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور
کے صفحہ ۳۰۶ مین تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے ہے توفی رسول اللہ صلعم بعد نزولہا باحدی وثمانین یوما ثم قبضہ اللہ تعالے
الی رحمتہ ورضوانہ وروی ذلک عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ من المفسرین۔ یعنی پھر ٹھہرے حضرت رسول اللہ صلعم اس آیت
الیوم اکملت کے اترنے کے بعد اکیاسی روز پھر انکو قبض کیا اللہ تعالے نے اپنی رحمت اور رضامندی کیطرف عبد اللہ بن عباس اور سوا ان کے مفسرین سے
یہ روایت مروی ہے۔ اور تفسیر فتح البیان مولوی صدیق حسن خان بھوپالی مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ کے ج ۳ صفحہ ۴ مین ہے قال ابن عباس نمکث رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نزول ہذہ الآیۃ احدی وثمانین یوما۔ یعنی کہا ابن عباس نے پس ٹھہرے رسول اللہ صلعم بعد نازل ہونے آیہ
الیوم اکملت لکم دینکم اکیاسی (۸۱ یوم) روز۔ اور مناقب آل ابیطالب علامہ ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ مطبوعہ بمبئی ج ۳ صفحہ ۳۲ مین ہے
عن ابن عباس ان النبی علیہ السلام توفی ہذہ الآیۃ باحدی وثمانین یوما یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق حضرت
رسول علیہ السلام بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی روز پر وفات فرمائی۔

بحبُ عترت من اعتصام باید کرد ۳۰ زنید چنگ بحبل المتین قرآنی

علی قافلہ سالار اہل بیت نبی ۳۱ بخطبہ یافتہ تشریف افراوانی

بگفت سرور دین ہر کرا منم مولےٰ ۳۲ وراست خواجہ ومولی علی وحدانی

گرفتہ دست علی را عمر بجنبانید ۳۳ بداد تہنیت ودستانہ شادانی

کہ اے بَخٍ لکَ اَصْبَحْتَ اَنتَ مَولی الکُلّ ۳۴ فزود قدر تو سرور بہ چشم اعیانی

مدینہ آمدہ سرور بماند چند ایام ۳۵ باعتدال مزاج وصلاح ابدانی

در ذکر مرض ووفات رسول صلعم

بچارشنبہ ای از عشرۂ اخیر صفر ۳۶ زسال یازدہم موسم زمستانی

زدرد سر مرض الموت ابتدا گردش ۳۷ بعارض تپ مطبق کہ داشت پنہانی

لہ سورہ نحل پارہ ۱۴ رکوع ۱۰ میں ہے وضرب اللہ مثلا رجلین احدھما ابکم لا یقدر علی شیٔ وھو کل علی مولٰہ اینما یوجھہ الخ ترجمہ فارسی تفسیر فتح الرحمن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وبیان کرد خدا داستانے دیگر دو مرد یکے از ایشان گنگ است قدرت ندارد وبر ہیچ چیز واو گران است بر خواجہ خود ہر کجا کہ فرستدش (ترجمہ اردو) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی اور بیان کی اللہ نے دو مرد کی ایک ان دونوں کا گونگا ہے نہیں قدرت رکھتا اوپر کسی چیز کے اور وہ بوجھ ہے اوپر مالک اپنی کے جدھر بھیجے۔

شاہ عبد القادر محدث دہلوی موضح القرآن میں فرماتے ہیں وھو ...... یوجھہ (ترجمہ) اور وہ بوجھ ہے اپنے صاحب پر جس طرف اسکو بھیجے۔

اور تفسیر حسینی مواہب علیہ میں ہے وھو کل علی مولٰہ اینما یوجھہ (ترجمہ) واین ہمہ گران است بر کسے کہ متولی امر او باشد۔

ٹہ مجمع نامتوسط قرآن شریف مترجم بہ دو ترجمہ مطبوعہ دہلی مشتہرہ ۱۳۰۵ھ کے ابتدائے کتاب تاریخی حصہ کے صفحہ ۶ میں ہے صفر ۱۱ھ (مطابق ۶۳۲ء) کی دو راتیں باقی تھیں کہ حضرت صلعم کے درد پیدا ہوا یعنی ۲۰ صفر (چہار شنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) آپکی عمر ۶۳ سال ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو انتقال فرمایا۔ دو دن اخیر صفر کے بارہ دن ربیع الاول کے کل چودہ دن ہوئے اسی مدت کو شاہ ولی اللہ نے سرور المحزون میں حضرت کا بیمار رہنا لکھا ہے۔ اور قرۃ العیون (حصہ ششم) شرح (سرور المحزون شاہ ولی اللہ) کے صفحہ میں ہے اور اسی گیارہویں سال میں صفر کی چھبیسویں تاریخ دوشنبہ کے روز حضرت نے فرمایا کہ دشتی سامان لشکر کیواسطے لڑائی روم کی کریں۔

سیرۃ حلبیہ ج ۳ صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ - سریۃ اسامۃ بن زید الی ابنی فی کلام السہیلی رحمۃ اللہ وھی قریۃ عند موتۃ التی قتل عندھا زید بن حارثۃ رض لما کان یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ امر صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد صلی اللہ علیہ وسلم لاسامۃ لواء بیدہ

اسامہ بن زید کی مقام ابنی کیطرف بغرض جنگ روانگی سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے مطابق ابنی ایک قریہ کا نام ہے جو موتہ کے قریب واقع ہے جہاں زید بن حارثہ شہید ہوگئے۔ ۲۶ صفر ۱۱ھ روز دوشنبہ کا واقعہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے روم کی چڑھائی کیلئے آمادگی کا حکم دیا جب بدھ کے دن ۲۸ صفر ۱۱ھ ہوا تو آنحضرت کو درد کی شکایت پیدا ہوئی اور آپ بخار ودرد سر میں مبتلا ہوگئے اور دوسرے دن پنجشنبہ (۲۹ صفر) کو آنحضرت نے خود اپنے دست مبارک سے اسامہ کیلئے لواء جنگ درست فرمایا۔

نیز سیرۃ حلبیہ مذکورہ کے ۲۰ صفر (چہار شنبہ) اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کی تائید میں بحار الانوار۔ ج ششم نصف آخر صفحہ ۶۹۵ مطبوعہ طہران سے یہ عبارت نقل ہے۔ کانت سریۃ اسامۃ بن زید فقالت ان رسول اللہ صلعم امر الناس بالتھیؤ لغزو الروم لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ فلما کان من الغد دعا اسامۃ بن زید فقال سر الی موضع مقتل ابیک واوطئھم الخیل فقد ولیتک ھذا الجیش فاغز صباحا علی اھل ابنی فلما کان یوم الاربعاء بدا رسول اللہ صلعم فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ۔

ترجمہ - سریہ اسامہ بن زید کا واقعہ یہ ہے کہ بتاریخ ۲۶ صفر ۱۱ھ رسول اللہ نے لوگوں کو روم پر چڑھائی کیلئے آمادہ ہونے کا حکم دیا دوسرے روز (۲۷ صفر) اسامہ بن زید کو بلا کر فرمایا کہ تو اپنے باپ کے قتلگاہ کیطرف جا اور وہاں کے لوگوں کو گھوڑوں سے کچل دے۔ الخ۔ باقی ترجمہ دیکھو صفحہ

بازو یا درمرض اشتداد حتی شد ۳۸ کز احتراق همی کرد آب پاشانی

بانتہا شدہ غشی دا فاقہ مستبدل ۳۹ زدارۂ مرض آورد سوز ہجرانی

دگر اسامہ بن زید را امارت داد ۴۰ کہ داشت سرور دین مہر بادی ارزانی

بگفت باکبرائے[۵۱] مہاجر و انصار ۴۱ کنند جملہ بہ ہمراہیش شتابانی

رسیدہ در حد ابنی نواحی بلقا ۴۲ زرد میان بستانند کین اعیانی

کہ زید و جعفر و ابن رواحہ را کشتند ۴۳ بجنگ موتہ ددارند عزم طغیانی

بدست خویش لوائے اسامہ را بستہ ۴۴ برون شہر ندا شد بہ جمع شجعانی

اکابران بوداع رسول می رفتند ۴۵ ہمی شدند بعسکر بحال گریانی

زدند طعنہ جوانان کہ چون امیر شود ۴۶ غلام زادہ بر مجمع نومیانی

نبی شنیدہ ببالائے منبر مسجد ۴۷ برفت و کرد خدا را ثنا فراوانی

خطاب کرد از آن پس بہ مجمع الشان ۴۸ کہ گفت و گوے چہ دارند بعض شبانی

بر آن کہ میری لشکر اسامہ را دادم ۴۹ کہ ہست زادہ کہ زید شہید میدانی

مدار طعن شما بر اسامہ تنہا نیست ۵۰ نہ پیش ازین پدرش شد امیر سرانی

بہ آن خدائے کہ جانم بدست قدرت اوست ۵۱ کہ زید بد بامارت حقیق و شایانی

اسامہ را کہ بجانش عزیز میدارم ۵۲ نہ از شماست ببالایش چہ نقصانی

ہمان براست کہ در خیر خواہیش کوشید ۵۳ بکار جنگ شوید کش مطیع فرمانی

شنیدہ جملہ سران[۵۲] خیمہ را برون کردند ۵۴ فضائے بطن جرف شد ز فوج ملائی

گذشت کار چو از اشتداد بیماری ۵۵ از آن کہ جانب مسجد رود بآسانی

بداد حکم کہ بوبکر امام وقت شود ۵۶ نماز مقتدیان را کند نگہبانی

بقیہ حاشیہ گذشتہ میں نے اس لشکر کا سردار انہی کو بنایا ہے تو اہل انجمن پر کل صبح ہی سے چڑھائی کر دو۔ غرض جب بدھ (۲۸ صفر) کا دن ہوا تو رسول اللہ تپ اور درد سر میں مبتلا ہو گئے اور بروز پنجشنبہ (۲۹ صفر) اسامہ کے لئے اپنے دست مبارک سے علم تیار فرمایا۔

اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے باب دہم مطبوعہ فرخند ۱۲۹۰ھ آخر صفحہ ۲۱۰ میں ہے۔ روز چہار شنبہ بست و ہشتم صفر نہ کور آنحضرت را مرض طاری شد یعنی ۲۸ صفر چہار شنبہ کو رسول اللہ مرض میں مبتلا ہوئے جس کا تیرہواں روز گیارہ ربیع الاول روز دو شنبہ (وفات نبی اور تیرہوان دن (دو شنبہ) ۱۲ ربیع الاول ہوا۔

[۵۱] سیرۃ النبی شبلی ج ۲ ثانی حاشیہ صفحہ ۱۲۳ میں ہے واقدی اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس غزوہ میں آنحضرت صلعم نے حضرت ابو بکر و عمر کو بھی جانیکا حکم دیا تہا۔ یہ پہلا حکم ہے جو ۲۶ صفر (دو شنبہ) کو ہوا دوسرا حکم لوگوں کا طعن سنکر وفات سے دو دن پہلے ہوا۔ (مولف)

[۵۲] اسی سیرۃ النبی شبلی کے صفحہ ۱۵۲ میں ہے واقعات ۱۱ھ زمانہ مرض الموت میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسامہ بن زید کے زیر افسری رومیوں کے مقابلہ کیلئے سرزمین روانہ فرمایا ہے یہ دوبارہ حکم وفات کے دو یوم قبل سنیچر کے دن نو ربیع الاول دو شنبہ) کو جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسواں روز تہا دیا گیا۔ الفاروق صفحہ ۶۴ مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۲۳ھ میں ہے کہ ماہ صفر میں آنحضرت نے رومیوں کے مقابلہ کیلئے اسامہ بن زید کو مامور کیا اور تمام اکابر صحابہ کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ جائیں لوگ تیار ہو چکے تہے کہ آخر صفر میں آنحضرت صلعم بیمار ہو گئے اور یہ تجویز ملتوی ہو گئی۔

بوقت فجر دوشنبہ بروز استحضار ۵۷ تن مبارکش آمد زتپ بآسانی

پے نماز جماعت برفت تا مسجد ۵۸ کہ از افاقہ در آمد دلش بفرحانی

نہادہ دست زیکجانبی بدوش علی ۵۹ بشانۂ بن عباس جانب ثانی

زپیش خواست ابوبکر تا بصف آید ۶۰ اشارہ کرد نبی تا بجاے خود مانی

نبی یسار ابی بکر رفتہ بنشستہ ۶۱ نشستہ کرد امامت بقول رجحانی

باذن رفت ابی بکر اندرین فرصت ۶۲ بخانہ کہ بدش از مدینہ پایانی

کہ بنت خارجہ جفتش مقیم بد آنجا ۶۳ دگر کسانش نبی را بدند جیرانی

خطاب کرد ہمان روز پیش استحضار ۶۴ بالتفات سوے جمع خویش اخوانی

بگفت پارۂ قرطاس سوے من آرید ۶۵ پے شما بنویسم سطور چندانی

کہ بعد ازان نرود کس براہ گمراہی ۶۶ باقتضای طبیعی و میل نفسانی

عمر کہ کن مکن او بارگاہ نبی ۶۷ پسند بود و مؤید بوحی قرآنی

بگفت منع کنان حسبنا کتاب اللہ ۶۸ نبی زشدت حمیٰ است در سخن رانی

---

۵ شبلی صاحب سیرت النبی ص ۱۳۷ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ جن صحابی نے قلم دوات لانے میں گفتگو کی، بخاری میں ان کا نام نہیں لیکن حدیث کی اور کتابوں میں مثلاً صحیح مسلم بتصریح حضرت عمر کا نام ہے۔ صحیح مسلم میں انکے یہ الفاظ ہیں قد غلب علیہ الوجع وعندکم قرآن حسبنا کتاب اللہ (صحیح مسلم کی دوسری روایتوں کے یہ الفاظ ہیں) قالوا ان رسول اللہ صلعم یہجر) تو لوگوں نے کہا رسول اللہ صلعم بے حواسی (ہجر) کی باتیں کرتے ہیں۔ اور الفاروق کے ص ۶۱ میں (ہجر) کے معنی ہذیان ہیں بخاری و مسلم کی بعض روایتوں میں ایسے صاف الفاظ ہیں جن میں اس تاویل کا احتمال نہیں مثلاً ہجر ہجر (دو دفعہ) ۶ غرض صحیحین (بخاری و مسلم) کے سب جگہ نہیں حضرت عمر کا نام جسکو سیرت النبی میں انکار ہے۔

طلب قرطاس فرمانے کی روایت تائیداً فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی کے جزو (۳۰) مطبوعہ انصاری دہلی ص ... اب کرتے ہیں الاختلاف سے بخاری کی یہ حدیثیں جنمیں بالخصوص حضرت عمر کا نام ہے لکھی جاتی ہیں۔ حدثنا ابراھیم بن موسیٰ قال اخبرنا ھشام عن معمر عن الزھری عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس قال لما حضر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وفی البیت رجال فیہم عمر بن الخطاب قال ھلم اکتب لکم کتاباً لن تضلوا بعدہ۔ قال عمر ان النبی صلعم غلبہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ واختلف اھل البیت واختصموا فمنھم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلعم کتاباً لن تضلوا بعدہ ومنھم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغط والاختلاف عند النبی صلعم قال قوموا عنی الخ۔

بخاری کہتے ہیں حدیث کی مجھے ابراہیم بن موسیٰ نے کہا خبر دی مجھکو ہشام نے معمر سے انہوں نے زہری سے اس نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اس نے حضرت ابن عباس سے کہ جب جناب رسالتمآب صلعم پر حالت احتضار طاری ہوئی تو بہت سے لوگ آپ کے پاس گھر میں حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا مجھے سامان کتابت لادو کہ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں کہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو حضرت عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ پر مرض نے غلبہ کیا ہے ہم لوگوں کے پاس قرآن موجود ہے اور ہمارے لئے خدا کی کتاب کافی ہے اس بات پر حضار جلسہ میں اختلاف واقع ہوا بعض تو کہتے تھے کہ رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کرنا ضروری ہے تاکہ حضرت جو کچھ چاہیں تمہارے لئے تحریر فرمائیں اور بعض حضرت عمر کے ہم زبان تھے جب اس بات پر بہت شور اور اختلاف ہونے لگا تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ الخ۔ (ایسی حدیثیں آگے جزو ۱ صحیح مسلم میں آئیگی)

الفاروق شبلی کے صفحہ ۳ میں ہے (نعوذ باللہ) روایت میں ہجر کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہذیان کے ہیں علاوہ یہ کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمر نے آنحضرت کے اس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا تھا (نعوذ باللہ)

آگے ص ۲۹ میں ہے کہ تمام روایتوں میں مذکور ہے کہ جب آنحضرت نے کاغذ و قلم مانگا تو لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ بہکی ہوئی باتیں کر رہے ہیں

مرادش آنکه بفحوای آیه تکمیل	۶۹	نماند واجبی از واجبات ایمانی
برای مصلحت ما لکون که اندیشد	۷۰	کجاست طاقتش اندر قوای جسمانی
ازین سخن چو درین کار اختلاف افتاد	۷۱	نکرد کار کسی جز بلند افغانی
نبی هم از شغب مردان برنج آمد	۷۲	برون روید ازینجا بگفت سرجانی
برآمدند چو مردان ز حجرهٔ نبوی	۷۳	بحجر عایشه بنهاد سر بکلانی
اسامه کش نبی آن روز کرده بد رخصت	۷۴	ندای کوچ بداد او بجمع اعیانی
عمر هم از بر سرور میان لشکر رفت	۷۵	که تا همی او کند شتابانی
برآن بدند که بندند رخت کوچ آن روز	۷۶	برنشست اکثر و اسپ و بعیر نوقانی
کرام ایمنه ام اسامه کس بفرستد	۷۷	بر اسامه که سرور همی شود فانی
اسامه با عمر آمد بدینه بشنید	۷۸	که بست رخت اقامت بملک روحانی
باختلال درآمد شنیده هوش عمر	۷۹	درون حجره درآمد باذن نسوانی
بدید روی نبی را و گفت در غشی است	۸۰	نمرده است و نمیرد رسول ربانی

حاشیہ صفحہ گذشتہ ہی علامہ قرطبی نے یہ تاویل کی ہے اور اس پر انکو ناز ہے کہ جن لوگوں نے یہ لفظ (ہجر یعنی ہذیان) انکار و استعجاب کے طور پر کہا تھا یعنی یہ کہ آنحضرت کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے خدانخواستہ آنحضرت کا قول ہذیان تو نہیں ہے کہ اسپر لحاظ نہ کیا جائے۔ یہ تحریر کر کے شبلی صاحب لکھتے ہیں یہ تاویل لگتی ہوئی ہے لیکن بخاری و مسلم کی بعض روایتوں میں ایسے صاف الفاظ ہیں جس میں اس تاویل کا احتمال نہیں مثلاً ہجر ہجر دو دفعہ۔

پھر لکھتے ہیں یہ اس تمام مدت (۱۳ دن) بیماری میں آنحضرت کی نسبت اور کوئی واقعہ اختلال حواس کا کسی روایت میں نہیں ہے۔

سیرت شبلی ج ۲ ص ۱۳۲ میں ہی غزوات میں گزر چکا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ کو حدود شام کے عربوں نے شہید کر ڈالا تھا آنحضرت اون سے انکا قصاص لینا چاہتے تھے آغاز علالت سے ایک روز پہلے (یعنی دو شنبہ ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ) آپنے اسامہ بن زید کو مامور کیا کہ فوج لیکر جائیں اور ان شریروں سے ایذا یا انتقام لیں۔

تجرید ۲۶۱ سنہ ۱۱ھ میں رسول اللہ نے اسامہ بن زید کو سردار بنا کر شام کی مہم پر بھیجا اور چونکہ ایک عظیم الشان سلطنت کا مقابلہ تھا حضرت ابوبکر و عمر اور بڑے بڑے نامور صحابہ مامور ہوئے کہ فوج کے ساتھ جائیں اسامہ ابھی روانہ نہ ہوئے تھے کہ رسول اللہ نے بیمار ہو کر انتقال فرمایا۔ الفاروق ۵۲۔

یہی اول حکم ہے جو ۲۶ صفر (دو شنبہ) کو مہاجرین کبار کا اسامہ بن زید کی ماتحتی میں امر ہوا ہے جسکے بعد ۹ ربیع الاول (دو شنبہ) کو جو ۲۶ صفر کا دسواں روز تھا رسول اللہ نے لوگوں کے طعن آمیز کلمات سماعت فرما کر غضبناک شدید خطبہ فرمایا ہے اور بار دیگر اسامہ کی ہمراہی میں جانے کے لئے تاکید کی ہے جسکی بھی تعمیل نہیں کی گئی تا آخر عین وفات کے دن کلمہ (ہو معلوم) حضرت کا ارشاد دیگر حضرت عمر کا لشکر گاہ تک جانا ہوا جسکو بھی شبلی صاحب قبول نہیں کرتے اور لکھتے ہیں یہ لیکن حضرت عمر وفات کے وقت تک موجود رہے لیکن ابن اسحاق اور واقدی وغیرہ اسامہ کے ہمراہ حضرت عمر کی واپسی لشکر گاہ جرف سے لکھتے ہیں دیکھو تجرید ابن اسحاق بزہ واقدی (اور دیکھو سیرت دمیاطی اور مغلطائی ص ۹ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ اور مواہب لدنیہ ان سب کتابوں میں ۱۲ ربیع الاول کی واپسی ہے)۔

اسی وفات کی صبح حضرت نے یہ حدیث ارشاد کی ہے چنانچہ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی بلخی کی حدیث نمبر (۲۰) نقل ہے جسکا ترجمہ آگے نمبر ۸۲ صحیح ترمذی میں آئیگا۔

: اخرج سید ابو الحسن یحیی بن الحسن فی کتابه اخبار المدینة عن محمد بن عبد الرحمن بن خلاد عن جابر بن عبد الله قال اخذ النبی صلی الله علیه وسلم بید علی والفضل ابن عباس فی مرضه وفاته فیعتمد علیهما حتی جلس علی المنبر فقال ایها الناس قد ترکت فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا کتاب الله وعترتی اهل بیتی فلا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا وکونوا اخوانا کما امرکم الله ثم اوصیکم بعترتی اهل بیتی۔ یعنی وفات کے دن حضرت کا ابن عباس و جناب علی کے سہارے مسجد جانا دیکھو شرح ص ۴۹ کتاب ہذا

برون ستاده همی گفت من حواله کنم	۸۱	بهر که گفت نبی مُرد تیغ بُرّانی
خبر[ے] شنیده ابوبکر شد براسپ سوار	۸۲	رسید دگر ز سالم چو حال پرسانی
بگفت این ست عمر تیغ کشیده بدست	۸۳	چگونه با تو شوم حرف موت گویانی
بحجره رفت و زروی نبی نقاب کشود	۸۴	بدید و بوسه زحسرت زدش به پیشانی
بگفت با عمر ای مرد تیغ را افگن	۸۵	بیا بر سخنم گوش دار تا دانی
بگفت هر که پرستنده محمد را	۸۶	بداند آنکه محمد[۲] بمرد و شد فانی
بداند آنکه پرستنده خدا باشد	۸۷	که اوست زنده نمیرد بصرف ازمانی
بخواند آیت موت نبی و جمله بشر	۸۸	که خواه نخواه تو میرنده وایشانی
شنیده گفت عمر وای حال من چون شد	۸۹	تو گوئی این همه نشنیده ام الی الآنی
دوم عزه[ے] ماه ربیع الاول بود	۹۰	که یافته است ز اهل حدیث رجحانی
ولے دوازدهم مشتهر شد آن تاریخ	۹۱	باختلاف روایات غیر ادعانی

ے ۔ وفی روایة ان سالم بن عبید ذهب وراء الصدیق الی السنح فاعلم بموت رسول الله صلی الله علیه وسلم (سیرت النبی حلبی ۔ ج ۳ صفحہ ۳۸۲) یعنی سالم بن عبید نے جاکر ابوبکر کو موت رسول کی خبر دی۔ اور حضرت ابوبکر مقام سنح (مدینہ سے دو میل پرے) میں تھے۔

ے مولانا امین اللہ نے وفات النبی کی دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) از روے حدیث اور ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) از روے شہرت کے لکھی ہے دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) کے مراجعت سے ۱۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع میں (پنجشنبہ) اور ۲۱ ذوقعدہ (جمعہ) واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف میم اسلم صرف ذوالن نووی شارح مسلم جنکی یہ حدیث طبقات ابن سعد جزو وفات کی نقل ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابو معشر عن محمد بن قیس ان رسول اللہ صلعم اشتکی یوم الاربعاء لاحدی عشرة لیلة بقیت من صفر سنة احدی عشرة فاشتکی ثلاث عشرة لیلة کہا ابن سعد نے خبر دی مجکو محمد بن عمر واقدی نے کہ بیان کیا مجھے ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ہوئی چہارشنبہ کے دن جبکہ گیارہ راتین باقی تھین ماہ صفر سنہ ۱۱ھ کی یعنی (۱۹) صفر کو چہارشنبہ اور ۲۲ و ۲۹ صفر (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (یکشنبہ) و دوم ربیع الاول (دوشنبہ) جبکی مراجعت مین ۱۹ اور ۲۲ اور ۱۵ و یکم صفر (شنبہ) پس گیارہ صفر میں (رشنبہ) ہوا جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو پنجشنبہ ۱۵ ذیقعدہ (پنجشنبہ) ہوا۔ اسی حدیث مذکورہ مین لوگون نے تصرف کرکے لفظ بقیت کو جسکے معنی باقی رہنے کے مین لفظ مضت جسکے معنی گذرنے کے مین بدلدیا ہے اور مغازی ابو معشر کا حوالہ دیا ہے۔ چنانچہ کتاب المغازی جزو ۱۰ صفحہ ۹۹ فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ دہلی اور زرقانی علی المواہب جلد ثالث آخر صفحہ ۱۳ مین ہے۔

فی المغازی لابی معشر عن محمد بن قیس قال اشتکی رسول اللہ یوم الاربعاء لاحدی عشرة مضت من صفر وهذا موافق لقول سلیمان التیمی المقتضی لان اول صفر کان السبت. یعنی مغازی ابو معشر مین محمد بن قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ کو شکایت ہوئی چہارشنبہ کے دن جبکہ گیارہ گذرے صفر کے اور یہ موافق قول سلیمان تیمی کے ہے اسلئے کہ اول صفر (شنبہ) تھا ترجمہ تمام ہوا۔

ہم کہتے ہین کہ گیارہ صفر کو چہارشنبہ ہے ۸ و یکم صفر (یکشنبہ) ہوا پس ۲۹ صفر (یکشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) دیکھو نقشہ جنتری حرف الف کثیر الوقوع مرتبہ لیل ہلال خانہ جسمین ۱۵ ذوقعدہ (رجعی) ۶ ذوقعدہ (شنبہ) ہے جسکو شبلی صاحب نے اختیار کیا ہے۔ اور مولانا امین اللہ نے ۲۰ ذوقعدہ (جمعہ) کے بجاے یوم شنبہ اور اخیر صفر یعنی ۲۹ صفر کو (چہارشنبہ) لائے ہین جس سے دوسری ربیع الاول کو یوم شنبہ ہوتا ہے اور مراجعت مین ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) دیکھو نقشہ جنتری حرف الف کا دوسرا خانہ جسمین گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات اور مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے دس راتین حدیث کے مطابق ٹھیک ٹھیک ہین لہذا پہلا خانہ نقشہ جنتری حرف الف اور حرف میم دونون غلط اور باطل ہین اور دوسرا خانہ صحیح ہے جسکی صحیح روایت سے تائید ہوتی ہے۔

ے ترمذی نے اپنے شیخ محمد بن اسمٰعیل بخاری سے روایت کی ہے کہ مین ابو معشر سے کوئی روایت نہین لیتا دیکھو۔ اول صحیح ترمذی)

اب ہم نعمانی صاحب کے بیان سیرت النبی - حج ثانی کے مسئلے سے ابتدا کرتے ہین ۔

قال

آنحضرت صلعم نے ہجرت کے زمانہ سے ابتک فریضۂ حج ادا نہین فرمایا تھا ایک مدت تک قریش سد راہ رہے صلح حدیبیہ کے بعد موقع ملا لیکن مصالح اسکے مقتضی تھے کہ یہ فرض آخر مین ادا کیا جائے ۔

بہر حال ذو قعدہ مین اعلان ہوا کہ آنحضرت حج کے ارادے سے تشریف لے جا رہے ہین ۔ یہ خبر دفعتاً پھیلگئی اور شرف ہمرکابی کے لئے تمام عرب امنڈ آیا (سنیچر[1] کے دن ذو قعدہ کی ۲۶ تاریخ کو آپ نے غسل فرمایا اور چادر تہمد باندہی نماز ظہر کے بعد مدینے سے باہر نکلے تمام ازواج مطہرات کو ساتھ چلنے کا حکم دیا مدینے سے چھ میل کے فاصلہ پر ذوالحلیفہ ایک مقام ہے جو اہل مدینہ کی میقات ہے جہان ہو پہنچکر (شب بھر اقامت) فرمائی دوسرے روز دوبارہ غسل فرمایا حضرت عائشہ نے اپنے ہاتھ سے آپکے جسم مبارک پر عطر ملا اسکے بعد آپ نے دو رکعت نماز ادا کی پھر قصوا پر سوار ہوکر احرام باندہا اور بلند آواز سے یہ الفاظ کہے ۔

لبیك لبیك اللهم لبیك لاشريك لك وان الحمد والنعمة والملك لك لاشريك لك ۔

اے خدا ہم تیرے سامنے حاضر ہین ایخدا تیرا کوئی شریک نہین ہم حاضر ہین تعریف و نعمت سب تیری ہے اور سلطنت مین تیرا کوئی شریک نہین حضرت جابرؓ جو اس حدیث کے راوی ہین انکا بیان ہے کہ مین نے نظر اوٹھاکر دیکھا تو آگے پیچھے داہنے بائین جہان تک نظر کام کرتی تھی آدمیون کا جنگل نظر آتا تھا آنحضرت صلعم جب لبیک فرماتے تھے تو ہر طرف سے ایک صداے غلغلہ انگیز کی آواز بازگشت آتی تھی اور تمام دشت و جبل گونج اوٹھتے تھے ۔

سرف پہونچکر غسل فرمایا دوسرے دن اتوار کے روز ذیحجہ کی ۴ تاریخ کو صبح کے وقت مکہ معظمہ داخل ہوئے ۔ مدینے سے مکہ تک یہ سفر نو دن مین طے ہوا"

---

[1] شبلی صاحب کا سنیچر ۲۶ ذوقعدہ کا قطعی غلط اور دروغ ہے تمام محدثین اور مورخین نے ۲۵ ذوقعدہ کی روایت کی ہے علاوہ اسکے اسی ۲۵ ذوقعدہ سے نو شبانہ روز چار ذیحجہ کی صبح تک ہوتے ہین جسکو خود مخاطب نے بیان کیا ہے تاریخ روضۃ الصفا چھاپہ بمبئی ۱۲۶۶ھ صفحہ ۱۱۰ مین ہے بروایتے روز شنبہ بست و پنجم ذیقعدہ و بقولے روز دوشنبہ از مدینہ بیرون آمد ۔

[2] کتاب معارج النبوۃ مولانا معین الدین فراہی مطبوعہ مطبع نور لاہور سنہ ۱۲۹۳ھ رکن چہارم صفحہ ۲۲۳ مین ہے بست و پنجم ذیقعدہ روز دوشنبہ و بروایتے روز شنبہ از مدینہ بیرون آمد

[3] ناسخ التواریخ - ج - اول از کتاب دوم مطبوعہ طہران صفحہ ۴۹۳ مین ہے ۔ روز شنبہ بست و سیوم و بروایتے روز شنبہ بست و پنجم از مدینہ منورہ خیمہ بیرون زد

[4] عیون المعین ترجمہ اردو سرور المحزون (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) معروف بہ نور علی نور ترجمہ مولوی ابوالقاسم بن عبدالعزیز لکہنوی مطبوعہ مطبع مصطفائی محمد نگر لکہنؤ سنہ ۱۲۷۲ھ صفحہ ۱۳ مین ہے ۔ آپ حجۃ الوداع مین دوشنبہ کے دن بالون مین کنگہی کئے ہوئے اور بدن مبارک پر تیل اور خوشبو ملے ہوئے اپنے ۲۵ ذیقعدہ کو نکلے ذوالحلیفہ مین نماز ظہر فروکش ہوئے

تنبیہ - واضح ہو کہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۵ ذوقعدہ روز دوشنبہ اور ۳۰ صفر روز چہارشنبہ کے پلٹنے سے ۲۵ ذوقعدہ روز شنبہ آتا ہے دیکھو ساتوان نقشہ جنتری محمدی

اَقُولُ

شبلی صاحب نے ۲۶ ذوقعدہ کو حضرت کا سفر حجۃ الوداع فرمانا نماز ظہر کے بعد قرار دیا ہے یعنی ماہ ذوقعدہ کی چار راتیں باقی تھیں جسمیں بھی اس ۲۶ ذوقعدہ کو صرف چھ میل یعنی تین کوس کا سفر ذوالحلیفہ تک کا ہوا اور ۲۷ ذوقعدہ کو ظہر کے بعد سے مسلسل روانگی اور چار ذیحجہ کی صبح تک ایک ہفتہ کو ۹ دن میں طے ہونا بتایا ہے۔ اگر ۲۶ تاریخ کے سفر کو جو صرف چھ میل کی مسافت کا تھا شامل کر لیا جائے تو آٹھ روز ہوتے ہیں جیسا کہ امین اللہ صاحب جو شبلی صاحب کے رفیق سفر ہیں ۸ دن میں یہ سفر طے ہونا لکھا ہے بس یہ سفر ایک ہفتہ میں طے ہونا بالکل ناممکن ہے اگر ۲۵ تاریخ سے یہ سفر ہو تو نو شبانہ روز کی مدت ہوگی اسلئے شبلی صاحب اور اُن کے رفیق سفر کا ۲۶ ذوقعدہ تاریخ سفر بالکل غلط اور ہرگز صحیح نہیں ہے چنانچہ حضرت جابرؓ کی یہ صحیح روایت سنن نسائی کی جو آخر کتب صحاح ستہ سے ہے لکھی جاتی ہے

اخبرنا یعقوب بن ابراهیم قال حدثنا یحیی بن سعید قال حدثنا جعفر بن محمد[ع] حدثنی ابی

ع توثیق حضرت جابر اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام جن کے سند کی حدیث امام نسائی نے ۲۵ ذوقعدہ کی وارد کی ہے۔ سیرت شبلی حصہ ثانی صفحہ ۱۱ میں ہے ابو داود اور صحیح مسلم میں حجۃ الوداع کا واقعہ نہایت تفصیل سے مذکور ہے جسکا شان نزول یہ ہے کہ حضرت امام باقرؑ حضرت جابر سے جو اسوقت نابینا ہو گئے تھے آنحضرت صلعم کے حج کا حال پوچھا حضرت جابر نے آل رسول کی محبت سے امام باقرؑ کے گریبان کے تکمے کھولے اور اُن کے سینے پر محبت سے ہاتھ رکھکر کہا بھتیجے پوچھ کیا پوچھتا ہے پھر نہایت تفصیل سے حج نبوی کے تمام حالات بیان کئے۔

اخرج ابن جریر فی تاریخہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال جاءنی جابر بن عبد اللہ فقال لی اکشف لی عن بطنک فکشفت لہ عن بطنی فقبلہ ثم قال ان رسول اللہ صلعم امرنی ان اقرئک السلام (حاصل ترجمہ) تاریخ ابن جریر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن جابر بن عبد اللہ میرے پاس آکر کہا کہ اپنا سینہ کھولو میں نے کھولدیا انہوں نے میرے سینہ پر بوسہ دیکر کہا کہ رسول اللہ نے تم کو سلام کہا ہے۔

وفی الصواعق عن جابر قال کنت عند رسول اللہ صلعم والحسین فی حجرہ فقال یا جابر یولد لابنی الحسین ابن یقال لہ علی فاذا کان یوم القیمۃ ینادی مناد لیقم سید العابدین فیقوم علی بن الحسین ابن یقال لہ محمد یا جابر ان ادرکتہ فاقرأہ منی السلام۔ (حاصل ترجمہ) صواعق محرقہ ابن حجر مکی میں جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ میں ایک دن جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا حسین بن علی رسول اللہ صلعم کی گود میں بیٹھے تھے آنحضرت صلعم نے مجھ سے فرمایا اے جابر حسین کا ایک فرزند ہوگا علی، اور جب بروز قیامت منادی ندا کریگا کہ اُٹھ اے زین العابدین تو وہ اُٹھے گا اور اسکا ایک فرزند ہوگا محمد اے جابر اگر تم اس سے ملنا تو میرا سلام کہنا۔

در روضۃ الاحباب از امام محمد باقر مروی است کہ گفت روزے پیش جابر بن عبد اللہ در آمدم او مکفوف البصر بود سلام کردم در جواب مبادرت نمودہ پرسید کہ تو کیستی گفتم محمد بن علی بن الحسین ام گفت نزدیک من بیا ادہ نشستم دست مرا بوسید و چون خواست کہ پاے مرا بوسد دور تر شدم گفت حضرت رسول صلعم ترا سلام می رساند گفتم علیہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ این صورت چگونہ بود یا جابر وجہ کیفیت مرا یاد کردہ گفت روزے در خدمت حضرت رسول اللہ صلعم بودم فرمود۔ یا جابر لعلک تبقی حتی تلقی رجلا من ولدی یقال لہ محمد بن علی بن الحسین یہب اللہ لہ النور والحکمۃ فاقرأہ منی السلام (حاصل ترجمہ) روضۃ الاحباب میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز میں گذر جابر بن عبد اللہ کے پاس ہوا جبکہ وہ نابینا ہو گئے تھے میں نے انکو سلام کیا انہوں نے میرا نام پوچھا میں نے کہا محمد بن علی بن الحسین جابر نے مجھے اپنے قریب بلاکر میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور چاہا کہ پاؤں کو بھی بوسہ دیں

قال اتینا جابر بن عبد اللہ فسألناہ عن حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحدثنا ان رسول اللہ صلعم مکث بالمدینہ تسع حجج ثم اذن فی الناس ان رسول اللہ صلعم حاج فی ھذا العام فنزل المدینہ بشر کثیر کلھم یلتمس ان یاتم برسول اللہ صلعم ویفعل ما یفعل فخرج رسول اللہ صلعم لخمس بقین من ذی القعدۃ وخرجنا معہ۔

(حاصل ترجمہ) خبر دی ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے کہا حدیث کی ہم سے یحیی بن سعید نے کہا حدیث کی ہم سے امام جعفر صادق نے انھوں نے اپنے باپ امام محمد باقر سے کہا اونھوں نے کہ مین جابر بن عبد اللہ کے پاس گیا ان سے رسول صلعم کے حج کا حال دریافت کیا اونھوں نے کہا آپ نو سال تک مدینہ مین زمانہ حج مین رہے پھر لوگون کو اطلاع کی گئی کہ رسول اللہ اس سال حج کیلئے تشریف لیجائینگے تو کثرت سے لوگ مدینہ مین آئے اس خیال سے کہ آپ کی پیروی کرین پھر آپ ذیقعدہ کی ۲۵ تاریخ (جبکہ ذوقعدہ کے مہینہ کی پانچ راتین باقی تھین)۔۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مین اون سے علیحدہ ہوگیا اُنھون نے کہا کہ رسول اللہ نے تم کو سلام کہا ہے مین نے کہا علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ پھر جابر سے اسکی تصریح دریافت کی اُنھون نے کہا کہ مین ایک دن رسول مقبول کی خدمت مین حاضر ہوا تو آنحضرت نے فرمایا کہ اے جابر ممکن ہے کہ تم ایسے وقت تک زندہ رہو کہ میرے ایک فرزند کو دیکھو جسکا نام محمد بن علی بن الحسین ہوگا اور خدا اسکو نور وحکمت عطا کرے گا اگر تم اُس سے ملو تو میرا سلام کہنا (تاریخ احمدی)

یا امام محمد باقر علیہ السلام آل محمد یکین جن پر نماز مین درود وسلام بھیجنا فرض ہے اور یہی صالحین سے ہین کیونکہ یہی ذوات مصطفی ومجتبی ہین اور یہی وارث کتاب اللہ ہین قولہ تعالی ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا۔ پھر وارث کیا ہم (خدا) نے کتاب کا اُن بندون کو جن کو مصطفی کیا ہے اسی وجہ سے ان حضرات کے نام کیساتھ علیہ السلام ہوا کیا ہے قرآن مین یہ حکم ہے قولہ تعالی قل الحمد سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ خدا فرماتا ہے ہم کو حمد کے ساتھ اور بندگان مصطفی کو سلام کے ساتھ مخاطب کرو۔

تفسیر جز سیوم شوکانی موسومہ فتح القدیر سورہ والصافات مین قول تعالی سلام علی آل یسین کے تفسیر مین ہے قال الکلبی المراد بآل یاسین آل محمد۔

ایضاً تفسیر درمنثور سیوطی ج پنجم مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ کے صفحہ ۲۸۵ کے حاشیہ پر سلام علی آل یاسین علیحدہ علیحدہ لکھا ہے اور آخر صفحہ ۲۸۶ سطرہ ۳ پر ہے واخرج ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس رض فی قولہ تعالی سلام علی آل یاسین قال نحن آل محمد آل یاسین ابن عباس سے اس آیت سلام علی آل یسین کے تفسیر مین مروی ہے کہ سلام ہو اوپر آل یاسین کے اس سے مراد ہم آل محمد ہین۔

ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی ص۔ اول صفحہ مین ہے واخرج ابو نعیم الحافظ وجماعۃ المفسرین عن مجاھد وابی صالح عن ابن عباس قال آل یاسین آل محمد ویاسین من اسماء محمد صلی اللہ علیہ وسلم (حافظ ابو نعیم اور ایک جماعت مفسرین قرآن نے) بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ آل یاسین سے مراد آل محمد ہے اور یاسین بھی حضرت کا ایک نام ہے امام محمد باقر علیہ السلام اور سب باپ دادا جناب علی علیہ السلام تک سب کے سب مصطفی ہین اس لئے موافق آیہ سلام علی عبادہ الذین اصطفی علیہ السلام کے ساتھ خطاب کیا جانا ضروری ہے چنانچہ صحیح بخاری باب فی المشیئۃ والارادہ مین ہے عن ابن شہاب عن علی بن حسین ان حسین بن علی علیھما السلام (لکھا ہوا ہے)

اور خصائص نسائی حدیث ۱۱۰ مین ہے۔ عن ابن نجی قال قال علی علیہ السلام کان لی من رسول اللہ صلعم مدخلان مدخل باللیل ومدخل بالنھار یعنی ابن نجی سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا میرے لئے حضرت صلعم کے پاس آنیکے دو وقت تھے ایک وقت رات کے آنیکا اور ایک وقت دن کے آنے کا۔

ایضاً حدیث ۱۲۰ مین ہے عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال خطب ابو بکر وعمر فاطمۃ علیھا السلام فقال رسول اللہ صلعم انھا صغیرۃ فخطبھا علی علیہ السلام فزوجھا منہ یعنی عبد اللہ نے اپنے باپ بریدہ سے روایت کی ہے کہ پیغام بھیجا نسبت کا ابو بکر و عمر نے حضرت فاطمہ علیھا السلام کے ساتھ حضرت نے فرمایا وہ چھوٹی ہے پھر حضرت علی علیہ السلام نے نکاح کا پیغام بھیجا پس نکاح کر دیا حضرت نے فاطمہ علیھا السلام کا علی علیہ السلام کیساتھ سر الشہادتین شاہ عبد العزیز دہلوی مین ہے۔ ابو نعیم عن اصبغ بن نباتہ قال ۱۳۰ ابتدا اسم علی علیہ السلام علی سوھم فہو الحسین

مدینہ منورہ سے نکلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔

جسطرح حدیث مذکو یحیی بن سعید نے جعفر بن محمد اور اُن کے باپ امام محمد باقرؑ کے طریق اور حضرت جابر بن عبداللہ کے سند سے ۲۵ ذوقعدہ کو حضرت صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا روایت کی ہے ویسے ہی صحیح بخاری و صحیح مسلم میں یحیی بن سعید نے عمرۃ بنت عبدالرحمن کے واسطہ اور حضرت عائشہ کے سند سے اور یحیی بن سعید نے قاسم بن محمد کے طریق اور حضرت عائشہ کے سند سے اسی ۲۵ ذوقعدہ کو حضرت صلعم کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی روایت اخراج کی ہے جس نے ۲۶ ذوقعدہ کو غلط کر دیا اور شبلی صاحب کے نزدیک ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) تھا وہ صحیح نہ رہا کیونکہ اُن کا خود بیان ہے کہ حضرت صلعم نماز ظہر کے بعد مدینے سے باہر نکلے جس سے یہ بھی متحقق ہو گیا کہ ۲۵ ذوقعدہ سے پہلے یا بعد یوم جمعہ نہیں تھا اور الفاروق کے تحقیق کے مطابق جبکہ حضرت اخر صفر میں بیمار ہوئے جس دن ۲۸ صفر (چہارشنبہ) تھا جس کے مراجعت ۲۵ ذوقعدہ کو (شنبہ) ہو الیس ۹ ذیحجہ عرفہ ۱۲ ربیع الاول وفات ماہ رمضان ۱۱ھ (شنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) جو ۲۹ صفر کا تیرہواں روز اور ۱۸ ذیحجہ کا اکیاسیواں روز کامل تھا صحیح مطابق آگیا۔

قال

عرفہ میں حاجیوں کا قیام حضرت ابراہیم کی یادگار ہے

اور اونھین نے اس مقام کو اس غرض کے لئے متعین کیا ہے عرفات میں ایک مقام نمرہ ہے وہاں آپنے ایک کمل کے خیمہ میں قیام فرمایا۔ دوپہر ڈھل گئی تو ناقہ پر جسکا نام (قصوا) تھا سوار ہو کر میدان میں آئے اور ناقہ کے اوپر ہی سے خطبہ پڑھا۔

پھر صفحہ ۱۲۵ کے سلسلہ خطب میں ہے۔ یہ فرما کر آپنے مجمع کیطرف خطاب کیا انتم مسئولون عنی فما انتم قائلون

حاشیہ صفحہ گذشتہ

فقال ھھنا مناخ رکابھم و موضع رحالھم و ھھراق دماءھم فتیۃ من آل محمد یقتلون بھذہ العرصۃ تبکی علیھم السماء والارض۔ ابونعیم نے اصبغ بن نباتہ سے کہا کہ ہم آئے تھے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ قبرگاہ حسین پر سو کہا جناب امیرؑ نے کہ شہیدوں کے اونٹ بٹھانے کا مقام ہے اور یہ کجاوہ رکھنے کی جگہ ہے اور یہ اون کے خون بہنے کا مقام ہے کہتے جوان محمد کے اہل بیت اس میدان میں مارے جاوینگے جن پر روئے گا آسمان و زمین

ایضاً ینابیع المودۃ صفحہ ۱۲۶ میں ہے۔ وفی المناقب عن الاصبغ بن نباتہ عن علی علیہ السلام قال نزل القران علی اربعۃ ارباع ربع فینا وربع فی عدونا وربع سنن وامثال وربع فرائض واحکام ولنا کرائم القران۔ مناقب میں اصبغ بن نباتہ نے جناب علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ قرآن چار حصوں پر نازل ہوا ایک چہارم ہم آل محمد کے حق میں اور ایک چہارم ہمارے دشمنوں کی مذمت میں اور ایک چہارم سنن و داستانیں ایک چہارم فرائض و احکام میں اور ہمارے لئے کرائم قرآن ہے۔

الاکمال فی اسماء الرجال مشکوۃ میں ہے۔ جعفر الصادق ھو جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب الصادق کنیتہ ابو عبداللہ کان من سادات اھل البیت روی عن ابیہ وغیرہ سمع منہ الائمۃ الاعلام نحو یحیی بن سعید وابن جریج ومالک ابن انس والثوری وابن عیینۃ وابو حنیفۃ ولد سنۃ ثمانین ومات سنۃ ثمان واربعین ومائۃ ۱۴۸ھ

(صحیح مسلم و ابو داؤد) تم سے خدا کے یہاں میری نسبت پوچھا جائیگا تم کیا جواب دو گے صحابہ نے عرض کیا ہم کہینگے آپنے خدا کا پیغام پہونچا دیا اور اپنا فرض کر دیا آپ نے آسمان کیطرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا اے خدا گواہ رہنا (اللھم اشھد) عین اسوقت جب آپ یہ فرض نبوت ادا کر رہے تھے تب یہ آیت اتری الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ آج مین نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے مذہب اسلام کو انتخاب کر لیا"

اَقُولُ

شبلی صاحب نے عین خطبہ کے اندر یعنی دوران خطبہ مین آیہ اکمال دین کا نازل ہونا بلا سبب کے ظاہر کر دیا اور وہ خدا کا پیغام یا پیغمبر کا فرض جسکی بابت رسول اللہ نے فرمایا کہ خدا کے یہان میری نسبت پوچھا جائیگا وہ نہین بتایا کہ کون سا ضروری پیغام اور پیغمبر کا فرض تھا کہ جسکے ظاہر فرمانیکے بعد آیہ موصوفہ نازل ہو گیا کیونکہ ابھی پورا خطبہ ختم نہ ہوا تھا اور جس خطبہ کو حضرت نے ناقہ (قصوا) پر فرمایا تھا اوسی پر آیہ موصوفہ کا نازل ہونا پایا جاتا ہے لیکن اس آیت کے نزول پر حضرت کا ناقہ سے اُترآنا اور آیہ موصوفہ کے نزول کو اعلان فرمانا یا نتیجہ کے اور سے خطبہ کے ساتھ حضرت کا فرمانا شبلی صاحب نے نہین ظاہر کیا اور حضرت جابر جو حدیث حجۃ الوداع کے راوی ہین جنھون نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے حج نبوی کے حالات مین منجملہ حادیث کے حدیث ثقلین کو بھی بتایا تھا اور جسکو ترمذی نے اپنے صحیح مین وارد کیا ہے اسکو بھی اخفا کر گئے وہ حدیث یہ ہے جو صحیح ترمذی کے مناقب ابواب مناقب سے نقل کیجاتی ہے

حدثنا نصر بن عبد الرحمن الکوفی نا زید بن الحسن عن جعفر بن محمد[1] عن ابیہ عن جابر[2] بن عبد اللہ قال رأیت رسول اللہ صلعم فی حجۃ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصواء یخطب فسمعتہ یقول ایھا النّاس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی وفی الباب عن ابی ذر[3] وابی سعید وزید بن ارقم وحذیفۃ بن اسید ھذا حدیث

لیکن تاریخ یعقوبی مین ہے۔ وقد قیل انہ اخر ما نزل علیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وھی الروایۃ الصحیحۃ الثابتۃ الصریحۃ وکان نزولھا فی امیر المومنین علی بن ابیطالب صلوات اللہ علیہ بغدیر خم۔ اور تحقیق کیا گیا ہے کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ رسول اللہ صلعم پر جو آیت سب کے آخر مین نازل ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ ہے یہ آیت غدیر خم مین در باب امیر المومنین علی ابن ابیطالب نازل ہوئی۔ (جلد ۲ ص ۴۳ مطبوعہ لیدن)

[1] محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا جعفر المعروف بالباقر سمع اباہ وجابر بن عبد اللہ روی عنہ ابنہ جعفر الصادق وغیرہ ولد سنۃ ست وخمسین (۵۶ھ) ومات بالمدینۃ سنۃ سبع عشرۃ ومائۃ وقیل ثمانی عشرۃ ومائۃ وھو ابن ثلث وستین وقیل غیر ذلک ودفن بالبقیع وسمی الباقر لانہ تبقر فی العلم ای توسع (اکمال فی اسماء الرجال)

[2] جابر بن عبد اللہ کنیتہ ابو عبد اللہ الانصاری السلمی من مشاھیر صحابۃ واحد المکثرین من الروایۃ شھد بدرا وما بعدھا مع النبی صلعم ثمانی عشر غزوۃ وقدم الشام ومصر وکف بصرہ فی اخر عمرہ روی عنہ خلق کثیر مات بالمدینۃ سنۃ اربع وسبعین ولہ اربع وتسعون سنۃ وھو آخر من مات بالمدینۃ من الصحابۃ۔

[3] ابواب المناقب ترمذی مین ہے عن عبد اللہ بن عمرو قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق

غریب حسن من هذا الوجه وزید بن الحسن وقد روی عنه سعید بن سلیمان وغیر واحد من اهل العلم۔

(ماحصل ترجمہ) حدیث کی ہم سے نصر بن عبد الرحمن کوفی نے کہا حدیث کی ہم سے زید بن حسن نے جعفر بن محمد سے انہون نے اپنے باپ امام محمد باقر سے اونھون نے جابر بن عبد اللہ سے کہا انھون نے کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ کے دن حج مین اپنی اونٹنی (قصوا) پر خطبہ پڑھتے دیکھا سو مین نے آپکو سنا کہ فرماتے تھے اے لوگو مین نے تم مین ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسکو پکڑو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ ایک تو کتاب اللہ دوسرے عترت یعنی اہلبیت اور اس باب مین ابوذر و ابوسعید اور زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید سے یہ حدیث غریب حسن ہے اس طریق سے اور زید بن حسن نے سعید بن سلیمان اور کئی ایک اہل علم سے روایت کی ہے۔

حضرت ابوذر کی روایت آگے آیگی ابوسعید او زید بن ارقم کی روایت جو حضرت جابر کی روایت مذکورہ کے بعد صحیح ترمذی مین تفصیل کے ساتھ ہے وہ یہ ہے۔

حدثنا علی بن المنذر الکوفی نا محمد بن فضیل نا الاعمش عن عطیة عن ابی سعید والاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی ولم یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما هذا حدیث حسن غریب

حدیث کی ہم سے علی بن منذر کوفی نے محمد بن فضیل نے اوس نے اعمش سے اوس نے عطیہ سے اوس نے ابوسعید سے اور نیز اعمش نے حبیب بن ابی ثابت اوس نے زید بن ارقم سے کہا اوس نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مین تم مین ایسی چیز چھوڑتا ہون کہ اگر تم اس کے ساتھ تمسک کرو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے ایک دوسرے سے بڑا ہے کتاب اللہ تو ایک لمبی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک ہے اور عترت یعنی اہلبیت میرے اور یہ دونو ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہان تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئینگے پس دیکھو کہ میرے بعد ان دونون سے کیونکر متمسک ہوتے ہو یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تنبیہ۔ حدیث مذکورہ مین محمد بن فضیل رواۃ حدیث سے ہین جنکی مخرجہ حدیث کے فقرات معلوم ہو گئے آگے یہی حدیث ثقلین جسکو شبلی صاحب صحیح مسلم سے مناقب علی کی روایت لکھین گے اور یہ بھی لکھین گے کہ نسائی۔ مسند امام احمد ترمذی۔ طبرانی۔ طبری۔ حاکم وغیرہ مین کچھ اور فقرے بھی ہین اور صحیح مسلم کی حدیث مین ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد بن فضیل کے

من ابی ذر وفی الباب عن ابی الدرداء وابی ذر هذا حدیث حسن۔ عبد اللہ بن عمرو کہتے ہین کہ مین نے رسول خدا سے کہ فرماتے تھے نہین سایہ ڈالا آسمان نے اور نہین اوٹھایا زمین نے کوئی آدمی سچا ابوذر سے اور اس باب مین روایت ہے ابو درداء اور ابوذر سے یہ حدیث حسن ہے۔

طریق سے روایت کی ہے لیکن فقرات مذکورہ کو حذف و اسقاط کر کے یعنی رسول اللہ صلعم کی حدیث کو اپنے نقطہ نظر کے مطابق اخراج کی ہے جسکو شبلی صاحب نے خم غدیر خم میں آگے لکھیں گے جسمیں سند نہ دیں گے اور فقرات کے ہونے کا ترمذی میں قبول کرینگے۔ اور حدیث ثقلین صحیح مسلم میں لفظ کتاب اللہ کے بعد اہلبیتی ہے جس سے شبلی صاحب نے لفظ (مناقب حضرت علی کی روایت کی ہے) لکھا ہے اور حدیث مذکورہ صحیح ترمذی میں عترتی اہلبیتی ہے اور لفظ عترۃ سے بھی علی علیہ السلام ہی مراد ہیں چنانچہ کنز العمال ج ۶ صفحہ ۳۹۳ مطبوعہ حیدر آباد دکن میں ہے۔

(مسند الصدیق) عن معقل بن یسار المزنی قال سمعت ابا بکر الصدیق یقول علی بن ابی طالب عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی مسند صدیق میں معقل بن یسار مزنی سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق کہتے تھے کہ علی بن ابی طالب عترت رسول اللہ صلعم ہیں۔

ترمذی نے جس حدیث کا حضرت ابوذر کی جانب اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے جسکو حضرت صلعم نے حجۃ الوداع میں فرمایا ہے ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی بلخی مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۱ھ ج اول صفحہ ۲۸ میں ہے۔

والسمعانی ایضاً عن سلیم بن قیس الهلالی قال بینا انا وحنش بن المعتمر بمکۃ اذ قام ابوذر واخذ بحلقۃ باب الکعبۃ فقال من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا جندب بن جنادۃ ابوذر فقال ایها الناس انی سمعت نبیکم صلعم یقول مثل اهلبیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح علیہ السلام من رکبها نجا ومن ترکها هلک ویقول مثل اهلبیتی مثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفر لہ ویقول انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔

اور سمعانی نے بھی سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں حنش بن المعتمر کہ میں تھے اور حضرت ابوذر نے زنجیر در خانہ کعبہ کو پکڑ کر کہا کہ اے حاضرین جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے لیکن جو مجھے نہیں جانتا وہ اب جان لے کہ میں جندب بن جنادہ ابوذر ہوں اور کہ اے جماعت حاضرین میں رسول خدا صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اہلبیت تم لوگوں میں مثل کشتی حضرت نوح کے ہیں اور کہ تم میں سے جو اس کشتی میں سوار ہو گیا وہ بچ گیا اور جسنے ترک کیا وہ ہلاک ہوا اور یہ بھی فرماتے تھے کہ میرے اہلبیت مثل باب حطہ بنی اسرائیل ہیں، تم میں سے جو اس حطہ میں داخل ہوا وہ بخشا گیا اور یہ بھی فرماتے تھے کہ تم لوگوں کے درمیان ایسی چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم انکی پیروی کرتے رہو تو میرے بعد ہرگز گمراہ ہونگے وہ کتاب خدا (یعنی قرآن) اور میری عترت (یعنی علی) اور یہ دونوں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں کبھی علیحدہ نہ ہونگے تاآنکہ وہ حوض کوثر پر مجھ سے آملیں۔

ایضاً جواہر عقدین سمہودی میں ہے۔

وعن ابی اسحاق السبیعی عن حنش بن المعتمر الصنعانی عن ابی ذر رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلعم یقول مثل اہلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح فی قومہ من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا غرق مثل باب حطۃ لبنی اسرائیل۔

ابی اسحاق سبیعی نے حنش بن معتمر صنعانی کے طریق اور ابوذر کے سند روایت کی ہے کہ حضرت ابوذر نے کہا کہ میں نے جناب رسول خدا صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اہلبیت کشتی نوح کے مثال میں بیچ قوم یعنی اُنکے جو اُسپر سوار ہوا نجات پاگیا جو مخالف ہواوہ ہلاک ہوا اور اہلبیت میرے کی مثال باب حطہ یعنی دروازہ توبہ کے مانند میں جو بنی اسرائیل میں تھا جو اسمین داخل ہواوہ بخشا گیا۔

ایضاً جواہر عقدین سمہودی میں بسلسلہ حدیث ثقلین ابو سعید خدری کے سند سے احمد اور طبرانی اور ابو یعلی نے یہ حدیث اخراج کی ہے۔

واخرج الحافظ ابو محمد عبد العزیز بن الاخضر فی معالم العترۃ النبویۃ و فیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ذلک فی حجۃ الوداع وزاد ومثل یعنی کتاب اللہ کمثل سفینۃ نوح علیہ السلام من رکبہا نجا ومثلہم یعنی اہلبیتہ کمثل باب حطۃ من دخل غفرت الذنوب

حافظ ابو محمد عبد العزیز بن اخضر نے اپنے کتاب معالم العترۃ النبویہ میں رسول اللہ صلعم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ کتاب خدا یعنی (قرآن مجید) مثل کشتی نوح کے ہے جو شخص اسپر سوار ہو نجات پائے اور میرے اہلبیت کی مثال باب حطہ (دروازہ توبہ) کے ہے جو شخص اسمین داخل ہو اوسکے جمیع گناہ بخشے گئے۔

(منقول از عبقات جزء حصہ اول صفحہ ۵۶۶-۵۶۷)

جسکی تائید کی یہ حدیث تفسیر فتح العزیز سورہ بقر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی مطبوعہ چھاپہ محمدیہ حاجی ولی محمد ۱۲۶۴ھ صفحہ ۲۷۷ سے بہ تفسیر آیہ ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ لکھی جاتی ہے۔ ابو بکر بن ابی شیبہ بروایت صحیح از علی کرم اللہ وجہہ آوردہ انما مثلنا ھذہ الامۃ کسفینۃ نوح وکباب حطۃ فی بنی اسرائیل۔

حاصل ترجمہ۔ یعنی ابو بکر بن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ جناب علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے ہماری مثال اس اُمّت میں مثل سفینہ نوح اور مثل باب حطہ یعنی توبہ کا دروازہ بنی اسرائیل کے ہے۔

اور اسی حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلعم نے یہ حدیث بھی ارشاد فرمائی ہے جسمین ترمذی اور نسائی نے لفظ (حجۃ الوداع) کو نہیں لکھا تاکہ یہ حدیث ایک سال قبل اس ۹ھ کے واقعہ تبلیغ سورہ براۃ کی سمجھی جائے جسکو امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں لفظ حجۃ الوداع سے روایت کی ہے۔

چنانچہ ریاض النضرہ محب الدین طبری۔ ج ثانی مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ کے صفحہ ۱۶۳ مین یہ ہے اور مسند احمد بن حنبل مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ ج چہارم صفحہ ۱۶۴ اور صفحہ ۱۶۵ مین ہے جسکو آگے لکھا جائیگا۔

عن حبشی بن جنادہ کان قد شہد حجۃ الوداع قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا منہ ولا یودی عنی الا انا او علی اخرجہ الحافظ السلفی

حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ مین حجۃ الوداع مین موجود تھا کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون نہ ادا کرے میری طرف کوئی مگر مین یا علی جسکو حافظ سلفی نے اخراج کی ہے۔

انتی حدیثین حضرت صلعم نے خطبۂ عرفہ سے لیکر ۱۲ ذیحجہ تک فرمائین چنانچہ ۱۲ ذیحجہ کے خطبہ کے ثبوت مین یہ بیان شبلی صاحب دیتے ہین۔

قال

بقیہ ایام تشریق یعنی ۱۲ ذیحجہ تک آپنے مستقل اقامت منیٰ مین فرمائی ہر روز زوال کے بعد رمی جمار کی غرض سے تشریف لیجاتے رہے پھر واپس آجاتے ابو داؤد (باب الخطبہ بمنیٰ) مین ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے ۱۲ ذیحجہ کو منیٰ مین بھی ایک خطبہ دیا تھا جسکے الفاظ مختصر اوہی ہین جو پہلے خطبون مین گذر چکے ہین۔ ۱۳ ذیحجہ (سہ شنبہ) کے دن زوال کے بعد آپنے یہان سے نکلکر وادی محصب مین قیام کیا اور شب کو اُسی مقام پر آرام فرمایا پچھلے پہر اُٹھکر مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور خانہ کعبہ کا آخری طواف کر کے صبح کی نماز ادا کی اُسکے بعد قافلہ اسی وقت اپنے مقام کو روانہ ہو گیا یعنی (۱۴ ذیحجہ صبح چہار شنبہ) اور آپنے تمام مہاجرین و انصار کے ساتھ مدینہ کیطرف مراجعت فرمائی۔

اور صفحہ ۱۲۲ مین لکھتے ہین "بہر حال صحاح ستہ اور مسانید کے تمام روایات کو یکجا کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپنے اس حج مین تین دفعہ خطبہ دیا ۹ ذیحجہ عرفہ کو ۱۰ ذیحجہ یوم النحر کو اور تیسرا خطبہ ایام التشریق ۱۱ یا ۱۲ مین"

اقول

صحاح ستہ صحیح ترمذی کی حدیث خطبۂ عرفہ والی حضرت جابر اور ابو ذر و ابو سعید و زید بن ارقم کے اسناد کی گذر چکی اور مسانید کی حدیث حبشی بن جنادہ والی سند امام احمد بن حنبل سے صفحہ ۱۶۵ کی یہ ہے۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا ابو احمد (الزبیری) ثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن

باسناد مذکورہ حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ مین حجۃ الوداع مین حاضر تھا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ

---

(۱) ۱۲ ذیحجہ کا خطبہ جمعہ کے دن کا تھا۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف الف کثیر الوقوع کا دوسرا خانہ۔ جسکو حضرت نے مسجد خیف (یہ مسجد منیٰ مین واقع ہے) مین فرمایا تھا۔ اسی خطبہ مین رسول اللہ نے بار دیگر حدیث ثقلین ارشاد کی ہے دیکھو نمبر (۱) صحیح مسلم

حبشی بن جنادة السلولی وکان قد شهد حجة الوداع قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا منہ ولا یؤدی عنی الا انا اوعلی۔	علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں کوئی نہیں ادا کر سکتا مجھ سے مگر میں خود ہی یا علی علیہ السلام۔

حدیث مذکورہ کو رسول مقبول نے اس حجۃ الوداع کے موقع پر کیوں ارشاد فرمایا کیونکہ اس سے پہلے سورہ براۃ کے تبلیغ پر اسکا اظہار اُس وقت فرما چکے تھے جبکہ حضرت نے پہلے ابوبکر کو بھیجا پھر جبرئیل علیہ السلام کے نازل ہونے اور فرمانے سے کہ خدائے تعالیٰ کا حکم ہے کہ تبلیغ تمہارا کام ہے یا اس کا جو تم سے ہو اور حضرت ابوبکر ذوالحلیفہ تک یعنی چھ میل تک گئے تھے کہ واپس بلائے گئے جیسا کہ ابواب تفسیر القرآن صحیح ترمذی میں ہے۔

حدثنا بندار نا عفان بن مسلم وعبد الصمد قالا نا حماد بن سلمۃ عن سماک بن حرب عن انس بن مالکؓ قال بعث النبی صلعم ببراءة مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی فدعا علیاً فاعطاہ ایاہ ھذا حدیث حسن غریب من حدیث انس۔	باسناد مذکورہ انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ براۃ کے ساتھ حضرت ابوبکر کو کہ میں بھیجا پھر حضرت نے ابوبکر کو بلالیا اور فرمایا کہ کسی کو لائق نہیں کہ اسکی تبلیغ کرے سوائے اس مرد کے جو میرے اہل سے ہو پس بلایا حضرت علی کو تو اُنکو وہ سورت دیدی یہ حدیث حسن ہے۔ غریب ہے طریق انس سے۔

اس ثبوت میں کہ ذوالحلیفہ تک جو تین کوس مدینہ سے ہے حضرت ابوبکر گئے تھے کہ بلالئے گئے چنانچہ تاریخ کامل ج۔ ثانی مطبوعہ مصر ۱۳۰۳ھ صـ۱۱۱ میں ہے۔

وفیھا حج ابوبکر بالناس ومعہ عشرون بدنۃ لرسول اللہ صلعم ولنفسہ خمس بدنات وکان فی ثلثمائۃ رجل فلما کان بذی الحلیفۃ ارسل رسول اللہ صلعم فی اثرہ علیاً وامرہ بقراءۃ سورۃ براءۃ علی المشرکین فعاد ابوبکر وقال یا رسول اللہ صلعم انزل فی شیٔ قال لا ولکن لا یبلغ عنی الا انا اور جل منی۔	اسی سال میں ابوبکر نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ اور اُن کے ساتھ بیس اونٹ تھے رسول اللہ صلعم کے لئے اور خود پانچ اونٹ اپنے لئے اور وہ تین سو آدمیوں کے ہمراہ گئے۔ جب مقام ذوالحلیفہ میں پہونچے تو رسول اللہ صلعم نے اُنکے پیچھے علی کو بھیجا اور اُنکو سورۂ براۃ کے پڑھنے کا مشرکین پر حکم دیا پس ابوبکر پلٹ آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ کیا میرے بارہ میں کوئی چیز نازل ہوئی۔ فرمایا نہیں لیکن میری طرف سے نہیں پہونچا سکتا ہے کوئی مگر میں یا کوئی ایسا شخص جو مجھ سے ہو۔

حدیث مذکورہ سورہ براۃ کے تبلیغ کی ہے جسکے لیے اول حضرت ابوبکر اس کام کے لیے متعین ہوئے۔ لیکن خدا کے حکم سے رسول اللہ صلعم نے ابوبکر کو واپس بلا لیا اور جناب علی علیہ السلام کو اس تبلیغ پر مامور فرمایا اور یہ کہ جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہو کر کہا رسالت کی تبلیغ تمہارا کام ہے یا اس مرد کا جو تم سے ہو چنانچہ حضرت نے جناب علی علیہ السلام کو بھیجا اسی حکم خدا کی تعمیل میں رسول اللہ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں اس حدیث سے اعلان فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں کوئی مجھ سے ادا نہ کریگا مگر میں خود ہی یا علی علیہ السلام یہ اسلیے فرمایا تاکہ لوگوں کو خوب طرح سے معلوم ہو جائے کہ وہ حکم جو سورہ براۃ کے موقع پر آیا تھا وہ وقتی نہ تھا بلکہ دائمی تھا اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے خطبہ عرفہ میں حدیث ثقلین کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی یعنی علی علیہ السلام کی راہ پر چلنے کا اعلان عام فرمایا ہے اور یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ یہی اہلبیت سفینۂ نوح اور مثل باب حطۂ بنی اسرائیل ہیں اور وہ عترت اہلبیت مع کتاب اللہ ایک حبل اللہ (خدا کی رسی) ہیں جو باہم ایک دوسرے سے قیامت تک بلکہ اسوقت تک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوں جدا نہیں ہو سکتے اور اسی لیے جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں قرآن ناطق ہوں۔

جیسا کہ کتاب منصب امامت میں محمد اسمٰعیل شہید نبیرہ شاہ ولی اللہ محدث مطبوعہ فاروقی دہلی کے صفحہ میں لکھتے ہیں اسکا ترجمہ اسی کتاب مطبوعہ کا ہے۔ مثل انچہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؑ منقول است۔

انا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدی الا کذاب وانا القران الناطق

میں بڑا سچا ہوں میرے پیچھے نہیں کہے گا اسکو مگر جھوٹا اور میری باتیں قرآن کے موافق ہیں

ایضاً صفحہ ۴۴ قال النبی صلعم لعلی اللھم ادر الحق معہ حیث دار وقال النبی القران مع علی و علی مع القران و

فرمایا نبی صلعم نے حضرت علی کے حق میں اے اللہ تعالیٰ حق جاری کر اسکے ساتھ جس جگہ وہ جائے اور فرمایا نبی صلعم نے کہ قرآن بغیر ساتھ علی کے اور علی ساتھ قرآن کے اور فرمایا نبی صلعم نے

قال النبی صلعم انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔

میں چھوڑے جاتا ہوں تمہارے اندر دو بھاری چیزیں قرآن شریف اور اہلبیت اپنے اور جدا نہیں ہونگے وہ یہاں تک کہ حوض پر آویں۔

یہ آخری حدیث ثقلین جسکو صحیح ترمذی سے خطبہ عرفہ میں ناقہ قصواء پر حضرت جابر اور ابوسعید اور زید بن ارقم کے بیان سے سن چکے لیکن نعمانی صاحب قبل اس کے کہ حضرت صلعم اصولی احکام کا اعلان فرمائیں۔ حدیث ثقلین کا ایک ٹکڑا بلا سند جسمیں صرف لفظ (صحاح) ہے وارد کی ہے۔

وانی قد ترکت فیکم مالن تضلوا

میں تم میں ایک چیز چھوڑے جاتا ہوں اگر تم نے

بعدہ ان اعتصمتم بہ کتاب اللہ — اسکو مضبوط پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہوگے اور وہ چیز کیا ہے

کتاب اللہ

حدیث مذکورہ مین کوئی سند نہین ہے اور نہ لفظ صحاح سے کسی جلد کا پتہ چلتا ہے کہ صحاح ستہ

بخاری۔ مسلم۔ ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ نسائی سے کونسی صحاح مراد ہے۔

اب اس کے بعد شبلی صاحب رقم طراز ہین

قال

اسکے بعد چند اصولی احکام کا اعلان فرمایا۔ جس کے بعد عین اسوقت جب آپ یہ فرض

نبوت ادا کر رہے تھے۔ یہ آیت اتری۔

الیوم اکملت لکم دینکم — آج مین نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا

واتممت علیکم نعمتی ورضیت — اور اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے

لکم الاسلام دینا۔ — مذہب اسلام کو انتخاب کر دیا۔

اقول

یعنی خطبہ کے سلسلہ مین آیہ موصوفہ کا نزول ہو گیا جو اسی ناقہ پر نازل ہونا پایا جاتا ہے۔ اسمین بھی

سند نہین دیگئی معلوم نہین کہ انہون نے کہان سے لکھا ہے۔

قال

خطبہ سے فارغ ہوکر آپ نے حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی پھر ناقہ پر

سوار ہو کر موقف تشریف لائے اور وہان کھڑے ہوکر دیر تک قبلہ رو دعا مین مصروف رہے جب آفتاب ڈوبنے

لگا تو آپ نے وہان سے چلنے کی تیاری کی۔"

اقول

غرضکہ ظہر اور عصر کے نماز کے بعد سے مغرب کے قریب تک اب مطلع صاف ہے جسمین مفسرین ثعلبی

واحدی۔ معالم التنزیل بغوی۔ لباب التاویل خازن۔ مدارک التنزیل۔ حسینی۔ سراج المنیر خطیب شربینی

وغیرہ آیہ موصوفہ کا نازل ہونا بعد عصر کے لکھتے ہیں جس کے بعد اکیاسی یوم رسول اللہ کا زندہ رہنا دوسری یا ۱۲ ربیع الاول پر منحصر کرتے ہیں۔ جس سے دونوں بیان ایک دوسرے کو باطل کرتے ہیں چونکہ ہر دو بیانات میں اکمال دین اور اتمام نعمت پر رسول اللہ صلعم کا کوئی شکریہ نہیں ہے جس سے آیہ اکمال دین کا عرفہ کے روز نازل ہونا کسیطرح صحیح نہیں آتا کیونکہ یہ امر بالکل ناممکن تھا اور ہے کہ خداوند تعالی اپنے رسول پر اکمال دین اور اتمام نعمت فرمائے اور رسول اللہ خاموش رہیں بس عرفہ کے روز آیہ موصوفہ کا نزول یقیناً نہیں ہوا اور یہی تکبیر حمد و ثنا کا نہ ہونا اس آیت کے عدم نزول کیلئے کافی دلیل ہے۔

حالانکہ مراجعت میں جبکہ سواد مدینہ پر نظر پڑی تو یہ الفاظ زبان مبارک سے ادا فرمائے "جیکے زیر حاشیہ صفحہ ۱۳۲ میں ہے حجۃ الوداع کے واقعات تمام تر صحیح بخاری صحیح مسلم سنن ابوداؤد اور نسائی سے لئے گئے ہیں۔

اللہ اکبر لا الہ الا اللہ وحدہ	خدا بزرگ و برتر ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں
لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد و	کوئی اسکا شریک نہیں بس اوسی کی سلطنت ہے
ہو علی کل شیء قدیر ائبون تائبون	اوسی کیلئے مدح وستائش ہے وہ ہر بات پر قادر ہے
عابدون ساجدون لربنا حامدون	لوٹے آرہے ہیں توبہ کرتے ہوئے زبان بردار زمین
صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ	بپیشانی رکھکر اپنے پروردگار کی مدح وستائش میں
وھزم الاحزاب وحدہ۔	مصروف ہوکر خدا نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندہ کی
	نصرت کی اور تمام قبائل کو تنہا شکست دی۔

عبارت مذکورہ جو شکریہ کے طور پر کتب اربعہ صحیح بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی سے لیگئی ہے لیکن اکمال دین جیسی جلیل آیت کے عین خطبہ میں نازل ہونیکا کوئی شکریہ نہیں ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے تفسیر فتح الرحمن میں بہ تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے یہ عبارت لکھتے ہیں:۔

این آیت آخر آیات قرآن است بعد ازین ہیچ آیت نازل نشد۔ یعنی یہ آیت آخر آیات قرآن سے ہے جسکے بعد کوئی آیت نہیں اتری اور اُن کے بیٹے شاہ عبدالقادر تفسیر موضح القرآن پر تفسیری حاشیہ دیتے ہیں کہ یہ آیت آخر کو اتری ہے کہ سب احکام اللہ کے نازل ہو چکے تھے اس کے بعد حضرت تین مہینے زندہ رہے ہیں

اوپر لکھا گیا ہے کہ تفاسیر میں کل اکیاسی دن حضرت زندہ رہے جسکی دوسری یا ۱۲ ربیع الاول ہے دونوں کے مدت اکیاسی دن میں کچھ تغیر نہیں کیا گیا۔ شاہ عبدالقادر تین مہینے (۹۰ دن) زندہ رہنا بتاتے ہیں اس سے گیارہ ربیع الاول کو ۹۰ دن ہوتے ہیں جبکہ مراجعت سے عرفہ ۹ ذیحجہ کو (سہ شنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ کو (پنجشنبہ) ہوا۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف الف مرتبہ شبلی کا دوسرا خانہ۔۔

جس میں ۱۸ ذی الحجہ سے ۲۹ صفر تک (۷۰ دن) اور گیارہ ربیع الاول تک اکیاسی دن کامل ہوئے یہ صحیح حدیث کے سند کے مطابق ہے اسلئے آیہ موصوفہ کا نزول ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم میں حتماً وجزماً ویقیناً ثابت ہو گیا۔

اب ہم پھر اپنے سلسلہ بیان پر آ گئے شبلی صاحب لکھتے ہیں "کہ رسول خدا صلعم ۱۴ ذی الحجہ کی صبح نماز کے بعد تمام مہاجرین و انصار کے ساتھ مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی" جسکے بعد پانچویں دن ۱۸ ذی الحجہ کو ظہر کے وقت غدیر خم میں داخل ہوئے جو مکہ معظمہ سے تیسری منزل پر ہے۔ یہاں سے ذوالحلیفہ سات منزل پر ہے

قال

"راہ میں ایک مقام خم پڑا جو جحفہ سے تین میل پر ہے یہاں ایک تالاب ہے عربی میں تالاب کو غدیر کہتے ہیں اور اس لئے اس مقام کا عام نام غدیر خم آتا ہے"

اقول

اس عبارت سے جحفہ کا اول راستہ پر واقع ہونا پایا جاتا ہے جو ایک قریہ یعنی ایک آبادی ہے جو میقات اہل شام ہے یہ قافلے کے ٹھہرنے کی جگہ ہے جس کے علاقہ میں غدیر خم کا میدان ہے جو راستہ سے علیحدہ ۱½ کوس پر واقع ہے یہ مقام ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے جہاں اُوسرا اور شدید گرم جگہ ہے چنانچہ علامہ حازمی نے لکھا ہے۔ ھو واد بین مکۃ والمدینۃ عند الجحفۃ غدیر وھذا الوادی موصوف بکثرۃ الوخامۃ و شدۃ الحر۔ یعنی وہ غدیر ایک میدان بیابان جنگل ہے درمیان مکہ اور مدینہ اور جحفہ کے قریب اور وہ جنگل موصوف ہے ایک قسم گھاس سے اور شدت گرمی سے۔ رسولخدا صلعم جب جحفہ کے قریب[۱] پہنچے تو وہاں سے تین میل جاکر غدیر خم کے میدان میں تمام صحابہ کو روک دیا جو آگے بڑھ گئے تھے اون کو واپس بلایا اور جو پیچھے آرہے تھے اونکا انتظار ہوا کیونکہ یہ مجمع ایک لاکھ بیس[۲] ہزار حجاج کا تھا جس کے لئے وسیع میدان کی ضرورت تھی تاکہ یہ مجمع سما سکے۔

قال

"آپنے یہاں تمام صحابہ کو جمع کر کے ایک مختصر سا[۳] خطبہ دیا"

عله اتفق علماء السیر ان قصۃ الغدیر کانت بعد رجوع النبی صلعم من حجۃ الوداع فی الثامن عشر من ذی الحجۃ جمع الصحابۃ وکانوا مائۃ وعشرین الفا۔ (از تذکرہ خواص الائمہ سبط ابن جوزی قلمی نوشتہ سنہ ۱۰۰۲ھ کتبخانہ پٹنہ)

عله تاریخ حافظ ابن کثیر قلمی جسکا سنہ کتابت سنہ ۱۰۹۴ھ کتب خانہ بانکی پور پٹنہ ورق ۲۴۳ پر ہے "لما تفرغ علیہ السلام من بیان المناسک ورجع الی المدینۃ من ذلک فی اثناء الطریق فخطب خطبۃ عظیمۃ فی الیوم الثامن عشر من شھر ذی الحجۃ"

صفحہ ۲۳ کتاب چہار باب مولانا شاہ ولی اللہ مطبوعہ محمد مصطفےٰ خان سنہ ۱۲۵۵ھ میں ہے۔ ذوالحلیفہ دہ منزل از مکہ میقات مدینہ است الخ

اَقُولُ

یہ مختصر خطبہ نہین تھا بلکہ ایک بڑا عظیم الشان خطبہ تھا دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۵ جسمین مقام اور تاریخ اور تعداد صحابہ ہے جس کے اظہار سے آپنے گریز کیا ہے صرف ۱۲ ذی الحجہ تک تاریخ بقید دن کے بتایا ہے اب آنحضرت صلعم کے داخلہ مدینہ منورہ تک تاریخ اور دن دونون ندارد ہین۔

وہ مختصر خطبہ صحیح مسلم کے حوالہ کا جو زید بن ارقم کے سند سے ہے جسکا ابتدائی حصہ چھوڑ کر مولف مخاطب نے لکھا ہے وہ یہ ہے جسکی ابتدائی عبارت لکھنے کے بعد سیرت شبلی سے نقل کیجائیگی جسمین اصل حدیث صحیح مسلم کے بعض الفاظ ساقط کر کے لکھا ہے نیز اول بیان مین لفظ (ثقلین) ہے۔ دوسرے بیان زید بن ارقم مین ثقلین ہے جس کے بعد عبارت احدھما کتاب اللّٰہ ھو حبل اللّٰہ من اتبعہ کان علی الھدیٰ ومن ترکہ کان علی الضّلالۃ۔ ہے اور اوّل حدیث مین بعد لفظ ثقلین کے اوّلھما کتاب اللّٰہ وفیہ الھدیٰ والنور فخذ وابکتاب اللّٰہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللّٰہ ورغب فیہ ثمّ قال واھل بیتی (الخ) اور دونون حدیثیں کے درمیان مین (قال مسلم) حدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ ثنا محمّد بن فضیل ہے یعنی مسلم بن الحجاج صاحب صحیح نے کہا حدیث کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن فضیل نے اسی حدیث محمد بن فضیل کو ترمذی نے علی بن المنذر کوفی کے واسطہ اور ابوسعید اور زید بن ارقم کے سند سے خطبہ عرفہ حجۃ الوداع کے حدیث مین وارد کیا ہے جسکو ہم نقل کر آئے ہین۔

مولف مخاطب نے لاپرواہی کیساتھ حدیث پیغمبر کو غلط نقل کیا ہے۔

قال زید بن ارقم قام رسول اللّٰہ صلعم یومًا فینا خطیبًا بماءٍ یدعی خمًّا بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللّٰہ واثنیٰ علیہ ووعظ وذکر ثمّ قال۔

اما بعد الا ایھا الناس فانما انا بشر یوشك ان یاتی رسول ربی فاجیب وانا تارك فیکم الثقلین اوّلھما کتاب اللّٰہ فیہ الھدیٰ والنور فخذوا بکتاب اللّٰہ واستمسکوا بہ واھل بیتی اذکرکم اللّٰہ فی اھل بیتی "

کہا زید بن ارقم نے کہ قیام فرمایا رسول خدا صلعم نے ایک روز ہم مین واسطے خطبہ پڑھنے کے بمقام غدیر خم درمیان مکہ و مدینہ پس بعد حمد و ثنائے خدا اور وعظ و پند کے فرمایا۔

حمد و ثنا کے بعد اے لوگون مین بھی بشر ہون ممکن ہے کہ خدا کا فرشتہ جلد آجائے اور مجھے قبول کرنا پڑے یعنی (موت) مین تمہارے درمیان دو بھاری چیزین چھوڑتا ہون ایک خدا کی کتاب جس کے اندر ہدایت اور روشنی ہے خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسری چیز میرے اہلبیت ہین مین اپنے اہلبیت کے بارہ مین تمہین خدا کو یاد دلاتا ہون

آخری جملہ کو آپ نے تین بار مکرر فرمایا یہ صحیح مسلم (مناقب حضرت علی) کی روایت ہے۔ نسائی۔ مسند امام احمد۔ ترمذی۔ طبرانی۔ طبری۔ حاکم وغیرہ میں کچھ اور فقرے بھی ہیں جنمیں حضرت علیؑ کی منقبت ظاہر کی گئی ہے "
محمد بن فضیل نے اعمش کے واسطہ ابو سعید خدری اور زید بن ارقم کے سند سے جو حدیث وارد کی ہے وہ خطبہ حجۃ الوداع عرفہ میں نقل ہو چکی جسمیں وہ فقرے جو مسلم کے مخرجہ حدیث مذکورہ سے نکلگئے ہیں تاہم لفظ والثقلین جسمیں ایک قرآن دوسرے اہلبیت نبی جو عرفہ والی حدیث میں کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی میں جن ہر دو لفظوں سے ایک حضرت علی علیہ السلام مراد ہیں جنکے منقبت کی حدیث تسلیم کیگئی ہے جبکہ نو دن پہلے ۹ ذیحجہ کو خطبہ عرفہ میں حدیث مذکورہ مع اون فقرات کے جنکو مسلم نے نہیں لکھا تو پھر اسی حدیث (ثقلین) کو عین شدت گرما جنگل بیابان میں مکرر ارشاد فرمانے کی کونسی ضرورت شدید پیش آگئی کیونکہ وہی سامعین صحابہ عرفہ کے روز والے مہاجرین و انصار وغیرہ تھے
البتہ تھر مکہ معظمہ اور اسکے اطراف کے اپنے اپنے وطن کیطرف گئے ہوں گے اور مکہ معظمہ سے شمال کی جانب مدینہ منورہ جاتے ہوئے اکتالیس۴۱ کوس پر جحفہ کا مقام جو درمیان مکہ و مدینہ کے واقع ہے کہ حضرت صلعم آگے گئے ہوؤں کو واپس بلوایا اور عقب آنیوالے قافلہ کا انتظار فرمایا و ہ جحفہ سے تین میل آگے جا کر میدان میں صفائی کرا کے منبر تیار کیا گیا۔
جسکی وجہ ہم علامہ عینی حنفی کے شرح صحیح بخاری۔ ج ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ ص ۵۷۳ باب تفسیر سورہ مائدہ سے لکھتے ہیں۔

وذکر ابو عبیدۃ عن محمد بن کعب القرظی قال نزلت سورۃ المائدۃ علی رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ وھو علی ناقتہ فانصدعت کتفھا فنزل عنھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	یعنی ابو عبیدہ نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ رسول اللہ پر حجۃ الوداع میں درمیان مکہ و مدینہ نازل ہوا جبکہ حضرت اپنے ناقہ پر سوار تھے پس جلدی کی اوس ناقہ نے اپنے گھٹنے ٹیکنے میں پس رسول اللہ صلعم اتر پڑے
وقال السخاوی ذھب جماعۃ الی ان المائدۃ لیس فیھا منسوخ لانھا متاخر النزول	اور علامہ شیخ علم الدین سخاوی نے کہا ہے کہ ایک جماعت اسطرف گئی ہے کہ سورہ مائدہ میں کچھ منسوخ نہیں ہے اسلئے کہ آخر نزول سے ہے۔

یعنی سورہ مائدہ آخر عمر میں رسول اللہ صلعم کے حجۃ الوداع میں درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا چنانچہ اسی سورہ مائدہ کی آخری آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک جو آخر نزول کی ہے جسکے بارے میں عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۸ ص ۵۸۵ میں ہے۔

ٹ کشف الظنون میں ہے۔ شیخ علم الدین ابی الحسن علی بن محمد بن عبد الصمد السخاوی سنۃ ثلاث و اربعین و ستمائۃ "

ذکر الواحدی من حدیث الحسن بن محمد قال حدثنا علی بن عیاش عن الاعمش وابی الحجاف عن عطیہ عن ابی سعید قال نزلت ہذہ الایۃ یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الایۃ یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب ۔

امام واحدی نے حسن بن محمد کی حدیث سے بروایت ابوسعید خدری [عـــہ] ذکر کیا ہے کہ آیہ یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک بروز خم غدیر حضرت علی علیہ السلام کے شان مین نازل ہوا۔

پس رسول اللہ صلعم کا درمیان مکہ و مدینہ متصل موضع جحفہ کے ناقہ سے اترنا اسی فرمان باری عز اسمہ سے ہوا اور رسول اللہ تین میل مقام غدیر خم پر تشریف لائے اور تمام صحابہ کو وہان ٹھہرا کر منبر پالان شتر سے تیار کرایا اور سب سے پہلے جو عمل کیا گیا وہ جناب علی علیہ السلام کے سر مبارک پر عمامہ بندی ہے جسکو رسول اللہ صلعم نے خود اپنے دست مبارک سے جناب علی علیہ السلام کے سر پر باندھا۔

جیسا کہ ریاض النضرہ حافظ محب الدین طبری المکی ۔ ج ۔ ثانی مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ کے صفحہ ۲۱۷ مین ہے

عن عبد الاعلی بن عدی النہروانی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا علیا یوم غدیر خم فعممہ وارخی عذبۃ العمامۃ من خلفہ ۔

عبد الاعلی سے مروی ہے کہ حضرت علی کے سر پر رسول اللہ صلعم نے بروز خم غدیر عمامہ باندھا اور اسکا شملہ پیچھے کے جانب لٹکا دیا۔

اور کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۔ ج ۔ ثانی ۔ حافظ ابن حجر قسطلانی مین ہے ۔

اخرج البغوی عن علی قال عممنی رسول اللہ صلعم یوم غدیر خم بعمامۃ سوداء طرفہما علی منکبی الحدیث

امام بغوی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم نے بروز خم غدیر میرے سر پر ایک سیاہ عمامہ باندھا اور اسکے دونون کنارون کو دوش پر ڈال دیا۔

پس سورہ مائدہ کا نزول مابین مکہ و مدینہ اور اسکی آیت یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کا نزول یوم خم غدیر یعنی درمیان مکہ و مدینہ ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) کے روز (دیکھو نقشہ جنتری حرف الف مرتبہ علامہ شبلی کا دوسرا نقشہ تحقیق کیا)

عـــہ ۵ ۔ حدیث مذکورہ اسباب النزول واحدی مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ کے صفحہ ۱۵۰ مین اسناد مذکورہ ابوسعید خدری سے ہے جسکی توثیق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۵ مین کی ہے وہ یہ ہے ۔ وہم چنین قراء سبع در قرات و شیخ ابوالحسن اشعری در علم کلام و ثعلبی و واحدی و امثال ایشان در تفسیر و محمد بن اسحاق در سیرت الخ

جب کہ ۱۸ ذیحجہ کو آیہ موصوفہ کا نزول واحدی کے اسباب النزول سے ثابت ہوگیا تو شاہ ولی اللہ کے شرط کے مطابق آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے بعد کوئی آیت نہین اتری پس اسی یوم غدیر خم مین اس آیہ اکمال دین کا نزول بعد آیہ بلغ کے ثابت ہوگیا۔ جہان سے ۱۲ ربیع الاول تک بیاسی روز شاہ ولی اللہ کے سرور المحزون کے مطابق ہوگئے۔

اب زید بن ارقم کی مرضیہ حدیث ثقلین خصائص نسائی سے ملاحظہ ہو جسمین وہ حدیث بھی ہے جسکو آنحضرت صلعم نے خطبہ عرفہ حجۃ الوداع مین فرمایا تھا اور ترمذی نے اپنے صحیح مین وارد کیا ہے اور جس کے عمدہ فقرات کو جامع صحیح مسلم نے بھی اخراج کیا وہ یہ ہے۔

اخرج النسائی عہ عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال لما رجع النبی صلعم من حجۃ الوداع ونزل خم غدیر امر بدوحات فقممن ثم قال کانی دعیت فاجبت انی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ مولای وانا ولی کل مومن ثم انہ اخذ بید علی فقال من کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقلت لزید سمعتہ من رسول اللہ قال ما کان فی الدوحات احد الا راہ بعینیہ وسمعہ باذنیہ۔

امام نسائی نے کتاب خصائص مین بروایت ابو الطفیل زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولخدا نے حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور مقام خم غدیر مین نزول اجلال فرمایا تو حکم دیا کہ منبر تیار کیا جائے چنانچہ منبر تیار کیا گیا اور آنحضرت اسپر رونق افروز ہوکر فرمایا کہ مین جناب باری مین بلایا گیا ہون اور مین نے حکم الہی کو قبول کیا ہے اب مین تم مین دو عظیم چیزین چھوڑتا ہون ایک کتاب اللہ دوسرے اپنے اہلبیت اور یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون پس دیکھو اور غور کرو کہ میرے بعد قرآن اور اہلبیت سے کیونکر برتاو اور سلوک کرتے ہو پھر آنحضرت نے ارشاد فرمایا سنو میرا مولا اللہ تعالے ہے اور مین کل مومنین کا ولی ہون بعد ازان حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ دیکھو جسکا مین ولی ہون علی بھی اسکا ولی ہے خداوندا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے

ابو الطفیل کہتے ہین کہ مین نے یہ حدیث سنکر زید بن ارقم سے پوچھا کہ کیا تم نے اسکو جناب رسول خدا سے سنا ہے زید بن ارقم نے کہا کہ ایک مین کیا جو لوگ منبر کے گرد جمع تھے اُن سب نے آنحضرت کو ارشاد کرتے ہوئے دیکھا اور اپنے کانون سے سُنا۔

ایضا عن عائشۃ بنت سعد قالت سمعت ابی یقول سمعت رسول اللہ صلعم یوم الجحفۃ واخذ بید علی فخطب فحمد اللہ

عائشہ بنت سعد اپنے باپ سعد بن وقاص سے روایت کرتی ہین کہ کہا سعد نے سنا مین حضرت صلعم سے جحفہ کے دن کہ رسول اللہ نے حضرت علی کا ہاتھ

عہ حافظ نسائی مسلم بن الحجاج سے حافظ تر ہین۔ زرقانی شرح مواہب مین ہے۔ النسائی ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی الخراسانی ثم المصری الحافظ احد الائمۃ المبرزین والاعلام الطوافین والحفاظ المتقنین حتی قال الذہبی ھو احفظ من مسلم مات سنۃ ثلث وثلثمائۃ۔

واثنی علیه ثم قال ایها الناس انی ولیکم قالوا صدقت یا رسول الله ثم اخذ بید علی فرفعها فقال هذا ولیی والمؤدی عنی ان الله موالی من والاه ومعاد من عاداه

پڑھا اور خدا کی تعریف اور ثنا کی پھر فرمایا کہ ای لوگو مین تمہارا ولی ہون لوگون نے عرض کیا کہ حضرت آپنے سچ کہا اور پھر رسول خدا صلعم نے جناب علی کا ہاتھ پکڑکر بلند کیا اور فرمایا کہ یہ میرا ولی ہے اور میری طرف سے احکام کو پہنچانیوالا ہے جو علی کو دوست رکھے اسکو اللہ دوست رکھتا ہے اور جو اسکو دشمن رکھے خدا اسکو دشمن رکھتا ہے۔

اور اسی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج۔ ۸ صفحہ ۵۸۴ مین تفسیر ثعلبی کے حوالہ سے منقول ہے

قال ابو جعفر محمد بن علی بن حسین معناه بلغ ما انزل الیک من ربک فی فضل علی بن ابیطالب فلما نزلت هذه الآیة اخذ بید علی وقال من کنت مولاه فعلی مولاه۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آیت کا مقصود (شان نزول) یہ ہے کہ اے رسول پہونچا دو اس امر کو جو تمہارے رب نے علی بن ابیطالب کے فضل مین نازل فرمایا۔ پس جب آیت نازل ہوئی تو آنحضرت نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑکر لوگون سے فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون اسکے مولا علی علیہ السلام ہین

اور آنحضرت صلعم نے سورہ مائدہ اور اسکی آخری آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے نازل ہونے پر منزل جحفہ سے تین میل میدان خم غدیر مین یہ خطبہ ارشاد فرمایا جسکو کتاب روضہ ندیہ مولفہ علامہ سید محمد بن اسمٰعیل امیر یمنی صنعانی مطبوعہ انصاری دہلی کے صفحہ ۶۹-۷۰ سے لکھا جاتا ہے

واخرج الخطبة بطولها الفقیه العلامة حمید الشهید رحمه الله فی محاسن فی شرح قول الامام المنصور بالله۔

روایت کیا ہے خطبہ غدیر خم کو پورا فقیہ علامہ حمید شہید رحمہ اللہ نے کتاب محاسن مین امام منصور کے اس شعر کی شرح مین۔

ایماانص بهما الحبل۔ لدعلی المکی والیثربی بسنده الی زید بن ارقم قال اقبل النبی صلی الله علیه وسلم من حجة الوداع حتی نزل بغدیر الجحفة بین مکة والمدینة فامر بالدوحات فقم ما تحتهن من شوک ثم نادی الصلوٰة جامعة فخرجنا الی رسول الله صلعم فی یوم شدید الحر وان منا لمن یضع بعض ردائه

یہانتک اپنی سند سے زید بن ارقم تک کہ زید بن ارقم نے روایت فرمائی آنحضرت نے حجۃ الوداع سے اور راہ مین کہ مکہ و مدینہ کے درمیان ہے مقام غدیر خم مین نزول فرمایا پس حکم دیا اور درختون کے نیچے جگہ صاف کیگئی پھر ندا دیگئی کہ الصلوٰۃ جامعۃ یعنی سب نماز جماعت کو حاضر ہون پس ہم سب آنحضرت کی طرف چلے بڑی شدت کی گرمی تھی

على راسه وبعضه على قدميه من
شدة الرمضاء حتى اتينا الى رسول الله
صلعم فصلى بنا الظهر ثم انصرف الينا
فقال الحمد لله نحمده ونستعينه ونؤمن
به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور
انفسنا ومن سيئات اعمالنا الذي لا هادي
لمن اضل ولا مضل لمن هدى واشهد
ان لا اله الا الله وان محمداً عبده و
رسوله اما بعد ايها الناس فلم يكن لنبي
من العمر الا النصف من عمر الذي قبله
وان عيسى بن مريم لبث في قومه اربعين
سنة واني اشرعت في العشرين الا واني
يوشك ان افارقكم الا واني مسئول و
انتم مسئولون فهل بلغتكم فماذا انتم
قائلون فقام من كل ناحية من القوم
مجيب يقولون نشهد انك عبد الله ورسوله
قد بلغت رسالته وجاهدت في سبيله
وصدعت بامره وعبدته حتى اتاك
اليقين جزاك الله عنا خير ما جزى نبياً
امته فقال الستم تشهدون ان لا اله
الا الله وان محمداً عبده ورسوله
وان الجنة حق وان النار حق وتؤمنون
بالكتاب كله قالوا بلى قال فاني
اشهد ان قد صدقتكم وصدقتموني
الا واني فرطكم وانتم تبعي توشكون
ان تردوا علي الحوض فاسئلكم حين
تلقوني عن الثقلين كيف خلفتموني

ہم میں بعض لوگوں کی یہ حالت تھی کہ چادر کا
ایک سرا سر پر اور دوسرا زمین کے تپنے کی
وجہ سے اپنے قدموں کے نیچے رکھتے تھے الغرض
اگر جب پہنچ ہوئے پس آنحضرت نے نماز ظہر پڑہائی
پھر ہم لوگوں کیطرف متوجہ ہو کر بعد حمد و ثنا جو متن میں
مذکور ہے فرمایا.....
ایہا الناس ہر نبی کی عمر اُس نبی کی عمر سے
نصف ہوتی ہے جو اُس سے پہلے گذرا ہے اور
تحقیق کہ عیسیٰ اپنی قوم میں چالیس برس رہے
اور میرے زمانہ نبوت کا اب بیسواں سال شروع ہوا وہ
زمانہ قریب ہے کہ میں تم سے جدا ہو جاونگا آگاہ
ہو جاؤ کہ مجھ سے بھی سوال کیا جائیگا اور تم سے بھی
باز پرس ہوگی آیا میں نے احکام الٰہی تمہیں پہونچا دیے
پس تم کیا کہنے والے ہو چاروں طرف کے لوگوں نے
بالاتفاق جواب دیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے
برگزیدہ بندے اور اسکے رسول ہیں اور آپنے
رسالت خدا کو پہونچا دیا اور مجاہدہ فرمایا راہ خدا میں
اور آشکارہ کیا اسکے امر کو اور اُس معبود حقیقی کی
عبادت کی یہانتک کہ زمانہ وفات قریب آیا. اللہ تم
آپکو اس ہدایت کے عوض اُن سب انبیا سے بہتر جزا عطا
فرمائے جنہیں بعوض ہدایت انکی امتوں سے ملی ہے
پس آنحضرت نے فرمایا آیا تم نہیں گواہی دیتے ہو کہ
نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمد اسکا بندہ
اور رسول ہے اور بہشت و دوزخ حق ہیں اور ایمان لائے
ہو تم پوری کتاب خدا پر سب نے کہا بیشک ہم ان سب کے
مقر ہیں. آنحضرت نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ
البتہ میں نے تم کو سچا جانا اور تم نے میری تصدیق کی

فیما قال فاعتل علینا ما ندری ما الثقلان حتی قام رجل من المهاجرین فقال بابی انت وامی یا رسول الله ما الثقلان قال الاکبر منهما کتاب الله سبب طرف بید الله وطرف بایدیکم فتمسکوا به ولا تولوا ولا تضلوا والاصغر منهما عترتی من استقبل قبلتی واجاب دعوتی فلا تقتلوهم ولا تقهروهم ولا تقصروا عنهم فانی قد سالت لهم اللطیف الخبیر فاعطانی [illegible] ناصرهما لی ناصر وخاذلهما لی خاذل وولیهما لی ولی وعدوهما لی عدو الا فانها لن تهلك امة قبلکم حتی تدین باهوائها وتظاهر علی نبوتها وتقتل من قام بالقسط ثم اخذ بید علی بن ابیطالب۔

آگاہ ہو کہ میں تمہارا پیشرو ہوں اور تم میرے پیچھے ہو قریب ہے کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو گے پس جب تم مجھ سے ملاقی ہو گے تو میں تم سے ثقلین کی بابت سوال کرونگا کہ تم نے میرے بعد ان دونوں کیساتھ کیا عمل کیا (راوی) کہتا ہے کہ ہم نہ سمجھے کہ ثقلین سے آنحضرت کی کیا مراد ہے حتی کہ مہاجرین میں سے ایک شخص اُٹھا اور اُس نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ ثقلین سے آپکی کیا مراد ہے آنحضرت نے فرمایا ثقل اکبر ان دونوں میں کتاب خدا ہے وہ ایک رسن ہے جسکا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے پس اس کے ساتھ متمسک ہو اور نہ پھرو اور نہ ضلالت اختیار کرو اور ثقل اصغر میری عترت ہے جس نے عبادت خدا کیلیے میرے قبلہ کیطرف منہ کیا اور میری دعوت قبول کی اُسے چاہیے کہ نہ قتل کرے اور نہ ذلیل کرے انکو اور نہ تقصیر کرے ان کے حقوق میں کیونکہ میں نے اُن کے حق میں حضرت لطیف خبیر سے مسئلت کی اور رب العزت نے اس میری مسئلت کو قبول فرمایا جو کتاب خدا اور میری عترت کی مدد کرنیوالا ہے وہ میرا ناصر ہے اور جو انھیں چھوڑنیوالا ہے وہ مجھ چھوڑنیوالا ہے اور انکا دوست میرا دوست ہے اور انکا دشمن میرا دشمن ہے آگاہ رہو کہ تم سے پہلے اسوقت تک کوئی قوم ہرگز ہلاک نہیں ہوئی جبتک اس نے برخلاف احکام شرع اپنی ہوائے نفس کا اتباع اور اپنے پیغمبر [illegible] اور پیشواؤں کو قتل نہیں کیا

فرفعها وقال من کنت مولاه فهذا مولاه من کنت ولیه فهذا ولیه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه قالها ثلثا۔

٭ کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا اور فرمایا کہ جسکا میں مولا ہوں اُسکا یہ مولا ہے جسکا میں ولی ہوں اسکا یہ ولی ہے۔ پھر تین مرتبہ جناب علی علیہ السلام کے حق میں یہ دعا فرمائی کہ خدایا دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔

اور کتاب جواہر العقدین مولفہ علامہ سمہودی میں ہے

عن عامر بن لیلی وحذیفہ بن اسید
رضی اللہ عنہما قال لما صدر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع
ولم یحج غیرھا اقبل حتی اذا کان
بالجحفۃ نہی اصحابہ عن شجرات بالبطحاء
متقاربات لا تنزلوا تحتہن حتی اذا نزل
القوم واخذوا منازلہم سواھن ارسل
الیہن فقم ما تحتہن وشذب عن
رؤس القوم حتی اذا نودی للصلوۃ اغذ
الیہن فصلی تحتہن ثم انصرف الی الناس
وذلک یوم غدیر خم وخم من الجحفۃ
ولہ بہا مسجد معروف فقال ایہا الناس
انہ قد نبأنی اللطیف الخبیر انہ لم یعمر
نبی الا نصف عمر الذی یلیہ من قبلہ
وانی لاظن ان ادعی فاجیب وانی مسئول
وانتم مسئولون ھل بلغت فما انتم
قائلون قالوا نقول قد بلغت وجہدت
ونصحت فجزاک اللہ خیرا قال الستم
تشہدون ان لا الہ الا اللہ وان محمدا
عبدہ ورسولہ وان جنتہ حق وان
نارہ حق والبعث بعد الموت حق قالوا
بلی نشہد قال اللہم اشہد ثم قال
ایہا الناس الا تسمعون الا فان اللہ
مولای وانا اولی بکم من انفسکم الا
ومن کنت مولاہ فہذا مولاہ

کہ عامر بن لیلی اور حذیفہ بن اسید سے مروی ہے
کہ جب آنحضرت صلعم نے حجۃ الوداع سے مراجعت
فرمائی اور مقام جحفہ میں پہونچے تو اس میدان میں
جہاں چند اشجار ثمرہ تھے آنحضرت نے صحابہ سے
کہا کہ ان کے نیچے نہ اترو چنانچہ صحابہ نے ان سے
علیحدہ قیام کیا بعد ازان آنحضرت نے حکم فرمایا
اور ان اشجار کے نیچے صاف کیا گیا اور جو شاخیں
ایسی جھکی ہوئی تھیں جو سرون پر لگیں وہ چھانٹ
ڈالیگئیں یہانتک کہ اذان نماز دیگئی اور لوگ
ان اشجار کے نیچے جمع ہوئے پس آنحضرت نے
نماز پڑہی پھر لوگونکی طرف متوجہ ہوئے (اور یہ روز
غدیر خم تھا اور خم متعلقات جحفہ سے ہے اور اس
دنکی یادگار میں وہان ایک مسجد بنائی گئی ہے جو
مشہور و معروف ہے) اور فرمایا کہ تحقیق حضرت
لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر نبی نے
اوس نبی سے جو اوس سے پہلے گذرا نصف عمر
پائی ہے پس میں گمان کرتا ہون کہ میرا زمانہ
رحلت قریب ہے اور مجھ سے سوال کیا جائیگا اور
تم سے بھی کہ آیا میں نے احکام الہی کو پہونچایا پس
تم کیا کہنے والے ہو سب نے کہا کہ ہم اسکے قائل ہیں
کہ آپنے کما ینبغی ابلاغ رسالت کیا اور سعی بلیغ کی
پس آپکو خدا جزائے خیر عطا فرمائے آنحضرت نے فرمایا
آیا تم اسکی گواہی نہیں دیتے کہ نہیں ہے کوئی معبود
سوا اللہ کے اور محمد اسکا بندہ اور رسول ہے اور بہشت
و دوزخ حق ہیں اور بعث بعد موت حق ہے سب نے

واخذ بید علی فرفعها حتی عرفه القوم
اجمعون ثم قال اللهم وال من والاه
وعاد من عاداه ثم قال ایها الناس
انی فرطکم وانتم واردون علی الحوض
اعرض مما بین بصری وصنعاء فیه
عدد نجوم السماء قدحان من فضة الا
وانی سائلکم حین تردون علی عن
الثقلین کیف تخلفونی فیهما
حین تلقونی قالوا وما الثقلان یا
رسول الله قال الثقل الاکبر کتاب الله
سبب طرفه بید الله وطرف بایدیکم
فاستمسکوا به لا تضلوا ولا تبدلوا
الا وعترتی فانی قد نبانی اللطیف
الخبیر ان لا یتفرقا حتی یلقیانی و
سالت الله ربی لهم ذلک فاعطانی
فلا تسبقوهم فتهلکوا ولا تعلموهم
فهم اعلم منکم۔

بیشک ہم سب ان امور کا اقرار کرتے ہین
اسپر آنحضرت نے کہا خدایا تو شاہد رہ پھر
فرمایا ایہا الناس آگاہ ہو کہ اللہ میرا مولا ہے
اور مین تمھارا ہون تمھارے نفسون سے اولی
ہون آگاہ ہو جسکا مین مولا ہون اوسکا یہ مولی
ہے اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا یہانتک
کہ پہچان لیا اونکو تمام قوم نے پھر حضرت علیؑ کے
حق مین یہ دعا دی کہ خدایا دوست رکھ علی کے
دوست کو اور دشمن رکھ علی کے دشمن کو پھر
فرمایا کہ ایہا الناس مین تم سے پہلے پہونچونگا اور
تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگے اوسکا
عرض زیادہ ہوگا فاصلہ مابین بصری و صنعاء
سے اور اوسمین ہم عدد ستارہاے آسمان چاندی
کے پیالے ہونگے تو مین تم سے ثقلین کے بارے
مین سوال کرونگا کہ میرے بعد تم نے اون دونون
کے حق مین کیا کیا سب نے کہا ثقلین سے آپکی کیا مراد
ہے فرمایا ثقل اکبر کتاب خدا ہے وہ ایک رسن ہے
جسکا ایک سرا تمھارے ہاتھون مین ہے۔

پس اوس سے تمسک کرو تبدل اور ضلالت سے محفوظ رہوگے اور ثقل اصغر میری عترت ہے بتحقیق کہ حضرت لطیف و خبیر نے مجھے
خبر دی ہے کہ یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ مجھسے ملاقی ہون اور مین نے اپنے عترت کے حق مین خدا سے سئلت کی تھی
چنانچہ اللہ تعالی نے میری التجا کو اونکے حق مین قبول فرمایا پس میری عترت پر سبقت نکرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤگے اور انکو تعلیم نہ دینا کیونکہ وہ تم سے علم مین

وعن ام سلمة رضی الله عنها قالت
اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم
بید علی رضی الله عنه بغدیر خم فرفعه
حتی رأینا بیاض ابطه فقال من کنت مولاه
فعلی مولاه الحدیث وفیه قال یا ایها الناس انی
مخلف فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی و

اور حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ فرمایا انہون نے
کہ آنحضرت صلعم نے غدیر خم مین علی کا ہاتھ پکڑ کر
اتنا بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل مشاہدہ ہوئی پس
فرمایا جسکا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے الحدیث
اور اسی حدیث مین ہے کہ فرمایا آنحضرت نے ایہا الناس
مین تم مین دو عظیم القدر چیزین چھوڑنیوالا ہون ایک

لن يتفرقا حتى يردا علی الحوض۔

کتاب خدا اور دوسری اپنی عترت اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔

وفی المشکوۃ قال اخرج احمد بن حنبل فی مسندہ عن البراء بن عازب و زید بن ارقم قال کنا مع رسول اللہ صلعم فی سفر فنزلنا بغدیر خم فنودی فینا الصلوٰۃ جامعۃ و کسح لرسول اللہ صلعم تحت شجرتین فصلی الظہر و اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسھم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مؤمن من نفسہ قالوا بلی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ قال فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ھنیئا لک یا ابن ابی طالب اصبحت و امسیت مولا کل مؤمن و مؤمنۃ۔

اور مشکوۃ میں بروایت مسند احمد بن حنبل براء بن عازب اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ ہم لوگ جناب رسولخدا کے ساتھ سفر میں تھے جب غدیر خم میں وارد ہوئے تو منادی نے ندا کی کہ الصلوٰۃ جامعہ اور پیغمبر صاحب کے لیے درختوں کے نیچے زمین صاف کیگئی پس آنحضرت نے بعد نماز ظہر علی بن ابیطالب کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے ارشاد کیا کہ ایہا الناس کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنین کیلئے اون کے نفوس سے اولی ہوں سب نے فرمایا درحقیقت یارسول اللہ آپ ہر مومن کیلئے اس کے نفس سے اولی ہیں تب آپ نے ارشاد کیا جسکا میں مولی ہوں علی بھی اسکا مولی ہے الٰہی دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے بعد حضرت عمر نے علی علیہ السلام سے ملکر فرمایا کہ مبارک ہو تم کو اے فرزند ابوطالب کہ آج تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

در معارج النبوۃ گفتہ گویند کہ بیشتر اصحاب حتی امہات المؤمنین امیر المؤمنین علی را تہنیت بجا آوردند

اور کتاب معارج النبوۃ میں ہے کہ اُس روز اکثر اصحاب حتی کہ اُمہات المؤمنین نے حضرت علی کی خدمت میں مبارکباد عرض کی۔

(تاریخ احمدی تصنیف احمد حسین خان رئیس پانوان)

چونکہ مولف مشکوۃ نے امام احمد بن حنبل کے مخرجہ روایت براء بن عازب کے سند سے واقعہ غدیر میں حضرت عمر کا جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو تہنیت دینا نقل کیا ہے اس لئے براء بن عازب کے سند سے آیہ بلغ ما انزل الیک من ربک کے نزول کا ثبوت لکھا جاتا ہے۔ جس سے رسول اللہ صلعم کا دفعتہً درمیان مکہ اور مدینہ کے عین دوپہر کے وقت تپتی زمین پر فروکش ہونا اور تمام مہاجرین و انصار کے ساتھ غدیر خم پر ایک خاص اہتمام سے قیام فرمانا معلوم ہوجائے چنانچہ تفسیر مفاتیح الغیب المشتہر بالتفسیر الکبیر امام فخر الدین الرازی ج ۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں بتفسیر آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک اور جناب علی کو علیہ السلام سے لکھا ہے دیکھو ص ۴۳۶ . . . .

(العاشر)

نزلت الآیۃ فی فضل علی بن ابی طالب علیہ السلام ولما نزلت ہذہ الآیۃ اخذ بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال ھنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ وھو قول ابن عباس والبراء بن عازب ومحمد بن علی۔

یہ آیت جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کے فضیلت مین اتری ہے جسوقت اسکا نزول ہوا تو پیغمبر صاحب نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولا پس ملاقات کی جناب علی علیہ السلام سے حضرت عمر نے اور کہا کہ مبارک ہو اے ابن ابیطالب آج تم نے ایسی صبح کہ میرے اور جملہ مومنین اور مومنات کے مولا ہوئے اور یہ قول ابن عباس اور براء بن عازب ورامام محمد بن علی علیہ السلام کا ہے

اور رسالہ مودۃ القربی سید علی ہمدانی مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۰ھ کے مودۃ خامسہ کے صفحہ ۱۷ مین ہے۔

عن البراء بن عازب قال اقبلت مع رسول اللہ صلعم من حجۃ الوداع فلما کان بغدیر خم نودی الصلوٰۃ جامعۃ فجلس رسول اللہ صلعم تحت الشجرۃ واخذ بید علی وقال الست اولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلی یا رسول اللہ فقال الا من انا مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر فقال ھنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ وفیہ نزلت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔

براء ابن عازب سے مروی ہے کہ مراجعت کی مین نے ہمراہ پیغمبر خدا کے حجۃ الوداع سے جب آنحضرت مقام غدیر خم پر پہونچے تو بحکم آنحضرت ندا دیگئی کہ الصلوٰۃ جامعہ چنانچہ سب لوگ جمع ہوئے اور آنحضرت صلعم ایک درخت کے سایہ مین تشریف فرما ہوئے اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ کیا مین مومنین پر انکے نفسون سے اولی نہین ہون تو لوگون نے کہا سچ کہا یا رسول اللہ تو فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے الٰہی دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے بعد حضرت عمر نے جناب علی علیہ السلام سے ملاقات کی اور کہا کہ اے ابن ابیطالب مبارک ہو تمنے اس حال مین صبح کی کہ میرے اور تمام مومنین ومومنات کے مولا ہوئے اور اسی بارے مین آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک نازل ہوا۔

اور تفسیر در منثور سیوطی حصہ ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۸ اور تفسیر فتح القدیر قاضی شوکانی حصہ اول اور تفسیر فتح البیان نواب صدیق حسن خان مطبوعہ مصر ج ۳ صفحہ ۸۹ مین ہے۔

اخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود

ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے

قال کنا نقرأ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔

کہ ہم رسالت مآب صلعم کے زمانہ مین اس آیت کو اس طرح پڑہتے تھے کہ اے رسول پہونچا دے اوس چیز کو کہ تیرے رب کی طرف سے تیرے طرف اوتاری گئی یہ کہ علی کل مومنین کا مولا ہے اور اگر اسکا ابلاغ نہوا تو گویا تونے میری رسالت ہی کو نہین پہونچایا اور اللہ تجھے لوگون سے بچا لیگا۔

عبد اللہؓ بن مسعود کی روایت مذکورہ مین ابتدای آیت مین یا ایہا الرسول بلغ اور آخر حصہ واللہ یعصمک من الناس تک ہے جسکے فرداً فرداً ہر حصہ سے خواہ اول حصہ آیت کا خواہ آخر حصہ آیہ موصوفہ کا ذکر کیا جاے اوس سے پوری آیت مذکورہ مراد ہوگی اور یہ آیت سورہ مائدہ کی ہے اور یہ سورہ مائدہ پورا نازل ہوا جسکے نازل ہونے کے ذکر مین تین الفاظ ہین۔ اکلّہا جمیعًا۔ کاملاً اور جبکا نزول ناقہ پر سواری کی حالت مین رسول اللہ پر ہوا صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا مع اسکے جز کے ناقہ پر نہین ہوا۔

روایت مذکورہ سے واللہ یعصمک من الناس جز آیہ یا ایہا الرسول بلغ کا آخری جز ثابت و متحقق ہے اور یہ آیت یوم غدیر خم مین نازل ہوی اور غدیر خم ایک مقام ہے جو درمیان مکہ اور مدینہ کے ہے اور رسول اللہ صلعم واپسی حجۃ الوداع سے اسی دن دفعۃً راہ مین ٹہر گئے اور یہ کہ آیہ موصوفہ سورہ مائدہ کا آخری جُز ہے اور جس سورہ کا نزول سفر مین درمیان مکہ اور مدینہ کے اور حجۃ الوداع مین ہوا پس آیہ بلغ ما انزل الیک بھی درمیان مکہ و مدینہ کے حجۃ الوداع مین سواری ناقہ پر نازل ہوا اور اسی وجہ سے حضرت کو اُترنا پڑا وہ خم غدیر کا روز اٹھارہویں ذیحجہ تھی۔

اور یہ کہ آیہ واللہ یعصمک من الناس جو سورۂ مائدہ کا جز ہے جسکا نزول سفر مین ہوا جو سورۂ مائدہ کے نزول سفر حجۃ الوداع کی تائید مین ہے چنانچہ کتاب اتقان فی علوم القرآن سیوطی مطبوعہ مصر ۱۳۰۶ھ کے ج اول صفحہ ۳۰ تفسیر سورہ مائدہ کے نزول مین ہے۔

واللہ یعصمک من الناس فی صحیح ابن حبان عن ابی ہریرۃ انہا نزلت فی السفر۔

صحیح ابن حبان مین ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آیہ واللہ یعصمک من الناس رسول اللہ صلعم پر بحالت سفر نازل ہوا۔

ملہ سیرت النبی شبلی ج اول مین ہے عبد اللہ بن مسعود مشہور صحابی اور مجتہدین صحابہ مین داخل ہین۔ اور جلد ثانی مین ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود مشہور صحابی ہین فقہ حنفی کے بانی اول گویا وہی ہین امام ابوحنیفہ کے فقہ کا سلسلہ ان ہی کی روایات اور استنباطات پر منتہی ہوتا ہے کہ معظمہ مین قرآن مجید کی اشاعت آنحضرتؐ کے ابتدائی زمانہ مین ان ہی نے کی ستر سورتین خود آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے سنکر یاد کین تھین۔ الفاروق مین ہے۔ فقہ کا بہت بڑا حصہ جو منقح ہوا اور جو فقہ عمری کہلاتا ہے ان ہی علمی مجلسون کے بدولت ہوا اس مجلس کے بڑے ارکان ابی بن کعبؓ زید بن ثابتؓ۔ عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہؓ بن عباس۔ عبد الرحمنؓ بن عوف۔ حرؓ بن قیس عبد اللہ بن مسعود کی بھی نہایت قدر کرتے تھے ۲۱ھ مین انکو کوفہ کا مفتی اور افسر خزانہ مقرر کرکے بھیجا تو اہل کوفہ کو لکھا، کہ مین انکو معلم اور وزیر مقرر کرکے بھیجتا ہون"

جسکی تائید کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی کے ج۔ اوّل ص۱۲۰ سے بہ تفسیر آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔

اخرج الثعلبی عن ابی صالح عن ابن عباس عن محمد الباقر رضی اللہ عنھما قال نزلت ھذہ الآیۃ فی علی ایضاً الحموینی فی فرائد السمطین اخرجہ عن ابوھریرۃ ایضاً المالکی اخرج فی فصول المھمۃ عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الآیۃ فی غدیر خم ھکذا ذکرہ الشیخ محی الدین النووی۔

ثعلبی نے ابی صالح کے واسطہ در ابن عباس کے سند در امام محمد باقر علیہ السلام کے سند سے روایت کی ہے کہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ جناب علی کی شان مین نازل ہوئی۔ اور بھی علامہ حموینی نے فرائد السمطین مین ابوہریرہ کے سند سے اور ابن صباغ مالکی نے فصول المہمہ مین ابوسعید خدری کے سند سے کہا ہے کہ آیہ موصوفہ کا نزول غدیر خم کے روز ہوا اور ایسا ہی شیخ محی الدین نووی نے ذکر کیا ہے۔

اور تفسیر معالم التنزیل بغوی اور تفسیر لباب التاویل علاء الدین خازن اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی وغیرہ مین بذکر آیہ واللہ یعصمک من الناس مرقوم ہے کان سورۃ المائدۃ من آخر ما نزل من القرآن یعنی سورہ مائدہ از روی تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے۔

اور تفسیر فتح القدیر قاضی شوکانی مین بہ تفسیر سورۂ مائدہ یہ روایت ہے

عن محمد بن کعب القرظی قال انھا نزلت فی حجۃ الوداع بین مکۃ والمدینۃ وھکذا اخرج ابن جریر عن الربیع بن انس بھذہ الزیادۃ

محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ سورۂ مائدہ درمیان مکہ اور مدینہ کے حجۃ الوداع مین نازل ہوا اور اسیطرح ابن جریر نے ربیع بن انس سے اسی زیادتی کیساتھ روایت کی ہے

پس ان مجموعی روایات سے کل سورۂ مائدہ اور اسکی آخری آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کے روز نازل ہونا متحقق ومتیقن ہو گیا جس سورۂ مائدہ مین اٹھارہ زینہ احکام مین

ملہ توثیق ابی صالح غنیۃ الطالبین شیخ عبد القادر جیلانی ص۴۳۲ مین اسی سند سے یہ روایت ہے وعن ابی صالح عن ابن عباس قال انما سمیت ترویۃ وعرفۃ لان ابراھیم رای اللیلۃ الترویۃ فی منامہ انہ یؤمر بذبح ابنہ ۔ ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ترویہ اور عرفہ اس سے نام رکھا گیا کہ ابراہیم نے ترویہ کی رات کو خواب مین دیکھا کہ وہ حکم کئے گئے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے مین۔

اب رہ گئی دوسری آیت الیوم اکملت لکم دینکم اس کے اثبات کی ضرورت نہ تھی جبکہ کل سورہ کا سورہ (مائدہ) ابین مکہ و مدینہ حجۃ الوداع مین نازل ہوا لیکن چونکہ شبلی صاحب اپنے اسلاف کی تقلید کرتے ہوئے بلکہ دس قدم آگے بڑھ کر آیہ اکمال دین کا نزول ۱۸ ذیحجہ سے ۹ دن پہلے قبل از ادائے حج اور پہلے ہی خطبہ عرفہ کے دوران مین یوم جمعہ کے قید کے ساتھ لکھا ہے تاکہ عید غدیر محو ہو جائے۔ اس لیے ہم کو وضاحت کے ساتھ اس حقیقت کے انکشاف کی ضرورت ہوئی جیسا کہ ظاہر کیا گیا اور آگے بھی پوری توضیح ہوگی انشاء اللہ۔

مورخ یعقوبی جو تیسری صدی کے مورخ ہین جنکی دوسری جلد ۲۵۹ھ پر ختم ہے جس سے اُن کا سنہ وفات ۲۶۰ھ ہوتا ہے جس تاریخ کے سند سے شبلی صاحب نے المامون اور الفاروق مین بکثرت اور اس سیرت النبی مین متعدد جگہ خصوصاً خطبہ حجۃ الوداع کے ایک فقرے کے سند مین زیر حاشیہ صفحہ ۱۲۲ لکھتے ہین۔

"البتہ مورخ یعقوبی نے جو تیسری صدی ہجری مین تھا، یہ فقرا خطبہ حجۃ الوداع مین نقل کیا ہے"
(صفحہ ۱۲۲ طبع یورپ)

چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۲ مین آیہ اکمال دین کا ذکر بھی ہے

وقد قیل انہ اخر ما نزل علیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وھی الروایۃ الصحیحۃ الثابتۃ الصریحۃ وکان نزولھا فی امیر المومنین علی بن ابیطالب صلوۃ اللہ علیہ بغدیر خم۔

یعنی تحقیق کہا گیا کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ رسول اللہ صلعم پر جو آیت سب کے آخر مین نازل ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ہے اور یہ آیت غدیر خم مین درباب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ الصلوۃ والسلام نازل ہوئی۔

(تاریخ یعقوبی ج ۲ مطبوعہ لیدن ۱۸۸۳ء)

ناسخ التواریخ ج ۱ اول از کتاب دوم مطبوعہ طہران صفحہ ۵۱۲ مین ہے۔ ۱۸ ذیحجہ غدیر خم کے روز یکصد وبست ہزار تن بشمار میرفت یعنی ایک لاکھ بیس ہزار آدمیون کا مجمع تھا، جبرئیل فرود شد این آیت مبارک بیاورد جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیت لائے، الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت

عہ شبلی صاحب المامون مین لکھتے ہین "امین کا قتل ۲۵ محرم ۱۹۸ھ مین ہوا، مامون الرشید کی مستقل خلافت اسی تاریخ سے شروع ہوتی ہے ابن واضح کاتب عباسی جو مامون الرشید سے قریب تر زمانہ مین تھا اس نے اپنی تاریخ (یعقوبی) مین مامون کی خلافت مستقل کا اسی تاریخ سے حساب کیا ہے اور نجوم کے قاعدے کے موافق سند نشینی کا ایک زائچہ نقل کیا ہے

مامون الرشید کے زمانے سے نہایت قریب تر تاریخ جو آج دستیاب ہو سکتی ہے ابن واضح عباسی کی تاریخ ہے یہ مصنف مامون کے زمانے کے واقعات ان لوگون کی زبانی روایت کرتا ہے جو خود مامون کے عہد مین موجود تھے

(صفحہ ۳۲، ۲۲۱ مطبوعہ کانگریس پریس دہلی بار چہارم)

علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

جس کے بعد رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا:-

الحمد للہ علی کمال الدین وتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی من بعدی۔

پس مردمان فوج فوج بر آنحضرت ہمی آمدند و بدینگونہ سلام دادند و گفتند السلام علیک یا امیر المومنین۔

پس صحابہ کے گروہ کے گروہ جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور السلام علیک یا امیر المومنین کہتے

عمر بن الخطاب برین تہنیت سخنے چند بر افزود گفت بخ بخ لک اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ

اور حضرت عمر نے اس تہنیت میں چند کلمہ اور اضافہ کر کے کہا مبارک ہو مبارک ہو ایسی صبح کی کہ مولا ہوئے میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے۔

اور رسول خدا صلعم نے فرمایا

انہ سید المسلمین وامام المتقین و قائد الغر المحجلین وھذا ولی کل مومن بعدی وان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن ومومنۃ

تحقیق تو مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا امام ہے اور سفید منہ والوں کا قائد ہے اور میرے بعد کل مومنین اور مومنات کا ولی ہے، اور تحقیق علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ ولی ہے کل مومنین کا اور مومنہ کا

کتاب مفتاح النجا مولفہ علامہ مرزا محمد بن معتمد خان بدخشی میں ہے۔

اخرج عبد الرزاق الرسعنی عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الایۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اخذ النبی صلعم بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

عبد الرزاق رسعنی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب نازل ہوئی یہ آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک تو پیغمبر صاحب نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے، اے خدا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے اور

واخرج ابن مردویہ عن ابی سعید الخدری مثلہ وفی آخرہ فنزلت الیوم اکملت لکم دینکم الایۃ فقال النبی اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ

مثل اس حدیث کے ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے جسکے آخر میں اتنا اور ہے کہ جب آنحضرت نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی

لعلی بن ابی طالب۔ الیوم اکملت لکم دینکم الخ پس آنحضرت نے کہا اللہ اکبر (تکبیر کہتا ہوں) اکمال دین اور اتمام نعمت پر راضی ہونے خداوند عالم کے میری رسالت اور علی کی ولایت سے۔

اور کتاب ما نزل من القران فی علی میں حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی نے یہ روایت اخراج کی ہے۔

عن قیس بن الربیع عن ابی هارون العبدی عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلعم دعا الناس الی علی فی غدیر خم وامر بما تحت الشجرۃ من شوک فقم وذلک فی یوم الخمیس فدعا علیاً فاخذ بضبعیہ فرفعھما حتی نظر الناس بیاض ابطی رسول اللہ صلعم ثم لم یفترقوا حتی نزلت ھذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً فقال رسول اللہ صلعم اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی وبالولایۃ لعلی من بعدی

باسناد مذکورہ ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے واپسی میں پنجشنبہ کے دن غدیر خم میں رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ درخت کے نیچے سے کانٹے وغیرہ صاف کئے جائیں پھر وہاں لوگوں کو جمع کر کے سب کو علی کی ولایت کیطرف بلایا اور حضرت علی کے دونوں بازو پکڑ کے انھیں اسقدر بلند کیا کہ لوگوں نے رسول خدا کے بغلوں کی سفیدی مشاہدہ کی پس لوگ ابھی متفرق نہ ہوئے تھے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم الآیہ نازل ہوا آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ اکبر (خدا کا شکر ادا کرتا ہوں) اکمال الدین اور اتمام نعمت پر اور اس امر پہ کہ خداوند کریم میری رسالت اور میرے بعد علی کی ولایت سے خوشنود ہوا۔

اور سند مذکورہ سے حافظ ابن کثیر نے اپنے تفسیر ج ۳ مطبوعہ مصر [illegible] جو حاشیہ فتح البیان مولوی صدیق حسن خان پر طبع ہے جس کے ص[illegible] میں بتفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم یہ ہے۔

وقد روی ابن مردویہ من طریق ابی هارون العبدی عن ابی سعید الخدری انھا نزلت علی رسول اللہ صلعم یوم غدیر خم حین قال لعلی

حافظ ابن مردویہ نے ابی ہارون عبدی کے طریق ابو سعید خدری کے سند سے روایت کی ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم غدیر خم کے روز اسوقت نازل ہوا جبکہ حضرت نے

ع۵ ابن مردویہ کی توثیق خود تفسیر ابن کثیر مذکورہ کے ج ۲ سورۃ النساء بتفسیر صلاۃ الخوف ص۵۴۹ میں ہے وقد اجاد الحافظ ابو بکر بن مردویہ فی سرد طرقہ والفاظہ وکذا ابن جریر ولنذکرہ فی کتاب الاحکام الکبیر ان شاء اللہ وبہ الثقۃ۔ حاصل ترجمہ حافظ ابن مردویہ نے اپنے طرق کے تمام اور الفاظ کو بہت جید کیا ہے۔ اور اسی طرح ابن جریر بھی۔ اور ہم کتاب الاحکام الکبیر میں لکھیں گے انشاء اللہ اسی خدا پر اعتماد ہے

من کنت مولاہ فعلی مولاہ ثم رواہ عن ابی ہریرة و فیہ انہ الیوم الثامن عشر من ذی الحجة مرجعہ علیہ السلام من حجة الوداع

علی کے لئے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اور حافظ ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ یہ اٹھارہویں ذیحجہ تھی۔ یعنی حجة الوداع کے مراجعت میں

وفی لتاریخ البدایة والنہایة لحافظ ابن کثیر (کتب خانہ بانکی پور پٹنہ کے صـ۲۳۳ میں ہے)

رواہ ضمرة[1] عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرة قال لما اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل اللہ عزوجل الیوم اکملت لکم دینکم قال ابو ہریرة وھو یوم غدیر خم من صام یوم ثمانی عشرة من ذی الحجة کتب لہ صیام ستین شہرا۔

ترجمہ۔ ضمرہ نے ابن شوذب سے اس نے مطر وراق سے اس نے شہر بن حوشب سے اس نے ابو ہریرہ کے سند کی روایت کی ہے کہا ابو ہریرہ نے جبکہ پکڑا ہاتھ علی کا رسول اللہ نے اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا کہا ابو ہریرہ نے یہ دن غدیر کا تھا۔ (یعنی ۱۸ ذیحجہ) تھی۔ جو اٹھارہویں ذیحجہ کو روزہ رکھے تو اس کے واسطے ساٹھ مہینہ کے روزہ کا ثواب لکھا جائے گا۔

اور حدیث مذکورہ کے تائید کی یہ حدیث کتاب مودة القربی سید علی ہمدانی مودة خامسہ صـ۶ امطبوعہ بمبئی ۱۳۱۰ھ سے نقل کیجاتی ہے

عن ابی ہریرة رض قال من صام یوم الثامن عشر من ذی الحجة کان لہ کصیام ستین شہرا وھو الیوم الذی اخذ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ

ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ جو شخص اٹھارہ ذیحجہ کو روزہ رکھے تو اس کا ثواب ساٹھ مہینہ کے روزہ کے برابر ہوگا اور وہ دن غدیر خم ہے جس میں رسالت مآب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر

---

[1] توثیق ضمرہ طبقات جز ہفتم قسم دوم میں ہے، ضمرة بن ربیعة ویکنی ابا عبد اللہ وکان ثقة مامونا لخیرا لم یکن ہناک افضل منہ مات اثنتین ومائتین مطبوعہ لیدن ۱۳۲۲ھ ایضا روایت مذکورہ کے کل رواة کی توثیق غنیة الطالبین شیخ عبد القادر جیلانی رح ۳۲۲ فصل در رجب کے روزہ کے بیان مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ۱۳۰۷ھ سے ہوتی ہے اخبرنا ضمرة بن ربیعة القرشی عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرة عن النبی صلعم قال من صام یوم السابع والعشرین من رجب کتب لہ ثواب صیام ستین شہرا واول یوم نزل فیہ جبرئیل علیہ السلام علی النبی صلعم بالرسالة ایضا۔ فی سیرة الحلبیہ رح ج اول صـ۲۵۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۰ھ فقد اورد الحافظ الدمیاطی فی سیرة عن ابی ہریرة رض قال من صام یوم سبع وعشرین من رجب کتب اللہ تعالی لہ صیام ستین شہرا وھو الیوم الذی نزل فیہ جبرئیل علی النبی صلعم بالرسالة واول یوم ہبط فیہ جبرئیل۔ ترجمہ روایت اول۔ ضمرہ بن ربیعہ قرشی نے ابن شوذب سے اس نے مطر وراق سے اس نے شہر بن حوشب سے اس نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ جو شخص ماہ رجب کے ستائیسویں دن کا روزہ رکھے گا تو لکھا جائیگا اس کے لئے ثواب ساٹھ مہینہ کے روزہ کا اور وہ پہلا دن ہے جس میں نزول فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے نبی صلعم پر رسالت پیغمبری کے (اس روایت کو حافظ دمیاطی نے اختیار کیا ہے) اور حافظ ابن کثیر ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کو قبول کرتے ہوئے ۲۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کے شام کے حساب سے کم ذالحجہ جمعہ ۸ ذیحجہ جمعہ کو ۱۸ ذیحجہ دوشنبہ ہے (دیکھو حاشیہ صـ۶ اور صـ۳ کتاب ہذا) اور دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ صـ۱۹ اور نقشہ جنتری نمبر دوم کا دوسرا خانہ صـ۲۲ کتاب ہذا یعنی اور حضرت ابن عباس کی روایت سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول بروز دوشنبہ ہوا جو ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر میں واقع ہوتا ہے (دیکھو صـ۱۳ کتاب ہذا)

وسلم بید علی فی غدیر خم فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ وعن الامام الباقر علیہ السلام مثل ذلک بل یروی عن کثیر الصحابۃ فی اماکن مختلفۃ ھذا الخبر۔

ارشاد فرمایا کہ جسکا میں مولا ہوں اُس کا مولا علی ہے الٰہی دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو اور چھوڑ دے اسکو جو چھوڑ دے علی کو اور نصرت کر اُسکی جو نصرت کرے علی کی اور مثل اس حدیث کے امام محمد باقر علیہ السلام سے بلکہ کثیر صحابہ سے اور مختلف مقامات سے یہ حدیث مروی ہے۔

اور اسی مودۃ خامسہ سید علی ہمدانی[1] کے صفحہ ۱۰ میں ہے۔

عن فاطمۃ علیہا الصلوٰۃ والسلام قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم من کنت ولیہ فعلی ولیہ ومن کنت امامہ فعلی امامہ

جناب فاطمہ علیہا السلام سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جسکا میں ولی ہوں اوسکا علی ولی ہے اور جسکا میں امام ہوں اوسکا علی امام ہے۔

اور تاریخ مذکورہ حافظ ابن کثیر جسکا قلمی نسخہ کتبخانہ مولوی عبد الباری صاحب لکھنوی نوشتہ ۱۲۵۶ھ میں ہے

توفی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول علی المشہور وذلک سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ ذلک فی ضحی ذلک الیوم فاشتغل الناس ببیعۃ الصدیق فی سقیفۃ بنی ساعدۃ ثم فی المسجد النبوی کانت البیعۃ العامۃ فی بقیۃ یوم الاثنین وکانت خلافۃ الصدیق سنتین وثلاثۃ اشھر وعشرۃ ایام وکانت وفاۃ الصدیق یوم الاثنین لثمان بقین من جمادی الاخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ۔ ترجمہ۔ یعنی وفات فرمایا رسول اللہ نے ۱۲ ربیع الاول سلہ دوشنبہ کے دن چاشت کے وقت اسی دن لوگوں کا سقیفہ بنی ساعدہ میں شغلہ بیعت ابوبکر کا ہوا پھر مسجد نبوی میں بیعت عام باقی یوم دوشنبہ میں واقع ہوئی اور خلافت ابوبکر صدیق کی دو سال تین مہینہ دس دن رہی اور وفات ابوبکر صدیق کی ۲۲ جمادی الثانی سلہ میں واقع ہوئی۔

روایت صحیح سے مدت خلافت ابوبکر دو سال تین مہینے دس راتیں ہیں اور بخاری کی روایت انس سے وفات النبی آخر یوم دوشنبہ کے آخر وقت میں واقع ہوئی جس سے ۱۱ ربیع الاول کو وفات النبی کے بعد گیارہوں شب سے ۲۲ جمادی الآخرہ کا حساب کرنے سے دس راتوں کا ہوتا ہے۔

[1] شاہ ولی اللہ رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں لکھتے ہیں۔ ثم الامیر السید علی الھمدانی اخذ الطریقۃ عن الشیخ شرف الدین محمود بن عبد اللّٰہ المزدقانی والشیخ تقی الدین الدوستی السمنانی کلاھما عن الشیخ علاء الدولہ احمد بن محمد السمنانی الخ۔
ملا عبد الرحمن جامی نفحات الانس میں لکھتے ہیں کہ امیر سید علی شہاب الدین بن محمد الہمدانی قدس سرہ جامع بودہ است میان علوم ظاہری و باطنی و در اد علوم اہل باطن مصنفات مشہورہ است × × سہ نوبت ربع مسکون را سیر کردہ و صحبت ہزار و چہار صد ولی را دریافت کرد و چہار صد ولی را در یک مجلس دریافت سادس ذی الحجہ سنۃ ست وثمانین وسبعمائۃ نزدیک بولایت کبر وساد فوت شد و از آنجا بختلانش نقل کردند۔

چنانچہ سیرۃ شبلی۔ ج۔ ثانی صفحہ ۱۴۳ پہلی سطر مین ہے۔

اب وفات کا وقت قریب آرہا تھا۔ یہ بہر تحتی زیر حاشیہ نمبر ایک مرقوم ہے۔ ابن اسحاق نے سیرت مین لکھا ہے کہ وفات دوپہر کو ہوئی لیکن انس بن مالک سے بخاری اور مسلم مین یہ روایت ہے کہ آخر یوم یعنی دوشنبہ کے آخر وقت وفات فرمائی۔"

پس یہ وفات ۱۱ ربیع الاول دوشنبہ کے شام مین واقع ہوئی۔ اور تجہیز و تکفین کا کام دوسرے دن یعنی بارہ (۱۲/۵) ربیع الاول سہ شنبہ کو شروع ہوا۔ اسی دن دن چڑھے صحابہ اپنے اپنے مقام سے آئے اسلئے وفات النبی دن چڑھے بعض لوگون نے قرار دیا ہے جو صحیح نہیں ہے اور بلا شبہ اسی یوم سہ شنبہ کو رسول اللہ صلعم بعد دوپہر دفن ہوگئے۔"

(دیکھو الفاروق شبلی صہ۲۲ مطبوعہ کانپور ۱۸۹۸ء)

جس حدیث کو حافظ ابن کثیر نے ابن مردویہ کے طریق ابی ہارون عبدی اور ابو سعید خدری کے سند کو آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نازل ہونا غدیر خم مین نقل کیا ہے اسی کو حافظ ابو نعیم نے کتاب ما نزل من القرآن فی علی بن قیس بن الربیع اور ابی ہارون العبدی کے طریق اور ابو سعید خدری کے سند سے آیہ موصوفہ کا نزول غدیر خم مین پنجشنبہ کے دن تکبیر و شکریہ کے ساتھ وارد کیا ہے۔

اسی حدیث کو علامہ طبرسی[1] نے اپنے تفسیر مجمع البیان مطبوعہ طہران صہ۲۸۲ مین علامہ ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ حسکانی[2] (جو پانچوین صدی کے علماء اعلام سے ہین) کے سند کو نقل کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

وقد حدثنا السید العالم ابو الحمد مہدی بن نزار الحسنی قال حدثنا ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ الحسکانی[2] قال اخبرنا ابو عبد اللہ الشیرازی قال اخبرنا ابو بکر الجرجانی قال حدثنا ابو احمد البصری قال حدثنا احمد بن عمار بن خالد قال حدثنا یحیی[3] بن عبد الحمید قال حدثنا قیس بن الربیع عن ابی هارون العبدی عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلعم لما نزلت ہذہ الآیۃ الیوم

---

[1] الشیخ الامام امین الدین ابو علی الفضل بن الحسن الفضل الطبرسی ثقۃ فاضل دین عین لہ تصانیف منہا مجمع البیان فی تفسیر القرآن عشر مجلدات × × قال ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ فی معالم العلماء شیخی ابو علی الطبرسی لہ مجمع البیان فی معانی القرآن الخ المتوفی فی ۵۴۸ھ (منہج المقال مطبوعہ طہران صہ۲۶۰)

[2] طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے۔ الحسکانی القاضی المحدث ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن الحسکان القرشی العامری النیشابوری ویعرف بابن الحذاء و شیخ متقن ذو عنایۃ تامۃ بعلم الحدیث عمر و علا اسنادہ وصنف فی الابواب وجمع و حدث عن جدہ والحاکم و ابی طاہر بن محمش وتفقہ بالقاضی ابی العلاء الخ المتوفی سنہ ۴۷۰ھ۔

[3] ترجمہ یحیی حمانی (تراجم الحفاظ مرزا محمد بن معتمد خان مین ہے۔ قال ابو حاتم الرازی سألت یحیی بن معین عن الحمانی یعنی یحیی بن عبد الحمید فاجمل القول فیہ وقال ما لہ کان یسرد مسندہ اربعۃ الاف سردا وذکر ابو حاتم نحو عشرۃ الاف وقال کان احد المحدثین صدوق مشہور بالکوفۃ ما یقال فیہ الا من حسد وقال العباس الدوری لم یزل یحیی بن معین یقول یحیی بن عبد الحمید ثقۃ حتی مات۔

اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا قال اللہ اکبر علی کمال الدین واتمام النعمۃ ورضا الرّب برسالتی وولایۃ علی بن ابی طالب من بعدی وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ

اور اسی تفسیر مجمع البیان کے صفحہ ۲۸۰ مین سورہ مائدہ کے کامل نازل ہونیکی یہ روایت ہے۔

عن ابی حمزۃ الثمالی قال سمعت ابا عبد اللہ یقول نزلت المائدۃ کملا ونزل معہا سبعون الف ملک

ابی حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ نازل ہوا سورہ مائدہ کامل جسکے ہمراہ ستر ہزار فرشتے اُترے

اور تفسیر مجمع البیان طبرسی کے صفحہ ۲۸۱ اور کتاب تشیید المطاعن کے صفحہ ۳۸۸ ج۔ اول مطبوعہ مجمع البحرین لودہیانہ ۱۲۸۳ھ مین ہے

وانہ مضی بعد ذلک باحد وثمانین لیلۃ والمروی عن الامامین ابی جعفر وابی عبد اللہ انہ انما نزل بعد ان نصب النبی صلعم علیّا علما للانام یوم غدیر خم منصرفہ عن حجۃ الوداع قالا وھو آخر فریضۃ انزل اللہ تعالیٰ ثم لم ینزل بعدھا فریضۃ۔

تحقیق رسول اللہ صلعم گذرے بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی راتون پر یہ روایت کی گئی ہے دونون اامون یعنی امام جعفر اور امام محمد باقر علیہما السلام سے اس بات کی کہ جز این نیست کہ نازل ہوئی آیت (الیوم اکملت لکم دینکم) بعد اسکے کہ منصوب کیا علی علیہ السلام کو سردار واسطے خلق کے غدیر خم کے روز واپسی حجۃ الوداع مین ہر دو اامون نے فرمایا کہ یہ آخر فریضہ تھا کہ نازل کیا تھا اسکو اللہ جل شانہ نے جس کے بعد کوئی فریضہ نہین اُترا۔

اور مناقب آل ابی طالب ابن شہر آشوب[ع] واقعہ غدیر۔ ج۔ ۳ صفحہ ۳۲ مطبوعہ بمبئی مین ہے۔

وفی روایۃ الخدری انہ کان یوم الخمیس وقال ابن عباس ان النبی علیہ السلام توفی بعد ھذہ الآیۃ باحدی وثمانین یوما۔

اور روایت ابو سعید خدری سے غدیر خم مین یوم پنجشنبہ تھا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد ۸۱ یوم پر وفات فرمائی۔

ع۔ تاریخ وافی بالوفیات (صفدی) مین ہے۔ محمد بن علی بن شہر آشوب بالثانیۃ سین مھملۃ ابو جعفر السروری المازندرانی رشید الدین الشیعی احد شیوخ الشیعۃ حفظ اکثر القرآن ولہ ثمان سنین وبلغ النہایۃ فی صول الشیعۃ کان یرحل الیہ من البلاد ثم تقدم فی علم القرآن والغریب والنحو وواعظ علی المنبر ایام المقتفی ببغداد فاعجبہ وخلع علیہ وکان بہی المنظر حسن الوجہ والشیبۃ صدوق اللہجۃ ملیح المحاورۃ واسع العلم کثیر الخشوع والعبادۃ والتہجد لا یکون الا علی وضوء اثنی علیہ ابن ابی طی فی تاریخہ ثناء کثیرا توفی فی سنۃ ثمان وثمانین وخمسمائۃ ۵۸۸ھ۔

[illegible]

[illegible]

جب یہ امر حدیث سے یعنی ابوسعید خدری کے بیان سے ثابت ہو گیا کہ ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کے دن پنجشنبہ کے آخر روز آیہ اکمال دین نازل ہوا اور یہی پنجشنبہ آگے یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹ صفر تک ابن اسحاق، واقدی ابن سعد کے بیان سے مطابقت کرتا ہے۔

اور گیارہ ربیع الاول کو (دوشنبہ) کے دن ۱۸ یوم بھی ہوتے ہیں اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے تیرہویں دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) جو دھواں روز ہوتا ہے تو آیہ اکمال دین کا مثل سورہ مائدہ اور اسکی آخری آیت آیہ بلغ کا مدنیہ ہونا بالکل ٹھیک ٹھیک ثابت ہو گیا

حافظ ابن کثیر اپنے تفسیر ج ۳ صفحہ ۲۷۹ میں بہ تفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک تحریر فرماتے ہیں

والصحیح ان ہذہ الآیۃ مدنیۃ بل ہی من اواخر ما نزل بہا۔	اور صحیح اور محقق یہ ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک مدنی ہے بلکہ آیہ موصوفہ بحسب تنزیل قرآن کی آخری آیتوں سے ہے۔

یہ امر بالاتفاق مسلم ہے کہ آیہ اکمال دین کا نزول تکمیل تبلیغ کے بعد ہوا صرف بحث اس بات کی ہے کہ آیا دین اسلام اور تبلیغ رسالت کی تکمیل بروز عرفہ ہوئی یا بروز غدیر خم اور آیہ موصوفہ الیوم اکملت لکم دینکم خطبہ عرفہ میں نازل ہوا یا خطبہ غدیر خم کے بعد ۔ ۔ ۔ ۔ آپ کا بیان ہے کہ آیہ اکمال دین کا نزول عین عرفہ میں ہوا۔

لیکن ہم عرض کرتے ہیں کہ اگر خطبہ عرفہ میں تبلیغ رسالت کی تکمیل ہو چکی تھی تو پھر اسکی کیا وجہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس خطبہ کے تمام مقاصد و معارف کو خطبہ غدیر خم میں دوبارہ ادا فرمایا! اور جو کلمات مواعظ و احکام اصول کے آنحضرت نے خطبہ عرفہ میں فرمائے تھے انکا اعادہ پھر خطبہ غدیر خم میں کیا چنانچہ

روضۃ الصفا صفحہ ۱۷۳ ج دوم مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۶ھ

بعد از قطع منازل بغدیر خم کہ نواحی جحفہ است رسیدہ در آن مرحلہ نزول فرمود و آنجا جمیع نماز پیشین گذاردہ روی باصحاب آوردہ فرمود الست اولی بالمومنین	کہ جب رسول مقبول حجۃ الوداع سے مراجعت فرما کر منزل غدیر خم علاقہ جحفہ میں پہونچے تو وہاں قیام پذیر ہو کر نماز ظہر اول وقت ادا کی پھر آپ اپنے اصحاب کیجانب مخاطب ہو کر ارشاد کیا

من انفسھم آیا نیستم من اولی بمومنان از نفسہائے ایشان دبقولے فرمود کہ گویا مرا العالم بقا استدعا نمودند من اجابت کردم معلوم شما باد کہ من درمیان شما دو امر عظیم می گزارم کہ یکے از دیگرے اعظم است قران و اہلبیت من ببینید کہ بعد از من چگونہ و بچہ کیفیت با آن دو امر سلوک خواہید کرد و رعایت آن دو امر بچہ نوع بجائے خواہید آورد و آن دو امر از ہم متفرق نخواہند گشت تا در کنار حوض کوثر بمن رسند بعد ازان بزبان معجز بیان گزرانید کہ بدرستیکہ خدائے تعالی مولائے من است و من مولائے مومنان آنگاہ دست علی را گرفتہ فرمود من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ وادر الحق معہ حیث کان

کہ کیا میں کل مومنین کیلئے انکے نفسوں سے اولی نہیں ہوں اور دوسری روایت میں یون ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں عالم بقا کیطرف بلایا گیا ہوں اور میں نے اس حکم الہی کو قبول کیا ہے۔ پس آگاہ ہو کہ میں تم میں دو امر عظیم چھوڑتا ہوں جو ایک دوسرے سے بزرگ تر ہیں قران مجید اور اہلبیت میرے۔ تم دیکھو اور احتیاط کرو کہ میرے بعد ان دونوں سے کیا سلوک کروگے اور اُن کے حقوق کی رعایت کس طرح ملحوظ رکھوگے اور یہ دونوں جب تک میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوں گے۔ بعد ازآن فرمایا کہ خدا تعالی میرا مولا ہے اور میں کل مومنین کا مولا ہوں یہ فرماکر پیغمبر صاحب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑکر ارشاد کیا کہ جسکا میں مولا ہوں اُسکا علی مولا ہے خدایا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے۔ اور دشمن رکھ

اس کا ثبوت کہ ۲۵ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ سفر حجۃ الوداع میں یوم السبت (شنبہ) اور ۹ ذی الحجہ عرفہ میں روز جمعہ (شنبہ) اور ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم میں روز پنجشنبہ تھا یہی پنجشنبہ سترھواں دن ہوا ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ کو ہو سکتا ہے جس کا دسواں دن ۹ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو یوم شنبہ تھا چنانچہ روضۃ الصفا وقائع سنہ ۱۱ھ) روضۃ الصفا ج ۲ ۔ ۲۸۶ و ۲۸۷ ... در روز دوشنبہ سادس عشرین صفر فرمان داد کہ طائفہ از مسلمانان تہیہ اسباب مقابلہ و مقاتلہ لشکر روم پردازند و اسامہ بن زید را طلبیدہ فرمود کہ ترا امیر این لشکر ساختہ ام برو بنواحی موتہ کہ پدر تو کشتہ شدہ و بر سر آن جماعت تاختن کن و آتش در اماکن ایشان زن و در رفتن تعجیل نمائی تا پیش از وصول خبر بر سر آن قوم رسی و اگر خدائے تعالی ترا بر ایشان ظفر دہد زیادہ توقف منمائی و زود باز آئی و جاسوسان از پیش بدان کن و راہ بران ہمراہ خویش گردان و در روز چہارشنبہ ثامن عشرین صفر آن سرور را تپ و درد سر عظیم روی نمود و در روز پنجشنبہ ہمین ماہ با وجود انحراف مزاج مبارک لوای بدست خود بجہۃ اسامہ بستہ با او گفت اغز بسم اللہ و فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ و اسامہ لوا را بر گرفتہ و بیرون رفتہ بہ بریدہ بن الحصیب داد تا صاحب لوا آن لشکر او باشد و اسامہ موضع جرف را منزل ساخت تا سپاہ در آنجا مجتمع گردند و از مرتفع نبوت زبان واجب الاذعان صادر گشت کہ صدیق و فاروق و ذی النورین و غیرہم از اعیان مہاجر و اشراف انصار در آن سفر با اسامہ مرافقت نمایند بخاطر بعضے از یاران گران آمدہ زبان طعن دراز کردہ گفتند رسول اللہ این غلام را بر مہاجرین اولین و جماعتے این چنین حاکم گردانیدہ سخن طاعنان بسمع حبیب ملک منان رسیدہ عظیم خشمناک شد و عصابہ بر سر مبارک بست با وجود صداع از منزل مقدس بیرون آمد بر منبر رفتہ بعد از شکر و سپاس فرمود کہ یا معشر الناس

باقی حاشیہ صفحہ

محصل آنچه در کتاب اعلام الوری و ربیع الابرار
درین باب سطور و مذکور شده این ست
که حضرت مقدس نبوی در وقت مراجعت
از مکه چون بغدیر خم رسید فرمود تا زیر
درختان آن موضع را صفا دادند و پالانهاے
شتران را جمع کرده بر زبر یکدیگر نهادند
آنگاه باشارت آنحضرت بلال موذن ندا
کرد الصلوة جامعة و بروایتے ندا کرد حی
علی خیر العمل خلق مجتمع گشته رسول
الله بر بالاے آن پالانها بر آمد و علی
نیز بامر آن سرور بر آن موضع بر آمد در
پہلوے راست او بایستاد و حضرت
ختمی پناه زبان بحمد و شکر و سپاس حضرت
عزت گشود و خلائق را نصیحت فرمود و
از مرگ خویش ایشان را خبر داده فرمود که
مرا بدار باقی میخوانند و زود باشد که
اجابت کنم۔

اسکو جو علی کو دشمن رکھے اور مخذول فرما
اسکو جو علی کو مخذول گردانے اور نصرت
کر اسکی جو علی کی نصرت کرے اور پھیر دے
حق کو علی کی جانب جدہر علی پھر جائے
اس باب مین اعلام الوری اور ربیع الابرار
مین جو کچھ ہے اسکا محصل یہ ہے کہ جناب
رسول جب مکہ سے پلٹتے وقت غدیر خم
مین ہونچے تو ارشاد فرمایا کہ ان درختون
کے نیچے صفائی کیجائے اور پالان
شتر کو ایک دوسرے پر رکھ کر منبر بنایا
جاوے اسوقت حضرت کے حکم سے
بلال نے الصلوة جامعہ سے بروایت
دیگر حی علی خیر العمل کی ندا دی جب
سب لوگ مجتمع ہوگئے تو رسول اللہ بالائے
منبر فوق افروز ہوئے۔ اور حضرت علی
بھی داہنے جانب کھڑے ہوگئے اور ختمی
مرتبت نے حمد و سپاس الٰہی سے لب کشائی فرمائی

اور حضار کو وعظ و نصیحت کی اور اپنی رحلت کی پیشنگوئی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ عالم جاودانی سے میری طلبی
ہورہی ہے۔ عنقریب مین قبول دعوت کرلون گا۔ . . . .

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ این چه سخن است که در باب امارت اسامه از شما بمن رسیده اگر امروز طعن در امارت او می کنند البته طعن
در امارت پدر وے نیز پیش ازین کرده اید بخدا سوگند که زید شائستهٔ امارت بود و بعد از وے پسرش نیز شائستهٔ امارت است
اکنون وصیت مرا در شان بخیر و نیکوے قبول کنید که او از جملهٔ اخیار شما ست پس چون حضرت مقدس نبوی ازین حدیث فارغ گشت از منبر
فرود آمده بجانب حجرهٔ ہمایون شتافته و این قضیه در روز شنبه عاشر ربیع الاول دست داد و درین روز طائفه که مامور گشته بودند که
با اسامه بروند فوج فوج بمنزل اقدس می آمدند و آنحضرت را وداع کرده بلشکرگاه می شتافتند و در آن روز مرض بر رسول الله
سخت تر اید پذیرفته روز یکشنبه یازدهم ماه مذکور اسامه از لشکر خویش بعزم وداع آنحضرت بیرون آمد و بر بالین مبارکش حاضر شده
سر و دست آنحضرت را بوسید و مرض رسول الله در آن روز چنان اشتداد یافت که قوت تکلم نداشت اما دستهاے مبارک بر آسمان
می داشت و بر اسامه فرود می آورد و اسامه گوید که معلوم کردم که برای دعا میکند بعد از آن اسامه از حجرهٔ رسول الله بیرون آمده بلشکرگاه
رفت و شب در آنجا توقف کرده صباح دوشنبه بار دیگر بخدمت آنحضرت مبادرت نمود در آن زمان رسول الله را خوشی روی نموده بود
و اسامه را وداع کرده فرمود اعزم علی برکة الله
بنابر آن اسامه بمعسکر معاودت نموده فرمان داد تا لشکر آن کوچ کنند و چون خواست که خود سوار شود مادرش ام ایمن باو پیغام داد که رسول الله

وازمیان شما بیرون روم و درمیان
شما دو چیز میگذارم که اگر دست بران
زنید گمراه نشوید وآن دو چیز
کتاب خدا است و عترت من و این هر دو
جدا نشوند تا برلب حوض کوثر بمن رسند
آنگاه فرمود که اے گروه مردم کیست
اولی بشما از نفسهاے شما مجموع جواب
دادند که خداے عزوجل و رسول او
فرمود که هرکه من بدو اولی ام از نفس
او علی بدو اولی است از نفس او
و دست علی را گرفته از بالانهاے
شتر برداشت چنانچه قدم امیر
برسر زانوے پیغمبر رسید و فرمود هر کرا
من مولاے اویم علی مولاے اوست
بارخدایا دوست دار آنرا که او را دوست
دارد و دشمن دار آن را که او را دشمن
دارد و یاری ده آنکس را که او را
یاری دهد و مخذول گردان آنکس که
او را مخذول دارد و فروگذارد و پس
فرود آمد و در خیمهٔ خاص بنشست و فرمود
که امیر المومنین علی در خیمهٔ دیگر بنشیند
بعد ازآن طبقات خلائق را امر کرد
که بخیمهٔ علی رفتند و زبان تهنیت
آنحضرت کشادند و چون مردم

اور تمہارے درمیان سے دوسرے
عالم کا عازم ہونگا اور تم مین دو
چیزون کو چھوڑ جاونگا اور وہ دو چیزین
کتاب اللہ اور میری عترت ہے
یہ دونون حوض کوثر تک ایک دوسرے
کا ساتھ نہ چھوڑینگے اس کے بعد
ارشاد ہوا کہ اے حاضرین وقت تمہارے
نفسون سے تمہارے نزدیک اولی
کون ہے سبنے باتفاق لفظ جواب
دیا کہ خدا اور اُس کا رسول۔ ارشاد
فرمایا کہ ہر وہ شخص جسکے نفس سے
مین اولی ہون علی بھی اس کے نفس سے
اولی ہے اور علی کا ہاتھ پکڑ کر پالان شتر سے
اوٹھایا اتنا بلند کیا کہ علی کے قدم
رسول کے زانون تک پہونچگئے اور
ارشاد فرمایا جس شخص کا مین مولا
ہون علی بھی اُس کے مولا ہین معبود
اسکو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے
اور اوسے دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے
اور اُسکی نصرت کر جو علی کی نصرت
کرے اور اُسکو چھوڑدے جو علی کو چھوڑدے
اس کے بعد خیمۂ خاص مین فروکش ہوے
اور حکم دیا کہ امیر المومنین علی دوسرے
خیمہ مین نشست فرمائین اس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ درحالت نزع است لاجرم اسامہ بازگشتہ اصحاب نیز مراجعت کردند سنہ ۲۰ مین بذکر خلافت حضرت ابو بکر مرقوم ہے۔
وکانت خلافتہ مدت سنتین وثلاث اشہر وعشر لیال وکان مولدہ بعد عام الفیل بثلاث سنین۔ یعنی مدت خلافت حضرت ابوبکر
دو سال تین مہینے دس راتین انکی ولادت سنہ فیل کے تین برس بعد واقع ہوئی۔

ازین امر فارغ شد ند امہات بفرمودہ خواجہ کائنات نزد علی رفتہ او را تہنیت گفتند واز جملہ اصحاب عمر ابن الخطاب گفت خوشا حال تو اے علی کہ صباح کردی مولاے من و مولاے جمیع مومنین و مومنات۔

گروہ خلائق کو مامور فرمایا کہ علی کے خیمہ مین جاکر تہنیت دین جب لوگ اس سے فارغ ہوگئے تو امہات (مومنین) کو حکم دیا کہ علی کے پاس جاکر تہنیت ادا کرین ازنجملہ تمام صحابہ کے عمر بن خطاب نے کہا اے علی خوشا حال آپ پر آپ تو میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہوگئے

مورخ حبیب السیر اپنے تاریخ جزء سوم جلد اول مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷ھ کے صفحہ ۷۶، ۷۷ مین لکھتے ہین

در کشف الغمہ[۵] مسطور است۔ این آیہ نازل شد یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی فی استخلاف علی والنص علیہ بالامامۃ فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس و بلال باشارت آنحضرت ندا کرد کہ الصلوٰۃ جامعۃ و بروایتے آوردہ اند کہ حی علی خیر العمل وخلائق مجتمع گشتہ رسول اللہ صلعم بربالاے آن پالانہا برآمد و علی مرتضیٰ نیز بفرمودہ آنحضرت بالا رفتہ بریمین سید المرسلین بایستاد و آن سرور بعد از حمد و ثناے باریتعالی از انتقال خویش بعالم بقا مردم را آگاہ گردانید و فرمود کہ من در میان شما دو امر عظیم میگذارم اگر دست در آن زنید گمراہ نشوید و یکے از آن دو بزرگ تر است از دیگرے و آن دو چیز گرانمایہ قرآن است و اہلبیت من واین ہر دو از یکدیگر جدا نشوند تا در لب حوض کوثر بمن رسند پس فرمود کہ ایھا الناس الست اولی بکم من انفسکم آیا نیستم من اولی بشما از نفسہاے شما از اطراف بجواب آواز برآمد کہ بلے آنحضرت فرمود ہر کہ من اولی ام بنفس او علی بدو اولی است از نفس او آنگاہ دست شاہ ولایت پناہ را گرفتہ گفت من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ حیث کان۔

پس امیر المومنین کرم اللہ وجہہ بموجب فرمودہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم در خیمہ نشست تا طوائف خلائق بملازمت رفتہ لوازم تہنیت بتقدیم رسانیدند واز جملہ اصحاب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب ولایت مآب را گفت بخ بخ یا ابن ابی طالب اصبحت مولای و مولا کل مومن و مومنۃ خوشحال تو

---

[۵] ترجمہ (کشف الغمہ) فی تاریخ الائمہ لعلی بن عیسی الاربلی المتوفی ۶۹۲ھ (کشف الظنون)

اے پسر ابو طالب بامداد کردی در وقتیکہ مولاے من و مولاے ہر مومن و مومنہ بودی بعد از آن امہات مومنین برحسب اشارت سید المرسلین بخیمۂ امیر المومنین رفتہ شرط تہنیت بجا آوردند و بروایت علماء مذہب امامیہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ درین روز نازل گشت و حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔

اللہ اکبر علی اکمال الدین و اتمام النعمۃ و رضی الرب برسالتی و الولایۃ لعلی بن ابی طالب

حاصل ترجمہ۔ مورخ حبیب السیر[۵] تاریخ کشف الغمہ کے حوالے سے لکھتے ہین کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یعنی اے رسول پہونچا دو اس امر (حکم) کو جو تم پر تمہارے خدا کیطرف سے نازل ہوا یعنی (جناب علی علیہ السلام کے خلافت اور امامت کے نص مین) پس اگر ایسا نہ کیا پس نہ پہونچایا تم نے ہماری رسالت کو اور خدا تم کو لوگون کے شر سے بچائیگا۔ جب حضرت بلال نے الصلوۃ جامعۃ سے بروایت لفظ حی علی خیر العمل سے موافق اشارہ حضرت رسول صلعم کے ندا دی اصحاب جمع ہوئے اس کے بعد رسول مقبول بالاے منبر تشریف فرما ہوئے اور علی مرتضی موافق فرمانے کے حضرت صلعم کے داہنے جانب کھڑے ہو گئے اسوقت رسول خدا صلعم حمد و ثناے الہی کے بعد اپنے رحلت آخرت سے لوگون کو آگاہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تم مین دو امر عظیم چھوڑتا ہون جو ایک دوسرے سے بزرگ تر ہے اگر دونون چیز کو پکڑوگے تو گمراہ نہ ہوگے۔ وہ دونون نفیس چیزین قرآن اور اہلبیت ہمارے ہین اور وہ دونون ایک دوسرے سے میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونے تک جدا نہ ہون گے۔

پھر فرمایا کہ ایہا الناس کیا مین کل مومنین کے لئے اُن کے نفوس سے اولی نہین ہون) ہر جانب سے آواز آئی کہ سچ فرمایا آپ نے آنحضرت نے فرمایا جس کے نفوس سے مین اولی ہون علی اولی ہے اون کے نفسون سے اُسوقت جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ جسکا مین مولا ہون پس یہ علی بھی اوسکا مولا ہے خدایا دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے اور مخذول فرما اسکو جو علی کو مخذول گردانے اور نصرت کر اُسکی جو علی کی نصرت کرے اور پھیر دے حق کو علی کیجانب جدھر علی پھر جائے۔

پھر علی علیہ السلام موافق فرمانے رسول مقبول صلعم کے خیمہ مین بیٹھے اور گروہ خلائق کا حضور ولایت مآب مین پہونچکر مراسم تہنیت بجالایا منجملہ اصحاب کے امیر المومنین عمر بن خطاب نے جناب ولایت مآب سے کہا کہ مبارک ہو اے فرزند ابو طالب تم نے اس حال مین صبح کی کہ میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہوئے، بعد اس کے امہات مومنین موافق اشارہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کے خیمہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام مین جاکر رسم تہنیت بجالائین علماء امامیہ کے روایت سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا

---

[۵] ترجمہ (تاریخ حبیب السیر) و حبیب السیر فی اخبار افراد البشر) فارسی لغیاث الدین بن ہمام الدین المدعو بخواند میر وہو تاریخ کبیر لخصہ من تاریخ والدہ المسمی بروضۃ الصفا × × × × وہو ثلث مجلدات کبار من الکتب الممتعۃ المعتبرۃ الخ المتوفی ۹۴۲ھ (کشف الظنون)

اور رسول مقبول نے ارشاد فرمایا کہ تکبیر کرتا ہون اکمال دین اور اتمام نعمت پر اور اس امر پر کہ خداوند عالم میری رسالت اور علی ابن ابی طالب کی ولایت سے راضی ہوا

پوشیدہ تر ہے کہ خطبہ مین من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ کے بعد اصحاب کبار اور ازواج رسول مختار کا حضرت علی علیہ السلام کو مولائے مومنین ہونے کی مبارک باد دینا اور تقریب غدیر خم کو یوم عید و روز تہنیت گرداننا واضح طور پر حضرت علی علیہ السلام کی مولائیت کا جو عظیم المرتبت مقصود ظاہر کرتا ہے وہ ارباب بصیرت کے لئے ہرگز محتاج شرح نہین ہے علی الخصوص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا رسم تہنیت ادا اور ازواج مین حضرت عائشہ اور حفصہ دختران حضرت ابوبکر و عمرؓ کا آنحضرت صلعم کے اشارہ سے خیمہ امیر المومنین مین جا کر تعمیل حکم رسول مقبول سے تہنیت ادا کرنا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہ جناب علی علیہ السلام کے ولایت اور خلافت کے باب مین عہد لیا گیا ہے

فی تاریخ حبیب السیر۔ جز سیوم جلد اول ص ۹ مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷ء۔

در کشف الغمہ مسطور است کہ محمد بن اسحاق را عقیدہ آنست کہ واقعۂ ہائلہ حضرت خیر البریہ علیہ السلام والتحیہ در دوازدہم ربیع الاول سمت وقوع پذیرفتہ۔ روایت اشہر واکثر آنکہ دوازدہم بودہ۔

تاریخ کشف الغمہ مین ہے کہ محمد بن اسحاق (صاحب سیرت) کا اعتقاد ہے کہ واقعہ وفات رسول خدا بارہ ربیع الاول کو واقع ہوئی۔ زیادہ تر مشہور بھی بارہ ربیع الاول کی ہے۔

ایضاً در کتاب روضۃ الاحباب سمت تحریر پذیرفتہ کہ وفات فاطمہؓ در شب سہ شنبہ سیوم ماہ رمضان وقوع یافتہ بس از وفات پیغمبر بشش ماہ۔

کتاب روضۃ الاحباب (جمال الدین محدث) مین نقل کر کے قبول کیا ہے کہ وفات جناب فاطمہ علیہا السلام تیسری شب ماہ رمضان مین بعد وفات رسول خدا کے چھ مہینے پر واقع ہوئی۔

بیشک ابن اسحاق نے بارہ ربیع الاول وفات النبی جو ۲۰ صفر کا چودھوان روز ہے اختیار کیا ہے۔ اور اسی کو مورخ روضۃ الصفا و حبیب السیر نے بالکل اسی نہج سے لکھا ہے دیکھو حاشیہ صفحہ کتاب ہذا

وفی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعلامہ عینی حنفی۔ جلد ۸ ص ۵۴۴ مطبوعہ مصر ۱۳۴۸ھ باب بعث النبی اسامہ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ

قال ابن اسحاق لما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدی برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ الخ۔ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ (۲۸) صفر چہارشنبہ کو رسول اللہ صلعم کے تپ اور درد سر کا آغاز ہوا اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو حضرت نے اسامہ کے لئے اپنے دست مبارک سے لواء جنگ درست فرمایا۔ باقی تفصیل آگے نمبر (۳) ابن اسحاق مین اگلی اسی ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے راجع ہے ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر کو پنجشنبہ اور ۹ ذی الحجہ عرفہ کو دوشنبہ ۲۵ ذیقعدہ کو سہ شنبہ یا سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول اور تیسری ماہ رمضان مین واقع ہوتا ہے۔ (دیکھو نقشہ دوم)

لیکن تمام ارباب سیر نے غلط طور سے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) کی جگہ بارہ ربیع الاول دوشنبہ لکھا ہے اور دوسری حدیث کے موید جو مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے دس راتو نکی ہے وہ اسی ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کے شام یعنی بارھوین شب (سہ شنبہ) سے ۲۲ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳ھ تک دس راتین ٹھیک ہوتی ہین۔

اور نواب محمد علی خان والی ٹونک نے قرۃ العیون شرح سرور المحزون (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) کے حصہ ششم صفحہ ۱۸ مین انھین تاریخون کے حساب سے لکھا ہے وہ اسی گیارھوین سال صفر کی ۲۶ تاریخ دوشنبہ کے روز حضرت نے فرمایا کہ درستی سامان لشکر کے واسطے لڑائی روم کی کرین (دوسرے دن ۲۷ صفر سہ شنبہ) اسامہ بن زید کو بلا کر فرمایا کہ تم کو مین اس لشکر کا امیر کرتا ہون × × × × × × × اور حضرت اسی مہینہ کی ۲۸ صفر تاریخ کو بیمار ہوئے اور عارضہ تپ اور درد سر کا تھا اور دوسرے دن ۲۹ صفر باوجود بیماری کے آپنے اپنے

(باقی آئندہ)

چنانچہ زرقانی علے المواہب جلد ہفتم صـ۱۵ مین ہر

ودوی الدارقطنی عن سعد (بن ابی وقاص) قال لمّا سمع ابوبکر وعمر ذلك قال امسیت یا ابن ابی طالب مولی کل مومن ومومنة

حافظ دارقطنی نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے جبکہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے حضرت کا ارشاد (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) سنا تو کہا کہ اے فرزند ابو طالب تم نے اس حال مین شام کی کہ تمام مومنین مرد اور تمام مومنات عورت کے مولا ہوئے۔

نیز کتاب ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری مین مودة القربیٰ سید علی ہمدانی کے حوالہ سے یہ حدیث مرقوم ہے

عن عمر بن الخطاب قال نصب رسول الله علیًّا فقال من کنت مولاه فعلی مولاه اللّٰهمّ وال من والاه وعاد من عاداه واخذل من خذله وانصر من نصره اللّٰهمّ انت شهیدی علیهم قال عمر وکان فی جنبی شاب حسن الوجه طیّب الریح فقال لی یا عمر لقد عقد رسول الله صلعم عقدا لا یحله الا منافق فاحذر ان تحله قال عمر فقلت یا رسول الله انك حیث قلت

جناب عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ سرور عالم صلعم نے علی علیہ السلام کو کھڑا کر کے ارشاد کیا کہ جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اُسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اُسے دشمن رکھے اور چھوڑ دے اُسے جو اُسے چھوڑ دے اور نصرت کر دے اُسے جو اُسے نصرت دے اے میرے پروردگار تو میرا ان پر گواہ ہے عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہین میرے پہلو مین ایک نوجوان خوبصورت

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ دست مبارک سے ایک لوا یعنی نشان اسامہ کے واسطے بنایا اور بڑے بڑے سرداران مہاجرین و انصار کو مثل صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور عثمان ذوالنورین اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ بن الجراح اور سعید بن زید اور قتادہ بن نعمان اور سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ عنہم کو حکم کیا کہ اس لشکر مین ہمراہ اسامہ کے جاوین یہ بات بعضون پر شاق و دشوار ہوئی۔ اور از روے طعن کے کہنے لگے کہ اس غلام کو حضرت نے مہاجرین اولین اور انصار نصرت شعار پر امیر کیا ہے رفتہ رفتہ یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گوش گذار ہوئی آپ کمال غضب مین آئے غرضکہ یہ معاملہ ارشاد حضرت کا دسوین تاریخ ماہ ربیع الاول کو ہوا ۱۲

نوٹ۔ یہ دسوین ربیع الاول نہین تھی بلکہ ۹ ربیع الاول یوم شنبہ تھا جو ۲۹ صفر دوشنبہ کا دسوان دن تھا جبکہ حضرت نے صحابہ کے کلمات طعن کے باعث از کمال غضب مین آئے تو یہ جملہ بھی فرمایا تھے جہزوا جیش اسامة لعن الله من تخلف عنها ۱۲

دیکھو کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان مطبوعہ مطبع شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۱ھ

فی علی کان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح قال کذا وکذا قال نعم یاعمر انہ لیس من ولد آدم لکنہ جبرئیل اراد یوکد علیھم ما قلتہ فی علی۔

سوندھی خوشبو والا کھڑا تھا مجھ سے کہنے لگا اے عمر البتہ سرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی گرہ لگائی ہے کہ منافق کے سوا اُسکو کوئی نہیں کھولے گا۔ پس تو اس کے کھولنے دَر تارہ عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ جبکہ حضور نے علی علیہ السلام کے حق مین ارشاد کیا تھا میرے پہلو مین ایک نوجوان خوبصورت سوندھی بو والا موجود تھا۔ اُس نے مجھ سے ایسے اور ایسے کہا حضرت صلعم نے فرمایا اے عمر وہ شخص آدم کی اولاد مین سے نہین تھا۔ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور میرے کہنے کی تائید کرنے کیلئے آئے تھے جو کچھ مین نے تم سے علی کے بارہ مین کہا تھا۔

(صد ۵۶۵ ارجح المطالب باب چہارم)

حدیث مذکورہ سے صاف صاف خود حضرت عمر کا بیان واضح کرتا ہے کہ واقعہ غدیر جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت کے مقدمہ مین عہد و قرار کا تھا جیسے جناب موسیٰ علیہ السلام کے آخر عمر مین اسی ۱۸۔ ذیحجہ کو جناب یوشع علیہ السلام کے وصایت و خلافت کے عہد و قرار مین تھا جس کے ثبوت مین شاہ عبد القادر محدث دہلوی بہ تفسیر آیہ اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا مین یہ تفسیری حاشیہ تفسیر موضح القرآن صد ۱۰۱ سنہ ۱۳۳۲ھ مین لکھتے ہین "

یہ بیان فرمایا بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰ کے آخر عمر مین یہ قرار لے رہین۔

یہ سورت مائدہ[1] حضرت کے آخر عمر مین نازل ہوئی شاید ہم کو سنایا اسواسطے ہم کو بھی تقید ہے ایک عہد اُس امت سے تھا کہ جو رسول بعد پیدا ہون اُنکی مدد کرو اُسکی بدل ہم سے یہ ہے کہ خلفا کی اطاعت کرو۔ یہ مذکور بارہ سرداروں کا بیان فرمایا اسی اشارہ کو حضرت نے بتایا ہے کہ میری امت مین بارہ خلیفہ ہون گے قوم قریش سے اور فرمایا جو خرابی ہوئی پہلے

---

[1] تفسیر فتح البیان نواب صدیق حسن خان۔ ج ۳ صد ۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ مین بہ تفسیر سورہ مائدہ یہ حدیثین ہین جو آخر عمر رسول اللہ مین نازل ہونے کی تائید و تصدیق کرتی ہین عن محمد بن کعب القرظی قال انھا نزلت فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ۔ محمد بن کعب قرظی نے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ (۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم) کے نازل ہوا۔

واخرج ابو عبید عن ضمرۃ بن حبیب وعطیۃ بن قیس قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المائدۃ من آخر القرآن تنزیلا ابو عبیدہ نے ضمرہ بن حبیب و عطیہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ سورہ مائدہ از روی تنزیل قرآن کا آخر سورہ ہے صد ۱۲ مین بہ تفسیر آیہ اکمال دین یہ روایت مرقوم ہے۔ قال ابن عباس فمکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نزول ھذہ الآیۃ

(باقی آئندہ)

امت مین سو ہو گی تم مین وہ خراب ہوئے پیغمبر دن کی مخالفت سے یہ امت خراب ہوئی خلیفہ پر خروج کر کے"۔

اور کتاب جامع عباسی پانزدہ بابی مولفہ علامہ بہاء الدین محمد عاملی المتوفی ۱۰۳۰ھ صفحہ ۴۹ مطبوعہ نولکشور

واقعہ ۱۸۔ ذیحجہ یوم غدیر خم مین مذکور ہے۔

روز نصب آنحضرت (علی علیہ السلام) بامامت ہجدہم ذیحجہ سال دہم از ہجرت × × × × و

درہمین روز موسیٰ بر ساحران غالب آمد و درہمین روز ابراہیم از آتش نجات یافت و درہمین روز موسیٰ وصی خود یوشع

و سلیمان آصف را تعیین نمودند و سایر اوصیا درہمین روز تعین شدہ اند۔

اسی غدیر خم مین بہت سی باتین حضرتؐ نے فرمائین چونکہ بیان بہت بڑا عظیم الشان خطبہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ احمد وشانی من یوما شرقبض الله الیہ۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآبؐ آیہ الیوم اکملت

لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی دن ٹھیرے پھر بلا لیا اللہ نے اپنی طرف یعنی وفات کی آپ نے۔

اور صفحہ ۹۸ سطر ۹، ۱۰ مین بتفسیر آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک یہ حدیث مرقوم ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الآیۃ یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب۔ یعنی ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یا

ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک یوم غدیر خم مین جناب علی علیہ السلام کی ولایت یا خلافت یا امامت کے حق مین نازل ہوا۔

وعن ابن مسعود قال کنا نقرأ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من

ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ہم لوگ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم مین آیہ بلیغ کو یون پڑھتے تھے کہ اے رسول پہونچا دو اس حکم کو جو تم پر نازل کیا گیا ہے کہ علی کل مومنین کا مولا ہے اور اگر

تم نے اس حکم کو نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی نہ ادا کی۔

تفسیر فتح العزیز شاہ عبد العزیز محدث دہلوی پارہ عم مترجمہ اردو مطبوعہ مطبع مصطفائی محمد مصطفیٰ خان لکھنؤ ۱۲۹۶ھ۔ بتفسیر سورہ والشمس والضحاھا صفحہ ۱۵ مین ہے

النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنی دیکھنا حضرت علی کے منہ کی طرف عبادت ہے۔ بسبب اس وقت وجود لطیف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مثل وجود شریف

نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا۔

صفحہ ۱۵۔ اور یہ قصہ چالیس سال ہجری مین واقع ہوا اور آپ کی شہادت سے نبوت کی خلافت منقطع ہو گئی اور کوئی قائم مقام اس رتبہ کا نہ رہا × ×

اور فقرہ ولایت کا جسکے آپ حامل تھے حضرت امام حسنؑ کی اولاد مین ہو تا رہا اور امام اپنے وقت کا ہوتا رہا۔

اور ایک حادثہ عجیبہ کی شہادت کے یہ ہے کہ اس دن بیت المقدس مین کوئی پتھر نہ تھا جس کے نیچے سے خون جوش نہ مارتا تھا۔ (واللہ اعلم)

اور تفسیر موضح القرآن شاہ عبد القادر محدث دہلوی کے صفحہ ۳۳۴ سورہ اعراف میں ہے فائدہ حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی امت مین امام تھے الخ

عبقات الانوار دفتر کے صفحہ ۳۰۳ مین محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب مین بعد ذکر حدیث منزلت لکھا ہے

قال الحاکم النیشا بوری ھذا حدیث دخل فی حد التواتر وقد نقل عن شعبۃ بن الحجاج انہ قال فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ

وکان ہارون افضل امۃ موسیٰ فوجب ان یکون علی افضل من کل امۃ محمد صلی اللہ علیہ صیانۃ لھذا النص الصحیح الصریح۔ (ترجمہ)

کہا حاکم نیشاپوری نے کہ یہ حدیث داخل ہے حد تواتر مین اور تحقیق نقل کیا ہے شعبہ ابن حجاج سے اسلئے کہ اس نے کہا ہے اپنے قول مین جو علی کے لئے

ہے۔ فرمایا حضرتؐ نے کہ اے علی تو بجائے منزلہ ہارون کے ہے موسیٰ کے اور ہارون امت موسیٰ مین بہترین شخص تھے۔ لہذا امت محمدی مین بنا بر اس

حدیث کے علی سب سے افضل ہوئے۔ حفاظت کرتی ہے یہ نص صحیح صریح۔

حضرت نے فرمایا جسکو جو بات یاد تھی اُس نے اُسکی روایت کر دی۔
چنانچہ تاریخ وفیات الاعیان قاضی ابن خلکان حصہ ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۷۰ ا سنہ ۱۳۱۰ھ مین بذکر مستنصر باللہ یہ مرقوم ہے۔

کانت ولادته المستنصر صبيحة يوم الثلاثاء ثلاث عشرة بقيت من جمادى الآخرة سنة عشرين واربعمائة وتوفى ليلة الخميس لاثنتى عشرة ليلة بقيت من ذى الحجة سنة سبع وثمانين واربعمائة رحمه الله تعالى (قلت) وهذه الليلة هى ليلة عيد الغدير اعنى ليلة الثامن عشر من ذى الحجة وهو غدير خم بضم الخاء وتشديد الميم ورأيت جماعة كثيرة يسألون عن هذه الليلة متى كانت من ذى الحجة وهذا المكان بين مكة والمدينة وفيه غدير ماء يقال له انه غيضة هناك ولما رجع النبى صلعم من مكة شرفها الله تعالى عام حجة الوداع ووصل الى هذا المكان واخى على بن ابى طالب رضى الله عنه قال على منى كهرون من موسى اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله قال الحازمى هو واد بين مكة والمدينة عند الجحفة غدير

مستنصر باللہ کی ولادت سہ شنبہ کی صبح جبکہ ماہ جمادی الآخرہ سنہ ۴۲۰ھ کی تیرہ راتین باقی تھین اور وفات پانچشنبہ مین جبکہ بارہ راتین باقی تھین ماہ ذیحجہ سنہ ۴۸۷ھ کی رحمت کرے اللہ تعالی (قاضی ابن خلکان کہتے ہین) کہ یہ شب پنجشنبہ شب عید غدیر یعنی شب ۱۸ ذیحجہ تھی اور یہ غدیر خم جسکے حرف خا کو ضمہ اور حرف میم کو تشدید ہے دیکھا مین نے مجمع کثیر کو سوال کرتے اس شب ۱۸ ذیحجہ سے جبکہ وہ شب غدیر ۱۸ ذیحجہ مین واقع ہو اور غدیر خم ایک جگہ ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے اُسمین تالاب پانی کا ہے کہا جاتا ہے اُس کیلیے کہ وہ اُس جگہ ایک جھاڑی ہے جبکہ واپس ہوئے رسول اللہ مکہ شرف سے سنہ حجۃ الوداع مین اور پہونچے اس مقام غدیر خم پر تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنے اخوت کا شرف عطا کر کے ارشاد فرمایا کہ علی میرے لئے اُسی منزلت پر ہین جس منزلت پر موسی کیلئے ہارون تھے الٰہی دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اس سے جو علی سے دشمنی رکھے اور نصرت فرما اُسکی جو علی کی نصرت کرے اور چھوڑدے اُس کو

عنده خطب النبی صلی الله علیه وآله وسلم ۔

جو چھوڑے علی کو

کہا ہے حافظ حازمی نے کہ یہ غدیرخم میدان ہے درمیان مکہ اور مدینے کے علاقہ جحفہ مین جس کے نزدیک رسول خدا صلعم نے خطبہ دیا تھا ۔



اس حدیث منزلت کو یوم غدیر مین زمانے کی تصدیق اس قول جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ہوتی ہے جو ۱۸ ذیحجہ غدیرخم کے روز اپنے پدر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ موجود تھین ۔

چنانچہ ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری شمس الدین صاحب اسنی المطالب وحصن حصین کے سند سے لکھتے ہین ۔

عن ام کلثوم بنت فاطمۃ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم قالت انسیتم قول رسول اللہ یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقولہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ ۔

اسنی المطالب شمس الدین جزری مین بروایت ام کلثوم بنت فاطمہ مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم نے ارشاد کیا کہ کیا تم لوگ رسول اللہ کا وہ قول بھول گئے جو آنحضرت نے بروز غدیرخم علی کے باب مین فرمایا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ نیز فرمایا تھا کہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ ۔

ایضاً

اور کتاب المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار مین ہے

قال ابن زولاق وفی یوم ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ سنۃ اثنتین وستین وثلثمائۃ وھو یوم الغدیر یجتمع خلق من اہل مصر والمغاربۃ ومن تبعھم للدعا لانہ یوم عید لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عھد الی امیر المومنین علی بن ابی طالب فیہ واستخلفہ فاعجب المعز ذلک من فعلھم وکان

ابن زولاق لکھتے ہین کہ زمانہ معز باللہ ۳۶۲ھ اٹھارھوین ذیحجہ کو جو یوم عید اہل مصر اور مغاربہ اور اُن کے تبعین دعا کیلئے مجتمع ہوتے تھے اس لئے کہ اس روز رسول اللہ نے امیر المومنین کو اپنا خلیفہ وجانشین بنایا تھا اور عہد خلافت اُن سے متعلق کیا تھا پس معز باللہ اہل مصر کے اس فعل سے اور اس روز دعا کرنے اور عید منانے سے نہایت متعجب ہوا اور یہ اہل

هذا اول ما عمل بمصر۔ مصر کا پہلا عمل تھا۔

مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری اپنے ارجح المطالب جلد۔ ثانی باب چہارم میں بسلسلہ تفسیر آیہ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ۔ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی کے کفایۃ الطالب کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

هکذا ذکرہ شیخ محی الدین نووی فقال ابوبکر النقاش انها نزلت فی بیان الولایۃ لعلی

ایسے ہی شیخ محی الدین نووی نے ذکر کیا ہے اور ابوبکر نقاش کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی کی ولایت میں نازل ہوئی ۔ ارجح المطالب باب چہارم صد ۲۶ آیت نمبر (۲۱) باب دوم

حسان بن ثابت کا قصیدہ غدیریہ

جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی اس تقرر ولایت (ولیعہدی) کے موقع پر دربار رسالت کے ملک الشعرا حضرت حسان بن ثابت نے ذیل کا قصیدہ رسول اللہ صلعم کی اجازت سے انشا فرما کر عین جلسہ غدیر میں پڑھا۔

جسکو حافظ ابوبکر ابن مردویہ نے مناقب میں حافظ ابو نعیم نے ما نزل من القرآن فی علی میں اخطب خوارزم نے مناقب میں۔ سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الائمہ میں امام سیوطی نے اپنی کتاب ازہار فیما عقدۃ الشعراء من الاشعار میں تحریر فرمایا ہے۔

ینادیهم یوم الغدیر نبیهم (۱) بخم فاسمع بالرسول منادیا

ندا فرماتے تھے رسول مقبول بروز غدیر خم — بس کسقدر قابل سماعت ہے آنحضرت کی ندا

وقال فمن مولاکم و ولیکم (۲) فقالوا ولم یبدوا هناک التعامیا

درانحالیکہ آنحضرت نے لوگوں سے استفسار فرمایا — کہ تمہارا ولی اور مولا کون ہے

الٰهک مولانا و انت ولینا (۳) و ما لک منا فی الولایۃ عاصیا

ے ترجمہ ابوبکر نقاش اور اُنکا حافظ حدیث ہونا۔ زرقانی ۔ ج ۔ ۳ ۔ صد ۱۲ مطبوعہ مصر میں ہے کہ وی النقاش والحافظ ابوبکر محمد بن الحسن بن محمد بن زیاد الموصلی ثم البغدادی المقری المفسر احد الاعلام صاحب التصانیف "

ے مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ میں لکھتے ہیں کہ یوسف بن قزعلی سبط الحافظ ابن الجوزی ولد سنۃ ۵۸۱ھ ببغداد و تفقہ و برع و سمع من جدہ ابن الجوزی و کان فی صغرہ حنبلیا و صار حنفیا و کان عالما فقیہا واعظا ہو اور تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی واعظ فاضل لہ مراۃ الزمان تاریخ جامع ولہ تذکرۃ خواص الامۃ فی ذکر مناقب الائمۃ۔

ے کشف الظنون میں ہے کہ الازہار فیما عقدۃ الشعراء من الاشعار رسالۃ لجلال الدین سیوطی۔

چنانچہ سب نے (جو ناواقف نہ تھے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا معبود ہمارا مولا اور آپ ہمارے ولی ہیں اور ہم میں سے کوئی شخص در باب ولایت آپ کا نافرمان بردار نہیں ہے۔

فقال لہ قم یا علی فاننی (۴) رضیتک من بعدی اماما وھادیا

پس آنحضرت نے فرمایا کہ اے علی اٹھو کہ میں نے پسند کیا تم کو اپنے بعد امام اور ہادی

فمن کنت مولاہ فھذا ولیہ (۵) فکونوا لہ انصار صدق موالیا

پھر فرمایا کہ جسکا میں مولا ہوں علی اوسکا ولی ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ علی کے سچے مددگار اور فرمان بردار رہو۔

فقال رسول اللہ صلعم یا حسان لا تزال مؤیدا بروح القدس (یعنی) رسول مقبول نے ان اشعار کو سن کر فرمایا کہ اے حسان ہمیشہ روح القدس تیرا مؤید ہے۔

حسان بن ثابت کے تیسرے شعر کے لفظ ولایۃ کی تائید میں بعد وفات

ابو سعید خدری کی تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۲۵۹ سے نقل کیجاتی ہے

واخرج ابن مردویہ وابن عساکر عن ابی سعید الخدری قال لما نصب رسول صلی اللہ علیہ وسلم علیا یوم غدیر خم فنادی لہ بالولایۃ ھبط جبرئیل علیہ بھذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم۔	ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جب رسول خدا نے جناب علی کو غدیر خم کے روز نصب کیا اور علی ابن ابیطالب کے ولایت کی ندا کی تو جبرئیل آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لیکر نازل ہوئے۔

اور عقد الفرید شہاب الدین احمد ابن عبد ربہ اندلسی مطبوعہ مصر ۱۲۹۳ھ جلد ۳ صفحہ ۴۲ میں ہے۔

احتجاج مامون الرشید میں ہے۔ قال المامون یا اسحاق ھل تروی حدیث الولایۃ قلت نعم یا امیر المؤمنین۔	مامون الرشید نے کہا اے اسحاق کیا تم حدیث ولایت بھی روایت کرتے ہو اسحاق نے کہا ہاں یا امیر المؤمنین۔

ؔ ابو الفدا نے اپنی تاریخ میں واقعہ ۳۳۰ھ میں لکھا ہے۔ وفیھا ابو عمر احمد بن عبد ربہ بن حبیب القرطبی مولی ھشام بن عبد الرحمن الداخل الی الاندلس الاموی وکان من العلماء المکثرین من المحفوظات کتاب العقد وھو من الکتب المفیدۃ ومولدہ فی سنۃ ست واربعین ومائتین ۲۴۶ھ

مامون الرشید۔ اچھا بیان کرو

قال اردہ ففعلت قال یا اسحاق
ارایت ھذا الحدیث (فقال رسول
اللہ صلعم من کنت مولاہ فعلی
مولاہ اللھم وال من والاہ
وعاد من عاداہ)۔

اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث
موصوف پڑھی۔

قال یا اسحاق ارائت ھذا الحدیث
ھل اوجب علی ابی بکر وعمر مالم
یوجب لھما علیہ

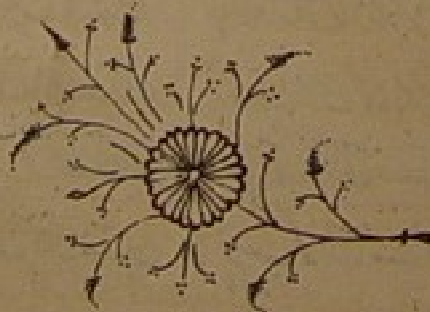
تو پھر مامون نے کہا کہ اسحاق تمہارے
نزدیک یہ حدیث اس بات پر دلالت
نہیں کرتی کہ حضرت ابوبکر اور عمر پر
جو حق علی کو حاصل ہے وہ ابوبکر اور عمر
کو علی پر نہیں ہے۔

اسحاق ان الحدیث انما کان
بسبب زید بن حارثۃ لشئ جری
بینہ وبین علی وانکر ولاء
علی فقال رسول اللہ من کنت
مولاہ فعلی مولاہ الحدیث۔

اسحاق کہتے ہیں کہ اس حدیث کا باعث
تو وہ امر ہے جو زید بن حارثہ اور علی کے
درمیان واقع ہوا اور زید نے ولاء علی
سے انکار کیا زید کے انکار پر رسول
اللہ نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی
مولاہ الحدیث۔

قال المامون فی ای موضع قال
ھذا الیس بعد منصرفہ من
حجۃ الوداع
قلت اجل
قال (مامون) فان قتل زید بن
حارثۃ قبل الغدیر کیف رضیت
لنفسک بھذا۔

مامون نے کہا کہ رسول اللہ نے یہ
حدیث کہاں فرمائی کیا واقعہ حجۃ الوداع
سے مراجعت کے وقت کا نہیں ہے۔
اسحاق نے کہا ہاں۔
مامون نے کہا زید تو حجۃ الوداع سے
پہلے شہید ہو چکے تھے اسحق تم نے یہ
نوایات کسطرح پسند کئے۔ الخ۔



اب ہم پھر اپنے سلسلہ بیان پر آگئے

قال

ان روایتون مین ایک فقرہ اکثر مشترک ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

احادیث مین خاص تصریح نہین کہ ان الفاظ کے کہنے کی کیا ضرورت پیش آئی

اقول

یہ شبلی صاحب کا جدید سوال نہین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیات مین خود حضرت سے ایسا ہی سوال کیا گیا ہے یہ وہی ولایت ہے جسکو حضرت نے خدا کے حکم سے آیہ تبلیغ کے نازل ہونیکے بعد فرمایا جسکے بغیر تکمیل دین کا اظہار موقوف تھا اسی کے بعد خدا نے دین کو کامل کر کے اتمام نعمت رسالت وولایت فرما دیا یہ وہی ولایت ہے جسکا سوال موقف حشر مین اُمت سے ہوگا۔

جیسا کہ صواعق محرقہ ابن حجر مکی آیہ رابعہ وقفوھم انھم مسئولون اور ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی کے ص۱۱۲ مین ہے

اخرج الدیلمی عن ابی سعید الخدری ان النبی صلعم قال وقفوھم انھم مسئولون عن ولایۃ علی واھلبیتہ۔

ایضاً

ص۱۱۲ ینابیع المودۃ مین ہے۔ ابو نعیم اخرج بسندہ عن الشعبی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن النبی صلعم فی ھذہ الآیۃ قال عن ولایۃ علی ابن ابیطالب۔

اور جسکو محمد اسمعیل شہید دہلوی اپنے کتاب منصب امامت مطبوعہ فاروقی دہلی کے ص۷ مین لکھتے ہین

قال النبی صلعم الستم تعلمون انی ولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلی فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ قال اللہ تعالی یوم ندعوا کل اناس بامامھم وقفوھم انھم مسئولون قال النبی	فرمایا رسول خدا نے کیا تم کو معلوم نہین کہ مین مومنین کے جانون سے بہتر ہون کہا کیون نہین پھر فرمایا اے اللہ جسکا مین ولی ہون علی بھی اوسکا ولی ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے اور جدن بلادینگے ہم سب کو اُن کے امامون کے ساتھ

صاعمر انهمر مسئولون عن
ولاية علی۔

اور کھڑا کر دان کو اُن سے دریافت
ہوگا۔ فرمایا رسول اللہ نے حضرت علی
کی ولایت کے بابت دریافت ہوگا۔

یہ وہی ولایت و امامت ہے جسکو خلفا کے خلافت کے معنون مین محدثین نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ
ابن اسحاق اور ابن واضح کاتب عباسی صاحب تاریخ یعقوبی اور صاحب معارف ابن قتیبہ اور امام ابن جریر طبری
اور صاحب تاریخ روضۃ المناظر اور صاحب سیرت انسان العیون حلبی وغیرہ نے اپنے اپنے تصنیفات مین ذکر
کیا ہے۔

معارف ابن قتیبہ صفحہ ۸۵ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۰ھ مدت خلافت حضرت ابوبکر مین ہے

قال ابن اسحاق فکانت خلافۃ
سنتین وثلاثۃ اشھر وتسع لیال

(ماحصل ترجمہ) ابن اسحاق نے کہا ہے کہ کل مدت
خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے نو راتین ہین

اور صفحہ خلافت حضرت عمر بن خطاب مین ہے۔

قال ابن اسحاق کانت ولایتہ
عشر سنین وستۃ اشھر وخمس
لیال۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ کل مدت ولایت
یعنی خلافت حضرت عمر بن خطاب دس سال
چھ مہینہ پانچ راتین ہین۔

(جس کو شبلی صاحب نے الفاروق مین دس برس چھ مہینہ چار دن لکھا ہے)

اور تاریخ ابن واضح کاتب عباسی المعروف بہ یعقوبی مین مدت خلافت حضرت ابوبکر یہ ہے

وکانت ولایتہ سنتین و
اربعۃ اشھر۔

اور تاریخ یعقوبی مین مدت ولایت یعنی خلافت
حضرت ابوبکر دو سال چار مہینہ ہین

اور تاریخ الرسل والملوک طبری جلد اول صفحہ ۲۱۲۵ مطبوعہ لیدن مدت خلافت حضرت ابوبکر مین ہے

کانت ولایۃ ابی بکر سنتین و
ثلاثۃ اشھر وعشرین یوما ویقال
عشرۃ ایام۔

اور تاریخ کبیر طبری مین مدت ولایت
یعنی خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینہ
بیس دن یا دس دن ہین

اور تاریخ روضۃ المناظر ابن شحنہ مین معاویہ اور بنی امیہ کے خلافت مین ہے۔

(واستقل) معاویۃ بالخلافۃ و
ولی بعدہ من بنی امیۃ ثلاثۃ عشر
نفرا مدۃ ولایۃ الجمیع الف
شھرا

(ماحصل ترجمہ) مستقل بخلافت ہوا معاویہ اور
حاکم ہوے بعد اس کے بنی اُمیہ مین ۱۳
اشخاص مدت ولایت یعنی خلافت کل
ہزار مہینہ رہی۔

اور سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۴۲ میں ہے۔

ووفات ام سلمۃ فی ولایۃ یزید بن معاویۃ۔	سیرت حلبیہ میں حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کی وفات، ولایت (حکومت) یزید بن معاویہ میں واقع ہوئی۔

پس حدیث غدیر (ولایت) مذکور کو منافقین صحابہ نے رسول اللہ سے سنکر دو در رویہ کہا جس کو ہم سراج المنیر شرح جامع الصغیر شیخ علی بن شیخ احمد الشہیر بالعزیزی کے حاشیہ شیخ محمد بن سالم حفنی شافعی مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ جلد ۲ صفحہ ۳۸۷ سے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے شرح سے لکھتے ہیں۔

ولما سمع ذلک بعض الصحابۃ قال اما یکفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ناتی بالشہادۃ اقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ حتی یرفع علینا ابن ابی طالب فہل ہذا من عندک ام عند اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم واللہ الذی لا الہ الا ہو انہ من عند اللہ فہو دلیل عظم فضل علی	جب حضرت نے خطبہ میں حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا۔ تو اُسے سنکر بعض صحابہ نے کہا کہ کیا ہم لوگوں کا کلمہ شہادت ادا کرنا صلوۃ و زکوۃ کا پابند ہونا کافی نہیں ہے کہ اب ہم پر ابوطالب کے بیٹے کو بلند کیا جاتا ہے پس آیا یہ امر آپ کی جانب سے ہے یا رسول اللہ یا خدا کے جانب سے ہے آنحضرت نے فرمایا کہ قسم ہے اُسکی جس کے

سوا کوئی معبود نہیں یہ امر خدا کے جانب سے ہے (علامہ حفنی فرماتے ہیں) یہ امر حضرت علی کی عظیم الشان فضیلت پر دال ہے۔

اور ایسے ہی علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ کے جلد ہفتم صفحہ ۱۳ میں لکھتے ہیں

وفی تفسیر الثعلبی عن ابن عیینۃ ان النبی صلعم لما قال ذلک من کنت	(ماحصل ترجمہ) علامہ زرقانی نے تفسیر ثعلبی کے حوالے سے ابن عیینہ سے روایت کی ہے

ع۵ سیرت النبی شبلی۔ ج۔ اول میں ہے ”سیرت حلبی مشہور متداول ہے“۔

ع۶ محمد خلیل مرادی کے سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشرہ میں ہے۔ شیخ محمد الحفنی بن سالم بن احمد الحفنی المصری الشہیر بالحفنی الشیخ العالم المحقق المدقق العارف باللہ تعالے قطب وقتہ ابوالمکارم نجم الدین ولد بحفنہ قریۃ من قری مصر سنۃ احدی و مائۃ الف × × × وکانت وفاتہ احدی و ثمانین ومائۃ والف رحمۃ اللہ تعالی۔

ع۷ سلک الدرر مذکورہ میں ہے۔ محمد الزرقانی بن عبد الباقی بن یوسف الازہری المالکی الشہیر بالزرقانی الامام المحدث الناسک المحرر الفقیہ العلامۃ۔

ایضاً کشف الظنون میں ہے وشرح المواہب المولی العلامۃ خاتمۃ المحدثین محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المصری المالکی المتوفی سنۃ ۱۱۲۲ اثنتین وعشرین ومائۃ والف شرحا حافلا فی اربعۃ مجلد ات جمع فیہ اکثر الاحادیث المرویۃ فی شمائل المصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وسیرہ وصفاتہ الشریفۃ جزاہ اللہ خیرا ورحمہ ورحمۃ واسعۃ۔

مولاه فعلی مولاه طار فی الآفاق فبلغ الحارث ابن النعمان فاتی رسول اللہ صلعم فقال یا محمد امرتنا عن اللہ بالشہادتین فقبلنا وبالصلوٰۃ وبالزکوٰۃ والصیام والحج فقبلنا ثم لم ترضی حتی فعت بضبعی ابن عمک تفضلہ علینا فھذا شئی منک ام من اللہ فقال والذی لا الہ الا ھو انہ من اللہ فولی دھو یقول اللھم ان کان مایقول محمد حقا فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم فما وصل الی راحلتہ حتی رماہ اللہ بحجر فسقط علی ھامتہ فخرج من دبرہ فقتلہ۔

کہ جب رسول خدا صلعم نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا اور یہ بات اطراف عالم میں مشہور ہوئی اور حارث ابن نعمان فہری کو معلوم ہوئی تو رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد آپنے ہمکو خدا کی وحدانیت کے شہادت کا حکم دیا ہم نے قبول کیا نماز اور زکوٰۃ روزہ حج کا حکم دیا ہم نے قبول کیا پھر بھی راضی نہ ہوئے یہانتک کہ آپنے اپنے چچا زاد بھائی کے بازو ان کو بلند کرکے ہم پر فضیلت دی، پس یہ امر آپ کی جانب سے ہے یا خدا کے جانب سے ہے جناب رسول خدا نے فرمایا کہ قسم ہے اُس خدا کی جسکے سوا کوئی اور خدا نہین ہے یہ حکم (مولائیت علی) خدا کے جانب سے ہے پس حارث یہ کہتا ہوا واپس ہوا کہ خداوندا جو کچھ محمد نے کہا حق ہے۔ تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر کوئی دردناک عذاب نازل کر پس وہ اپنی سواری تک نہین پہونچا کہ خداوند تعالےٰ نے آسمان سے ایک پتھر گرایا جو اُس کے سر سے نکل گیا اور وہ واصل جہنم ہوا۔



واقعہ حدیث غدیر جو حدیث ولایت کے نام سے ہے اور جسکو آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اور جس تبلیغ رسالت کے تکمیل پر آیہ اکمال دین اوسوقت نازل ہوا جبکہ حضرت رسالت مآب نے جناب علی علیہ السلام کے ولایت کا اعلان عام فرمایا اور جو ابو سعید خدری کے روایت سے محقق ہوچکا ہے اور جسکا شکریہ رسول اللہ نے ادا فرمایا اور حسان بن ثابت کی نظم جو عین جلسہ غدیر مین ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ کے مجمع مین پڑھی گئی اور جسمین لفظ ولایت اور امام ہادی جناب علی علیہ السلام کے لئے وارد ہین اور جسپر صحابہ اور امہات مومنین نے رسول اللہ کے فرمانے کے بموجب خیمہ جناب امیر مین جاکر تہنیت ادا کی ہے۔

ان تمام مجموعی واقعات پر نظر ڈالتے ہوئے صحابہ کا حضور نبوی میں عرض کرنا کہ یہ امر حضور کی جانب سے ہوا یا خداوند عالم کے حکم سے جسپر رسالت مآب علیہ السلام کا بہ قسم ارشاد فرمانا کہ یہ مولائیت وغیرہ رب العزت کے حکم سے کیا گیا۔

چنانچہ رسالت مآب علیہ السلام نے جیسا کہ مقام غدیر خم میں عام تبلیغ فرماکر تمام حاضرین سے ان الفاظ کے ساتھ اعلان فرمایا کہ حاضرین غائبین کو اس خبر کو پہونچا دیں۔

اور پھر حضرت صلعم نے خاص تبلیغ مدینہ منورہ میں فرمائی ہے یعنی حدیث غدیر کو دوہرایا ہے جسکو رسول اللہ نے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے

کتاب مودۃ القربیٰ (سید علی ہمدانی) کے مودۃ خامسہ سے جسکو مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری نے بھی اپنے کتاب ارجح المطالب باب چہارم میں نقل کیا ہے

مودۃ خامسہ ص۱۰ مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۰ھ (لکھی جاتی ہی) ارجح المطالب ص۵۵ باب چہارم

عن ابی الحمراء رضؓ خادم رسول اللہ صلعم قال بعد کبر سنہ لو احدث من رفقائہ لاحدث شیئاً ما سمعت اذنای ورأت عینای اقبل رسول اللہ صلعم حتی دخل علی عائشۃ فقال لھا ادعی لی سید العرب فبعثت الی ابی بکر فدعتہ فجاء حتی کان کرای العین علم ان غیرہ دعی فخرج من عندھا حتی دخل علی حفصۃ فقال لھا ادعی لی سید العرب فبعثت الی عمر فدعتہ حتی اذا صار کرای العین علم ان غیرہ دعی فخرج من عندھا حتی ذا دخل علی ام سلمۃؓ کانت من خیر من وقال ادعی لی سید

ابو حمراء خادم رسول اللہؐ سے منقول ہے اس نے اپنے زمانہ پیری میں بعض رفقا سے کہا کہ میں تم سے وہ واقعہ بیان کرتا ہوں جسے میرے کانوں نے سنا اور آنکھوں نے دیکھا (ایکدن) رسالت مآب عائشہ رضؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ سید العرب کو بلواؤ اُنھوں نے ابو بکر کے پاس آدمی بھیجا اور بلوایا اور وہ آئے یہانتک کہ جس وقت وہ سامنے آئے تو حضرت نے جانا کہ جسکو بلوایا گیا تھا یہ شخص وہ نہیں ہے پس آپ اُن کے یہاں سے واپس ہوئے اور حفصہ کے پاس تشریف لائے اور اُن سے کہا کہ سید العرب کو بلواؤ اُنھوں نے عمرؓ کے پاس آدمی بھیجا اور بلوایا جسوقت وہ سامنے آئے تو حضرت نے دیکھا کہ یہی وہ

سید العرب فبعثت الی علی فدعته
ثم قال لی یا ابا الحمراء رُح وائتنی
بمائة من قریش وثمانین من
العرب وستین من الموالی واربعین
من اولاد الحبشة فلما اجتمع الناس
قال ائتنی بصحیفة من ادیم فاتیته
بها ثم اقامهم مثل صف الصلوٰة
فقال یا معشر الناس الیس الله اولی
بی من نفسی یامرنی وینهانی مالی
علی الله امرٌ ولا نهی قالوا بلی یا
رسول الله فقال الست اولی بکم
من انفسکم امرکم وانهاکم
لیس لکم علیّ امر ولا نهی قالوا
بلی یا رسول الله قال من کان
الله وانا مولاه فهذا علیٌّ مولاه یأمرکم
وینهاکم مالکم علیه من امر ولا
نهی اللهم وال من والاه وعاد
من عاداه وانصر من نصره واخذل
من خذله اللهم انت شهیدی
علیهم انی قد بلغت ونصحت ثم
امر فقرأت الصحیفة علینا ثلثا
ثم قال من شاء ان یقیله ثلثا
نقلنا نعوذ بالله وبرسوله ان
نستقیله ثلثا ثم ادرج الصحیفة
وختمها بخواتیمهم ثم قال یا علی
خذ الصحیفة الیک فمن نکث
لک فاتل بالصحیفة فاکون

نہیں ہیں پس حفصہ کے پاس سے بھی واپس
ہوئے اور ام سلمہؓ کے پاس آئے اور یہ
حضرتؐ کے بہترین ازواج سے تھین
اور فرمایا کہ سید العربؐ کو بلواؤ انھون نے
علی کے پاس آدمی بھیجا اور بلوایا پھر حضرتؐ نے
فرمایا کہ اے ابو الحمراء جاؤ اکسو آدمی قریش
کے اور اسی عرب کے اور ساٹھ غلام اور
چالیس حبشیون کو لاؤ پس جو وقت سب لوگ
جمع ہوئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ چمڑے والا صحیفہ
لاؤ مین نے لاکر حاضر کیا پھر حضرتؐ نے
ان لوگون کو مثل صف نماز کھڑا کیا اور
فرمایا اے گروہ مردم کیا خدا میری جان پر
مجھ سے بہتر و افضل نہیں ہے مجھے
امر کرتا ہے اور نہی کرتا ہے اور مجھے خدا
پر نہی اور امر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے
لوگون نے کہا ہان یا رسول اللہ پھر حضرتؐ نے
فرمایا کہ کیا مین تمھارے نفسون سے بہتر و افضل
نہیں ہون کہ مین امر کرتا ہون تمہین اور نہی
کرتا ہون اور تمہین مجھ پر امر و نہی کرنے کا کوئی
حق نہیں ہے لوگون نے کہا ہان یا رسول اللہؐ
پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا، اور مین جسکا
مولیٰ وولی بالتصرف، ہون یہ علی بھی اوس کے
مولیٰ و ولی بالتصرف ہین یہ امر کرینگے
تمہین اور نہی کرینگے اور تمہین ان پر نہی و
امر کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا بار الٰہا دوست
رکھ اسکو جو اُسے دوست رکھے اور دشمن
رکھ اسکو جو اُس سے دشمنی رکھے اور مدد کر

انا خصیمہ ثم تلا ہذہ الآیۃ ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا فتکونوا کبنی اسرائیل اذا شددوا علی انفسہم فشدد اللہ علیہم ثم تلا فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ الآیۃ

اور کی جو اس کی مدد کرے اور چھوڑ دے اسکو جو اس کو چھوڑ دے بار الہا تو گواہ ہے میرا ان لوگون پر کہ مین نے تیرے حکم کو پہونچا دیا اور نصیحتین کین۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت نے حکم دیا اور وہ صحیفہ پڑھ کر ہم لوگون کو تین مرتبہ سنایا گیا پھر حضرت نے تین مرتبہ فرمایا جس کا دل چاہے وہ اپنے اقرار دن کو واپس لے

پس ہم نے تین بار کہا کہ ہم پناہ مانگتے ہین خدا اور رسول سے اس امر مین کہ ہم واپس چاہین۔ پھر حضرت نے اس صحیفہ کو لپیٹ دیا اور حضرت نے مہر لگائی اُن سب کی مہر دن سے پھر فرمایا کہ اے علی لو اس صحیفہ کو پس جو شخص عہد شکنی کرے پس آپ پر اس صحیفہ کو پڑھ دینا پس مین اوس کے مقابلہ مین مدعی ہون گا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا۔ پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ الآیۃ۔

اور روایت مذکورہ کو علامہ عبدالقادر ابن محب الطبری کتاب حسن السریرۃ فی حسن السیرۃ مین بھی وارد کیا ہے

آخر اس روایت طویلہ کا یہ ہے۔ فقال الست اولی بکم من انفسکم وامرکم الیکم امر ولا نہی قالوا بلی یا رسول اللہ فقال من کان اللہ وانا مولاہ فہذا علی مولاہ یامرکم وینہاکم ومالکم علیہ امر ولا نہی الحدیث۔ پس یہ روایت مع امور مذکورۂ بالا دلالت واضحہ رکھتی ہے خلافت اور ولایت علیؑ پر بعد رسولؐ اسی کو خلافت بلافصل کہتے ہین۔ ۲۔ (اس کا ترجمہ دیکھو صفہ)

یہان سے ابتدائے سفر حجۃ الوداع کی تاریخ تقیید یوم کی تحقیق کیجاتی ہے

شبلی صاحب اعظم گرٹھی اور اُن کے رفیق سفر مولانا امین اللہ تاریخ سفر کی ۲۶۔ ذوقعدہ سنیچر کا دن بیان کرتے ہین جس سے ۲۹۔ ذیقعدہ (شنبہ) ۳۰۔ ذیقعدہ (چہارشنبہ) ۴۔ ذیحجہ (یکشنبہ) داخلہ مکہ معظمہ اور ۹۔ ذیحجہ عرفہ کو (یوم جمعہ) لائے ہین یہی جمعہ ۲۵۔ ذوقعدہ اور ۱۲۔ ربیع الاول وتیری ماہ رمضان مین آتا ہے۔ (دیکھو نقشہ جنتری حرف دالف) (کثر الوقوع مرتبہ شبلی صاحب کا پہلا خانہ و نقشہ نمبر ۱) ذیحجہ عرفہ کو جمعہ کا دن لانے کیلئے ۲۶۔ ذوقعدہ کو (سنیچر) کا دن لایا گیا ہے چنانچہ شبلی صاحب اعظم گڈھی اپنے سیر مین اسطرح بیان کرتے ہین۔

(سنیچر) کے دن ذوقعدہ کی ۲۶ تاریخ کو آپ نے غسل فرمایا اور چادر تہبند باندہی نماز ظہر کے بعد مدینہ سے باہر نکلے پھر لکھتے ہین ذیحجہ کی چار تاریخ کو صبح کے وقت مکہ معظمہ مین داخل ہوئے۔ مدینہ سے مکہ تک یہ سفر نو دن مین طے ہوا (۱) چونکہ رسالت آب علیہ السلام نے دوسرے وقت سفر فرمایا ہے اس لئے آنیوالی شب سے حساب کیا گیا ہے اور یہ کہ اُس دن صرف ذوالحلیفہ تک ۶ میل کا سفر ہے شب کو ذوالحلیفہ مین قیام رہا پھر ظہر کے بعد احرام وغیرہ سے فارغ ہو کر روانگی مسلسل ہوئی اور ۲۸۔ ذوقعدہ کی صبح کو ۸ و ۹ بجے ایک منزل پر پہونچے جو ۲۹ و ۳۰ ذوقعدہ تک تین روز اور چوتھی ذیحجہ کی

صبحکو سات دن ہوتے ہین جسکو نعمانی صاحب ۹ دن کا سفر اور مولانا امین اللہ آٹھ روز کا سفر لکھتے ہین
دیکھنا یہ ہے کہ یہ مسافت کتنے دنون کی ہے اور محدثین نے کس تاریخ سے اس سفر کا ہونا بیان کیا ہے
اور اونٹ کی سواری سے قافلہ کے ساتھ یہ سفر کتنی مدت مین طے ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے۔

شبلی صاحب باوجود سیرت مین ملک عرب کا نقشہ دینے کے میلون کا پیمانہ نہین لکھا۔ ہم نے تمدن عرب
مترجمہ سید علی بلگرامی مین نہایت عمدہ صحیح نقشہ دیکھا ہے جس کے حساب سے مکہ سے مدینہ کا فاصلہ تخمیناً ۲۵۶ میلون کا آتا ہے۔

اور ہائی اسکول مین جو عربی کی دوسری کتاب مولفہ شمس العلما قاضی میر احمد شاہ رضوانی مطبوعہ لاہور ۱۹۲۳ء
ہے جسکے صفحہ ۵ مین یہ عبارت ہے

المدینۃ المنورۃ ھی المشھورۃ بمدینۃ النبی صلعم ×× وموقعھا الی جانب الشمال من مکۃ بمسافۃ نحو اثنتی عشرۃ مرحلۃ۔

یعنی مدینہ منورہ جو مدینۃ النبی صلعم سے مشہور ہے اور جو مکہ معظمہ سے جانب شمال بارہ مرحلہ پر واقع ہے۔

اور قرۃ العیون شرح سرور المحزون نواب محمد علیخان والی ٹونک کے صفحہ ۱۵ مین ہے "ابو الفضل کرمانی نے
لکھا ہے کہ ذو الحلیفہ مکہ سے دس منزل ہے اور مدینہ سے دو فرسخ ہے"

اور کتاب چہار باب مولفہ شاہ اہل اللہ برادر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مطبوعہ مطبع محمد مصطفی خان ۱۲۵۶ھ کے
صفحہ ۱۲ مین ہے۔ ذو الحلیفہ ۱۰ منزل از مکہ میقات مدینان ۱۲۔

اور اردو ترجمہ صحیح ترمذی حصہ اول مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۶۰ کے حاشیہ مین ہے "ذو الحلیفہ ایک جگہ ہے
چھ میل ہے مدینہ سے اور دس منزل ہے مکہ سے)"

ایضاً حضرت ظہر کی نماز پڑھ کر مدینہ سے روانہ ہوئے اور عصر کی نماز ذو الحلیفہ مین کہ میقات اہل مدینہ ہے
پڑھی اور رات کو وہان رہے اور صبحکو احرام باندھا۔

اور قرۃ العیون شرح سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حصہ ششم جلد اول مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۲۰ و ۲۱
مین ہے "غرضکہ جب حضرت نماز ظہر پڑھ کر اور احرام باندھ کر اور لبیک کہکر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے پھر اونٹنی اٹھی تب دوسری بار
آپنے لبیک کہی پھر جب ٹیلے پر کہ برابر بیدا کے ہی چڑھے تب پھر لبیک کہا اور ابتدا لبیک کہنے کی بعد نماز ظہر ہی کے تھی"

غرضکہ ظہر اور عصر کے درمیان سے سلسلہ روانگی ہوئی۔ چنانچہ در رسالہ حج یعنی مفصل حالات سفر حرمین شریفین مع
ادعیہ ماثورہ و مروجہ از وقت روانگی تا آخر سفر مولفہ حاجی علیم الدین صاحب مقیم جدہ (عرب) بار اول مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ
۱۸۹۶ء صفحہ ۸۷ مین ہے"

مدینہ منورہ کا سفر اکثر گیارہ دن مین طے ہوتا ہے بعض منزلین بہت سخت ہین ظہر سے سوار ہوتے ہین اور تمام
رات چلتے ہین اور دوسرے دن آٹھ نو بجے جائے قیام پر پہونچتے ہین۔ صفحہ ۸۵ مین ہے۔ شغدف کے اوپر دری یا کپڑا

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں لگانا لازم ہے کیونکہ یہاں گیارہ دن کا سفر ہوگا دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے بچنا نہایت ضروری ہے۔"

یہاں تک کہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک یہ سفر گیارہ دن میں طے ہونا معلوم ہو گیا تقریباً یہی مدت ہجرت کے زمانہ میں حضرت دو تین شخصوں سے کیا گیا اور حضرت صلعم بارھویں روز بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن چاشت کے وقت دن چڑھے مدینہ منورہ پہونچے اور یہ بارہ ربیع الاول دوشنبہ کا ہونا متفق علیہ ہے۔ اور حضرت شب دوشنبہ میں گھر سے نکلکر غار میں داخل ہوئے اور تین شبانہ روز غار میں رہے۔ اور شب پنجشنبہ یکم ربیع الاول غار سے نکلکر مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔

سیرۃ حلبی جلد ثانی صفحہ ۴۲ میں ہے

(وفی الفصول المھمۃ) واقام رسول اللہ صلعم ثلاثۃ ایام بلیالیھا فی الغار

فصول المہمہ میں ہے کہ رسول خدا صلعم غار میں تین شبانہ روز رہے کر۔

تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ صفحہ ۴۲ میں ہے۔

عن ابن عباس ولد نبیکم صلعم یوم الاثنین وخرج من مکۃ ودخل المدینۃ یوم الاثنین۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت صلعم دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ سے نکلکر دوشنبہ ہی کے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

ایضاً تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۱۵ میں ہے۔

عن ابن عباس قال ولد النبی صلعم یوم الاثنین وخرج مھاجراً من مکۃ الی المدینۃ یوم الاثنین وقدم المدینۃ یوم الاثنین۔

حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم دوشنبہ کے روز پیدا ہوئے اور دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ سے ہجرت کیا دوشنبہ کے روز مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

تفسیر معالم التنزیل بغوی صفحہ ۲۲ میں ہے

وکانت ھجرۃ فی الثانی عشر من شھر ربیع الاول۔

۱۲ ربیع الاول سنہ کو ہجرت کر کے پہونچے

اور تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ثانی صفحہ ۴ میں ہے۔

فنزل علی عمرو بن عوف لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول

رسول اللہ صلعم ربیع الاول کے بارہ راتوں گذرے عمرو بن عوف کے یہاں تشریف لائے

قال ابو الفدا قدم رسول اللہ المدینۃ لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی۔

تاریخ ابو الفدا میں ہے کہ رسول خدا صلعم بارھوین ربیع الاول سنہ ۱ ہجری کو مدینہ منورہ پہونچے۔

جبکہ بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہونچے تو یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) تھا اور ۲۷ صفر شب (دوشنبہ) کو حضرت صلعم مکہ معظمہ سے نکلکر داخل غار ہوئے۔

چنانچہ معارج النبوۃ رکن چہارم مطبوعہ لاہور ۱۲۹۲ھ صہ۵ مین ہے۔

در شب دوشنبہ بست و ہفتم صفر از راہ در یچہ خانہ بیرون رفتند و متوجہ غار ثور شدند۔	شب دوشنبہ ستائیسوین صفر آنحضرت صلعم چھوٹے دروازے سے نکلکر غار ثور کے جانب روانہ ہوئے۔

بہر حال یہ سفر ہجرت کا بارہ روز مین طے ہوا جو گیارہ دن حال کے مدت سفر کی تائید مین ہے جسکو شبلی صاحب نے نو دن مین طے ہوتا لکھا ہے جو حساب سے کل ایک ہفتہ ہوتے ہین جسکو مولوی امین اللہ اپنے سیرت منظوم (قصیدہ عظمٰی) مین آٹھ دن کا سفر لکھا ہے جس مین اونھون نے ۲۶ ذیقعدہ کا مدینہ منورہ سے ذو الحلیفہ تک ۶ میل والا سفر بھی شامل کیا ہے جس سے آٹھ دن ہوتے ہین اور چوتھی ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ ہے۔

پس شبلی صاحب کے نو دن ۲۵ ذیقعدہ سے ہو سکینگے اسلئے اونکا ۲۶۔ ذیقعدہ خود اونہین کے قول سے باطل اور غلط ہو گیا گو یہ مدت اس سفر کے طے ہونیکی کافی نہین ہوتی لیکن محدثین نے پانچ راتون باقی پر حضرت صلعم کا سفر فرمانا لکھا ہے اسلئے ہم اسی ۲۵ ذیقعدہ کو سفر فرمانا مانے لیتے ہین جو شبلی صاحب کے ماہ ذیقعدہ کامل ۳۰ دن سے ہے کیونکہ ۲۹ کی رویت سے وہی حساب سات آٹھ دن کا ہوگا جیسا کہ ۲۶۔ ذیقعدہ مین گزر چکا۔ اور محدثین نے کامل ۳۰ دن کا لیا ہے جسکو ہم تفصیل سے بیان کرتے ہین۔

ذیل مین مخرجین حدیث سفر حجۃ الوداع اور وفات النبی کے روایت کنندگان کی فہرست نمبروار دیجاتی ہے یہی وہ محدثین اور مورخین و مفسرین و ارباب سیر سے ہین جن مین آراکین قوم و اساطین اور حفاظ حدیث بھی داخل ہین جنپر دار و مدار مذہب اسلام ہے۔

(۱) امام ابن شہاب محمد بن مسلم الزہری المتوفی ۱۲۴ھ (۲) موسی بن عقبہ امام مغازی المتوفی ۱۴۱ھ (۳) محمد ابن اسحاق امام و رئیس مغازی المتوفی ۱۵۱ھ (۴) امام مالک بن انس المتوفی ۱۷۹ھ (۵) محمد بن عمر واقدی صاحب مغازی قاضی بغداد المتوفی ۲۰۷ھ (۶) امام عبد الملک بن ہشام المعروف بابن ہشام تلخیص سیرت ابن اسحاق المتوفی ۲۱۳ھ (۷) محمد ابن سعد کاتب واقدی صاحب طبقات المتوفی ۲۳۰ھ (۸) امام احمد بن حنبل الشیبانی صاحب مسند المتوفی ۲۴۱ھ (۹) امام و الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل جامع صحیح بخاری المتوفی ۲۵۶ھ (۱۰) احمد بن ابی یعقوب بن واضح کاتب عباسی صاحب تاریخ یعقوبی (۱۱) امام و الحافظ مسلم بن الحجاج صاحب صحیح مسلم المتوفی ۲۶۱ھ (۱۲) صاحب (معارف) ابن قتیبہ ابی محمد عبد اللہ بن مسلم الدینوری المتوفی ۲۷۶ھ (۱۳) امام و الحافظ محمد بن عیسی صاحب جامع صحیح ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ (۱۴) امام و الحافظ ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب صاحب سنن مع خصائص المتوفی ۳۰۳ھ (۱۵) امام و الحافظ و مجتہد مطلق ابو جعفر ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ (۱۶) امام و ناقد و حافظ ابن حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن محمد الشہیر بابن ابی حاتم المتوفی ۳۲۷ھ (۱۷) شہاب الدین احمد المعروف بہ ابن عبد ربہ الاندلسی المالکی المتوفی ۳۲۸ھ (۱۸) حافظ ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد صاحب الصحیح المتوفی ۳۵۴ھ (۱۹) حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی المتوفی ۳۶۰ھ (۲۰) ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم المتوفی ۴۰۵ھ (۲۱) ابو بکر احمد بن عبد الرحمن

شیرازی المتوفی ۴۰۷ھ (۲۲) حافظ ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبہانی المتوفی ۴۱۶ھ (۲۳) ابو اسحاق احمد بن ابراہیم الثعلبی
صاحب تفسیر کشف والبیان عن علوم القرآن المتوفی ۴۲۷ھ (۲۴) تاج الحفاظ حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی المتوفی
۴۳۰ھ (۲۵) امام و الحافظ ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی المتوفی ۴۵۸ھ (۲۶) امام و الحافظ ابو عمر ابن عبد البر صاحب استیعاب
المتوفی ۴۶۳ھ (۲۷) حافظ ابو بکر احمد بن ثابت الخطیب المتوفی ۴۶۳ھ (۲۸) امام ابو الحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری صاحب
تفسیر اسباب النزول المتوفی ۴۶۸ھ (۲۹) ابو الحسن علی بن محمد بن الخطیب الجلابی المعروف بابن المغازلی المتوفی ۴۸۳ھ (۳۰) امام
محمد بن محمد ابو حامد غزالی صاحب کتاب سر العالمین المتوفی ۵۰۵ھ (۳۱) حسین بن مسعود بغوی امام محی السنۃ صاحب تفسیر معالم التنزیل
المتوفی ۵۱۶ھ (۳۲) امین الدین ابو علی فضل بن حسن طبرسی صاحب تفسیر مجمع البیان المتوفی ۵۴۸ھ (۳۳) ابو الفتح محمد بن علی
بن ابراہیم النطنزی (۳۴) ابو المؤید موفق بن احمد بن اسحاق المعروف باخطب خوارزم المتوفی ۵۶۸ھ (۳۵) حافظ الکبیر ابو القاسم
علی بن الحسن المعروف بابن عساکر الدمشقی المتوفی ۵۷۱ھ (۳۶) صاحب روض الانف امام عبد الرحمن السہیلی شارح سیرت ابن
اسحاق المتوفی ۵۸۱ھ (۳۷) صاحب کتاب لوفا الحافظ جمال الدین ابو الفرج ابن جوزی المتوفی ۵۹۷ھ (۳۸) الشیخ الامام مجد الدین
صاحب نہایہ و جامع الاصول المعروف بابن اثیر جزری المتوفی ۶۰۶ھ (۳۹) امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی صاحب تفسیر کبیر وغیرہ
المتوفی ۶۰۶ھ (۴۰) صاحب تاریخ الکامل و اسد الغابہ فی الصحابہ للامام علامہ عز الدین ابو الحسن علی بن محمد ابن الاثیر جزری المتوفی
۶۳۰ھ (۴۱) صاحب تاریخ مظفری قاضی شہاب الدین ابراہیم بن عبد اللہ بن ابی الدم المتوفی ۶۴۲ھ (۴۲) صاحب مطالب
السؤول فی مناقب آل الرسول محمد بن طلحہ شافعی المتوفی ۶۵۲ھ (۴۳) علامہ سبط ابن الجوزی صاحب تاریخ مرآۃ الزمان
و تذکرہ خواص الامۃ المتوفی ۶۵۴ھ (۴۴) صاحب کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابیطالب الشیخ الحافظ ابی عبد اللہ محمد بن
یوسف بن محمد الکنجی الشافعی المتوفی ۶۵۸ھ (۴۵) تاریخ وفیات الاعیان للامام قاضی شمس الدین ابو العباس المعروف
بابن خلکان المتوفی ۶۸۱ھ (۴۶) ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ للحافظ محب الدین احمد بن عبد اللہ بن محمد الطبری الشافعی المکی
المتوفی ۶۹۴ھ (۴۷) حافظ ابو محمد عبد المومن بن خلف الدمیاطی المتوفی ۷۰۵ھ (۴۸) صاحب تفسیر مدارک التنزیل و حقائق
التاویل شیخ الاسلام حافظ الدین عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی المتوفی ۷۱۰ھ (۴۹) صاحب فرائد السمطین الشیخ ابو المجامع
صدر الدین ابراہیم بن محمد بن المؤید الحموینی المتوفی ۷۲۲ھ (۵۰) صاحب تاریخ المختصر فی اخبار البشر المعروف بتاریخ ابی الفداء المتوفی
۷۳۲ھ (۵۱) عیون الاثر للحافظ فتح الدین محمد المعروف بابن سید الناس المتوفی ۷۳۴ھ (۵۲) صاحب تفسیر لباب التاویل
فی معانی التنزیل المعروف بہ تفسیر خازن امام علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم الخازن المتوفی ۷۴۱ھ (۵۳) حافظ شمس الدین
ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ (۵۴) صاحب تاریخ تتمۃ المختصر الشیخ و الامام زین الدین ابن عمر بن الوردی المتوفی ۷۴۹ھ
(۵۵) صاحب کتاب نظم درر السمطین الشیخ و الامام و العلامہ جمال الدین محمد بن یوسف محدث الحرم المتوفی ۷۵۰ھ (۵۶) صاحب
کتاب منتقی من سیرۃ المصطفیٰ سعید کازرونی المتوفی ۷۵۸ھ (۵۷) کتاب الاشارہ فی سیرۃ المصطفیٰ للحافظ علاء الدین عبد اللہ مغلطای
المتوفی ۷۶۲ھ (۵۸) صاحب تاریخ بدایہ والنہایہ و تفسیر للحافظ عماد الدین اسمعیل بن عمر المعروف بہ حافظ ابن کثیر الدمشقی
الشامی المتوفی ۷۷۴ھ (۵۹) علامہ سید علی ہمدانی صاحب کتاب مودۃ القربیٰ وغیرہ المتوفی ۷۸۶ھ (۶۰) قاضی عبد الرحمن

بن محمد الحضرمی المالکی مورخ ابن خلدون المتوفی سنہ ۸۰۸ھ (۶۱) صاحب کتاب حیوۃ الحیوان دمیری شافعی المتوفی سنہ ۸۰۸ھ (۶۲) صاحب روضۃ المناظر ابن شحنہ حنفی المتوفی سنہ ۸۱۵ھ (۶۳) صاحب تصحیح المصابیح واسنی المطالب شیخ الاسلام قاضی القضاۃ شمس الدین محمد الجزری المتوفی سنہ ۸۳۳ھ (۶۴) صاحب فتح الباری شارح صحیح بخاری الحافظ ابن حجر عسقلانی شافعی المتوفی سنہ ۸۵۲ھ (۶۵) صاحب عمدۃ القاری شارح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی المتوفی سنہ ۸۵۵ھ (۶۶) صاحب کتاب فصول المہمہ ابن صباغ مالکی المتوفی سنہ ۸۵۵ھ (۶۷) مورخ روضۃ الصفا فارسی محمد خاوند شاہ المتوفی سنہ ۹۰۳ھ (۶۸) صاحب معارج النبوۃ فارسی مولانا معین الدین فراہی المتوفی سنہ ۹۰۷ھ (۶۹) صاحب روضۃ الشہدا فارسی وتفسیر مواہب علیہ المعروف بہ تفسیر حسینی حسین بن علی الکاشفی والواعظ البیہقی المتوفی سنہ ۹۱۰ھ (۷۰) صاحب تاریخ الخلفا سیوطی وتفسیر درمنثور واتقان وغیرہ للشیخ جلال الدین سیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ (۷۱) صاحب مواہب اللدنیہ وارشاد الساری شرح صحیح بخاری للشیخ شہاب الدین احمد قسطلانی المتوفی سنہ ۹۲۳ھ (۷۲) صاحب تاریخ حبیب السیر فارسی غیاث الدین بن ہمام الدین المتوفی سنہ ۹۳۲ھ (۷۳) سبل الہدی والرشاد فی سیرت خیر العباد محمد بن یوسف الشامی الدمشقی سنہ ۹۴۲ھ (۷۴) تاریخ الخمیس شیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری المتوفی سنہ ۹۶۶ھ (۷۵) صاحب تفسیر سراج المنیر للامام محمد بن احمد الخطیب الشربینی المتوفی سنہ ۹۶۸ھ (۷۶) صاحب کتاب اربعین وروضۃ الاحباب فارسی جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ محدث الشیرازی المتوفی سنہ ۱۰۰۰ھ (۷۷) انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون المعروف بہ سیرت حلبی نور الدین علی بن ابراہیم الحلبی الشافعی المتوفی سنہ ۱۰۴۴ھ (۷۸) مدارج النبوۃ للشیخ عبد الحق دہلوی المتوفی سنہ ۱۰۵۲ھ (۷۹) مناقب مرتضوی محمد صالح الحسینی الترمذی کشفی فارسی (۸۰) نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض شہاب الدین خفاجی حنفی المتوفی سنہ ۱۰۶۹ھ (۸۱) زرقانی شرح علی المواہب للشیخ محمد بن عبد الباقی الزرقانی المتوفی سنہ ۱۱۲۲ھ (۸۲) سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی المتوفی سنہ ۱۱۷۶ھ (۸۳) شیخ محمد بن سالم حفنی شافعی المتوفی سنہ ۱۱۸۱ھ (۸۴) سید محمد بن اسمٰعیل یمنی صاحب روضۃ الندیہ المتوفی سنہ ۱۱۸۲ھ (۸۵) مولوی امین اللہ صاحب سیرت منظوم قصیدہ عظمیٰ المتوفی سنہ ۱۲۳۲ھ (۸۶) شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ وتفسیر عزیزی المتوفی سنہ ۱۲۳۹ھ (۸۷) شاہ عبد القادر صاحب موضح القرآن اردو مع تفسیر المتوفی سنہ ۱۲۴۳ھ (۸۸) تفسیر فتح القدیر للشوکانی المتوفی سنہ ۱۲۵۰ھ (۸۹) صاحب تاریخ حبیب الٰہ مولفہ محمد عنایت احمد کاکوروی مولفہ سنہ ۱۲۷۵ھ (۹۰) سیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیہ سید احمد دحلان مفتی مکہ معظمہ مولفہ سنہ ۱۲۸۰ھ (۹۱) صاحب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان بلخی قندوزی المتوفی سنہ ۱۲۹۴ھ (۹۲) صاحب تفسیر فتح البیان نواب مولوی صدیق حسن خان بھوپالی المتوفی سنہ ۱۳۰۷ھ (۹۳) صاحب ناسخ التواریخ سپہر مستوفی لسان الملک طہرانی (۹۴) تاریخ الاسلام علامہ ابو الفضل محمد بن احسان اللہ گورکھپوری (۹۵) خاتمہ

فہرست مذکورہ میں ان چار لفظوں کا استعمال اکثر آیا ہوا ہے۔

حافظ ، امام ، شیخ ، محدث وغیرہ جنکی اصطلاح فن رجال ومحدثین میں یہ ہے جسکو مجمع الوسائل شرح الشمائل نور الدین علی بن سلطان محمد القاری سے نقل کیا جاتا ہے ۔ ثم الحافظ فی اصطلاح المحدثین من احاط علمه بمائة الف حدیث متنا واسنادا والطالب هو المبتدی الراغب فیه والمحدث والشیخ والامام هو الاستاذ الکامل والحجة من احاط علمه بثلثمائة الف حدیث متنا واسنادا واحوال رواته جرحا وتعدیلا وتاریخا والحاکم هو الذی احاط علمه بجمیع الاحادیث المرویة کذلك ۔

(۱) ابن شہاب محمد بن مسلم الزہری المتوفی ۱۲۴ھ

ابن شہاب زہری کے بیان سے سفر حجۃ الوداع فرمانیکی ابتدا کیجاتی ہے کہ حضرت صلعم ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ کو مدینہ منورہ سے حج کے لئے روانہ ہوئے۔

چنانچہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری علامہ قسطلانی مطبوعہ مصر ۱۳۰۴ھ ج۔ ۶ باب حجۃ الوداع صفحہ ۲۹۲ مین ہی۔

(قال حدثنا اسمعیل بن عبد اللہ) الاویسی قال (حدثنا مالک) ہو ابن انس امام الائمۃ (عن ابن شہاب) محمد بن مسلم الزہری (عن عروۃ بن الزبیر) بن العوام (عن عائشۃ رض) انہا (قالت خرجنا) من المدینۃ (مع رسول اللہ صلعم) فی حجۃ الوداع لخمس بقین من ذی القعدۃ۔	کہا حدیث کی مجھے اسمعیل بن عبداللہ اویسی نے کہا حدیث کی مجھسے امام مالک بن انس نے ابن شہاب یعنی محمد بن مسلم زہری سے اونہون نے عروہ بن زبیر بن عوام سے اونہون نے حضرت عایشہ رض سے روایت کی ہے کہ نکلے ہم لوگ ساتھ رسول اللہ صلعم کے مدینہ منورہ سے واسطے حجۃ الوداع کے جبکہ پانچ (راتین) باقی تھین ماہ ذیقعدہ کی یعنی ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ کو

حدیث مذکورہ مین (۲۵ ذیقعدہ) تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم نہین ہے جس سے معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلعم نے کس دن سفر فرمایا جسکے تحقیق کے لئے رسول اللہ صلعم کے تاریخ ابتدا مرض اور تاریخ وفات ہر دو سے مراجعت کرکے صحیح پتہ لگایا جائے گا کہ درحقیقت حضرت نے کس دن سفر کیا۔ (صحیح بخاری - ج ۔ اول باب وفات النبی)

قال البخاری حدثنا ابو نعیم حدثنا شیبان عن یحیی عن ابی سلمۃ عن عائشۃ وابن عباس رض ان النبی صلعم بعث بمکۃ عشر سنین ینزل علیہ القرآن وبالمدینۃ عشرا۔	کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے ابو نعیم نے کہا حدیث کی ہمسے شیبان نے یحیی سے اوس نے ابی سلمہ سے اوسنے عایشہ رض اور ابن عباس رض سے کہ رسول خدا صلعم مکہ معظمہ مین قرآن نازل ہونے کے بعد دس برس اور مدینہ مین دس برس ٹھہرے۔
حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ ان رسول اللہ صلعم توفی وہو ابن ثلث وستین قال ابن شہاب واخبرنی سعید بن المسیب مثلہ۔	حدیث کی ہمسے عبداللہ بن یوسف نے کہا حدیث کی ہمسے لیث نے عقیل سے اونہون نے ابن شہاب زہری سے اونہون نے عروہ بن زبیر سے اونہون نے عایشہ رض سے بتحقیق رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اور وہ ترسٹھ سال کے تھے اور مثل اسکے ابن شہاب زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے۔

تاریخ صغیر بخاری مطبوعہ مطبع احمدی الہ آباد ۱۳۱۵ھ صفحہ ۱۵۰ و ۱۵۱ مین ہے۔

اخبرنا اسمعیل بن ابی ادریس حدثنی اسمعیل بن ابراهیم بن عقبة عن موسی بن عقبة قال ابن شهاب اخبرنی عروة بن الزبیر عن عائشة زوج النبی صلعم وقالت توفی النبی صلعم وهو ابن ثلاث وستین وقال ابن شهاب حدثنا مثل ذلك سعید بن المسیب وحدثنا ابراهیم بن المنذر ثنا محمد بن فلیح عن موسی بن عقبة عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة مثله۔

خبر دی ہمکو اسمعیل بن ابی ادریس نے کہا حدیث کی مجھے اسمعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسی بن عقبہ سے کہا اونہون نے ابن شہاب زہری سے خبر دی مجکو عروہ بن زبیر نے اونہون نے حضرت عایشہ رض زوج النبی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ترسٹھ سال پر وفات فرمائی اور مثل سی حدیث کے کہا ہے ابن شہاب زہری نے کہ حدیث کی مجھے سعید بن مسیب نے اسی طرح اور حدیث کی مجھے ابراہیم بن المنذر نے اون سے محمد بن فلیح نے موسی بن عقبہ سے اونہون نے ابن شہاب زہری سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے حضرت عایشہ رض سے مثل حدیث مذکورہ کے روایت کی ہے۔

صحیح مسلم ج ثانی صفحہ ۲۶۰ باب قدر عمرہ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۲ھ مین ہے۔

حدثنی عبد الملك بن شعیب بن اللیث قال حدثنی ابی عن جدی قال حدثنی عقیل بن خالد عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة ان رسول الله صلعم توفی وهو ابن ثلاث وستین سنة وقال ابن شهاب اخبرنی سعید بن المسیب بمثل ذلك۔

حدیث کی مجھے عبد الملک بن شعیب بن لیث نے کہا حدیث کی مجھے میرے باپ شعیب نے اون سے میرے دادا لیث نے کہا حدیث کی مجھے عقیل بن خالد نے ابن شہاب زہری سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے حضرت عایشہ سے تحقیق رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اور وہ حضرت صلعم تھے ترسٹھ سال کے اور مثل اس حدیث کے ابن شہاب زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے

صحیح ترمذی ج ثانی۔ باب نبی صلعم کے عمر کے بیان مین اور جب آنحضرت فوت ہوئے تو کتنی عمر کے تھے۔

حدثنا العباس العنبری والحسین بن

حدیث کی ہم سے عباس عنبری اور حسین بن مہدی

۱؎ اسی صفحہ کی شرح صحیح مسلم النووی مین یوم الوفات ثانی عشر یعنی وفات النبی صلعم ۱۲ ربیع الاول بوقت صبح (دن چڑھے) مرقوم ہے (الفاروق شبلی مین ہے)

۲؎ عروہ بن زبیر اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور سعید بن المسیب مدینہ منورہ کے سات فقہا مین محسوب ہین جنپر حدیث و فقہ کا مدار تھا اور اونکے فتوی بغیر کوئی قاضی فیصلہ کرنے کا مجاز نہ تھا۔

مهدی البصری قال نا عبد الرزاق عن ابن جريج قال اخبرت عن ابن شهاب الزهری عن عروة عن عائشة وقال الحسين بن مهدی فی حديث ابن جريج عن الزهری عن عروة عن عائشة النبی صلی الله عليه وسلم مات وهو ابن ثلاث وستين هذا حديث حسن صحيح وقد رواه ابن اخی الزهری عن الزهری عن عروة عن عائشة مثل هذا يعنی (حديث حسن صحيح ہے۔

بصری نے کہا دو نون نے حدیث کی ہم سے عبد الرزاق نے ابن جریج سے کہا اوسنے مجھے ابن شہاب زہری سے خبر ملی ہے اوسنے روایت کی عروہ سے اوس نے عایشہ سے اور کہا حسین بن مہدی نے اپنی حدیث مین یہ روایت ہے زہری سے اوسنے روایت کی عروہ سے اوس نے عائشہ سے یہ کہ نبی صلعم فوت ہوئے اس حالت مین کہ ترسٹھ سال کے تھے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا اسکو زہری کے بھتیجے یعنی ابن اخی الزہری (محمد بن عبد اللہ) نے زہری سے اوس نے عروہ سے اوس نے حضرت عایشہ سے مثل اس کے۔

احادیث مذکورہ سے زہری نے عروہ کے طریق اور عایشہ کے سند سے آنحضرت صلعم کا ترسٹھ سال کی عمر مین فوت ہونا واضح ہوگیا جسکو موسی بن عقبہ نے زہری اور عروہ کے طریق اور عایشہ کے سند سے روایت کی ہے اور زہری نے سعید بن مسیتب کی سند سے یہی روایت اخراج کی ہے۔ لیکن یہ وفات النبی صلعم کس تاریخ کو واقع ہوئی جسکے تحقیق کے بعد تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم استخراج کیا جاتا ہے۔

چنانچہ طبقات الکبیر ابن سعد جزدوم قسم دوم مطبوعہ لیدن یورپ ۱۳۲۰ھ کے صہ ۵۸ پہلی سطر سے پانچ سطر تک یہ حدیث وارد ہے۔

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابراهيم بن يزيد عن ابن طاوس عن ابيه عن ابن عباس قال وحدثنی محمد بن عبد الله يعنی (ابن اخی الزهری) عن الزهری عن عروة عن عائشة قالت توفی رسول الله صلعم يوم الاثنين لاثنتی عشرة مضت من ربيع الاول

خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہ حدیث کی مجھے ابراہیم بن یزید نے عبد اللہ ابن طاؤس سے اون سے اونکے باپ طاؤس نے حضرت ابن عباس سے کہا حضرت ابن عباسؓ نے اور حدیث کی مجھے محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) زہری کے بھتیجے نے زہری سے اون سے عروہ نے اون سے حضرت عایشہ نے کہا کہ وفات پائی رسول اللہ صلعم نے ۱۲ ربیع الاول کو

سیرت المختصر من سیرۃ سید البشر حافظ دمیاطی کے جزء نجم مین ہے

روایت مذکورہ کو حافظ دمیاطی نے اپنے سیرت المختصر من سیرۃ سید البشر کے جزء نجم مین وارد کیا ہے۔

وعن ابن عباس وعائشة قالا توفی رسول

ابن عباس اور عایشہ نے روایت کی ہے کہ وفات

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول وقیل توفی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین حین اضحی لثمان خلون من شہر ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ والصحیح انہ صلی اللہ علیہ وسلم توفی لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول

فرمائی رسول اللہ صلعم نے دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو کہا گیا ہے کہ ۸ ربیع الاول دوشنبہ ۱۱ھ کو دن چڑھے وفات ہوئی لیکن صحیح یہ ہے کہ تحقیق وفات ہوئی ۱۲ ربیع الاول کو۔

ایضاً تاریخ الخلفا سیوطی مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ صفحہ ۲۵ میں ہے۔

واخرج الواقدی من طرق عن عائشۃ وابن عمر وسعید بن المسیب وغیرھم رضی اللہ عنہم ان یوم قبض رسول اللہ صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ۔

اور واقدی نے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور سعید بن مسیب وغیرہ کے طرق سے روایت کی ہے ابوبکر کی بیعت یوم دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو واقع ہوئی۔

تاریخ کبیر ابن جریر طبری ج۔ اول حصہ چہارم صفحہ ۱۸۳۵ میں ہے۔

صالح بن کیسان عن الزھری عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ عن عائشۃ قالت توفی رسول اللہ صلعم لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شھر ربیع الاول فی الیوم الذی اقدم فیہ المدینۃ مھاجرا فاستکمل فی ھجرۃ عشر سنین کوامل۔

صالح بن کیسان نے زہری سے اونھون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے اونھون نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ بارہ راتین گزرین ماہ ربیع الاول کی اسی تاریخ مین رسول اللہ صلعم ہجرت مین داخل مدینہ منورہ ہوئے پس اسی ۱۲ ربیع الاول کو دس سال کامل ہجرت کے ہوئے۔

طبقات کبیر ابن سعد جزو دوم قسم دوم مطبوعہ لیدن ۱۳۲۰ھ صفحہ ۱۵ مین ہے۔

اخبرنا سعید بن منصور نا سفیان بن عیینۃ عن الزھری سمع انس بن مالک یقول آخر نظرۃ نظرتھا الی رسول اللہ صلعم یوم الاثنین کشف الستارۃ والناس صفوف خلف ابی بکر فلما راہ الناس تحخشوا فاوما الیھم ان امکثوا مکانکم

خبر دی مجکو سعید بن منصور نے سفیان بن عیینہ سے اونے زہری سے اونے سنا انس بن مالک سے کہ وہ کہتے تھے کہ آخیر نظر جو مین نے جناب رسالتماب صلعم پر ڈالی تو وہ بروز دوشنبہ تھی تو حضرت نے پردہ کو ہٹایا اور لوگ ابوبکر کے پیچھے صف بصف تھے جب حضرت کو لوگون نے دیکھا تو اون مین ایک انتشار سا

۱؎ اسد الغابہ فی الصحابہ ابن اثیر جزری صفحہ ۲۳ جلد اول مین ہے۔

قال ابو عمر بدأ برسول اللہ صلعم مرضہ الذی مات فیہ یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر سنۃ احدی عشرۃ

ابو عمر نے کہا ہے کہ رسول اللہ کو ابتدائے مرض ۲۸ صفر چہارشنبہ ۱۱ھ کو ہوا جبکہ دو راتین ماہ صفر ۱۱ھ کی باقی تھین۔

فنظرت الی وجهه کانه ورقة مصحف ثم القی السجف وتوفی من اخر ذلک الیوم۔

پیدا ہوا حضرت نے اون کی طرف اشارہ کیا کہ اپنے جگہ پر ٹھہرے رہو انس کہتے ہین اوسوقت مین نے حضرت کے چہرہ کو دیکھا گویا کہ وہ قرآن مجید کا ورق ہے بعد اوسکے حضرت نے پردہ ڈالدیا اور اوسی دن کے آخر دن مین حضرت نے وفات پائی۔

ایضاً تاریخ صغیر بخاری مطبوعہ الہ آباد ج اول کے صہ ۱۵ مین ہے

عن ابن شهاب اخبرنی انس قال و توفی اخر ذلک الیوم

زہری سے روایت ہے کہ خبر دی مجکو انس رض نے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے آخر یوم (دوشنبہ) پر۔

اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۸ صہ ۴۳۷ مین ہے۔

وفی حدیث ابو یعلی باسناده عن انس انه توفی اخر نهار یوم الاثنین ۔

اور حدیث مین ابو یعلی نے اپنے اسناد کے ساتھ انس رض سے روایت کی ہے کہ وفات فرمائی آنحضرت صلعم نے دوشنبہ کے آخر یوم پر یعنی شام کے وقت۔

اور اسد الغابہ فی اصحابہ ابن اثیر جزری حصہ اول صہ ۳۳ ذکر وفات و مبلغ عمرہ صلعم مین ہے۔

سفیان بن عیینة الهلالی عن الزهری عن انس وتوفی اخر ذلک الیوم

سفیان بن عیینہ ہلالی نے زہری سے اونھون نے انس رض سے روایت کی ہے کہ وفات فرمائی آنحضرت صلعم نے آخر دن (دوشنبہ) مین۔

اور تاریخ صغیر بخاری ج اول صہ ۱۷ مین حضرت ابوبکر کے ذکر مین ہے۔

قال ابو نعیم توفی ابو بکر لثمان لیال بقین من جمادی الآخرة سنة ثلاث عشرة ۔

ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ وفات حضرت ابوبکر کی آٹھ راتون ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کے باقی پر واقع ہوئی یعنی ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو۔

اور اسد الغابہ فی الصحابہ ج ۳ مطبوعہ سنہ ۱۲۸۶ھ کے صہ ۲۲۳ و صہ ۲۲۴ مین ہے۔

قال واخبرنی ابی باسناده عن محمد بن سعد حدثنا محمد بن عمر حدثنا محمد بن عبد الله (ابن اخی الزهری) عن الزهری عن عروة عن عائشة قالت کان اول مرض ابی بکر انه اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الآخرة وکان یوما باردا فحم خمسة عشر یوما لا یخرج الی صلوٰة وکان

کہا راوی نے کہ خبر دی ابی نے اسناد اً محمد بن سعد سے کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہم سے محمد بن عمر نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن عبد اللہ ابن اخی الزہری نے زہری سے اونھون نے عروہ سے اونھون نے عائشہ سے کہا حضرت عائشہ نے کہ اول مرض ابوبکر کا یہ تھا کہ غسل کیا اونھون نے دوشنبہ کے دن ۷ جمادی الآخر کو اور وہ دن سرد تھا

یأمر عمر یصلی بالناس ویدخل الناس علیہ یعودونہ وھو یثقل کل یوم وکان عثمان الزمھم لہ فی مرضہ وتوفی ابو بکر رحمہ اللہ مساء لیلۃ الثلاثاء لثمان لیال بقین من جمادی الاخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ من مہاجر النبی صلعم فکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشھر وعشر لیال وکان ابو معشر یقول سنتین واربعۃ اشھر الا اربع لیال وتوفی رحمہ اللہ وھو ابن ثلاث وستین سنۃ مجمع علی ذلک فی الروایات کلھا استوفی سن رسول اللہ صلعم وکان ابو بکر ولد بعد الفیل بثلاث سنین۔

پس بخار مین مبتلا رہے پندرہ روز تک نماز پڑھانے نہین جاتے تھے اور عمر کو حکم دیتے تھے کہ وہ لوگون کو نماز پڑہائین اور لوگ آتے تھے اونکے پاس اعادت کرنے کے لیے اور اونکی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تھی اور عثمان اونکے پاس ہروقت رہتے تھے اور وفات پائی ابوبکر نے شب سہ شنبہ کی شام کو ۲۲ جمادی الاخرہ ۱۳ھ تھی اور مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے دس شبانہ روز ہوئے اور ابو معشر کہتا ہے کہ دو سال چار مہینے چار راتین کم (کل مدت خلافت ہے) اور وفات پائی در آنحالیکہ وہ ۶۳ سال کے تھے تمام روایتین اس بات پر متفق ہین کہ ابوبکر نے سن رسول کو پورا کیا اور حضرت ابوبکر واقعہ فیل کے تین سال بعد پیدا ہوئے



احادیث وفات النبی ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ کی ہین جن سے یکم ربیع الاول کو (پنجشنبہ) کا روز اور ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۲۵ ذلیقعدہ کو (دوشنبہ) کا دن آتا ہے جسکی تائید مین مورخ روضۃ الصفا اپنے تاریخ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۲۶۶ھ صہ ۱۷۱ مین لکھتے ہین بروایتے روز شنبہ بست وپنجم (ذلیقعدہ) اور بقولے روز دوشنبہ از مدینہ بیرون آمد یعنی ایک روایت سے یوم شنبہ ۲۵ ذلیقعدہ اور ایک سے دوشنبہ کے روز حضرت کا سفر حج کیلیے برآمد ہونا محقق ہوتا ہے۔

ایضًا اور معارج النبوۃ مولانا معین الدین فراہی المتوفی سنہ ۹۰۷ھ مطبوعہ مطبع مطلع نور لاہور سنہ ۱۲۹۴ھ کے رکن چہارم صہ ۲۲۳ سطر ایک مین ہے۔ بست وپنجم ذلیقعدہ روز دوشنبہ وبروایتے روز شنبہ از مدینہ بیرون آمدند۔ یعنی ۲۵ ذلیقعدہ یوم دوشنبہ یا بروایتے روز شنبہ (رسول اللہ صلعم) مدینہ سے باہر نکلے۔

ایضًا اور عین العیون ترجمہ سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی معروف بہ نور علی نور مترجمہ ابو القاسم بن عبد العزیز ہنسوی مطبوعہ مطبع مصطفائی محمود نگر لکھنؤ سنہ ۱۳۰۷ھ کے صہ ۶ مین ہے۔ "اور آپ حجۃ الوداع مین دوشنبہ کے دن بالون مین کنگھی کیے ہوے اور بدن مبارک پر تیل اور خوشبو ملے ہوئے اپنے در دولت سے تشریف لائے آخرش ذوالحلیفہ مین فروکش ہوئے۔ اور رات کو وہین قیام فرمایا الخ۔"

اور صہ ۲۸ مین ہے۔ "آنحضرت صلعم جب تریسٹھ برس کے ہوئے بارھوین ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن چاشت کے وقت وفات پائی اور آپ چودہ ۱۴ روز بیمار رہے۔"

اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی باب دہم مطبوعہ نولکشور سنہ ۱۲۹۶ھ سنہ ۱۸۷۹ع کے آخر صہ ۴۲۰ مین

مثل روضۃ الصفا اور معارج النبوۃ کے ہے کہ روز چہارشنبہ بست وہشتم [۲۸] صفر بود کو آنحضرت را مرض طاری شد یعنی روز چہارشنبہ ۲۸ صفر کو مرض رسولخدا صلعم پر ظاہر ہوا جس سے ۲۸ صفر (چہارشنبہ) اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) دو یوم آخر ماہ صفر کے اور بارہ روز ماہ ربیع الاول کے کل چودہ دن حضرت بیمار رہے جیسا کہ اور شاہ ولی اللہ محدث پدر شاہ عبد العزیز کے رسالہ سرور المحزون اور اوسکے ترجمہ عین العیون مین ہے۔

لیکن مواہب لدنیہ علامہ قسطلانی کے مقصد عاشر (دہم) مین ہے۔

قال الحافظ ابن رجب فی کان ابتداء مرضہ صلعم فی اواخر صفر وکانت مدۃ مرضہ ثلث عشر یوما	حافظ ابن رجب نے کہا ہے کہ حضرت صلعم اخیر صفر مین بیمار ہوئے اور کل مدت بیماری کے تیرہ روز مین۔

واضح ہو کہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا تیرھوان روز گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور چودھوان روز ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوتا ہے۔ جو بدیہی ہے۔ گیارہ ربیع الاول کے آخر یوم پر وفات النبی ہے یہ تاریخ ۹۔ ذیحجہ سے نوے [۹۰] یوم پر اور ۱۰ ذیحجہ سے اکیاسی [۸۱] یوم پر پہونچتی ہے اور ۱۲ ربیع الاول کو بیاسیوان روز یا عرفہ کے بعد سے اکانوے یوم اور اسی ۱۲ ربیع الاول کی شب سے پہلی تاریخ حضرت ابوبکر کی خلافت کا حساب کیا گیا ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی روایت مین ہے کہ کل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے دس راتین۔ جو گیارہ ربیع الاول کی شام سے بعد وفات النبی کے ۱۲ ربیع الاول سلہ یوم سہ شنبہ لغایت ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ دو سال تا ۱۲ جمادی الآخرہ تین مہینے تا ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ دس راتین کامل ہوئین۔

۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ قرار دینے سے ۲۹ صفر کا پنجشنبہ ایکم ربیع الاول کو ہوجاتا ہے اور مدت خلافت کا حساب ۱۳ ربیع الاول سے ہوگا جس سے بجائے دس دن کے نو دن ہونگے جیسا کہ معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر ۱۳۰۰ھ صفحہ ۵۶ مین بحوالہ ابن اسحاق ہے وکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشہر وتسع لیال یعنی مدت خلافت (حضرت ابوبکر) دو سال تین مہینے نو راتین ہین جو حضرت عائشہ کی روایت کے معارض ہے۔ اور علاوہ اسکے ۱۲ ربیع الاول کے (دوشنبہ) سے تیسری ماہ رمضان کو روز دوشنبہ آئیگا حالانکہ تیسری ماہ رمضان کو سہ شنبہ تاریخ وفات جناب فاطمہ علیہا السلام مسلمات ارباب محدثین وسیر ہے جسکو ہم آگے بیان کرینگے اور آخر عمر کی مدت مین حدیث کے خلاف ایک دن کا اضافہ ہوجاتا ہے۔

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے اصلی رسالہ سرور المحزون مطبوعہ چھاپہ محمدی ۱۲۵۶ھ کے صفحہ ۳۴ مین لکھتے ہین

وفات یافتند روز دوشنبہ وقتیکہ گرم شد چاشت بتاریخ دوازدہم از ربیع الاول وبیمار ماندند چہاردہ روز۔	یعنی حضرت صلعم نے ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے روز چودہ دن بیمار رہکر وفات فرمائی۔

اور قرۃ العیون شرح سرور المحزون حصہ ششم ج اول کے صفحہ سطر ۱۴ مین ہے۔ اور اسی گیارھوین سال صفر کی چھبیسوین تاریخ دوشنبہ کے روز آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ درستی سامان لشکر کی واسطے لڑائی روم کے کرین۔ اور اسی مہینہ کی اٹھائیسوین تاریخ کو آنحضرت صلعم بیمار ہوئے عارضہ تپ اور درد سر کا تھا اور دوسرے دن باوجود بیماری کے آپ نے اپنے دست مبارک

ایک لواے یعنی نشان اسامہؓ کے واسطے بنایا الخ

اور روضۃ الاحباب ج۔ اول مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۱۰ھ کے صفحہ ۳۴ مین ہے۔

درروز دوشنبہ بست وششم ماہ صفر سنہ مذکورہ حضرت امر فرمود مردم راکہ ساختگی لشکر کنید جہۃ حرب روم روز دیگر اسامہ بن زید راطلبید و فرمود ترا امیر لشکر میگردانم الخ

یعنی ۲۶ صفر دوشنبہ کے روز رسولخدا صلعم نے لوگونکو جنگ روم کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ اور ۲۷ صفر (سہ شنبہ) کو اسامہ بن زید کو بلاکر امیر لشکر فرمایا۔

درروز چہارشنبہ بست وہشتم ماہ مذکور آنحضرت رامرض طاری شد در روز دیگر باوجود مرض بدست مبارک خود لواے برای وے عقد فرمود۔

یعنی ۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن آنحضرت صلعم کو مرض لاحق ہوا اور دوسرے دن (۲۹ صفر پنجشنبہ) کو باوجود مرض کے اپنے دست مبارک سے اسامہ بن زید کے لئے جھنڈا درست فرمایا۔

غرضکہ آخر ماہ صفر کے دو دن ۲۸ و ۲۹ صفر اور بارہ روز ماہ ربیع الاول کے سرور المحزون والے یہ کل چودہ دن ہوئے جو ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا چودہوان روز (سہ شنبہ) ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوشنبہ کو وفات فرمایا ہے جو تیرھوان روز گیارہ ربیع الاول کو ہوتا ہے جسکی آخر یوم پر رحلت ہے اور حضرت ابوبکر غیر حاضر تھے چونکہ ۱۲ ربیع الاول کی صبح کو دن چڑھے اپنے مکان سے جو مدینہ سے دو میل پر تھا تشریف لائے اور تھوڑی دیر کے بعد طلب خلافت مین سقیفہ بنی ساعدہ کو گئے ہین اسلئے عام روایتون مین وفات النبی گیارہ ربیع الاول کے بجائے ۱۲ ربیع الاول لکھا ہے جو تاریخ مرض النبی سے ایک روز کا فرق ہوجاتا ہے یہی نکتہ تحقیق سے صحیح آتا ہے۔ کیونکہ شاہ عبدالعزیز محدث اور شاہ عبدالقادر محدث پسران شاہ ولی اللہ محدث دہلوی عرفہ ۹ ذیحجہ سے حضرت صلعم کا زندہ رہنا تین مہینے یعنی نوے روز (۹۰ دن) فرماتے ہین جو حدیث مین اکیاسیؐ یوم آخر عمر کے ہین چنانچہ نقشہ مرتبہ اور مسلمہ حضرت نعمانی کے مطابق ۹ ذیحجہ سے ۲۹ ذیحجہ تک (۲۰ شبانہ روز) ماہ محرم (۳۰ شبانہ روز) ماہ صفر (۲۹ شبانہ روز ماہ ربیع الاول (گیارہ شبانہ روز) جسکی میزان (۹۰ شبانہ روز) یعنی گیارہ ربیع الاول تک تین مہینے ہوگئے جس کا دوسرا حساب ۱۸ ذیحجہ سے ۲۹ ذیحجہ تک (گیارہ شبانہ روز) اور ماہ محرم (۳۰ شبانہ روز) ماہ صفر (۲۹ شبانہ روز) ماہ ربیع الاول (گیارہ شبانہ روز) یہ کل میزان (۸۱ شبانہ روز) کی ہوئی جو صحیح حدیث کے مطابق ہے جس مدت کو جمہور مفسرین نے اختیار کیا ہے۔

اور ۱۲ ربیع الاول کو پہلے حساب سے (۹۱ روز) اور دوسرے حساب سے (۸۲ روز) ہوتے ہین جو خلافت کے پہلی تاریخ مین داخل ہے

اب ہم حضرت عائشہ کی مخرجہ روایت کی جانب توجہ کرتے ہین جس مین سات جمادی الثانی یوم دوشنبہ کو غسل کرنے سے اور سردی کی وجہ سے حضرت ابوبکر بیمار ہوئے اور ۲۲ جمادی الثانی کی شام کو بعد مغرب کے شب سہ شنبہ مین وفات فرمائی جس روز کل مدت خلافت کی دو سال تین مہینے دس شبانہ روز کے بتائے گئے ہین۔ یہ آخر کے دس شبانہ روز اسی ۱۲ تاریخ کی شب سے یعنی

گیارہ تاریخ کی شام سے محسوب کئے گئے ہیں ورنہ دس شبانہ یوم نہیں ہو سکتے۔

جب پیغمبر صاحب کی وفات گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ (دوشنبہ) کے آخر یوم پر واقع ہوئی تو شب ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کے شام سے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تک دو سال تین مہینے دس راتیں ہوتی ہیں۔

چنانچہ مورخ ابو الفداء وغیرہ اوسی حدیث حضرت عائشہ کے مطابق اپنی اپنی تاریخ میں لکھتے آئے جیسا کہ تاریخ المختصر فی اخبار البشر میں ہے۔

قال ابو الفداء ثم توفی (ابو بکر) مساء لیلۃ الثلاثاء بین المغرب والعشاء لثمان بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ فکانت خلافۃ سنتین وثلاثۃ اشہر وعشر لیال۔	مورخ ابو الفدا کہتے ہیں کہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو درمیان مغرب اور عشا کی شب سہ شنبہ میں حضرت ابو بکر نے وفات پائی اور مدت خلافت کی دو سال تین مہینے دس راتیں ہیں۔

روایت حضرت عائشہ اور مورخ ابو الفداء وغیرہ ۲۲ جمادی الآخرہ کو (دوشنبہ) جسکی آنیوالی شب (سہ شنبہ) میں وفات ابو بکر بیان کرتے ہیں حالانکہ روایت حضرت عائشہ میں سات جمادی الآخرہ کے دوشنبہ کے روز حضرت ابو بکر کو غسل کرنے سے سردی کی وجہ سے بیماری لاحق ہوئی۔ تو آٹھ جمادی الآخرہ کو (سہ شنبہ) پس ۱۵ و ۲۲ جمادی الآخرہ کو (سہ شنبہ) ہوا جسکی آنیوالی شب شب (چہار شنبہ) درمیان مغرب وعشا کے رحلت ابو بکر ثابت ہوتی ہے۔

جسکی تائید میں علامہ ابن شحنہ حلبی حنفی روضۃ المناظر مطبوعہ مصر ۱۳۰۳ھ ص ۱۴۰ میں ۱۳ھ کے حال میں صحیح حساب وفات حضرت ابو بکر لکھتے ہیں۔

وتوفی ابو بکر لیلۃ الاربعاء لثمان بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ وکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشھر وعشر لیالی	وفات فرمائی ابو بکر نے شب چہار شنبہ ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو اور دو سال تین مہینے دس دن خلافت کی

علامہ موصوف کا یہ حساب ازروی حساب کی روایت سے ملتا ہے جس میں مدت خلافت کو بجائے دس راتوں کے دس دن کئے ہیں یعنی ۱۲ ربیع الاول کے دن سے شمار کیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم کی جگہ امامت یا خلافت ۱۱ ربیع الاول کی شام سے اور ۹ و ۱۰ بجے دن تک خالی رہی کیونکہ ابھی سقیفہ بنی ساعدہ میں داخلہ نہیں ہوا۔ غرضکہ وفات حضرت ابو بکر دوشنبہ اور سہ شنبہ کے درمیان میں ہونا اوسی حدیث حضرت عائشہ سے غلط ہو گیا۔ اور صحیح شب جمعہ ہے۔

چنانچہ روضۃ الاحباب ج۔ ثانی آخر ص ۵۹ مطبوعہ مطبع نامی تیغ بہادر ۱۲۵۶ھ میں ہے۔

ارباب سیر وتواریخ رحمہم اللہ آوردہ اند کہ ابو بکر صدیق رض بعد از واقعہ فیل بدو سال وچہار ماہ متولد شد ودر آخر روز دوشنبہ وبقولے شب سہ شنبہ واصح آنست وبقولے روز جمعہ بست ودوم یا سیوم جمادی الآخرہ سال سیزدہم از ہجرت وفات یافت۔	یعنی ارباب وتواریخ نے بیان کیا ہے کہ ابو بکر صدیق بعد واقعہ فیل کے دو سال چار ماہ پر پیدا ہوئے اور آخر یوم دوشنبہ اور بقولے شب سہ شنبہ اور صحیح یہ ہے اور بقولے روز جمعہ ۲۲ یا ۲۳ جمادی الآخر ۱۳ھ کو وفات فرمائی۔

نمبر ۱ ابن شہاب زہری متوفی ۱۲۴ھ

اور مراۃ الجنان یافعی اور مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ملا علی قاری مین ولادت حضرت ابوبکر کی ابومعشر کی مدت خلافت کے لحاظ سے ہے۔ (حالانکہ ابوبکر کی ولادت سنہ فیل کے تین سال بعد ہوی۔ دیکھو ۔۔۔ کتاب ہذا۔)

ولد رضی اللہ عنہ بعد عام الفیل بسنتین و اربعۃ اشھر الا ایاما۔

یعنی حضرت ابوبکر بعد واقعہ سنہ فیل دو سال کچھ دن کم چار مہینے پر پیدا ہوئے۔

اور حضرت عایشہ کی روایت مین بسلسلہ روایت گئے ہے کہ حضرت ابوبکر بعد واقعہ فیل کے تین سال پر پیدا ہوے جس سے رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت حضرت ابوبکر کچھ مہینے کم ۶۰ سال کے تھے اور وفات پر باسٹھ سال کے قرار پاتے مین

اور اکمال فی اسماء الرجال بصاحب لمشکوۃ مین ہے

ابوبکر صدیق کان مولدہ بمکۃ بعد الفیل سنتین و اربعۃ اشھر الا ایاما، و مات بالمدینۃ لیلۃ الثلثاء لثمان بقین من جمادی الاخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ کانت خلافتہ سنتین و اربعۃ اشھر۔

یعنی اکمال اسماء الرجال مشکوۃ مین ہے۔ کہ ابوبکر صدیق بعد واقعہ فیل کے دو سال کچھ دن کم چار مہینے پر مکہ معظمہ مین پیدا ہوئے اور ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ شب سہ شنبہ کو مدینہ منورہ مین رحلت کی خلافت کا زمانہ دو سال چار مہینے ہوئے جسکو ابومعشر نے دو سال چار راتوں کم چار مہینے کی کل مدت خلافت بیان کی ہے

جس سے ابومعشر کا قول ۲۶ صفر (دوشنبہ) سے مدت خلافت حضرت ابوبکر کا حساب اس طرح آتا ہے۔

۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ لغایت ۲۶ صفر سنہ ۱۳ھ دو سال تا ۲۶ ربیع الاول سنہ ۱۳ھ ایک ماہ اور تا ۲۶ جمادی الآخرہ کل چار ماہ ہوئے چونکہ وفات ابوبکر کی آٹھ راتون باقی ماہ جمادی الآخرہ کو واقع ہوئی یعنی ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ جسکی ایک رات ۲۳ دوسری ۲۴ تیسری ۲۵ چوتھی ۲۶ جمادی الآخرہ کی یہ چار راتین چوتھے ماہ کی پورے ہونیکو باقی رہگئین تہین۔

حاصل مقصود ابومعشر کے قول سے یہ نکلا کہ ۲۶ صفر کو (دوشنبہ) تھا اسی تاریخ مین حضرت صلعم نے لوگون کو جنگ روم پر جانے کی تیاری کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور ۲۷ صفر (سہ شنبہ) کو حضرت نے اسامہ بن زید کو طلب فرماکر تین ہزار کے لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔ اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے روز حضرت کے درد سر اور بخار کا آغاز ہوا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کی صبح کو حضرت علیہ الصلوۃ والسلام اپنے دست مبارک سے اسامہ بن زید کے لئے علم بناکر مرحمت کیا اور اکابرین صحابہ کو جن مین مہاجرین و انصار سب کے سب داخل تھے اسامہ کی ماتحتی مین جنگ روم پر جانے کے لئے مامور فرمایا۔

لہ سیرت النبی شبلی کے جلد اول مین ہے "اس زمانہ مین امام زہری نے مغازی پر ایک مستقل کتاب لکھی اور جیسا کہ امام سہیلی نے روض الانف مین تصریح کی ہے یہ اس کتاب کی پہلی تصنیف تھی امام زہری اس زمانہ کے علم العلماء تھے فقہ و حدیث مین انکا کوئی ہمسر نہ تھا امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہین۔ زہری کے تلامذہ مین سے دو شخصون نے اس فن مغازی مین نہایت شہرت حاصل کی اور یہی دو شخص ہین جن پر اس فن کا سلسلہ ختم ہوتا ہے موسی بن عقبہ اور محمد بن اسحاق"

سلہ قدح ابومعشر صحیح ترمذی ج۔ اول باب ما بین المشرق والمغرب قبلہ کی ہے۔ قال ابو عیسی قد تکلم بعض اہل العلم فی ابی معشر من قبل حفظہ واسمہ نجیح مولی بنی ہاشم قال محمد لا اروی عنہ شیأ۔ یعنی ابوعیسی ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم نے ابومعشر کے حافظہ کی نسبت کلام کیا ہے اور نام اسکا نجیح مولی بنی ہاشم کا ہے کہا محمد ابن اسمعیل بخاری نے مین اس سے کوئی روایت نہیں کرتا۔

جس کے بعد یکم ربیع الاول (جمعہ) لغایت ۸ ربیع الاول (جمعہ) اکابر بن صحابہ اسامہ مذکور کے سردار ہونیکے متعلق چہ میگوئیان کرتے رہے۔ ۹ ربیع الاول یوم (شنبہ) کو کہ دسوان روز ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا گزرا کہ حضرت صلعم کو خبر طعن صحابہ مامورین اسامہ کی معلوم ہوئی یہ خبر سماعت فرماتے ہی حضرت کمال غضب مین آئے اور ویسے ہی سر مین پٹی باندھے ہوئے منبر پر تشریف لاکر خطبہ ارشاد فرمایا جسکی تفصیل آگے آئیگی پھر بیت الشرف مین داخل ہوگئے اور دس ربیع الاول (یکشنبہ) کے روز حضرت پر تپ درد کی شدت رہی جس سے حضرت بالکل کلام تک نہین کرسکے گیارہ ربیع اول (دوشنبہ) کی صبح کو افاقہ ہوا اس روز کا غالب حصہ ہدایت ووصیت وطلب قرطاس وغیرہ مین صرف ہوا آخر یوم پر حضور سرور کائنات نے رحلت فرمائی اوسوقت حضرت ابوبکر وغیرہ جو اسامہ کی ماتحتی مین مامور ہوئے وہ سب غیر حاضر تھے۔ ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) کی صبح کو دن چڑھے اطلاع ہونے پر سب سے پہلے حضرت عمر و ابوعبیدہ وغیرہ اور پھر حضرت ابوبکر آئے اور تھوڑی دیر کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ انصار کے مجمع مین تشریف لے گئے جنکی خلافت کا آغاز اسی بارہ ربیع الاول (سہ شنبہ) کے روز سے شمار کیا گیا ہے جس مین وہ وقت جو غیر حاضری مین گذرا وہ بھی محسوب کرلیا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ کی روایت جو پہلے لکھی گئی ہے اوس سے کل مدت خلافت دو سال تین مہینے دس راتین ہین۔ یہ دس راتین گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کی ختم پر بارھوین ربیع الاول کی شب (سہ شنبہ) سے شروع ہوتی ہے اور جو بارہ ربیع الاول ۱۳ھ تک دو سال تا ۱۲ جمادی الاخرہ ۱۳ھ تین مہینے تا ۲۲ جمادی الآخرہ دس راتین ہوئین۔

نمبر(۲) امام موسی بن عقبہ

یہ امام موسی بن عقبہ ابن شہاب زہری کے تلامذہ سے ہین جن سے امام مالک کو تلمذ ہے اور جو زہری کے بھی شاگرد ہین بخاری نے اپنے صحیح مین انہین موسی بن عقبہ کے واسطہ اور ابن عباس کی سند سے ۲۵ ذیقعدہ کو سفر حجۃ الوداع فرمانے اور چوتھی ذیحجہ داخلہ مکہ معظمہ کی روایت کی ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری باب مایلبس المحرم مین ہے۔۔

حدثنا محمد بن ابی بکر المقدمی حدثنا فضیل بن سلیمان قال حدثنی موسی بن عقبۃ قال اخبرنی کریب عن عبد اللہ بن عباسؓ قال انطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ ××× وذلک لخمس بقین من ذی القعدۃ فقدم مکۃ لاربع لیال خلون من ذی الحجۃ۔

بیان کیا مجھے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا فضیل بن سلیمان نے کہا حدیث کی ہم سے موسی بن عقبہ نے کہا خبر دی مجکو کریب نے عبد اللہ بن عباس سے کہا اونہون نے کہ جب رسول اللہ صلعم مدینہ منورہ سے چلے تو وہ دن ۲۵ ذیقعدہ (پانچ راتین ذیقعدہ کی باقی تھین) کا تھا پس مکہ مین آپ پہونچے کہ ذیحجہ کی چار راتین گزر چکی تھین۔

روایت مذکورہ مین ۲۵ ذیقعدہ کا دن نہین بتایا گیا لوگون نے یوم (شنبہ) یا (دوشنبہ) فرض کیا ہے۔ یہ موسی بن عقبہ

امام مغازی بھی ہین جنکی کتاب کو شبلی صاحب نے لکھا ہے کہ وہ آج موجود نہین چونکہ نعمانی صاحب نے اپنے مطلب کے ثبوت مین موسی بن عقبہ کو ارباب سیر پر مقدم کرکے ثقہ ترین ارباب سیر سے لکھکر یکم ربیع الاول کی روایت کو منسوب کیا ہے اسلئے ہم ۲۵ ذیقعدہ کے دن کی تحقیق کرتے ہین۔

اور شبلی صاحب نے حضرت صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۶ ذیقعدہ (سنیچر) نماز ظہر کے بعد مدینہ سے باہر نکلنا قرار دیا ہے جس سے ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) اور ۹ ذیحجہ (جمعہ) اور ۱۲ ربیع الاول (جمعہ) اور ۱۸ ذیحجہ (یکشنبہ) اور ۲۹ صفر (یکشنبہ) اور یکم ربیع الاول (دوشنبہ) اور ۱۵ ربیع الاول (دوشنبہ) لائے ہین۔ (دیکھو نقشہ مفروضہ شبلی ص۳۵ کتاب ہذا نمبر ۲ و ۳ و ۵ و ۶)

لیکن ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) کا روز نہین تھا کیونکہ صحیح بخاری مین ابن جریج کے واسطہ انس کی سند سے رسول اللہ صلعم نے ظہر کی چار رکعت مدینہ منورہ مین پڑھی اور ذوالحلیفہ مین دو رکعت قصر کی گئی۔

چنانچہ صحیح بخاری جلد ثانی باب مذکورہ بالا مین ہے۔

حدثنا عبد الله بن محمد حدثنا هشام بن يوسف اخبرنا ابن جريج حدثنا محمد بن المنكدر عن انس بن مالك قال صلى النبي صلى الله عليه وسلم بالمدينة اربعا وبذي الحليفة ركعتين۔

حدیث کی مجھے عبداللہ بن محمد نے کہا حدیث کی ہم سے ہشام بن یوسف نے خبر دی ہمکو ابن جریج نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن منکدر نے انس بن مالک سے کہا اونھون نے کہ رسول اللہ نے مدینہ مین چار رکعت اور ذوالحلیفہ مین دو رکعت (قصر) پڑھی۔

اگر ۲۵ ذیقعدہ کو یوم (شنبہ) فرض کیا جائے تو ۹ ذیحجہ اور ۱۲ ربیع الاول کو (شنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۲۹ صفر (دوشنبہ) اور یکم ربیع الاول (دوشنبہ) اکثر الوقوع سے اور ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے آتا ہے۔

اور ۲۵ ذیقعدہ کو ابن عباس کی روایت مین یوم (شنبہ) حافظ ابن سعد[1] نے اپنے طبقات کبیر مین اور بالکل یہی روایت حافظ دمیاطی نے المختصر من سیرۃ سید البشر مین وارد کی ہین۔

عن ابن عباس رض يكره ان يقال حجة الوداع ويقول حجة الاسلام فخرج رسول الله صلعم من المدينة وذلك يوم السبت لخمس ليال بقين من ذي القعدة فصلى الظهر بذي الحليفة ركعتين۔

ابن عباس حجۃ الوداع کہنے سے کراہیت کرتے تھے اور حجۃ الاسلام کہتے تھے اور رسول اللہ صلعم مدینہ منورہ سے سنیچر کے دن جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین نماز ظہر پڑھکر نکلے اور ذوالحلیفہ مین دو رکعت ادا فرمائی۔

اور حضرت شبلی نے جس قول موسی بن عقبہ سے یکم ربیع الاول وفات النبی فتح الباری وفات سے لکھا ہے وہ روایت

---

[1] توثیق ابن سعد سیرت شبلی جلد اول ص۱۸ مین ہے۔ ابن سعد مشہور محدث ہین محدثین نے عموماً لکھا ہے کہ اونکے استاد واقدی قابل اعتبار نہین لیکن وہ خود قابل سند ہین خطیب بغدادی نے انکی نسبت یہ الفاظ لکھے ہین كان من اهل العلم والفضل والفهم والعدالة كتابا كبيرا في الطبقات الصحابة والتابعين اور الفاروق حصہ اول ص۶ مین ہے۔ محمد بن سعد کاتب الواقدی المتوفی ۲۳۰ھ نہایت ثقہ اور مستند مورخ ہے اسکے ثقہ ہونے مین کسی کو کلام نہین اسنے ایک کتاب آنحضرت صلعم اور صحابہ اور تابعین وتبع تابعین کے حالات مین نہایت بسط وتفصیل سے دس بارہ جلدون مین لکھی ہے اور تمام واقعات کو محدثانہ طور پر بہ سند لکھا ہے۔

یہ ہے جو فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱۸ باب مرض النبی مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۷ھ اور زرقانی جلد ۳ مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۷۶ھ کے صـ۱۳۱ مین یہ ہے۔

عند موسی بن عقبہ واللیث والخوارزمی وابن زبر مات لھلال ربیع الاول۔

موسی بن عقبہ اور لیث اور خوارزمی و ابن زبر کے نزدیک رسول اللہ صلعم کی وفات چاندرات کے وقت یعنی (آخر یوم پر ہوئی)

ایضاً عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۸ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ صـ۴۳۷ باب مرض النبی مین ہے

قال ابو نعیم الفضل بن دکین توفی یوم الاثنین مستھل ربیع الاول۔

ابو نعیم فضل بن دکین نے کہا ہے کہ وفات النبی دو شنبہ کے روز چاندرات ربیع الاول مین ہوئی۔

لفظ (ہل) برآمدن ہلال (اہلال) برآمدن ماہ نو و لفظ (استہلال) برآمدن ماہ نو (ہلال) ماہ نو دیدن (منتہی الارب) چونکہ حضرت شبلی اُسی روایت موسی بن عقبہ اور امام لیث مصری کی سند اور امام سہیلی کے بیان "اقرب[1] الی الحق" سے یکم ربیع الاول کو بتایا ہے جسکو علامہ سیرت حلبیہ نے اونہین امام سہیلی کے قول سے وفات النبی ہونا ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول اپنے سیرت جلد ۳ صـ۳۸۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ مین وارد کی ہے جس سے امام سہیلی کا موسی بن عقبہ وغیرہ کے قول کو چاندرات کے وقت مین وفات النبی کا واقع ہونا یعنی ۲۹ صفر کو (دوشنبہ) ہونا قبول کیا ہے چونکہ وفات النبی ماہ ربیع الاول مین واقع ہوئی ہے اسلئے امام سہیلی نے ۱۳ تا ۱۴ ربیع الاول قرار دیا۔

پہلی صورت ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے ہے جس سے یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) اور ۲۹ صفر (دوشنبہ) ہوا اور دوسری صورت اگر ماہ صفر کامل ۳۰ دن لیا جائے تو ۳۰ صفر (سہ شنبہ) یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے ہوا۔

ہر دو صورت سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ (شنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (شنبہ) اور حضرت شبلی کا ۲۶ ذیقعدہ (یکشنبہ) ہوا جو موسی بن عقبہ کی وفات النبی ہلال ربیع الاول سے واقع ہوگیا اور ۹ ذیحجہ عرفہ کا (جمعہ) اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول باطل اور غلط ہوا۔ دیکھئے شبلی صاحب کبھی دروغ کو فروغ نہین ہوتا۔ آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کا نزول ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر مین جناب علی علیہ السلام کی ولایت کے اظہار اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حاضرین جلسہ اور امہات المومنین کے مبارکباد ادا کرنے کے بعد آخر دن پر نازل ہوا جس کے تائید کی یہ روایت ہے جو ابن عباس کی سند سے ہے۔

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱۰ صـ۱۶۵ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم مین ہے۔

ما اخرجہ الطبری بسند فیہ ابن لھیعۃ عن ابن

طبری نے ابن لہیعہ کے طریق اور ابن عباس کی

---

[1] امام سہیلی کے روض الانف مطبوعہ مصر جلد ثانی کے صـ۳۷۲ مین خوارزمی کے حوالہ سے یکم ربیع الاول کو "ھذا اقرب فی القیاس" لکھا ہے نہ کہ اقرب الی الحق کا غلط لفظ جسکو شبلی صاحب نے تصنیف کرکے بڑھایا ہے۔ اور سہیلی کے جانب نسبت دی ہے۔

عباس ان ھذہ الآیۃ نزلت یوم الاثنین۔

سند سے روایت کی ہے کہ تحقیق یہ آیت دوشنبہ کے دن نازل ہوئی۔

حدیث مذکورہ سے اور ۲۵ ذیقعدہ یوم (شنبہ) کے فرض کرنے سے (۱۸ ذیحجہ کو دوشنبہ) آیا جس سے اس تاریخ مین آیہ موصوفہ کا نزول متحقق ہوگیا لیکن ۱۸ ذیحجہ سے اکیاسی یوم پر جمعہ ہوتا ہے اسلئے یوم صحیح نہین ہے اور ۱۴ ربیع الاول کو چوراسی دن ہوتے ہین علاوہ مدت کے خلاف ہونے کے خلاف اصول بھی ہے، کیونکہ شبلی صاحب نے اپنے سیرت النبی مین یہ طے کردیا ہے کہ "تمام محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے کہ یکم ربیع الاول سے بارہ ربیع الاول تک کوئی تاریخ تھی، اور دوشنبہ کا دن تھا"

اور سیرت حلبیہ مین ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) تک ۹۳ دن یعنی تین مہینے تین دن کی مدت حضرت کے آخر عمر کی لکھی ہے جسکا ذکر آگے آئیگا جس سے ۲۹ صفر تک ۷۹ دن یکم ربیع الاول کو ۸۰ روز ہوئے۔

اگر ۹ ذیحجہ عرفہ کو جمعہ کا دن بالفرض قرار دیا جائے تو یکم ربیع الاول تک ۸۰ شبانہ روز ہونے سے غلط ہے اسی یکم ربیع الاول کو شبلی صاحب نے ۸۱ یوم کا حساب دکھایا ہے جو قطعًا غلط ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع میں(سرخی کی پہلا خانہ)

۹ ذیحجہ عرفہ سے ۲۹ ذیحجہ تک ۲۰ شبانہ روز ماہ محرم ۳۰ شبانہ روز ماہ صفر ۲۹ شبانہ روز تک ۷۹ دن یکم ربیع الاول کو ۸۰ روز ہوئے اس یکم ربیع الاول سے مدت خلافت حضرت ابوبکر کا حساب ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تک دو سال تین مہینے اکیس دن ہوتے ہین جسکے تائید کی کوئی روایت نہین ہے اسلئے بھی یکم و دوم غلط ہے۔

چونکہ موسی بن عقبہ کے ۲۵ ذیقعدہ سفر حجۃ الوداع کے یوم شنبہ سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) ۱۸ ذیحجہ کو (دوشنبہ) ۲۹ صفر کو (دوشنبہ) ہوتا ہے اور وفات النبی ہلال ربیع الاول یعنی ۲۹ صفر کے آخر روز مین ہونے سے یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول (شنبہ) صرف، ربیع الاول کو دوشنبہ واقع ہوتا ہے اور اس تاریخ مین وفات النبی کے تاریخ کی تاریخ اسلام مدعی نہین ہے اسلئے تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم غلط ہے جو محض عرفہ ۹ ذیحجہ مین یوم جمعہ لانیکے لئے اختلاف کیا گیا ہے۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے جس حدیث مخرجہ ابن جریر طبری کے حوالہ سے آیہ اکمال دین کا نزول یوم دوشنبہ کو کہا ہے اور جو ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم مین واقع ہوتا ہے اوس کی اصل حدیث یہ ہے جس مین پورا سورہ مائدہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا۔

قال ابن جریر حدثنی المثنی قال ثنا اسحاق قال اخبرنا محمد بن حرب قال ثنا ابن لھیعۃ عن خالد بن ابی عمران عن حنش عن ابن عباس انزلت سورۃ المائدۃ یوم الاثنین الیوم اکملت لکم دینکم

کہا ابن جریر نے حدیث کی مجھسے مثنی نے کہا حدیث کی ہم سے اسحاق نے کہا خبر دی ہمکو محمد بن حرب نے کہا حدیث کی ہم سے ابن لہیعہ نے خالد بن ابی عمران سے اونے حنش سے اونے حضرت ابن عباس سے کہ سورہ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا

جسکی تائید سیرت مغلطای سے بھی ہوتی ہے۔

ذکر یعقوب عن ابن عباس ولد علیہ السلام

یعقوب نے ابن عباس کے سند سے ذکر کیا ہے کہ

یوم الاثنین وخرج من مکۃ یوم الاثنین ودخل المدینۃ یوم الاثنین وفتح مکۃ یوم الاثنین ونزلت سورۃ المائدۃ یوم الاثنین۔	رسولخدا علیہ السلام دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ سے ہجرت کی اور دوشنبہ ہی کو مدینہ منورہ مین داخل ہوئے اور دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ فتح ہوا اور سورہ مائدہ کا نزول دوشنبہ کو ہوا۔

یہ علاء الدین مغلطای بھی شارح صحیح بخاری ہین یہ بھی اپنی کتاب سیرت المصطفےٰ مین حجۃ الوداع کا سفر ۲۵ ذیقعدہ شنبہ کے ساتھ وارد کیاہے وہ یہ ہے۔

ثم حجۃ الوداع قال ابن الجزار وتسمی البلاغ وحجۃ الاسلام یوم السبت لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ	ابن الجزار نے کہا کہ پھر حجۃ الوداع جسکا نام البلاغ اور حجۃ الاسلام ہے اوسکے لئے سنیچر کے دن جبکہ پانچ راتین ذیقعدہ کے خاتمہ کو باقی تھین یعنی ۲۵ ذوقعدہ (تو حضرت پیغمبر علیہ السلام نے سفر فرمایا) یہی ۲۵ ذیقعدہ کا سنیچر تھا

۹ ذیحجہ عرفہ کے دن اور بارہ ربیع الاول کو آتا ہے دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک ابن سعد کا پہلا خانہ جس مین ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) اور ۲۹ صفر ۱۱ھ (دوشنبہ) واقع ہے۔ یہی ۲۹ صفر کا (دوشنبہ) اور یکم ربیع الاول کا (سہ شنبہ) ۲۲ و ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ وفات حضرت ابوبکر دوشنبہ اور سہ شنبہ آتا ہے دیکھو نقشہ (اول) جو پہلے خانہ نقشہ جنتری نمبر (ایک) کی تائید مین ۱۳ھ تک ملتاہے۔ دیکھو صفحہ تاریخ

اسی ۲۹ صفر ۱۱ھ (دوشنبہ) کی شام کو وفات نبی موسیٰ بن عقبہ کے قول کے مطابق یکم ربیع الاول ۱۱ھ سے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تک حضرت ابوبکر کی مدت خلافت دو سال تین مہینے بائیس دن ہوئے جسکی تائید مین یہ دو قول نقل کئے جاتے ہین۔

چنانچہ قال الحاکم فی المستدرک (جلد ۳) توفی ابو بکر واستخلف عمر علی راس سنتین وثلاثۃ اشھر واثنین وعشرین یوما۔ یعنی حاکم نے مستدرک مین کہاہے کہ وفات حضرت ابوبکر اور خلافت عمر دو سال تین مہینے بائیس دن پر ہوئی۔

ایضاً۔ ترجمہ تاریخ اعثم کوفی بزبان اردو مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۳۳ مین ہے۔

صدیق نے عائشہ کو اپنے پاس بلایا، اور کہا اے میری بیٹی میرا آخر وقت آپہونچا، عمر کا کوئی لمحہ باقی ہے جب مین شربت مرگ پی چکون مجھے اچھی طرح غسل دینا حنوط و کفن دیکر نماز جنازہ پڑھو نا الی ان قال جس دن یہ وصیت کی وہ اتوار کا دن تھا اور دوسرے دن پیر کو وفات پائی۔ پھر مرقد رسول کے پہلو مین دفن کیا وہ وقت ۱۳ھ تھا، جمادی الآخر کی ساتوین تاریخ گذر کر بیماری لاحق ہوئی پندرہ روز بیماری مین گذرے اور بائیسوین جمادی الآخر کو وفات پائی ترسٹھ برس کی عمر تھی مدت خلافت دو برس تین مہینے بائیس دن، یہ مدت بلا سند ہے

پس موسیٰ بن عقبہ کا قول کہ پیغمبر کی وفات بارہ ربیع الاول کے دن واقع ہوئی وہ ۲۹ صفر (دوشنبہ) کی شام کو

ہونا ثابت ہو گیا جنکے ساتھ لیث اخوار زہری اور ابن زبیر بھی ہیں۔

لیکن امام سہیلی نے اس قول کو یعنی ۲۹ صفر کو (دوشنبہ) کا ہونا قبول کرتے ہوئے وفات النبی ہوا یا ۱۲ ربیع الاول قرار دیا ہے کیونکہ اسپر اجماع ہے کہ آنحضرت کی وفات (دوشنبہ) کے دن اور ماہ ربیع الاول میں واقع ہوئی۔

چونکہ ۲۹ صفر (دوشنبہ) کے بعد ۱۴ ربیع الاول کو (دوشنبہ) کثیر الوقوع ہے اور ۳۰ صفر (سہ شنبہ) کے بعد ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع ہے ہوتا ہے اسلئے دونوں تاریخیں قرار دیگئیں جنکے تائید کی مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے آٹھ دن محسوب کئے گئے ہیں۔

چنانچہ حیوٰۃ الحیوان کمال الدین محمد بن عیسیٰ الدمیری الشافعی جلد اول مطبوعہ مصر کے صـ۴۶ میں ہے۔

توفی ابوبکر رضی اللہ عنہ لثلاثا بین المغرب والعشاء لثمان بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ من الھجرۃ۔	یعنی وفات پائی حضرت ابوبکر نے منگل کی شب میں درمیان مغرب اور عشا کے جبکہ آٹھ راتیں ماہ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کی باقی تھیں یعنی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تھی۔
وکانت خلافتہ رضی اللہ عنہ سنتین وثلاثۃ اشھر و ثمانیۃ ایام	اور خلافت حضرت ابوبکر کی دو برس تین مہینے آٹھ دن ہوئے یہ مدت بھی بلا سند ہے یعنی اسکے تائید کی کوئی روایت نہیں ہے۔

لیکن یہ دونوں مدت خلافت حضرت ابوبکر کی اوس حدیث حضرت عائشہ کے معارض ہے جس حدیث کو امام زہری (استاد اور شیخ موسیٰ بن عقبہ) نے حضرت عائشہ کی سند سے دو سال تین مہینے اور دس راتوں تک بیان کیا ہے۔

یا ابن اسحاق نے اسی مدت خلافت کو دو سال تین مہینے نو راتیں بیان کی ہیں۔ یہ دونوں آخری مدت امام زہری اور ابن اسحاق کے سند کی اوس روایت کے مطابق صحیح ملجاتی ہے جس میں ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۸۱ یوم زندہ رہے۔ کیونکہ ۲۹ صفر کو ۹ ذی الحجہ سے ۷۹ دن اور ۱۰ ذی الحجہ سے اسی دن تک ہوتے ہیں۔ اور موسیٰ بن عقبہ کی رو سے یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) تا ۱۲ ربیع الاول (شنبہ) میں صرف ۱۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) ہوتا ہے۔ اور سات ربیع الاول کی وفات النبی کے لئے تاریخ اسلام خاموش ہے۔ اسلئے یہ امر متحقق ہو گیا کہ ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کا یوم (شنبہ) قطعاً غلط ہے نیز اس تاریخ کے ایک یا دو روز قبل اور بعد کو جمعہ کا دن نہیں تھا۔

نمبر(۳) امام محمد ابن اسحاق رئیس اہل المغازی المتوفی ۱۵۱ھ

محمد ابن اسحاق نے جناب رسالتمآب صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذیقعدہ کی روایت کی ہے اسی روایت کو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں یحییٰ بن سعید کے طریق حضرت عائشہ کی سند سے بیان کیا گیا ہے جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں تو رسالتمآب صلعم سفر حجۃ الوداع کے لئے مدینہ منورہ سے باہر نکلے جسکو ہم سیرت ابن ہشام ج ۲ مطبوعہ مصر ۱۲۹۵ھ کے صـ۵ سے نقل کرتے ہیں۔

قال ابن اسحاق فلما دخل علی رسول اللہ صلعم ذو القعدۃ تجہز للحج وامر الناس بالجہاز لہ قال فحدثنی عبد الرحمن بن القاسم عن ابیہ القاسم بن محمد عن عائشۃ زوج النبی صلعم قالت خرج رسول اللہ صلعم الی الحج لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ۔

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ جسوقت ماہ ذیقعدہ آیا تو رسول اللہ نے حج کے لئے تیاری کی اور لوگون کو بھی حج کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا ابن اسحاق نے کہا کہ بیان کیا مجھے عبد الرحمن ابن قاسم نے اون سے اونکے باپ قاسم بن محمد نے اور اون سے عائشہ نے کہ جو زوجہ رسول اللہ صلعم تھین کہا اونھون نے کہ تشریف لے گئے رسول اللہ صلعم حج کو جبکہ پانچ راتین باقی تھین ماہ ذیقعدہ کی یعنی (۲۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ تھی)

حدیث مذکورہ مین محدثین نے ۲۵ ذوقعدہ کا دن نہین بتایا جسکو ہم تاریخ مرض النبی کے یوم سے اور تاریخ وفات النبی کے یوم سے دو طرح پر تحقیق کرینگے تاکہ سفر حجۃ الوداع کا روز صحیح صحیح متحقق ہو جائے۔

تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) اور مرض النبی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کی روایت کو ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) کی مراجعت سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (دوشنبہ) ۱۰ ذیحجہ کو (چہارشنبہ) اور ۲۵ ذوقعدہ کو (دوشنبہ) آتا ہے اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کی مراجعت سے ۱۰ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ (سہ شنبہ) ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) ہوتا ہے۔

تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری جلد اول حصہ چہارم مطبوعہ یورپ لیدن صفحہ ۱۷۵۴ مین ہے۔

عن محمد بن اسحاق عن عبد[1] الرحمن بن الحارث بن عیاش بن ابی ربیعۃ ابتدی صلعم شکوہ التی قبضہ اللہ عزوجل الی ما اراد بہ من رحمتہ وکرامتہ فی لیال بقین من صفر۔

محمد ابن اسحاق سے مروی ہے کہ بیان کیا اون سے عبد الرحمن بن حارث ابن عیاش ابن ربیعہ نے کہ وہ شکایت کہ جس مین خداوند عالم نے آنحضرت صلعم کو اپنے جوار رحمت مین لیا وہ اواخر ماہ صفر مین جبکہ ایک شب باقی تھی پیدا ہوئی۔

ایضاً صفحہ ۱۸۳۷ مین ہے۔

عن ابن اسحق عن عبد[2] اللہ بن ابی بکر[3] بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ قال توفی رسول اللہ

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے سنا اپنے باپ سے کہ کہا

---

[1] توثیق (عبد الرحمن) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے۔ عبد الرحمن بن الحارث ابن عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی ابو الحارث المدنی صدوق لہ اوہام من السابعۃ مات سنہ ۱۴۳ھ ثلث واربعین وثلث وستون (۶۳)۔ [2] توثیق (عبد اللہ) تقریب التہذیب مین ہے۔ عبد اللہ بن ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم الانصاری المدنی القاضی ثقۃ من الخامسۃ مات سنہ ۱۳۵ھ خمس وثلاثین وہو ابن سبعین سنۃ۔ ایضاً تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے قال ابن عبد البر کان من اہل العلم ثقۃ فقیہا محدثا مامونا حافظا وہو حجۃ وقال مالک کان من اہل العلم والبصیرۃ۔ [3] ابو بکر بن محمد کے حال مین سیرۃ النبی شبلی جلد اول مین طبقات ابن سعد کے حوالہ سے ہے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری جو اس زمانہ کے بہت بڑے محدث اور امام زہری کے استاد اور مدینہ کے قاضی تھے عمر بن عبد العزیز نے انکو بالخصوص احادیث جمع کرنیکا حکم بھیجا۔

صلعم فی شہر ربیع الاوّل فی ثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاوّل یوم الاثنین ودفن لیلۃ الاربعاء

اونھون نے کہ وفات پائی رسول اللہ صلعم نے ماہ ربیع الاول مین بارہ راتین گذرین اور ربیع الاول کی دوشنبہ کا دن تھا اور دفن ہوئے شب چہارشنبہ مین۔

ایضاً عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی جلد ۸ باب مرض النبی مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ ص ۴۴۳ مین ہے۔

قال ابن اسحاق توفی لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاوّل فی الیوم الذی قدم فیہ المدینۃ مہاجرا

ابن اسحاق نے کہا کہ وفات پائی آنحضرت نے ۱۲ ربیع الاول کو اوسدن جسدن آپ مدینہ منورہ مین ہجرت کرکے تشریف لائے ہین اور پورے ہوگئے تھے آنحضرت صلعم کے دس سال کامل

ایضاً تاریخ الرسل والملوک جلد اول حصہ چہارم ص ۱۸۳۴ سے یہ حدیث نقل ہے جسکے کل رواۃ صحیح بخاری اور صحیح ترمذی وغیرہ کے ہین۔

عن ابن اسحاق عن صالح بن کیسان عن الزہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ عن عائشۃ قالت توفی رسول اللہ صلعم لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاوّل فی الیوم الذی اقدم فیہ المدینۃ مہاجرا واستکمل فی ہجرۃ عشر سنین کوامل۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ بیان کیا صالح بن کیسان نے زہری سے اون سے عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ نے اون سے حضرت عایشہ نے کہا کہ وفات پائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ بارہ راتین گذرین ماہ ربیع الاول کی اوس روز جس روز آپ مدینہ منورہ مین ہجرت کرکے تشریف لائے ہین پس آنحضرت صلعم کے دس سال کامل پورے ہوگئے تھے

صحیح ترمذی جلد ثانی۔ باب نبی صلعم کے ولادت کے بیان مین محمد بن بشار العبدی ثنا وہب بن جریر ثنا ابی قال سمعت محمد بن اسحاق یحدث عن المطلب بن عبد اللہ بن قیس بن مخرمۃ عن ابیہ عن جدہ قال ولدت

ترمذی کہتے ہین حدیث کی ہم سے محمد بن بشار عبدی نے کہا حدیث کی ہم سے وہب بن جریر نے کہا حدیث کی ہم سے میرے باپ نے کہا سنا مین نے محمد بن اسحاق سے کہ حدیث کرتا تھا مطلب بن عبد اللہ بن قیس بن مخرمہ سے اسنے روایت کی اپنے باپ سے اونے اپنے دادا سے

سلہ محمد بن اسحاق (عیون الاثر حافظ ابن سید الناس جلد اول ص ۸ یہ نسخہ کتبخانہ مولوی عبد الحی صاحب ابو الحسنات لکھنوی فرنگی محلی مین ہے) محمد بن اسحاق بن یسار بن کوتان المدنی مولی قیس بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف ابو بکر وقیل ابو عبد اللہ رأی انس بن مالک وسعید بن المسیب وسمع القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وابان بن عثمان بن عفان ومحمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالب وابا سلمۃ بن عبد الرحمن بن الاعرج ونافعا مولی ابن عمر والزہری وغیرہم وحدث عنہ ائمۃ من العلماء منہم یحیی بن سعید الانصاری وسفیان الثوری وابن جریج وشعبۃ والحمادان وابراہیم بن سعد وشریک بن عبد اللہ النخعی وسفیان بن عیینہ ومن جدہم ذکر ابن المدینی عن سفیان بن عیینہ انہ سمع من شہاب یقول لا یزال بالمدینۃ علم ما بقی ہذا یعنی ابن اسحاق وقال ابن علیۃ عجیبۃ جاریۃ ۱۲

انا و رسول اللہ صلعم عام الفیل۔

کہا ادونے مین اور رسول اللہ صلعم ہاتھیون والے سال مین پیدا ہوئے ہین

اور عیون الاثر حافظ ابن سید الناس مین ہے۔

ولد سیدنا و نبینا محمد صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول

کہ ہمارے سردار ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ربیع الاول کی بارہ راتین گذرنے پر پیدا ہوئے۔

ایضاً تاریخ الخمیس دیار بکری مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ ج اول کے ص۲۲۲ مین ہے والمشہور انہ ولد فی ثانی عشر ربیع الاول وھو قول ابن اسحاق وغیرہ

اور تاریخ خمیس دیار بکری مین ہے کہ محمد بن اسحاق کا قول مشہور یہ ہے کہ آنحضرت صلعم ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

ایضاً عقد الفرید فاضل وحید شہاب الدین احمد المعروف بابن عبد ربہ اندلسی مطبوعہ مصر ۱۲۹۳ھ جز ثانی ص۲۴۵ مین ولادت باسعادت صلعم اور ص۲۴۹ مدت خلافت حضرت ابوبکر یہ ہے۔

قالوا ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول۔

بہت لوگون نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم سنہ فیل یعنی ہاتھی والے سال مین بارہ ربیع الاول جبکہ بارہ راتین گذرین پیدا ہوئے ہین۔

ص۲۴۹ مین وفات حضرت ابوبکر مع مدت خلافت کے یہ عبارت مرقوم ہے۔

توفی لیلۃ الثلاثاء لثمان لیال بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشر من التاریخ فکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشھر وعشر لیال

وفات پائی (حضرت ابوبکر) نے شام شب سہ شنبہ جبکہ آٹھ راتین باقی تھین یعنی ۲۲ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳ھ تھی جنکی مدت خلافت دو سال تین مہینے دس راتین ہوئین۔

بقیہ حاشیہ ص۱۱۳ سمعت شعبۃ یقول محمد بن اسحاق ہو صدوق فی الحدیث ومن روایۃ یونس بن بکیر عن شعبۃ محمد بن اسحاق امیر المحدثین الخ ایضاً حدیث مذکورہ حسن صحیح ہے چنانچہ ابن اسحاق کی مخرجہ روایت صحیح ترمذی جلد اول باب مغرب مین قراۃ کا بیان جو کتاب الصلوۃ مین ہے۔

حدثنا ہناد نا عبدۃ عن محمد بن اسحاق عن الزہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس عن ام الفضل قالت خرج الینا رسول اللہ صلعم وہو عاصب راسہ فی مرضہ فصلی المغرب فقرا بالمرسلات الخ قال حدیث ام الفضل حسن صحیح۔ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے ہناد بن عبدہ نے محمد ابن اسحاق سے اور انہون نے زہری سے اور انہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے انہون نے ابن عباس سے انہون نے ام الفضل سے کہا انہون نے کہ رسولخدا اپنے مرض الموت مین نماز مغرب کیلئے آئے بعد ازان آپ نے سر پر پٹی باندھے ہوئے تھے پس نماز مغرب پڑھی سورہ مرسلات کی تلاوت فرمائی الخ اور تاریخ مرزا حیرت مین ہے۔ زہری کا قول ہے کہ جو شخص ابتدائی مسلمانون کے فتوحات دیکھنا چاہتا ہے اسکو کہہ کہ وہ ابن اسحاق کی کتاب دیکھے۔ اسکے علاوہ خود بخاری بھی اپنی تاریخ مین اسکا قول نظیراً بیان کرتا ہے یا اسکے قول کا حوالہ دیتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے جو شخص مسلمانون کے ابتدائی فتوحات کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے اسے لازم ہے کہ ابن اسحاق کی کتاب پڑھے۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ یحیی بن معین احمد بن حنبل اور یحیی بن سعید ابن اسحاق کو قابل حجت سمجھا کرتے تھے اور اسکی روایتون کو اپنے شرعی اصول کے ثبوت مین سنداً لاتے تھے۔

طبقات ج ہفتم قسم دوم مطبوعہ لیدن ۱۳۲۱ھ مین ہے۔ محمد بن اسحاق بن یسار مولی قیس بن مخرمہ بن عبد المطلب بن عبد مناف بن قصی ویکنی محمد اباعبد اللہ وکان جدہ یسار من سبی عین التمر وکان محمد ثقۃ وقد روی الناس عنہ روی عنہ الثوری وشعبۃ وسفیان بن عیینۃ ویزید بن زریع وابراہیم بن سعد واسمعیل بن علیہ ویزید بن ہارون ولعلی ومحمد ابنا عبید وعبد اللہ بن نمیر وغیرہم الخ مات سنۃ احدی وخمسین ومائۃ ۱۵۱ھ۔

قال ابن اسحاق توفی ابو بکر رضی اللہ عنہ یوم الجمعۃ لسبع لیال بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ۔

اور اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ ابن اثیر جزری کے جلد ۳ مین ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ابو بکر یوم جمعہ مین جبکہ سات راتین ماہ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کی باقی تھین وفات فرمائی۔

یہان سے اس امر کا ثبوت لکھا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کس تاریخ اور دن مین بیمار ہوئے اور کب وفات پائی اور حضرت ابو بکر کی خلافت کس تاریخ سے محسوب ہو کر وفات تک دو سال تین مہینے دس یوم ہوتے ہین تاکہ پوری صحت تاریخ اور روایات کے مطابق ثابت ہو جائے۔ اور تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم محقق آجائے۔

چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعلامہ بدر الدین محمود بن احمد العینی الحنفی جلد ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۴۸ھ ص ۴۵۴ مین یہ عبارت مرقوم ہے۔

ص۔ باب بعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسامۃ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ ش۔ ای ھذا باب فی بیان بعث النبی صلعم اسامۃ بن زید بن حارثۃ مولی النبی صلعم من ابویہ وکان تجہیز اسامۃ یوم السبت قبل موت النبی صلعم بیومین لانہ مات یوم الاثنین وکان بعثہ الی الشام۔

یہ باب اوس بیان مین ہے کہ بھیجا رسول اللہ صلعم نے اسامہ بن زید بن حارثہ کو جو غلام زادہ تھا رسول اللہ صلعم کا اور اسامہ کی تیاری شنبہ کے روز وفات النبی سے دو روز قبل تھی اسلئے کہ آنحضرت نے دوشنبہ کے روز وفات فرمائی۔

قال ابن اسحاق[1] لما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدئ برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ ثم قال اغز بسم اللہ فقاتل من کفر باللہ وسر الی موضع مقتل ابیک فقد ولیتک علی ھذا الجیش فاغز صباحا علی اھل

ابن اسحاق لکھتے ہین کہ ۲۸ صفر چہار شنبہ کے دن شروع ہوا رسول اللہ صلعم کو درد سر بخار اور درد سر ہوا ۲۹ صفر پنجشنبہ کی صبح حضرت صلعم نے خود اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھا اور اسامہ کو حوالہ کیا اور اسکے بعد فرمایا کہ جاؤ لڑو خدا کا نام لیکر اور جنگ کرو کافرون سے اور جاؤ اپنے باپ کے مقام قتل پر تحقیق کہ مین نے سردار بنایا ہے تمکو اس لشکر پر پس جنگ کرو

---

[1] (ابن اسحاق) سیرت شبلی جلد ایک صفحہ ۳۰۵ مین ہے۔ محمد بن اسحاق تابعی ہین۔ متعدد صحابہ کو دیکھا تھا علم حدیث مین کمال تھا۔ امام بخاری رسالہ جزء القراءۃ مین انکی سند سے روایتین نقل کرتے ہین۔ اور اونکو صحیح سمجھتے ہین۔ اور تاریخ مین تو اکثر واقعات انھین سے لیتے ہین۔ شعبہ بن الحجاج جنکو بخاری نے امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے دیکھو صحیح ترمذی کتاب العلل۔ اور شعبہ مذکور نے محمد ابن اسحاق کو امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے چنانچہ علامہ یافعی نے (مراۃ الجنان) مین لکھا ہے وفیہا امام محمد بن اسحاق بن یسار المطلبی مولاہم المدنی صاحب السیرۃ وکان بحرا من بحور العلم ذکیا حافظا طلابۃ للعلم اخباریا نسابۃ ثبتا فی الحدیث عند اکثر العلماء واما فی المغازی والسیر فلا تجہل امامتہ قال ابن شہاب الزہری من اراد المغازی فعلیہ بابن اسحاق ذکرہ البخاری فی تاریخہ وروی عن الشافعی انہ قال من اراد یتبحر فی المغازی فہو عیال علی محمد ابن اسحاق وقال سفیان ابن عیینۃ ما ادرکت احدا یتہم ابن اسحاق فی حدیثہ وقال شعبۃ بن الحجاج محمد بن اسحاق امیر المومنین یعنی فی الحدیث وحکی یحیی بن معین واحمد بن حنبل و یحیی بن سعید القطان انہم وثقوا محمد ابن اسحاق واحتجوا بحدیثہ الخ۔

ابی دھی دخل اشراۃ ناحیۃ البلقاء فخرج بلواءہ
معقودا فدفعہ الی بریدۃ بن الحصیب الاسلمی
وعسکر بالجرف فلم یبق احد من المھاجرین الاولین
والانصار الا انتدب فی تلک الغزوۃ منھم ابوبکر و
عمر بن الخطاب و ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ
تعالی عنھم وغیرھم فتکلم قوم وقالوا تستعمل
ھذا الغلام علی المھاجرین الاولین فغضب
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم غضبا
شدیدا فخرج وقد عصب علی راسہ عصابۃ
قطیفۃ فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ
ثم قال ایھا الناس فما مقالۃ بلغتنی
عن بعضکم فی تامیری اسامۃ و ان
طعنتم فی تامیری اسامۃ فقد طعنتم[1]
فی امارۃ ابیہ من قبلہ وایم اللہ ان
کان خلیقا بالامارۃ و ان ابنہ بعدہ
لخلیق للامارۃ ثم نزل فدخل بیتہ و
ذلک یوم السبت لعشر خلون من

صبح تک اہل اُبنیٰ سے (یہ اطراف بلقا کے اشرار کی
زمین ہے) پس نکلا اسامہ جھنڈے کو لیکر اور اوس جھنڈے
کو بریدہ بن حصیب اسلمی کو دیدیا اور مقام جرف میں لشکر
جمع کیا پس نہیں باقی رہا کوئی مہاجرین اور انصار سے
لیکن آیا وہ اس غزوہ میں اونمیں سے ابوبکر و عمر بن الخطاب
اور ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ تھے پس گفتگو کی قوم
نے اور کہا کہ کیا سردار بناتے ہیں آنحضرت صلعم اوس
لڑکے کو مہاجرین اولین پر بگڑ کر رسالتمآب صلعم بہت
غضبناک ہوئے پس نکلے آنحضرت صلعم در آنحالیکہ
باندہ رکھی تھی اپنے سر اقدس پر ایک پٹی اور منبر پر
تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کی اسکے بعد فرمایا
پس اے لوگو کیا گفتگو ہے تمہاری کہ جو بعض لوگوں کی
مجھ تک پہونچی ہے اسامہ کو سردار بنانیکے بارے میں
اگر تم طعنہ زنی کرتے ہو میرے سردار بنانے میں تم اور قسم
بخدا وہ قابل سرداری تھا، اور اوسکے بعد اوسکا بیٹا
اسامہ سرداری کے لایق ہے اسکے بعد آپ منبر پر سے
اترے اور بیت الشرف میں داخل ہوئے یہ شنبہ کا دن

[1] ترمذی نے اپنے صحیح جلد ۲ مناقب زید بن حارثہ میں ربیع الاول یوم شنبہ کا یہ خطبہ حضرت کے زمانے کی وارد کی ہے اسی کو بخاری نے بھی اپنے صحیح میں
لکھا ہے اسکے بعد یکشنبہ کے دن اسامہ لشکرگاہ سے سرورعالم سے رخصت ہونیکو آیا ہے جسکی روایت دوم ہے جو محمد ابن اسحاق کے طریق اور اسامہ بن زید کے
سند کی حدیث ہے حدثنا احمد بن الحسن ثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک بن انس عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث بعثا
وامر علیھم اسامۃ بن زید فطعن الناس فی امارتہ فقال ان تطعنوا فی امارتہ فقد کنتم تطعنون فی امارۃ ابیہ من قبل وایم اللہ ان کان لخلیقا للامارۃ وان کان من
احب الناس الی وان ھذا من احب الناس الی بعدہ ھذا حدیث حسن صحیح۔ باسناد مذکورہ ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے ایک لشکر بھیجا اور اسامہ بن زید کو
اوسپر حاکم کیا لوگوں نے اوسکی حکومت پر طعن کیا پس فرمایا آنحضرت صلعم نے اگر تم اسکی حکومت میں طعن کرتے ہو تو تم نے اسکے باپ کی حکومت میں بھی پہلے اس سے طعن
کیا تھا حالانکہ قسم ہے خدا کی تحقیق کہ وہ لایق حکومت کے تھا اور وہ مجھے سب سے زیادہ پیارا تھا اور یہ بعد اوسکے سب لوگوں سے مجھے پیارا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے
یہ خطبہ فرما کر آپ منبر سے اترآئے اور بیت الشرف میں داخل ہوگئے یہ سنیچر کا دن اور ۱۰ ربیع الاول تھی پھر یوم الاحد یعنی یکشنبہ کے دن ۱۱ ربیع الاول کو اسامہ بن زید
اپنے لشکر سے آیا اس روز حضرت صلعم شدت مرض سے کلام نہیں کرتے تھے جسکی یہ حدیث صحیح ترمذی مناقب اسامہ بن زید میں یہ ہے۔ حدثنا ابو کریب
نا یونس بن بکیر عن محمد بن اسحاق عن سعید بن عبید بن السباق عن محمد بن اسامۃ بن زید عن ابیہ فقال لما ثقل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ھبطت وھبط الناس المدینۃ فدخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد اصمت فلم یتکلم فجعل رسول اللہ یضع یدیہ علی ویرفعھما فاعرف انہ یدعو لی ھذا حدیث حسن غریب
ترمذی کہتے ہیں حدیث کی ہمسے ابو کریب نے اور حدیث کی ہمسے یونس بن بکیر نے محمد ابن اسحاق سے اونے سعید بن عبید بن سباق سے اونے محمد بن اسامہ بن زید سے
اونے باپ اپنے اسامہ سے کہا اسامہ نے رسول اللہ صلعم جب بیمار ہوئے تو میں اور اور لوگ بھی مدینہ میں داخل ہوئے پھر میں رسول اللہ کے پاس آیا اوس حالت میں کہ آپ خاموش
تھے اور بات نہ کرسکتے تھے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھپر دست مبارک رکھتے تھے اور اوٹھاتے تھے سو میں نے معلوم کیا کہ آپ میرے لئے دعا کرتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ربیع الاول سنة احدی عشرة قال ابن هشام انما طعنوا فی اسامة لانه ابن مولی وکان صغیر السن وقیل انما قال ذلک المنافقون ولما کان یوم الاحد اشتد برسول الله صلعم وجعه فدخل اسامة من معسکره والنبی صلعم مغمور فطأطأ اسامة راسه فقبله والنبی صلعم لا یتکلم ورجع اسامة معسکره ثم دخل یوم الاثنین فاصبح رسول الله صلعم مفیقا وامر اسامة الناس بالرحیل فبینما هو یرید الرکوب اذا رسول ام ایمن قد جاءه یقول ان رسول الله صلعم یموت فاقبل اسامة واقبل معه عمر وابو عبیدة فانتهوا الی رسول الله صلعم فتوفی حین زاغت الشمس یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول۔

دس ربیع الاول سنہ ۱۱ھ تھی۔ ابن ہشام نے کہا ہے کہ اسامہ کے بارے میں جو لوگوں نے طعنہ زنی کی وہ اسلئے کہ وہ غلام زادہ تھا اور صغیر السن تھا اور کہا گیا ہے کہ یہ منافقین نے بیان کیا۔ اور یکشنبہ کے دن رسول اللہ صلعم کے درد میں شدت ہوگئی پس اسامہ حاضر ہوا اور رسول اللہ مرض میں سرشار و غرق تھے پس اسامہ نے سر اقدس کو بوسہ دیا۔ آنحضرت کلام نہیں کرتے تھے پس اسامہ اپنے لشکرگاہ کی طرف لوٹ گیا پھر دوشنبہ کے دن حاضر ہوا اور رسول اللہ صلعم کو صبح کے وقت افاقہ ہوا۔ اور حکم کیا لوگوں کو اسامہ نے کوچ کرنے کا پس اس اثنا میں قاصد ام ایمن پہونچا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ کی حالت نزع ہے پس لوٹے اسامہ اور انکے ساتھ عمر اور ابو عبیدہ بھی تھے پس پہونچے رسول اللہ کے پاس اور رسول اللہ فوت ہو چکے تھے بعد دوپہر دوشنبہ کے دن بارہ راتین گذرے ماہ ربیع الاول کے۔

ابن اسحاق کے بیان مذکورہ کے مطابق ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۹ ربیع الاول (شنبہ) یہ شنبہ ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسواں دن جس کے بجائے ۱۰ ربیع الاول ہو گیا۔ حضرت نے خطبہ مذکورہ اسامہ کی امارت پر طعن کے کلمات سماعت فرما کر نہایت غیظ و غضب میں دیا ہے اس خطبہ یعنی حدیث کو بخاری اور ترمذی نے اپنے صحیح میں وارد کیا ہے بخاری کی حدیث مع شرح آگے نمبر (۴) میں اور ترمذی کی حاشیہ صفحہ ۱۶ میں نقل ہو چکی۔

پس ۹ ربیع الاول (شنبہ) کے بعد ۱۰ ربیع الاول (یکشنبہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا جس سے کل ۱۳ دن حضرت بیمار رہے یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا ایک دن اور اسکی شام شب ۲۹ صفر اور گیارہ شبین ربیع الاول کی یہ بارہ شبین حضرت بیمار رہکر وفات فرمائی۔ ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) خود ابن اسحاق کے بیان سے آتا ہے۔

چونکہ ابن اسحاق کے استاذ شیخ امام زہری وفات النبی کو انس بن مالک کی سند سے دوشنبہ کے آخر وقت یعنی شام کو بتا چکے یعنی زہری کے طریق اور حضرت عائشہ کے سند سے کل مدت خلافت ابوبکر دو سال تین مہینے دس شب کی خبر ایک ابن شہاب زہری میں گذر چکی

دول الاسلام حافظ ابو عبد اللہ ذہبی میں ہے۔ محمد ابن اسحاق بن یسار المدنی صاحب السیرة الذی یقول فیه شعبة کان ابن اسحاق امیر المؤمنین فی الحدیث۔

اور معارف ابن قتیبہ مین ابن اسحاق کی روایت مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے نو راتین ہین اور تاریخ صغیر بخاری اور حضرت عایشہ کی سند سے حضرت ابوبکر نے ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کا دن گذر کر بعد مغرب رحلت کی ہے اسلیے مدت خلافت کا حساب ۱۲ ربیع الاول کا دن گذر کر شب ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ سے ۱۳ ربیع الاول ۱۳ھ تک دو سال ۱۳ جمادی الآخرہ کو تین مہینے ۲۲ جمادی الآخرہ کو نو راتین ہوتی ہین۔ اور ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو (پنجشنبہ) اور ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو (جمعہ) کا دن بھی قاعدہ سے آتا ہے۔ (دیکھو نقشہ دوم صفحہ ۱۸ کتاب ہذا)

یہ ۲ صفر کا (پنجشنبہ) مراجعت مین ۱۰ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ کے روز اور ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کو (شنبہ) کا دن آتا ہے یہی (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول کو واقع ہوتا ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ جسکا مؤید نقشہ دوم ہے۔

چونکہ ابن جریج جو ابن اسحاق کا معاصر ہے اپنے تفسیر مین آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا کے نازل ہونیکے بعد اکیاسی شبون تک رسول اللہ صلعم کا ٹھیرنا اور اکیاسیوین روز رحلت فرمانا اپنی تفسیر مین وارد کیا ہے جسکا حساب اس طرح سے ٹھیک مطابق اور صحیح آتا ہے۔ کہ ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ ذیحجہ (۱۱ راتین) ماہ محرم (۳۰ راتین) ماہ صفر (۲۹ راتین) یہ ستر راتین ہوئین جس مین گیارہ راتین شامل ہونے سے اکیاسی شبانہ روز پر رسول اللہ صلعم کا رحلت فرمانا حدیث مذکورہ کے موافق صحیح صحیح آگیا۔

اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن حضرت کے وفات کی صحیح تاریخ ابن اسحاق کے استاد ابن شہاب زہری کے اوس حدیث کے مطابق ہے جسکو اونھون نے حضرت عایشہ کی سند سے حضرت ابوبکر کی کل مدت خلافت دو برس تین مہینے دس راتین بتائی ہین، جو گیارہ ربیع الاول کے شام شب بارہ ربیع الاول ۱۱ھ سے شب ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ دو سال تا شب ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ تین مہینے تا ۲۲ جمادی الآخرہ دس راتین ہین۔

اس مدت خلافت سے یہ لازم آتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ایک روز قبل وفات فرمانا مان لیا ہے یا ۲۹ صفر کا (پنجشنبہ) یکم ربیع الاول مین لایا گیا ہے اور ایسا ہونا ناممکن ہے۔ پھر چودہ دن بیماری کے بھی ہوتے ہین یعنی ۲۸ و ۲۹ صفر دو دن ماہ ربیع الاول ۱۲ دن یہ ۱۴ دن ہوئے اور ہر چہار شنبہ کا چودھوان روز (سہ شنبہ) اور تیرھوان دن (دوشنبہ) پس گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) حضرت کے وفات کی صحیح تاریخ ہے۔

نمبر (۴) امام مالک بن انس المتوفی ۱۷۹ھ

یہ امام مالک بن انس ائمہ اربعہ مین داخل ہین جنکی تقلید ایک مخصوص فرقہ اسلام (مالکیون) نے کی ہے جو اسدرجہ کے ہین کہ بخاری نے انکی سند سے اپنے صحاح کو مزین کیا ہے۔ یہ بھی جناب رسالتمآب صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا (۲۵ ذیقعدہ) کو پانچ راتین ماہ ذیقعدہ کے گذرنے کی باقی تھین یعنی آنیوالی رات ۲۶ ذیقعدہ تا ۳۰ ذیقعدہ اوسوقت حضرت صلعم سفر کیلیے مدینہ منورہ سے چلے

روض الانف سہیلی۔ ج۔ اول صفحہ ۱۹ مطبوعہ مصر ۱۳۳۲ھ۔ قال ابن شہاب الزہری من اراد المغازی فعلیہ بابن اسحاق ذکرہ البخاری فی التاریخ × × × و ذکر ایضا عن شعبۃ بن الحجاج انہ قال ابن اسحاق امیر المؤمنین یعنی فی الحدیث۔

کشف الظنون مین ہے۔ اول من صنف فیہ الامام المعروف محمد ابن اسحاق رئیس اهل المغازی المتوفی ۱۵۱ھ احدی وخمسین ومائۃ۔

مثل اس حدیث کے امام مالک نے اپنے شیخ امام زہری کے طریق سے نمبر(۱) مین بیان کیا ہے۔

نیز صحیح بخاری۔ جلد ۱ باب لخروج آخر الشہر مین ہے۔

عن مالك عن يحيى بن سعيد عن عمرة بنت عبد الرحمن انها سمعت عائشة تقول خرجنا مع رسول الله صلعم لخمس ليال بقين من ذي القعدة قال يحيى فذكرت هذا الحديث للقاسم بن محمد هكذا للمسلم۔

مالک نے یحیی بن سعید سے اونھون نے عمرۃ بنت عبد الرحمن سے اونے حضرت عایشہ سے روایت کی ہے کہ نکلے ہم لوگ ساتھ رسول اللہ صلعم کے جبکہ پانچ راتین ذیقعدہ کی باقی تھین یعنی ۲۵ ذیقعدہ تھی۔ یحیی نے کہا ہے کہ ہم نے اس حدیث کو قاسم بن محمد کی سند سے بھی ذکر کیا ہے اور ایسی ہی صحیح مسلم مین ہے۔

یہ آخری حدیث جسکا اشارہ یحیی بن سعید نے کیا ہے وہ نمبر(۳) ابن اسحاق مین نقل ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بیان پر امام مالک اور امام ابو یوسف کا وہ مکالمہ نقل کیا جائے جو ہارون الرشید کے مواجہ مین عرفہ ۹ ذیحجہ کے نماز یوم جمعہ یا قصر ظہر کی بابت عین زمانہ حج مین بمقام مکہ معظمہ واقع ہوا۔

سیرت حلبی۔ جلد ۳ صفحہ ۲۹۳ مین ہے۔

وقد رايت ان مالكا رضي الله تعالى عنه سأل ابا يوسف وقد كان حج مع هارون الرشيد وذلك بحضرة الرشيد فقال له ما تقول في صلواة النبي صلعم بعرفات يوم الجمعة أصلى جمعة ام صلى الظهر مقصورة فقال ابو يوسف صلى جمعة لانه خطب بها قبل الصلوة فقال مالك اخطأت لانه لو وقف يوم السبت لخطب قبل الصلوة فقال ابو يوسف ما الذي صلى فقال مالك صلى الظهر مقصورة لانه اسر بالقرأة فصوبه هارون في حجته على ابي يوسف۔

(راوی کہتا ہے) مین نے مالک کو ابو یوسف سے سوال کرتے ہوئے دیکھا در آنحالیکہ ابو یوسف نے ہارون الرشید کے ساتھ حج کیا تھا۔ اور یہ سوال جواب ہارون الرشید کے روبرو ہوا۔ مالک نے ابو یوسف سے پوچھا کہ مقام عرفات مین یوم جمعہ رسول اللہ صلعم نے نماز جمعہ پڑھی تھی یا نماز ظہر قصر ابو یوسف نے کہا کہ نماز جمعہ پڑھی کیونکہ آپ نے نماز سے پہلے خطبہ پڑھا تھا۔ مالک نے کہا کہ آپ غلطی پر ہین اسلئے کہ رسول اللہ صلعم ہفتہ کے روز بھی ٹھہرتے جب بھی نماز کے قبل خطبہ پڑھتے ابو یوسف نے کہا کہ پھر کون سی نماز پڑھی تھی مالک نے کہا نماز ظہر قصر پڑھی کیونکہ آپنے آہستہ پڑھی تھی مالک کے اس استدلال کو ابو یوسف کے مقابلہ مین ہارون الرشید نے پسند کیا واللہ اعلم۔

قال واخبرنا محمد بن عمر حدثنا عبد الرحمن بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال بويع ابو بكر الصديق يوم قبض رسول الله صلعم يوم

کہا اور خبر دی مجکو محمد بن عمر نے کہا کہ حدیث کی

[1] الفاروق شبلی حصہ ثانی مین ہے۔ نافع جو امام مالک کے استاد تھے اور جنکی روایت کے سلسلہ کو محدثین سلسلۃ الذہب یعنی سونے کی زنجیر سے تعبیر کرتے ہین یہ بزرگ غلام تھے اور اسی عہد حضرت عمر کے تربیت یافتہ تھے۔

الاثنین لاثنی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول سنة احدی عشرة وکان منزله بالسنح عند زوجته حبیبة بنت خارجة بنت زید۔

ہم سے عبد الرحمن بن عمر نے نافع سے اور انہون نے ابن عمر سے بیا اونہوں نے کہ ابوبکر صدیق پر وفات النبی دوشنبہ بارہ ربیع الاول سلہ ھ کے روز بیعت کی گئی اور ابوبکر اپنے مکان سُنح مین اپنے زوجہ حبیبہ بنت خارجہ بنت زید کے یہان تھے۔

یوم وفات النبی صلعم سے دو یوم قبل یوم شنبہ جو ۲۹ صفر پنجشنبہ کا دسوان روز تھا جس پنجشنبہ کے روز اسامہ بن زید کے ماتحتی مین مہاجرین اولین وانصار تعنات کئے گئے اور عدم امتثال امر پیغمبر سے وہ سب ازغضب رسول اللہ صلعم بن آگئے جیسا کہ نمبر(۳) ابن اسحاق سے معلوم کر چکے ہیں دسوان روز ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا تھا جسکو یوم شنبہ ۱۰ ربیع الاول لاکر ۱۲ ربیع الاول وفات النبی روایات مین لایا گیا ہے چنانچہ اس واقعہ کو علامہ قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین بخاری کے اوسی حدیث کی شرح مین بیان فرماتے ہین جسکو (امام موسی بن عقبہ اور امام مالک) نے عبد اللہ بن عمر کی سند سے وارد کیا ہے۔ اور ہر دو صاحب (ابن شہاب زہری) کے تلامذہ سے ہین جنہون نے عروہ کے طرق اور حضرت عایشہ کی سند سے ۱۲ ربیع الاول کی روایت اور دو سال تین مہینے دس شبون مدت خلافت کی روایت کی ہے جسکو ہم نمبر (ایک) ابن شہاب مین بیان کر آئے ہین۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۶ (باب بعث النبی صلعم اسامة بن زید فی مرضه الذی توفی فیه) یہ مطبوعہ مصر ۱۳۰۷ھ ص ۴۶۵ سے ماخوذ ہے۔

قال (حدثنا ابو العاصم الضحاک بن مخلد) بفتح میم وسکون الخاء المعجمة (عن الفضیل بن سلیمان) بضم الفاء وفتح الضاد المعجمة قال (حدثنی موسی بن عقبة) الامام المغازی (عن سالم عن ابیه) عبد الله بن عمر بن الخطابؓ انه قال (استعمل النبی صلعم اسامة) ابن زید امیرا (فقالوا فیها) ای طعنوا فی امارته وقالوا استعمل هذا الغلام امیرا علی المهاجرین (فقال النبی صلعم) بعد ان صعد المنبر خطیبا (قد بلغنی انکم قلتم فی اسامة) ما تطعنونه به فیه

کہا روایت کی ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے اور اوس نے فضیل بن سلیمان سے اور اوس نے کہا کہ مجھے روایت کی موسی بن عقبہ نے اوس نے روایت کی سالم سے اور اوس نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب سے اوس نے کہا امیر بنایا نبی صلعم نے اسامہ بن زید کو پس لوگون نے اونکے بارے مین کہا یعنی اونکی امارت (سرداری) مین طعن کیا اور کہا کہ یہ لڑکا مہاجرین پر امیر بنایا جاتا ہے پس نبی صلعم نے منبر پر تشریف لیجا کر خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا کہ مجھکو خبر ہوئی ہے کہ تم لوگون نے اسامہ کے بارے مین وہ باتین کین جس سے تمکو اونکے بارے مین طعن مقصود ہے حالانکہ وہ تمام اون لوگون سے کہ جنہون نے اونکے

(وانزاج الناس) الذين طعنوا فيه (الى) وبه قال
(حدثنا اسمعيل) ابن ابى اويس قال (حدثنا)
ولاب ذر حدثنى بالا فراد..
(مالك الامام (عن عبد الله بن دينار عن عبد الله
بن عمر رضى الله عنهم ان رسول الله صلعم
بعث بعثا) الى اُبنى لغزو الروم مكان قتل
زيد بن حارثة فيه وجوه المهاجرين والانصار
منهم ابو بكر وعمر وامّر عليهم اسامة بن زيد)
فلمّا كان يوم الاربعاء بدا برسول
الله صلعم وجعه فحُمّ وصدع يوم
الخميس عقد له لواء بيده الشريفة
فخرج فدفعه الى بريدة الاسلمى
وعسكر بالجرف (فطعن النّاس فى
امارته فقام رسول الله صلى الله
عليه وسلم) لما بلغه ذلك وخرج
وقد عصب راسه وعليه قطيفة على
المنبر خطيبا (فقال) بعد ان
حمد الله واثنى عليه (ان تطعنوا
فى امارته فقد كنتم تطعنون
فى امارة ابيه) زيد (من قبل وايم الله)
بهمزة وصل (ان كان) زيد (لخليقا) بالخاء
المعجمة والقاف اى جديرا (للامارة و
ان كان لمن احب الناس الى وان) ابنه
(هذا لمن احب النّاس الى بعده) زاد
اهل السير ممّا ذكره فى عيون
الاثر وغيرها فاستوصوا به خيرا
فانه من خياركم ثم نزل عن المنبر فدخل

بارے مین طعن کیا ہے ... باسناد مذکورہ
امام مالک نے عبداللہ بن دینار سے اونھون نے
عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسالتمآب صلعم
نے ایک لشکر مقام اُبنی کے جانب غزوہ روم کیلیے
بھیجا وہ مقام اُبنی جہان زید بن حارثہ قتل کیے گئے اور
اس لشکر مین مہاجرین اور انصار کی ممتاز فرد تھے جن
مین ابوبکر اور عمر بھی تھے۔ آنحضرت صلعم نے
اسامہ بن زید کو ان سب پر حاکم بنایا جب چہار شنبہ کا
دن آیا تو رسول خدا صلعم کو درد شروع ہوا پھر تپ
آئی اور درد سر ہوا صبح پنجشنبہ مین اسامہ کے لیے
آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک علم آراستہ فرمایا
اور اُسامہ کو عطا کیا پس اسامہ نکلے اور اوس علم کو
بریدہ اسلمی کے حوالہ کردیا اور لشکر کو مقام جرف
(کمپ گاہ) مین جمع کیا پس طعن کیا لوگون نے اسامہ
بن زید کو حاکم بنانے مین حضرت صلعم اس خبر کو سنکر
اوٹھ کھڑے ہوئے اور نکلے در آنحالیکہ سر مین پٹی بندھی
ہوئی تھی اور چادر اوڑھے ہوئے تھے اور منبر پر جاکر
بعد حمد و ثنا فرمایا کہ اگر تم اسامہ بن زید کی حکومت پر
طعن کرتے ہو تو تم اس سے قبل اسکے باپ زید کی
حکومت مین بھی طعنہ زن ہو چکے ہو اور قسم ہے خدا کی
کہ زید امارت کے قابل تھا اور محبوب ترین مردم تھا
میری طرف اور اوسکے بعد اسامہ اوسکا بیٹا محبوب
ترین مردم ہے اسکے علاوہ اہل سیر عیون الاثر وغیرہ
نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ تم لوگ اسامہ بن زید کی
اچھی وصیتون کو قبول کرو اسلیے کہ وہ تم مین بہتر
شخص ہے پھر حضرت اوتر آئے منبر سے اور داخل ہوئے
آنحضرت اپنے بیت الشرف مین ہفتہ یعنی سنیچر کے دن

بيته يوم السبت لعشر خلون من ربيع الاول على عشرة

ايضاً ارشاد الساری شرح صحیح بخاری صفحہ ۱۲۲ مین ہے۔

وبه قال (حدثنا خالد بن مخلد) بفتح الميم
وسكون المعجمة وفتح اللام ابو الهيثم البجلي القطواني
بفتح القاف والمهملة قال (حدثنا سليمان) بن
بلال (قال حدثني) بالافراد (عبد الله بن دينار)
العدوي مولاهم ابو عبد الرحمن المدني مولى
ابن عمر (عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما) انه
(قال بعث النبي صلى الله عليه وسلم بعثاً) الى
اطراف الروم حيث قتل زيد بن حارثة
والد اسامة المذكور وهو البعث
الذي امر بتجهيزه عند موته عليه الصلوة
والسلام وانفذه ابو بكر رضي الله عنه بعده
(وامر عليهم اسامة بن زيد) بتشديد الميم
من امّر (فطعن بعض الناس في امارته) بكسر
الهمزة وكان ممن انتدب مع اسامة كبار
المهاجرين والانصار فيهم ابو بكر وعمر وابو عبيدة
وسعد وسعيد وقتادة بن النعمان وسلمة
بن اسلم فتكلم قوم في ذلك كلاما عياش بن ابي ربيعة
المخزومي فقال يستعمل هذا الغلام على المهاجرين فكثر
مقالة في ذلك فسمع عمر بن الخطاب رضي الله عنه بعض ذلك
فرده على من تكلم وجاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فاخبره بذلك فغضب
صلى الله عليه وسلم غضبا شديدا فخطب (فقال ان تطعنوا)
بكسر الهمزة (تطعنوا في امارته فقد كنتم تطعنون
في امارة ابيه) زيد (من قبل) في غزوة موتة الخ

دسوین ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو سنیچر تو غرہ ربیع الاول پنجشنبہ ہوتا ہے
حالانکہ یکم ربیع الاول کو یوم جمعہ تھا

روایت کی ہے ہم سے خالد بن مخلد نے اوس نے
کہا روایت کی ہم سے سلیمان ابن بلال نے اوسنے کہا کہ
مجھے روایت کی عبد اللہ ابن دینار عدوی نے اور
اوسنے عبد اللہ بن عمر سے اوسنے کہا کہ بھیجا نبی صلوات اللہ
علیہ نے ایک لشکر کو اطراف روم کے جانب جس مقام
پر کہ زید بن حارثہ یعنی اسامہ مذکور کے والد قتل
کئے گئے تھے اور وہ وہی لشکر تھا کہ حضرت نے جس کی
روانگی کا حکم اپنے موت کے وقت دیا اور اوسکو ابو بکر
نے بعد حضرت کے بھیجا اور امیر بنایا اسامہ بن زید کو
پس بعض لوگون نے اونکی امارت مین طعن کیا اور
منجملہ اون لوگون کے کہ اسامہ بن زید کے ساتھ بھیجے
گئے بزرگان مہاجرین وانصار تھے جن مین ابو بکر و عمر و
ابو عبیدہ و سعد و سعید و قتادہ ابن نعمان و سلمہ بن
اسلم تھے پس ایک قوم نے یعنی عیاش بن ابی ربیعہ
مخزومی نے اس بارے مین کچھ کلام کیا اور کہا کہ یہ لڑکا
مہاجرین پر حاکم بنایا جاتا ہے پس اس بارے مین گفتگو
بہت ہوئی پس عمر بن الخطاب نے کچھ سنا اور اون کہنے
والونکی رد کی اور رسول خدا صلعم کے پاس آئے اور حضرت
کو اس واقعہ کی خبر دی پس حضرت نہایت شدید غیظ و غضب
مین آئے اور خطبہ پڑہا اور ارشاد فرمایا اگر تم لوگ اونکی
امارت مین طعن کر رہے ہو تو کوئی عجب نہین اس لئے
کہ تم لوگ انکے باپ زید کی امارت مین اس سے پہلے
غزوہ موتہ مین طعن کرتے تھے۔

اور حدیث صحیح بخاری کی شرح مین علامہ زرقانی مالکی شرح مواہب لدنیہ قسطلانی ج ۳ صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ
مین خطبہ پیغمبر صلعم کو یوم شنبہ دسوین ربیع الاول تحریر کرتے ہین۔ اور خود ہی ۲۶ صفر (دوشنبہ) اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) بیان

کرتے ہین جس سے ۹ ربیع الاول (شنبہ) ہوتا ہے جو ۲۹ صفر پنجشنبہ کا دسوان دن ہے۔

أورده اهل المغازی صحیح روی امام مالک من طریقه البخاری عن ابن عمر انه صلی الله علیه وسلم بعث بعثا وامر علیهم اسامة بن زید فطعن الناس فی مارته فقام صلی الله علیه وسلم فقال (الی ان قال) وان هذا من احب الناس الی بعده (فاستوصوا به خیرا فانه من خیارکم) فیه منقبة الظاهرة لاسامة ونص علی انه من الخیار (ثم نزل عن المنبر فدخل بیته وذلک الیوم السبت لعشر خلون من ربیع الاول سنة احدی عشرة وجاء المسلمون الذین یخرجون مع اسامة یودعون رسول الله صلعم و یخرجون الی العسکر) وهو ثلاثة الاف فیهم سبعمائة من قریش کما عند الواقدی

(زرقانی - ج - ۳ صـ ۱۳۰)

وارد کیا ہے ارباب سیر نے روایت صحیح سے روایت کی امام مالک نے اونہین کے طریقہ سے بخاری نے بھی روایت کی ہے ابن عمرؓ سے یہ کہ رسالتمآب صلعم نے ایک لشکر بھیجا اور امیر بنایا اون پر اسامہ بن زید کو پس لوگون نے طعنہ زنی کی اونکے امیر بنانے مین پس رسول اللہ صلعم کھڑے ہوئے اور بیان فرماتے ہوئے یہان تک پہونچے کہ یہ (اسامہ بن زید) میرے نزدیک اپنے باپ کے بعد محبوب تر ہے پس اونکے متعلق جو اچھی وصیت ہے اوسکو قبول کرو اسلئے کہ تم لوگون سے بہتر ہے اس حدیث مین منقبت ظاہرہ ہے اسامہ کیلئے اور نص ہے رسالتمآب صلعم کی اس بات پر کہ وہ برگزیدہ لوگون سے ہے آپ منبر سے اترے اور بیت الشرف مین داخل ہوئے اور یہ شنبہ کا روز دس ربیع الاول ۱۱ھ تھی آئے وہ مسلمین جو نکلے تھے اسامہ کے ساتھ وداع کر رہے تھے رسول اللہ کو اور لشکرگاہ جا رہے تھے اور یہ تین ہزار آدمی تھے جن مین سات سو قریشی تھے جیسا کہ واقدی کے نزدیک ہے۔

(وکانت یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنة احدی عشرة) من الهجرة الابتداء لامر بها ففی العیون قالوا لما کان یوم الاثنین لاربع بقین من صفر سنة احدی عشرة أمر صلعم بالناس بالتهیو لغزو الروم فلما کان من الغد دعا اسامة فقال سر الی موضع مقتل ابیک فاوطهم الخیل فقد ولیتک هذا الجیش فاغز صباحا علی اهل ابنی

اور زرقانی جلد ۳ صـ ۱۲ مین ہے۔ اور تھا دوشنبہ کا دن ۲۶ صفر ۱۱ھ ابتدا ہوئی اس امر کی جیسا کہ عیون الاثر ابن سید الناس مین ہے) کہ کہا اونھون نے کہ جب دوشنبہ ۲۶ صفر ہوا تو حکم دیا رسول اللہ نے لوگونکو کہ وہ تیار ہو جائین غزوہ روم کے لئے جبکہ دوسرا دن (۲۷ صفر) ہوا تو بلایا رسول اللہ صلعم نے اسامہ کو اور فرمایا کہ اپنے باپ کے مقتل کی طرف جاؤ اور اونکو گھوڑون سے پائمال کردو اور مین نے تمکو اس لشکر پر حاکم مقرر کیا پس لڑو تم صبح کے وقت اہل اُبنیٰ سے۔

الخ۔

نمبر (۳) مین ابن اسحاق کی سند اور عمدۃ القاری عینی کی شرح صحیح بخاری سے اور اس نمبر (۴) مین شرح بخاری علامہ قسطلانی سے اور زرقانی شرح مواہب لدنیہ سے جن سب کی تائید مین فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی سے اور جنکی تائید علامہ مغلطای کے سیرت مغلطای سے ہوتی ہے یہی شارح صحیح بخاری مین وہ یہ ہے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر جلد ۱۸ صفحہ ۱۱۵ باب بعث النبی صلعم اسامہ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۸ھ

(قولہ باب بعث النبی صلعم اسامۃ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ) انما اخر المصنف ھذہ الترجمۃ لما جاء انہ کان تجہیز اسامۃ یوم السبت قبل موت النبی صلعم بیومین وکان ابتداء ذلک قبل مرض النبی صلعم فندب الناس لغزو الروم فی اخر صفر ودعا اسامۃ فقال سر الی موضع مقتل ابیک فاوطئہم الخیل فقد ولیتک ھذا الجیش واغز صباحا علی ابنی وحرق علیہم واسرع السیر تسبق الخبر فان ظفرک اللہ بہم فاقل اللبث فیہم فبدا برسول اللہ صلعم وجعہ فی الیوم الثالث فعقد لاسامۃ لواء بیدہ فاخذہ اسامۃ فدفعہ الی بریدۃ وعسکر بالجرف وکان ممن انتدب مع اسامۃ کبار المھاجرین والانصار منھم ابوبکر وعمر وابو عبیدۃ وسعد وسعید وقتادۃ بن النعمان وسلمۃ بن اسلم فتکلم فی ذلک قوم منھم عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی فرد علیہ عمر واخبر النبی صلعم فخطب بما ذکر فی ھذا الحدیث ثم اشتد برسول اللہ صلعم وجعہ فقال انفذوا بعث اسامۃ فجہز ابوبکر بعد ان استخلف فسار عشرین لیلۃ الی الجہۃ التی امر بہا وقتل قاتل ابیہ ورجع بالجیش سالما وقد غنموا وقد قص اصحاب المغازی قصۃ مطولۃ فلخصتہا وکانت اخر سریۃ جہزہا النبی صلعم واول شئ جہزہ ابوبکر و قد انکر ابن تیمیۃ

باب اس بیان مین کہ اسامہ بن زید کو جناب رسالتمآب صلعم نے عالم مرض الموت مین غزوہ روم پر جانے کے لئے معین فرمایا، صاحب صحیح بخاری نے اس مقصد کو وفات نبی صلعم کے بعد اسلئے بیان کیا ہے چونکہ اسامہ کی روانگی بروز شنبہ وفات النبی صلعم سے دو روز پہلے تھی اور آپکے اس حکم و ارادہ کی ابتدا آغاز مرض کے قبل سے ہو چکی تھی اور آپ نے تمام لوگونکو غزوہ روم کا حکم آخر ماہ صفر مین دیدیا تھا اس طرح کہ اسامہ بن زید کو اپنی خدمت مین بلاکر ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ کی قتل گاہ کی طرف جاؤ لشکر کو جمع کرو ہم نے تمکو اس لشکر کا حاکم و امیر مقرر کیا پس جنگ کرو صبح کو اہل اُبنی سے اور اونکو جلادو اور اسقدر جلد جاؤ کہ اپنی خبر سے پہلے پہونچو اگر تم کو خدا نے ان پر فتحیاب کیا تو اون مین بہت کم ٹھرنا اور پھر تیسرے روز آپ کے درد شروع ہوا اور پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے اسامہ کے لئے ایک علم آراستہ کیا اسامہ نے اوسے خندان پیشانی سے لیا اور بریدہ کو دیدیا اور مقام جرف کو اپنا لشکرگاہ بنایا اور تمام مہاجرین وانصار کو اسامہ کی ہمراہی کا حکم دیا جن مین ابوبکر۔ عمر۔ ابو عبیدہ۔ سعد۔ سعید۔ قتادہ بن نعمان اور سلمہ بن اسلم شامل تھے اس امر مین لوگون نے کلام کیا جن مین عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی تھے عمر بن خطاب نے اون کے اعتراض کی رد کی اور آنحضرت صلعم کو اسکی خبر کردی آپ نے اس باب مین خطبہ پڑھا جو اس حدیث مین

وكتاب الرد على ابن مطهر ان يكون ابو بكر و
عمر كانا في بعث اسامة ومستند ما ذكره
ما اخرجه الواقدي باسانيده في المغازي
وذكره ابن سعد في اواخر الترجمة النبوية
بغير اسناد وذكره ابن اسحاق في السيرة
المشهورة ولفظه بدأ برسول الله صلعم
وجعه يوم الاربعاء فاصبح يوم الخميس فعقد
لاسامة فقال اغز في سبيل الله وسر الى موضع
مقتل ابيك فقد وليتك هذا الجيش فذكر
القصة وفيها لم يبق احد من المهاجرين
الاولين الا انتدب في تلك الغزوة منهم
ابو بكر وعمر ولما جهزه ابو بكر بعد ان
استخلف سأله ابو بكر ان ياذن لعمر بالاقامة
فاذن ذكر ذلك كله ابن الجوزي في
المنتظم جازما به وذكر الواقدي واخرجه
ابن عساكر من طريقه مع ابو بكر وعمر و
ابا عبيدة وسعد اوسعيد اوسلمة بن اسلم
وقتادة بن النعمان والذي باشر القول
ممن نسب اليهم الطعن في امارة عياش بن ابي
ربيعة وعند الواقدي ايضا ان عدة ذلك
الجيش كانت ثلاثة الاف منهم
سبعمائة من قريش وفيه عن ابي هريرة
كانت عدة الجيش سبعمائة۔

مذکور ہے اسکے بعد آنحضرت کے مرض مین شدت ہوگئی
پس فرمایا یہ حکم میرا جو دربارہ روانگی اسامہ ہے جاری
کرو پس اسکا نفاذ ابو بکر نے تحت خلافت کے بعد کیا پس
سفر کیا اسامہ نے بیس راتون کا اوس جانب جدہر کا
حکم ہوا تھا اور اپنے باپ کے قاتل کو مارا اور لشکر صحیح وسالم
لیکر واپس ہوئے اور مال غنیمت بھی ہاتھ آیا اور ارباب
سیر نے اس قصہ کو طولانی بیان کیا ہے ہمنے اسکا خلاصہ
درج کیا ہے اور یہ آنحضرت کا آخری سریہ تھا جسکا
ساز و سامان رسالتمآب صلعم نے فرمایا تھا اور یہ پہلی لشکر
کشی تھی جسکو ابو بکر نے نافذ کیا۔ اور ابن تیمیہ نے انکار
کیا ہے اوس کتاب مین جو رد علی ابن مطہر مین لکھی ہے اس
مسئلہ سے کہ ابو بکر و عمر جیش اسامہ کے ساتھ نہین تھے لیکن
مستند وہی امر ہے جو اوپر ذکر ہو چکا اور جسکو واقدی
نے اپنے اسناد کے ساتھ لکھا ہے اور ابن سعد نے اواخر
ترجمہ نبویہ مین بغیر سند ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق نے
اپنے سیرۃ مشہورہ مین لکھا ہے اور اونکے الفاظ یہ ہین کہ
چہارشنبہ کے روز آنحضرت صلعم کے درد شروع ہوا
تو آپ نے صبح پنجشنبہ کو اسامہ کو تیار کیا اور فرمایا کہ جاؤ
فی سبیل اللہ جہاد کرو اور اپنے باپ کی قتلگاہ کی
طرف جاؤ مینے تمکو اس لشکر کا ولی (والی حاکم سردار)
مقرر کیا پس تمام قصہ کو بیان کیا یہان تک کہ مہاجرین
اور انصار کے طبقہ مین کوئی شخص ایسا نہین بچا جو اس
لشکر کے ہمراہ نہ بھیجا گیا ہو جن مین حضرت ابو بکر و عمر بھی تھے
اور جب حضرت ابو بکر نے اپنے وقت مین اس لشکر کو بھیجا تو
اسامہ بن زید سے حضرت عمر کے رہ جانیکی اجازت چاہی
اسنے اجازت دیدی ان تمام باتون کو ابن جوزی نے کتاب
منتظم کے ایک علیحدہ باب مین لکھا ہے اور واقدی نے



ذکر کیا ہے اور ابن عساکر نے اپنے طریقہ سے اخراج کیا ہے کہ ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ و سعد و سعید و سلمہ بن اسلم و قتادہ بن نعمان سمیت اور وہ لوگ جنکی طرف امارت اسامہ میں طعن و تشنیع منسوب کیا گیا ہے اون میں سے جس نے زبانی طعن و تشنیع کی ہے وہ عیاش ابن ابی ربیعہ ہے اور واقدی کے نزدیک تعداد لشکر تین ہزار کی تھی جن میں سات سو قریشی تھے اور ابوہریرہ ناقل ہین کہ سات سو تھے۔

ایضاً سیرت حافظ مغلطای علاء الدین بن قلیج مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ صفحہ ۷۸ و ۷۹ مین ہے۔

ثم سریة اسامة الی ھل ابنی بالسراة ناحیة البلقا یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنة احدی عشرة لغزو الروم مکان قتل ابیه ومعه ابوبکر وعمر و ابوعبیدة و سعد و سعید رضوان الله علیھم اجمعین فلما کان یوم الاربعاء بدأ بالنبی صلعم وجعه فحم وصدع فلما کان یوم السبت لعشر خلون من ربیع الاول ودع المسلمون النبی صلی الله علیه وسلم ومضوا الی الجرف ثقل النبی صلعم فجعل یقول انفذوا جیش اسامة

پھر سریہ ہے اسامہ کا اہل ابنی پر مقام سراۃ مین جو بلقا کے گوشہ مین واقع ہے ۲۶ صفر دو شنبہ ۱۱ھ کے دن واسطے غزوہ روم کے اپنے باپ کے قتل گاہ تک اور اسامہ کے ساتھ ابوبکر اور عمر و ابو عبیدہ و سعد و سعید تھے پس جب چہارشنبہ کا دن ہوا تو رسالتمآب صلعم کو درد اور بخار اور درد سر شروع ہوا اور جب ہفتہ کا دن دہم ربیع الاول ہوا تو وداع کیا مسلمین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مقام جرف کی طرف روانہ ہوچکے اور نبی صلعم پر گرانی ہوئی پس آپ نے فرمانا شروع کیا کہ جیش اسامہ کو روانہ کرو۔

نمبر(۵) علامہ محمد بن عمر واقدی صاحب مغازی المتوفی ۲۰۷ھ

علامہ واقدی نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا (۲۵ ذیقعدہ) بیان کیا ہے اسی کو ابن سعد کاتب واقدی نے بھی اختیار کیا ہے چنانچہ علامہ قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۳۸ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ کے باب مایلبس المحرم من الثیاب مین بہ شرح اس حدیث ابن عباس کے لکھتے ہین۔

(واقدی) عیون الاثر ابن سید الناس حصہ اول مین ہے۔ واما الواقدی فھو محمد بن عمر بن واقد ابو عبد الله المدنی سمع ابن ابی ذئب و معمر بن راشد و مالک بن انس و محمد بن عبد الله ابن اخی الزھری و محمد بن عجلان و ربیعة بن عثمان و ابن جریج و اسامة بن زید و عبد الحمید بن جعفر و الثوری و ابا معشر وجماعة روی عنه کاتبه محمد بن سعد و ابو حسان الزیادی و محمد بن اسحاق الصاغانی و احمد بن خلیل البرجلانی و عبد الله بن الحسن الهاشمی و احمد بن عبید بن ناصح و محمد بن شجاع الثلجی و الحارث بن ابی اسامة وغیرھم الخ۔ بطولہ۔

(موسی بن عقبۃ) بضم العین وسکون القاف (قال اخبرنی) بالافراد ایضا (کریب) مولی ابن عباس (عن عبد اللہ بن عباس) قال انطلق النبی صلعم من المدینۃ بین الظہر والعصر یوم السبت کما صرح بہ الواقدی الی ان قال لخمس بقین من ذی القعدۃ (فقدم) علیہ الصلوۃ والسلام (مکۃ) من اعلاھا (لاربع لیال خلون من ذی الحجۃ)

موسی بن عقبہ سے مروی ہے کہا کہ خبر دی مجھکو کریب نے عبد اللہ بن عباسؓ سے کہا انہون نے چلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے مابین ظہر اور عصر کے سنیچر کے دن جیسا کہ واقدی نے صراحت کی ہے یہان تک کہ پانچ راتین باقی تھین ماہ ذیقعدہ کی پس داخل ہوے آنحضرت صلعم مکہ معظمہ مین ۴ ذیحجہ کو یعنی جبکہ چار راتین گذرین ماہ ذیحجہ کی۔

اور نقشہ جنتری نمبر ایک ابن سعد مین ۲۵ ذوقعدہ (یوم شنبہ) کے حساب سے نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ ہے جو عرفہ ۹ ذیحجہ سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) تک اناسی یوم پر پہونچتا ہے جسکے بعد کثیر الوقوع سے ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) اور ممکن الوقوع سے ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) جو ترانوے ۹۳ یوم پر ختم ہوتا ہے اسی مدت کو سیرت حلبی نے اختیار کیا ہے چنانچہ سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۴ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ فی کلام بعضھم نزلت اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی یوم الجمعۃ بعد العصر یعنی بعضون نے کہا کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی یوم جمعہ کو بعد عصر کے نازل ہوا وکانت ھذہ الآیۃ نعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ لم یعش بعدھا الا ثلاثۃ اشھر وثلاثۃ ایام۔

اور یہ آیت خبر وفات حضرت رسول اللہ صلعم کی تھی اسلئے کہ رسولخدا صلعم بعد نزول اس آیت کے فقط تین مہینے تین دن یعنی (۹۳ روز) زندہ رہے یہ مدت ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۲۹ ذیحجہ تک (۲۰ دن) ماہ محرم (۳۰ دن) ماہ صفر (۲۹ دن) یہان تک (۷۹ دن) ہوے اسکے بعد یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) سے ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) تک ۹۳ دن ہوے کیونکہ ۷۹ دن مین ۱۴ دن جمع کرنے سے ۹۳ دن یہ کثیر الوقوع سے اگر ماہ صفر کامل ۳۰ دن کا لیا جائے تو ممکن الوقوع ہوگا جس سے ۳۰ صفر (سہ شنبہ) یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۶ ربیع الاول اور ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع ہوا جس سے ۱۳ ربیع الاول تک ۹۳ دن ہوے یعنی ۳۰ صفر تک (۸۰ دن) پھر بھی منگل آیا۔ اور یکم ربیع الاول چہارشنبہ سے ۱۳ ربیع الاول کو دوشنبہ ۹۳ دن پر ہوا۔

اور صفحہ ۳۸۲ اُسی جلد ۳ سیرت حلبیہ مین ہے

توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی صدر عائشۃ وذلک یوم الاثنین حین زاغت الشمس لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول ھکذا ذکر بعضھم وقال السہیلی لا یتصور ان

یعنی وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے صدر عائشہؓ پر اور وہ یوم دوشنبہ بعد دوپہر کے جبکہ بارہ راتین گذرین ماہ ربیع الاول کی اسی طرح ذکر کیا ہے بعض لوگون نے اور سہیلی کہتے ہین تحقیق صحیح ہے کہ ہو

لہ روی ابن سعد فی الطبقات عن علی بن الحسین قال قبض رسول اللہ ورأسہ فی حجر علی وفیہ ایضا عن ابی غطفان قال سألت ابن عباس ارأیت رسول اللہ توفی ورأسہ فی حجر احد قال توفی رسول اللہ صلم وھو لمستند الی صدر علیؑ ابن سعد نے طبقات مین حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ بوقت رسول اللہ نے وفات فرمائی اور سر مبارک حضرت علی علیہ السلام کے آغوش مین تھا اور تبرک نیز اسی کور مین ابو غطفان سے مروی ہے کہ مین نے عبد اللہ بن عباس سے پوچھا کیا آپ نے دیکھا کہ رسول اللہ کا سر مبارک وقت وفات کسکے آغوش مین تھا عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ جب رسول اللہ نے انتقال فرمایا تو آنحضرت کا سر علی ابن ابیطالب کے سینے سے لگا ہوا تھا۔

وفات ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کو مگر ۳ یا ۴ ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ کو اجماع مسلمین سے

نقشہ جنتری نمبر ایک مین ۲۵ ذیقعدہ (یوم شنبہ اور عرفہ ۹ ذیحجہ شنبہ) سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) تک (۹۰ دن) یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) سے ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) تک کل ۹۳ دن کثیرالوقوع سے ہوئے۔

اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری عینی حنفی باب مرض النبی ج ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین لکھتے ہین

قال الواقدی قالوا بدی برسول الله صلعم یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر وتوفی یوم الاثنین لثنتی عشرة لیلة من ربیع الاول۔

یعنی واقدی نے کہا ہے کہ شروع ہوا مرض رسول اللہ صلعم کو چہار شنبہ کے دن جبکہ ماہ صفر کی دو راتین باقی تھین اور وفات ہوی دوشنبہ کے روز یہان تک کہ بارہ راتین گذرین ماہ ربیع الاول کی۔

یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ)۔ دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ جس مین ۲۹ صفر پنجشنبہ جس کے مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) واقع ہوا پس ہر دو خانون مین چار یوم کا فرق ہوتا ہے (کنز العمال جلد ۵ صہ ۳۱۲ و ۱۳۱۳ھ مطبوعہ حیدرآباد مین ہے)

الواقدی حدثنی عبد الله بن جعفر بن عبد الرحمن بن ازهر بن عوف عن الزهری عن عروة عن اسامة بن زید ان النبی صلعم امره ان یغیر علی اهل ابنی صباحا وان یحرق قالوا ثم قال رسول الله صلعم لاسامة امض علی اسم الله فخرج بلوائه معقودا فدفعه الی بریدة بن الحصیب الاسلمی فخرج به الی بیت اسامة وامر رسول الله

واقدی نے کہا کہ مجھسے روایت کی عبد اللہ ابن جعفر ابن عبدالرحمن ابن ازہر ابن عوف نے زہری سے اونے عروہ سے اونے اسامہ بن زید سے کہ نبی صلعم نے حکم دیا کہ اہل اُبنی پر صبح کے وقت غارتگری کرین اور انکا مال و اسباب جلادین راویان حدیث نے کہا ہے کہ پھر حضرت صلعم نے اسامہ سے فرمایا کہ خدا کا نام لیکر جاؤ پس اسامہ اپنا نشان لئے ہوئے نکلے اور بریدہ بن حصیب اسلمی کو دیا وہ اسکو لیکر اسامہ کے گھر گئے اور رسول خدا صلعم نے

له فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن عسقلانی شافعی جلد ۸ باب مرض النبی مین ہے سوا ما رواه ابن سعد من طریق عمر بن علی بن ابیطالب قال اشتکی رسول الله صلعم یوم الاربعاء للیلة بقیت من صفر یعنی ابن سعد نے عمر ابن علی کے واسطے سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ابتدائی شکایت بروز چہارشنبہ جبکہ ایک شب ماہ صفر کی باقی تھی واقع ہوئی۔ یعنی ۲۸ صفر چہارشنبہ) اسی روایت کو علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ ۔ ج ۳ ص ۱۰۳ مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ مین جناب علی علیہ السلام کے سند کو اسطرح وارد کیا ہے۔ عند ابن سعد من طریق عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیه قال اشتکی صلی الله علیه وسلم یوم الاربعاء للیلة بقیة من صفر یعنی ابن سعد نے بواسطہ عمر بن ابی طالب کے اُنھون نے اپنے پدر بزرگوار جناب علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن جبکہ ایک شب ماہ صفر کی باقی تھی واقع ہوئی۔ پس ۲۸ صفر چہارشنبہ ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ہوا یہ ماہ صفر انتیس یوم کا حدیث کے مطابق ہے جسکو جمہور مورخین وسیر نے اختیار کیا ہے۔ جس سے اس ماہ صفر مین ۱ - ۸ - ۱۵ - ۲۲ - ۲۹ مین پانچ پنجشنبہ واقع ہوئے۔ اس کے بعد ربیع الاول مین پانچ جمعہ ۱ - ۸ - ۱۵ - ۲۲ - ۲۹ مین ہوتے ہین جس سے ماہ صفر مین بارہ ۱۲ صفر کو (دوشنبہ) اور ماہ ربیع الاول مین گیارہ ۱۱ ربیع الاول کو (دوشنبہ) بارہ ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوا۔ (دیکھو نقشہ جنتری نمبر ۱ صفحہ ۱۹ کا دوسرا خانہ)

صلعم اسامة فعسكر بالجرف وضرب
عسكره فى موضع الى ن قال ولم
يبق احد من المهاجرين الاولين الا
انتدب فى تلك الغزوة عمر بن الخطاب[له] و
ابو عبيدة وسعد بن ابي وقاص ابو الاعور
وسعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل فى رجال
المهاجرين والانصار عدة قتادة بن النعمان
وسلمة بن اسلم بن حريش فقال رجال المهاجرين
وكان اشدهم فى ذلك قولا عياش بن ابى
ربيعة يستعمل هذا الغلام على المهاجرين الاولين
فكثرت المقالة فى ذلك فسمع عمر بن الخطاب
بعض ذلك القول من قال فغضب رسول الله
صلعم غضبا شديدا فخرج قد عصب على
راسه عصابة وعليه قطيفة ثم صعد
المنبر فحمد الله واثنى عليه ثم قال اما
بعد ايها الناس فما مقالة بلغتنى عن بعضكم
فى تاميرى اسامة والله لئن طعنتم فى
امارتى اسامة لقد طعنتم فى امارتى اباه
من قبله وايم الله ان كان للامارة
لخليق وان ابنه من بعده لخليق
للامارة وان كان لمن احب
الناس الى وان هذا لمن
احب الناس الى وانهما
لمخيلان لكل خير فاستوصوا
به خيرا فانه من خياركم
ثم نزل رسول الله صلعم

اسامہ کو حکم دیا پس اونھون نے مقام جرف مین لشکر
جمع کرنا شروع کیا بعد اسکے کہا ہے کہ کوئی مہاجرین اولین
مین سے باقی نہین رہا مگر یہ کہ سب اوس لڑائی مین جانے
کے لئے تیار ہوئے منجملہ اونکے عمر بن خطاب ابو عبیدہ
اور سعد بن ابی وقاص تھا ابو الاعور و سعید بن زید بن
عمرو بن نفیل مردان مہاجرین سے اور انصار کے لوگون
مین قتادہ بن نعمان و سلمہ بن اسلم بن حریش پس مردان
مہاجرین نے کہنا شروع کیا اور سب سے زیادہ شدت سے
عیاش بن ابی ربیعہ کہہ رہا تھا کہ یہ لڑکا مہاجرین اولین
پر حاکم بنایا جا رہا ہے اس بارے مین گفتگو بہت زیادہ
ہوئی اور کچھ اس مین سے عمر بن خطاب نے سنا اونھون نے
اون کہنے والونکی روکی اور جناب سرور کائنات صلعم کے
پاس آکر حضرت کو خبر دی کہ لوگ یہ کہہ رہے ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت شدید غضبناک ہوئے اور
اس حالت مین برآمد ہوئے کہ سر مبارک پر پٹی بندھی
ہوئی تھی اور چادر اوڑھے تھے بعد اسکے منبر پر تشریف
لے گئے اور حمد و ثنای الٰہی بجا لاکر ارشاد فرمایا کہ اے
گروہ مردم یہ کیسی باتین ہین کہ تم لوگون مین سے بعض
کے متعلق مجکو خبر پہونچی ہے کہ وہ اسامہ کو میرے حاکم
بنانیکے متعلق طعن کر رہے ہین قسم خدا کی اگر تم لوگون نے
اسامہ کو میرے حاکم بنانیکے بارے مین طعن کیا تو کوئی
عجب نہین ہے اسلئے کہ تم نے اس سے قبل انکے باپ
کو میرے امیر بنانے پر طعن کیا تھا اور قسم خدا کی وہ ضرور
امارت کے لائق تھا اور اوسکا بیٹا اوسکے بعد ضرور
قابل امارت ہے اور وہ تم لوگون مین سب سے زیادہ
مجکو محبوب تھا اور یہ بھی سب لوگون سے محبوب ہے اور

[له] سیرت النبی شبلی جلد ثانی حاشیہ صفحہ [illegible] مین ہے واقدی اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس غزوہ مین آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر کو بھی جانیکا حکم دیا تھا۔

فدخل بيته وذلك يوم السّبت لعشر ليال خلون من ربيع الاول × × × × ×

فلمّا اصبح يوم الاثنين غدا من معسكره واصبح رسول الله صلعم مفيقا فجاءه اسامة فقال اغز على بركة الله فودعه اسامة ورسول الله صلعم مفيق مريح وجعلت نساؤه يتماشطن سرورا براحته ودخل ابو بكر الصديق فقال يا رسول الله اصبحت مفيقا بحمد الله واليوم يوم ابنة خارجة فائذن لى فاذن له فذهب الى السنح وركب اسامة الى معسكره وصاح فى اصحابه باللحوق الى العسكر فانتهى الى معسكره ونزل وامر النّاس بالرحيل وقد متع النّهار فبينا اسامة بن زيد يريد ان يركب من الجرف اتاه رسول الله صلعم يموت فاقبل اسامة الى المدينة معه عمر وابو عبيدة بن الجراح فانتهوا الى رسول الله صلعم يموت فتوفى صلعم حين زاغت الشمس يوم الاثنين لاثنتى عشرة ليلة خلت من ربيع الاوّل ۔

یہ دونوں ہر نیکی کے اہل ہیں لہذا انکے ساتھ اچھا سلوک کرو اسلئے کہ یہ تمھارے پسندیدہ لوگوں میں سے ہے یہ فرماکر حضرت صلعم منبر سے اترے اور دولت سرا میں تشریف لے گئے اور وہ دن دہم ربیع الاول یوم شنبہ تھا (الی ان قال) جب بروز دوشنبہ صبح ہوئی تو اسامہ اپنے لشکر سے نکلے اوس روز رسول اللہ صلعم کو افاقہ تھا اسامہ حضرت صلعم کے پاس آئے حضرت نے فرمایا خدا سے برکت کے طالب ہوکر لڑنے جاؤ یہ فرماکر اسامہ کو رخصت کردیا اور رسول اللہ صلعم اوس روز افاقہ اور راحت کی حالت میں تھے اور امہات المومنین حضرت کے افاقہ کے خوشی کی وجہ سے سروں میں کنگھیاں کررہی تھیں ابوبکر صدیق حضرت کے پاس آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ شکر ہے خدا کا کہ آج آپکو افاقہ ہے اور بنت خارجہ کا دن ہے لہذا آپ مجکو اجازت مرحمت فرمایئے حضرت نے اجازت دی وہ مقام سنح میں گئے اور اسامہ اپنے لشکرگاہ میں روانہ ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو آواز دی کہ لشکر میں آکر جمع ہوں جب لشکرگاہ میں پہونچے تو گھوڑے سے اترے اور لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ پس اسامہ ابن زید جرف سے روانگی کا قصد کررہے تھے کہ اتنے میں ام ایمن کا قاصد یہ خبر لیکر آیا کہ رسول اللہ صلعم کی حالت اخیر ہے یہ سنکر اسامہ اور عمر اور ابو عبیدہ بن جراح کے ہمراہ مدینہ میں آئے اور رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ حضرت کی حالت نزع ہے بعد اسکے جسوقت آفتاب زوال کی حد تک پہونچا تو حضرت صلعم بروز دوشنبہ بارھویں ربیع الاول کو رحلت فرمائی ۔

یہ ... ہے کہ ... دسواں دن وہی دن ہوگا جبکہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ہو

۱۲ ربیع الاول تک چودہ دن اور ۱۳ ربیع الاول تک پندرہ روز ہوئے پس ۲۸ صفر کی پندرھوین تاریخ ۱۳ ربیع الاول ہوئی اور چہارشنبہ ہوا اسلئے ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) جو ۲۷ صفر (سہ شنبہ) کا پندرھوان دن اور ۲۸ صفر چہارشنبہ کا چودہوان روز ہوا اور ۲۸ صفر کا تیرھوان دن ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات النبی کی صحیح تاریخ ہوئی جس کے چودہوین روز یا بارہ ربیع الاول جو خود واقدی کے قول سے غلط ہے یہ غلطی دس ربیع الاول سنیچر کے لانے سے ہوئی جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسوان روز (شنبہ) ۹ ربیع الاول کے بجائے دس ربیع الاول (شنبہ) لکھا گیا۔

روایت مذکورہ مین حضرت ابوبکر کا نام نہین ہے حالانکہ اول نام اونہین کا حدیث مین آیا ہے جنکے بعد حضرت عمر پھر ابوعبیدہ بن الجراح وغیرہ ہین جو اسامہ بن زید کے سرداری مین مامور کئے گئے تھے جیسا کہ ہم لکھ آئے ہین حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین واقدی اور حافظ ابن عساکر کے سند سے یہی لکھا ہے یہان تک کہ زرقانی علی المواہب مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ جلد ثالث ص ۱۲۹ مین ہے۔

(فلم یبق احد من وجوہ المہاجرین والانصار الا انتدب) ای قام بسرعۃ المراد بسرعۃ الخروج (فیہم ابوبکر و عمر) وابوعبیدۃ وسعد وسعید وسلمۃ بن اسلم وقتادۃ بن النعمان کما ذکرہ الواقدی و اخرجہ ابن عساکر من طریقہ۔

پس نہین باقی رہا کوئی سرداران مہاجرین وانصار سے مگر یہ کہ جلدی سے اوٹھکر کھڑا ہو گیا اونہین لوگون مین حضرت ابوبکر اور عمر اور ابوعبیدہ و سعد وسعید و سلمہ بن اسلم و قتادہ بن النعمان تھے جیسا کہ واقدی نے ذکر کیا ہے اور ابن عساکر نے بھی اپنے طرق سے روایت کی ہے۔

یہ تعناتی ۲۹ صفر پنجشنبہ کے دن واقع ہوئی جسکے دسوین روز ۹ ربیع الاول یوم شنبہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کا طعن سماعت فرما کر نہایت غضبناک ہو کر خطبہ فرمایا ہے اس ۹ ربیع الاول (سنیچر) کے روز کو واقدی نے دس ربیع الاول یوم شنبہ لکھکر ۱۲ ربیع الاول وفات النبی لائے ہین ۱۱ ربیع الاول کو (دوشنبہ) قرار دینے سے یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ہوتا ہے جسکو ۲۹ صفر مین لا چکے ہین اور یہ کہ ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے مراجعت سے ۱۰ ذیحجہ (پنجشنبہ) اور ۹ ذیحجہ عرفہ و ۲۵ ذیقعدہ سفر حجۃ الوداع کو (سہ شنبہ) وہی (سہ شنبہ) بارہ ربیع الاول کو اور آگے تیسری ماہ رمضان وفات جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا مین واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ ص ۱۹ اور نقشہ دوم ص ۱ کتاب ہذا۔

غرضکہ گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ (دوشنبہ) کو گیارہ روز اور آخر ماہ صفر کے ۲۸ و ۲۹ صفر دو روز یہ کل ۱۳ دن اور ۹ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک (۹۰ یوم) اور ۱۰ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک (۸۱ یوم) کامل ہوئے۔

اسکے بعد واقدی سے وفات النبی کی دوسری روایت دوم ربیع الاول کے وفات کی وضع کی گئی ہے وہ یہ ہے جسکو ہم طبقات ابن سعد جزو دوم قسم دوم ۱۳۲۰ھ کے ص ۵۷ سے نقل کرتے ہین۔ اور جمہور مفسرین نے اپنے اپنے تفاسیر مین دوسری اور بارہ ربیع الاول وفات النبی اور مدت وفات کی بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی یوم لکھا ہے جس مین ہر دو تاریخون کے لحاظ سے کوئی تغیر نہین کیا گیا ہر دو صورت مین (۸۱ یوم) اپنی جگہ پر بحال ہے۔

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابو معشر عن محمد بن قیس[1] ان رسول اللہ صلعم اشتکی یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ فاشتکی ثلاث عشرۃ لیلۃ

ابن سعد نے کہا ہے کہ خبر دی مجکو محمد بن عمر واقدی نے کہ بیان کیا مجھسے ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہ رسول اللہ صلعم کو چہار شنبہ کے دن کہ گیارہ راتین ماہ صفر ۱۱ھ کی باقی تھین یعنی ۱۹ صفر ۱۱ھ یوم چہار شنبہ کو شکایت ہوئی اور یہ شکایت تیرہ راتون تک رہی۔

توفی صلعم یوم الاثنین للیلتین خلتا من شھر ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ کہ وفات پائی رسول خدا صلعم نے دوشنبہ کے روز کہ دو راتین گزرین ماہ ربیع الاول ۱۱ھ یعنی دوسری ربیع الاول ۱۱ھ کو رحلت ہوئی

اس دوسری ربیع الاول کے (دوشنبہ) سے ۲۹ و ۲۲ و ۱۵ و ۸ و یکم صفر کو (سنیچر) ۳۰ محرم کو (جمعہ) ۲۹ و یکم محرم (پنجشنبہ) ۲۹ و یکم ذیحجہ (چہار شنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۹ و ۲۲ ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۳ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۴ ذیقعدہ (چہار شنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (پنجشنبہ) ۲۶ ذیقعدہ (جمعہ) ہوا اسی تاریخ کو شبلی صاحب نے حضرت صلعم کا سفر حج فرمانا لکھا ہے اس روز یوم جمعہ واقع ہوتا ہے۔

سیرت النبی جلد ثانی صہ ۱۴۲ مین ہے (۱۸ یا ۱۹) صفر ۱۱ھ مین آدھی رات کو آپ جنۃ البقیع تشریف لے گئے وہان سے واپس تشریف لائے تو مزاج ناساز ہوا یہ حضرت میمونہ کے باری کا دن تھا اور یوم چہار شنبہ تھا ۱۳ دن مدت علالت صحیح ہے واضح ہو کہ حدیث مین صرف ایک تاریخ ہے یعنی ماہ صفر کی گیارہ راتین باقی تھین جب حضرت بیمار ہوئے یعنی ۱۹ صفر ۱۱ھ اور یہ (۱۸ یا ۱۹) کی تصنیف کردہ عبارت آگے اسی سیرت جلد ثانی کے صہ ۱۴۳ سے صاف ہو جاتی ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔

"تجہیز و تکفین" تجہیز و تکفین کا کام دوسرے دن سہ شنبہ ۳ ربیع الاول کو شروع ہوا۔

گیارہ روز ماہ صفر کے اور دو دن ماہ ربیع الاول کے یہ کل ۱۳ دن بلکہ راتین ہوئین۔ اور ۲۵ ذیقعدہ و ۹ ذیحجہ عرفہ و ۱۲ ربیع الاول و تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ (پنجشنبہ) واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم و حرف (ن) نووی شارح مسلم کا پہلا خانہ جسکی تائید مولوی امین اللہ کے سیرت منظوم قصیدہ عظمی جو رفیق سفر شبلی صاحب ہین۔ نیز تفسیر معالم التنزیل بغوی اور لباب التاویل خازن اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی اور تفسیر فتح البیان مولوی صدیق حسن خان بھوپالی سے ہوتی ہے جنھون نے بعد نزول آیہ اکمال دین کے اکیاسی دن ٹھہرنا حضرت صلعم کا دوسری ربیع الاول یا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو مثل واقدی کے اپنے اپنے تفاسیر مین وارد کیا ہے اور ہر دو صورت مین ۸۱ یوم مین کوئی تبدیلی نہین کی ہے۔ بالاخر شبلی صاحب نے واقدی کی ضعیف السند حدیث سے دوسری ربیع الاول وفات النبی کو قبول کر لیا کیونکہ اسی تاریخ کا دوسرا دن تیسری ربیع الاول کو تجہیز و تکفین کا کام شروع ہونا لکھدیا یہی دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) ۱۹ صفر (چہار شنبہ) کا تیرھوان دن تھا۔ اسی کے متعلق سیرت النبی مین ہے۔

یہ روایت واقدی سے بھی ابن سعد و طبری نے نقل کی ہے۔ لیکن واقدی کی مشہور ترین روایت جسکو اوس نے نقد

---

[1] محمد بن قیس کی قدح تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے محمد بن قیس شیخ لابی معشر ضعیف من السادسۃ دوھم۔

اشخاص سے نقل کیا ہے وہ ۱۲ ربیع الاول کی ہے۔

اور سیرت النبی جلد اول صفحہ ۳۶ مین ہے۔ سیرت پر اگرچہ آج بھی سیکڑون تصنیفین موجود ہین لیکن سب کا سلسلہ جاکر صرف تین چار کتابون پر منتہی ہوتا ہے۔ سیرت ابن اسحاق۔ واقدی۔ ابن سعد۔ طبری انکے علاوہ جو کتابین ہین وہ ان سے متاخر ہین"۔

ابن اسحاق ۱۵۱ھ تک صرف ۱۲ ربیع الاول وفات النبی اور پھر واقدی ۲۰۷ھ نے دوسری ربیع الاول کا اضافہ کیا جو طبری تک انہین واقدی سے پہونچا جسکو واقدی نے بارہ ربیع الاول کی روایت متعدد اشخاص سے نقل کر کے خود دوسری ربیع الاول کو غلط کر دیا۔ لیکن یکم ربیع الاول کے وفات ہونے کا طبری تک کوی وجود نہین ملتا اور نہ شبلی صاحب نے کوئی روایت نقل کی ہے آگے امام سہیلی نے ۱۳ و ۱۴ ربیع الاول وفات النبی کو اجماع مسلمین سے لاکر یکم و دوم ربیع الاول کو بالکل دروغ و کذب ہونا ثابت کر دیا ہے۔

لیکن امام سہیلی کا دوسرا قول جو سیرت انسان العیون حلبی جلد ثالث کے صفحہ ۳۲۹ مین ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے روز حضرت کا بیمار ہونا اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو حضرت صلعم کا بہ نفس نفیس اسامہ کے لیے علم بنا کر مرحمت فرمانا لکھا ہے جس سے واقدی کی روایت ۲۸ و ۲۹ صفر کی تائید ہوتی ہے جسکا تیرھوان روز گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) یہی دن ۲۵ ذیقعدہ سفر حجۃ الوداع اور ۹ ذیحجہ عرفہ مین واقع ہوتا ہے اور جو اسی صورت ایک ۳۰ اور ایک ۲۹ کثیر الوقوع سے تیسری ماہ رمضان سہ شنبہ وفات جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پر پہونچتا ہے جسکو حسب ذیل محدثین و ارباب سیر نے انہین واقدی کی تحقیق پر اتفاق کیا ہے چنانچہ حسب ذیل اساطین سے سند لکھی جاتی ہے۔

حافظ ابن سعد صاحب طبقات المتوفی ۲۳۰ھ۔ حافظ و امام ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ حافظ ابن عبد البر صاحب استیعاب المتوفی ۴۶۳ھ۔ حافظ ابن جوزی المتوفی ۵۹۷ھ۔ علامہ سبط ابن جوزی المتوفی ۶۵۴ھ صاحب تذکرہ خواص الامۃ خاتم الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ۔ علامہ کمال الدین حسین صاحب روضۃ الشہدا و صاحب تفسیر حسینی المتوفی ۹۱۰ھ مورخ حبیب السیر المتوفی ۹۳۲ھ۔ علامہ دیار بکری صاحب تاریخ خمیس المتوفی ۹۶۶ھ۔ شیخ محمد بن عبد الباقی الزرقانی المتوفی ۱۱۲۲ھ

طبقات ابن سعد جلد ۸ مطبوعہ لیدن ۱۳۲۱ھ مین ہے۔

قال محمد بن عمر و هو الثبت عندنا توفیت	کہا محمد بن عمر (واقدی) نے اور یہ ثابت ہے میرے نزدیک کہ
لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من شهر رمضان	وفات (فاطمہ سلام اللہ علیہا) تیسری شب سہ شنبہ رمضان ۱۱ھ
سنۃ احدی عشرۃ و هی ابنۃ تسع و عشرین	مین ہوی اور وہ ۲۹ سالہ یا مثل اسکے تھین۔
سنۃ او نحوها۔ اخبرنا محمد بن عمر حدثنی	خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہا حدیث کی مجھسے ابن جریج نے عمرو بن دینار سے

[1] توثیق عمرو بن دینار جو زہری سے عمر مین بڑا تھا اور جس نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے جیسا کہ آگے روایت مین ہے۔ طبقات ابن سعد جزو خامس مین ہے عمرو بن دینار مولی باذان من الابناء قال اخبرنا الفضل بن دکین قال مات عمرو بن دینار سنۃ ست و عشرین و مائۃ × × × × وکان عمرو ثقۃ ثبتا کثیر الحدیث اور صحیح ترمذی صفحہ اول مین ہے۔ قال ابو عیسی سمعت ابن ابی عمر یقول سمعت سفیان کان عمرو بن دینار اسن من الزہری۔ کہا ابو عیسی نے کہ مین نے ابن ابی عمر سے سنا ہے کہ کہتا سنا مین نے سفیان بن عیینہ سے کہ کہتا عمرو بن دینار زہری سے عمر مین بڑا تھا۔

ابن جریج عن عمرو بن دینار عن ابی جعفر قال توفیت فاطمۃ بعد النبی صلعم بثلثۃ اشہر۔

سے اُنہے ابی جعفر سے کہ وفات فرمائی جناب فاطمہ علیہا السلام نے بعد وفات النبی صلعم کے تین مہینہ پر

۲۔ تاریخ الرسل الملوک ابن جریر طبری جلد اول حصہ چہارم صـ ۱۸۶۹ مطبوعہ لیدن یورپ مین ہے۔ ماتت فاطمۃ ابنۃ رسول اللہ صلعم فی لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من شہر رمضان وھی یومئذ ابنۃ تسع وعشرین سنۃ اونحوھا

۳۔ استیعاب حافظ ابو عمر ابن عبد البرج۔ ثانی مین بذکر وفات فاطمہ علیہا السلام ہے۔

وقال المدینی لیلۃ الثلاثاء لثلث خلون من شہر رمضان سنۃ احدی عشرۃ۔

مدینی نے کہا ہے کہ وفات فاطمہ علیہا السلام تیسری شب سہ شنبہ ماہ رمضان ۱۱ھ مین واقع ہوی۔

۴۔ حافظ ابن جوزی فی التاریخ الصفوۃ۔ تاریخ خمیس دیار بکری جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ صـ ۳۱۴ مین ہے۔

فی الصفوۃ توفیت فاطمۃ بعد وفات رسول اللہ صلعم بستۃ اشہر فی لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من رمضان سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ وھی بنت ثمان وعشرین سنۃ ونصف۔

تاریخ صفوۃ الصفوہ ابن جوزی مین ہے۔ کہ وفات فاطمہ علیہا السلام بعد وفات النبی صلعم کے چھ مہینہ پر شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ پر ہوی اور وہ جناب ۲۸ سالہ وشش ماہ تھین جسکی تائید اوس ۱۲ ربیع الاول سے جو ۲۸ صفر کا چودھوان روز (سہ شنبہ) تھا حافظ ابن جوزی کے قول سے ہوتی ہے۔

جیسا کہ اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ شریف جلد ۴ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۹ھ سنہ ۱۸۹۱ء کے صـ ۶۱۲ مین ہے۔

ابن جوزی در کتاب الوفا گفتہ کہ ابتدای مرض در شہر صفر بودہ کہ دو شب ازان ماندہ بود و وفات وے دوازدہم ربیع الاول بود۔

یعنی ابن جوزی نے اپنے کتاب الوفا مین کہا ہے کہ ابتدای مرض النبی صلعم صفر کے مہینہ مین کہ دو راتین باقی تھین وفات بارہ ربیع الاول کو ہوی۔

آخر ماہ صفر کے ۲۸ و ۲۹ صفر کے دن کی تصدیق تاریخ مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی سے جسکا قلمی نسخہ بانکی پور پٹنہ مین ۸۰۰ھ کا لکھا ہوا ہے جسکے صـ ۲۱۶ مین ہے۔

فلما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ المرض فصدع وحم فلما اصبح یوم الخمیس دعا اسامۃ فعقد لہ لواء بیدہ الخ

پس جب ۲۸ صفر چہار شنبہ کا روز کہ دو راتین ماہ صفر کی باقی تھین آیا تو حضرت صلعم کے مرض شروع ہوا پس درد سر اور بخار ہوا صبح ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو اسامہ بن زید کو بلا کر اپنے دست مبارک سے اوسکے لیے جھنڈا باندھ کر عنایت کیا۔

لہ کشف الظنون حصہ اول مطبوعہ مصر صـ ۱۲۶ مین ہے۔ (تاریخ ابن جوزی المسمی بالمنتظم) یاتی فی المیم ولہ اخبار الاعیان وصفوۃ الصفوۃ وتلقیح المفہوم کلہا فی التاریخ وسبطہ مرآۃ الزمان۔

کہ تاریخ ابن الوردی مین ۶۵۴ھ کے واقعہ مین ہے۔ توفی الشیخ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی واعظ فاضل لہ مرآۃ الزمان تاریخ جامع ولہ تذکرۃ الخواص من الامۃ فی مناقب الائمۃ۔

جسکے بعد یکم ربیع الاول جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول سہ شنبہ تک چودہ دن ہوے یہی سہ شنبہ مراجعت میں ۵ ذیقعد سفر حجۃ الوداع میں اور ۹ ذیحجہ عرفہ میں اور یہی سہ شنبہ آگے چھ ماہ پر تیسری ماہ رمضان وفات جناب فاطمہ علیہا السلام میں واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ (دوم) صفحہ کتاب ہذا

۵۔ تذکرہ خواص الامۃ علامہ سبط ابن جوزی جسکا نہایت عمدہ قلمی نسخہ بانکی پور پٹنہ کے کتبخانہ میں ہے جسکا سنہ کتابت [illegible]ھ ہے ذکر فاطمہ علیہا السلام میں ہے۔

وفاتہا وفات رسول اللہ علی اقوال احدہا ستۃ اشہر الا عشرۃ ایام لانہا توفیت لیلۃ الثلاثاء لثلث خلون من شہر رمضان سنۃ احدی عشر و رسول اللہ صلعم توفی فی ربیع الاول فی الثانی عشر منہ فی ہذہ السنۃ والثانی ثلثۃ اشہر قال عمرو بن دینار والثالث شہران وعشرۃ ایام۔

وفات جناب فاطمہ زہرا بعد رسولخدا میں چند اقوال ہیں
(۱) دس دن کم چھ مہینے اسلئے کہ فاطمہ زہرا کی وفات شب سہ شنبہ سیوم ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ اور رسول اللہ صلعم نے بارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ میں وفات پائی (۲) عمرو بن دینار نے کہا ہے کہ بعد وفات رسولخدا کے تین مہینے زندہ رہیں۔
(۳) دو مہینے دس دن یعنی (۷۰ دن) بعد وفات رسول اللہ صلعم کے زندہ رہیں۔

۶۔ اصابہ فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۵۳ء جلد ۴ صفحہ ۳۷۸ میں ہے۔

قال الواقدی توفیت فاطمۃ لیلۃ الثلاثاء لثلث خلون من شہر رمضان سنۃ احدی عشرۃ

واقدی نے کہا ہے کہ وفات فاطمہ علیہا السلام تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ کو واقع ہوی یعنی چھ مہینہ پر جسکو عمرو بن دینار نے تین مہینے کی مدت روایت کی ہے جسکا حوالہ سبط ابن جوزی نے بھی لکھا ہے

ابن سعد نے واقدی کے طریق اور عمرو بن دینار کے واسطے سے جناب امام باقر علیہ السلام کے سند سے بیان کیا ہے۔ اور عمرو بن دینار جو زہری سے عمر میں بڑے ہیں اور جو حضرت عائشہ سے بھی روایت کرتے ہیں چنانچہ اصابہ مذکورہ کے صفحہ ۲۷۸ میں ہے

قال یزید بن زریع عن روح بن القاسم عن عمرو بن دینار قالت عائشۃ ما رأیت قط احدا افضل من فاطمۃ

کہا یزید بن زریع نے روح بن قاسم سے کہا اوس نے عمرو بن دینار سے کہا اوسنے حضرت عائشہ کی سند سے کہا اونھوں نے کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو جو افضل تر ہو

۱؎ نور الدین علی بن شہاب الدین شافعی نے تاریخ خلاصۃ الوفا میں لکھا ہے ولابن الجوزی فی الوفا عن عائشۃ قالت لما قبض النبی اختلفوا فی دفنہ فقال علی رضہ انہ لیس فی الارض بقعۃ اکرم علی اللہ من بقعۃ قبض فیہا نفس نبیہ۔

۲؎ کشف الظنون میں ہے روضۃ الشہداء فارسی حسین بن علی الکاشفی المعروف بالواعظ المتوفی سنۃ ۹۱۰ عشر و تسعمائۃ
تفسیر حسین بن علی الکاشفی الواعظ المتوفی فی حدود سنۃ ۹۰۰ تسعمائۃ وہو تفسیر فارسی مثلہ اول فی مجلد سماہ بالمواہب العلیہ

غیر ابیھا صحیح علی شرط الشیخین الی عمرو

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے سوا ازپدر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شرط شیخین کے مطابق عمرو بن دینار کی حد تک صحیح ہے۔

وقد ثبت الصحیح عن عائشۃ ان فاطمۃ عاشت بعد النبی ستۃ اشہر فقال الواقدی وھو الثبت عندنا۔

اور حضرت عائشہ سے صحیح میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا بعد وفات النبی کے چھ مہینہ زندہ رہنا ثابت ہے اور واقدی نے کہا ہے کہ یہی مدت میرے نزدیک صحیح۔

وروی الحمیدی عن سفیان عن عمرو بن دینار انھا بقیت بعد ثلثۃ ایام وقال غیرہ بعد اربعۃ شہر وقیل شہرین وعند الدولابی فی الذریۃ الطاھرۃ بقیت بعدہ خمسۃ وتسعین یوماً

حمیدی نے سفیان کے طریق اور عمرو بن دینار کی سند سے روایت کی ہے کہ بعد حضرت صلعم کے تین دن (غالباً تین مہینے کی جگہ غلط لکھ گیا) حضرت فاطمہ زندہ رہیں اور دوسروں کا قول ہے کہ چار مہینے اور کہا گیا ہے دو مہینے اور دولابی کے کتاب ذریۃ الطاہرہ میں بعد حضرت صلعم کے (۹۵ روز) باقی رہیں یعنی زندہ رہیں۔

۷۔ روضۃ الشہداء کمال الدین حسین صاحب تفسیر حسینی مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۹ھ اور اونکے ترجمہ گلزار الشہداء مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۰ھ
روضۃ الشہداء ص ۹۹ مین ہے۔ در شب چہار شنبہ بست و ہشتم ماہ صفر در سال یازدہم از ہجرت زیارت گورستان بقیع رفتند روز دیگر آنحضرت صلعم را صداع طاری گشتہ۔ ص ۱۴۲ مین ہے بروایات اہل بیت وفات آنحضرت شب سہ شنبہ بود سیوم ماہ مبارک رمضان ۱۱ھ احدی عشر من الہجرۃ

گلزار الشہداء ترجمہ روضۃ الشہداء کے ص ۱۲۶ مین ہے۔ آپ چہار شنبہ کی رات اٹھائیسوین تاریخ ماہ صفر گیارھوین سال ہجری مین زیارت جنۃ البقیع کو تشریف لے گئے دوسرے روز آنحضرت صلعم کے درد سر لاحق ہوا۔ ص ۱۸۵ مین بروایت اہلبیت وفات فاطمہ ع کی شب سہ شنبہ تاریخ تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ مین ہوی۔

۸۔ مورخ حبیب السیر مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۶ء جلد اول جزو سیوم ص ۹۹ مین ہے۔
در تلقیح ابن جوزی مذکور است کہ ولادت فاطمہ رض پنج سال قبل بعثت وقوع یافتہ و در روضۃ الاحباب درین باب دو روایت مذکور است روایت اول موافق آنچہ از تلقیح نقل کردہ شد و قول ثانی در سال چہل و یک از واقعہ فیل آن اختر سپہر نبوت از افق ولادت طلوع نمود۔

ایضاً در کتاب مذکور سمت تحریر پذیرفتہ کہ وفات فاطمہ رض در شب سہ شنبہ سیوم ماہ رمضان وقوع یافتہ۔

یعنی ابن جوزی نے تلقیح مین ولادت جناب فاطمہ ع بعثت سے پانچ سال پہلے ہونا مذکور ہے اور روضۃ الاحباب مین دو روایت لکھی ہین روایت اول موافق تلقیح کے ہے جو نقل کی گئی اور دوسرے واقعہ فیل کے اکتالیسوین سال اور یہ بھی کتاب روضۃ الاحباب مین ہے کہ وفات جناب فاطمہ ع شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان مین واقع ہوی۔

این دو روایت که از روضة الاحباب در باب ولادت فاطمہ نقل کردہ شد عمر آنجناب بست و ہشت سال یا بست و دو سال بودہ

روایت روضة الاحباب والی جو ولادت جناب فاطمہ مین نقل کی گئی عمر حضرت فاطمہ کی ۲۸ سالہ یا ۲۲ سال ہوتی ہے

و در کشف الغمہ مسطور است کہ ابن خشاب از ابی جعفر محمد بن علی الباقرؑ نقل نمودہ کہ تولد فاطمہؑ بعد از ظہور نبوت و نزول وحی بہ پنج سال اتفاق افتاد در وقتیکہ ہژدہ سال و ہفتاد و پنج روز از عمر شریفش گذشتہ بود از عالم رحلت فرمود۔

اور کشف الغمہ مین لکھا ہے کہ علامہ ابن خشاب تاریخ موالید اہلبیت علیہم السلام مین اپنے اسناد سے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ولادت جناب سیدہ علیہا السلام کی بعثت اور نزول وحی کے پانچسال بعد واقع ہوئی اور جب ۱۸ سال اور پچھتر دن کی ہوئین تو رحلت فرمائی۔

۹۔ تاریخ خمیس دیار بکری۔ جلد اول صفحہ ۳۱۴ مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ تاریخ صفوة ابن جوزی کے حوالے سے ہے

قال الدیار بکری فی الخمیس توفیت فاطمة بعد وفات رسول اللہ بستة اشہر فی لیلة الثلاثاء لثلاث خلون من رمضان سنة احدے عشرة من الہجرة وہی بنت ثمان وعشرین سنة و نصف و من الزہری ماتت فاطمة بعد رسول اللہ صلعم بثلاثة اشہر و عن عائشة قالت کان بین النبی صلعم و بین فاطمة شہران۔

علامہ دیار بکری تاریخ خمیس مین لکھتے ہین کہ رسول اللہ کی وفات سے چھ مہینے کے بعد ۱۱ھ مین تیسری ماہ رمضان شب سہ شنبہ کو حضرت فاطمہ نے وفات فرمائی اور زہری سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ بعد رسول اللہ کے تین مہینے پر اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مابین حضرت صلعم اور جناب فاطمہ علیہا السلام دو مہینے کا فاصلہ ہوا۔

ذکر الامام ابو بکر احمد بن نصر بن عبد اللہ الدراع فی کتاب تاریخ موالید اہل البیت انہا توفیت وہی ابنة ثمان عشرة سنة و خمسة و سبعین یوما منہا بمکة ثمان سنین والباقی بالمدینة و عاشت بعد ابیہا خمسة و سبعین یوما۔

اور امام ابو بکر احمد بن نصر بن عبد اللہ الدراع نے تاریخ موالید اہلبیت علیہم السلام مین ذکر کیا ہے کہ وفات فاطمہ علیہا السلام کی اٹھارہ سال پچھتر روز پر ہوی جس مین ۸ سال مکہ مین باقی دس سال مدینہ مین بعد وفات اپنے باپ کے پچھتر روز زندہ رہین۔

(صفحہ ۳۱۴ جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ)۔

۱۰۔ زرقانی۔ جلد تین مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ صفحہ ۲۰۵ مین ہے۔

(و توفیت بعد علیہ الصلوٰة والسلام بستة اشہر) کما قال فی الصحیح عن عائشة قال الواقدی و ہو الثبت قال و ذلک لثلاث خلون من شہر رمضان سنة احدی عشرة وہی ابنة تسع و عشرین سنة۔

یعنی وفات فاطمہ علیہ السلام کی بعد وفات النبی صلعم کے چھ مہینے پر ہوی جیسا کہ صحیح مین حضرت عائشہ سے مروی ہے واقدی نے کہا ہے کہ یہی ثابت ہے اور وہ تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ تھی اور وہ فاطمہ علیہا السلام ۲۹ سالہ تھین۔ یعنی حضرت کی وفات پر ۲۸ یا ۲۹ سالہ تھین

۲۹ سال ہوئین۔

واقدی کی یہ تحقیق کہ جناب فاطمہؑ وفات کے وقت ۲۹ سالہ تھین جسکی تقلید اکثر مورخین و محدثین نے کی ہے جو اوس حدیث کی رو سے غلط ہے جس مین نبوت سے پانچ سال قبل ولادت ہونا وارد ہے کیونکہ پانچ سال قبل نبوت والے اور ۱۳ سال مکے کے اور دس سال مدینہ منورہ کے بعد ہجرت کے یہ اٹھائیس سال ہوئے اور تیسری ماہ رمضان تک کچھ دن کم چھ ماہ سے ۲۸ ½ سال ابن جوزی کے حساب کے مطابق ہوگئے پس زرقانی کا قبول کرلینا بالکل غلط ہوگیا حالانکہ یہ ۲۸ ½ سال بھی غلط ہین جس سے حضرت فاطمہ کا حضرت عایشہ سے دس سال بڑا ہونا لازم آتا ہے حالانکہ وہ جنابؑ ایک سال حضرت عایشہ سے عمر مین چھوٹی تھین سیرت النبی شبلی جلد ثانی صـ ۳۲۴ و ۳۲۵ مین ہے کہ حضرت عایشہ) بعثت کے چار برس بعد پیدا ہوئین سنہ ۱۰ نبوی مین آنحضرت کے ساتھ نکاح ہوا اوسوقت شش سالہ تھین نکاح کے بعد مکہ مین آنحضرت کا قیام تین سال تک رہا (اوسوقت حضرت عایشہ نہ سالہ تھین) اوسوقت زرقانی وغیرہ کے مطابق حضرت فاطمہ (۱۹ برس کی ہوگئین) حالانکہ امام ابو بکر احمد بن نصر بن عبداللہ نے تاریخ موالید اہل بیت سے لکھا ہے کہ اسوقت آٹھ سالہ تھین یعنی حضرت عائشہ سے ایکسال چھوٹی تھین پس وفات النبی صلعم کے وقت حضرت عایشہ ۱۹ سالہ اور حضرت فاطمہ ۱۸ سالہ تھین۔

غرضکہ واقدی کا تیسری ماہ رمضان کو (سہ شنبہ) ہونا حساب سے ضرور صحیح آتا ہے جو ۲۵ ذو قعدہ سنہ ۱۰ھ سفر حجۃ الوداع اور ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ (سہ شنبہ) کے مطابق تیسری ماہ رمضان (سہ شنبہ) واقع ہوتا ہے اور آگے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو (پنجشنبہ) جس کے بعد شب جمعہ ۲۳ جمادی الثانی مین رحلت ابو بکر ہے جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) اور یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ (جمعہ) کے مطابقت مین ہے جیساکہ

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری عینی حنفی مطبوعہ مصر جلد چہارم صـ ۲۴۳ مین ہے۔

یعنی وفات پائی حضرت ابوبکر نے یوم جمعہ یا شب جمعہ کو۔ جو ابن اسحاق کے اس قول سے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو جمعہ ہوتا ہے۔

توفی ابوبکر رضی اللہ عنہ یوم الجمعۃ لسبع لیال بقین من جمادی الاخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ

یعنی ابن اسحاق نے کہا ہے جیساکہ اسد الغابہ ابن اثیر جزری مین ہے کہ ابوبکر رضؓ نے ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ یوم جمعہ کو وفات کی۔ دیکھو نقشہ (دوم صـ ۱۶ کتاب ہذا)

لہ واقدی قاضی بغداد تھے جنکی قدح اور مدح دونون ہمارے مفید ہے لیکن یہ اس رتبہ کے ہین کہ تاریخ بقید یوم وفات فاطمہ علیہا السلام مین حفاظ حدیث نے اتفاق کیا ہے یہان تک کہ امام محی السنۃ بغوی نے تفسیر معالم التنزیل مین لفظ (ظلمت والنور) جو آیۃ الکرسی اور سورہ انعام مین (جعل الظلمت والنور) ہے کی تفسیر واقدی کی سند سے بیان کی ہے۔ اور قرۃ العیون شرح سرور المحزون نواب محمد علیخان مین ہے۔ (حدیث غدیر) کو اگرچہ روایت نہین کیا اسکو اہل حفظ و اتقان نے اکہ طلب حدیث مین اونہون نے شہرون کا دورہ کیا مثل بخاری و مسلم و واقدی وغیرہم کے اکابر محدثین سے۔"

" اور یہ اگرچہ مخل صحت حدیث کو نہین ہے مگر دعوی تواتر کا اس کے مثل مین کرنا نہایت تعجب ہے۔"

نمبر(۶) صاحب سیرۃ ابن ہشام ابی محمد عبدالملک بن ہشام المتوفی ۲۱۳ھ

یہ ابن ہشام[1] بھی حضرت کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذیقعدہ (یا پانچ راتین ماہ ذیقعدہ کی باقی تھین) کی روایت کی ہے جلد ۲ مطبوعہ مصر ۱۲۹۵ھ صہ ۷۵ مین ہے۔

قال ابن اسحاق حدثنی عبد الرحمن بن القاسم عن ابیہ القاسم بن محمد عن عائشۃ زوج النبی صلعم قالت خرج رسول اللہ صلعم الی الحج لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ۔

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حدیث کی مجھے عبدالرحمن بن قاسم نے اپنے باپ قاسم بن محمد سے اونھون نے عائشہ زوجہ رسول اللہ صلعم سے کہا اونھون نے نکلے رسول اللہ صلعم حج کی طرف جبکہ پانچ راتین ماہ ذیقعدہ کی باقی تھین یعنی ۲۵ ذوقعدہ تھی۔

اور صہ ۹۳ مین ہے۔

قال ابن اسحاق ابتدای رسول اللہ صلعم لشکوہ . . . فی لیال بقین من صفر۔

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ شروع ہوئی شکایت رسول اللہ صلعم کو کہ ماہ صفر کی ایک رات باقی تھی۔

نمبر(۷) محمد ابن سعد کاتب واقدی صاحب طبقات المتوفی ۲۳۰ھ

یہ علامہ ابن سعد مورخ اور محدث ہین جنھون نے رسول اللہ صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذیقعدہ یوم شنبہ کی روایت وارد کی ہے اور چوتھی ذیحجہ داخلہ مکہ معظمہ باسند روایات سے بیان کیا ہے جو نقل کیجاتی ہین۔

طبقات الکبیر جلد ثانی قسم اول مطبوعہ لیدن ۱۳۲۵ھ صہ ۱۲۴ مین ہے۔

کان ابن عباس یکرہ ان یقال حجۃ الوداع ویقول حجۃ الاسلام فخرج رسول اللہ صلعم من المدینۃ مغتسلا ومتدھنا ومترجلا

ابن عباس (رفظ) حجۃ الوداع کہنے سے کراہت کرتے تھے اور حجۃ الاسلام کہتے تھے اور رسول اللہ صلعم مدینہ منورہ سے غسل فرما کر بالون مین تدھین

---

[1] سیرت النبی شبلی جلد اول صہ ۱۵ مین ہے ابن ہشام کا نام امام عبدالملک ہے وہ نہایت ثقہ اور نامور محدث اور مورخ تھے ۲۱۳ھ مین وفات پائی محمد ابن اسحاق کی کتاب کثرت سے پھیلی اور بڑے بڑے محدثون نے اسکے نسخے مرتب کئے اسی کتاب کو ابن ہشام نے زیادہ منقح اور اضافہ کر کے مرتب کیا جو سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے۔ اور ابن اسحاق نے فن مغازی مین سقدر ترقی دی اور اسقدر دلچسپ بنایا کہ خلفاء عباسیہ جو زیادہ تر اور قسم کے تصنیفات کا مذاق رکھتے تھے ان مین مغازی کا مذاق پیدا ہو گیا چنانچہ ابن عدی نے ان کے اس احسان کا خاص طرح پر ذکر کیا ہے ابن عدی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس فن مین کوئی تصنیف انکے تصنیف کے رتبہ کو نہین۔ لہ حاشیہ تہذیب التہذیب"

المامون شبلی مطبوعہ کو نگریس پریس دہلی کے صہ ۱۲۶ مین ہے ۔ تاریخ مین اگر کوئی زمانہ اہل کمال کے پیش کرنے پر ناز کر سکتا ہے تو مامون کا عہد حکومت اس فخر مین سب سے مرجح ثابت ہوگا فقہا و محدثین مین یحیی بن معین امام بخاری، محمد بن سعد کاتب واقدی، ابن علیہ، سفیان ابن عیینہ عبدالرحمن بن مہدی یحیی القطان، یونس بن بکیر، ابو مطیع البلخی، حافظ ابن ہشام، روح بن عبادہ، ابو داؤد الطیالسی، غازی بن قیس شاگرد امام مالک، امام واقدی الخ۔ وغیرہ ہین۔

متجردا فی ثوبین صحاریین ازار ورداء وذلک السبت لخمس لیال بقین من ذی القعدة فصلی الظهر بذی الحلیفة رکعتین۔

اور کنگھی کئے ہوئے زیر جامہ اور ردا پہنے ہوئے باہر تشریف لائے اور وہ دن ہفتہ کا تھا اور ماہ ذیقعدہ کی پانچ شبین باقی تھیں حضرت نے نماز ظہر مقام ذو الحلیفہ مین دو رکعت ادا فرمائی۔

[illegible] اخبرنا عمرو حکام بن ابی الوضاح نا شعبة عن ایوب عن ابی العالیة البراء عن ابن عباس قال اهل رسول الله صلعم بالحج فقدم لاربع مضین من ذی الحجة فصلی بنا الصبح بالبطحاء

خبر دی ہم کو عمرو حکام بن ابی الوضاح نے کہا اوس نے کہ ہم سے بیان کیا شعبہ نے ایوب سے اوسنے ابو العالیہ براء سے اوسنے ابن عباس سے فرمایا ابن عباس نے کہ لبیک کہی رسول اللہ صلعم نے ساتھ حج کے پس تشریف لائے چوتھی ذیحجہ کو اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی صبح کی بطحی مین۔

اخبرنا عفان بن مسلم نا حماد بن سلمة انا قیس بن سعد عن عطاء عن جابر بن عبد الله قال قدم رسول الله صلعم لاربع خلون من ذی الحجة۔

خبر دی ہمکو عفان بن مسلم نے اوسنے کہا کہ بیان کیا ہم سے حماد بن سلمہ نے اوسنے کہا کہ ہم سے بیان کیا قیس بن سعد نے عطاء سے اونہون نے جابر بن عبد اللہ سے جابر کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم تشریف لائے چار ذیحجہ کو۔

[illegible] عبد الوهاب بن عطاء انا هشام بن ابی عبد الله عن قتادة عن ابی حسان عن ابن عباس ان النبی صلعم اهل عند الظهر من ذی الحلیفة۔

عبد الوہاب بن عطا نے کہا خبر دی ہم کو ہشام بن ابی عبد اللہ نے قتادہ سے اونہون نے ابی حسان سے اونہون نے ابن عباس سے کہا اونہون نے کہ نبی صلعم نے حج کے لئے لبیک شروع فرمائی ظہر کے وقت (مقام) ذو الحلیفہ سے۔

[illegible] ثم سریة اسامة بن زید بن حارثة الی اهل ابنی وهی ارض السراة ناحیة البلقاء وقالوا لما کان یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنة ۱۱ احدی عشرة من مهاجر رسول الله صلعم امر رسول الله صلعم الناس بالتهیؤ لغزو الروم فلما کان من الغد دعا اسامة بن زید فقال

پھر لشکر اسامہ بن زید بن حارثہ اہل ابنی کی طرف اور وہ سرزمین سراة ہے جو کنارے بلقا کے ہے) اور کہا ہے کہ جب یوم (دوشنبہ) ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ ہوا تو رسو لخدا صلعم نے حکم دیا لوگون کو آمادگی جنگ روم کے لئے پس جب صبح ہوئی تو اسامہ بن زید کو بلایا اور فرمایا اپنے باپ کے قتل گاہ کی طرف جاؤ اور اون لوگون کو گھوڑون سے

مرالی موضع مقتل ابیک فاوطئهم الخیل فقد ولیتک هذا الجیش فاغز صباحا علی اهل ابنی وحرق علیهم و اسرع المسیر تسبق الاخبار فان ظفرک الله فاقلل اللبث فیهم وخذ معک الادلاء وقدم العیون والطلایع امامک فلما کان یوم الاربعاء بدئ برسول الله صلعم فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامة لواء بیده ثم قال اغز بسم الله فی سبیل الله فقاتل من کفر بالله فخرج بلوائه معقودا فدفعه الی بریدة بن الحصیب الاسلمی وعسکر بالجرف فلم یبق احد من وجوه المهاجرین الاولین والانصار الا انتدب فی تلک الغزوة فیهم ابوبکر الصدیق وعمر بن الخطاب وابو عبیدة بن الجراح وسعد بن ابی وقاص وسعید بن زید وقتادة بن النعمان وسلمة بن اسلم بن حریش فتکلم قوم وقالوا یستعمل هذا الغلام علی المهاجرین الاولین فغضب رسول الله غضبا شدیدا فخرج وقد عصب علی راسه

پامال کرو مین نے تمکو اس لشکر کا سردار بنایا پس جنگ کرو صبح کے وقت اہل ابنی پر اور کشتی کرو اور بہت جلد جاؤ خبر پہونچنے سے قبل پہونچو رہنمایان کو لے لینا اور دیدبان اور نگہبانون کو آگے بھیجدینا پس جب ۲۸ صفر چہارشنبہ کا دن ہوا تو رسالتمآب صلعم کو بخار اور دردسر شروع ہوا پس جب (۲۹) صفر صبح پنجشنبہ ہوا تو اسامہ کو رسول مقبول نے اپنے دست مبارک سے نشان ذوجی بناکر عطا کیا اور فرمایا خدا کے نام سے خدا کی راہ مین جنگ کرو مشرکون کو قتل کرو پس اسامہ نشان مذکورہ لیے ہوئے نکلے اور بریدہ بن الحصیب اسلمی کو دیدیا او سوقت لشکر مقام جرف مین تھا پس کوئی شخص مہاجرین وانصار سے ایسا نہ تھا جو اس غزوہ کے لیے جلد آمادہ نہوا ہو ان مین ابوبکر صدیق و عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح وغیرہ تھے پس آپس مین گفتگو ہونے لگی کہ یہ لڑکا مہاجرین اولین پر سردار لشکر بنایا جاتا ہے رسالتمآب صلعم اس خبر سے سخت غضبناک ہوئے اور سر مین پٹی باندھے ہوئے اور دوش پر بُرد یمانی ڈالے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر پر تشریف لے گئے خدا کی حمد وثنا کے بعد

ے ابن سعد کا فقہا اور محدثین سے ہونا۔ (المامون شبلی صہ ۲۳۶ مطبوعہ کانگریس پریس پٹنا) مین ہے تاریخ مین اگر کوئی زمانہ اہل کمال کے جمگھٹ پر ناز کر سکتا ہے تو مامون کا عہد حکومت اس فخر مین مرجح ثابت ہوگا فقہا اور محدثین مین یحییٰ ابن معین امام بخاری محمد بن سعد کاتب واقدی ابن علیہ سفیان ابن عیینہ عبدالرحمن بن مہدی یحییٰ القطان یونس بن بکیر ابو مطیع بلخی شاگرد امام ابوحنیفہ اسحاق بن الفرات قاضی مصر حسن بن زیاد اللولوی شاگرد امام ابوحنیفہ حماد بن اسامہ۔ حافظ ابن ہشام۔ روح بن عبادہ ابوداؤد الطیالسی غازی بن قیس شاگرد امام مالک۔ امام واقدی۔ ابو حسان زیادی محمد بن نوح العجلی علی بن ابی فاضل یہ لوگ ہین کہ آج مذہبی علوم کے ارکان انہیں کی روایتون پر قائم ہین خصوصًا امام شافعی اور امام احمد بن حنبل انکا تو وہ پایہ ہے کہ اسلامی دنیا کے بڑے حصون مین انہین کے اجتہادی مسائل گیارہ سو برس سے آج تک مذہبی قانون بنے ہوئے ہین ان فقہا و محدثین کی تصنیفات مامون کے عہد خلافت کی وہ علمی یادگارین ہین جنکی نظیر کوئی دوسرا زمانہ بمشکل لا سکتا ہے۔

عصابة وعليه قطيفة فصعد المنبر فحمد الله
واثنى عليه ثم قال اما بعد ايها الناس
فما مقالة بلغتني عن بعضكم في تاميري
اسامة ولئن طعنتم في امارتي اسامة لقد
طعنتم في امارتي اباه وان كان
لمن احب الناس الي وانهما لمخيلان لكل
خير فاستوصوا به خيرا فانه من خياركم
ثم نزل فدخل بيته وذلك يوم السبت
لعشر خلون من ربيع الاول وجاء
المسلمون الذين يخرجون مع اسامة
يودعون رسول الله صلعم ويمضون الى
العسكر بالجرف وثقل رسول الله صلعم
فجعل يقول انفذوا بعث اسامة فلما
كان يوم الاحد اشتد برسول الله صلعم
وجعه فدخل اسامة من معسكره والنبي
مغمور وهو اليوم الذي لدوه فيه
فطأطأ اسامة فقبله ورسول الله صلعم
لا يتكلم فجعل يرفع يديه الى السماء ثم
يضعهما على اسامة قال فعرفت انه يدعو لي
ورجع اسامة الى معسكره ثم دخل يوم
الاثنين واصبح رسول الله صلعم مفيقا
صلوات الله عليه وبركاته فقال له اغد
على بركة الله فودعه اسامة وخرج الى
معسكره فامر الناس بالرحيل فبينا
هو يريد الركوب اذا رسول امه ام ايمن
قد جاءه يقول ان رسول الله يموت [illegible]
صلى الله عليه وسلم صلاة يحبها ويرضاها

ارشاد فرمایا اے لوگو تم مین سے بعض لوگون کی مجھے یہ
خبر پہونچی ہے کہ تم اس بات مین طعنہ زنی کرتے ہو کہ
مین نے اسامہ کو لشکر کا سردار بنایا اور یہ کوئی نئی
بات نہین ہے اسکے قبل بھی تم زید کے متعلق طعنہ زنی
کر چکے ہو حالانکہ وہ میرے نزدیک محبوب ترین مردم
تھا اور زید اور اسامہ دونون نیکی ہی کے اہل ہین
تم لوگ اسامہ کے ساتھ نیکی کا خیال رکھنا کیونکہ یہ
(اسامہ) تم مین بہترین لوگون مین ہے پھر حضرت منبر
سے اُتر آئے اور بیت الشرف مین داخل ہوئے اور
یہ ہفتہ کا دن دس ربیع الاول تھی اور وہ مسلمان
جو اسامہ کے ساتھ تھے رسولخدا سے رخصت ہوئے
اور لشکر جرف کی طرف جانے لگے اور گرانی ہوئی
طبیعت رسول اللہ صلعم مین پس آپ فرمانے
لگے بھیجو لشکر اسامہ کو پس جب یوم یکشنبہ ہوا
تو رسول اللہ کے درد مین شدت ہوئی اور اسامہ
اپنے لشکر گاہ سے آیا اور خدمت رسولخدا مین حاضر
ہوا اور نبی صلعم شدت مرض کی حالت مین تھے اور
وہ وہی دن تھا کہ جسدن لوگون نے حضرت کو بذریعہ
چمچے وغیرہ سے دوا پلائی اور اسامہ نے اپنے سر کو جھکا
لیا اور حضرت کو بوسہ دیا اور حضرت بات نہین کرسکتے
تھے لیکن ہاتھون کو آسمان کی طرف بلند کیکے اسامہ
کے سر پر رکھتے تھے اسامہ کہتے ہین کہ مین سمجھا کہ رسولخدا
میرے لئے دعا فرماتے ہین پھر اسامہ اپنے لشکر کی
طرف واپس آیا پھر دوشنبہ کا دن ہوا تو رسولخدا صلعم
کو افاقہ ہوا پھر حضرت صلعم نے اسامہ کو فرمایا کہ برکت
خدا کے ساتھ جنگ کرو پس اسامہ حضرت صلعم سے
وداع ہوئے اور اپنے لشکر گاہ کی طرف گئے اور لوگونکو

حین زاغت الشمس یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر ربیع الاول۔

کوچ کرنے کا حکم دیا ابھی سوار ہونے کا قصد کر رہے تھے کہ ام ایمن کا قاصد آیا اور کہنے لگا کہ رسالتمآب صلعم کی نزع کی حالت ہے بعد اسکے رسول اللہ نے دوشنبہ کے دن زوال کے وقت جبکہ بارہ راتیں گذر رہیں رحلت کی۔

طبقات الکبیر جزء ثانی قسم ثانی مطبوعہ لیدن ۱۳۲۳ھ صفحہ ۱۴۲ سطر ۱۰ مین ہے

حدثنا عبد الوھاب بن عطاء العجلی انا العمری عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلعم بعث سریۃ فیھم ابوبکر وعمر واستعمل علیھم اسامۃ بن زید فکان الناس طعنوا فیہ ای فی صغرہ فبلغ ذلک رسول اللہ صلعم فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ وقال ان الناس قد طعنوا فی امارۃ اسامۃ وقد کانوا طعنوا فی امارۃ ابیہ من قبلہ وانھما لخلیقان لھا وانہ لمن احب الناس الی الا فاوصیکم باسامۃ خیرا۔

بیان کیا ہم سے عبد الوہاب بن عطا عجلی نے اونھون نے عمری سے اونھون نے نافع سے اونھون نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا جس مین ابوبکر اور عمر بھی تھے اور اون پر اسامہ بن زید کو سردار بنایا، پس لوگون نے اسامہ کے متعلق طعنہ زنی کی یعنی اونکے کم سنی کی وجہ سے پس یہ خبر رسولخدا کو پہونچی پس حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وثنای خدا کے بعد فرمایا کہ لوگون نے اس بات مین طعنہ زنی کی کہ مین نے اسامہ کو لشکر کا امیر بنایا اور اسکے قبل اسکے باپ زید کی امارت مین بھی طعنہ زنی کر چکے ہین حالانکہ یہ دونون

عہ ترجمہ (عبد الوہاب) الطبقات جلد ۷ قسم دوم مطبوعہ ۱۳۳۸ھ مین ہے۔

عبد الوھاب بن عطاء العجلی ویکنی ابا نصر وھو من اھل البصرۃ ولزم سعید بن ابی عروبۃ وقد روی عن یونس بن عبید وخالد الحذاء وحمید الطویل وعوف الاعرابی وابن عون وداؤد بن ابی ھند وعمران بن حدیر وغیرھم وکان کثیر الحدیث معروفا صدوقا۔

تقریب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے عبد الوھاب بن عطاء الخفاف ابو نصر العجلی مولاھم البصری نزیل بغداد صدوق ربما اخطأ انکروا علیہ حدیثا فی فضل العباس یقال دلسہ عن ثور من الثالثۃ مات سنۃ ۲۰۴ اربع ویقال سنۃ ۲۰۶ ست ومائتین۔

ترجمہ (ابن سعد) وقائع ۲۳۰ھ تاریخ مرآۃ الجنان یافعی مطبوعہ حیدرآباد مین ہے توفی الامام الحبر الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن سعد کاتب الواقدی وصاحب الطبقات والتواریخ۔ ایضا حافظ عبد الکریم سمعانی (انساب) مین لکھتے ہین۔ ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الکاتب الزھری مولی بنی ہاشم وھو کاتب محمد بن عمر الواقدی سمع سفیان بن عیینۃ واسمعیل بن علیۃ ومحمد بن ابی فدیک وابا ضمرۃ انس بن عیاض ومعن بن عیسی والولید بن مسلم ومن بعدھم وکان من اھل الفضل والعلم وصنف کتابا کبیرا فی طبقات الصحابۃ والتابعین والصالحین الی وقتہ فاجاد فیہ واحسن ۔۔۔ قال احمد بن حنبل یوجہ فی کل جمعۃ حنبل بن اسحاق الی ابن سعد یاخذ منہ جزئین من حدیث الواقدی ینظر فیھا الی الجمعۃ الاخری ثم یردھا ویاخذ غیرھا وقال ابن ابی حاتم الرازی سألت ابی عن محمد بن سعد فقال یصدق فی روایۃ مات سنۃ ۲۳۰ھ وھو ابن اثنین وستین سنۃ وکان کثیر العلم والحدیث والروایۃ وکتب الحدیث وغیرہ من کتب الغریب والفقہ۔



امارت کے قابل ہین اور اسامہ میرے نزدیک محبوب ترین مردم سے ہے آگاہ ہوجاؤ کہ مین تمھین اسامہ کے ساتھ نیکی کی وصیت کرتا ہون۔

۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے دن حضرت کے درد شروع ہوا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دن صبح کو اسامہ بن زید کی ماتحتی مین حضرت ابوبکر وعمر وابوعبیدہ بن الجراح وغیرہ مامور کئے گئے اسی ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسوان روز یوم شنبہ ۹ ربیع الاول کو تھا اسی تاریخ مین رسول اللہ صلعم نے اسامہ بن زید کی سرداری سے صحابہ کا طعن سماعت فرما کر غضباً شدیداً سے خطبہ فرمایا ہے جسکو مورخین ومحدثین نے ۱۰ ربیع الاول لکھکر ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) لائے ہین حالانکہ (سہ شنبہ) تھا طبقات جز ثانی قسم ثانی مطبوعہ لیدن ۱۳۲۳ھ سے حضرت صلعم کا بیمار ہونا ۲۸ صفر (چہارشنبہ) سے اور مدت مرض النبی صلعم تیرہ یوم لکھا جاتا ہے جسمین محدثین نے ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) کی جگہ ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) غلط لکھدیا ہے کیونکہ ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) تھا۔

مدت مرض النبیؐ کی روایت صلا سطر ۵/۲۸ کی یہ ہے۔

اخبرنا محمد بن عمر نا ابو معشر عن محمد بن قیس قال	خبر دی ہم کو محمد بن عمر (واقدی) نے کہا خبر دی ہم کو
محمد بن عمر اخبرنا عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی	ابو معشر نے محمد بن قیس کہا محمد بن عمر واقدی نے کہ خبر دی ہمکو
عن ابیہ عن جدہ قال اول ما بدأ رسول	عبد اللہ ابن محمد ابن عمر ابن علی نے اباً عن جدٍ کہا اول ابتدای
اللہ صلعم شکوہ یوم الاربعاء فکان شکوہ	مرض رسول اللہ صلعم بروز چہارشنبہ تھی پس مدت مرض حضرت
الی ان قبض صلعم ثلاثۃ عشر یوماً۔	کی تا وقت وفات ۱۳ دن ہے۔

ایضاً صـ۵۷ تا صـ۵۸ سے یہ حدیثین نقل کیجاتی ہین جو اول حدیث کی تاریخ مرض النبی صلعم کے تحت مین ہین

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی عبد اللہ[1] بن محمد[2]	خبر دی ہمکو محمد بن عمر (واقدی) نے وہ کہتے ہین کہ حدیث
بن عمر[3] بن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن جدہ	بیان کی ہم سے عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب نے

حدیث اول کے رواۃ کی توثیق (خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ) مین یہ ہے

[1] ترجمہ (عبد اللہ) عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی ابو محمد المدنی لقبہ دافن عن ابیہ وعنہ ابو جعفر الباقر وعنہ ابن المبارک وابو اسامۃ وثقہ ابن حبان قال ابن سعد توفی فی خلافۃ المنصور۔

[2] ترجمہ (محمد بن عمر) محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی عن ابیہ وعنہ ابن جریج والثوری ووثقہ ابن حبان۔

[3] ترجمہ۔ (عمر بن علی) عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی الاکبر عن ابیہ وعنہ محمد وعبید اللہ وعلی وثقہ العجلی قتل بالعراق مع مصعب سنہ ۔ ایضاً تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے۔ عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی الاکبر امہ الصہباء بنت ربیعۃ من بنی تغلب روی عن ابیہ وعنہ اولادہ محمد وعبید اللہ وعلی وابو زرعۃ عمرو بن جابر الحضرمی ذکر الزبیر بن بکار ان عمر بن الخطاب سماہ وقال مصعب کان آخر ولد علی بن ابی طالب بقیۃ وقال العجلی ثقۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات ۔۔۔ (یہ ۔۔۔ تک ۔۔۔ کی توثیق) اخبرنا محمد بن عمر عن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی عن ابیہ عن جدہ قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ وتوفی صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول وعن ابن عباس وعائشۃ قالا توفی رسول اللہ صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول (المختصر من سیرۃ سید البشر میں ملا)

قال اشتکی رسول الله صلعم یوم الاربعاء للیلة بقیت من صفر سنة احدی عشرة وتوفی یوم الاثنین لاثنتی عشرة مضت من ربیع الاول۔

مسلسلاً انھی جابر کہا بیمار ہوئے رسول خدا صلعم بروز چہار شنبہ (۲۸ صفر) جبکہ ایک رات ماہ صفر سلہ ھ کی باقی تھی اور وفات پائی بروز دوشنبہ جبکہ بارہ راتیں ربیع الاول کی گذر چکی تھیں۔

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابراھیم بن یزید عن ابن طاؤس[ط] عن ابیه عن ابن عباس[ع] قال وحدثنی محمد بن عبد الله عن الزھری عن عروة عن عائشة قالت توفی رسول الله صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرة مضت من ربیع الاول۔

خبر دی ہمکو محمد بن عمر (واقدی) نے کہا حدیث بیان کی مجھے ابراہیم بن یزید نے ابن طاؤس سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے ابن عباس سے (پھر کہا محمد بن عمر واقدی نے) کہ حدیث کی مجھے محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) نے زہری سے اونہوں نے عروہ سے اونہوں نے عایشہ سے کہا حضرت عایشہ نے کہ وفات پائی رسول خدا صلعم نے بروز دوشنبہ بارھوین ربیع الاول کو۔

اور طبقات جلد ۸ مطبوعہ سنہ ۱۳۲۱ھ صفحہ ۱۸ مین ہے۔

قال محمد بن عمر وھو الثبت عندنا توفیت (فاطمة الزھراء) لیلة الثلاثاء لثلاث خلون من شھر رمضان سنة احدی عشرة وھی ابنة تسع وعشرین سنة او نحوھا۔

کہا محمد بن عمر (واقدی نے) اور وہ ہمارے نزدیک معتبر ہے کہ وفات پائی فاطمہ زہرا علیہا السلام نے شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان سلہ ھ کو اوسوقت سن مبارک اونتیس سال کا تھا یا مثل اس کے۔

مؤیدات مین زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۴ مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۷۸ھ مین یہ حدیث ہے۔

عند ابن سعد من طریق عمر بن علی بن ابی طالب عن ابیه قال اشتکی رسول الله صلعم یوم الاربعاء

ابن سعد نے عمر بن علی کے طریق اور علی علیہ السلام کی سند سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کے روز کہ ایک شب ماہ صفر کی

[ط] ترجمہ ابن طاؤس از تقریب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے۔ عبد اللہ بن طاؤس ابن کیسان الیمانی ابو محمد ثقة فاضل عابد من السادسة مات سنة ۱۳۲ھ ایضاً ترجمہ طاؤس (طاؤس) بن کیسان الیمانی ابو عبد الرحمن الحمیری مولاھم الفارسی یقال اسمه ذکوان وطاؤس لقب ثقة فقیه فاضل من الثالثة مات سنة ۱۰۶ھ وقیل بعد ذلک

[ع] ترجمہ ابن عباس کشف الظنون صفحہ ۱۸۰ مین ہے عبد اللہ بن عباس المتوفی سنة ۶۸ھ ثمان وستین بالطائف ھو ترجمان القرآن وحبر الامة ورئیس المفسرین

للیلۃ بقین من ج۔ باقی تھی شکایت مرض ہوئی۔

یہ حدیث طبقات جلد ۳ قسم اول سے نقل کیجاتی ہے یہی حدیث نمبر (ایک) زہری کے بیان میں (اسد الغابہ ابن اثیر جزری) سے لکھی گئی ہے۔ جس سب ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ تا ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کل مدت خلافت دو سال تین مہینے دس راتین ہوتی ہین

اخبرنا محمد[۵۱] بن عبد اللہ (ابن اخی الزھری) عن الزھری[۵۲] عن عروۃ[۵۳] عن عائشۃ قالوا کان اول بدء مرض ابی بکر انہ اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الآخرۃ وکان یوما باردا فحم خمسۃ عشر یوما لا یخرج الی صلاۃ الی ان قال وتوفی ابو بکر رحمہ اللہ مساء لیلۃ الثلاثاء لثمانی لیال بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ من مہاجر النبی صلعم فکانت خلافتہ سنتین و ...

محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) اسنے زہری سے اوسنے عروہ سے اوسنے عائشہ سے کہا اونہون نے کہ شروع ہوا مرض ابو بکر کو ۷ جمادی الثانی کو دوشنبہ کے روز غسل کرنے سے اوس دن سردی تھی پس پندرہ روز تک بخار رہا جسکی وجہ سے نماز کے لیے نہین نکل سکے یہان تک کہ وفات پائی ابو بکر رح نے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو شام سب سہ شنبہ کو پس ہوئی خلافت دو سال تین مہینے دس راتین۔

حدیث اول سے ۲۸ صفر (چہار شنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تحقق ہو گیا جسکے مراجعت سے یکم صفر (پنجشنبہ) ۳۰ محرم (چہار شنبہ) ۲۹ و یکم محرم (سہ شنبہ) ۲۹ و ۲۲ و ۱۵ و ۸ و یکم ذیحجہ (دو شنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (یکشنبہ) ۲۹ و ۲۲ ذیقعدہ (شنبہ) ۲۳ ذیقعدہ (یکشنبہ)

---

[۵۱] ترجمہ محمد بن عبد اللہ۔ تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن مسلم ابن عبید اللہ بن عبد اللہ ابن شہاب الزہری المدنی ابن اخی الزہری صدوق لہ اوہام من السادسۃ مات سنۃ ۱۵۲ھ۔ [۵۲] ترجمہ زہری۔ ایضاً محمد بن مسلم بن عبید اللہ ابن عبد اللہ بن الحارث بن زہرۃ بن کلاب بن مرۃ القرشی الزہری وکنیتہ الفقیہ الحافظ متفق علی جلالتہ واتقانہ وہو من رؤس الطبقۃ الرابعۃ مات خمس وعشرین وقیل ذلک بسنۃ او سنتین یعنی المتوفی ۱۲۴ھ یا ۱۲۵ھ یا ۱۲۳ھ۔

[۵۳] ترجمہ عروہ مرقاۃ المفاتیح ملا علی قاری مین ہے۔ عروۃ بن الزبیر بن العوام من کبار التابعین واحد الفقہاء السبعۃ من اہل المدینۃ

توثیق ابن سعد کاتب الواقدی صاحب طبقات۔ کشف الظنون مین ہے۔ طبقات الروایات لخلیفۃ بن خیاط ومسلم بن حجاج ومحمد بن سعد الزہری البصری مات سنۃ ثلاثین ومائتین کتابہ اعظم ما صنف فی الصحابۃ والتابعین والخلفاء۔

خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مین ہے۔ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی مولاہم ابو عبد اللہ البصری کاتب الواقدی نزیل بغداد صاحب الطبقات واحد الحفاظ الکبار الثقات المتحرین عن الولید بن مسلم وہشیم ومعن بن عیسیٰ وابن علیۃ وخلق وعنہ ابن ابی الدنیا واحمد بن یحییٰ بلاذری قال الخطیب من اہل العلم والفہم والفضل والعدالۃ وحدیثہ یدل علی صدقہ فانہ یتحری فی روایۃ توفی ببغداد ولہ اثنان وستون سنۃ

عبر ذہبی مین ہے۔ الامام الحبر ابو عبد اللہ محمد بن سعد الحافظ کاتب الواقدی صاحب الطبقات والتاریخ ببغداد ولہ اثنان وستون سنۃ روی عن سفیان بن عیینۃ وہشیم وخلق کثیر قال ابو حاتم صدوق۔

اتحاف النبلاء مولوی صدیق حسن خان مین ہے۔ محمد بن سعد بن منیع الزہری کاتب واقدی فضلا و نبلای اجلا است (الی ان قال) کتابے کبیر وارد در طبقات صحابہ و تابعین وخلفا تا وقت خود خیلے خوب وجید واقع شدہ پانزدہ مجلد است صدوق ثقہ بود کثیر العلم غزیر العلم والحدیث والروایت کثیر الکتب کثیر الحدیث والفقہ وغیرہما وفاتش سنہ ۲۳۰ھ سیرت النبی شبلی نعمانی مین ہے۔

ابن سعد مشہور محدث ہین خطیب بغدادی نے انکی نسبت یہ الفاظ لکھے ہین کان من اہل العلم والفضل والعدل وصنف کتابا کبیرا فی طبقات الصحابۃ والتابعین الی وقتہ فاجاد فیہ واحسن یہ کتاب قریباً ناپید ہو چکی تھی یعنی دنیا کے کسی کتبخانہ مین اسکا پورا نسخہ نہ تھا شہنشاہ جرمن کو اسکی طبع اور شاعت کا خیال ہوا چنانچہ لاکھ روپیہ جیب خاص سے دیے۔ اور پروفیسر ساخو کو اس کام پر مامور کیا کہ ہر جگہ سے اوسکے اجزا فراہم کرکے لائین پروفیسر موصوف نے مصر قسطنطنیہ اور یورپ جاکر جابجا سے تمام جلدین بہم پہونچائین یورپ کے بارہ پروفیسرون نے الگ الگ جلدونکی تصحیح اپنے ذمہ لی چنانچہ نہایت اہتمام اور صحت کے ساتھ یہ نسخہ لیدن (ہالنڈ) مین چھپکر شائع ہوا ص ۱۹

۲۴ ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ہوا جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (سہ شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ہوا۔ (اس ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ستر یوم ہوے) اسی ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسوان روز (سنیچر) اور بارہوان روز (دوشنبہ) ۱۱ ربیع الاول سلہ کو اکیاسی روز پر وفات النبی صلعم واقع ہوئی جیسا کہ حدیث مین وارد ہے کہ آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونیکے بعد حضرت صلعم ۸۱ یوم ٹھہرے جسکا ذکر آگے آئیگا۔ چونکہ بیاسیوین روز ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) خلافت ابوبکر کی پہلی تاریخ یا سنہ خلافت کا پہلا روز جیسا کہ اوپر کی حدیث سے مدت خلافت کا انطباق ہوتا ہے اسلئے ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) اور تیرھوان روز ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) اور چودھوان روز ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) صحیح ہے۔

اول حدیث سے چہارشنبہ کو رسولخدا کا آغاز مرض ہونا اور تیرہ دن مدت مرض کے اور دوسری روایت سے ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ابتدای مرض النبی روایت کے اندر بارہ ربیع الاول سلہ (دوشنبہ) کے عبارت سے وفات النبی مرقوم ہے جسکے تحت مین سلسلہ وار حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ کی سند سے بارہ ربیع الاول وفات النبی ہے

انتباہ روایت مذکورہ مین ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ہے اور بارہ ربیع الاول تک کل چودہ دن ہوے) محدثین سے جس طرح اول حدیث مین تیرہ دن کل مدت مرض النبی اور دوسری روایت مین حساب سے چودھوین روز (دوشنبہ) غلط لکھا ہے اسی لحاظ سے ابن عباس اور حضرت عائشہ کی روایت مین بھی ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) غلط لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ تیرھوان دن (دوشنبہ) اور چودھوان دن (سہ شنبہ) ہوتا ہے۔ جس سے گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) آیا۔

چنانچہ طبقات جز سیوم قسم اول مطبوعہ لیدن سنہ ۱۳۲۱ھ کے صہ۲ مین یہ تفصیل مکرر دیگئی ہے جس مین بھی یہی غلطی موجود ہے۔

قالوا وبدأ وجع رسول الله صلعم فی	کہتے ہین اور شروع ہوا درد رسولخدا کو حجرہ
بیت میمونۃ زوج رسول الله صلعم یوم الاربعاء	میمونہ (زوجہ رسول خدا) مین چہارشنبہ کے دن
للیلتین بقیتا من صفر وتوفی صلوات الله	جبکہ ماہ صفر کی دو راتین باقی تھین یعنی ۲۸ صفر
علیہ یوم الاثنین لثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر	(چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) اور رحلت فرمائی رسول خدا نے جبکہ بارہ راتین گذرین ربیع الاول کے مہینہ کی۔
ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الہجرۃ ودفن	
یوم الثلاثاء حین زاغت الشمس۔	اور سہ شنبہ کے دن بعد دوپہر دفن ہوے۔

چونکہ ۱۲ ربیع الاول تک چودہ دن ہوے اور پہلا دن (چہارشنبہ) تھا پس چودھوان دن بارہ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) ہوا اسی تاریخ مین رسول اللہ دفن ہوے اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے آخر یوم پر وفات ہوئی۔ اور سہ شنبہ کے دن حضرت کے دفن ہونیکی صحیح روایت یہ ہے۔

طبقات جز دوم قسم دوم مطبوعہ سنہ ۱۳۳۰ھ۔

قال ابن سعد اخبرنا عبد الله بن مسلمۃ بن	کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو عبد اللہ بن مسلمہ بن
قعنب و سعید بن منصور قال عبد العزیز بن محمد	قعنب اور سعید بن منصور نے کہا دونون نے عبد العزیز
عن شریک بن ابی نمر عن ابی سلمۃ بن	بن محمد سے اونے شریک بن ابی نمر سے اونے ابی سلمہ

عبد الرحمٰن

بن عبد الرحمن سے۔

واخبرنا ابو بكر بن عبد الله بن ابی اویس وخالد بن مخلد عن سليمان بن بلال عن عبد الرحمن ابن حرملة انه سمع سعيد بن المسيب ح اخبرنا محمد بن عمر حدثنی عبد الله بن محمد بن عمر بن علی عن ابيه عن جده عن علی قالوا توفی رسول الله صلعم يوم الاثنين ودفن يوم الثلاثاء

اور خبر دی ہمکو ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی اویس اور خالد بن مخلد نے سلیمان بن بلال سے اونے عبد الرحمن ابن حرملہ سے کہ تحقیق سنا ہم نے سعید بن المسیب سے اور خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہ حدیث بیان کی مجھسے عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی نے اپنے باپ اور دادا سے اونہون نے جناب علی علیہ السلام سے کہ رسول اللہ نے دوشنبہ کے دن وفات کی اور سہ شنبہ کے دن دفن ہوئے۔

ایضاً اوسی طبقات جزء الثانی قسم الثانی ص۱۸ مین ہے

قال ابن سعد اخبرنا الاسود بن عامر ثنا حماد بن سلمة عن عمرو بن دينار عن يحيى بن جعدة ان النبی صلعم قال يا فاطمة انه لم يبعث نبی الا عمر الذی بعده نصف عمره وان عيسى بن مريم بعث اربعين وانی بعث لعشرين۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو اسود بن عامر نے کہا حدیث کی ہم سے حماد بن سلمہ نے عمرو بن دینار سے اونے یحییٰ بن جعدہ سے کہ فرمایا رسو لخدا نے کہ اے فاطمہ نہین بھیجا گیا کوئی نبی مگر یہ کہ بعد والے کو اوسکے پہلے کے نصف مدت دیگئی ہے، اور حضرت عیسیٰ بن مریم چالیس سال کے لئے بھیجے گئے ہین، اور مین بیس سال کے لئے۔

نمبر(۳) ابن اسحاق مین حضرت عائشہ کے صحیح اسناد کے ساتھ ہجرت مین داخلہ مدینہ منورہ ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) کو ہوا جسکی پہلی تاریخ کو (پنجشنبہ) تھا اور بارہ ربیع الاول کو دس سال مکہ معظمہ کے اور حضرت ترپن سال کامل کے تھے۔

چنانچہ طبقات الکبیر جزء اول قسم اول مطبوعہ ۱۳۲۲ھ سے دس برس مکہ معظمہ کے اور دس برس مدینہ منورہ کے کل بیس برس کی یہ حدیثین لکھی جاتی ہین۔

قال ابن سعد اخبرنا انس بن عياض ويزيد بن هارون وعبد الله بن نمير قالوا يحيى بن سعيد عن سعيد بن المسيب ان رسول الله صلعم نزل عليه القرآن وهو ابن ثلاث واربعين سنة واقام بمكة عشر سنين۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو انس بن عیاض اور یزید بن ہارون اور عبد اللہ بن نمیر نے تینون نے کہا کہ یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے رسول اللہ صلعم پر قرآن نازل ہوا جبکہ وہ حضرت تینتالیس سال کے تھے اور ٹھہرے مکہ معظمہ مین دس برس

ایضاً قال ابن سعد اخبرنا عبد الله بن موسى

کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہمکو عبد اللہ بن موسیٰ

والفضل بن دکین قال انا سفیان عن
یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن عائشۃ و
ابن عباس ان رسول اللہ صلعم مکث بمکۃ
عشر سنین ینزل علیہ القرآن و بالمدینہ
عشر سنین۔

اور فضل بن دکین دونوں نے کہا خبر دی ہمکو سفیان
نے یحیی بن ابی کثیر سے اونے ابی سلمہ سے اونے
عایشہ اور ابن عباس سے کہ بتحقیق رسولخدا صلعم مکہ
معظمہ مین دس سال ٹھہرے قرآن نازل ہونے
پر اور مدینہ منورہ مین دس برس۔

مؤیدات

صحیح بخاری۔ جلد ۳ باب وفات النبی۔

قال البخاری حدثنا ابو نعیم حدثنا شیبان
عن یحیی عن ابی سلمۃ عن عائشۃ و ابن عباس رض
ان النبی صلعم لبث بمکۃ عشر سنین ینزل
علیہ القرآن و بالمدینۃ
عشرا

کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے ابو نعیم نے
کہا حدیث کی ہم سے شیبان نے یحیی سے اوس نے
ابی سلمہ سے اونے حضرت عایشہ اور حضرت ابن
عباس سے بتحقیق رسولخدا مکہ معظمہ مین قران نازل
ہونے پر دس سال ٹھہرے اور مدینہ منورہ مین
دس سال۔

حدثنا عبد اللہ بن یوسف حدثنا اللیث
عن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ بن
الزبیر عن عائشۃ ؓ ان رسول اللہ صلعم
توفی وہو ابن ثلث و ستین قال ابن
شہاب و اخبرنی سعید المسیب
مثلہ۔

حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف نے کہا
حدیث کی ہمسے لیث نے عقیل سے اونے ابن شہاب
سے اونے عروہ بن زبیر سے اونے عایشہ سے کہ
رسولخدا صلعم نے وفات پائی ترسٹھ سال کی عمر مین
کہا ابن شہاب زہری نے اور خبر دی مجکو سعید بن مسیب
نے مثل اسکے یعنی ۶۳ سال پر

اور تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری کے جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۱۸۳۵ سے بھی ان احادیث سے تائید
ہوتی ہے۔

قال ابن جریر ثنا ابن المثنی قال ثنا الحجاج بن المنہال
قال ثنا حماد عن ابی حمزۃ عن ابیہ قال
عاش رسول اللہ صلعم ثلثا و ستین
سنۃ۔
ثنا ابن المثنی قال ثنا عبد الوہاب

کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہمسے ابن المثنی نے کہا
حدیث کی ہمسے حجاج بن منہال نے کہا حدیث کی ہم سے
حماد نے ابی حمزہ سے اونے اپنے باپ سے کہا اونے کہ
رسول اللہ صلعم ۶۳ سال زندہ رہے۔
کہا حدیث کی ہم سے ابن مثنی نے کہا حدیث کی

قال ثنا یحیی بن سعید قال سمعت سعید بن المسیب یقول انزل علی رسول اللہ صلعم وھو ابن ثلث واربعین سنۃ اقام بمکۃ عشرًا وبالمدینۃ عشرًا وتوفی وھو ابن ثلث وستین سنۃ۔

ہمسے عبدالوہاب نے کہا حدیث کی ہم سے یحیی بن سعید نے کہا اونے کہ سنا مین نے سعید بن مسیب سے کہا اونے نازل ہوا (قرآن) رسول اللہ صلعم پر اور وہ تینالیس ۴۳ سال کے تھے مکہ معظمہ مین دس سال اور مدینہ منورہ مین دس ۱۰ سال اور وفات فرمائی ترسٹھ ۶۳ سال کی عمر مین۔

تفسیر معالم التنزیل امام محیی السنۃ بغوی مین یہ تفسیر آیہ وعد اللہ الذین امنوا منکم الصالحات لیستخلفنھم فی الارض الآیۃ مین ہے

قال ابو العالیۃ فی ھذہ الآیۃ مکث النبی صلعم بمکۃ بعد الوحی عشر سنین۔

ابو العالیہ نے آیہ موصوفہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ آنحضرت صلعم مکہ معظمہ مین بعد نزول وحی کے دس سال ٹھہرے۔

سیرت مغلطای مین ہے۔

قال الواقدی مکث علیہ الصلوۃ والسلام ثلث ۳ سنین من اول نبوتہ مستخفیا ثم اعلن فی الرابعۃ فدعا الناس الی الاسلام عشر ۱۰ سنین۔

یعنی واقدی نے کہا کہ رسولخدا اول نبوت کے تین سال تک پوشیدہ طور پر اسلام کی دعوت دیا چوتھے سال سے اعلان کے ساتھ دس ۱۰ برس تک (مکہ مین) لوگونکو دعوت اسلام دیتے رہے۔

تاریخ ابو الفدا جلد ثانی صفحہ ۳۲ و ۳۳ مین ہے۔

(مطبوعہ لیدن یورپ)

فکانت دعوۃ رسول اللہ الی الاسلام سرًا ثلاث سنین ثم بعدھا امر اللہ رسولہ باظھار الدعوۃ ولما نزل وانذر عشیرتک الاقربین ۱

تین سال تک رسولخدا نے مخفی طور پر دعوت اسلام فرماتے رہے۔ بعد اسکے اللہ جلشانہ نے اظہار دعوت کا حکم فرمایا۔

۱ آیہ موصوفہ کی تفسیر ملاحظہ ہو تفسیر درمنثور سیوطی جلد پنجم صفحہ ۹۷ مطبوعہ مصر سورۃ الشعرا اخرج ابن اسحاق ۱ وابن جریر ۲ وابن ابی حاتم ۳ وابن مردویہ ۴ وابونعیم ۵ والبیھقی فی الدلائل من طرق عن علی قال لما نزلت ھذہ الآیۃ علی رسول اللہ وانذر عشیرتک الاقربین دعانی رسول اللہ صلعم فقال یا علی ان اللہ امرنی ان انذر عشیرتک الاقربین فضقت بذلک ذرعا وعرفت انی مھما اناد یھم بھذا الامر اری منھم ما اکرہ فصمت علیھا حتی جاءنی جبرئیل فقال انک ان لم تفعل ما تومر بہ یعذبک ربک فاصنع لی صاعا من طعام واجعل علیہ رجل شاۃ واجعل لنا عسا من لبن ثم اجمع لی بنی عبدالمطلب۔ ابن اسحاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابونعیم اور بیہقی نے اپنے دلائل مین جناب علی سے روایت کی ہے۔ کہ جب آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا۔ تو پیغمبر صاحب نے مجھے بلایا۔ اور فرمایا کہ اے علی خداوند عالم نے حکم دیا ہے کہ قرابت دارون کو اوسکے عذاب سے ڈراؤن لیکن اس امر کے سرانجام مین میری قوت ضعیف ہو گئی اور مین نے معلوم کیا کہ جب مین اون لوگون کو اسلئے جمع کرونگا تو اون سے یقینا حرکات نا ملائم دیکھونگا۔ اسلئے مین نے سکوت اختیار کیا یہان تک کہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور کہا کہ اے محمدؐ اگر بموجب حکم خدا ایسا نکروگے تو عذاب الٰہی ہوگا لہذا اے علی تم ایک صاع طعام اور ایک ران بکری کی اور ایک بڑا پیالہ دودھ کا تیار کرکے بنی عبدالمطلب کو میرے پاس جمع کرو ا آخر حدیث مذکورہ کے جواب مین جو حدیث وضع کی گئی جسکو ترمذی اخلیفہ بخاری نے اپنے صحیح مین داخل کرکے حسن صحیح سے تصدیق کی ہے۔ بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۱

چنانچہ جب آیہ وانذر عشیرتک الاقربین یعنی ڈرا اپنے قبیلے والون کو نازل ہوا۔ اس حدیث کا آخری حصہ یہ ہے۔

فایکم یوازرنی علی ھذا الامر علی ان یکون اخی و وصیی وخلیفتی فیکم فاحجم القوم جمیعا قال علی فقلت (وانی لاحدثھم سنا وارمصھم عینا واعظمھم بطنا واحمشھم ساقا) انا یا نبی اللہ اکون وزیرک علیھم فاخذ رسول اللہ برقبۃ علی فقال ان ھذا اخی ووصیی وخلیفتی فاسمعوا لہ واطیعوا فقام القوم یضحکون ویقولون لابی طالب قد امرک ان تسمع لابنک و تطیع"

پس تم مین کون ہے کہ اس امر مین میری مدد اور وزارت کرے اور وہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو۔ سب حاضرین یہ سنکر رو گردان ہوے کچھ جواب ندیا مگر علی مرتضی نے باوصف صغر سنی عرض کیا کہ یا نبی اللہ مین اس امر مین آپکی وزارت کو موجود ہون اور آپکے مقابلہ مین مدد کے لیے حاضر ہون۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علی کے گلے مین بانہین ڈالدین اور فرمایا کہ (اے قوم) فی الحقیقت یہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہے تم لوگ اسکا حکم سنو اور فرمانبرداری کرو اس پر حاضرین ہنستے ہوے اوٹھ کھڑے ہوے اور ابو طالب سے کہنے لگے کہ تمھین حکم دیا ہے کہ علی کی اطاعت کرو۔

اسی واقعہ کے متعلق سیرت شبلی حصہ اول صـ۱۵۳ مین ہے۔

"تین برس تک آنحضرت (صلعم) نہایت رازداری کے ساتھ فرض تبلیغ ادا کیا لیکن اب آفتاب رسالت بلند ہو چکا تھا، صاف حکم آیا فاصدع بما تؤمر اور تجکو جو حکم دیا گیا ہے واشگاف کہدے - نیز حکم آیا وانذر عشیرتک الاقربین اور اپنے نزدیک خاندان والون کو خدا سے ڈرا۔

چند روز کے بعد آپنے حضرت علی سے کہا کہ دعوت کا سامان کرو یہ درحقیقت تبلیغ کا پہلا موقع تھا تمام خاندان عبد المطلب مدعو کیا گیا۔ حمزہ، ابو طالب عباس سب شریک تھے، آنحضرت صلعم نے کھانے کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا کہ مین وہ چیز لیکر آیا ہون جو دین و دنیا دونون کی کفیل ہے، اس بار گران کے اوٹھانے مین کون میرا ساتھ دیگا، تمام مجلس مین سناٹا تھا۔ دفعۃً حضرت علی نے اوٹھکر کہا گو مجکو آشوب چشم ہے گو میری ٹانگین پتلی ہین، اور گو مین سب سے نو عمر ہون تاہم مین آپکا ساتھ دونگا۔ قریش کے لئے یہ حیرت انگیز منظر تھا کہ دو شخص (جن مین ایک سیزدہ سالہ نوجوان ہے) دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہین حاضرین کو بیساختہ ہنسی آگئی، لیکن آگے چلکر زمانہ نے بتا دیا کہ یہ سراپا سچ تھا۔"

بقیہ صـ۱۵۰ قال الترمذی حدثنا ابو الاشعث احمد بن المقدام العجلی نا محمد بن عبد الرحمن الطفاوی نا ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت لما نزلت ھذہ الآیۃ وانذر عشیرتک الاقربین قال رسول اللہ صلعم یا صفیۃ بنت عبد المطلب یا فاطمۃ بنت محمد یا بنی عبد المطلب انی لا املک لکم من اللہ شیئا سلونی من مالی ما شئتم ھذا حدیث حسن صحیح وفی الباب عن علی وابن عباس۔

یہ حدیث اسوقت کی ہے کہ نہ حضرت عائشہ پیدا ہوئی تھین اور نہ فاطمہؑ اور پھر نوبت اسکی تبلیغ کے مفہوم سے ظاہر ہے نیز جبکہ خدیجہ سلام اللہ علیہا موجود تھین تو حضرت کا خطاب فاطمہ سے ہوا اور آیہ موصوفہ کے تفسیر کے خلاف رسول خدا کا فرمانا نوبت حدیث کو ظاہر کرتا ہے جسکے کل رواۃ دروغ گو ثابت ہوتے ہین ۱۲ دیکھو ... ذکر ولادت حضرت فاطمہ ... آخر حاشیہ

لیکن ترمذی کے مطابق جناب علیؑ کا سن گیارہ برس کا تھا اسلئے کہ صحیح ترمذی مین ہے واسلم علی وھو غلام ابن ثمان سنین یعنی حضرت علی اسلام لائے اُس حالت مین کہ آٹھ برس کے تھے۔

اسی آیہ مبارکہ کے نازل ہونے پر جو نزول قرآن کا حساب محدثین نے کیا ہے جسکے بعد دس برس تبلیغ کے اور مکہ معظمہ کے اقامت کے بارہ ربیع الاول دوشنبہ کی صبح تک جس مین پہلی ربیع الاول کو (پنجشنبہ) تھا محسوب کیا ہے۔ اور دس سال اقامت مدینہ منورہ کے جو گیارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ (دوشنبہ) وفات النبی پر ختم ہے اور جس مین پہلی ربیع الاول کو (جمعہ) تھا۔ یہی ابن اسحاق، واقدی کا بیان ہے جسکو بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) غلط لکھ گئے ہین۔ کیونکہ ۲۹ صفر ویکم کو پنجشنبہ اور ۱۲ صفر دوشنبہ تھا۔

اب ہم طبقات جزو ثالث قسم اول سے حضرت علی علیہ السلام کا اول نبوت کے وقت کا حال اور جناب موصوف کے اسلام لانا بیان کرتے ہین۔ اوسوقت حضرت صلعم چالیس سال پر مبعوث ہوئے اور جناب علی علیہ السلام دس سال کے تھے اوسوقت بھی کم عمر تھے اور اسوقت وزارت کے وقت بھی کم سن تھے۔

قال ابن سعد اخبرنا وکیع بن الجراح و یزید بن هارون و عفان بن مسلم عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی حمزۃ (طلحۃ بن زید) مولی الانصار عن زید بن ارقم قال من اسلم مع رسول الله صلعم علی قال عفان بن مسلم اول من صلی۔

کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہمکو وکیع بن جراح اور یزید بن ہارون اور عفان بن مسلم نے شعبہ سے اونے عمرو بن مرہ سے اونے ابی حمزہ (طلحہ بن زید) مولی انصار سے اونے زید بن ارقم سے کہا اونہون نے کہ جو شخص رسول اللہ کے ساتھ اسلام لایا وہ علی علیہ السلام ہین، اور عفان بن مسلم نے (یہ بھی) کہا ہے کہ اول جس شخص نے حضرت پیغمبر کے ساتھ نماز پڑھی وہ علیؑ ہین۔

قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر قال نا ابراهیم بن نافع و اسحاق بن حازم عن ابی نجیح عن مجاهد قال اوّل من صلی علی وھو ابن عشر سنین۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہا خبر دی ہمکو ابراہیم بن نافع نے اور اسحاق بن حازم نے کہا (دونون نے) ابی نجیح سے اونہون نے مجاہد سے کہا اونے اول جس شخص نے نماز پڑھی وہ علی علیہ السلام ہین اوسوقت اونکا سن دس برس کا تھا۔

قال ابن سعد اخبرنا یحیی بن حماد البصری قال نا ابو عوانۃ عن ابی بلج عن عمرو بن میمون عن ابن عباس قال من اوّل من اسلم الناس بعد خدیجۃ علی۔

کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہمکو یحیی بن حماد بصری نے کہا خبر دی ہمکو ابو عوانہ نے ابی بلج سے اونہون نے عمرو بن میمون سے اونے حضرت ابن عباس سے کہا اونہون نے جو شخص سب سے پہلے اسلام لایا وہ خدیجہ کے بعد علی علیہ السلام ہین۔

ایضاً ص ۱۵ سطر ۱۲ تا ۱۵ یہ حدیث ہے۔ طبقات جزء ثالث قسم اول مطبوعہ ۱۳۲۱ھ جو [illegible] متعلق [illegible]

قال ابن سعد اخبرنا روح بن عبادة نا عوف عن ميمون عن البراء بن عازب وزيد بن ارقم قالا لما كان عند غزوة جيش العسرة وهي تبوك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي بن ابي طالب انه لا بد من ان اقيم او تقيم فخلفه الخ۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو روح بن عبادہ نے کہا خبر دی ہمکو عوف نے میمون سے اونہے براء بن عازب اور زید بن ارقم سے دونون حضرات کہتے ہین کہ جب جناب رسالت مآب صلعم غزوہ جیش العسرہ کو جسے تبوک بھی کہتے ہین، تشریف لیچلے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ ہم یہان ٹھہرین یا تم ٹھہرو پس حضرت اونکو پیچھے چھوڑ گئے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ انصاری دہلی مین اس حدیث منزلت کو بطرق متعددہ نقل کیا ہے اور اتنا اور بھی اوسمین لکھا ہے یعنی حضرت رسول اللہ نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ چاہئے کہ یا مین مدینہ مین رہون یا تم رہو۔ پس حضرت امیر علیہ السلام نے جب یہ سنا مدینہ مین رہے۔

پس یہ حدیث مخرجہ ابن سعد دلیل صریح ہے اس امر پر کہ جناب علی مرتضیٰ بمنزلہ پیغمبر خدا کے تھے، یہ فضیلت کسی کو حاصل نہین ہوئی سوائے علی علیہ السلام کے۔

اور سنہ ۱۰ھ حجۃ الوداع مین رسول اللہ نے حدیث ثقلین کو ارشاد فرمایا ہے چنانچہ ابن سعد کی مخرجہ حدیث بہ تفسیر واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۶۰ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ سے نقل کیجاتی ہے۔

واخرج ابن سعد واحمد والطبراني عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايها الناس اني تارك فيكم ما ان اخذتم به لن تضلوا بعدي امرين احدهما اكبر من الآخر كتاب الله حبل ممدود ما بين السماء والارض وعترتي

ابن سعد اور امام احمد اور طبرانی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے فرمایا رسول خدا نے ایہا الناس مین تم مین دو امر چھوڑتا ہون اگر تم اونکی پیروی کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے وہ دونون ایک دوسرے سے بڑے ہین، ایک کتاب اللہ مضبوط رسی ہے جو درمیان آسمان اور زمین ہے اور دوسری میری عترت اہلبیت یہ دونون آپس سے جدا نہونگے یہان تک کہ میرے

ف اسی سنہ ۹ھ اخیر ماہ ذیقعدہ مین واقعہ تبلیغ سورۂ برارۃ ہے۔ اوس مین بھی اندر حدیث لفظ (لابد) وارد ہے۔ اخرج احمد عن علی ان النبی بعثہ ببراءۃ فقال یا نبی اللہ انی لست باللسن ولا بالخطیب قال لابد لی ان اذهب بها او تذهب بها انت قال فان كان لابد فاذهب انا قال فانطلق فان الله يثبت لسانك ويهدي قلبك ثم وضع يده على فمه (رياض النضرة ج ثاني ص ۱۷۳) امام احمد نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ بھیجا رسول اللہ نے علی مرتضیٰ کو سورۂ برارت سنانے مکہ کی جانب بھیجا عرض کیا علی نے کہ مین مقرر اور زبان آور اور خطیب نہین ہون حضرت نے فرمایا چارہ نہین ہے اس سے کہ مین لیجاؤن یا تم لیجاؤ اور دوسرے کو لائق نہین ہے۔ پس حضرت علی نے عرض کیا کہ اگر ایسا ہے کہ بدون حضور کے یا میرے گئے ہوئے چارہ نہین، تو پھر مین جاتا ہون۔ تو رسول اللہ نے فرمایا جاؤ خداوند تعالیٰ ثابت رکھیگا زبان تیری اور قلب تیرا پھر حضرت نے دست مبارک رکھدیا علی کے دہن پر اور بھر دیا علوم خدا کو دہان مبارک مین اور رخصت فرمایا۔

اهلبیتی وانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض — پاس حوض کوثر پر وارد ہون۔

ایک وہ حدیث ثقلین جسکو حضرت نے حجۃ الوداع اور غدیر خم مین ارشاد فرمایا ہے کیونکہ ان دونون مقام سے پہلے حضرت کا اس حدیث کا فرمانا ثابت نہین ہے۔ پھر اسکے بعد عین وفات کے دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو جو مدینہ منورہ کے قیام کا دسوان سال کا آخری دن تھا کیونکہ ہجرت مین مدینہ منورہ پہونچنے کا دن بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) پہلی تاریخ اور پہلا دن سلہ کا تھا۔ اور پہلی تبلیغ سے لیکر یہ آج گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو بیس سال پورے ہوئے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہ حدیث ثقلین ارشاد فرمایا۔ اور یہ آخری تبلیغ تھی۔

چنانچہ ابن سعد کاتب واقدی کے کتاب جزء وفات پر یہ عبارت ہے جسکے دوسرے صفحہ مین حدیث ثقلین ہے۔

کتاب الطبقات الکبیر الجزء الثانی القسم الثانی فی مرض النبی صلعم ووفاتہ ودفنہ مطبوعہ ۱۳۲۰ھ

صفحہ اول مین بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یہ سرخی ہے۔

ذکر ما قرب لرسول اللہ صلعم من اجلہ

ذکر اون باتون کا جو قریب وفات رسول اللہ صلعم کے واقع ہوئین

صفحہ ۲ سطر ۲۵ مین ہے :-

قال ابن سعد اخبرنا هاشم بن[1]	حافظ ابن سعد کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو ہاشم بن قاسم
القاسم الکنانی نا محمد بن[2]	کنانی نے کہا خبر دی ہمکو محمد بن طلحہ نے اعمش سے اونہون
طلحۃ عن الاعمش[3] عن عطیۃ[4] عن ابی	نے عطیہ سے اونہون نے ابی سعید خدری سے اونہون نے

---

[1] توثیق ہاشم بن القاسم الطبقات کبیر جزء ہفتم قسم دوم مین ہے۔ هاشم بن القاسم الکنانی ویکنی ابا النضر وکان من بنی لیث من انفسہم وهو من اهل خراسان ونزل بغداد وکان ثقۃ روی عن سلیمان بن المغیرۃ وشعبۃ والمسعودی وابن ابی ذئب وحریز بن عثمان وزهیر بن معاویۃ ومحمد بن طلحۃ بن مصرف وابی جعفر الرازی وشریک وغیرهم توفی ببغداد سنۃ سبع ومائتین (سنہ ۲۰۷ھ)

[2] توثیق محمد بن طلحہ تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے محمد بن طلحۃ بن مصرف الیامی کوفی صدوق لہ اوهام من السابعۃ مات سنۃ سبع وستین (سنہ ۱۶۷ھ)

[3] اعمش (عبر ذہبی وقایع سنہ ۱۴۸ھ مین ہے) وفی ربیع الاول توفی الامام ابو محمد سلیمان بن مهران الاسدی الکاهلی مولاهم الاعمش روی عن ابی وائل وابن ابی اوفی والکبار وکان محدث الکوفۃ وعالمها قال ابن المدینی الاعمش نحو الف وثلثمائۃ حدیث وقال ابن عیینۃ کان اقرأهم لکتاب اللہ واعلمهم بالفرائض واحفظهم للحدیث قال یحیی بن القطان هو علامۃ الاسلام الخ۔

[4] عطیہ (اصابہ فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی) عطیۃ غیر منسوب ذکرہ ابن اسمٰعیل فی الصحابۃ فروی من طریق علی بن هشام عن عمیر بن عمرو عن عطیۃ قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی فاطمۃ وهی تعصد عصیدۃ فذکر قصۃ علیهم ونزول قولہ تعالی انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت الآیۃ قلت وقد اخرج اصل هذا الحدیث الطبرانی فی التفسیر من طریق الاعمش عن عطیۃ عن (ابی سعید) الخ

جس حدیث تفسیر طبری کے جانب ابن حجر نے اشارہ کیا ہے وہ حدیث تفسیر جامع البیان طبری جلد ۲۲ صفحہ ۵ مین یہ ہے حدثنی محمد بن المثنی قال ثنا بکر بن یحیی بن زبان العنزی قال ثنا مندل عن الاعمش عن عطیۃ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلعم نزلت هذہ الآیۃ فی خمسۃ فیّ وفی علی وحسن وحسین وفاطمۃ انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا۔

---

[5] اسمٰعیلی (مرآۃ الجنان یافعی وقایع سنہ ۳۷۱ھ مین لکھتے ہین) وفیها توفی الامام الحافظ الحبر النافع ذو التصانیف الکبار فی الفقہ والاخبار ابو بکر احمد بن ابراهیم بن اسمعیل الجرجانی الحافظ الفقیہ الشافعی المعروف بالجرجانی وکان حجۃ کثیر العلم حسن الدین۔

ایضاً (عبر ذہبی مین ہے سنہ ۳۷۱ھ) فیها توفی الاسمٰعیلی الحبر الامام الجامع ابو بکر احمد بن ابراهیم بن اسمعیل الجرجانی الحافظ الفقیہ الشافعی ... کان [illegible]

حجۃ کثیر العلم۔

سعید الخدری عن النبی صلعم قال انی اوشك ان ادعی فاجیب وانی تارك فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی کتاب الله حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی وان اللطیف الخبیر اخبرنی انھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما۔

رسول مقبول صلعم سے کہ فرمایا حضرت نے کہ قریب ہے کہ بلایا جاؤں میں اور قبول کروں میں تحقیق کہ چھوڑے جاتا ہوں میں دو گرانقدر اور نفیس چیزیں خدا کی کتاب اور اپنی عترت خدا کی کتاب یک ایسی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک لمبی ہے اور عترت اہل بیت میرے تحقیق کہ پروردگار عالم لطیف وخبیر نے مجھکو خبر دی ہے کہ دونوں اکتاب خدا اور عترت اہل بیت اجدا نہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں پس نظر کرو کہ میرے بعد دونوں کے ساتھ کیا برتاؤ کروگے۔

حدیث ثقلین کے مذکورہ بالا الفاظ آنحضرت صلعم نے اپنے یوم انتقال گیارہ ربیع الاول بروز دوشنبہ ارشاد فرمایا ہے۔ یہ ۲۲ صفر چہارشنبہ کا تیرہواں دن اور یکم ربیع الاول جمعہ کا گیارہواں روز اور ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) یوم غدیر خم کا اکیاسیواں دن ہے دیکھو نقشہ جنتری ۱۱ھ کا دوسرا خانہ صہ ۱۹ اور تبلیغ رسالت کے بیسویں سال کا آخر دن ہے۔ دیکھو خطبہ الوداعی یوم غدیر مخرجہ زید بن ارقم دعامر وحذیفہ صہ ۲ وصہ ۵ وصہ ۵۰ اسی غدیر خم ۱۸۔ ذیحجہ کی وہ حدیث ثقلین بھی ہے جسکو خود ابن سعد نے ابو سعید خدری کی سند سے بہ لفظ (امرین) اخراج کی ہے جو قبل کے صفحہ ۱۵۳ میں نقل ہو چکی ہے جس کے تائید کی یہ روایت ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صہ ۱۹۳ مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال سے نقل کیجاتی ہے۔

واخرج الحاکم من طریق سلمۃ بن کھیل عن ابیہ عن ابی الطفیل انہ سمع زید بن ارقم یقول نزل رسول الله صلعم بین مکۃ والمدینۃ × × فصلے ثم قام خطیباً فحمد الله واثنی علیہ وذکر ووعظ × × ثم قال ایھا الناس انی تارك فیکم امرین لن تضلوا ان اتبعتموھما وھما کتاب الله واھل بیتی عترتی ثم قال اتعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم ثلث مرات قالوا نعم فقال رسول الله من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

ترجمہ۔ حاکم نے سلمہ بن کھیل کے طریق سے اُنہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو طفیل سے روایت کی ہے کہ سُنا میں نے زید بن ارقم سے کہ جناب رسالت مآب نے درمیان مکہ و مدینہ (بمقام غدیر خم) نزول اجلال فرماکر نماز ادا فرمائی پھر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد کیا۔ اور بعد حمد وثنائے الٰہی فرمایا کہ ایھا الناس میں تم میں دو امر چھوڑتا ہوں قرآن مجید اور اپنی عترت اہلبیت اگر تم ان دونوں کا اتباع کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے پھر فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں جمیع مومنین کیلئے اُن کے نفس سے اولیٰ ہوں اس لفظ کی تین مرتبہ تکرار فرمائی سب نے کہا بیشک پس آنحضرت نے ارشاد کیا کہ جسکا میں مولا وصاحب اختیار ہوں اسکا علی مولا د صاحب اختیار ہے۔ اور لفظ (ثقلین) کیلئے دیکھو صہ ۸ اور لفظ (خلیفتین) جو زید بن ثابت کی مخرجہ حدیث ہے دیکھو حاشیہ صہ ۵ کتاب ہذا اور آخر یوم (دوشنبہ) کے آخر وقت وفات النبی کی صحیح حدیث ابن سعد کی مخرجہ دیکھو آخر صہ ۹۹ و ۱۰۰ نمبر ۱ یک ابن شہاب زہری۔

نمبر (۸) امام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی المروزی المتوفی سنہ ۲۴۱ھ

یہ امام احمد بن حنبل امام المحدثین ائمۂ اربعہ سے ہین انھون نے بھی تاریخ سفر حجۃ الوداع کی ۲۵ ذوقعدہ کو جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین (رسولخدا صلعم کے نماز ظہر کی چار رکعت پڑھکر) مدینہ منورہ سے باہر نکلنے کی روایت کی ہے ۔

چنانچہ تاریخ حافظ عماد الدین ابن کثیر کے باب تاریخ خروجہ علیہ السلام من المدینۃ بحجۃ الوداع مین یہ روایت ہے ۔

رواہ الامام احمد عن عبد اللہ بن نمیر عن یحیی بن سعید الانصاری عن عمرۃ عن عائشۃ قالت خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخمس بقین من ذی القعدۃ	امام احمد نے عبد اللہ بن نمیر سے اونے یحیی بن سعید انصاری سے اونے عمرۃ سے اونے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ پانچ راتین باقی تھین مدینہ سے نکلے ۔
قال احمد ثنا عبد الرحمن عن سفیان عن محمد بن المنکدر وابراھیم بن میسرۃ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الظھر بالمدینۃ اربعا والعصر بذی الحلیفۃ رکعتین	کہا امام احمد نے حدیث کی ہم سے عبد الرحمن (ابن مہدی) نے سفیان سے اونہون نے محمد بن منکدر اور ابراہیم بن میسرہ سے دونون نے انس بن مالک سے کہا اونے کہ رسول اللہ صلعم نے مدینہ منورہ مین چار رکعت ظہر کی اور ذو الحلیفہ مین عصر کی دو رکعت پڑھی ۔

مسند امام احمد جلد ۳ مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ صـ ۱۱۱ مین یہ حدیث ہے جسمین امام احمد بن حنبل نے سفیان ابن عیینہ سے روایت کی ہے جو مؤید ہے اس حدیث مذکورۂ بالا مین امام احمد نے عبد الرحمن ابن مہدی کے واسطہ سے جو روایت سفیان سے کی ہے وہ بھی ابن عیینہ ہے اور دیکھو نمبر (۱۳) ترمذی

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا سفیان قال سمعت ابراھیم بن میسرۃ ومحمد بن المنکدر یقولان سمعنا انسا یقول صلیت النبی صلعم بالمدینۃ اربعا وبذی الحلیفۃ رکعتین	حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ امام احمد سے اونہون نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان نے کہا سنا ہم نے ابراہیم بن میسرہ اور محمد بن منکدر سے دونون نے کہا کہ سنا ہم نے انس سے کہا اونہون نے کہ نماز پڑھی ہم نے رسولخدا کے ساتھ مدینہ مین چار رکعت اور ذو الحلیفہ مین دو رکعت ۔

حدیث سفر حجۃ الوداع مین تاریخ ۲۵ ذوقعدہ کا دن نہین بتایا گیا ۔ اور حدیث دیگر سے حضرت کا سفر فرمانا بعد نماز ظہر کے ہوا ۔ اسلئے تاریخ مذکورہ مین یوم جمعہ نہین تھا نظر بہ کہ ابن اسحاق صاحب سیرت والمغازی نے جنکا ذکر نمبر (۳) مین گذر چکا اور جن کے ترجمے

ثابت ہے کہ امام احمد موصوف الذکر نے امام ابن اسحاق کی توثیق کی ہے جن کے بیان مین ۲۵ ذیقعدہ کا یوم (سہ شنبہ) ثابت ہو چکا ہے۔ نیز نمبر۲) ابن سعد کے بیان مین بھی جنکا زمانہ اور جنکی مخرجہ روایتین امام احمد بن حنبل کے نظر سے گذر چکی ہین اونکے بیان مین بھی ۲۵ ذیقعدہ کا یوم (سہ شنبہ) التحقق ہو چکا ہے۔ نیز ابن سعد نے ۲۵ ذوقعدہ کا دن سینچر کہا ہے جسکی صحیح تحقیق کے لئے نقشہ جنتری نمبر(ایک) کا بنایا گیا ہے جو دو (دو خانون سے مرتب ہے - ہر دو خانون سے ۹ ذیحجہ عرفہ کے دن (جمعہ) نہین پڑتا۔ دیکھو صـ۱۹ کتاب ہذا۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر مین یہ حدیث ہے جس مین یوم عرفہ کو (جمعہ) بیان کیا گیا ہے۔

قال الامام احمد حدثنا جعفر بن عون حدثنا ابو العميس عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب قال جاء رجل من اليهود الى عمر بن الخطاب فقال يا امير المؤمنين انكم تقرؤن اية فی كتابكم لو علينا معشر اليهود نزلت لاتخذنا ذلك اليوم عيدا قال وای اية قال اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتی فقال عمر والله انی لاعلم اليوم الذی نزلت على رسول الله صلعم والساعة التی نزلت فيها على رسول الله صلى الله عليه وسلم عشية عرفة فی يوم جمعة۔

کہا امام احمد نے کہ حدیث بیان کی ہم سے جعفر بن عون نے وہ کہتے ہین حدیث بیان کی ہم سے ابو عمیس نے قیس بن مسلم سے اونہے طارق بن شہاب سے وہ کہتے ہین کہ آیا ایک مرد یہودیون مین سے عمر بن خطاب کے پاس آکر کہا کہ اے امیر المومنین تحقیق تم پڑھتے ہو ایک آیت کو اپنی کتاب مین کہ اگر وہ آیت ہم گروہ یہود پر نازل ہوتی تو ہم اوس دن کو عید قرار دیتے ابن خطاب نے کہا کہ وہ کون سی آیت ہے اوس یہودی نے کہا کہ وہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ ہے عمر نے کہا قسم خدا کی مین ضرور جانتا ہون اوس دن کو جس دن یہ آیت نازل ہوئی ہے رسول اللہ صلعم پر اور اوس ساعت کو بھی جانتا ہون جس ساعت مین رسول اللہ پر نازل ہوئی ہے اور وہ ساعت عرفہ کی شام اور جمعہ کا دن ہے۔

عرفہ ۹ ذیحجہ کو (جمعہ) کا دن ہونے سے ۲۵ ذوقعدہ کو (جمعہ) آتا ہے جو حدیث مذکورہ سفر حجۃ الوداع مین حضرت عایشہ سے اور حدیث صلوۃ النبی مین چار رکعت نماز ظہر جو انس بن مالک سے مروی ہے معارض ہے اسلئے اس تاریخ کا (جمعہ) غلط ہے نیز یہی جمعہ آگے ۱۲ ربیع الاول وفات النبی مین واقع ہوتا ہے جس سے بھی غلط ہے اور یہ کہ جمعہ کے دن کا دوسرا وقت عشیہ شنبہ (یعنی سینچر کی شب سے متصل ہے اسلئے یوم جمعہ عید ہونیکے لحاظ سے بھی غلط ہے کیونکہ سینچر کا وقت ہوتا ہے اور جس کی اکانوین (۹۱) شب (شب سہ شنبہ) اور اکیانوان (۹۱) روز یوم (سہ شنبہ) اور صحیح حدیث سے یہ امر ثابت ہے کہ آیہ اکمال دین کے نازل ہونیکے بعد رسالتمآب صلعم ۸۰ دن زندہ رہے۔ اور ۹ ذیحجہ سے ۱۲ ربیع الاول تک کثیر الوقوع سے اکانوے (۹۱) دن ہوتے ہین اور پھر ۱۲ ربیع الاول کو (جمعہ) بھی اور اکانوے دن بھی اس سے بھی غلط۔ نیز یہی (جمعہ) تیسری ماہ رمضان تاریخ وفات

جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام مین واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ حرف (د) جس سے ہجوم ۹ ذی حجہ کا (جمعہ) باطل اور اوسی نقشہ حرف (د) مین ۲۲ جمادی الآخرہ تاریخ وفات حضرت ابوبکر مین (یکشنبہ) آتا ہے جو ابن اسحاق کی سند سے (پنجشنبہ) اور ۲۳ کو (جمعہ) تھا دیکھو نمبر ابن اسحاق

اور یہ کہ آیہ اکمال دین سورہ مائدہ کی آخری آیات سے ہے اور سورہ مائدہ مدینہ ہے اور پورا سورہ نازل ہوا اسلئے جہان اور جس تاریخ مین پورا سورہ نازل ہوا اوسی مین آیہ موصوفہ نازل ہوا۔ اور یہ کہ جہان آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک نازل ہوا اوسی مین پورا سورہ مائدہ نازل ہوا۔

چنانچہ مسند امام احمد جلد ثانی ص ۱۷۶ مین ہے۔

نمبر اول

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا حسن ثنا ابن لہیعۃ حدثنی حیی بن عبد اللہ ان ابا عبد الرحمن الحبلی حدثہ قال سمعت عبد اللہ بن عمرو یقول انزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ المائدۃ وھو راکب علی راحلتہ فلم تستطع ان تحملہ فنزل عنہا

حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے وہ کہتا ہے کہ مجھسے روایت کی میرے باپ نے اور اوسنے حسن سے اوسنے ابن لہیعہ سے اوسنے حیی بن عبد اللہ سے وہ کہتا ہے کہ ابو عبد الرحمن نے مجھسے بیان کیا کہ مین نے سنا عبد اللہ بن عمرو سے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلعم پر سورہ مائدہ نازل ہوا اور اوس وقت کہ حضرت اپنے ناقہ پر سوار تھے، پس وہ ناقہ اس سورہ کے بار کا متحمل نہو سکا اسوجہ سے حضرت اوس ناقہ سے اتر پڑے۔

مسند امام احمد جلد ۶ ص ۴۵۵ مین ہے۔

نمبر دوم

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا ابو النضر ثنا ابو معاویۃ یعنی شیبان عن لیث عن شہر بن حوشب عن اسماء بنت یزید قالت انی لآخذۃ بزمام العضباء ناقۃ رسول اللہ صلعم اذ نزلت علیہ المائدۃ کلہا فکادت من ثقلہا

حدیث کی عبد اللہ نے کہا کہ حدیث کی مجھسے میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے ابو النضر نے کہا حدیث کی ہم سے ابو معاویہ شیبان نے لیث سے اوسنے شہر بن حوشب سے اوسنے اسماء بنت یزید سے کہا اوسنے کہ مین ناقہ رسول اللہ صلعم عضبا کی مہار پکڑے ہوئے تھی کہ اتنے مین حضرت پر پورا سورہ مائدہ نازل ہوا، پس قریب تھا کہ یہ سورہ اپنے

۱ صحیح ترمذی ابواب المناقب مین ہے - قال الترمذی حدثنا قتیبۃ نا سفیان بن عیینۃ عن عمرو بن دینار عن وہب بن منبہ عن اخیہ ہمام بن منبہ عن ابی ہریرۃ قال لیس احد اکثر حدیثا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی الا عبد اللہ بن عمرو فانہ کان یکتب وکنت لا اکتب کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے قتیبہ نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے اوسنے وہب بن منبہ سے اوسنے اپنے بھائی ہمام بن منبہ سے اوسنے ابو ہریرہ سے کہا اوسنے سوای عبد اللہ بن عمرو کے کوئی شخص مجھسے زیادہ حدیث آنحضرت سے بیان نہین کرتا اسلئے کہ وہ لکھتا تھا اور مین لکھتا نہ تھا اور عبد اللہ بن عمرو کے بیاض کا نام صادقہ تھا چنانچہ طبقات جزو دوم قسم دوم ص ۱۲۵ مین ہے قال ابن سعد اخبرنا ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی اویس المدنی عن سلیمان ابن بلال عن صفوان بن سلیم عن عبد اللہ بن عمرو قال استاذنت النبی صلعم فی کتاب ما سمعت منہ قال فاذن لی فکتبتہ وکان عبد اللہ یسمی صحیفتہ تلک الصادقۃ۔

تدق بعضد النافة۔ — بارے شانہ ناقہ کو شکستہ کر دے۔

ہر دو روایت سے کل سورہ مائدہ کا ایک تاریخ اور ایک دن مین نازل ہونا متحقق ہوگیا، اور اسی سورہ مین آیت ہے۔

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔	اے رسول پہونچا دو اوس امر کو جو تم پر تمہارے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اگر تم نے ایسا نہ کیا پس گویا تبلیغ رسالت نہیں پہونچائی تم نے اور اللہ لوگون سے تمکو بچائیگا۔

پس جہان سورۂ مائدہ نازل ہوا وہین آیۂ موصوفہ نازل ہوا۔ اور آیۂ موصوفہ غدیر خم مین نازل ہوا۔

چنانچہ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی بلخی جلد اول صہ ۲۳۹ مطبوعہ اختر اسلامبول ۱۳۰۲ھ مین (الحدیث السادس والخمسون) کی اور ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری مطبوعہ لاہور صہ ۵۶۷ باب چہارم مین یہ حدیث مع ترجمہ کے ہے جو نقل کیجاتی ہے۔

عن البراء بن عازب رضی اللہ فی قولہ تعالی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ای بلغ من فضائل علی نزلت فی غدیر خم فخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ فقال عمر بخ بخ لک یا علی اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ رواہ ابو نعیم ایضا الثعلبی فی کتابہ	براء ابن عازب سے روایت ہے کہ اے رسول پہونچا دے جو کچھ کہ نازل ہوا ہے تیری طرف تیرے رب کے جناب علی کے فضائل کو پہونچا دے غدیر خم کے روز نازل ہوا آنحضرت صلعم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جسکا مین مولا ہون پس علی اوسکا مولا ہے پس جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ حضرت امیر علیہ السلام سے کہنے لگے آفرین ہو تجھے اے ابن ابیطالب کہ تو میرا اور ہر ایک مومن مرد اور مومنہ عورت کا آقا بن گیا ہے۔

آیۂ موصوفہ کے غدیر خم مین نازل ہونے اور سورہ مائدہ کا مل نازل ہونے سے یہ امر حتماً وجزماً ثابت ہوگیا کہ سورہ مائدہ اوسی غدیر خم کے روز نازل ہوا اور رسول اللہ کے خطبہ فرمانیکی یا سر راہ دفعۃً قیام فرمانیکی یہی وجہ ہوئی جس کے بعد حضرت نے خطبہ فرمایا ہے جسکا ایک جزء یہ ہے

چنانچہ اوسی مسند امام احمد جلد ۴ صہ ۲۸۱ مین ہے۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عفان[1] ثنا حماد بن سلمۃ انا علی بن زید عن عدی	حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے وہ کہتا ہے کہ مجھے روایت کی میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے عفان نے

برسوم

[1] توثیق (عفان) طبقات ابن سعد جلد ہفتم قسم دوم مین ہے عفان بن مسلم بن عبد اللہ الصفار ویکنی ابا عثمان مولی لعزرۃ بن ثابت الانصاری وکان ثقۃ ثبتا کثیر الحدیث حجۃ الخ۔
ایضاً طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے عفان بن مسلم عبد اللہ الصفار ابو عثمان البصری احد الاعلام نزل بغداد روی عن شعبۃ والحمادین وھمام وخلق وعنہ احمد ویحیی واسحاق ابن المدینی والبخاری وابو زرعۃ وابو حاتم وخلق قال العجلی ثقۃ ثبت صاحب سنۃ وقال ابو حاتم امام ثقۃ متقن متین مات سنۃ ۲۱۹ھ۔

بن ثابت عن البراء بن عازب قال کنا مع رسول الله صلعم فی سفر فنزلنا بغدیر خم فنودی فینا الصلوٰة جامعة وکسح لرسول الله صلعم تحت شجرتین فصلی الظهر واخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسهم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسه قالوا بلی قال فاخذ بید علی فقال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه قال فلقیه عمر بعد ذلك فقال له هنیئاً لك یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولی کل مومن ومومنة۔

حماد بن سلمہ نے کہا اوسنے حدیث کی ہم سے علی بن زید نے عدی بن ثابت سے انہے براء ابن عازب سے کہا اور انہوں نے کہ ہم سفر مین جناب رسالتمآب صلعم کے رکاب سعادت مین تھے پس ہم غدیر خم پر جا اترے ہم مین نماز جماعت کی منادی کرائی گئی اور حضرت صلعم کے لیے زمین پر جھاڑو دیگئی پس حضرت صلعم نے ظہر کی نماز پڑھی اور علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کیا تم نہین جانتے ہو کہ مین سب مومنون کی جانون سے اولی ہون سب نے عرض کیا بیشک آپ اولی ہین پھر فرمایا کیا تم نہین جانتے کہ مین ہر مومن کے نفس سے اولی ہون سبھون نے کہا بیشک پھر پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا جس کا کہ مین مولا ہون پس اوسکا علیؑ مولا ہے اے پروردگار دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے حضرت عمر نے علی علیہ السلام سے ملکر کہا کہ مبارک ہو اے ابن ابیطالب ایسی صبح اور شام کی کہ مولا ہوے کل مومن اور مومنہ کے۔

قال ابو عبد الرحمن ثنا هدبة[1] بن خالد ثنا حماد بن سلمة عن علی بن زید عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب عن النبی صلعم نحوه۔

کہا ابو عبد الرحمن (عبد اللہ بن احمد بن حنبل) نے کہ حدیث کی ہم سے ہدبہ بن خالد نے کہا حدیث کی ہم سے حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے اونے عدی بن ثابت سے اونے براء بن عازب سے اونے رسولخدا صلعم سے مثل اوسکے

اس آخری حدیث مین ہدبہ بن خالد واقع ہے جو شیوخ حدیث (بخاری و مسلم) بھی ہے اسی حدیث کو حافظ عماد الدین ابن کثیر نے اپنے تاریخ بدایۃ والنہایۃ کے صفحہ ۲۱۲ مین (جو کتبخانہ بانکی پور پٹنہ مین ہے) وارد کی ہے۔

وقال الحافظ ابو یعلی الموصلی والحسن بن سفیان ثنا هدبة ثنا حماد بن سلمة عن علی بن زید وابی هارون عن

اور کہا حافظ ابو یعلی موصلی اور حسن بن سفیان نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ہدبہ نے کہا حدیث کی ہم سے حماد بن سلمہ نے علی بن زید اور ابی ہارون سے اونے عدی بن ثابت سے

[1] (هدبة) انساب سمعانی مین ہے۔ ابو خالد هدبة بن خالد القیسی من اهل البصرة یروی عن همام بن یحیی روی عنه البخاری ومسلم وجماعة الخ ایضاً تراجم الحفاظ مرزا محمد بن معتمد خان مین ہے۔ هدبة بن خالد القیسی البصری احد الائمة وقال بعد ذکر ما ذکر السمعانی قلت مات سنة ۲۳۵ خمس وثلثین ومائتین ارخها غیر واحد وقد روی ایضاً حماد بن زید وحماد بن سلمة ومبارك بن فضالة وابان بن یزید العطار وجریر بن حازم وغیرهم وروی عنه ابو داؤد السجستانی وابو بکر بن ابی عاصم وابو بکر البزار وابو یعلی الموصلی وغیره ۱۲

عدی بن ثابت عن البراء قال
کنا مع رسول اللہ صلعم فی
حجۃ الوداع فلما اتینا علی غدیر
خم کسح لرسول اللہ صلعم
تحت شجرتین ونودی فی الناس
الصلوٰۃ جامعۃ ودعا رسول اللہ
صلعم علیاً واخذ بیدہ فاقامہ
عن یمینہ فقال الست اولی
بکل امرئ من نفسہ قالوا
بلی قال فان ہذا مولی من انا
مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ
فلقیہ عمر بن الخطاب فقال ہنیئاً لک اصبحت وامسیت مولی کل مومن ومومنۃ

اوس نے براء سے کہا اوس نے کہ ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلعم کے
حجۃ الوداع میں پس جب ہم جا اترے غدیر خم میں تو دو
درختوں کے نیچے رسول اللہ کے لئے زمین صاف کی گئی اور
نماز جماعت کی ندا دی گئی اور بلایا علی علیہ السلام کو اون کا
ہاتھ پکڑ کر اپنے داہنے جانب کھڑا کیا۔ پس فرمایا کیا میں
نہیں ہوں اولی ہر آدمی سے اوس کے نفس سے سب نے
کہا کیوں نہیں تب حضرت نے کہا کہ یہ علی مولا اوس کا
ہے جس کا میں مولا ہوں اے خدا دوست رکھ اوس شخص کو
جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوس کو جو دشمن
رکھے علی کو اس کے بعد عمر بن خطاب نے علی ابن ابیطالب
سے ملاقات کی اور اون سے کہا کہ مبارک ہو آپکو ایسی
صبح اور شام کی کہ کل مومنین اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

اور اوسی مسند امام احمد کے جلد ۴ صفحہ ۳۷۲ میں ہے

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عفان ثنا ابو عوانۃ عن المغیرۃ عن ابی عبید عن میمون ابی عبد اللہ قال قال زید بن ارقم وانا
اسمع نزلنا مع رسول اللہ بواد یقال
لہ وادی خم فامر بالصلوٰۃ فصلاہا
بہجیر قال فخطبنا وظلل لرسول اللہ
صلعم بثوب علی شجرۃ
سمرۃ من الشمس فقال الستم تعلمون
الستم تشہدون انی اولی
بکل مومن من نفسہ قالوا
بلی من کنت مولاہ فان
علیا مولاہ اللہم عاد من

حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے وہ کہتا ہے کہ
مجھے روایت کی میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے
ابو عوانہ نے کہا اوس نے مغیرہ سے اوس نے ابی عبید سے اوس نے
میمون ابی عبد اللہ سے کہا اوس نے کہ زید بن ارقم نے بیان
کیا اور میں سن رہا تھا کہ ہم رسالتماب کے ساتھ مقام
وادی خم میں اترے پس آپ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا پس
نماز جلتی دھوپ میں پڑھی اوسکے بعد حضرت نے ہم سے
خطبہ میں خطاب کیا حالانکہ آپ کے لئے درخت سمرہ پر
ایک کپڑا سایہ کے لئے تان دیا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ کیا
تم اس بات کے شاہد نہیں ہو کہ میں ہر مومن کے نفس
سے اولی ہوں اسکے ساتھ، لوگوں نے کہا کیوں نہیں تو
آپ نے فرمایا جسکا میں مولی ہوں اوسکے علی مولی ہیں

۱ے توضیح (ابو عوانہ) تذکرۃ الحفاظ ذہبی میں ہے۔ ابو عوانۃ الوضاح بن عبد اللہ مولی یزید بن عطاء الیشکری الواسطی البزار الحافظ احد الاثبات سمع الحسن وابن سیرین۔ وحدث عن قتادہ ۰۰ وحدث عنہ حبان بن ہلال وعفان وسعید بن منصور ومسدد ومحمد بن ابی بکر المقدمی وقتیبۃ وخلق قال عفان ہو اصح حدیثا عندنا من شعبۃ وقال احمد بن حنبل ہو صحیح الکتاب ثم یطول۔

عاداہ و ال من والاہ۔ — بار الہا دوست رکھ اس کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اس کو جو دشمن رکھے علی کو

انتباہ۔ زید بن ارقم نے اپنے بیان مین حضرت عمر کے واقعہ مبارکبادی کو بچایا ہے جیسے ابتدا مین اسی حدیث غدیر کو اخفا کیا ہے اور یہ کہ اصل حدیث مطبوعہ مین عفان کی جگہ سفیان ہے ہمنے قلمی مسند سے ملا کر عفان لکھا ہے۔ اور اسی مسند امام احمد کے صفحہ ۳۷۲ مین یہ حدیث بھی ہے۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا — حدیث کی عبد اللہ نے کہا مجھسے میرے باپ نے

محمد بن جعفر[۵۱] ثنا شعبۃ[۵۲] عن میمون [نمبر ششم] — وہ کہتے ہین کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن جعفر نے کہا حدیث

ابی عبد اللہ قال کنت عند زید بن — کی ہم سے شعبہ نے میمون ابی عبد اللہ سے کہا اونہون نے

ارقم فجاء رجل من اقصی — کہ تھا مین نزدیک زید بن ارقم کے پس آیا ایک آدمی

الفسطاس فسأل عن ذا و فقال — انتہائی فسطاس سے پس سوال کیا اوس شخص نے زید سے

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ — داعی کا حال زید نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلعم نے کہا کہ

وسلم قال الست اولی بالمومنین — آیا نہین ہون مین اولی مومنین کے نفسون سے سب نے

من انفسہم قالوا بلی قال من — کہا کیون نہین تب حضرت نے فرمایا جسکا مین مولا ہون

کنت مولاہ فعلی مولاہ قال میمون — اوسکے علی مولا ہین میمون نے اتنا اور کہا ہے کہ حدیث

فحدثنی بعض القوم عن زید ان رسول — بیان کی ہم سے بعض قوم نے زید ہی سے کہ رسول اللہ

اللہ صلعم قال اللہم وال من — نے فرمایا تھا کہ الٰہی دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے

والاہ و عاد من عاداہ۔ — علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو۔

اور اسی مسند کے صفحہ ۳۷۰ مین ہے۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا حسین [نمبر ہفتم] — حدیث کی عبد اللہ نے کہا کہ حدیث کی مجھسے میرے باپ نے کہا حدیث کی حسین بن محمد[۵۳]

---

[۵۱] توثیق محمد بن جعفر از اتمام الکفا نامہ از محمد بن معتمد خان مین ہے۔ محمد بن جعفر الہذلی مولاہم البصری ابو عبد اللہ الملقب بغندر احد الائمۃ وھو ربیب شعبۃ وصاحبہ ۔۔۔ روی عنہ صاحب صحیح الامام محمد بن اسمعیل البخاری قلت غندر الذی فی رجال صحیح البخاری ھو صاحب الترجمۃ ولکن لیس من شیوخ البخاری بل ھو شیخ شیوخہ وھو من کبار الحفاظ مات سنۃ ثلاث وتسعین ومائۃ (۱۹۳) وقد روی عن شعبۃ فاکثر وعوف الاعرابی ومعمر بن راشد وابن جریج والسفیانین وغیرھم وروی عنہ احمد بن حنبل وعلی بن المدینی ویحیی بن معین وابو بکر وعثمان ابنا ابی شیبۃ واسحاق بن راھویہ ومسدد وعبید اللہ بن قواریری ومحمد بن المثنی ومحمد بن بشار الخ۔

[۵۲] مدح شعبہ صحیح ترمذی کتاب العلل مین ہے قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمعیل نا عبد اللہ بن الاسود نا ابن مہدی قال سمعت سفیان یقول شعبۃ امیر المومنین فی الحدیث کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا حدیث کی ہم سے عبد اللہ بن اسود نے کہا حدیث کی ہم سے عبد الرحمن بن مہدی نے کہا سنا مین نے سفیان سے کہ شعبہ حدیث مین امیر المومنین ہے۔

[۵۳] توثیق حسین بن محمد تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے الحسین بن محمد بن بہرام التمیمی ابو احمد او ابو علی المروزی نزیل بغداد ثقۃ من التاسعۃ مات سنہ ۲۱۳ھ۔

بن محمد وابو نعیم قالا ثنا فطر عن
ابی الطفیل قال جمع علی رضی اللہ
عنہ الناس فی الرحبۃ ثم قال لہم
انشد اللہ کل امرئ مسلم سمع
رسول اللہ صلعم یقول یوم غدیر
خم ما سمع لما قام فقام ثلثون
من الناس وقال ابو نعیم فقام
ناس کثیر فشہدوا حین اخذ بیدہ
فقال للناس تعلمون انی اولی بالمؤمنین
من انفسہم قالوا نعم یا رسول اللہ
قال من کنت مولاہ فہذا مولاہ
اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ
قال فخرجت وکان فی نفسی شیئا
فلقیت زید بن ارقم فقلت لہ انی
سمعت علیا رضی اللہ یقول کذا وکذا قال فما
تنکر قد سمعت رسول اللہ صلعم یقول ذلک لہ۔

اور ابو نعیم نے کہا دونوں نے کہ حدیث کی ہے فطر نے
ابی الطفیل سے کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو رحبہ
المحلہ ہی کوفہ میں جمع کیا پھر خدا کی قسم دلا کر سب سے کہا
کہ جس نے غدیر خم میں رسول اللہ کو کھڑے ہو کر جو کچھ فرماتے ہوئے
سنا ہو وہ بیان کرے چنانچہ تیس مسلمانوں نے اور ابو نعیم
کا قول ہے کہ بہت لوگوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ
غدیر خم میں رسولخدا نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر سب سے
فرمایا کہ آیا جانتے ہو تم اس بات کو
کہ میں مومنین کے لئے بہ نسبت انکے نفوس کے اولی ہوں
لوگوں نے عرض کیا کہ بیشک یا رسول اللہ یہ سنکر آنحضرت
نے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ
وعاد من عاداہ ابو الطفیل کہتے ہیں کہ جب میں وہاں سے
باہر آیا تو میرے دل میں شک تھا چنانچہ میں زید بن ارقم
سے ملا اور ان سے کہا کہ حضرت علی ایسا فرماتے تھے۔
زید بن ارقم نے جواب دیا کہ تم اس بات سے انکار نہ کرو کیونکہ
میں نے رسول اللہ کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے

اور روضۃ الندیہ سید محمد بن اسمعیل امیر صنعانی ص ۱۳ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۲ھ میں دو حدیثیں ہیں

حدیث ثقلین

اخرج احمد من حدیث زید بن ارقم
قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک
فیکم ثقلین احدہما کتاب اللہ وحبل
اللہ من تبعہ کان علی الہدی ومن
ترکہ کان علی الضلالۃ وعترتی اہل بیتی
فقلنا من اہل بیتہ نساؤہ فقال لا ایم
اللہ ان المراۃ تکون مع الرجل العصر

احمد نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلعم نے کہ میں چھوڑے جاتا ہوں تم میں دو گراں چیزیں ایک
ان میں کی کتاب خدا ہے وہ اللہ کی رسی ہے جو شخص اس کی
پیروی کریگا وہ میرے عہد پر ہوگا جو شخص ترک کریگا اسکو
ہوگا وہ گمراہی پر اور عترت میرے اہلبیت ہیں پس ہم نے
کہا کہ انکے اہل بیت میں سے انکی عورتیں بھی ہیں کہا زید نے
کہ نہیں قسم خدا کی کہ تحقیق عورت رہتی ہے آدمی کے ساتھ

[1] ثوری و ابو نعیم انساب سمعانی میں ہے۔ وابو نعیم الفضل بن دکین ودکین لقب واسمہ عمرو بن حماد بن زہیر بن درہم [illegible] الی ان قال یروی عن الاعمش ومسعر بن کدام وزکریا بن ابی زائدۃ والثوری ومالک وشعبۃ وفطر بن خلیفۃ وغیرہم روی عنہ محمد بن اسمعیل البخاری واحمد بن حنبل وابو بکر وعثمان ابنا ابی شیبۃ وابو زرعۃ وابو حاتم الرازیان واسحاق بن راہویہ وکان مولدہ سنۃ ۱۳۰ ثلثین ومائۃ ومات سنۃ ۲۱۸ یا سنۃ ۲۱۹ ثمان او تسع عشرۃ ومائتین وکان اصغر من وکیع بسنۃ وکان فیہ دعابۃ ومزاح ولکن ثقۃ اماما۔

من الدهر فيطلقها فترجع الى ابيها وقومها اهل بيته اصله وعشيرته وعصبته الذين حرموا الصدقة بعده۔

ایک زمانہ تک پھر طلاق دیدیتا ہے وہ شوہر پس وہ لوٹ جاتی ہے اپنے باپ اور قوم کی طرف اہل بیت اون رسول کے اونکے گروہ کے آدمی ہیں اور اصل اونکے ہیں اور وہ چند عزیز دار ہیں جن پر حرام کیا ہے صدقہ کو خدانے بعد اون کے۔

واخرج احمد عن ابی سعيد عنہ صلعم انه قال انی اوشك ان ادعى فاجيب وانی تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعترتی كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض وعترتی اهل بيتی وان اللطيف الخبير اخبرنی انهما لن يفترقا حتى يردا علی الحوض فانظروا كيف تخلفونی فيهما

اور احمد نے ابی سعید سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے میں عنقریب بلایا جاؤنگا اور میں قبول کرونگا اب میں چھوڑے جاتا ہوں دو بھاری چیزیں ایک خدا کی کتاب اور دوسری میری عترت کتاب اللہ ایک ایسی رسی ہے جو دراز ہے آسمان سے زمین تک اور عترت میری میرے اہل بیت ہیں تحقیق کہ خدانے مجھے خبر دی ہے کہ وہ دونوں جدا نہونگے یہانتک کہ وارد ہوں وہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر پس نظر کرو تم کہ میرے بعد اون دونوں کیساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہو۔

اور مسند احمد جلد پنجم صفحہ ۱۸۱ اور ۱۸۲ میں ہے۔

حدثنا عبد الله حدثنی ابی ثنا الاسود بن عامر ثنا شريك عن الركين عن القاسم بن حسان عن زيد بن ثابت قال قال رسول الله صلعم انی تارك فيكم خليفتين كتاب الله حبل ممدود ما بين السماء والارض او ما بين السماء الى الارض وعترتی اهل بيتی وانهما لن يتفرقا حتى يردا علی الحوض۔

حدیث کی عبد اللہ نے کہا حدیث کی مجھے میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے اسود بن عامر نے کہا حدیث کی ہم سے شریک نے رکین سے اونسے قاسم بن حسان سے اونسے زید بن ثابت سے کہا اونے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ میں تم میں دو چیزیں (جانشین) چھوڑے جاتا ہوں ایک اون میں سے قرآن مجید اور دوسرے عترت اہل بیت جو ایک مضبوط رسی ہیں درمیان آسمان اور زمین کے یا آسمان سے زمین تک اور یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے اوسوقت تک جدا نہونگی جب تک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد نہوں۔

اور مسند احمد کے صفحہ ۱۸۹ اور ۱۹۰ میں یہ حدیث ہے۔

حدثنا عبد الله حدثنی ابی

حدیث کی عبد اللہ نے حدیث کی مجھے میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے ابو احمد زبیری نے[1]

---

[1] توثیق ابو احمد الزبیری صحیح ترمذی جلد اول میں ہے۔ قال الترمذی ابا احمد الزبيری ثقة حافظ قال سمعت بندارا يقول ما رأيت احفظ منه

ثنا ابو احمد الزبیری ثنا شریک[۱] عن الرکین عن القاسم بن حسان عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ واھل بیتی وانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ۔

کہا حدیث کی ہم سے شریک نے رکین سے اونے قاسم بن حسان سے اونے زید بن ثابت سے کہا اونے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ میرے بعد تم مین دو چیزین بطور جانشین رہجائینگی ایک خدا کی کتاب اور دوسرے میرے اہل بیت اور یہ دونون اوسوقت تک باہم جدا نہونگے کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون ۔

اور مسند احمد جلد اول صفحہ ۱۱۸ مین ہے ۔

حدثنا عبد اللہ ثنا علی بن حکیم الاودی انبانا شریک عن ابی اسحاق عن سعید بن وھب وعن زید بن یثیع قالا نشد علی الناس فی الرحبۃ من سمع رسول اللہ صلعم یوم غدیر خم الا قام قال فقام من قبل سعید ستۃ ومن زید ستۃ فشھدوا انھم سمعوا رسول اللہ صلعم یقول لعلی یوم غدیر خم الیس اللہ اولی بالمومنین قالوا بلی قال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

بیان کیا عبد اللہ نے کہ حدیث کی ہم سے علی بن حکیم اودی نے کہا کہ خبر دی ہمکو شریک نے ابی اسحاق سے اونے سعید بن وہب اور زید بن یثیع سے کہا دونون نے کہ جناب امیر لوگوں کو رحبہ مین قسم دیکر پوچھ رہے تھے کہ آنحضرت صلعم کو غدیر خم کے روز جو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہو وہ سکو چاہیے کہ وہ کھڑا ہوکر بیان کرے پس سعید کی طرف سے چھ آدمی اور زید کی طرف سے چھ آدمی کھڑے ہو گئے اور گواہی دینے لگے کہ ہم نے آنحضرت صلعم کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا خدا تعالی مومنون کے لئے اولی بالتصرف نہین ہے تب حاضرین نے عرض کیا بے شبہ خدا تعالی تمام مومنون کے لئے اولی بالتصرف ہے پس حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار جسکا کہ مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اوسے جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھیو اوسے جو علی کو دشمن رکھے ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۴[۱] رایت احدا احسن حفظا من ابی احمد الزبیری واسمہ محمد بن عبد اللہ بن الزبیر الاسدی الکوفی کہا ہے ترمذی نے ابو احمد الزبیری ثقہ اور حافظ ہے اور کہا ترمذی نے کہ سنا مین نے بندار (محمد بن بشار) سے کہ کہا مین نے کوئی شخص بہت اچھا حافظ مین ابی احمد زبیری سے نہین دیکھا اور نام اوسکا محمد بن عبد اللہ زبیری اسدی کوفی ہے ایضاً طبقات ابن سعد جلد ششم مین ہے ابو احمد الزبیری مولی لبنی اسد وھو ابن اخی فضیل الرمانی × × مات سنۃ ثلاث و مائتین (۲۰۳ھ) فی خلافۃ المامون وکان صدوق کثیر الحدیث ۔

حاشیہ صفحہ ۱۶۵ [۱] توثیق (شریک) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے ۔ شریک بن عبد اللہ النخعی الکوفی القاضی بواسط ثم الکوفۃ ابو عبد اللہ صدوق × × کان عادلا فاضلا عابدا شدیدا علی اھل البدع من الثامنۃ مات سنۃ سبع او ثمان وسبعین ۔

حدثنا عبد الله ثنا علی بن حکیم[1] انبانا شریک عن ابی اسحاق عن عمرو ذی مر مثل حدیث ابی اسحاق یعنی عن سعید و زید وزاد فیہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔ (نمبر سیزدہم)

حدیث کیا عبد اللہ نے کہ حدیث کی ہم سے علی بن حکیم نے کہا خبر دی ہمکو شریک نے ابی اسحاق سے اونے عمرو ذی مر سے مثل حدیث ابی اسحاق کے یعنی سعید اور زید کے اور زیادہ کیا اوس میں وانصر من نصرہ و اخذل من خذلہ کو

اور مسند احمد جلد اول صفحہ ۱۱۹ میں دو حدیثین مرقوم ہین۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی عبید اللہ[2] بن عمر القواریری ثنا یونس بن ارقم ثنا یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلے قال شہدت علیاً فی الرحبۃ ینشد الناس انشد اللہ من سمع رسول اللہ صلعم یقول یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ لما قام فشہد قال عبد الرحمن فقام اثنا عشر بدریا کانی نظر الی احدہم فقالوا نشہد انا سمعنا رسول اللہ صلعم یقول یوم غدیر خم الستُ اولی بالمومنین من انفسہم وازواجی امہاتہم فقلنا بلی یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔ (نمبر چہاردہم)

حدیث کی عبد اللہ نے کہا حدیث بیان کی مجھے عبید اللہ ابن عمر قواریری نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یونس بن ارقم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یزید بن ابی زیاد نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے کہا اونہے کہ مین حاضر تھا علی بن ابیطالب کے پاس رحبہ مین کہ حضرت علی بن ابیطالب آدمیون سے قسم دیکر پوچھ رہے تھے اللہ کی کہ جس نے سنا ہو رسول اللہ صلعم کو غدیر خم کے دن من کنت مولاہ فعلی مولاہ "وہ کھڑا ہو کر کے گواہی دے عبد الرحمن کہتے ہین کہ کھڑے ہوگئے بارہ بدری گویا مین دیکھ رہا تھا ایک ایک کو پس اونہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین رسول اللہ صلعم کو کہتے ہوے غدیر خم مین آیا مین اولی بمومنین کے نفسون سے نہین ہون اور بیبیان میری ان کی مائین نہین ہین کہا ہم نے کیون نہین یا رسول اللہ پس کہا حضرت نے کہ جسکا مین مولا ہون پس علی بھی اوسکے مولا ہین خداوندا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو۔

حدثنا عبد اللہ ثنا احمد بن

حدیث بیان کی عبد اللہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے

[1] توثیق (علی بن حکیم) تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے۔ علی بن حکیم بن ذبیان الاودی ابو الحسن الکوفی روی عن ابن ادریس وابن المبارک وحمید بن عبد الرحمن وشریک بن عبد اللہ النخعی × × × روی عنہ البخاری فی الادب والمسلم وروی النسائی وعبد اللہ بن احمد بن حنبل الخ قال ابن الجنید عن ابن معین ثقۃ لیس بہ باس قال ابو حاتم صدوق وقال الاجری عن ابی داود صدوق وقال النسائی ومحمد بن عبد اللہ الحضرمی ثقۃ مات سنۃ احد وثلاثین ومائتین قلت وفیہا ارخہ ابن قانع وزاد فی رمضان وکان ثقۃ صالحا وفی الزہرۃ روی عنہ مسلم حدیثین۔

[2] توثیق (عبید اللہ بن عمر القواریری) تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے۔ عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ الجشمی مولاہم القواریری ابو سعید البصری نزیل بغداد روی عن حماد بن زید وعبد الوارث بن سعید البصری وابن عیینۃ وخالد بن الحارث وابو عوانۃ وعبد الوہاب الثقفی وفضیل بن سلیمان ومعاذ بن ہشام۔ عبد الرحمن ابن مہدی ومحمد بن جعفر غندر ویحیی القطان وابی احمد الزبیری وطائفۃ وعنہ البخاری ومسلم وابو داود وروی النسائی عن ابی بکر بن علی المروزی عنہ وغیرہم روی عنہ البخاری خمسۃ ومسلم اربعین مات سنہ ۲۳۵ھ

عمر الوكيعي ثنا زيد بن الحباب ثنا الوليد بن عقبة بن نزار العنسي حدثني سماك بن عبيد بن الوليد العبسي قال دخلت على عبد الرحمن بن ابي ليلى فحدثني انه شهد عليا رضي الله عنه في الرحبة قال انشد الله رجلا سمع رسول الله صلعم وشهده يوم غدير خم الا قام ولا يقوم الا من قد راه فقام اثنا عشر رجلا فقالوا قد رأيناه وسمعناه حيث اخذ بيده يقول اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله فقام الا ثلاثة لم يقوموا فدعا عليهم فاصابتهم دعوته۔

نمبر(۱۲) ترجمہ

احمد بن عمر وکیعی نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے زید بن حباب نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے ولید بن عقبہ بن نزار عنسی نے کہا حدیث کی مجھ سے سماک بن عبید بن ولید عبسی نے سماک کہتے ہیں کہ داخل ہوا میں عبد الرحمن ابن ابی لیلی پر پس حدیث بیان کی مجھ سے عبد الرحمن نے کہ وہ حاضر تھا علی بن ابیطالب کے پاس رحبہ (محلہ ہے کوفہ میں) میں کہا حضرت علی نے قسم دیکر اللہ کی جس آدمی نے رسول اللہ صلعم کو سنا ہو اور حاضر رہا ہو غدیر خم میں وہ کھڑا ہو جائے اور نہ کھڑا ہو مگر وہی شخص جسنے دیکھا ہو حضرت کو پس کھڑے ہو گئے بارہ آدمی پس اونہوں نے کہا کہ ہم نے دیکھا ہے رسول اللہ کو اور سنا ہے رسول اللہ سے جبکہ پکڑا تھا اونہوں نے ہاتھ کو علی کے اور فرما رہے تھے رسول اللہ کہ خداوندا دوست رکھ اوس شخص کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو اور نصرت کر اوسکی جو نصرت کرے علی کی اور رسوا کر تو اوسکو جو رسوا کرے علی کو پس کھڑے ہو گئے مگر تین آدمی نہ کھڑے ہوئے پس بد دعا کی اون پر علی نے پس اثر کر گئی بد دعا اون پر۔

اور کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۰ مطبوعہ حیدرآباد میں امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے یہ حدیث مرقوم ہے۔

(مسند زيد بن ابي اوفى) لما آخى النبي صلعم بين اصحابه قال علي لقد ذهب روحي وانقطع ظهري حين رأيتك فعلت باصحابك ما فعلت غيري فان كان هذا من سخط علي فلك العتبى والكرامة فقال رسول الله صلعم والذي بعثني بالحق ما اخترتك الا لنفسي وانت مني بمنزلة هارون من موسى

نمبر(۱۳) ترجمہ

زید بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے اصحاب کے درمیان میں بھائی چارہ بنایا جناب علی کہنے لگے میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی جب میں نے آپکو دیکھا کہ آپ میرے سوا اپنے اصحاب میں رشتہ اخوت قائم کر رہے ہیں۔ اگر یہ امر مجھپر کسی آپکی ناراضگی کی وجہ سے ہے تو اچھا جیسی آپکی مرضی ہے جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جسنے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ہم نے تجھے پیچھے چھوڑا تھا مگر خاص اپنی ذات کیلئے تو مجھے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں

غیر انہ لا نبی بعدی وانت اخی ووارثی قال وما ارث منک یا رسول اللہ قال ما ورث الانبیاء من قبلا قال وما ورثت الانبیاء من قبلک قال کتاب اللہ وسنۃ نبیھم وانت معی فی قصری فی الجنۃ مع فاطمۃ ابنتی وانت اخی ورفیقی (اخرجہ احمد)

اور تو میرا بھائی اور وارث ہے۔ جناب علی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں حضور سے کیا ورثہ حاصل کرونگا حضرت نے ارشاد کیا مجھ سے پہلے انبیا نے جو ورثہ پایا ہے۔ جناب علی نے عرض کیا آپ سے پہلے انبیا نے کیا ورثہ پایا ہے فرمایا خدا کی کتاب اور نبی کی سنت اور تو جنت میں میرے ساتھ میرے قصر میں جو فاطمہ کی معیت میں ہوگا اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے۔

اور یہ حدیث مسند امام احمد کی جلد ثالث صفحہ ۲۸۵ سے نقل ہے اور اسی حدیث کو ترمذی نے عبد بن حمید کے طریق سے انس کی سند سے روایت کی ہے جسکے درمیان کے اسناد میں۔ عفان بن مسلم اور حماد بن سلمہ اور علی بن زید واقع ہیں امام احمد نے انہیں اسناد کے ساتھ براء بن عازب کی سند سے حدیث غدیر کی وارد کی ہے نقل ہو چکی۔ آگے یہی حدیث غدیر براء بن عازب کی سند کی صحیح ترمذی اور خصائص نسائی میں نہ ہیگی کیونکہ اسی حدیث میں حضرت عمر کا جناب علی علیہ السلام کو مبارکباد دینا مذکور ہے۔

صحیح ترمذی جلد ثانی ابواب تفسیر القرآن سورہ احزاب میں ہے۔

حدثنا عبد بن حمید نا عفان بن مسلم نا حماد بن سلمۃ نا علی بن زید عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج الی صلوٰۃ الفجر یقول الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ھذا حدیث حسن غریب

اور مسند امام احمد ج ۳ صفحہ ۲۸۵ میں ہے۔ حدثنا عبد اللہ عن ابی ثنا عفان ثنا حماد انا علی بن زید عن انس بن مالک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج الی الصلاۃ الفجر یقول الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا

روایت کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے کہا اونھوں نے حدیث کی ہم سے عفان نے کہا حدیث کی ہم سے حماد نے علی بن زید سے کہا اونہوں نے کہ انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلعم حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازہ پر چھ ماہ تک گذرتے جبکہ فجر کی نماز کے لئے نکلتے اور فرماتے نماز پڑھو اے اہل بیت سوائے اسکے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ دور کرے تم سے رجس (گناہان پلیدی) کو اے اہل بیت اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا۔

اب پہلی حدیث غدیر براء بن عازب کی سند والی اور صحیح ترمذی اور مسند امام احمد کے حدیث مذکورہ کے رواۃ جن میں عفان۔ حماد۔ علی بن زید واقع ہیں دیکھو

اسکے بعد اس حدیث مسند امام احمد کی جلد ششم صفحہ ۳۲۳ کو بھی منطبق کرو۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عفان ثنا حماد بن سلمۃ قال ثنا علی بن زید عن شھر بن حوشب عن ام سلمۃ ان رسول اللہ

عبد اللہ کہتے ہیں حدیث کی مجھسے میرے باپ نے اونھوں نے عفان سے اونھوں نے حماد بن سلمہ سے کہا اونھوں نے حدیث کی ہم سے علی بن زید نے شہر بن حوشب سے

قال لفاطمة ائتنی بزوجك وابنيك فجاءت بهم فالقى عليهم كساء فدكيا قال ثم وضع يده عليهم ثم قال اللهم ان هؤلاء آل محمد فاجعل صلواتك وبركاتك على محمد وعلى آل محمد انك حميد مجيد قالت ام سلمة فرفعت الكساء لادخل معهم فجذبه من يدی وقال انك على خير

اور سے حضرت ام سلمہ سے کہا اونھون نے کہ رسول مقبول نے فرمایا فاطمہ سے کہ لے آ میرے پاس اپنے شوہر علی کو اور دونون لڑکون حسن حسین کو پس لائین سیدہ اونکو پس ڈالدیا اونپر چادر فدکی پھر ہاتھ رکھا رسول اللہ نے اون سب پر پھر کہا حضرت صلعم نے اے پروردگار عالم یہی آل محمد ہین پس قرار دے تو رحمت اور برکت اپنی اوپر محمد و آل محمد کے تحقیق کہ تو لائق حمد و ثنا ہے کہا ام سلمہ نے پس اوٹھایا مین نے چادر کو تاکہ داخل ہون مین اونکے ساتھ پس کھینچ لیا چادر کو میرے ہاتھ سے اور حضرت نے فرمایا تو خیر پر ہے۔

حدیث مذکورہ سے یہ امر بوجوہ کامل محقق و مبین ہوگیا کہ کل امت جس مین کل صحابہ شامل ہین انہین محمد و آل محمد پر درود بھیجنے کے لئے نماز مین فرض کیا گیا ہے اور وہ مردون مین رسول اللہ کے بعد علی علیہ السلام ہین پھر امامین ہمامین جناب حسنین علیہما السلام ہین پھر جناب علی بن الحسین پھر اونکے بیٹے جناب امام محمد باقر علیہ السلام ہین جن سے حضرت جابر صحابی نے موافق فرمانے رسول اللہ کے حضرت کا سلام پہونچایا تھا۔ پھر اونکے بیٹے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ہین۔

اب ہم بوجہ موخر الذکر امامین ہمامین سے سورہ مائدہ کا کامل نازل ہونا اور پنجشنبہ کے روز نازل ہونا دکھاتے ہین۔

مجمع البیان علامہ طبرسی علیہ الرحمہ مطبوعہ طہران صفحہ ۲۷۰ مین ہے۔

عن ابی حمزة الثمالی قال سمعت اباعبد الله (امام جعفر صادق ع) يقول نزلت المائدة كملاً ونزل معها سبعون الف ملك - عن ابی جعفر محمد بن علی قال من قرء سورة المائدة فی كل يوم خميس لم يلبس ايمانه بظلم ولا يشرك ابداً

ابی حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہا کہ سنا مین نے اباعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا حضرت نے کہ نازل ہوا سورہ مائدہ کامل جسکے ساتھ ستر ہزار فرشتے اترے تھے۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ مائدہ کی تلاوت ہر پنجشنبہ کو کریگا اوسکا ایمان ظلم اور شرک سے کبھی آلودہ نہوگا۔

اور صفحہ ۲۸۱ تفسیر مذکورہ مین اور صفحہ ۲۸۰ کتاب تشئید المطاعن جلد اول مطبوعہ مجمع البحرین لودہیانہ ۱۳۰۳ھ مین تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم مرقوم ہے (البتہ تفسیر مجمع البیان سے ۸۱ راتون والی عبارت سے ابتدا کی گئی ہے

وانه صلم مضى بعد ذلك باحد و

بالتحقیق رسول اللہ صلعم گذر گئے بعد نازل ہونے آیہ الیوم کے

لہ زرقانی جلد ہفتم مطبوعہ مصر کے صفحہ پر امام شافعی کا یہ شعر مرقوم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امام شافعی امام احمد بن حنبل کے استاد ہین ونسب للامام الشافعی یا آل بیت رسول الله حبكم ٭ فرض من الله فی القرآن انزله ٭ يكفيكم من عظيم الفخر انكم ٭ من لم يصل عليكم لا صلاة له ٭
امام شافعی کہتے ہین کہ اے اہل بیت رسول اللہ تمھاری محبت کو خدا نے فرض کیا ہے۔ اور قرآن شریف اسکے لئے نازل کیا ہے۔ تمھارے مرتبہ کی بڑائی کے لئے یہی کافی ہے کہ جو شخص تمپر درود نہ پڑھے اسکی نماز نہین ہوتی ۱۲

ثمانین لیلۃ والمروی عن الامامین ابی جعفر و ابی عبد اللہ ع انہ انما نزل بعد ان نصب النبی صلعم علیاً علماً للانام یوم غدیر خم بعد منصرفہ عن حجۃ الوداع قالا وھو اٰخر فریضۃ انزلھا اللہ تعالیٰ ثم لم ینزلھا بعدھا فریضۃ۔

اکیاسی راتوں پر اور روایت کی گئی ہے دونوں اماموں یعنی امام جعفر صادق اور امام باقر علیہما السلام سے اس بات کی کہ جز این نیست کہ نازل ہوئی آیت الیوم اکملت لکم دینکم بعد اسکے کہ منصوب کیا علی علیہ السلام کو سردار واسطے خلق کے غدیر خم کے روز واپسی اپنی حجۃ الوداع کے پھر دو اماموں نے فرمایا کہ وہ آخری فریضہ تھا کہ نازل کیا تھا اسکو اللہ جلشانہ نے پھر اسکے بعد کوئی فریضہ نہیں نازل ہوا۔

اور نمبر (۳) ابن اسحاق اور نمبر (۵) واقدی اور نمبر (۶) ابن سعد کے بیان میں ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر کو پنجشنبہ کا دن ہونا ثابت ہو چکا ہے اور یہی پنجشنبہ ۲۹ صفر تک اسی دن پر اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو ۸۱ یوم کامل پر پہونچتا ہے اور اسی گیارہ ربیع الاول کی شام سے یعنی شب دوازدہم ربیع الاول سے حضرت ابوبکر کی خلافت کا حساب حضرت عائشہ کی سند سے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تک دو سال تین مہینے دس شبوں تک تحقق ہوتا ہے جس میں ایک شبانہ روز کی مدت حضرت ابوبکر میں غلط اضافہ کیا گیا ہے یہ ایک شبانہ روز جناب علی علیہ السلام کی خلافت از روی وراثت نیز رسول اللہ کے ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم میں خداوند عالم کے حکم سے نصب فرمانے سے ہو چکی تھی

پس ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر کو پورا سورہ مائدہ کا نزول حتماً و جزماً و یقیناً ثابت ہو گیا۔

توثیق امام احمد بن حنبل شیخ عبدالحق محدث دہلوی رجال مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔ الامام احمد بن حنبل ھو الامام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ھلال بن اسد الشیبانی منسوب الی شیبان الاعراب اخی شیبان بن ثعلبۃ المروزی ... ولد ببغداد فی ربیع الاول سنۃ اربع وستین ومائۃ ومات بھا سنۃ ۲۴۱ھ احد اربعین ومائتین کان اماماً فی الفقہ والحدیث والزھد والورع والعبادۃ وبہ یعرف الصحیح من السقیم والمجروح من المعدل نشأ ببغداد وطلب العلم وسمع من شیوخھا فلما فرغ من سماع الحدیث من مشائخ تلک الناحیۃ ارتحل الی الکوفۃ والبصرۃ ومکۃ والمدینۃ والیمن والشام والجزیرۃ وسمع الحدیث وکتب عن علماء ذلک العصر مثل اسمٰعیل بن علیۃ وھشیم بن بشیر ویزید بن ھارون ویحیی بن سعید القطان وعبد الرحمٰن بن مھدی وابو داؤد الطیالسی ووکیع بن الجراح وسفیان بن عیینۃ ومحمد بن ادریس الشافعی وعبد الرزاق بن ھمام وخلق کثیر سواھم وروی عنہ ابناہ صالح وعبد اللہ وابن عمہ حنبل بن اسحاق ومحمد بن اسمٰعیل البخاری ومسلم بن الحجاج النیسابوری وابو زرعۃ وابو حاتم وابو داؤد وخلق سواھم کثیر وفضائلہ کثیرۃ الخ

ایضاً کشف الظنون میں ہے مسند الامام احمد بن محمد بن حنبل المتوفی سنۃ ۲۴۱ھ ھو کتاب جلیل وان احمد بن حنبل شرط فیہ ان لا یخرج الا حدیثاً صحیحاً عندہ۔

امام تقی الدین سبکی شفاء الاسقام فی زیارۃ خیر الانام میں فرماتے ہیں۔ احمد رحمہ اللہ لم یکن یروی الا عن ثقۃ وقد صرح الخصم یعنی ابن تیمیۃ بذلک فی کتاب الذی صنفہ فی الرد علی البکری بعد عشر کراریس منہ قال ان القائلین بالجرح والتعدیل من علماء الحدیث نوعان منھم لم یرو الا عن ثقۃ عندہ کمالک وشعبۃ ویحیی بن سعید وعبد الرحمٰن بن مھدی واحمد بن حنبل وکذلک البخاری وامثالہ وقد کفانا الخصم بھذا الکلام مؤنۃ تبیین ان احمد لا یروی الا عن ثقۃ انتہی (کہ) احمد نہیں روایت کرتے مگر ثقہ سے اور بیشک اس امر کی تصریح کی ہے خصم یعنی ابن تیمیہ نے چنانچہ کہا ہے کہ جو علمائے حدیث ارباب جرح و تعدیل ہیں انکی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو صرف اسی سے روایت کرتے ہیں جو ثقہ ہے جیسے مالک و شعبہ و یحیی بن سعید عبد الرحمٰن بن مہدی و احمد بن حنبل علی ہذا بخاری و امثالہ (امام سبکی فرماتے ہیں) بیشک بسبب اس اعتراف خصم کے ہم اس امر کی مشقت ثبوت سے بچ گئے کہ احمد نہیں روایت کرتے مگر ثقہ سے۔

نمبر (۹) جامع صحیح بخاری محمد ابن اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرہ المتوفی ۲۵۶ھ

بخاری نے اپنے صحیح مین متعدد حدیثین رسول اللہ کے سفر حج فرمانے کی وارد کی ہین قبل اسکے نمبر (۱) ایک زہری مین عروہ کے طریق حضرت عایشہ کی سند سے اور نمبر (۲) موسی بن عقبہ مین حضرت ابن عباسؓ کی سند سے ۲۵ ذوقعدہ کو سفر حجۃ الوداع کی نقل ہو چکی ہین - یہان دیگر طرق کی حضرت عائشہ کی سند سے نقل کیجاتی ہین جس سے بھی حضرت کا سفر حج فرمانا ۲۵ ذوقعدہ کو بعد نماز ظہر کے جبکہ پانچ راتین ذوقعدہ کی باقی تھین ثابت ہوتا ہے یعنی ۲۵ ذوقعدہ کی آنیوالی شب ۲۶ ذوقعدہ سے ۳۰ ذوقعدہ تک پانچ راتین ہوئین -

باب الخروج اخر الشھر

قال البخاری حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک عن یحیی بن سعید عن عمرۃ بنت عبد الرحمن انھا سمعت عایشۃ تقول خرجنا مع رسول اللہ صلعم لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ قال یحیی فذکرت ھذا الحدیث للقاسم بن محمد -

باب آخر ماہ کے نکلنے کے بیان مین

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے مالک سے اوس نے یحیی بن سعید سے اونے عمرۃ بنت عبد الرحمن سے اونے حضرت عائشہ سے کہا اونے سنا مین نے حضرت عائشہ سے کہ نکلے ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین اور یحیی نے کہا کہ مین نے اس حدیث کو قاسم بن محمد کے واسطہ سے بھی ذکر کیا ہے -

(باب بات بذی الحلیفۃ)

قال البخاری حدثنا عبد اللہ بن محمد حدثنا ھشام بن یوسف اخبرنا ابن جریج حدثنا محمد بن المنکدر عن انس بن مالک قال صلے النبی صلعم بالمدینۃ اربعا و بذی الحلیفۃ رکعتین -

باب ذو الحلیفہ مین شب بسر کرنیکے بیان مین

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن محمد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا خبر دی ہمکو ابن جریج نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن منکدر نے انس بن مالک سے کہا اونے کہ نماز پڑھی رسول اللہ نے مدینہ منورہ مین چار رکعت اور ذو الحلیفہ مین دو رکعت

باب الخروج بعد الظھر

قال البخاری حدثنا سلیمان بن حرب ثنا حماد بن زید عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس ان النبی صلے بالمدینۃ الظھر اربعا والعصر بذی الحلیفۃ رکعتین -

باب بعد ظہر کے نکلنے کے بیان مین

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن زید نے ایوب سے اونے ابی قلابہ سے اوس نے انس سے کہ مین نے رسول اللہ کو دیکھا مدینہ مین نماز ظہر چار رکعت اور ذو الحلیفہ مین عصر کی دو رکعت پڑھی

روایات مذکورہ مین تاریخ سفر ۲۵ ذوقعدہ کا دن نہین بتایا گیا لیکن انس کی روایت سے اوس تاریخ مین یوم جمعہ نہین تھا

جسکی تحقیق مین ابن اسحاق کی سند سے جو بخاری کے شیوخ حدیث مین ۱۲ ربیع الاول وفات النبی یوم دوشنبہ ہے اور ۲۸ صفر چہارشنبہ مرض النبی کی مراجعت سے دو دو خانون کا ساتوان نقشہ جنتری حرف طا طبری کا کثیر الوقوع سے مرتب ہے جس سے ۲۵ ذو قعدہ دوشنبہ وسہ شنبہ محقق ہوچکاہے دیکھو ص۱۴۲ کتاب ہذا۔

لیکن صحیح بخاری کتاب الاعتصام سے یہ روایت نقل کیجاتی ہے جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو جمعہ کا دن بتایا گیا ہے اور جسکے راجعت سے ۲۵ ذو قعدہ کو جمعہ ہوتا ہے۔

(اول) قال البخاری حدثنا الحمیدی حدثنا سفیان عن مسعر[۱] وغیرہ عن قیس[۲] بن مسلم عن طارق بن شہاب قال قال رجل من الیھود لعمر یا امیر المؤمنین لو ان علینا انزلت ھذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لاتخذنا ذلک الیوم عیدا فقال عمر انی لاعلم ای یوم نزلت ھذہ الآیۃ یوم عرفۃ فی یوم جمعۃ

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے حمیدی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے مسعر وغیرہ سے اونھون نے قیس بن مسلم سے اونھون نے طارق بن شہاب سے کہا اونھون نے کہا ایک یہودی نے حضرت عمر سے کہ اگر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم ہم پر نازل ہوتا تو ہم روز نزول کو عید قرار دیتے یہ سنکر حضرت عمر نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ جس روز یہ آیہ نازل ہوا وہ روز عرفات اور یوم جمعہ تھا۔

(دوم) قال البخاری حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن قیس[۲] بن مسلم عن طارق بن شہاب ان اناسا من الیھود فقالوا لو انزلت ھذہ الآیۃ فینا لاتخذنا ذلک الیوم عیدا فقال عمر انی لاعلم ای مکان انزلت رسول اللہ صلعم واقف بعرفۃ

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے قیس بن مسلم سے اونھون نے طارق بن شہاب سے کہ چند یہودیون نے یہ بات کہی کہ اگر یہ آیت ہم بنی اسرائیل مین نازل ہوتی تو ہم لوگ روز نزول کو عید قرار دیتے بس حضرت عمر نے کہا کہ مجکو معلوم ہے کہ آیت کہان نازل ہوئی اور رسول اللہ عرفات مین کھڑے تھے۔

حدیث اول مین سفیان نے مسعر سے اور حدیث دوم مین سفیان نے قیس سے روایت کی ہے سفیان اور مسعر دونون ایک دوسرے کے شیخ ہین اور مسعر اور قیس بن مسلم دونون مرجیا یعنی خوارج سے ہین جسکے ثبوت کے لئے دیکھو حاشیہ صفحہ ہذا اور صحیح بخاری جلد ۳ باب تفسیر سورۃ المائدۃ مین یہ حدیث ہے۔

---

[۱] مسعر کا مرجیا ہونا طبقات کبیر ابن سعد جلد ۶ مطبوعہ لیدن ۱۳۲۲ھ مین ہے مسعر بن کدام ابن ظہیر بن عبید اللہ بن الحارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعۃ ویکنی ابا سلمۃ قال محمد بن عبد اللہ الاسدی توفی مسعر سنۃ ثنتین وخمسین ومائۃ وقال ابو نعیم خمسۃ وخمسین ومائۃ الی ان قال وکان مرجیا فمات الخ۔

[۲] قیس بن مسلم بھی مرجیا ہے جو خوارج مین داخل ہے چنانچہ تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی میں ہے، قیس بن مسلم الجدلی العدوانی ابو عمرو الکوفی روی عن طارق بن شہاب والحسن بن محمد بن الحنفیۃ ومجاھد وعبد الرحمن بن ابی لیلی ۔۔۔ قال ابو داؤد کان مرجیا مات سنۃ ۱۲۰ھ

[۳] مشکوۃ المصابیح (باب الایمان والقدر) مین ہے عن ابن عباس قال قال رسول صلعم صنفان امتی لیس لھما فی الاسلام نصیب المرجیۃ والقدریۃ۔

[۴] ملل ونحل عبد الکریم شہرستانی مین ہے الخوارج من ذلک والمرجیۃ والوعیدیۃ کل من خرج علی امام الحق الذی اتفقت الجماعۃ علیہ یسمی خارجیا الخ

(مطبوعہ مصر مطبع بولاق ص۵ سنہ ۱۲۶۳ھ)

قال البخاری حدثنی محمد بن بشار حدثنا (سیوطی)
عبد الرحمن[۱] حدثنا سفیان[۲] عن قیس عن طارق
بن شہاب قالت الیہود لعمر انکم تقرؤن آیۃ لو نزلت
فینا لاتخذناہا عیدا فقال عمر انی لاعلم حیث انزلت واین انزلت
واین رسول اللہ صلعم حین انزلت یوم
عرفۃ وانا واللہ بعرفۃ

کہا بخاری نے حدیث بیان کی مجھے محمد بن بشار نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الرحمن نے کہا حدیث بیان کی
ہم سے سفیان نے قیس سے اونہوں نے طارق بن شہاب سے کہا
اونہوں نے کہ یہودی نے عمر سے کہا کہ تم ایسی آیت پڑھتے ہو کہ وہ
اگر ہم میں نازل ہوتی تو ہم روز نزول کو عید قرار دیتے
یہ سنکر عمر نے کہا مجکو معلوم ہے کہ کیونکر یہ آیت نازل ہوئی اور

---

[۱] ترجمہ عبد الرحمن طبقات ابن سعد جلد ہفتم قسم دوم میں ہے۔ عبد الرحمن ابن مہدی ویکنی ابا سعید وکان ثقۃ کثیر الحدیث ولد سنۃ خمس وثلاثین ومائۃ ۱۳۵ھ وتوفی بالبصرۃ سنۃ ثمان وتسعین ومائۃ۔ یعنی عبد الرحمن ابن مہدی نقلاور حافظ حدیث ہے ۱۳۵ھ میں پیدا ہوا اور ۱۹۸ھ میں فوت ہوگیا

[۲] ترجمہ سفیان طبقات ابن سعد جلد پنجم میں ہے۔ سفیان ابن عیینہ ابن ابی عمران ولد سنۃ سبع ومائۃ وکان اصلہ من اہل الکوفۃ ومات من رجب سنۃ ثمان وتسعین ومائۃ وکان ثقۃ ثبتا کثیر الحدیث حجۃ ومات ابن احدی وتسعین سنۃ یعنی سفیان ابن عیینہ ۱۰۷ھ میں پیدا ہوا ۱۹۸ھ میں اکانوے سال کی عمر میں فوت ہوگیا۔

ایضاً تہذیب الاسماء واللغات نووی میں ہے۔ سفیان ابن عیینۃ ہو ابو محمد سفیان بن عیینۃ وہو من تابعی التابعین سمع الزہری وعمرو بن دینار والسبیعی وعبد اللہ بن دینار ومحمد بن المنکدر وخلائق من التابعین وغیرہم روی عنہ الاعمش والثوری ومسعر وابن جریج وشعبۃ وہمام ووکیع وابن المبارک وابن مہدی الخ بطولہ قال سفیان قرأت القرآن وانا ابن اربع سنین وکتبت الحدیث وانا ابن سبع سنین الخ سفیان ابن عیینہ نے کہا ہے کہ میں نے سات سال کی عمر میں حدیث لکھنا شروع کیا ہے اور قیس بن مسلم کی وفات کے وقت سفیان تیرہ برس کا تھا اور سفیان وقیس دونوں کوفی ہیں صحابہ میں بعضے سات سال کے تھے جب اونہوں نے حدیثیں سنی ہیں۔ چنانچہ صحیح ترمذی میں ہے "والسائب بن یزید لہ صحبۃ قد سمع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو غلام وقبض النبی صلعم والسائب ابن سبع سنین اور سائب ابن یزید کو آنحضرتؐ سے صحبت ہے اسنے آنحضرت سے بچپن کی حالت میں سنا ہے آنحضرتؐ فوت ہوئے اس حالت میں کہ سائب سات برس کا تھا صحیح ترمذی جلد دوم ابواب الفتن۔

ایضاً۔ تذکرۃ الحفاظ ذہبی میں ہے۔ سفیان بن عیینۃ بن میمون العلامۃ الحافظ شیخ الاسلام ابو محمد الہلالی الکوفی " قال عبد الرحمن ابن مہدی کان ابن عیینۃ احفظ من حماد بن زید" "وقال ابن مہدی عند سفیان ابن عیینۃ من المعرفۃ بالقرآن وتفسیر الحدیث مالم یکن عند الثوری" یعنی کہا ابن مہدی نے نزدیک سفیان ابن عیینہ کے معرفت بالقرآن اور تفسیر حدیث سے وہ مقدار ہے جو ثوری کے پاس نہیں ہے

اور صحیح ترمذی جلد اول کتاب النکاح میں ہے "سمعت محمد بن المثنی یقول سمعت عبد الرحمن ابن مہدی یقول ما فاتنی الذی فاتنی من حدیث الثوری" کہا ترمذی نے سنا میں نے محمد بن مثنی سے کہتا تھا سنا میں نے عبد الرحمن ابن مہدی سے کہتا تھا کہ نہیں فوت ہوئی مجھے وہ چیز کہ فوت ہوئی حدیث ثوری سے۔ اور ابن کی جن حدیثوں کو عبد الرحمن ابن مہدی کا سفیان ثوری اور سفیان ابن عیینہ سے ... [illegible]

[۱] اور صحیح ترمذی ابواب الحدود میں ہے۔ حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن ابن مہدی ثنا سفیان الثوری الخ مرقوم ہے۔

[۲] اور صحیح بخاری باب علامات النبوت میں ہے۔ حدثنی عمرو بن عباس حدثنا ابن مہدی حدثنا سفیان عن محمد بن المنکدر عن جابر الخ مرقوم ہے۔

[۳] اور صحیح ترمذی جلد ثانی باب مناقب میں ہے حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مہدی ثنا سفیان عن محمد بن المنکدر عن جابر بن عبد اللہ الخ مرقوم ہے

روایت مذکورہ باب تفسیر میں ہے۔ اور سفیان ابن عیینہ اصحاب تفاسیر سے ہے اور سفیان ثوری ارباب تفاسیر سے نہیں ہے اسلئے سفیان مجرد الخ ور سفیان ابن عیینہ ہے۔ جسکے ثبوت میں کشف الظنون جلد اول مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۳۰ سے ارباب تفاسیر کا یہ عبارت نقل ہے محمد بن کعب القرظی المتوفی سنۃ ۱۱۷ سبع عشرۃ ومائۃ وقتادہ بن دعامۃ السدوسی المتوفی سنۃ ۱۱۷ سبع عشرۃ ومائۃ والربیع بن انس والسدی ثم بعد ہذہ الطبقۃ الذین صنفوا کتب التفاسیر التی تجمع اقوال الصحابۃ والتابعین کسفیان ابن عیینۃ ووکیع بن الجراح وشعبۃ بن الحجاج ویزید بن ہارون وعبد الرزاق وآدم بن ابی ایاس واسحاق بن راہویہ وروح بن عبادۃ وعبد اللہ بن حمید وابو بکر بن ابی شیبۃ وآخرین سیاق الخ"

قال سفیان واشک کان یوم الجمعۃ ام لا الیوم اکملت لکم دینکم۔	کیونکر نازل ہوئی اور رسول خدا اوسوقت کہان پر تھے جب یہ آیت نازل ہوئی وہ دن عرفہ کا تھا اور مین بھی واللہ عرفہ مین تھا سفیان کہتا ہے کہ مجکو اس بات مین شبہہ ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم مین جو الیوم ہے وہ یوم جمعہ تھا یا نہین تھا۔

صحیح بخاری سے تین روایتین نقل ہوئین۔ جس مین قیس بن مسلم واقع ہے اول حدیث مین سفیان (مجرد) مسعر کے طریق سے یوم عرفہ جمعہ کا راوی ہے اور دوسری حدیث مین صرف یوم عرفہ ہے تیسری حدیث مین سفیان (مجرد) یوم عرفہ جمعہ مین مشکوک ہے یعنی یوم عرفہ جمعہ ہونے مین شک کرتا ہے کہ یوم عرفہ کو جمعہ تھا یا نہ تھا اور یہ سفیان (مجرد) بلا نسبت کے ہے

چونکہ عبد الرحمن ابن مہدی ہر دو سفیان سے روایت کرتا ہے اور محدثین نے ہر دو سفیان کے شناخت کے لئے امتیازی فرق رکھا ہے بلکہ خود عبد الرحمن ابن مہدی نے سفیان الثوری کو لفظ (ثوری) کی نسبت سے نیز فقط ثوری سے استعمال کیا ہے جیسا کہ حاشیہ کی حدیثون مین گذرا

اور دوسرا سفیان ابن عیینہ جسکا نام مجرد (سفیان) ہے اور مع ولدیت کے بھی آتا ہے۔ علاوہ اسکے جہان ابن مہدی کی روایت سفیان سے ہے اون سب روایتون مین سفیان (مجرد) ہے صرف بعض روایت سفیان ثوری سے ہے اسلئے صریح ثابت ہوتا ہے کہ سفیان مجرد سے مراد ابن عیینہ ہے

اول حدیث مین بھی سفیان مجرد ہے جس نے مسعر کے واسطہ اور قیس بن مسلم سے روایت کی ہے یہ سفیان ابن عیینہ ہے اور باقی نمبر دوم و سیوم کے حدیثون مین سفیان نے قیس ابن مسلم سے روایت کی ہے یہ سفیان بھی مجرد مذکور ہے جسکو بعض شارحین نے ثوری گمان کیا ہے لیکن تفسیری روایات مین سفیان ابن عیینہ مخصوص ہے جیسا کہ کشف الظنون سے معلوم کر چکے اسلئے نمبر سوم کی حدیث جو باب تفسیر سورہ مائدہ مین ہے اور عبد الرحمن ابن مہدی جس سفیان سے روایت کرتا ہے وہ مجرد واقع ہے جس کے لئے کوئی امتیازی فرق نہین لکھا اسلئے یہ سفیان بھی ابن عیینہ تصور کیا جاتا ہے جس نے اول حدیث مین یوم عرفہ کو جمعہ کا دن روایت کی ہے اور اس تیسری حدیث مین وہی سفیان مجرد عرفہ کے دن یوم جمعہ ہونے مین شک کرتا ہے۔

یوم عرفہ یعنی ۹ ذیحجہ کو جمعہ کے مشکوک ہونے کی وجہ ۲۵ ذوقعدہ کی روایت حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی ہے جس کو بخاری نے حضرت عائشہ کی سند سے متعدد طریقون کے ساتھ نیز حضرت عبد اللہ ابن عباس کی سند سے اور چوتھی ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ کی روایت کی ہے۔

اور روایت سفر حج مین ذیقعدہ کامل (۳۰ دن) محسوب کیا گیا ہے کیونکہ حضرت نے پانچ شبون باقی ماہ ذوقعدہ پر سفر فرمایا ہے جس مین ایک شب چھ میل ذو الحلیفہ مین جو میقات اہالی مدینہ ہے بسر فرمائی یہان سے ظہر کے بعد مسلسل روانگی ہے اور دسوین منزل پر مکہ معظمہ ہے یوم عرفہ جمعہ والی روایت سے یکم ذیحجہ کو (پنجشنبہ) ہوتا ہے اصل مین یہی پنجشنبہ مشکوک ہے جسکی مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ یوم سفر حجۃ الوداع مین جمعہ کا دن ہوتا ہے اور حضرت نے ظہر کی چار رکعت کے بعد سفر فرمایا ہے تو لوگون نے ۲۵ ذوقعدہ کو

یوم (شنبہ) فرض کرکے ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) کے شام شب پنجشنبہ کو رویت ہلال قرار دیکر یکم ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو جمعہ بیان کیا ہے چونکہ چوتھی ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ ہے جو ۲۶ ذوقعدہ بعد ظہر کے مسلسل روانگی سے ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ ذوقعدہ کل تین شبانہ روز اور چوتھی ذیحجہ صبح کو کل سات شبانہ روز ہوئے پس یہ سفر دس منزل کا ایک ہفتہ میں طے ہونا بالکل ناممکن ہے اسلئے سفیان عرفہ جمعہ ہونے میں شک کرتا ہے اور حضرت عائشہ اور ابن عباس کی روایت کامل ذوقعدہ سے ۳۰ ذوقعدہ (پنجشنبہ) کی شام شب جمعہ میں ہلال واقع ہوتا ہے اسی کو شیخ بارزی اور حافظ ابن کثیر نے اختیار کیا ہے (دیکھو حاشیہ ص کتاب ہذا) اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں نقل کیا ہے چنانچہ یکم ذیحجہ (جمعہ) سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو یوم (شنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ کو (دوشنبہ) ہوا جس سے تین مہینے ذیحجہ، محرم، صفر، کامل ۳۰ دن کا لیکر یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتے ہیں دیکھو نقشہ جنتری حرف (ج) جس میں ۲۸ صفر (دوشنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) واقع ہوتا ہے۔ اور ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۱۲ ربیع الاول تک ۹۳ دن اور ۱۸ ذیحجہ سے ۱۲ ربیع الاول تک ۸۴ دن ہوئے اسلئے ۲۵ ذوقعدہ کا یوم شنبہ غلط ہے۔ لیکن شارحین صحیح بخاری مثلاً علامہ عینی نے اپنے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اور علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اور حافظ مغلطائی (یہ بھی شارح صحیح بخاری ہیں) نے اپنے سیرۃ المصطفیٰ المعروف بہ مغلطائی میں ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کو حضرت کا بیمار ہونا اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو اسامہ بن زید کے لئے خود حضرت کا اپنے دست مبارک سے نشان علم بنا کر عطا فرمانا لکھا ہے۔

چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔ جلد ۸ ص ۲۵۴ باب بعث النبی صلعم اسامۃ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ

وکان تجہز اسامۃ یوم السبت قبل موت النبی صلعم بیومین لانہ مات یوم الاثنین۔

قال ابن اسحاق لما کان یوم الاربعاء — ابن اسحاق نے کہا ہے کہ جب یوم چہارشنبہ (۲۸ صفر) کا

اور علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں وارد کیا ہے۔ سریۃ اسامۃ بن زید الی اہل ابنی وکان یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احد عشرۃ فلما کان یوم الاربعاء بدا برسول اللہ صلعم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ

یعنی سریہ اسامہ بن زید کا اہل ابنی کے جانب اور وہ ۲۶ صفر دوشنبہ سنہ ۱۱ھ تھا جب ۲۸ صفر چہارشنبہ ہوا تو رسول خدا تپ اور درد سر میں مبتلا ہوئے پس جب صبح ۲۹ صفر پنجشنبہ ہوا تو حضرت نے اسامہ کیلئے علم جنگ درست فرمایا۔ سیرت مغلطائی مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۶ھ ص میں ہے۔ ثم سریۃ اسامۃ بن زید الی اہل ابنی یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ لغزو الروم کان قتل ابیہ وعمر ابوبکر وعمر وابوعبیدۃ وسعد وسعید فلما کان یوم الاربعاء بدا بالنبی صلعم وجعہ فحم و... یعنی پھر سریہ اسامہ بن زید کا طرف ابنی کے ۲۶ صفر دوشنبہ سنہ ۱۱ھ کو جبکہ چار راتیں باقی رہیں ماہ صفر کی واسطے جنگ روم کے جہاں اسامہ کے باپ قتل ہوئے اور ساتھ انکے ابوبکر اور عمر اور ابوعبیدہ اور سعد و سعید گئے جب یوم چہارشنبہ ۲۸ صفر ہوا تو حضرت تپ اور درد سر میں مبتلا ہوئے۔ ترجمہ مغلطائی رحمن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ سیوطی میں ہے۔ مغلطائی بن قلیج الحنفی الامام الحافظ علاء الدین ولد سنۃ تسع وثمانین وستمائۃ وکان حافظا عارفا بفنون الحدیث علامۃ فی الانساب لہ اکثر من مائۃ تصنیف کشرح البخاری وشرح ابن ماجۃ وغیر ذلک مات سنۃ ۷۶۲ھ

الفاروق شبلی ص میں ہے ”محمد ابن اسحاق جو امام بخاری کے شیوخ حدیث میں داخل ہیں اور مغازی و سیر کے امام مانے جاتے ہیں“ ایضاً سہیلی کے روض الانف۔ جلد اول ص مطبوعہ مصر میں ہے قال ابن شہاب الزہری من اراد المغازی فعلیہ بابن اسحاق ذکرہ البخاری فی التاریخ ۔۔۔ وعن شعبۃ بن الحجاج انہ قال ابن اسحاق امیر المومنین فی الحدیث ایضاً الفاروق مرزا حیرت مطبوعہ دہلی سنہ ۱۸۹۶ء ص ۲۹ میں ہے۔ زہری کہتا ہے جو شخص ابتدائی مسلمانوں کی فتوحات دیکھنا چاہتا ہے اس کو کہدو کہ وہ ابن اسحاق کی کتاب دیکھے اسکے علاوہ خود بخاری بھی اپنی تاریخ میں اسکا قول نظیراً بیان کرتے ہیں۔ یا اسکے قول کا حوالہ دیتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے جو شخص مسلمانوں کے ابتدائی فتوحات کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے اسے لازم ہے کہ ابن اسحاق کی کتاب پڑھے۔

لیلتین بقیتا من صفر بدی برسول اللہ صلعم وجعہ فحم وصداع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواءً بیدہ

کہ دو راتین ا صفر کی باقی رہگئین آپ تو رسول اللہ صلعم کو درد سر اور تپ کا آغاز ہوا اور ۲۹ صفر پنجشنبہ کو حضرت نے اسامہ کے لیے اپنے دست مبارک سے لواء جنگ بنایا۔

پس یکم ربیع الاول سلاسلہ کو یوم جمعہ تھا جسکو تین مہینے کامل سے پنجشنبہ لایا گیا ہے یہ ۲۹ صفر کا پنجشنبہ ا یکم ربیع الاول مین آنا محالات سے ہے۔ اسی ۲۹ صفر پنجشنبہ کے مراجعت سے ۱۸ ذیحجہ کو پنجشنبہ واقع ہوتا ہے اور ۹ ذیحجہ اور ۵ ذیحجہ کو (سہ شنبہ) پس عرفہ ۹ ذیحجہ کا جمعہ بالکل غلط اور باطل ہے کیونکہ جمعہ سے منگل تک پانچ دن اور منگل سے جمعہ تک چار روز کا فاصلہ واقع ہوتا ہے۔

ابن جریج جو معاصر ابن اسحاق اور بخاری کے شیوخ حدیث مین داخل ہین جنہون نے بعد نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم اکیاسی شب ٹھیرنا اور اکیاسیوین دن وفات النبی ہونا اپنے تفسیر مین روایت کی ہے۔ جس مین کسی خاص تاریخ و دن کی قید نہین ہے۔ لیکن بعض محدثین نے روایت مذکورہ مین تصرف کرکے یوم عرفہ بڑھا یا ہے چنانچہ علامہ عینی حنفی اپنے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مجلد ہشتم کے صفحہ ۵۸۰ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم مین تحریر فرماتے ہین۔

قال ابن جریج وغیر واحد مات رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم بعد یوم عرفۃ باحد وثمانین یوما

ابن جریج وغیرہ نے کہا ہے کہ وفات پائی رسول اللہ صلعم نے بعد یوم عرفہ (۹ ذیحجہ کے اکاسی دن کے)

اور ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک اٹھاسی دن اور دوم ربیع اول (سنیچر) کو اکیاسی دن ہوتے ہین جسکو خود علامہ عینی نے ابن اسحاق کی سند سے بیان کیا ہے پس دوشنبہ کا دن نہ آنے سے عرفہ کا نزول آیہ اکمال دین غلط اور باطل ہو گیا۔۔

اور ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ستر دن یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۹ ربیع الاول (شنبہ) ۱۰ ربیع الاول (یکشنبہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کل اکیاسی دن کامل ہوگئے جس سے مدت خلافت ابوبکر کی حدیث عائشہ کے مطابق ملتی ہے۔

اب اصل حدیث ابن جریج کے تفسیر کی تفسیر جامع البیان طبری سے نقل کیجاتی ہے جس مین کسی خاص تاریخ و دن کی قید نہین ہے یہی روایت ابن عباس والی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابن جریج کو مجاہد تابعی سے پہونچی اور مجاہد اصحاب ابن عباس سے ہین اور ابن جریج حضرت ابن عباس سے بھی روایت کرتے ہین اسلئے کہ اونکے باپ (عبدالعزیز) نے ابن عباس سے روایت کی ہے اونھون نے اپنے باپ سے۔

آخر عمر رسول اللہ کی مدت والی روایت تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ صفحہ ۴۵ مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ مین یہ ہے۔

قال ابن جریر حدثنا القاسم قال ثنا الحسین قال ثنی حجاج عن ابن جریج قال مکث النبی صلعم

ابن جریر کہتے ہین کہ حدیث کی ہم سے قاسم نے کہا حدیث ہم سے حسین نے کہا حدیث کی مجھ سے

بعد ما نزلت هذه الاية احدى و
ثمانين ليلة قوله اليوم اكملت لكم دينكم۔

حجاج نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم
بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی شب

حدیث مذکورہ ابن جریج کو مجاہد سے اور انکو ابن عباس سے پہونچی جسکے تائید کی یہ روایتین اوسی تفسیر جامع البیان طبری سے رواۃ مذکورہ کی اسی جلد ششم سے نقل کیجاتی ہین۔

اول حدیث جلد ۹ صفحہ ۱۳ پارہ ۶ سورۃ النساء حدثنا القاسم قال ثنا الحسين قال ثنا حجاج عن ابن جريج عن مجاهد الا من ظلم الاية ۔ ايضا القاسم بن الحسن قال حدثنا الحسين قال حدثني حجاج عن ابن جريج عن مجاهد قوله واذا استسقى لقومه قال خافوا الظمأ في تيههم حين تاهوا فانفجر لهم الحجر اثنتي عشرة عينا ضربه موسى قال ابن جريج قال ابن عباس الاسباط بنو يعقوب كانوا اثنا عشر رجلا كل واحد منهم ولد سبطا۔
ايضا القاسم ثنا الحسين قال حدثني حجاج عن ابن جريج قال قال ابن عباس الطور الجبل الذي انزلت عليه يعني على موسى التوراة وكانت بنو اسرائيل اسفل منه۔

اور اوسی تفسیر جامع البیان طبری مین یہ حدیث ہے جسکو ابن جریج (مذکور) نے مجاہد (تابعی) کی سند سے آیہ کریمہ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم الیوم اکملت لکم دینکم کو ان الفاظ تک بیان کیا ہے جس سے ہمارے ثبوت مین مزید اضافہ ہوتا ہے کہ مجاہد کی روایت ذیل جو غدیر خم کی ہے اوسی روز پوری آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ قال ابن جرير حدثنا القاسم قال ثنا الحسين قال ثنی حجاج عن ابن جريج قال مجاهد اليوم يئس الذين كفروا من دينكم اليوم اكملت لكم دينكم هذا حين فعلت (۱) قوله قال ابن جريج كذا في النسخ ولم يذكر للقول ولعله سقط من قلم الناسخ وليست هذه الزيادة في الدر المنثور فليتأمل

احادیث موصوفہ مین رواۃ مذکورہ سے ابن جریج کو مجاہد اور ابن عباس رض سے پہونچنا واضح ہوگیا پس آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونیکے بعد اکیاسی شب ٹھہرنے کی روایت جو ابن جریج کی ہے وہ مجاہد اور ابن عباس کے سند کی متحقق ہوگئی۔ اور ابن عباس رض کے سند سے آیہ مبارکہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کا نزول یوم غدیر خم (۱۸ ذی الحجہ) کو ثابت ہو چکا ہے۔

اور اسی ۱۸ ذی الحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک اکیاسی یوم کامل ہوتے ہین اسلئے آیہ اکمال دین کا نزول غدیر خم مین بعد نزول آیہ تبلیغ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ الآیہ کے مطابق آتا ہے جیسا کہ مجاہد تابعی کی یہ روایت مع تکبیر اور شکریہ کے نقل کیجاتی ہے جس روایت کو سید شہاب الدین احمد نے توضیح الدلائل مین امام صالحانی کی سند سے وارد کیا ہے جو عبقات الانوار غدیر کے جلد ثانی صفحہ ۴۵۵ اور ارجح المطالب مولوی عبید اللہ امرتسری مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۵۶۸ سے نقل ہے۔

لہ توثیق رجال حجاج طبقات ابن سعد جلد ۷ مین ہے۔ الحجاج بن محمد الاعور ويكنى ابا محمد مولى لسليمان بن مجالد امير ابي جعفر المنصور ... مات سنة ٢٠٦ وست ومائتين ثقة كثير الحديث عن ابن جريج۔

عله توثیق ابن جریج طبقات ابن سعد ج ۵ مین ہے۔ عبد الملك بن عبد العزيز ابن جريج قال محمد بن عمر ومات ابن جريج سنة خمسين ومائة وهو ابن ست وسبعين سنة وكان ثقة كثير الحديث۔

ايضا الاكمال في اسماء الرجال مشكوة مين ہے۔ ابن جريج اسمه عبد الملك بن عبد العزيز بن جريج المكي الفقيه احد الاعلام روى عن مجاهد وابن مليكة وعطاء وعكرمة وعنه جماعة ايضا عبد العزيز ابن جريج المكي روى عن عائشة وابن عباس وعنه ابنه الفقيه عبد الملك وحصيف۔

قولہ تعالی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا باسناد المذکورة عن مجاہد[؎۱] رضی اللہ تعالی عنہ قال نزلت ہذہ الآیة بغدیر خم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمة ورضی الرب برسالتی والولایة لعلی رواہ الصالحانی[؎۲]۔

یعنی آج کے روز کامل کیا مین نے تمھارے لئے تمھارا دین اور پوری کردی تم پر نعمت اپنی الخ باسناد مذکورہ ما قبل مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت مقام غدیر خم مین نازل ہوئی پس فرمایا رسالتماب صلعم نے کہ اللہ اکبر (خدا کا شکر ہے) اکمال دین اور اتمام نعمت پر اور اس امر پر کہ خداوند عالم میری رسالت اور علی کی ولایت سے راضی ہوا روایت کیا ہے اسکو امام صالحانی نے

اور علامہ نظام نیساپوری تفسیر غرائب القرآن[؎۳] ورغائب الفرقان مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ جو تفسیر جامع البیان طبری کے حاشیہ پر طبع ہے صفحہ ۱۷۰ پر لکھتے ہین۔

یا ایھا الرسول بلغ عن ابی سعید الخدری ان ہذہ الآیة نزلت فی فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ وکرم اللہ وجہہ یوم غدیر خم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیہ جناب علی بن ابیطالب علیہ الصلوٰة والسلام کی فضیلت مین بروز غدیر خم نازل ہوا اور اسکے نزول پر رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ پس حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام کو مبارکباد دی

؎۱ توثیق (مجاہد) امام محی السنة بغوی تفسیر معالم التنزیل مین فرماتے ہین۔ ما نقلت فیہ من التفسیر عن عبد اللہ بن عباس رض حبر ہذہ الامة ومن بعدہ من التابعین ائمة السلف مثل مجاہد وعکرمة وعطا ابن رباح والحسن البصری رض وقتادہ وابی العالیة ومحمد بن کعب القرظی وزید بن اسلم والکلبی وضحاک ومقاتل بن حیان ومقاتل بن سلیمان۔ (ترجمہ) مین نے اپنے کتاب تفسیر معالم التنزیل مین) جو احادیث تفسیر نقل کی ہین یہ وہ روایات ہین کہ جو حبر امت حضرت عبد اللہ بن عباس اور اونکے بعد تابعین ائمہ سلف مثل مجاہد وعکرمہ وعطا بن ابی رباح وحسن بصری وقتادہ وابو العالیہ ومحمد بن کعب قرظی وزید بن اسلم وکلبی وضحاک ومقاتل بن حیان ومقاتل بن سلیمان وغیرہم سے مروی ہین۔ ایضاً طبقات جلد پنجم مین ہے۔ قال یحیی بن سعید القطان مات مجاہد اربع ومائة ۱۰۴ھ وکان فقیہا عالما ثقة کثیر الحدیث ایضاً کشف الظنون جلد اول صفحہ ۲۳۰ مین ہے اما المفسرون من التابعین فمنہم اصحاب ابن عباس وہم علماء المکة ومنہم مجاہد وعکرمة المتوفی ثلاث ومائة ۱۰۳ھ قال عرضت القرآن علی ابن عباس رض ثلاثین مرة اعتمد علی تفسیرہ الشافعی والبخاری۔

؎۲ امام صالحانی یہ ساتوین صدی کے اعلام اخیار سے ہین چنانچہ علامہ سید شہاب الدین احمد توضیح الدلایل مین انکی نسبت فرماتے ہین۔ الامام العالم الادیب الاریب المحلی بسجایا المکارم الملقب بین الاجلة الائمة الاعلام محیی السنة وناصر الحدیث ومجدد الاسلام العالم الربانی العارف السبحانی سعد الدین ابو حامد محمود بن محمد بن حسین بن یحیی الصالحانی یعنی امام عالم ادیب صاحب مکارم با اخلاق عالم ربانی عارف سبحانی (الصالحانی) جو ما بین اجلہ ائمہ اعلام القاب ناصر الحدیث محیی السنة مجدد الاسلام سے ملقب کئے جاتے ہین الخ اور شاہ سلامت اللہ بدایونی ثم کانپوری اپنے کتاب (معرکة الآراء) مین مخاطب شیعہ کی طرف فرماتے ہین کہ روایت صالحانی کہ از توضیح الدلایل سید شہاب الدین تجشم نقلش پرداخت مصداق اہل سنت ومکذب مزعوم شیعہ ہست چہ از روایات مذکورہ چون آفتاب نیمروز درخشان است کہ سنیان از مناقب ومدائح شاہ مردان زیادہ تر از شیعیان روایت کردہ اند (منقول از عبقات عذیر)

؎۳ کشف الظنون مین ہے۔ غرائب القرآن ورغائب الفرقان فی التفسیر للعلامہ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین القمی النیسابوری المعروف بنظام الاعرج الخ

عاداہ فلقیہ عمر رض وقال هنیأ لك یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولا کل مومن ومومنة وهو قول ابن عباس والبراء ابن عازب ومحمد بن علی

اور کہا کہ مبارک ہو اے ابن ابیطالب کہ تم آج سے تمام مومنین و مومنات کے مولی ہو گئے اور یون ہی عبد اللہ بن عباس اور براء ابن عازب اور امام محمد باقر سے مروی ہے)۔

اور براء بن عازب نے حدیث غدیر کو بقید تاریخ و دن و مہینہ و مقام کے روایت کی ہے جسکو شیخ جمال الدین محمد بن یوسف زرندی نے اپنے کتاب نظم درر السمطین فی فضائل المصطفی والمرتضی والبتول والسبطین مین وارد کیا ہے اور جو عبقات الانوار غدیر جلد ثانی ص ۱۹۲ سے نقل ہے۔

روی الامام الحافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیهقی رحمہ اللہ بسندہ الی البراء بن عازب قال اقبلنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجة الوداع حتی اذا کنا بغدیر خم یوم الخمیس ثامن عشر من ذی الحجة فنودی فینا الصلوة جامعة وکسح للنبی صلی اللہ علیہ وسلم تحت شجرتین فاخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بید علی ثم قال الست اولی بالمومنین من انفسهم قالوا بلی قال الست اولی بکل مومن من نفسہ قالوا بلی قال الیس ازواجی امهاتکم قالوا بلی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعلی مولاہ من انا مولاہ اللهم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بعد ذلك فقال له هنیئاً لك یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولی کل مومن ومومنة۔

امام حافظ بیہقی نے بسند خود براء ابن عازب سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ نبی صلعم کے ساتھ حجة الوداع سے چلے حتی کہ غدیر خم مین ۱۸ ذی الحجہ پنجشنبہ کے روز وارد ہوئے پس الصلوة جامعة کی ندا دیگئی اور آنحضرت کے لئے دو درختون کے بیچ صفائی کی گئی جسپر تیار کیا گیا پس آنحضرت صلعم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر لوگون سے ارشاد کیا کہ کیا مین مومنین کے لئے اونکے نفوس سے اولی نہین ہون سب نے عرض کیا بیشک پھر فرمایا کیا مین ہر مومن کیلئے اوسکے نفس سے اولی نہین ہون سب نے عرض کیا کہ بیشک پھر فرمایا آنحضرت نے کیا میری بیبیان تمہاری مان نہین ہین سب نے کہا بیشک ہین پس فرمایا آنحضرت نے کہ جسکا مین مولا ہون اوسکا یہ علی مولا ہے خداوندا دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اوسکے بعد ہی حضرت عمر بن خطاب نے حضرت علی سے ملکر مبارکباد دی اور کہا کہ خوشی ہو تمکو اے ابو طالب کے بیٹے صبح کی تم نے اور شام کی تم نے در آنحالیکہ کل مومن و مومنہ کے مولا ہوئے۔

ہی ۱۸ ذی الحجہ کا پنجشنبہ آگے یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹ صفر کو سترہ دن پر منتہی ہوتا ہے اور ملنے سے ۹ ذی الحجہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو

لہ ذکر کتاب (درر السمطین) کشف الظنون مین ہے - درر السمطین فی فضائل المصطفی والمرتضی والسبطین للشیخ جمال الدین محمد بن یوسف الزرندی محدث الحرم النبوی المتوفی خمسین وسبعمائة تقریباً (کشف الظنون ۵ - اول ۱۲۳)

(سہ شنبہ) اور یہی دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول کو بیاسی روز پر پہونچتا ہے یعنی ۱۸ ذی الحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک ۸۱ دن اور ۱۲ ربیع الاول تک بیاسی دن ہوتے ہین پس ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کو پنجشنبہ کے دن آیہ بلغ ما انزل الیک کے بعد آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا جیسا کہ مجاہد تابعی کی روایت سے ثابت ہو کر مطابق ہو گیا اور ۹ ذی الحجہ عرفہ کو سہ شنبہ ہوا جس سے یوم جمعہ کئی روز کے فصل سے غلط اور باطل ہو گیا۔

اور مفسرین نے جو یوم عرفہ یوم جمعہ بعد عصر کے نازل ہونیکی روایت کی ہے جس سے عید جمعہ قرار دیتے ہین وہ وقت بعد عصر کے شب شنبہ سے اتصال کرتا ہے جسکو (عشیہ شنبہ) کہینگے جسکی اکیاسیوین شب (شب سہ شنبہ) اور اکیاسیوان روز (سہ شنبہ) ہوا اگر عرفہ کے دن (پنجشنبہ) ہو تو بعد عصر کے (عشیہ جمعہ) ہوتا اسلئے بھی سفیان اس عرفہ جمعہ مین شک کر گیا جو ہونا بھی چاہئے اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ کے وفات کی تاریخ مین پیچیدگیان ڈالی گئین اور صحیح روایتون کو اسی یوم عرفہ جمعہ کے پردہ مین رکھکر بسند ضعیف ولا یصح (تفسیر در منثور سیوطی وغیرہ) کہا گیا جیسا کہ اتقان[1] فی علوم القرآن سیوطی جلد اول مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۶ھ کے صفحہ ۲۲ مین ہے۔

واخرج ابوعبید عن محمد بن کعب قال نزلت سورۃ المائدۃ فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ (منها) الیوم اکملت لکم دینکم فی الصحیح عن عمر انها نزلت عشیۃ عرفۃ یوم الجمعۃ عام حجۃ الوداع له طرق کثیرۃ لکن اخرج ابن مردویه[2] عن ابی سعید الخدری انها نزلت یوم غدیر خم واخرج مثله حدیث ابی هریرۃ وفیه انه الیوم الثامن عشر من ذی الحجۃ مرجعه من حجۃ الوداع

ابو عبید نے محمد بن کعب سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ حجۃ الوداع مین درمیان مکہ اور مدینہ (یوم غدیر خم مین) کے نازل ہوا اسی سورہ مین آیہ الیوم اکملت لکم دینکم ہے جو صحیح (بخاری) مین حضرت عمر سے مروی ہے کہ اسکا نزول عشیہ عرفہ جمعہ کے دن سال حجۃ الوداع مین ہوا جو بہت طریقون سے مروی ہے لیکن ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم یوم غدیر مین نازل ہوا۔ اور یہی مضمون ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے او سمین یہ زیادتی ہے کہ وہ اٹھارہوین ذی الحجہ تھی زمانہ مراجعت مین حجۃ الوداع کے اور یہ وزن صحیح نہین ہین اور اسی سورہ مین آیہ واللہ یعصمک من الناس ہے جسکی نسبت صحیح ابن حبان[3] مین ابو ہریرہ

[1] کشف الظنون مین ہے۔ الاتقان فی علوم القرآن للشیخ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنۃ احدی عشرۃ وتسعمائۃ ۹۱۱ھ

[2] طبقات الحفاظ جلال الدین سیوطی مین ہے۔ ابن مردویہ الحافظ الکبیر العلامہ ابو بکر احمد بن موسی بن مردویہ الاصبہانی صاحب التفسیر والتاریخ والمستخرج علی البخاری سمع اسمٰعیل بن زیاد القطان وخلقا وکان قیما بهذا الشان بصیرا بالرجال طویل الباع ملیح التصانیف ولد سنۃ ۳۲۳ مات سنۃ ۴۱۰ھ۔

[3] کشف الظنون حصہ اول صفحہ ۲۲۲ بذکر تاریخ المذکور ہے۔ ابن حبان محمد البستی الحافظ المتوفی سنۃ ۳۵۴ھ اربع وخمسین وثلثمائۃ۔
ایضاً الاکمال فی اسماء الرجال مین ہے۔ ابو حاتم محمد بن حبان البستی حافظ جلیل کثیر التصانیف حدث عن ابی خلیفۃ وابی یعلی وغیرهما۔
ایضاً شیخ جمال الدین عبد الرحیم بن الحسن اسنوی کی طبقات فقہائے شافعیہ مین ہے۔ ابو حاتم محمد بن حبان الامام الحافظ مصنف الصحیح وغیرہ رحل الی الآفاق کان من اوعیۃ العلم لغۃ وحدیثا وفقها ووعظا من عقلاء الرجال قاله الحاکم وقال ابن السمعانی امام عصرہ الخ۔

وکلاھما لا یصح (ومنہا) وقعتہ مطلقا فی بعض ... عن ابی
ہریرۃ الظاہر انہ فی السفر
مروی ہے کہ یہ آیت سفر میں اتری

محمد ابن کعب قرظی کی روایت سورۂ مائدہ کے نزول کی اور ابوسعید خدری اور ابوہریرہ کی روایت آیہ اکمال دین کے نزول یوم غدیر خم ۱۸ ذی الحجہ یعنی درمیان مکہ و مدینہ کے پوری مطابق ہوگی لیکن آیہ اکمال دین کی اسوجہ سے صحیح نہیں ہے کیونکہ صحاح میں حضرت عمر سے اس آیہ مبارکہ کا نزول عشیہ عرفہ جمعہ میں ہونا مروی ہے۔

یہ وہی روایت ہے جو قبل سے نقل ہوچکی اور جس میں یوم جمعہ مشکوک بیان کیا گیا ہے جس سے یکم ذی الحجہ پنجشنبہ مشکوک ثابت ہوچکا ہے۔

اور حافظ ابن کثیر بھی اپنے تفسیر جلد سیوم صفحہ ۲۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ میں وہی دونوں صحیح روایتیں لکھکر اسی حدیث حضرت عمر سے غیر صحیح کہتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(اس حدیث میں حضرت عمر کی روایت قابل احتجاج نہیں ہوسکتی کیونکہ عرض مشترک شامل ہے)

وقد روی ابن مردویہ من طریق ابی هارون العبدی عن ابی سعید الخدری انها نزلت علی رسول الله صلعم یوم غدیر خم حین قال من کنت مولاه فعلی مولاه ثم رواه عن ابی هریرة وفیه انه الیوم الثامن عشر من ذی الحجة یعنی مرجعه علیه السلام من حجة الوداع ولا یصح لا هذا ولا هذا بل الصواب الذی لا شك فیه ولا مریة انها نزلت یوم عرفة وکان یوم جمعة۔

ابن مردویہ نے ابی ہارون عبدی کے واسطہ اور ابوسعید خدری کی سند سے روایت کی ہے کہ یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم رسول اللہ پر اوس وقت نازل ہوئی جبکہ حضرت نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا اور ایسے ہی ابوہریرہ سے مروی ہے کہ وہ تاریخ اٹھارہویں ذی الحجہ تھی یعنے حجۃ الوداع کے مراجعت میں اور نہ یہ صحیح ہے اور نہ وہ صحیح ہے بلکہ ایسا حق جسمیں شک و اشتباہ نہیں ہے وہ یہ ہے کہ یہ آیت روز عرفہ نازل ہوئی اور وہ جمعہ کا دن تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ باب مرض النبی صفحہ ۹۸ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۲ھ میں جہان امام سہیلی کے وفات النبی ۱۲ ربیع الاول کے اشکال کا ذکر کیا ہے کہ عرفہ جمعہ یعنی یکم ذی الحجہ پنجشنبہ سے اگر تینوں مہینے ذی الحجہ، محرم، صفر خواہ ۳۰، ۳۰ خواہ ۲۹، ۲۹ یا ایک ۳۰ اور ایک ۲۹ لئے جائیں تو کسی صورت کسی شکل سے ۱۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) نہیں آتا اسکا یہ جواب دیا گیا ہے۔

واجاب البارزی ثم ابن کثیر باحتمال وقوع الاشهر الثلاثة کوامل وکان اهل مکة والمدینة اختلفوا فی رؤیة هلال ذی الحجة فرآه اهل مکة لیلة الخمیس ولم یره اهل المدینة الا لیلة الجمعة

علامہ بارزی اور حافظ ابن کثیر نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ ہوسکتا ہے تینوں مہینے پورے ۳۰ دن کے ہوں مگر اہل مکہ و مدینہ میں اختلاف ہوا ہو باین طور کہ اہل مکہ نے ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) کی شام شب پنجشنبہ میں ذی الحجہ کا چاند دیکھا اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کی شام

فحصلت الوقفة برؤية اهل مكة رجعوا
الى المدينة فارخوا برؤية اهلها وكان
اول ذی الحجة الجمعة ـ

شب جمعہ کو تو یہ بسبب رویت ہلال اہل مکہ تردد ہوا
جب مدینہ آئے تو یہاں کی رویت سے جمعہ پہلی ذیحجہ
قرار پائی ـ (باقی تفصیل دیکھو حاشیہ سکے کتاب ہذا)

جب اہالی مدینہ کے رویت سے یکم ذیحجہ (جمعہ) تو ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم مابین مکہ و مدینہ کے (دوشنبہ) ہوا جو اسی تاریخ واقع یوم غدیر خم مین محمد ابن کعب قرظی کی روایت سے سورہ مائدہ نازل ہوا جسکی یہ روایت تائید کرتی ہے ـ

سیرۃ المصطفٰے حافظ علاء الدین مغلطائی صفحہ ۶ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۶ھ مین ہے ـ

وذكر يعقوب عن ابن عباس نزلت سورة
المائدة يوم الاثنين ـ

یعقوب نے ابن عباس کی سند سے ذکر کیا ہے کہ سورۂ
مائدہ بروز دوشنبہ نازل ہوا ـ

اور حافظ ابن حجر عسقلانی جو اس درجہ کے ہین کہ اونکی شرح صحیح بخاری[1] متن بخاری کا حکم رکھتی ہے اپنے فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ ص ۱۶۸ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۷ھ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم مین جو سورہ مائدہ کی تفسیر مین ہے مثل بخاری کے سورۂ مائدہ کے ذکر کو چھوڑ کر صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کو اس طرح وارد کیا ہے (پوری روایت اسکے بعد لکھی جائے گی جسمین سورہ مائدہ بھی ہے)

ما اخرجه الطبری بسند فيه ابن لهيعة عن
ابن عباس ان هذه الاٰية نزلت
يوم الاثنين ـ

طبری نے ابن لہیعہ کے طریق اور ابن عباس کی
سند سے روایت کی ہے کہ بتحقیق یہ آیت الیوم اکملت لکم
دینکم دوشنبہ کے دن نازل ہوئی ـ

روایت مذکورہ مین سورۂ مائدہ بھی شامل ہے جیسا کہ پہلی روایت ابن عباس سے ثابت ہے جسکی پوری روایت تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ ص ۴۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۱ھ کی یہ ہے ـ

قال ابن جرير حدثنی المثنی قال ثنا اسحاق قال
اخبرنا محمد بن حرب قال ثنا ابن لهيعة
عن خالد بن ابی عمران عن حنش عن ابن
عباس نزلت سورة المائدة يوم الاثنين
اليوم اكملت لكم دينكم ـ

ابن جریر کہتے ہین کہ حدیث بیان کی ہمسے مثنی نے کہا حدیث کی ہم سے اسحاق
نے کہا اونسے خبر دی ہمکو محمد بن حرب نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے ابن لہیعہ نے خالد بن ابی عمران سے اونسے
حنش سے اونسے ابن عباس سے کہ سورہ مائدہ الیوم
اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا ـ

ہر دو روایت کا دوشنبہ خود حافظ ابن کثیر کے یکم ذیحجہ جمعہ سے ۱۸ ذیحجہ کو (دوشنبہ) ہوا پس صحیح بخاری والا عرفہ جمعہ قطعاً غلط اور دروغ ہو گیا　ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ کے سند والی روایتین اتقان سیوطی کی صحیح ہو گئین ـ

اور صحیح بخاری مین صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کو سورۂ مائدہ سے نو دن پہلے مشکوک جمعہ کے ساتھ لکھا گیا ہے

[1] بستان المحدثین شاہ عبد العزیز مین ہے ”فتح الباری شرح صحیح البخاری“ بجہت کثرت شہرت و کثرت نقل و اعتماد بر آن حکم متن یعنی بخاری حاصل شدہ“

جس سے کل سورۂ مائدہ آیہ الیوم یئس الذین کفروا الی اخشون تک ثانی اور صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کی قرار پاتی ہے۔

چنانچہ امام محی السنۃ بغوی نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

سورۃ المائدۃ مدنیۃ کلھا الا الیوم اکملت لکم دینکم۔

یعنی سوائے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے کل کل سورہ مائدہ مدنیہ ہے۔

جس سے کل سورۂ مائدہ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوہم واخشون تک مدنیہ ہے جو حجۃ الوداع میں درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا۔ جب کہ یہ روایت کے مطابق اور درایت کے موافق ہے تو آخر حصہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نو[۹] دن پہلے یوم عرفہ کو نازل ہونا کسی نہج سے صحیح نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے

لیکن علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں اور علامہ نسفی نے تفسیر مدارک التنزیل میں اور صاحب تفسیر مواہب[۱] العلیہ نے اپنے تفسیر حسینی میں صحیح بخاری کے خلاف الیوم یئس الذین کفروا کا نزول بھی یوم عرفہ جمعہ کی قید کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ خود حضرت عمر کی دوسری روایت جو آگے نقل ہوگی سورہ مائدہ کے عرفہ جمعہ میں نازل ہونے کی ہے علاوہ اسکے صحیح مسلم میں حضرت عمر سے دوسری روایت آیہ اکمال دین کے نزول کی لیلۃ الجمعہ کے ساتھ وارد ہے۔

اور اول الذکر ہر دو تفسیروں میں آیہ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون وقد نزلت یوم الجمعۃ وکان یوم عرفۃ بعد العصر فی حجۃ الوداع وارد ہے

اور یہی مضمون تفسیر مواہب العلیہ حسین بن علی میں ہے۔ (الیوم) امروز جمعہ است و یاعرفہ (یئس الذین کفروا) نا امید شدند کافران (من دینکم) از ابطال دین شما یا رجوع شما بدین ایشان (فلا تخشوہم) پس مترسید از فتنہ ایشان (واخشون) و بترسید از من این آیت نماز دیگر روز عرفہ در حجۃ الوداع فرود آمد آنحضرت بر ناقہ عضبا سوار بود بعد نزول این آیت ہشتاد[۸۱] و یک روز زیست یعنی آج کے دن عرفہ جمعہ کو کفار مایوس ہوئے تمہارے دین کے باطل کرنے سے یا مایوس ہوئے تمہارے رجوع ہونے اونکے دین سے پس اونکے فتنہ سے مت ڈرو اور مجھسے ڈرو یہ آیت عرفہ کے دن حجۃ الوداع میں بعد نماز عصر نازل ہوئی اور حضرت ناقہ عضبا پر سوار تھے اور بعد نازل ہونے آیہ الیوم یئس الذین کفروا کے ۸۱ دن حضرت زندہ رہے۔ یعنی ۹ ذیحجہ عرفہ سے اکیاسیویں[۸۱] دن بروز دوشنبہ ہونا چاہئے کیونکہ وفات النبی دوشنبہ کو واقع ہوئی۔ اور ۹ ذیحجہ کا اکیاسوان[۸۱] دن دوسری ربیع الاول کو سینچر کا دن ہوتا ہے۔

چنانچہ روضۃ[۲] الشہدا صـ ۹۹ مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۹ھ میں ہے۔ تا در شب چہار شنبہ بست و ہشتم ماہ صفر در سال یازدہم از ہجرت بزیارت گورستان بقیع توجہ فرمود روز دیگر آنحضرت را صداع طاری گشتہ۔ آوردہ اند کہ حضرت چاردہ روز بیمار بود۔ اسی کتاب کے ترجمہ گلزار الشہدا مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۰ھ صـ ۱۲۶ میں ہے " آپ چہار شنبہ کی رات اٹھائیسویں[۲۸] تاریخ ماہ صفر گیارھویں سال ہجری میں زیارت جنۃ البقیع کے لئے تشریف لے گئے دوسرے روز آنحضرت صلعم کے درد سر لاحق ہوا

---

[۱] کشف الظنون میں ہے۔ تفسیر حسین بن علی الکاشفی الواعظ المتوفی فی حدود تسعمائۃ وہو تفسیر فارسی متداول فی مجلد سماہ بالمواہب العلیہ ۱۲۔

[۲] کشف الظنون میں ہے۔ روضۃ الشہداء فارسی حسین بن علی الکاشفی المعروف بالواعظ البیہقی المتوفی سنہ ۹۱۰ھ۔

اور آپ چودہ دن بیمار رہے۔ یعنی ۲۸ و ۲۹ صفر کے دو دن ماہ ربیع الاول کے بارہ دن کل چودہ دن ہوئے اور ۲۸ صفر چہارشنبہ کا چودھواں دن ۱۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (جمعہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر (پنجشنبہ) یہ اکیاسی دن ہوئے۔

انہیں حسین بن علی واعظ کاشفی مصنف روضۃ الشہدا فارسی کے معاصر علامہ جلال الدین سیوطی اپنے تاریخ الخلفا[1] ص ۲۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ میں یہ روایت وارد کی ہے۔

واخرج الواقدی من طرق عن عائشۃ وابن عمر وسعید بن المسیب ان ابابکر بویع یوم قبض رسول اللہ صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الہجرۃ۔

واقدی نے حضرت عائشہ اور عبد اللہ ابن عمر اور سعید بن مسیب کے واسطہ سے روایت کی ہے کہ ابوبکر کی بیعت ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بروز دوشنبہ وفات النبی کے دن واقع ہوئی۔ (یہ ۱۲ ربیع الاول اور ۲۸ صفر چہارشنبہ تاریخ مرض النبی کی قید ہے)۔

دیکھو عمدۃ القاری[2] شرح صحیح بخاری عینی حنفی جلد ۸ ص ۲۳۴ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ۔

قال الواقدی قالوا بدئ برسول اللہ صلعم یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر وتوفی یوم الاثنین لثنتی عشرۃ لیلۃ من ربیع الاول وبہ جزم محمد بن سعد کاتبہ۔

واقدی نے کہا ہے کہ شروع ہوا مرض رسول اللہ بروز چہارشنبہ (۲۸ صفر) جبکہ دو راتیں صفر کی باقی تھیں اور وفات النبی بروز دوشنبہ جبکہ بارہ راتیں ربیع الاول کی خالی ہوئیں اور اسی کو ابن سعد کاتب واقدی نے بھی یقین کیا ہے جس سے کل مدت مرض النبی چودہ دن ہوتے ہیں۔

اور علامہ سیوطی کے تلامذہ خاص محمد بن یوسف صالحی صاحب سبل[3] الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد مشہور بہ سیرت شامی باب التاسع والسبعون فی سریۃ اسامۃ بن زید میں لکھتے ہیں۔

---

[1] کشف الظنون میں ہے۔ تاریخ الخلفا لجلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ احدی عشر وتسعمائۃ وہو احسن ما صنف فیہ۔

[2] محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود قاضی القضاۃ بدر الدین العینی ولد بمصر ۷۶۲ھ لہ شرح صحیح البخاری وشرح معانی الآثار وشرح الہدایہ وشرح الکنز وغیر ذلک۔ وکان اماما عالما علامۃ عارفا بالعربیۃ والتصریف حافظا للغۃ۔ وقد طالعت عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ (الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیۃ مؤلفہ مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی)

[3] کشف الظنون میں ہے۔ سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد للشیخ محمد بن یوسف الدمشقی الصالحی المتوفی سنہ ۹۴۲ھ وہو احسن کتب المتاخرین وابسطہا فی السیرۃ النبویۃ وذکر فی آیاتہ العظیمۃ انہ منتخب من اکثر من ثلثمائۃ کتاب واتی فیہ من الفوائد بالعجب العجاب وقد زادت ابوابہ علی سبعمائۃ وان اسمہ سبل الرشاد الخ۔

ایضاً مولوی حیدر علی نے منتہی الکلام کے مسلک ثانی میں لکھا ہے۔ وقسم این صحیفہ شریفہ در سیرت شامی کہ کتابے بس کلان وضخیم مشتمل بر دو ہزار باب است۔

ایضاً مولوی حسن زمان خان حیدرآبادی نے مستحسن میں لکھا ہے۔ قال العلامۃ الحافظ الشامی صاحب السیوطی فی السیرۃ المسماۃ بسبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔

فلما كان يوم الاثنين لاربع ليال بقين من صفر سنة احدى عشرة امر رسول الله صلعم الناس بالتهيؤ لغزو الروم ۔۔۔ فلما كان يوم الاربعاء لليلتين بقيتا من صفر ابتدا ى مرض رسول الله صلعم فصدع وحمى فلما اصبح يوم الخميس عقد لاسامة لواء بيده ۔

پس جب دوشنبہ کا دن (۲۶ صفر) ہوا یعنی کہ چار راتین صفر ۱۱ھ کی باقی ہین تو رسول اللہ نے لوگون کو جنگ روم کیلئے آمادگی و تیاری کا حکم دیا۔ اور جب یوم چہارشنبہ (۲۸ صفر) آیا کہ دو راتین صفر کی باقی رہین تو رسول اللہ کو شکایت مرض درد سر اور بخار کی پیدا ہوئی اور جب ۲۹ صفر پنجشنبہ کی صبح ہوئی تو رسول اللہ نے خود اپنے دست مبارک سے اسامہ کیلئے لواء جنگ درست فرمایا

اور اصابہ[1] فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی جلد ۴ صفحہ ۷۳۱ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۷۳ء مین ہے۔

قال الواقدى توفيت فاطمة ليلة الثلاثاء لثلث خلون من شهر رمضان سنة احدى عشرة ۔

حافظ ابن حجر نے واقدی کے حوالہ سے وفات جناب فاطمہ علیہا السلام شب سیوم سہ شنبہ ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ مین ہونا روایت کی ہے ۔

وفى فتح البارى شرح صحيح بخارى ج ۸۔ باب بعث النبى اسامة بن زيد فى مرضه الذى توفى فيه وذكره ابن اسحاق فى السيرة المشهورة ولفظه بدأ برسول الله صلعم وجعه يوم الاربعاء فاصبح يوم الخميس فعقد لاسامة (صفحہ ۱۰۰)

فتح الباری شرح بخاری باب ساریہ بن زید کے متعین ہونے کے درمیان اوس مرض النبی کے جسمین وفات واقع ہوئی ابن اسحاق نے اپنی مشہور سیرت مین لکھا ہے کہ شروع ہوا مرض رسول اللہ کو چہارشنبہ کے دن اور دوسرے روز پنجشنبہ کی صبح کو حضرت نے اسامہ کے لئے علم جنگ درست فرمایا۔

اور اوسی فتح الباری کے صفحہ ۹۹ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۷ھ مین ۲۸ صفر چہارشنبہ کی یہ روایت ہے ۔

اما رواه ابن سعد من طريق عمر بن على بن ابيطالب قال اشتكى رسول الله صلعم يوم الاربعاء لليلة بقيت من صفر ۔

اور زرقانی[2] علی المواہب جلد ۸ صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ مین ہے

عند ابن سعد من طريق عمر بن على بن ابيطالب عن ابيه قال اشتكى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم

فتح الباری مین عمر بن علی بن ابیطالب کی سند سے اور زرقانی مین عمر بن علی بن ابیطالب نے اپنے باپ علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن

---

[1] کشف الظنون مین ہے اصابہ فی تمییز الصحابة للحافظ شهاب الدين احمد ابن حجر العسقلانی المتوفی سنة ۸۵۲ھ فی مجلدات كبار رتب فيه فی الاستیعاب وزید [2] کشف الظنون مین ہے شرح المواهب اللدنية للعلامة خاتمة المحدثين محمد بن عبد الباقی بن يوسف الزرقانی المصری المالكی المتوفی سنة ۱۱۲۲ اثنين وعشرين ومائة والف فرغ منها فی اربعة مجلدات جمع فيه اكثر الاحاديث المروية فی شمائل المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم وسيره وصفاته الشريفة جزاه الله خيرا ۔ وفی اسعاف ... للمحبی ... اعيان القرن الثانی عشر مین ہے محمد الزرقانی بن عبد الباقی بن يوسف الازهری المالكی الشهير بالزرقانی الامام المحدث ... النحرير الفقيه العلامة الخ ۔

الا ربعاء لليلة بقيت من صفر۔ | جبکہ ایک شب ماہ صفر کی باقی تھی حضرت کو شکایت مرض کی پیدا ہوئی۔

اس روایت نے ماہ صفر کو ۲۹ دن کا قرار دیا ہے اسی کی تائید ملا معین نے اپنے معارج النبوۃ[1] رکن چہارم صـ۲۲۵ طبع لاہور ۱۲۹۲ھ مین کیا ہے (جس سے یکم صفر پنجشنبہ ۲۰ صفر دوشنبہ ہوا لیکن پھر یکم ربیع الاول پنجشنبہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ہوا)

در روز چہارشنبہ بست و ہشتم صفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تپ و درد سر عظیم روی نمود روز پنجشنبہ ۲۹ سلخ ماہ صفر ختم ہمین ماہ باوجود انحراف مزاج لوائے بدست مبارک جہۃ اسامہ بن زید ترتیب نمود الخ۔

بروز چہارشنبہ ۲۸ صفر آنحضرت صلعم درد سر اور بخار مین مبتلا ہوے اور بروز پنجشنبہ ۲۹ صفر (جو ماہ صفر کا ختم ہوتا ہے) اس روز حضرت رسولخدا صلعم باوجود ناسازی مزاج کے اسامہ بن زید کے لئے لوائے جنگ اپنے دست مبارک سے درست فرمایا ہے۔

اسی ۲۹ صفر پنجشنبہ کے پلٹنے سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ ہوتا ہے انہین دونون تاریخون کے مابین ستر دن کا فاصلہ ہے یعنی ماہ صفر ۲۹ دن ماہ محرم ۳۰ دن ماہ ذیحجہ ۲۹ سے ۱۸ ذیحجہ تک گیارہ[11] دن کل ۷۰ دن ہوئے۔ یہ صفر کے مہینے کا ۲۹ صفر کا پنجشنبہ پانچوان پنجشنبہ ہے جو یکم ۸ و ۱۵ اور ۲۲ صفر مین ہوتا ہوا ۲۹ صفر مین داخل ہوا جسکے بعد یکم و ۸ ربیع الاول جمعہ و ۹ ربیع الاول شنبہ ۱۰ ربیع الاول یکشنبہ گیارہ ربیع الاول دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سہ شنبہ جو ۱۸ ذیحجہ کا بیاسوان دن ہوا یہ ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم جو مابین مکہ اور مدینہ کے واقع ہے جس دن بروایت محمد بن کعب قرظی سورہ مائدہ نازل ہوا جسکی آخری آیتین آیہ تبلیغ اور آیہ اکمال دین ہین۔

چنانچہ آیہ اکمال دین کے بارے مین تفسیر در منثور سیوطی[2] مجلد ثانی صـ۲۵۹ مین حضرت کے آخر عمر کی مدت اکیاسی یوم

اخرج ابن جرير عن ابن جريج قال مكث النبي صلى الله عليه وسلم بعد ما نزلت هذه الاية احد وثمانين ليلة قوله اليوم اكملت لكم دينكم

ابن جریر نے ابن جریج کی سند سے روایت کی ہے کہ بعد نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم جناب رسولخدا اکیاسی[81] شب ٹھرے۔

اوسی تفسیر در منثور سیوطی کے صـ۲۹۸ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ مین ہے۔

واخرج ابن ابي حاتم[3] وابن مردويه وابن عساكر[4] عن ابي سعيد الخدري قال نزلت هذه الاية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابو سعید خدری کی سند سے روایت کی ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک رسول اللہ پر

---

[1] کشف الظنون مین ہے۔ معارج النبوۃ فی السیر لمعین الحاج محمد المعروف بملا مسکین۔

[2] کشف الظنون مین ہے۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور للشیخ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ احدی عشرۃ تسعمائۃ

[3] تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے۔ ابن ابی حاتم الامام الحافظ الناقد شیخ الاسلام ابو محمد عبد الرحمن بن الحافظ الکبیر ابی حاتم محمد بن ادریس بن المنذر التمیمی الحنظلی الرازی ۔ ۔ کان بحرا فی العلوم ومعرفۃ الرجال صنف فی الفقہ واختلاف الصحابۃ والتابعین وکان زاہدا یعد من الابدال ۔ ۔ قات فی الجرح والتعدیل۔ ۔ یضا کشف الظنون مین ہے تفسیر ابن ابی حاتم عبد الرحمن بن محمد الرازی الحافظ المتوفی سنہ ۳۲۷ھ سبع وعشرین وثلثمائۃ۔

[4] تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے۔ ابن عساکر الامام الحافظ الکبیر محدث الشام فخر الائمۃ ثقۃ الدین ابو القاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن الحسین الشافعی ۔ ۔ المتوفی سنہ ۵۷۱ھ

من ربك على رسول الله صلے الله عليه و سلم يوم غدير خم فى على بن ابيطالب ۔

یوم غدیر خم (ما بین مکہ و مدینہ ۱۸ ذی الحجہ) کو علی بن ابیطالب کے بارے مین نازل ہوا ہے ۔

ان ہر دو آخری حدیثون کو علامہ سیوطی نے صحیح حدیثون مین قبول کرکے داخل کیا ہے جسکی تائید کتاب مفتاح النجا مرزا محمد بن معتمد خان کے اس حدیث سے ہوتی ہے ۔

اخرج عبد الرزاق الرسعنی[1] عن ابن عباس رضی الله عنه لما نزلت هذه الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك اخذ النبي صلے الله عليه وسلم بيد على فقال من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه ۔

عبد الرزاق رسعنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب آیہ یا ایہا الرسول بلغ یعنی اے رسول پہونچا دو اوس حکم کو جو تمپر تمہارے رب کی جانب سے نازل ہوا ہے تو رسولخدا نے جناب علی ع کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکا مین مولا ہون علی اوسکا مولا ہے یا الٰہی دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے

پس کل سورہ مائدہ آیہ تبلیغ تک ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ یوم غدیر مین درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ نازل ہونا حتماً و جزماً و یقیناً ثابت و متحقق ہو گیا جس کے بعد رسولخدا کامل اکیاسی شبانہ روز زندہ رہکر وفات فرماگئے ۔

جبکہ سورہ مائدہ کا نازل ہونا حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ یعنے غدیر خم کے دن علامہ سیوطی نے صحیح روایت مان کر تسلیم کیا ہے اور اسی وجہ سے اتقان فی علوم القرآن کی روایت مین سورہ مائدہ کے بعد آیہ تبلیغ کا ذکر نہین لائے کیونکہ یہ آیت سورہ مائدہ کے شمول مین نازل ہوئی بلکہ بلفظ (منہا) کے ساتھ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کو حضرت عمر کی سند سے یوم عرفہ عشیہ یوم جمعہ سے اور ابن مردویہ کی سند سے بواسطہ ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ یوم غدیر خم اٹھارھوین ذیحجہ کی روایت کی ہے اور آیہ تبلیغ کا نزول یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ ابو سعید خدری کی روایت صحیح تسلیم ہے تو اونہین ابو سعید خدری کی روایت الیوم اکملت لکم دینکم کی اوسی تاریخ ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم حتماً صحیح ہے کیونکہ آیہ اکمال دین کا نزول تبلیغ رسالت کی تکمیل کے بعد ہوا یہی وجہ ہے کہ کل سورہ مائدہ مدنیہ ہے

چنانچہ تاریخ خمیس[2] دیار بکری جلد اول صفحہ ۱۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ مین ہے ۔

(ذکر ترتیب ما نزل بالمدینة) واول ما نزل بالمدينة سورة البقرة ثم

[1] طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے ۔ الرسعنی الامام المحدث الرحال الحافظ المفيد عالم الجزيرة عز الدين ابو محمد عبد الرزاق بن رزق الله بن ابی بکر بن خلف الجزری ولد برأس عين [illegible] وسمع الكندی وعدة بهذا الشان وصنف تفسيرا وكان اماما متقنا ذا فنون وادب اجاز للدمياطی واله برقوه مات [illegible]ھ

ایضاً کشف الظنون باب میم مین ہے ۔ مطالع انوار التنزیل ومفاتیح اسرار التاویل لعبد الرزاق بن رزق الله بن ابی بکر بن خلف بن ابی الهیجا الحنبلی الرسعنی المتوفی [illegible]ھ وهو تفسیر کبیر الخ

[2] کشف الظنون مین ہے ۔ خمیس فی السیر للقاضی حسین بن محمد الدیار بکری المالکی نزیل مکة المکرمة المتوفی حدود [illegible]ھ وهو کتاب مشهور

الانفال ثم ال عمران ثم الاحزاب ثم الممتحنة ثم النساء ثم اذا زلزلت ثم الحدید ثم سورة محمد ثم الرعد ثم الرحمن ثم هل اتی علی الانسان ثم الطلاق ثم لم یکن ثم الحشر ثم اذا جاء نصر الله ثم النور ثم الحج ثم المنافقون ثم المجادلة ثم الحجرات ثم التحریم ثم الصف ثم الجمعة ثم التغابن ثم الفتح ثم التوبة ثم المائدة

قال البخاری حدثنا ابو الولید حدثنی شعبة عن ابی اسحاق قال سمعت البراء یقول آخر سورة نزلت براءة -

کہا بخاری نے حدیث کی مجھ سے ابو الولید نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے ابی اسحاق سے کہا اوس نے سنا مین نے براء سے آخر سورہ جو نازل ہوا

(حدیث مذکورہ صحیح بخاری جلد ۳ ص ۴۹ ج اکبر بالناس فی سنة تسع کی ہے)

اور اسی صحیح بخاری جلد ثالث باب تفسیر سورہ مائدہ مین آیہ اکمال دین کے نزول کا ذکر ہے۔ یکجو حدیث نمبر سیوم جو پہلے لکھی گئی جسکے مطابقت مین ابن جریر طبری نے تفسیر جامع البیان جلد ۶ سورہ مائدہ کی یوم عرفہ جمعہ مین نازل ہونے کی یہ حدیث وارد کی ہے جو حضرت عکرمہ در باب آیہ تبلیغ و تاکیدا در آیہ اکمال دین کے نزول یوم غدیر خم کے اخفا مین وضع کیگئی ہے وہ یہ ہے۔

قال ابن جریر حدثنا الحسن بن یحیی قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن حبیب عن ابن ابی نجیح عن عکرمة ان عمر بن الخطاب قال نزلت المائدة یوم عرفة و وافق یوم الجمعة

کہا ابن جریر نے حدیث بیان کی ہم سے حسن بن یحیی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الرزاق نے کہا اونے کہ خبر دی ہمکو معمر نے حبیب سے اونے ابن ابی نجیح سے اوس نے عکرمہ سے کہ کہا عمر بن خطاب نے کہ سورہ مائدہ عرفہ کے دن نازل ہوا جو موافق تھا یوم جمعہ کے دن سے۔

اس حدیث مین لفظ (وافق یوم الجمعة) یعنی موافق تھا وہ دن جمعہ کے دن سے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جمعہ نہ تھی پنجشنبہ تھا جسکا دوسرا وقت عشیہ جمعہ کہا جاتا ہے اور نمبر سیوم کی حدیث جس مین سفیان یوم جمعہ مین شک کرتا ہے نیز دوسری حدیث انھین عمر بن خطاب کے بیان کی جو آگے صحیح مسلم مین آئیگی آیہ اکمال دین کا نزول لیلة الجمعة مین وارد ہے پس عرفہ والا جمعہ کسی طرح صحیح نہین آتا نیز کل سورہ مائدہ کا کمی ہونا لازم آتا ہے۔ اور دونون حدیثون یوم عرفہ جمعہ یا جمعرات والی عمر بن خطاب کی روایت مین قیس بن مسلم مرجیا خارجی اور عکرمہ خارجی اور کذاب ہے اسلئے موثون حدیثین قطعی غلط اور جھوٹی ہین اور جسکو یہ ذیل کی حدیث بالکل باطل کرتی ہے۔

قال ابن جریر حدثنی المثنی قال ثنا حجاج[1] بن المنهال قال

کہا ابن جریر نے حدیث بیان کی مجھسے مثنی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حجاج بن المنہال نے

---

[1] تذکرة الحفاظ ذہبی میں ہے - حجاج بن المنهال الحجة الحافظ ابو محمد البصری الانماطی روی عن شعبة وقرة بن خالد و یزید بن ابراہیم و ہمام و عبد العزیز و حماد بن سلمة وخلق و عنه البخاری و عبد الله الدارمی و الذہلی و اسمعیل القاضی و ابو مسلم الکجی و خلق قال ابو حاتم ثقة فاضل و قال احمد عجلی ثقة رجل صالح قال البخاری مات فی شوال سنة سبع و عشرة و مائتین

ثنا همام[1] عن قتادة[2] قال المائدة المدنية ۔

کہا حدیث بیان کی ہم سے ہمام نے قتادہ سے کہا وہ کہ سورہ مائدہ مدینہ ہے ۔

اس روایت کے رواۃ سند میں حجاج بن منہال اور ہمام و قتادہ واقع ہیں جن سے بخاری نے اپنے صحیح میں روایتیں کی ہیں اور یہ کہ آیہ تبلیغ جسکا آخری حصہ واللہ یعصمک من الناس ہے جیسا کہ تفسیر درمنثور سیوطی ۔ جلد ثانی صفحہ ۲۹۸ میں پوری آیت اس طور سے مذکور ہے ۔

اخرج ابن مردویه[3] عن ابن مسعود قال کنا نقرأ علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك ان علیاً مولی المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمك من الناس ۔

ابن مردویہ نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے عہد میں آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کو یوں پڑھتے تھے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنی اے رسول پہونچا دو اس امر کو جو ہم نے تمپر نازل کیا ہے یہ کہ علی کل مومنوں کا مولا ہے اور اگر اسکا ابلاغ نہ ہوا تو گویا تم نے خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی اور اللہ دشمنوں سے تمہاری حفاظت کریگا ۔

غرض کہ آیہ تبلیغ کی پوری آیت جو واللہ یعصمک من الناس پر ختم ہے معلوم ہو گئی علامہ سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن میں صحیح ابن حبان کے حوالہ سے بسند ابو ہریرہ آیہ مذکورہ کا سفر میں نازل ہونا وارد کیا ہے جسکی تائید کی یہ روایت ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی بلخی کے صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ اسلامبول سنہ ۱۳۰۱ھ سے ہوتی ہے جو تفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے ہے ۔

اخرج الثعلبی عن ابی صالح عن ابن عباس وعن محمد الباقر قالا نزلت هذه الآیة فی علی ایضاً الحموینی[4] فی فرائد السمطین

علامہ ثعلبی نے ابی صالح کے طریق ابن عباس کی سند سے اور امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ جناب علی کے بارے میں نازل ہوئی اور حموینی نے فرائد السمطین میں ابو ہریرہ کی

[1] خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال میں ہے ہمام بن یحیی الازدی العوذی ابو عبد اللہ البصری احد الائمۃ عن الحسن وعطاء ونافع ویحیی بن ابی کثیر ان عم وخلق وعنہ الثوری وابن مبارک وابن مہدی قال احمد ثبت فی کل المشائخ وقال ابو حاتم ثقۃ فی حفظہ شئی قال ابن حبان مات سنۃ اربع وستین ومائۃ ۱۶۴ھ ۔

[2] طبقات ابن سعد جلد ۷ میں ہے ۔ قتادہ بن دعامۃ السدوسی وکان ثقۃ مامونا حجۃ فی الحدیث توفی قتادۃ ثمان عشرۃ ومائۃ

[3] زرقانی علی المواہب میں ہے ابو بکر الحافظ احمد بن موسی بن مردویہ الاصبہانی الثبت العلامۃ ولد سنۃ ثلث وعشرین وثلثمائۃ وصنف التاریخ والتفسیر والسند والمستخرج علی البخاری وکان قیما بہذا الشان بصیراً بالرجال طویل الباع ملیح التصانیف مات عشر واربعمائۃ ۴۱۰ھ ۔

[4] ابراہیم الحموینی یہ ساتویں صدی کے مشاہیر فضلاء ہیں ۔ چنانچہ معجم مختص ذہبی میں ہے ۔ ابراہیم بن محمد بن المؤید بن عبد اللہ بن علی بن محمد بن حمویہ الامام الکبیر المحدث شیخ المشائخ صدر الدین ابو المجامع الخراسانی الجوینی الصوفی ولد سنۃ اربع واربعین وستمائۃ وسمع بخراسان وبغداد والشام والحجاز وکان ذا اعتناء بہذا الشان وعلی یدہ اسلم الملک غازان توفی بخراسان فی سنۃ اثنین وعشرین وسبعمائۃ المتوفی ۷۲۲ھ ۔

اخرجه عن ابی هریرة ایضا ... المالکی اخرج فی فصول المهمة عن ابی سعید الخدری قال نزلت هذه الآیة فی علی فی غدیر خم هکذا ذکره الشیخ محی الدین النووی

سند سے نیز ابن صباغ مالکی نے فصول المہمہ میں ابو سعید الخدری کی سند سے روایت کی ہے کہ یہ آیت علی کے بارے میں غدیر خم میں نازل ہوئی ایسے ہی شیخ محی الدین نووی نے ذکر کیا ہے۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۳۷۹ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ میں بہ تفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے ہے۔

والصحیح ان هذه الآیة مدنیة بل هی من اواخر ما نزل بها۔

یعنی صحیح و محقق ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک مدنیہ ہے بلکہ آیہ موصوفہ از روی تنزیل قرآن کی آخری آیتوں میں سے ہے۔

پس آیہ تبلیغ جو سورۂ مائدہ کا آخر جزء ہے جسکا مدنیہ ہونا اور ابو ہریرہ رضؓ اور ابو سعید خدری کی سند سے واقعہ غدیر خم میں نازل ہونا ثابت ہے ...... جس سے اتقان والی روایتیں ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری کے سند کی آیہ اکمال دین کے نزول ۱۸ ذیحجہ غدیر خم کی صحیح مطابق ہو گئی اور صحابہ میں ابو ہریرہؓ و ابن عباسؓ و ابو سعیدؓ خدری عطیہؓ غیر منسوب براءؓ بن عازب ابنؓ مسعود اور تابعی جلیل اور آل محمد سے جناب امام باقر علیہ السلام جو اہلبیت اطہار سے ہیں آیہ تبلیغ کا نزول جناب علی علیہ السلام کے بارے میں روز روشن کی طرح ثابت و عیان ہو گیا۔ انھیں ہر دو آیتوں کے مقام نزول اخفا کرنیکے لئے یوم عرفہ جمعہ کے دن نازل ہونے کی روایتیں گڑھی گئیں۔ یہی ہر دو روایتیں آیہ اکمال دین اور سورۂ مائدہ والی عمر بن خطابؓ ہی سے مروی ہیں جو یوم جمعہ کی قید کے ساتھ ہیں جس جمعہ کو خود حضرت عمرؓ کے بیٹے عبد اللہ بن عمر ۱۲ ربیع الاول وفات النبی کے روایت سے باطل کر چکے ہیں۔

اب اسی آیہ تبلیغ کی یہ حدیث بخاری کی مخرجہ اوسی باب تفسیر سورۂ مائدہ میں ملاحظہ کرو۔

قال البخاری حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن اسمٰعیل عن شعبی عن مسروق عن عائشة قالت من حدثك ان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) كتم شیئا مما انزل علیه فقد كذب والله یقول یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك الآیة

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اسمٰعیل سے اونے شعبی سے اونے مسروق سے اونے عائشہ سے کہا اونھوں نے کہ جو کوئی کہے کہ آنحضرت (صلعم) نے کلام منزل سے کچھ چھپایا تھا تو وہ شخص جھوٹا ہے خدا فرماتا ہے اے رسول جو کچھ تم پر اترا ہے وہ پہونچا دے۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۶۴ طبع مصر سنہ ۱۳۰۱ھ کی یہ حدیث مخرجہ حضرت عائشہ جو شرط شیخین کے مطابق ہے جو نہیں اخراج کیگئی وہ حضرت کے آخر عمر کی ہے اور جسکی مدت ۸۱ شبانہ روز کی حدیث ابن جریج کی پہلے نقل ہو چکی۔

عن جبیر بن نفیر قال حججت فدخلت علی عائشة فقالت لی یا جبیر تقرء المائدة فقلت نعم فقالت اما انها اخر سورة نزلت۔

جبیر بن نفیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حج کیا اور حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اونھوں نے پوچھا کہ اے جبیر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو میں نے کہا ہاں فرمایا کہ یہ سورہ از روی تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے۔

عه کشف الظنون ص ۵ ۲ صفحہ ۲۰ ... الفصول المہمہ فی معرفۃ الائمۃ وفضلہم ومعرفۃ اولادہم ونسلہم للشیخ نور الدین علی بن محمد بن الصباغ المالکی المکی المتوفی ... خمس وخمسین وثمانمائہ

اور ارشاد الساری[1] شرح صحیح بخاری للعلامہ قسطلانی باب تفسیر سورۂ مائدہ کی شرح جلد ۷ صفحہ ۹۵ مطبوعہ مصر ۱۳۰۶ھ میں سورہ مائدہ کے نازل ہونے کی یہ روایت ہے۔

وقد روى الامام احمد عن اسماء بنت يزيد قالت انى لآخذة بزمام العضباء ناقة رسول الله اذ نزلت عليه المائدة كلها وكادت من ثقلها تدق عضد الناقة۔

امام احمد بن حنبل نے اسماء بنت یزید سے روایت کی ہے کہ میں ناقہ رسول اللہ کے مہار کو پکڑے ہوئے تھی کہ اتنے میں پورا سورۂ مائدہ نازل ہوا اور قریب تھا کہ یہ سورہ اپنے بارے شانہ ناقہ کو شکستہ کردے۔

اور عمدۃ القاری[2] شرح صحیح البخاری للعلامہ عینی حنفی جلد ۸ صفحہ ۵۸۴ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ باب تفسیر سورۂ مائدہ کی شرح میں ہے۔

وذكر ابو عبيدة عن محمد بن كعب القرظى قال نزلت سورة المائدة على سيدنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فى حجة الوداع فيما بين مكة والمدينة وهو على ناقته فابتدر ركبتها فنزل عنها صلى الله تعالى عليه وسلم

اور ذکر کیا ہے ابو عبیدہ نے محمد بن کعب قرظی کی سند سے کہا اونہوں نے کہ نازل ہوا سورہ مائدہ رسول اللہ صلعم پر حجۃ الوداع میں درمیان مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے اور وہ حضرت ناقہ پر سوار تھے پس اونٹنی نے اپنے گھٹنے ٹیکنے میں جلدی کی اور حضرت اتر پڑے۔

پہلی حدیث مخرجہ امام احمد سے پورا سورہ مائدہ اور دوسری حدیث سے حجۃ الوداع میں درمیان مکہ و مدینہ کے یہی سورہ مائدہ نازل ہوا پس درمیان مکہ و مدینہ سے غدیر خم کا دن مراد ہے جیسا کہ ملا یعقوب لاہوری جو متاخرین شارح بخاری میں اپنی شرح تہذیب الکلام میں فرماتے ہیں۔

ولما تواتر من قوله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلى مولاه وانت منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى التمسك بالحديث الاول انه صلى الله عليه وسلم جمع الناس يوم غدير خم وغدير خم موضع بين مكة والمدينة

جبکہ حد تواتر تک پہونچ چکی ہے یہ خبر کہ رسالتمآب نے ارشاد فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور فرمایا انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی تو تمسک حدیث اول یہ ہے کہ جمع کیا رسالتمآب نے یوم غدیر خم اور غدیر خم ایک موضع ہے درمیان مکہ اور مدینہ مقام جحفہ میں بعد اپنے پلٹنے کے حجۃ الوداع سے پھر چڑھے منبر پر درآمد کیا کہ خطبہ پڑھنے والے تھے اور خطاب کیے تھے تمام حاضرین سے اور فرمایا حضرت نے اے گروہ مسلمین

---

[1] کشف الظنون میں ہے۔ ارشاد الساری من شروح صحیح البخاری شرح الفاضل شہاب الدین احمد القسطلانی المصری الشافعی صاحب مواہب اللدنیۃ المتوفی سنہ ۹۲۳ھ
اور کشف الظنون میں ہے۔ المواہب اللدنیۃ فی السیرۃ للشیخ الامام شہاب الدین احمد القسطلانی وہو کتاب جلیل القدر کثیر النفع الخ

[2] کشف الظنون میں ہے۔ ومن شروح المشهورة ايضاً شرح العلامة بدر الدين ابى محمد محمود العينى الحنفى المتوفى ۸۵۵ھ سنة خمس وخمسين وثمانمائة وهو شرح كبير ايضاً فى عشرة اجزاء وازيد وسماه عمدة القارى الى ان قال وحكى ان بعض الفضلاء ذكر لابن حجر ترجيح شرح العينى ... وبالجملة فان شرحه حافل كامل فى معناه لكن لم ينتشر كانتشار فتح البارى فى حيوة مؤلفه الخ - ای کشف الظنون ج ۲ ... عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان تسعة عشر مجلدا للامام بدر الدين محمود بن احمد العينى المتوفى ۸۵۵ھ خمس وخمسين وثمانمائة

بالجحفة وذلك اليوم بعد رجوعه من حجة الوداع ثم صعد النبي صلے الله عليه وسلم خطيبا مخاطبا معاشر المسلمين الست اولى بكم من انفسكم قالوا بلیٰ قال من كنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله وهذا الحديث اورده على رضي الله عنه يوم الشورى عندما حاول ذكر فضائله ولم ينكره احد الخ

آیا مین تم سے اولی نہین ہون تمھارے نفسون سے سبہون نے کہا سچ فرمایا آپ نے فرمایا حضرت نے جس کا مین مولا ہون اوس کے علی مولا ہین خداوندا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو اور مدد کر اوسکی جو مدد کرے علی کی اور چھوڑدے اوسکو جو چھوڑدے علی کو اور یہ حدیث وارد کیا تھا علی رضی اللہ عنہ نے یوم شوریٰ مین اوسوقت جسوقت کہ قصد کیا تھا آپ نے اپنے فضائل کا اور نہین انکار کیا کسی ایک نے۔

نیز زید بن ارقم کی مخرجہ حدیث (صحیح مسلم) مین رسولخدا کے آخر عمر کا خطبہ الوداعی اسی یوم غدیر خم (ما بین مکہ و مدینہ) کا ہے جو آگے نمبر (۱۱) مین آئیگا جس مین حضرت نے اپنے وفات کی خبر دی ہے اور خاص طور پر حدیث ثقلین مکرر ارشاد فرمایا ہے۔

اسی روایت زید بن ارقم مین غدیر خم کی تفصیل آجانے سے دیگر کتب مین اس مقام کی تصریح کی گئی ہے۔

چنانچہ ریاض النضرہ محب طبری جلد ثانی صفحہ ۱۷۰ مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ مین ہے۔

غدير خم موضع بين مكة والمدينة بالجحفة یعنی غدیر خم ایک جگہ ہے درمیان مکہ اور مدینہ قریب جُحفہ کے۔

اسلئے روایت محمد بن کعب قرظی کی مخرجہ سورۂ مائدہ کے نزول کی حجۃ الوداع مین درمیان مکہ اور مدینہ کے مدینہ ہی جو کل قرآن مجید ما بین دفتین مین مدینہ مذکور ہے امام احمد اور عبد بن حمید کی مخرجہ حدیث مین کل کا کل سورہ مائدہ نازل ہوا جس سورہ مائدہ کا آخری جزآیہ تبلیغ ہے پس جہان آیہ تبلیغ نازل ہوا وہین کل سورۂ مائدہ نازل ہوا۔ اور آیہ تبلیغ یوم غدیر ما بین مکہ و مدینہ نازل ہوا۔

اور آیہ تبلیغ کی تفسیر واقع صحیح بخاری کی شرح مین علامہ عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری صفحہ ۵۸۴ جلد ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین یون بیان فرماتے ہین۔

ص باب يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك

ذكر الواحدی[ع] من حديث الحسن بن محمد قال حدثنا علی بن عباس عن الاعمش وابی الحجاف عن عطيه عن ابی سعيد قال نزلت هذه الاية يا ايها الرسول

ش اے هذا باب فی قوله تعالیٰ يا ايها الرسول الآية

امام واحدی نے حسن بن محمد کے حدیث سے بروایت ابوسعید (خدری) ذکر کیا ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک بروز غدیر خم جناب علی بن ابیطالب کی شان مین نازل ہوا۔

ع کشف الظنون مین ہے۔ اسباب النزول للشیخ الامام ابی الحسن علی بن احمد الواحدی المفسر المتوفی ۴۶۸ھ + وھو اشہر ما صنف فیہ ۱۲ -

بلغ ما انزل الیک من ربک الآیۃ یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب وقال ابو جعفر محمد بن علی بن حسین معناہ بلغ ما انزل الیک من ربک فی فضل علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلما نزلت ھذہ الآیۃ اخذ بید علی وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقیل بلغ ما انزل الیک من حقوق المسلمین فلما نزلت ھذہ الآیۃ خطب علیہ السلام فی حجۃ الوداع۔

اور حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن حسین علیہم السلام سے روایت ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کے معنی یہ ہین کہ اے رسول پہونچا دو اس امر کو جو تمہارے رب نے علی بن ابیطالب کے فضل مین نازل فرمایا ہے چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پیغمبر صاحب نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جسکا مین مولا ہون اوسکے علی مولا ہین۔ اور کہا گیا ہے کہ آیہ بلغ ما انزل الیک مسلمانون کے حقوق کے بارے مین نازل ہوا ہے جب یہ آیہ نازل ہوا تو رسول اللہ صلعم نے حجۃ الوداع مین خطبہ پڑھا۔

حدیث مذکورہ سے آیہ تبلیغ کا نزول ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر مین درمیان مکہ و مدینہ کے حجۃ الوداع کے مراجعت مین نازل ہونا ثابت ہوگیا جس سے کل سورہ مائدہ کا نزول اسی یوم غدیر مین محقق ہوا۔ جس آخری آیہ تبلیغ کے نزول پر رسولخدا نے ایک عظیم الشان خطبہ فرمایا ہے جسکو احمد بن الفضل بن محمد باکثیر نے وسیلۃ المآل مین وارد کیا ہے ایک خطبہ جو عامر بن لیلی بن ضمرۃ اور حذیفہ بن اسید سے صـ۵۶ کتاب ہذا مین علامہ سمہودی کے جواہر العقدین سے نقل ہو چکا ہے دوسرا خطبہ یہ ہے جسکو عبقات الانوار ثقلین حصہ اول صـ۲۹۵ سے نقل کیا جاتا ہے۔

وعن حذیفۃ[1] بن اسید الغفاری او زید بن ارقم رضی اللہ عنہما قال لما صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع نھی اصحابہ عن شجرات بالبطحاء متقاربات ان ینزلوا تحتھن ثم بعث الیھن من یقم ما تحتھن من الشوک وعمد الیھن

حذیفہ بن اسید غفاری یا زید بن ارقم کہتے ہین کہ جسوقت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر آنے لگے تو حضرت نے اپنے اصحاب سے منع فرمایا کہ اون درختون کے نیچے نہ اترنا جو بطحا مین برابر لگے ہوئے ہین اس کے بعد حضرت نے کسی کو بھیجا کہ وہ جا کر اون درختون کے نیچے جھاڑو دیدے اور کانٹے صاف کردے اور حضرت اون درختون کے نیچے تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اسکے بعد حضرت کھڑے ہوئے اور اصحاب کو مخاطب کرکے

[1] یہ حذیفہ بن اسید صحابی ہین جنکا نام ابی سریحہ بھی ہے۔ جنکی حدیث کو محمد بن بشار بندار شیخ بخاری و ترمذی نے حدیث غدیر کی روایت اخراج کی ہے قال الترمذی حدثنا محمد بن بشار نا محمد بن جعفر نا شعبۃ عن سلمۃ بن کہیل قال سمعت ابا الطفیل یحدث عن ابی سریحۃ او زید بن ارقم شک شعبۃ عن النبی صلعم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔۔ ۔۔ و ابو سریحۃ ہو حذیفۃ بن اسید صاحب النبی صلعم۔

وسط قمهن ثم قام فقال يا ايها
الناس اني قد نبأني اللطيف الخبير
انه لن يعمر نبي الا نصف عمر
الذي يليه من قبله واني لاظن
اني يوشك ان ادعى فاجيب
واني مسئول وانكم مسئولون
فماذا انتم قائلون قالوا
نشهد انك قد بلغت وجهدت
ونصحت فجزاك الله خيرا فقال
اليس تشهدون ان لا اله الا
الله وان محمدا عبده ورسوله
وان جنته وناره حق وان
الموت حق وان البعث حق بعد
الموت وان الساعة اتية لاريب
فيها وان الله يبعث من في القبور
قالوا بلى نشهد بذلك قال اللهم اشهد
ثم قال يا ايها الناس ان الله مولاي وانا
مولى المؤمنين وانا اولى بهم من انفسهم
فمن كنت مولاه فهذا مولاه يعني عليا
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه
ثم قال ايها الناس اني فرطكم وانكم
واردون على الحوض اعرض مما بين
بصرى الى صنعاء فيه عدد النجوم قدحان
من فضة واني سائلكم حين تردون
على الحوض عن الثقلين فانظروا كيف
تخلفوني فيهما الثقل الاكبر كتاب الله
عزوجل سبب طرفه بيد الله وطرفه

ارشاد فرمایا اے گروہ مردم خداوند عالم نے مجھکو خبر دی
ہے کہ ہر نبی نے اوس نبی سے جو اوس سے پہلے گذرا نصف
عمر پائی ہے پس مین گمان کرتا ہون کہ میرا زمانہ رحلت
قریب ہے اور مجھسے سوال کیا جائیگا اور تم سے بھی کہ آیا
مین نے احکام الٰہی کو پہونچایا پس تم کیا کہنے والے ہو
سب نے کہا کہ ہم اسکے قائل ہین کہ آپ نے کما ینبغی ابلاغ
رسالت کیا اور سعی بلیغ کی اور نصیحت کی پس آپ کو خدا
جزائے خیر عطا فرمائے آنحضرت نے فرمایا آیا تم اسکی گواہی
نہین دیتے کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمد
اوسکا بندہ اور رسول ہے اور بہشت اور دوزخ حق
ہین اور بعث بعد موت حق ہے سب نے کہا بیشک ہم
ان سب امور کا اقرار کرتے ہین اسپر آنحضرت نے فرمایا
خدایا تو شاہد رہ پھر فرمایا ایہا الناس آگاہ ہو کہ اللہ میرا
مولا ہے اور مین مومنین کا مولا ہون اور مین تمہارے
لئے تمہارے نفسون سے اولی ہون پس جسکا مین مولا
ہون اوسکا یہ مولا ہے یعنی علیؑ بار الٰہی اوسکو دوست
رکھ جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو
دشمن رکھے پھر حضرت نے فرمایا ایہا الناس مین تم سے پہلے
پہونچونگا اور تم میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوگے
اسکا عرض زیادہ ہوگا فاصلہ مابین بصری اور صنعاء سے اور
اوسمین ہم عدد ستارہائے آسمان چاندی کے پیالے ہونگے
اور جب تم میرے پاس وہان پہونچوگے تو مین تم سے ثقلین
کے بارے مین سوال کرونگا کہ میرے بعد تم نے ان دونون کے
حق مین کیا کیا ثقل اکبر کتاب خدا ہے وہ ایک رسن ہے
جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ مین ہے اور دوسرا سرا تمہارے
ہاتھون مین پس اوس سے تمسک کرو تبدیل و ضلالت
سے محفوظ رہوگے اور ثقل (اصغر) میری عترت ہے تحقیق

بایدیکم فاستمسکوا به لاتضلوا ولا
تبدلوا وعترتی اهلبیتی فانه قد نبانی
اللطیف الخبیر انهما لن یفترقا حتی یردا علی
الحوض اخرجه الطبرانی[1] فی الکبیر والضیا
فی المختارة[2] من طریق سلمة بن کهیل عن ابی
الطفیل وهما من رجال الصحیح عنه بالشک فی
صحابیه هل هو حذیفة بن اسید او زید
بن ارقم واخرجه ابونعیم فی الحلیة وغیره من
حدیث زید بن الحسن الانماطی وقد حسنه الترمذی۔

حضرت لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک
دوسرے سے جدا نہونگے یہانتک کہ مجھے ملاقی ہون
اسکو طبرانی[1] نے معجم کبیر مین اور ضیا نے مختارہ[2] مین طریق
سلمہ بن کہیل سے ابو الطفیل کی سند سے نقل کیا ہے اور
یہ دونون رجال صحیح سے ہین اور اونکو شک ہے کہ کون
سے وہ ناقل صحابی ہیں حذیفہ بن
اسید ہین یا زید بن ارقم ہین نیز ابونعیم نے حلیہ وغیرہ
مین حدیث زید بن حسن انماطی سے نقل کیا ہے اور
ترمذی نے تحسین کی ہے اسکی آخر۔

اور زرقانی علی المواہب جلد ہفتم ص ۵ مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ مین ہے۔

وللطبرانی[1] وغیره باسناد صحیح انه
صلی الله علیه وسلم خطب بغدیر خم وهو
موضع بالجحفة مرجعه من حجة الوداع فذکر
الحدیث وفیه یا ایها الناس ان الله مولای
وانا مولی المومنین وانا اولی بهم من
انفسهم فمن کنت مولاه فعلی مولاه اللهم
وال من والاه وعاد من عاداه واحب
من احبه وابغض من ابغضه وانصر
من نصره واخذل من خذله
وادر الحق[2] معه حیث دار
وزعم بعض ان زیادة
اللهم وال الخ موضوعة
مردود بان ذلک جاء
من طرق صحح الذهبی

طبرانی وغیرہ نے صحیح اسناد سے روایت کی ہے کہ خطبہ
ارشاد فرمایا حضرت نے غدیر خم مین اور وہ ایک مقام
ہے جحفہ مین پلٹتے ہوے حجۃ الوداع سے بعد اسکے حدیث
غدیر کو ذکر کیا ہے اور اوس مین ہے کہ اے گروہ مردم
تحقیق کہ اللہ مولی ہے میرا اور مین مولی مومنین کا ہون
اور مین اونکے لئے اولی ہون اونکے نفسون سے پس جسکا مین
مولا ہون علی اوسکے مولا ہین خدایا دوست رکھ اوسکو
جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو
دشمن رکھے اور تو دوست رکھ اوسکو جو اون سے
دوستی رکھے اور بغض فرما اوس سے جو اون سے بغض
رکھے اور نصرت فرما اوسکی جو اونکی نصرت کرے اور نہ
نصرت کر اوسکی جو اونکی نہ نصرت کرے اور حق کو دایر
رکھ اونکے ساتھ جس طرف کہ یہ جائین اور بعض لوگون
کا گمان کرنا کہ اللہم وال من والاہ سے آخر تک جو زیادتی ہے

[1] کشف الظنون مین ہے۔ معجم الکبیر فی الحدیث للامام ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی الحافظ المتوفی ۳۶۰ھ
[2] اس حدیث کو ترمذی نے اپنے صحیح جلد ثانی مناقب علی علیہ السلام مین ان لفظون سے وارد کیا ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ علیا اللہم ادر الحق معہ حیث دار یعنی فرمایا رسالتماب صلعم نے علی علیہ السلام کے بارے مین اے اللہ علی کے ساتھ حق کو پھیر جس طرف علی پھر جائے۔ اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین وارد کرکے کہا ہے کہ ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین یعنی یہ حدیث صحیح ہے اور شرط بخاری ومسلم کے مطابق ہے

وروی الدارقطنی[1] عن سعد قال لما سمع ابوبکر وعمر ذلک قالا امسیت یا ابن ابی طالب مولی کل مومن ومومنة۔

وہ موضوع ہے یہ گمان مردود ہے اسلئے کہ یہ زیادتی آئی ہے طرق ذہبی سے بکثرت۔ اور حافظ دارقطنی نے سعد سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر اور عمر نے سنا قول پیغمبر (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کہا دونوں نے اے ابن ابیطالب آپ نے ایسی شام کی کہ کل مومن اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

اور معارج النبوۃ مطبوعہ مطبع مطلع نور لاہور ۱۲۹۲ھ آخر ص۲۱۳ مین ہے۔

آوردہ اند کہ بیشتر اصحاب تا بحدی کہ امہات مومنین رضی اللہ عنہم اجمعین امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ درین امر تہنیت بجا آوردند۔ لائے ہین کہ زیادہ تر صحابہ نے یہان تک کہ امہات مومنین نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو اس امر (ولایت) کی مبارکباد ادا فرمائی۔

"اور مولوی ولی اللہ لکھنوی نے مراۃ المومنین مین لکھا ہے۔ بالجملہ چون این حدیث در غدیر خم واقع شد ہر صحابی کہ از حضرت امیر ملاقات می کرد مبارکباد میداد۔

جو یہ حدیث غدیر رسول اللہ نے ارشاد کی تو صحابہ مین سے جو بھی حضرت امیر سے ملاقات کرتا وہ مبارکباد دیتا۔

اور تاریخ حبیب السیر جلد اول جزسوم ص۱۴۴ مین ہے۔

پس امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بموجب فرمودہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم در خیمہ نشست تا طوائف خلائق بلازمتش رفتہ لوازم تہنیت بہ تقدیم رسانیدند وازجملہ اصحاب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب ولایت مآب را گفت بخ بخ یا ابن ابیطالب اصبحت مولای و مولی کل مومن ومومنة یعنی خوشا حال تو اے پسر ابوطالب بامداد کردی در وقتیکہ مولای من و مولای ہر مومن و مومنہ بودی بعد ازان امہات مومنین برحسب اشارہ سید المرسلین بخیمہ امیر المومنین رفتہ شرط تہنیت بجا آوردند۔

یعنی تاریخ حبیب السیر مین ہے۔ کہ بعد حدیث غدیر کے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام موافق ارشاد پیغمبر صلعم خیمہ مین تشریف فرما ہوئے تاکہ گروہ صحابہ کا حضور امیر المومنین مین جاکر مراسم مبارکبادی بجالائے منجملہ گروہ صحابہ کے حضرت عمر بن خطاب نے جناب ولایت مآب کو بایں الفاظ مبارکبادی دی کہ مبارک ہو اے فرزند ابوطالب کہ آج کیا اچھی صبح کی کہ میرے اور کل مومنین اور مومنات کے مولا ہوئے۔

بعد ان حضرات صحابہ کے امہات مومنین نے بموجب فرمانے رسول اللہ صلعم کے خیمہ امیر المومنین علی علیہ السلام مین جاکر مراسم

---

[1] عبر ذہبی مین بوقایع ۳۸۵ھ کے ہے الدارقطنی ابوالحسن علی بن عمر بن احمد البغدادی الحافظ المشہور صاحب التصانیف فی ذی القعدة ولہ ثمانون سنة روی عن البغوی وطبقتہ ذکرہ الحاکم صار اوحد عصرہ فی الحفظ والفہم والورع واماما فی القراء والنحاة صادفتہ فرق ما وصف لی ولہ مصنفات یطول ذکرہا وقال الخطیب کان فرید عصرہ وقریع دہرہ ونسیج وحدہ وامام وقتہ قال القاضی ابوالطیب الطبری الدارقطنی امیر المومنین فی الحدیث

تہنیت کی ادا فرمائی۔

اسی واقعہ غدیر مین آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوا جس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی یہی حدیث مجاہد کے سند سے پہلے نقل ہو چکی ہے۔ جسکے بعد رسول اللہ صلعم اکیاسی شبانہ روز زندہ رہے۔

عین اکیاسوین روز رسول اللہ صلعم نے پھر حدیث ثقلین کو ارشاد فرمایا ہے دیکھو نمبر (۷) ابن سعد صفحہ ۱۵۴ و ۱۵۵ جسکو رسالتمآب صلعم نے عین وفات کے دن فرمایا اور اسی روز طلب قرطاس بھی فرمایا ہے۔ اور یہ تاریخ گیارہ ربیع الاول تھی اور یوم دوشنبہ تھا جو ۱۸ ذیحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک اکیاسی دن از روی حدیث اور ۹ ذیحجہ عرفہ سے گیارہ ربیع الاول تک ۹۰ دن یعنی تین مہینے (یہ مدت شاہ عبد العزیز اور شاہ عبد القادر کا مفروضہ) بلا سند ہے۔ تاہم دونون مدت گیارہ ربیع الاول پر ختم ہے۔ اور ۹ ذیحجہ عرفہ کو (سہ شنبہ) ہوتا ہے۔

چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ باب دہم طلب قرطاس مین ہے "کہ قبل ازین واقعہ بسہ ماہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل شدہ بود و مہر ختم بر آن گزاشتہ۔

یعنی طلب قرطاس کے ۹۰ دن (تین مہینے) پہلے آیہ کریمہ موصوفہ اکمال دین نازل ہو چکا تھا۔ عرفہ کا نزول ہرگز صحیح نہین ہے جو حضرت کے شکریہ سے خالی ہے۔ نیز تین مہینے کی مدت آخر عمر کی ابن عباس کے روایت کے معارض ہے اور آیہ تبلیغ کے نازل ہونے کے بعد اسی گیارہ ربیع الاول پر اکیاسی شبانہ روز ختم ہین اسلئے ابن عباس کی روایت اکیاسی یوم کی ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم سے حضرت کے آخر عمر کی حتماً و جزماً و یقیناً صحیح ہے جسکے چند گھنٹے کے بعد خاص غدیر خم مین آیہ اکمال دین نازل ہوا

بہر حال رسول اللہ صلعم نے یوم احتضار کو طلب قرطاس فرمایا ہے اور اس روز صبح سے حضرت کو قطعاً افاقہ ہو گیا تھا

چنانچہ الفاروق شبلی صفحہ ۶۳ مطبوعہ نامی پریس کانپور ۱۸۹۹ء مین ہے۔

"عین وفات کے دن آپکی حالت اسقدر سنبھل گئی تھی کہ لوگون کو بالکل صحت کا گمان ہو گیا تھا اور حضرت ابوبکر اسی خیال سے اپنے مکان کو جو مدینہ منورہ سے دو میل پر تھا واپس چلے گئے لیکن حضرت عمر وفات کے وقت تک موجود رہے آنحضرت نے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت حضرت عائشہ کے گھر انتقال فرمایا۔"

اور سیرت النبی شبلی حصہ ثانی حاشیہ صفحہ ۱۴۳ مین ہے۔

ابن اسحاق نے سیرت مین لکھا ہے کہ وفات دوپہر کو ہوئی لیکن حضرت انس بن مالک سے بخاری و مسلم مین روایت ہے کہ آخر یوم یعنی دوشنبہ کے آخر وقت مین وفات فرمائی

چنانچہ صحیح بخاری جلد اول باب التفات فی الصلوۃ مین ہے۔

قال البخاری حدثنا یحیی بن بکیر قال	بخاری نے کہا کہ حدیث کی ہم سے یحیی بن بکیر نے
حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن	کہا اونے کہ حدیث کی ہم سے لیث نے عقیل سے اونے ابن
شہاب قال اخبرنی انس بن مالک	شہاب زہری سے کہا اونے کہ خبر دی مجکو انس بن مالک نے

وتوفی من آخر ذلك اليوم -

کہ آخر یوم یعنی دوشنبہ کے آخر وقت مین وفات فرمائی۔

اور تیسیر القاری شرح صحیح بخاری جلد ۴ مین ہے -

قال البخاری حدثنا اسمعیل بن عبد الله قال حدثنی سلیمان بن بلال عن هشام بن عروة قال اخبرنی عروة بن الزبیر عن عائشة زوج النبی صلعم ان رسول الله مات وابو بکر بالسنح -

کہا بخاری نے کہ حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل بن عبد اللہ نے کہا حدیث بیان کی مجھسے سلیمان بن بلال نے ہشام بن عروہ سے کہا اونسے خبر دی ہمکو عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ زوجہ رسول خدا سے کہ رسول اللہ نے وفات کی اور ابوبکر سنح (جو مدینے سے ایک میل پر ہے) مین تھے -

رسالتمآب صلعم کا یوم احتضار (دوشنبہ) کے دن طلب قرطاس فرمانے کی یہ روایت دلالت کرتی ہے -

کتاب المرضی عن عبید الله بن عبد الله عن ابن عباس قال لما حضر رسول الله وفی البیت رجال فیهم عمر بن الخطاب قال النبی قد غلب علیه الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب الله فاختلف اهل البیت فاختصموا فمنهم من یقول قربوا یکتب لکم النبی کتابا لن تضلوا بعده ومنهم من یقول ما قال عمر الخ -

کتاب المرضی مین عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس بیان کرتے ہین کہ جب جناب رسالتمآب صلعم کا وقت رحلت قریب آیا اور گھر مین کچھ لوگ موجود تھے جنمین حضرت عمر بن خطاب تھے پیغمبر نے فرمایا لاؤ مین تمھین ایک نوشتہ لکھدون جسکے بعد تم گمراہ نہو تو عمر نے کہا کہ پیغمبر پر مرض نے غلبہ کیا ہے اور تمھارے پاس قرآن موجود ہے اور خدا کی کتاب ہمین کافی ہے (اسکے بعد) لوگ جو گھر مین حاضر تھے مختلف ہوگئے کوئی کہتا تھا کہ جو کچھ فرمایا ہے اسکی تعمیل کرو تمھارے لیے پیغمبر نوشتہ لکھدین جسکی وجہ سے گمراہ نہو اور کوئی وہی کہتا تھا جو عمر نے کہا تھا الخ۔

ایضاً کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة عن ابن عباس قال حضر النبی وفی البیت رجال فیهم عمر بن الخطاب فقال هلم اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده قال عمر ان النبی غلبه الوجع وعندکم القرآن فحسبنا کتاب الله - الخ -

اور کتاب الاعتصام والسنۃ مین ہے ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہین کہ جب حضرت کا وقت وفات قریب آیا اور گھر مین کچھ لوگ موجود تھے جن مین حضرت عمر بھی تھے تو آپ نے فرمایا کہ لاؤ مین تمھین ایک نوشتہ لکھدون جسکے بعد تم ہرگز گمراہ نہو تو عمر نے کہا کہ پیغمبر پر مرض نے غلبہ کیا ہے اور تمھارے پاس قرآن ہے تو ہمین خدا کی کتاب کافی ہے الخ

تیسری روایت صحیح بخاری کی جسمین یوم احتضار کی جگہ (اشتد بالنبی صلعم وجعہ) لایا گیا ہے - حالانکہ یوم احتضار حضرت کو بالکل افاقہ ہوگیا تھا -

فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد اول باب العلم ص۱۰۰ مین ہے -

حدثنا يحيى بن سليمان قال حدثني ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب عن عبيد الله بن عبد الله عن ابن عباس قال لما اشتد بالنبي صلى الله عليه وسلم وجعه قال ائتوني بكتاب اكتب لكم كتابا لا تضلوا بعده قال عمر ان النبي صلعم غلبه الوجع وعندنا كتاب الله حسبنا فاختلفوا وكثر اللغط قوموا عني ولا ينبغي عندي التنازع فخرج ابن عباس يقول ان الرزية كل الرزية ما حال بين رسول الله صلعم وبين كتابه۔

کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے کہا اونھون نے حدیث کی مجھے ابن وہب نے کہا اونھون نے خبر دی مجکو یونس نے ابن شہاب سے اونسے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اونسے ابن عباس سے کہا اونھون نے کہ جب آنحضرت پر مرض درد اونکے تکلیف کی شدت ہوی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے کاغذ دو تو مین تمھارے لئے ایک ایسا نوشتہ لکھدون جسکے بعد تم گمراہ نہو عمر نے کہا کہ پیغمبر پر مرض نے غلبہ کیا ہے اور ہمارے پاس خدا کی کتاب ہے وہ ہمین کافی ہے بس اتنا کہنے سے صحابہ مین اختلاف اور شور ہونے لگا تو آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے اوٹھ جاؤ اور میرے پاس اختلاف و تنازع نکرو پس سب لوگ اوٹھکر چلے گئے حضرت ابن عباس فرماتے تھے سب سے بڑی مصیبت وہ مصیبت تھی جو رسول اللہ صلعم اور آپکی کتابت کے درمیان حائل ہوئی۔

یہ واقعہ طلب قرطاس کا موت کے قریب مین واقع ہوا جسکی تائید کی یہ حدیث مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۳۴۶ مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ سے لکھی جاتی ہے

حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا موسى بن داود حدثنا ابن لهيعة عن ابي الزبير عن جابر ان النبي صلعم دعا عند موته بصحيفة ليكتب فيها كتابا لا يضلون بعده قال فخالف عليها عمر بن الخطاب حتى رفضها۔

بسلسلہ اسناد مذکورہ حضرت جابر سے مروی ہے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگا وقت موت کے صحیفہ جس پر کچھ لکھا لکھتے تا آنکہ لکھین اوس مین ایک نوشتہ نہ گمراہ ہون وہ (صحابہ) بعد اوس رقعہ کے کہا راوی نے پس مخالفت کی اوس پر عمر بن الخطاب نے یہان تک کہ چھوڑ دیا اوس صحیفہ کو یا بازگشت کی اوس سے۔

غرض کہ آج گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو طلب قرطاس کے مقدمہ مین حضرت عمر کا اختلاف اور رسول اللہ کا اپنی بارگاہ سے اوٹھا دینا اور جسکے بعد حضرت عمر کو حالت حیات مین زیارت رسول اللہ کی نصیب ہوئے نا ہے پھر بارہ ربیع الاول کو وفات رسول اللہ سے انکار کرا گیا۔

عبقات الانوار غدیر جلد اول صفحہ ۲۷۴ مین لکھا ہے کہ علامہ صفدی نے تاریخ وافی بالوفیات مین ابراہیم بن سیار نظام کے سند سے نقل کیا ہے

کہ صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی[1] نے کتاب وافی بالوفیات مین بہ ترجمہ ابراہیم بن سیار نقل کیا ہے کہ ابراہیم بن سیار بن ہانی البصری المعروف بالنظام المتوفی سنہ ۲۳۱ھ نے کہا۔ وقال نص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ان الامام علی وعینہ وعرفت الصحابة ذلک ولکن کتمہ عمر لاجل ابی بکر۔ اور کہا نص کی اور بیان صریح فرمایا رسول اللہ صلعم نے اس امر پر کہ امام ہین علی مرتضی اور معین کردیا انکو واسطے امامت اور خلافت کے اور پہچان لیا سب صحابہ نے ان کو امام امت اور خلیفہ رسول ولیکن چھپایا اس امر کو حضرت عمر نے بسبب ابوبکر کے۔

اب یہان پر مناسب ہے کہ بخاری کی صحیح اور تاریخ صغیر سے وہ روایتین نقل کیجائین جن مین رسول اللہؐ کی وفات کے ساتھ ساتھ حضرت ابوبکر کی وفات کو یوم (دوشنبہ) کی قید سے ذکر کیا گیا ہے بلکہ جس طرح وفات النبی دوشنبہ کے آخر وقت یعنی عشیہ دوشنبہ مین ہوا اوسی لحاظ سے وفات ابوبکر دوشنبہ کی شام شب سہ شنبہ مین کہا گیا ہے۔

صحیح بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین صفحہ ۱۶۵ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۰ھ اور تاریخ صغیر بخاری حصہ اول صفحہ ۱۸ مطبوعہ الہ آباد سنہ ۱۳۲۵ھ مین ہے۔

قال البخاری حدثنا معلی بن اسد حدثنا وهیب عن هشام عن ابیه عن عائشة قالت دخلت علی ابی بکر فقال فی کم کفنتم النبی صلعم قالت فی ثلاثة اثواب بیض سحولیة لیس فیها قمیص ولا عمامة وقال لها فی ای یوم توفی رسول اللہ ؐ قالت یوم الاثنین قال ارجو فیما بینی وبین اللیل فلم یتوف حتی امسی من لیلة الثلثاء ودفن قبل ان یصبح۔

بخاری کہتے ہین کہ حدیث کی ہم سے معلی بن اسد نے کہا حدیث کی ہم سے وہیب نے ہشام سے اونہون نے اپنے باپ (عروہ) سے اونہون نے عائشہ سے وہ بیان کرتی ہین کہ مین اپنے باپ ابوبکر کی خدمت مین حاضر ہوئی اونہون نے مجھسے دریافت کیا کہ رسول اللہؐ کو کتنے کپڑون مین کفن دیا مین نے عرض کی تین کپڑون مین جو سفید روئی کے تھے اوس مین عمامہ وقمیص داخل نہین تھے بعد اونہون نے کہا کہ کس روز رسول اللہؐ نے وفات پائی مین نے عرض کیا کہ دوشنبہ کے دن اوس وقت ابوبکر نے کہا کہ مین بھی امید کرتا ہون کہ ایسے ہی درمیان دوشنبہ اور سہ شنبہ کے مین بھی مرون پس نہین مرے مگر دوشنبہ کی شام شب سہ شنبہ مین اور اسی شب سہ شنبہ مین صبح سے پہلے دفن ہوگئے

---

[1] مع صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنے درر کامنہ مین اس عنوان سے بیان کیا ہے جسکے مختصر اجزا لکھے جاتے ہین۔ خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الادیب صلاح الدین الصفدی ابو الصفا ولد سنہ ست او سبع وتسعین وست مائة تقریبا ۔۔ اخذ عن الشہاب محمود وابن سید الناس وابن نباتة وابی حیان ونحوہم وسمع بمصر من یونس الدبوسی ومن معہ وبدمشق من المزی وجماعة ۔۔ ثم اخذ فی التالیف فجمع تاریخہ الکبیر الذی سماہ الوافی بالوفیات فی نحو خمسین مجلدة علی حروف المعجم ۔۔ وقال الذہبی فی حقہ الادیب البارع الکاتب شارک فی الفنون وتقدم فی الانشاء وجمع وصنف وقال ایضا سمع منی وسمعت منہ ولہ تآلیف وکتب وبلاغة وقال فی المعجم المختص الامام العالم الادیب البلیغ الاکمل طلب العلم وشارک فی الفضائل وساد فی الرسائل وقرأ الحدیث الخ مات بدمشق سنہ ۷۶۴ھ۔

وفی تاریخ صغیر بخاری ۱۹ قال البخاری قال ابونعیم توفی ابوبکر لثمان لیال بقین من جمادی الاخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ ۔

بخاری نے اپنی تاریخ مین کہا ہے کہ ابونعیم فضل بن دکین نے کہا کہ وفات حضرت ابوبکر ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ جبکہ اس مہینہ کے ختم کی آٹھ راتین باقی تھین واقع ہوئی ۔

دونون روایتون سے حضرت ابوبکر کی وفات ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ یوم دوشنبہ کے شام بعد مغرب شب سہ شنبہ مین برآمد ہوئی قبل اسکے رسول اللہ کی وفات انس بن مالک کی روایت سے یوم دوشنبہ کے آخر وقت مین واقع ہونا ۔ بخاری اپنے صحیح مین بیان کرچکے ہین ۔ چونکہ دوشنبہ کا آخر وقت شب سہ شنبہ سے اتصال کرتا ہے اسلئے اسوقت کو لفظ (عشیہ) سے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور حضرت ابوبکر کا اسی دوشنبہ و سہ شنبہ کے مابین اپنے مرنیکی آرزو کرنا انس کی روایت وفات نبی کا آخر یوم پر واقع ہونے کو توی ترکرتا ہے ۔

حدیث مذکورہ کی شرح مین حافظ ابن حجر عسقلانی[1] فتح الباری شرح صحیح البخاری باب موت یوم الاثنین کتاب الجنائز مین یہ بیان دیتے ہین

قیل ذکر لها ذلك بصیغة الاستفهام توطیة لها للصبر علی فقده واستلطافا لها بما یعلم انه یعظم علیها ذکر ما فی بدایة لها بذلك من ادخال الغم العظیم علیها لانه یبعد ان یکون ابوبکر نسی ما سأل عنه مع قرب العهد ویحتمل ان یکون السوال عن قدر الکفن علی حقیقته لانه لم یحضر ذلك لاشتغاله بامر البیعة واما تعین الیوم فنسیانه ایضا محتمل لانه دفن لیلة الاربعاء فیمکن ان یحصل التردد هل مات یوم الاثنین او الثلاثاء ۔

شارح کہتے ہین کہ حدیث عایشہ سے مروی ہے اسکے متعلق بعض لوگون کا خیال ہے کہ ابوبکر نے جو استفہام کے صیغہ کے ساتھ کفن رسول کے متعلق عایشہ سے سوال کیا تو وہ عایشہ کے تسلی دلاسہ کی بنا پر تھا اور اس غم والم کی یاد تازہ کرنی مقصود تھی جو عایشہ کو رسول کی وفات سے ہوا تھا ۔ مگر یہ بعید ہے کہ ابوبکر سا صحابی باوجود زمانہ رسول مین ہونے کے رسول کے کفن کے متعلق سوال کرے اسکے علاوہ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ چونکہ ابوبکر دفن کفن رسول کے وقت حاضر نہ تھے بلکہ امر بیعت مین مشغول تھے لہذا اونکو کیا خبر کہ کتنے کپڑون مین رسول کو کفن دیا گیا اور کیسے دفن ہوئے ۔ اور وفات کے دن کے تعین کے متعلق جو سوال کیا تھا وہ بھی ٹھیک ہے اسلئے کہ رسالتمآب شب چہارشنبہ مین دفن ہوئے ہین ۔ لہذا ممکن ہے کہ ابوبکر کو یہ احتمال ہو کہ آپ نے دوشنبہ کو انتقال فرمایا یا سہ شنبہ کو اور صحیح دن کو بھول گئے ہون ۔

[1] طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے ۔ ابن حجر شیخ الاسلام و امام الحفاظ فی زمانہ وحافظ الدیار المصریۃ بل حافظ الدنیا مطلقا قاضی القضاۃ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی الکنانی العسقلانی ثم المصری الحکم بطولہ ۔ المتوفی ۸۵۲ھ

جبکہ رسول اللہ کی وفات آخر یوم دوشنبہ کے آخر وقت یعنی شام کو خود صحیح بخاری ثابت کرتی ہے تسمیں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر اوسوقت نہ تھے بلکہ مدینہ سے باہر دو میل پر موضع سنح مین تھے۔ اگر دن کا کچھ حصہ باقی بھی تھا تو وہ بھی فرا دیر مین گزر گیا اور شب آگئی۔ اسلئے لوگون نے وفات کا وقت دن چڑھے کا بیان کیا ہے اور اسیوقت کو ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ ہجرت کے دن حضرت کے داخلہ مدینہ سے تطبیق دی ہے۔

چنانچہ ابن[1] اثیر جزری نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد اول مطبوعہ ۱۲۸۶ھ ذکر وفاۃ و مبلغ عمرہ صفحہ ۳۳ و ۳۴ مین لکھا ہے۔

عن انس وتوفی اٰخر ذلك الیوم قال	انس سے مروی ہے کہ وفات رسول اللہ آخر وقت
ابو عمر[2] ثم بدئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و	دوشنبہ کے دن ہوئی کہا ابوعمر نے پھر شروع ہوا وہ
سلم مرضہ الذی مات فیہ یوم الاربعاء[3]	مرض رسول اللہ جس مین حضرت کی وفات واقع ہوئی
للیلتین بقیتا من صفر سنۃ احدی عشرۃ	وہ چہارشنبہ کا دن تھا جبکہ دو راتین ماہ صفر ۱۱ھ
××× وقبض یوم الاثنین ضحیٰ فی الوقت	کی باقی تھین یعنی ۲۸ صفر چہارشنبہ کو اور وفات ہوئی
دخل فیہ المدینۃ لاثنتی عشرۃ خلت	دوشنبہ کے دن بوقت ضحیٰ یعنی دن چڑھے ۱۲ ربیع الاول
من ربیع الاول ودفن یوم الثلاثاء حین	کو جس مین اسیوقت حضرت مدینہ منورہ مین داخل
زاغت الشمس وقیل بل دفن	ہوئے اور دوپہر ڈھلے سہ شنبہ کے دن دفن ہوئے اور
لیلۃ الاربعاء۔	یہ بھی کہا گیا ہے بلکہ شب چہارشنبہ مین دفن ہوئے

چونکہ انس کی روایت صحیح بخاری کی ہے اور جسکو زہری نے روایت کی ہے ہر دو وجہ سے انس کی روایت اصح روایات سے ماننے جانیکے لائق ہے نیز وہ وقت شب سہ شنبہ سے متصل تھا اسی لئے حضرت ابوبکر نے دوشنبہ اور شب سہ شنبہ کے درمیان اپنے مرنے کی تمنا کی تھی۔

لیکن جب لوگون نے دیکھا کہ انس کی روایت سے وفات کے دن ابوبکر کی خلافت نہین قرار پاتی کیونکہ وہ غیر حاضر تھے اور موسم[4] سرما کی وجہ سے جو کچھ تھوڑا وقت بھی رہا وہ قابل گنجایش نکالنے کے نہین تھا بالفرض اگر آدمی اطلاع کیلئے بھیجا جائے تو پہونچتے پہونچتے یا ابوبکر کے آنے تک شب کا ہو جانا یقینی ہے۔ اور حضرت ابوبکر اور صحابہ کے پہونچنے کے بعد کوگ آئے ہین مثلاً حضرت عمر اور ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ۔

مگر حافظ ابن کثیر جنکا ماخذ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ہے اسلئے اونھون نے اپنی تاریخ بدایہ و النہایہ مجلد ثانی مین بذکر خلافت ابوبکر اسیکو اختیار کیا ہے بلکہ جو کچھ باقی تھا وسکو بھی پورا کر دیا یہانتک کہ اوسی دوشنبہ کے دن مسجد نبوی مین بیعت عامہ ہونا بھی لکھدیا وہ یہ ہے

---

[1] ابوبکر اسدی کی طبقات شافعیہ مین ہے علی بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد العلامہ عز الدین ابو الحسن الشیبانی الجزری المورخ الحافظ المعروف ابن الاثیر اخو مجد الدین صاحب النہایہ + + متوفی ثلثین وستمائۃ ۶۳۰ھ

[2] متوفی او تاریخ سنۃ ثلاث و ستین و اربع مائۃ ابوعمر ابن عبد البر صاحب الاستیعاب حافظ الغرب (تاریخ ابن الوردی)

[3] قال ابن اسحاق ذلك یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدئ برسول اللہ صلعم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس حقد لاسامۃ لواء بیدہ۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۸ باب بعث النبی اسامۃ بن زید)

[4] دیکھو صفحہ ۳۲ کتاب ہذا کا ساتوان شعر نمبر ۲۶

توفی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول علی المشہور وذلک سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ ذلک فی ضحی ذلک الیوم فاشتغل الناس ببیعۃ الصدیق علیہ فی سقیفۃ بنی ساعدۃ ثم المسجد النبوی کانت البیعۃ العامۃ علیہ فی صبیحۃ یوم الاثنین

وفات النبی دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ جیسا کہ مشہور ہے دن چڑھے دوشنبہ کے دن واقع ہوئی پس لوگ ابوبکر کی بیعت کو سقیفہ بنی ساعدہ میں مشغول ہوئے بعد کو جو دن شنبہ آئی تھا بیعت عامہ مسجد نبوی میں واقع ہوئی۔

وفی کنز العمال عن عروۃ قال ان ابابکر وعمر رضی اللہ عنہما لم یشہدا دفن النبی کان فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا۔

(ج۔ ۳ صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

کنز العمال میں عروہ سے مروی ہے کہ پیغمبر صاحب کے دفن کے وقت حضرت ابوبکر و عمر موجود نہ تھے بلکہ ابوبکر سقیفہ بنی ساعدہ ایمع انصار میں تشریف رکھتے تھے اور قبل اسکے کہ یہ دونوں صاحب وہاں سے واپس آئیں رسول اللہ دفن ہو چکے تھے۔

اگر حافظ ابن حجر عسقلانی کے بیان کے مطابق دفن رسول اللہ شب چہار شنبہ میں ہو تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا رسول اللہ کے دفن میں نہ شریک ہونے کی کیا وجہ ہوئی جس سے بھی صریح معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ سہ شنبہ کے دن بعد دوپہر دفن ہو گئے جیسا کہ ابن اثیر نے بیان کیا ہے اور شب چہار شنبہ کا دفن لفظ قیل یعنی ضعیف قول سے ہے نیز ابن سعد کی مختصر روایت نمبر (۱) صفحہ ۱۳۶ و ۱۴۱ ملاحظہ کرو جسمیں اول راوی عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب ہے جن سے بخاری و مسلم نے اپنے اپنے صحیح میں تاریخ سفر حجۃ الوداع کی روایت کی ہے اور وہ روایت وفات و دفن کی سعید بن مسیب تک اور اسی میں دوسری روایت ہے جو جناب امیر علیہ السلام تک منتہی ہوتی جسمیں دوشنبہ کو انتقال اور سہ شنبہ کو دفن ہے یہ عمدہ اور صحیح روایتوں سے ہے چونکہ دوسرا وقت شب چہار شنبہ سے اتصال کرتا ہے اسلئے ابن اسحاق نے مدت خلافت ابوبکر کا تعین اسی شب ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۳ھ سے کیا ہے اور یہ ٹھیک بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ معارف ابن قتیبہ چھاپہ فرنگستان صفحہ ۸۵ ترجمہ ابوبکر میں مذکور ہے۔

قال ابن اسحاق فکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشہر وتسع لیال

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ مدت خلافت ابوبکر دو سال تین مہینے نو راتیں ہیں۔

ابن اسحاق کے بیان کے مطابق آخر کی ۹ راتیں بارہ ربیع الاول کی شام تیرھویں شب سے شروع ہوتی ہیں کیونکہ تیرہ میں نو جمع کرنے سے بائیس ۲۲ ہونگے۔ اور ۱۲ ربیع الاول جو ۲۸ صفر کا چودھواں دن یعنی چہار شنبہ کا چودھواں روز سہ شنبہ ہوا پس تیرھواں دن گیارہ ربیع الاول دوشنبہ ہوتا ہے اور وفات النبی دوشنبہ کے دن ہے جبکی شام کو انتقال اور صبح بارہ ربیع الاول سہ شنبہ کو دن چڑھنے کے بعد حضرت ابوبکر وغیرہ کا آنا اور سقیفہ میں جانا وہاں خلافت کے معاملہ میں انصار سے معرکہ آرائی کرنا جسکے بعد ابھی

لہ غیاث اللغات میں ہے۔ سقیفہ ایوانے بود نہان کہ عرب برائے شورہ باطل در آں جمع می شدند بجائے مشورہ و گفتن بیہودہ را گوئید (منتخب)

ےہ لیکن معارف ابن قتیبہ طبع یورپ صفحہ ۸۵ میں ہے (بیعۃ العامۃ یوم الثلاثاء) یعنی بیعت عامہ بروز سہ شنبہ ہوئی

سہ دول الاسلام ذہبی میں ہے۔ محمد بن اسحاق بن یسار المدنی صاحب السیرۃ الذی یقول فیہ شعبۃ کان ابن اسحاق امیر المومنین فی الحدیث یعنی ابن اسحاق بن یسار صاحب سیرۃ کے بارے میں شعبہ کا قول ہے کہ وہ امیر المومنین فی الحدیث ہے۔

لہ بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۴ پر دیکھو

اوسوقت ہوئی جبکہ رسول اللہ دفن ہو چکے یہ حساب تیرھوین شب سے موافق بیان ابن اسحاق کے معلوم کر چکے۔

اب اونکے استاد امام زہری کا بیان ہے جنھون نے بارھوین شب ربیع الاول سے ابتدای خلافت ابوبکر کا شمار کیا یعنی گیارہ کی شام سے۔

چنانچہ طبقات ابن سعد۔ جز ثالث قسم اول صہ ۱۴۳ مطبوعہ لیدن ۱۳۲۱ھ سے یہ حدیث نقل ہے۔

قال ابن سعد اخبرنا محمد قال حدثنی اسامة بن زيد الليثي عن محمد بن حمزة بن عمرو عن ابيه قال اخبرنا عمر بن عمران بن عبد الله بن عبد الرحمن بن ابي بكر الصديق عن عمر بن حسين مولى آل مظعون عن طلحة بن عبد الله بن عبد الرحمن ابن ابي بكر قال واخبرنا محمد بن عبد الله (ابن اخي الزهري) عن الزهري عن عروة عن عائشة قالوا اول بدء مرض ابي بكر انه اغتسل يوم الاثنين لسبع خلون من جمادى الآخرة وكان يوما باردا فحم خمسة عشر يوما ... وتوفي ليلة الثلاثاء لثمان ليال بقين من جمادى الآخرة سنة ثلاث عشرة من مهاجر النبي صلعم فكانت خلافته سنتان وثلاثة اشهر وعشر ليال ... وتوفي رحمه الله وهو ابن ثلاث وستين سنة مجمع على ذلك في الروايات كلها استوفى سن رسول الله كان ابو بكر ولد بعد الفيل بثلاث سنين

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہا اونھون نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسامہ بن زید لیثی نے محمد بن حمزہ بن عمرو سے اونے اپنے باپ سے کہا اور خبر دی ہمکو عمر بن عمران بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق نے عمر بن حسین مولی آل مظعون سے اونے طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن ابن ابی بکر صدیق سے کہا اور خبر دی ہمکو محمد بن عبد اللہ ابن اخی الزہری نے زہری سے اونے عروہ سے اونے حضرت عائشہ سے کہا اونھون نے ابتدای بیماری ابوبکر کی تحقیق غسل کیا ابوبکر نے سات جمادی الثانی یوم دوشنبہ کو اور وہ دن بہت سرد تھا پس پندرہ ۱۵ دن تک بخار رہا ... اور وفات پائی ابوبکر نے شام کو شب سہ شنبہ مین جبکہ آٹھ راتین ماہ جمادی الثانی ۱۳ھ کی باقی تھین یعنی ۲۲ جمادی الثانی کو اور خلافت آپکی دو سال تین مہینے دس راتین اور وقت وفات اپنے ۶۳ سال کے تھے اسپر اجماع ہے کل روایت مین پورا کیا سن رسول اللہ کو اور ابوبکر کی پیدایش سنہ فیل کے تین سال بعد ہوئی۔

روایت مذکورہ سے وفات حضرت ابوبکر ۲۲ جمادی الثانی کی شام شب سہ شنبہ مین ہونا مطابق تاریخ صغیر بخاری کے معلوم ہو گیا اور کل حدیث خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے دس راتون کی ہے جو آخری مدت دس شبونکی بارھوین ۱۲ شب بائیسوین تک دس راتون کی ہوتی ہے جو گیارہ کی شام کو بارھوین شب کا آغاز ہوتا ہے اور ابن اسحاق کی روایت کے مطابق

ع اور شعبہ بخاری کے مخرجہ حدیث کے مطابق امیر المومنین فی الحدیث ہے چنانچہ صحیح ترمذی کتاب العلل مین ہے۔

قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمٰعیل نا عبد اللہ بن ابی الاسود نا ابن مہدی قال سمعت سفیان یقول شعبۃ امیر المومنین فی الحدیث کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے محمد بن اسمٰعیل بخاری نے کہا حدیث کی ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے کہا حدیث کی ہم سے ابن مہدی نے کہا سنا مین نے سفیان سے کہ کہتا تھا شعبہ امیر المومنین فی الحدیث ہے" پس محمد ابن اسحاق بخاری کے نزدیک بھی امیر المومنین فی الحدیث قرار پایا۔

اور سیرت شبلی جلد اول صفحہ ۲۶ مین ہے۔ "ابن اسحاق کی نسبت اگرچہ امام مالک اور بعض محدثین نے جرح کی ہے تاہم انکا یہ رتبہ ہے کہ امام بخاری رسالہ جزء القراۃ مین انکی سند سے روایتین نقل کرتے ہین اور اونکو صحیح سمجھتے ہین۔ اور تاریخ مین تو اکثر واقعات انھین سے لیتے ہین"

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۲

۲۸ صفر چہارشنبہ کا دن تھا جس کا تیرھواں دن گیارہ ربیع الاول دوشنبہ تھا جسکے آخر یوم پر انتقال رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکی شام شب بارھویں ربیع الاول (سہ شنبہ) سے شروع ہوتی ہے۔

فی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔ جلد ۱ ص ۴۳۷ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں ہے۔

وفی حدیث ابویعلی باسنادہ عن انس انہ توفی اخر نھار یوم الاثنین۔

حافظ ابویعلی نے اپنے سند سے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ وفات رسول اللہ آخر دن یعنی دوشنبہ کے آخر وقت میں واقع ہوئی۔

اس حدیث انس کے مطابق جبکہ دوشنبہ کے آخر دن پر آفتاب رسالت غروب ہوگیا اور شب سہ شنبہ آگئی تو یہ شب گزر کر سہ شنبہ کے دن حضرت کا دفن ہونا روایت اور درایت دونوں کے مطابق صحیح ہے[1] اور جسکی آنے والی شب چہارشنبہ ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ سے ۱۳ ربیع الاول ۱۳ھ تک دو سال اور ۱۳ جمادی الآخرہ تک تین مہینے اور ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو ۹ راتیں کامل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی ابن اسحٰق کے قول سے صحیح صحیح آگئی۔

اور جو حساب امام زہری نے دس راتوں کا شمار کیا ہے وہ وفات پاتے ہی جناب رسالتمآب کے محسوب کیا ہے حالانکہ ابوبکر دوسرے دن ۱۲ ربیع الاول کو آئے ہیں۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں نے وفات النبی بارہ ربیع الاول کو دن چڑھے بیان کیا ہے[2] تاکہ خلافت ابوبکر وفات رسول اللہ کے دن سے قرار پاجائے۔

جس طرح ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) کی جگہ حضرت عائشہ کی روایت میں (دوشنبہ) غلط لایا گیا ہے ویسے ہی دوسری روایت حضرت عائشہ میں ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ وفات ابوبکر میں (سہ شنبہ) کے بجائے (دوشنبہ) غلط ہے۔

پہلے ہم اسی حدیث مخرجہ ابن سعد کا ذکر کرتے ہیں جسکے اسناد طویلہ کو چھوڑ کر محدثین نے بیان کیا ہے۔

چنانچہ ابن اثیر جزری نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴ مطبوعہ ۱۲۸۶ھ آخر اسناد سے اس طرح وارد کیا ہے۔

عن محمد بن سعد حدثنا محمد بن عمر حدثنا محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزھری) عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ قالت کان اول مرض ابی بکر انہ اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الآخرۃ الخ۔

اور یہی حدیث صرف وفات ابوبکر تک تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۳۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ میں بعبارت ہے۔

اخرج الواقدی والحاکم عن عائشۃ قالت کان اول بدء مرض ابی بکر انہ اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الاخرۃ الخ

[1] وسیلۃ النجاۃ ملا محمد مبین لکھنوی فرنگی محلی کے صفحہ ۳۰ میں ہے۔ ودر موطا گفتہ کہ وفات آنحضرت روز دوشنبہ و دفن او روز سہ شنبہ۔

[2] (توثیق موطا) سیرۃ النبی شبلی ج۔ اول صفحہ ۳۸۵ میں ہے۔ لیکن موطائے امام مالک میں جس کی نسبت امام شافعی کا قول ہے کہ آسمان کے نیچے (قرآن کے علاوہ) کوئی کتاب اس سے زیادہ صحیح نہیں۔

نیز حدیث مذکورہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للعلامہ قسطلانی (جلد ۳ صفحہ ۴۰۳) مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ - باب فضل موت یوم الاثنین مین ہے

عند ابن سعد من طریق الزہری عن عروۃ عن عائشۃ اول بدء مرض ابی بکر انہ اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الآخرۃ وکان یوماً بارداً فحم خمسۃ عشر یوماً ومات مساء لیلۃ الثلاثاء لثمان بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ۔

یعنی ابن سعد نے زہری کے طریق اور عروہ و عائشہ کے سند سے روایت کی ہے کہ اول ابتداء مرض ابوبکر ۷ جمادی الثانی دوشنبہ کے دن نہانے سے پیدا ہوا اور وہ دن سرد تھا پس پندرہ دن بخار آیا اور بائیس ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کی شام شب سہ شنبہ مین انتقال فرمایا۔

جسکے معنی یہ ہوئے کہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو دوشنبہ تھا جسکی شام کو بعد مغرب شب سہ شنبہ مین وفات حضرت ابوبکر واقع ہوئی جبکہ ۷ جمادی الثانی کو دوشنبہ تھا تو جمادی الثانی کو سہ شنبہ ہوا پس ۱۵ اور ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو سہ شنبہ جس کی آنے والی شب چہارشنبہ مین رحلت واقع ہونا روایت مذکورہ سے برآمد ہوا جسکا حساب صاحب روضۃ المناظر نے ٹھیک لگایا ہے۔

چنانچہ روضۃ المناظر ابن شحنہ حلبی حنفی (یہ تاریخ کامل کے گیارھوین جلد کے حاشیہ پر ہے) مطبوعہ مصر ۱۳۰۳ھ جسکے صفحہ ۱۱۵ پر ہے

وتوفی ابوبکر لیلۃ الاربعاء لثمان بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ۔

ابوبکر کی وفات شب چہارشنبہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ جبکہ اس مہینے کی آٹھ راتین باقی تھیں واقع ہوئی

پس روایت مذکورہ ۲۲ جمادی الثانی یوم دوشنبہ کی خود حضرت عائشہ کے بیان سے باطل ہوگئی اور ابن اسحق کی روایت سے ۲۳ جمادی الثانی کو جمعہ کے دن رحلت ابوبکر ہے جس سے ۲۲ جمادی الثانی کو (پنجشنبہ) اور آنے والی شب جمعہ مین انتقال ہونا پایا جاتا ہے جیسا کہ قبل اسکے ہم لکھ آئے ہین۔ اور دیکھو نقشہ (دوم)۔

جیسے ابن سعد نے محمد بن عمر سے انھون نے محمد بن عبداللہ ابن اخی الزہری سے انھون نے زہری سے انھون نے عروہ[۱] اور عائشہ کی سند سے کل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے دس راتون کی روایت کی ہے دیکھو صفحہ ۲۰۲ ویسے ہی ابن سعد نے انھیں اسناد کے ساتھ بارہ ربیع الاول وفات النبی کی روایت کی ہے دیکھو صفحہ ۱۴۵

یہ ابن سعد کی روایت اسی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے ساتھ ہے جس سے ۱۱ ربیع الاول دوشنبہ ہوتا ہے۔ اس تاریخ پر رسول اللہ کے ۶۳ سال عمر کے اور ۲۳ سال تبلیغ کے اور دس ۱۰ برس مدینہ منورہ مین ٹھہرنے کے ہوتے ہین اسی تاریخ پر ۶۳ سال عمر کے صحیح بخاری جلد ۳ باب وفات النبی کی یہ روایت ہے جو ابن شہاب زہری و عروہ و عائشہ سے مروی ہے۔

[۱] عروہ بن زبیر المتوفی ۹۴ھ حضرت زبیر کے بیٹے حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے تھے حضرت عائشہ کے آغوش تربیت مین پلے تھے سیرت اور مغازی مین کثرت سے انکی روایتیں ہین ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین انکے متعلق لکھا ہے کان عالماً بالسیرۃ صاحب کشف الظنون نے مغازی کے بیان مین لکھا ہے کہ بعض کی رائے ہے کہ فن مغازی کی پہلی کتاب انھیں نے مدون کی۔ (منقول از سیرت النبی شبلی۔)

قال البخاری حدثنا عبد اللہ بن یوسف حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ ان رسول اللہ صلعم توفی وھو ابن ثلاث وستین قال ابن شہاب واخبرنی سعید بن المسیب مثلہ۔

بخاری کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے لیث نے عقیل سے اُسنے ابن شہاب زہری سے اُسنے عروہ بن زبیر سے اُسنے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلعم ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور کہا ابن شہاب زہری نے کہ خبر دی ہم کو سعید بن مسیب نے مثل اُس کے

روایت مذکورہ کی تائید مین انھین اسناد یعنی زہری کے طریق اور عروہ و عائشہ کی سند سے یہ صحیح حدیثین صحیح ترمذی جلد ثانی باب وفات و عمر رسول اللہ سے نقل کی جاتی ہین۔

قال الترمذی حدثنا العباس العنبری والحسین بن مھدی البصری قالا نا عبد الرزاق عن ابن جریج قال اخبرت عن ابن شہاب الزہری عن عروۃ عن عائشۃ وقال الحسین بن مھدی فی حدیث ابن جریج عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ ان النبی صلعم مات وھو ابن ثلاث وستین ھذا حدیث حسن صحیح وقد رواہ ابن اخی الزہری (محمد بن عبد اللہ) عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ مثلہ۔

ترمذی کہتے ہین کہ حدیث بیان کی ہم سے عباس عنبری اور حسین بن مہدی بصری نے کہا دونوں نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبد الرزاق نے ابن جریج سے کہا اُس نے مجھے ابن شہاب زہری سے خبر ملی ہے اُسنے روایت کی عروہ سے اُس نے عائشہ سے اور کہا حسین بن مہدی نے اپنی حدیث میں یہ روایت ابن جریج سے اُس نے زہری سے اُس نے عروہ سے اُسنے عائشہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے کہ وہ ۶۳ سال کے تھے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا اسکو زہری کے بھتیجے محمد بن عبد اللہ نے زہری سے اُسنے عروہ سے اُس نے عائشہ سے مثل اسکے

اس حدیث کی اسناد سے اوپر والی کُل روایات مدت خلافت حضرت ابو بکر والی اور ۶۳ سال رسول اللہ کے عمر کی اور ۱۲ ربیع الاول کے وفات کی حسن صحیح ثابت ہوگئیں جس مین مدت خلافت اول دو سال تین مہینے دس راتوں کی گیارہ ربیع الاول ۱۳ھ کے شام بارھوین ربیع الاول کی شب سے متحقق ہوتی ہے جبکے مراجعت سے یکم ربیع الاول کو جمعہ اور ۲۹ صفر کو (پنجشنبہ) اور حجکے پلٹتے ہوئے راستہ مین ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو (پنجشنبہ) ستر دن پر اور ۹ ذیحجہ عرفہ کو (سہ شنبہ) ۷۹ دنون پر واقع ہوتا ہے جب اسمین گیارہ دن ربیع الاول کے ملائے جائین تو ۹۰ دن کی مدت ہوتی ہے اور اگر ستر دن مین (جو ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ہین) گیارہ شبانہ روز ربیع الاول کے ملائے جائین تو اکیاسی شبانہ روز کی مدت ہوتی ہے اسی مدت کو حافظ ابن جریج نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ کے زندہ رہنے کی روایت وارد کی ہے پس گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو وفات النبی ۶۳ سال عمر کے دس سال مدینہ منورہ

مین قیام کے اور دس سال مکہ مین تاریخ نزول وحی سے جملہ بیئس سال تبلیغ کے اور ۱۳ دن کُل مدت بیماری کے اور اکیاسی دن آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد سے پورے پورے آگئے پس صحیح بخاری کی کُل روایتین عرفہ جمعہ والی جو شکوک بھی تھین وہ روز روشن کی طرح کئی روز کے فاصلہ سے غلط ہو کر باطل اور دروغ ہوگئین ابو سعید خدریؓ اور براء بن عازبؓ کا بیان ۱۸ ذوالحجہ پنجشنبہ والا صحیح ترین روایت سے ثابت و متحقق ہوگیا۔

قبس اسکے اتقان سیوطی سے حافظ ابن مردویہ کی مخرجہ حدیث ابو سعید خدری و ابوہریرہ کے سند والی جسکو علامہ عینی نے عرفہ جمعہ کے روایت کے وجہ سے لا صحیح کہا تھا وہ بالکل صحیح ہوگئی نیز دوسری حدیث تفسیر درمنثور سیوطی مجلد ثانی کے ۲۵۹ کی حافظ ابن مردویہ اور حافظ ابن عساکر کی مخرجہ ابو سعید خدری کے سند سے اور حافظ خطیب بغدادی اور ابن مردویہ اور ابن عساکر کی ابوہریرہ کی سند والی قطعاً صحیح ثابت ہوگئی جو تین حفاظ حدیث اور دو صحابہ سے مروی ہے اور جو آیہ تبلیغ (یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی یوم کی مدت سے مطابقت کرتی ہے۔ وہ یہ ہے:-

عن ابی سعید الخدری قال لما نصب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علیاً یوم غدیر خم فنادیٰ لہ بالولایۃ ہبط جبرئیل علیہ بہذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم عن ابی ہریرۃ قال لما کان یوم غدیر خم وھو یوم ثمانی عشر من ذی الحجۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل اللہ الیوم اکملت لکم دینکم

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جب رسولخداؐ نے جناب علی علیہ السلام کو غدیر خم مین نصب کیا اور علی علیہ السلام کے ولایت کی ندا کی تو جبرئیل علیہ السلام آیہ الیوم اکملت لکم دینکم لیکر نازل ہوئے اور یہی مضمون) ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جب یوم غدیر خم اور وہ اٹھارھوین ذیحجہ تھی رسولخداؐ نے فرمایا جس کا مین مولا ہون اُس کا علی مولا ہے تو خداوند عالم نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل فرمایا۔

اسی ۱۸ ذیحجہ کے بعد رسولخداؐ اکیاسی دن زندہ رہے جو گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو آخر دن پر رحلت ہے پس وفات پاتے ہی جناب علی علیہ السلام حضرت کے قائم مقام ہوگئے اور جو مثل جناب یوشع پیغمبر قائم مقام حضرت موسیٰؑ کے تیس سال زندہ رہے اسی بارے مین صحیح ترمذی باب ماجاء فی الخلافۃ مین ہے۔

عن سفینۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الخلافۃ فی امتی ثلاثون سنۃ ثم ملک بعد ذلک الخ

سفینہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ خلافت میری اُمت مین ۳۰ سال تک ہے پھر بعد اسکے بادشاہی ہے

اسی حدیث کی تائید باب ماجاء فی الخلفا یکون بعدی اثنا عشر امیراً۔ یعنی باب خلفا کے بیان مین کہ میرے بعد ۱۲ امیر یا سردار یا خلفا ہون گے۔ ہوتی ہے۔

اور صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی صفحہ ۵۹ مین جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے قال سمعت النبی یقول اثنا عشر

کہا جابر بن سمرہ نے کہ سنا مین نے رسولخداؐ سے کہ میرے بعد بارہ امیر ہونگے بعد اُسکے کوئی کلمہ فرمایا کہ مین نے

امیراً فقال کلمة لم اسمعها فقال ابی انه قال کلهم من قریش۔ | نہین سنا پس میرے باپ نے کہا کہ حضرت نے فرمایا وہ سب بارہ امیر قریش سے ہونگے۔

اور صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ دہلی مین اثنا عشر خلیفہ ہے۔

اور کتاب مودة القربیٰ سید علی ہمدانی کے صفحہ ۵۶ مین ہے۔ کہ جابر بن سمرہ سے منقول ہے کہ مین ہمراہ اپنے باپ کی خدمت مین جناب رسول اللہ کے حاضر تھا فسمعت یقول بعدی اثنا عشر خلیفہ پس سنا مین نے کہ حضرت نے فرمایا کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہونگے بعد اسکے کچھ آواز خفی فرمایا پس مین نے اپنے باپ سے پوچھا کہ بصوت خفی کیا فرمایا میرے باپ نے کہا قال کلهم من بنی هاشم یعنی فرمایا حضرت نے وہ سب بارہ خلفا میرے بنی ہاشم سے ہونگے

اور ینابیع المودة صفحہ ۴۴۵ مطبوعہ استنبول مطبع اختر ۱۳۰۱ھ مین ہے۔

وعن عبایہ بن ربعی عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم انا سید النبیین وعلی سید الوصیین وان اوصیائی بعدی اثنا عشر اولهم علی واخرهم المهدی۔ | عبایہ بن ربعی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہا اونھون نے کہ سنا مین نے رسول اللہ سے کہ مین سردار انبیا ہون اور علی سردار اوصیا ہین اور میرے بعد بارہ اوصیا ہونگے جنکے اول علیؑ اور آخر اونکا مہدیؑ ہوگا

پس تیس سال خلافت سے جناب امیر علیہ السلام کا زندہ رہنا عام اس سے کہ خلافت ظاہری کسی وقت ہو حضرتؑ کے حقیقی خلیفہ ہین جو عین اکیس وین روز رسول خدا کے وفات پاتے ہی ہو گئے علاوہ اسکے اسی مدت سی سالہ کے بعد بقول ترمذی پھر بادشاہت ہے یہ جنکی بادشاہت ہوئی وہ بھی قریش سے ہین لیکن بنی ہاشم نہین ہین جو قریش سے منتخب ہو کر آل ابراہیم مین رسالت اور امامت آئی۔ دیکھو حدیث اصطفےٰ۔ تاریخ صغیر بخاری رینر جناب علی علیہ السلام یعسوب قریش اور یعسوب المسلمین اور یعسوب المومنین اور یعسوب الائمة اور امیر المومنین اور امام المتقین ہین جو رسول خدا کے شریک فی الامر ہین یہ وہی امر ہے جو آیہ واشرکه فی امری وآیہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر مین ہے۔

اب تیس سال کی خلافت جناب امیر علیہ السلام کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے چنانچہ تاریخ خمیس جلد (۱) صفحہ ۳۸۷ یہ واقعہ ھجرت کے سفر مین پہلے ہی منزل پر واقع ہوا۔ دیکھو تاریخ خمیس جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ صفحہ ۳۸۷

وروی الزمخشری فی ربیع الابرار عن هند بنت الجون نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمة خالتها ام معبد فقام من رقدته فدعا بماء فغسل یدیه ثم تمضمض ومج فی عوسجة الی جانب الخیمة فاصبحنا وهی کاعظم دوحة وجاءت بثمر کاعظم ما یکون | علامہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف ربیع الابرار مین ہند بنت جون سے روایت کرتے ہین کہ جب رسول خدا صلعم میری خالہ ام معبد کے خیمہ مین اترے تو حضرت کچھ خواب کرنے کے بعد بیدار ہوئے اور پانی طلب کرکے ہاتھ دھوئے اور کلی کی اور گوشہ خیمہ کی طرف بول کا ایک چھوٹا سا درخت تھا حضرت نے اپنی کلی کا پانی اوسی پر پھینکدیا۔ دوسرے روز وہ ایک عظیم الشان

سلہ ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری مین ہے۔ ینابیع المودة للامام سلیمان البلخی القندوزی۔

فی لون الورس ورائحۃ العنبر و
طعم الشہد ما اکل منہا جائع
الا شبع ولا ظمان الا روی ولا سقیم
الا بری ولا اکل من ورقہا
بعیر ولا شاۃ الا در لبنہا فکنا
نسمیہا المبارکۃ ویاتینا من
البوادی من یستشفی بہا ویتزود
منہا حتی اصبحنا ذات یوم
وقد تساقط ثمرہا وصغر
ورقہا ففزعنا فما راعنا
الا نعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ثم انہا بعد ثلاثین سنۃ
اصبحت ذات شوک من اسفلہا
الی اعلاہا وتساقط ثمرہا
وذہبت نضرتہا فما شعرنا
الا بقتل امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ فما اثمرت بعد ذلک وکنا ننتفع
بورقہا ثم اصبحنا واذا بہا قد نبع
من ساقہا دم عبیط وقد ذبل ورقہا
فبینا نحن فزعون مہمومون اذ اتانا خبر
مقتل الحسین ابن علی ویبست الشجرۃ علی اثر ذلک

درخت ہو گیا اور نہایت بڑے بڑے پھل اوس مین لگے
جو ورس کے رنگ کے تھے (ورس عرب مین خوشبودار
گھانس ہوتی ہے اور کپڑا رنگنے کے کام آتی ہے) اوس سے
عنبر کی خوشبو آتی تھی اور اوسکا مزا مثل شہد کے ہوتا
تھا جسے بھوکھا کھالیتا تو سیر ہو جاتا تھا اور پیاسا
سیراب ہو جاتا اور بیمار شفا پا جاتا اور اگر اونٹ یا
بکری اوسکی پتی کھالیتی تو اون کے دودھ کثرت سے
ہوتا ہم لوگ اوس کو مبارکہ کہتے تھے اطراف و جوانب
سے لوگ آتے اور اوس سے شفا پاتے اور تبرک بھی لے
جاتے ایک روز صبح کو مبارکہ کو کیا دیکھتے ہین کہ اوسکے
پھول گرنے لگے اس حالت سے ہم لوگون کو بڑا خوف
ہوا کہ اتنے مین خبر رحلت جناب رسولخدا صلعم معلوم ہوئی
اسکے تیس برس بعد کیا دیکھتے ہین کہ جڑ سے ڈال تک
اوسمین کانٹے لگ گئے ہین اور پھل سب گر گئے ہین اور
اوسکی تازگی جاتی رہی اتنے مین خبر شہادت امیر المومنین
علی آئی پھر اوسکے بعد اوس درخت نے پھل نہین دیئے
بلکہ صرف اوس کے پتون سے ہم لوگ فائدہ اوٹھاتے
تھے۔ تھوڑے دنون بعد کیا دیکھا کہ اوس درخت کے
ساقہ سے خون تازہ جوش مار رہا ہے اور کل پتے اوس کے
خشک ہو گئے ہین اس اثنا مین حضرت امام حسین علیہ السلام
کی شہادت کی خبر ملی بعد اسکے وہ درخت بالکل خشک ہو گیا

ہدایۃ السعداء (شہاب الدین دولت آبادی) کے ہدایہ ثالثہ کے جلوہ ثانیہ مین ہے۔ خلافت دوازدہ امام بحدیث
ثابت است۔ اول امام علی کرم اللہ وجہہ در خلافت او حدیث خلافتی ثلاثون سنۃ وارد است دوم امام شاہ حسن رض قال صلعم ہذا
ابنی سید سیصلح بین المسلمین سوم امام شاہ حسین رض قال صلعم ہذا ابنی سید سیقتلہ الباغیۃ نہم امام فرزندان شاہ
حسین رض قال علیہ السلام بعد حسین ابن علی کانوا من ابنائہ تسعۃ ائمۃ آخرہم القائم وقال جابر بن عبد اللہ الانصاری دخلت علی
فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم وبین یدیہا الواح وفیہا اسماء الائمۃ من ولدہا فعددت احد عشر اسما آخرہم القائم۔
(منقول از جزیرہ علامہ سبحان علیخان حاشیہ صفحہ ۲۹ بذکر آیہ انما ولیکم اللہ مطبوعہ نولکشور ۱۲۷۹ھ)

نمبر(۱۰) تاریخ یعقوبی احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح الکاتب العباسی المتوفی ۲۶۰ھ

یہ تاریخ تاریخ یعقوبی[1] مطبوعہ یورپ لیدن ۱۸۸۳ء اسکی کل دو جلدین ہین دوسری جلد ۲۵۹ھ پر ختم ہے اسلئے انکا سنہ وفات ۲۶۰ھ تصور کیا جاتا ہے۔ جس طرح تاریخ ابن جریر طبری ۳۰۹ھ پر ختم ہے جبکہ سنہ وفات ۳۱۰ھ ہے۔

کتاب مذکورہ کی جلد ثانی آخر صـــ۴۳ دوم میں ہے۔

وقد قیل انه آخر ما نزل علیه الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وهی الروایة الصحیحة الثابتة الصریحة وکان نزولها فی امیر المومنین علی بن ابیطالب صلوات الله علیه بغدیر خم۔

اور تحقیق کہا گیا ہے کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ سوال شہر پر جو آیت سب سے آخر مین نازل ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ہے اور یہ آیت غدیر خم مین دربارۂ امیر المومنین علی بن ابیطالب صلوۃ اللہ علیہ نازل ہوئی۔

(یوم غدیر خم) یہ اٹھارھوین ذیحجہ ابوہریرہ کے حدیث سے نہایت مشہور تاریخ ہے اسی تاریخ سے حضرت صلعم کے آخر عمر کا حساب یعنی اکیاسی یوم کی مدت کا اصحاب حدیث نے بیان کیا ہے۔

سیرت شبلی صـــ۱۳۳ خطبہ حجۃ الوداع مین ہے۔

"لیس للعربی فضل علی العجمی ولا للعجمی فضل علی العربی کلکم ابناء ادم وادم من التراب۔

عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہین تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم خاک سے بنے تھے۔

زیر حاشیہ نمبر ایک مرقوم ہے " یہ فقرہ حدیث و سیر کے کتابون مین مجھے نہین ملا ترمذی آخر کتاب المناقب اور ابوداؤد باب التفاخر بالاحساب مین اسکے ہم معنی مفہوم مذکور ہے۔

لیکن اس روایت مین حجۃ الوداع کا نام نہین ہے، البتہ

مورخ یعقوبی نے جو تیسری صدی ہجری مین تھا، یہ فقرہ خطبہ حجۃ الوداع مین نقل کیا ہے، صـــ۱۲۳ طبع یورپ "

---

[1] الفاروق شبلی مین ہے۔ احمد بن یعقوب بن واضح کاتب عباسی یہ تیسری صدی کا مورخ ہے اسکی کتاب خود شہادت دیتی ہے کہ وہ بڑے پایہ کا مصنف ہے چونکہ اسکو دولت عباسیہ کے دربار سے تعلق تھا اسلئے تاریخ کا اچھا سرمایہ بہم پہونچا سکا ہے اسکی کتاب جو آج تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہے یورپ مین بمقام لیدن ۱۸۸۳ء چھپ گئی ہے " (المامون شبلی مطبوعہ منا مگرپس پریس دہلی ہے صـــ۲۳) مامون الرشید کے زمانہ سے نہایت قریب تر تاریخ جو دستیاب ہو سکتی ہے ابن واضح عباسی کی تاریخ ہے یہ مصنف مامون کے زمانہ کے واقعات ان لوگون کے زبانی روایت کرتا ہے جو خود مامون کے عہد مین موجود تھے " صـــ۲۱ امین کا قتل ۲۵ محرم ۱۹۸ھ مین ہوا، مامون الرشید کی مستقل خلافت اسی تاریخ سے شروع ہوئی ہے۔ ابن واضح کاتب عباسی جو مامون الرشید سے قریب تر زمانہ مین تھا اسنے اپنی تاریخ مین مامون کی خلافت مستقل کا اسی تاریخ سے حساب کیا ہے حاشیہ صـــ۲۳۔

نمبر(۱۱) جامع صحیح مسلم مسلم بن الحجاج النیسابوری المتوفی ۲۶۱ھ

جامع صحیح مسلم بھی مثل جامع صحیح بخاری کے تاریخ سفر حجۃ الوداع کی ۲۵ ذیقعدہ کی روایت وارد کی ہے یہ ذیل کی ادرج وہی روایت ہے جو نمبر (۹) صحیح بخاری مین نقل ہے جس مین صرف ایک راوی (مالک) کے بجائے سلیمان ابن بلال ہے باقی کل رواۃ دونون حدیث مین وہی ہین -

چنانچہ دونون حدیث صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۲ھ کے جلد اول صفحہ ۳۹۰ کی یہ ہے -

حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ بن قعنب حدثنا سلیمان بن بلال عن یحیی بن سعید عن عمرۃ قالت سمعت عائشۃ تقول خرجنا مع رسول اللہ صلعم لخمس بقین من ذی القعدۃ قال یحیی فذکرت ھذا الحدیث للقاسم بن محمد -

کہا حدیث کی ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب نے کہا حدیث کی ہم سے سلیمان بن بلال نے یحیی بن سعید سے اونے عمرۃ سے کہا اونے سنا مین نے حضرت عائشہ سے کہ نکلے ہم لوگ ساتھ رسول اللہ صلعم کے جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین یعنی ۲۵ ذیقعدہ تھی کہا یحیی ابن سعید مذکورہ نے پس ذکر کیا ہمنے اسی حدیث کو قاسم بن محمد کے واسطہ سے -

اور تاریخ ابن کثیر بدایۃ والنہایۃ (باب خروجہ علیہ السلام من المدینۃ لحجۃ الوداع) مین ہے -

وقد رواہ مسلم و النسائی جمیعا عن قتیبۃ عن حماد بن زید عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس ان رسول اللہ صلعم صلی الظہر بالمدینۃ اربعا والعصر بذی الحلیفۃ رکعتین -

اور روایت کی ہے مسلم اور نسائی نے قتیبہ سے اونے حماد بن زید سے اونے ایوب سے اونے ابی قلابہ سے اونے انس (بن مالک) سے تحقیق رسولخدا نے مدینہ مین نماز ظہر چار رکعت اور نماز عصر کی ذوالحلیفہ مین دو رکعت ادا فرمائی -

ہر دو حدیث مذکورہ سے حضرت صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذیقعدہ کو بعد نماز ظہر کے جو ذوالحلیفہ مین دو رکعت قصر سے بدلی گئی واقع ہوا جس سے ۲۵ ذیقعدہ کو جمعہ کا روز نہین تھا اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ جو دن اس ۲۵ ذیقعدہ کو واقع ہوگا وہی ۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ عرفہ کے روز اور ۱۲ ربیع الاول کو اور چھ مہینہ پر تیسری ماہ رمضان پر منتہی ہوگا اور یہ بھی متحقق ہو چکا ہے کہ جو دن ۱۸ ذیحجہ غدیر خم مین ہوگا وہی دن ۲۲ و ۲۹ صفر کو اور جو ۲۲ و ۲۹ صفر کو پڑیگا وہی دو سال تین مہینے دس دن مدت خلافت حضرت ابوبکر کے تاریخ وفات ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ مین اور جو یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ مین ہوگا وہی دن ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ اول تاریخ خلافت حضرت عمر مین واقع ہوگا -

(دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک) کا پہلا خانہ جسکا تائیدی نقشہ (اول) اور دوسرے خانہ کا تائیدی نقشہ (دوم) صفحہ ۱۸ و ۱۹ کتاب ہذا -

چونکہ ۲۵ ذیقعدہ کا دن حدیث مذکورہ مین نہین بتایا گیا اور جس تاریخ کے دن پر ۹ ذیحجہ عرفہ کا روز محقق ہوگا وہی دن ۲۵ ذیقعدہ مین پڑیگا اور صحیح بخاری کی حدیث مین ۹ ذیحجہ عرفہ کے روز جمعہ اور دوسری حدیث جو باب تفسیر سورۃ المائدہ مین ہے اوس مین یوم جمعہ مشکوک کہا گیا ہے

یہی روایت صحیح مسلم مین بھی ہے جو صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۴۱۹ سے نقل کیجاتی ہے۔

(حدیث اول)

حدثنی ابو خیثمۃ زہیر بن حرب[۱] ومحمد بن المثنی[۲] قالا نا عبد الرحمن ابن مهدی ثنا سفیان عن طارق بن شہاب ان الیهود قالوا لعمر انکم تقرؤن آیة لو انزلت فینا لاتخذنا ذلک الیوم عیدا فقال عمر انی لاعلم حیث انزلت وای یوم انزلت واین رسول اللہ صلعم حیث انزلت انزلت بعرفة ورسول اللہ صلعم واقف بعرفة قال سفیان اشک کان یوم الجمعة ام لا یعنی الیوم اکملت لکم دینکم الآیة

کہا حدیث کی مجھسے ابو خیثمہ زہیر بن حرب اور محمد بن مثنی نے کہا دونون نے حدیث کی ہے عبد الرحمن ابن مہدی نے کہا حدیث کی ہے سفیان نے قیس بن مسلم سے اونے طارق بن شہاب سے وہ کہتے ہین کہ یہودیون نے کہا عمر سے کہ تم پڑہتے ہو ایک ایسی آیت کو قرآن مین کہ اگر وہ ہم مین نازل ہوتی تو ہم اوس دن کو عید قرار دیتے پس کہا حضرت عمر نے کہ مین ضرور جانتا ہون کہ جس حیثیت سے نازل ہوئی ہے اور جس دن مین نازل ہوئی ہے اور کہان تھے رسول اللہ جب نازل ہوئی ہے اتری ہے کہ وہ آیت عرفہ مین اور رسول اللہ کہڑے ہوئے تھے عرفہ مین کہا سفیان نے شک ہے مجھے کہ آیا وہ جمعہ کا دن تھا یا نہ تھا اور وہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم ہے

یہ حدیث جس مین سفیان نے یوم جمعہ ہونے مین شک کیا تو صحیح مسلم مین دوسری روایت جو شک کے قصہ سے پاک تھی وہ یوم پنجشنبہ سے بدل گئی جسکو صحیح مسلم مذکورہ کے صفحہ ۴۲۰ سے نقل کیا جاتا ہے۔

(حدیث دوم)

قال مسلم حدثنا ابو بکر[۳] بن ابی

کہا مسلم نے حدیث بیان کی ہم سے ابو بکر بن ابی شیبہ نے

---

[۱] زہیر بن حرب کی مخرجہ حدیث ثقلین زید بن ارقم کے سند کی خود مسلم نے روایت کی ہے جو آگے آئیگی۔ [۲] محمد بن المثنی کی مخرجہ حدیث ثقلین آگے خصائص نسائی مین ملے گی جسمین حدیث غدیر خم بھی ہے۔ اور قال النسائی انبانا محمد بن المثنی قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحاق قال سمعت سعید بن وہب قال قام خمسة او ستة من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشہدوا ان رسول اللہ صلعم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ (یہ حدیث خصائص کی نمبر ۸۶ کی ہے)۔ کہا نسائی نے خبر دی ہمکو محمد بن مثنی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے ابی اسحاق سے کہا اونے سنا مین نے سعید بن وہب سے کہا اوس نے کہ کہڑے ہوئے پانچ یا چھ صحابہ رسول اللہ صلعم نے اور گواہی دی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جسکا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے۔ [۳] ابو بکر بن ابی شیبہ جو شیخ جامع صحیح مسلم ہین وہ حدیث غدیر اور حدیث سفینہ اور باب حطہ کے راوی ہین یہ آخر الذکر حدیثین بھی حجۃ الوداع عرفہ اور یوم تحفہ غدیر خم مین وارد ہین چنانچہ کنز العمال مطبوعہ حیدر آباد دکن سنہ ۱۳۱۵ جلد ۶ صفحہ ۳۹۰ مین بقیہ حاشیہ

شیبة - ابو کریب واللفظ قالا نا
عبد الله بن ادریس عن ابیه عن
قیس بن مسلم عن طارق بن شهاب
قال قال الیهود لعمر لو علینا
معشر الیهود نزلت هذه الآیة
الیوم اکملت لکم دینکم
نعلم الیوم الذی انزلت فیه لا
تخذنا ذلك الیوم عیدا قال
فقال عمر فقد علمت الیوم الذی
انزلت فیه والساعة واین رسول الله
صلعم حین انزلت نزلت لیلة جمع و
نحن مع رسول الله صلعم بعرفات -

و ابو کریب نے دونوں نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے
عبد اللہ ابن ادریس نے اونہوں نے اپنے باپ سے
اونہوں نے قیس بن مسلم سے اونہوں نے طارق بن شہاب
سے کہا طارق نے کہ کہا یہودیوں نے عمر سے کہ اگر ہم گروہ
یہود پر یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوتی اور
ہم جانتے ہوتے اوس دن کو جسدن یہ آیت نازل
ہوئی ہے تو ہم اوس دنکو عید بنا لیتے پس کہا حضرت
عمر نے مین نے جان لیا ہے اوس دن کو جس دن اتری
ہے یہ آیت اور اوس ساعت کو بھی جانتا ہون اور
جہان رسول اللہ تھے اوس کو بھی جانتا ہون اتری تھی
یہ آیت شب جمعہ مین اور ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے
عرفات مین -

یہی حدیث ابن جریر طبری نے تفسیر جامع البیان جلد ۶ صفحہ ۴۶ مین وارد کی ہے جسمین لفظ (لیلة الجمعة) ہے جو حدیث نمبر دوم کی مؤید ہے -

قال ابن جریر حدثنا ابو کریب
وابن وکیع قالا نا ابن ادریس
قال سمعت ابی عن قیس بن مسلم
عن طارق بن شهاب قال قال

کہا ابن جریر نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو کریب
اور ابن وکیع نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
ابن ادریس نے وہ کہتے ہین کہ سنا مین نے اپنے باپ سے
اونہوں نے قیس بن مسلم سے اونہوں نے طارق بن شہاب سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۳ (مسند) البراء بن عازب کنا مع رسول الله صلعم فی سفر فنزلنا بغدیر خم فنودی الصلوة جامعة وکسح لرسول الله صلعم تحت الشجرة فصلی الظهر فقال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن قالوا بلی فاخذ بید علی فقال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فلقیه عمر بعد ذلک فقال هنیئا لک یا ابن ابیطالب اصبحت وامسیت مولی کل مومن ومومنة (مش) ابن ابی شیبہ فی المصنف براء بن عازب سے مروی ہے کہ ہم لوگ جناب رسولخدا صلعم کے ساتھ سفر مین تھے جب غدیر خم مین وارد ہوئے تو منادی نے ندا دی کہ الصلوة جامعة اور پیغمبر صاحب کے لئے درختوں کے نیچے زمین صاف کی گئی پس آنحضرت صلعم نے بعد نماز ظہر علی بن ابیطالب کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے ارشاد کیا کیا تم نہیں جانتے کہ مین ولی ہون ہر مومن کا سب نے عرض کیا بیشک آپ ولی ہر مومن کے ہین تب آپ نے ارشاد کیا جسکا کہ مین مولا ہون علی بھی اوسکا مولی ہے الٰہی دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے بعد حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے ملکر فرمایا کہ مبارک ہو تمکو اے فرزند ابو طالب کے آج تم ہر مومن و مومنہ کے مولا ہوئے - تفسیر فتح العزیز شاہ عبد العزیز دہلوی مطبوعہ مطبع محمدی ۱۲۶۲ھ صفحہ ۱۷۰ مین ہے - ابو بکر بن ابی شیبہ دا صحیح از حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ آوردہ مثلنا فی ہذہ الامة کسفینة نوح وکباب حطة فی بنی اسرائیل یعنی ابو بکر بن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے جناب علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگوں کی مثال اس امت مین مثال سفینہ نوح اور مثل باب حطہ بنی اسرائیل کے ہے - اور حافظ ابو محمد عبد العزیز بن الاخضر نے معالم العترة النبویہ مین حدیث مذکورہ واقعہ حجة الوداع مین وارد کیا ہے - ان النبی صلعم قال ذلک فی حجة الوداع ونارہ ومثلہ یعنی کتاب اللہ کمثل سفینة نوح علیہ السلام من رکبہا نجا ومثلہم ای اہل بیتہ کمثل باب حطة من دخل غفرت لہ الذنوب -
(صواعق محرقہ ابن حجر مکی و وسیلة المآل احمد بن الفضل بن محمد با کثیر مکی و نور الدین سمہودی کا جواہر العقدین) -

یهودی لعمر لو علینا معشر الیهود حین نزلت هذه الآیة الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لو نعلم ذلك الیوم اتخذنا ذلك الیوم عیدا فقال عمر قد علمت الیوم الذی نزلت فیہ الساعة واین رسول الله صلعم حین نزلت نزلت لیلة الجمعة ونحن مع رسول الله صلعم بعرفات

کہ کہا یہودی نے عمر سے کہ اگر ہم گروہ یہودیوں پر یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الخ نازل ہوتی اور ہم اوسدن کو جانتے ہوتے تو اوسدن کو عید بنا لیتے پس کہا حضرت عمر نے مین جانتا ہون اوسدن کو جسدن یہ آیت نازل ہوئی ہے جس ساعت مین نازل ہوئی ہے اور جس جگہ رسول اللہ تھے اس آیت کے نازل ہونیکے وقت اوسکو بھی جانتا ہون کہا عمر نے اتری ہے یہ آیت شب جمعہ مین اور ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے عرفات مین۔

شرح نووی مین اسی حدیث کے شرح مین یہ ہے

الیوم اکملت لکم دینکم انما نزلت لیلة جمع وفی نسخة ابن ماهان لیلة جمعة وکلاهما صحیح فمن روی لیلة جمع فهی لیلة المزدلفة۔

آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی ہے شب جمع مین اور نسخہ ابن ماہان مین شب جمعہ ہے یہ دونون صحیح ہین جو شخص روایت کرتا ہے شب جمع کی اوسکی مراد لیلۃ المزدلفہ یعنی شب دہم ذیحجہ کہتے ہین جس سے دس ذیحجہ کو جمعہ کا روز ۹ ذیحجہ پنجشنبہ ہوا تو ۲۵ ذوقعدہ اور ۲ ربیع الاول کو (پنجشنبہ) ہوا۔

دیکھو پہلا خانہ نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم وحرف (نون) نووی شارح مسلم جس مین ۱۹ صفر چہار شنبہ سے ۲۹ صفر یوم شنبہ تک گیارہ راتین مع شب چہار شنبہ ۱۹ صفر کے داخل ہین۔ اسکے بعد یکم ربیع الاول (یکشنبہ) دوم ربیع الاول (دوشنبہ) دو رات ملکر تیرہ[۱۳] راتین ہوئین یہ مدت مرض النبی ابو معشر[۱] کی مخرجہ روایت کے مطابق ہے۔

یہی روایت ۹ ذیحجہ عرفہ پنجشنبہ کے تائید مین بنائی گئی ہے جہان سے دوسری ربیع الاول تک اکیاسی[۸۱] شبانہ روز ہوتے ہین ابو معشر کی روایت بخاری نے نہین لی لوگون نے اسکے حافظہ مین کلام کیا ہے (دیکھو حاشیہ ص ۱۰)

اور علامہ نووی شارح صحیح مسلم وفات النبی بارہ ربیع الاول دوشنبہ (جو ابن اسحاق صاحب سیرت کے مطابق ہے) بیان کرتے ہین۔

[۱] طبقات ابن سعد جزو دوم قسم دوم مطبوعہ لیدن ۱۳۲۲ھ ص ۵ سطر ۲ مین یہ روایت ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابو معشر عن محمد بن قیس ان رسول الله صلعم اشتکی یوم الاربعاء لاحدی عشرة لیلة بقیت من صفر سنة احدی عشرة فاشتکی ثلاث عشرة لیلة وتوفی یوم الاثنین لیلتین مضتا من شهر ربیع الاول سنة احدی عشرة۔ کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر (واقدی) نے ابو معشر سے اونے محمد بن قیس سے کہا اونے کہ رسول اللہ کو شکایت ہوئی بروز چہار شنبہ جبکہ گیارہ راتین ماہ صفر کی باقی تھین پس تیرہ شبون کے گذرنے پر دوسری ربیع الاول دوشنبہ کے دن رسول اللہ نے وفات پائی ۱۲

چنانچہ صحیح مسلم مع شرح نووی، مجلد ثانی صفحہ ۳۶۰ باب قدر عمرہ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۲ھ مین ہے۔

انه ولد یوم الاثنین من شهر ربیع الاول و یوم الوفات ثانی عشر ضحی۔

تحقیق (رسول اللہ صلعم) ربیع الاول کے مہینے مین دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو دن چڑھے وفات فرمائی۔

جبکہ علامہ نووی بارہ ربیع الاول کو (دوشنبہ) کہتے ہین تو ۹ ذی‌الحجہ عرفہ اور ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کو (دوشنبہ) ہوا جس نے ۹ ذی‌الحجہ اور ۲۵ ذوقعدہ کے یوم (پنجشنبہ) کو غلط اور باطل کر دیا۔ دیکھو ساتوان نقشہ جنتری کثیر الوقوع حرف (ط) طبری کا پہلا خانہ۔

اور نقشہ جنتری حرف (میم) مذکورہ کے دوسرے خانہ مین ۲۸ صفر[^1] کو (چہارشنبہ) ابتداء مرض النبی صلعم ہے۔

اور آغاز مرض چہارشنبہ کے دن سے جسکا ایک دن اور بارہ شبین ملکر کل مدت مرض النبی صلعم تیرہ دن ہین نہ کہ تیرہ راتین[^2] اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے مراجعت سے ۹ ذی‌الحجہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو (سہ شنبہ) اور ۲۸ صفر کا تیرھوان دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات النبی جو ۱۸ ذی‌الحجہ (پنجشنبہ) کا اکیاسوان[^81] دن اور ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) بیاسوان[^82] دن یعنی ۲۸ صفر کا چودھوان دن ہوا۔ خلاصہ نقشہ جنتری حرف (میم) مذکورہ کے دونون خانہ کا یہ ہوا۔

کہ پہلے خانہ کے ۹ ذی‌الحجہ عرفہ کا پنجشنبہ دراصل ۱۸ ذی‌الحجہ کا پنجشنبہ تھا جیسے ۱۹ صفر کا چہارشنبہ دراصل ۲۸ صفر کا چہارشنبہ تھا کیونکہ ہر دو تاریخون کے درمیان ۹ دن کا فصل ہے۔

ایسے ہی دوسری[^2] ربیع الاول کا دوشنبہ اصل مین گیارہ ربیع الاول کا دوشنبہ تھا دوم[^2] ربیع الاول اور گیارہ ربیع الاول مین ۹ دنون کا فاصلہ ہے۔

عرفہ ۹ ذی‌الحجہ سے دوم ربیع الاول تک اکیاسی[^81] شبانہ روز اور گیارہ ربیع الاول کو ۹۰ شبانہ روز یعنی تین مہینے اور ۱۸ ذی‌الحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک اکیاسی[^81] شبانہ روز جس کی آنے والی شب ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ سے ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ تک دو سال اور ۲۲ جمادی الثانی تین مہینے تا ۲۲ جمادی الثانی وفات حضرت ابوبکر دس[^10] شبانہ روز ہوئے۔ یہ مدت حضرت عائشہ کی روایت کے سند سے ہے۔ (دیکھو حدیث صفحہ ۲۰۴)

پھر صحیح مسلم کی یہ تیسری حدیث یوم عرفہ (جمعہ) کی جو نمبر دوم کی روایت کے معارض ہے یہان لکھی جاتی ہے اور جو حدیث نمبر اول مین مشکوک ہے۔

[^1]: اور سی طبقات صفحہ ۲۰۶ سطر ۲ و ۳ مین یہ حدیث ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیه عن جدہ قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ۔ کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر واقدی نے کہا حدیث کی مجھے عبد اللہ نے کہا اونہون نے اپنے باپ محمد سے اونہون نے اپنے باپ عمر سے کہا اونہون نے (اپنے باپ علی ابن ابیطالب) کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ہوئی بروز چہارشنبہ جبکہ صفر کے مہینے کی ایک شب باقی تھی یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کو حضرت بیمار ہوئے۔

[^2]: اور سی طبقات ابن سعد کے صفحہ ۲۰۶ سطر ۸ مین ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر نا ابو معشر عن محمد بن قیس قال محمد بن عمر و اخبرنا عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی عن ابیه عن جدہ قال اول ما ابتدا رسول اللہ صلعم شکوه یوم الاربعاء فکان شکوه الی ان قبض صلعم ثلاثۃ عشر یوما۔ کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہا خبر دی ہمکو ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہا محمد بن عمر نے اور خبر دی ہمکو عبد اللہ نے اپنے باپ محمد سے اونہون نے اپنے باپ عمر سے اونہون نے (علی ابن ابیطالب) کہا کہ شروع ہوئی شکایت مرض رسول اللہ صلعم کو چہارشنبہ کے دن پس یہ شکایت یہان تک کہ تیرھوین دن وفات واقع ہوئی۔ (کیونکہ چہارشنبہ کا تیرھوان دن دوشنبہ ہوتا ہے)۔

(حدیث نمبر سیوم)

قال مسلم حدثنی عبد[1] بن حمید انا جعفر بن عون انا ابو عمیس عن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب قال جاء رجل من الیہود الی عمر فقال یا امیر المومنین اٰیۃ فی کتابکم تقرؤنہا لو علینا نزلت معشر الیہود لاتخذنا ذلک الیوم عیدا قال وای اٰیۃ قال الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا فقال عمر انی لاعلم الیوم الذی نزلت فیہ والمکان الذی نزلت فیہ نزلت علی رسول اللہ صلعم بعرفات فی یوم جمعۃ۔

کہا مسلم نے حدیث کی مجھ سے عبد بن حمید نے وہ کہتے ہین کہ حدیث بیان کی ہم سے جعفر ابن عون نے وہ کہتے ہین کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو عمیس نے قیس بن مسلم سے اوسنے طارق بن شہاب سے طارق کہتے ہین کہ آیا ایک آدمی یہود سے عمر کے پاس پس کہا امیر المومنین تمھاری کتاب مین ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر ہم گروہ یہود پر نازل ہوتی تو ہم اوسدن کو یوم عید بنا لیتے عمر نے کہا وہ کون سی آیت ہے اوس یہودی نے کہا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ہے پس کہا عمر نے مین ضرور جانتا ہون اوسدن کو جسدن اتری ہے یہ آیت اور اوس مکان کو بھی جانتا ہون جہان اتری ہے یہ آیت یہ آیت اتری ہے رسول اللہ پر عرفات مین جمعہ کے دن۔

تینون نمبر کے حدیثون مین قیس بن مسلم واقع ہے جو مقدوح ہے کیونکہ مرجیا یعنی خوارج سے ہے۔ اور پہلی حدیث یوم جمعہ کے مشکوک ہونے سے دوسری حدیث مین یوم جمعہ یوم (پنجشنبہ) سے یہ بیان دیگر بدلا گیا کہ آیہ اکمال دین کا نزول شب جمعہ مین ہوا۔ اور شب مین آیہ موصوفہ کا نازل ہونا قطعًا غلط ہے کیونکہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم آخر آیات سورہ مائدہ سے ہے اور سورہ مائدہ دن مین نازل ہوا۔

چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی جلد ۸ باب تفسیر سورۃ المائدہ صفحہ ۵۶۵ سطر ۲۵ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ مین ہے۔

وقال مقاتل ہی مدنیۃ کلہا نزلت بالنہار

اور مقاتل نے سورہ مائدہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ یہ سورہ دن مین نازل ہوا

---

[1] یہ عبد بن حمید جو شیوخ حدیث مسلم صاحب صحیح مین جنہون نے حدیث ثقلین کی روایت ان لفظون سے کی ہے چنانچہ احیاء المیت سیوطی کی یہ حدیث نقل کیجاتی ہے۔ الحدیث السابع عبد بن حمید فی مسندہ عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی و انہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض یعنی احیاء المیت سیوطی کے ساتوین حدیث مین عبد بن حمید نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ تم مین ایسی چیز چھوڑتا ہون اگر تم اوس سے تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے وہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید اور میری عترت اہل بیت مین اور یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہونگے یہان تک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہون۔ اور محمود بن محمد شیخانی قادری کے صراط سوی مین ہے۔ وعن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عز وجل ممدود ما بین السماء والارض او ما بین السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی وانہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔ اخرجہ احمد فی مسندہ وعبد بن حمید فی مسند حمید ولفظہ انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی الحدیث۔

اور امام محی السنۃ بغوی اپنے تفسیر معالم التنزیل مین بہ تفسیر آیہ موصوفہ لکھتے ہین۔

وکانت ھذہ الآیۃ نزلت علی النبی صلعم وعاش بعدھا احدی وثمانین یوماً ومات یوم الاثنین بعد ما زاغت الشمس لیلتین خلتا من شھر ربیع الاول سنۃ ۱۱ احدی عشرۃ من الھجرۃ وقیل توفی یوم الثانی عشر من شھر ربیع الاول۔

یعنی آیہ موصوفہ کے نازل ہونیکے بعد رسولخدا صلعم اکیاسی دن زندہ رہے اور دوم ربیع الاول یا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو دوپہر ڈھلنے کے بعد وفات فرمائی

دوسری ربیع الاول کی روایت کو علامہ نووی شارح مسلم نے بارہ ربیع الاول کے دوشنبہ سے باطل کردیا ایسے ہی ابن شہاب زہری جو مسلم بن حجاج صاحب صحیح کے بہت بڑے شیوخ حدیث مین اونھون نے بھی وفات النبی ۱۲ ربیع الاول متعدد طریقہ سے بیان کیا ہے

(دیکھو نمبر ایک ابن شہاب زہری)

نیز نمبر ۳ ابن اسحاق[1] (جو امام زہری کے شاگرد رشید اور امام مسلم صاحب صحیح کے شیوخ حدیث مین داخل ہین اور جن کی سند سے پانچ حدیثین اونھون نے اپنے صحیح مین داخل کی ہین) ۔ ابین ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کو حضرت بیمار ہوئے جس کے پلٹنے سے ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ ہے جس ۱۰ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک ستر دن[2] اور گیارہ ربیع الاول تک (۸۱ دن) کامل ہوئے ۔ دیکھو نقشہ جنتری جزو (میم) مسلم کا دوسرا خانہ ۔

پس مورخ یعقوبی کا یہ لکھنا کہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم آخر آیہ بروز غدیر خم جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان مین نازل ہوا بالکل صحیح مطابق آگیا ۔ (دیکھو نمبر (۱۰) ۲۸۴ھ تاریخ یعقوبی)

اور علامہ سبط ابن جوزی اپنے تذکرہ خواص الامۃ[3] مین آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اختلاف نزول کا ذکر فرماکر برنباے افادہ امام ازہری[4] لکھتے ہین ۔

فان روایۃ حبشون احتملت ان الآیۃ نزلت مرتین مرۃ بعرفۃ ومرۃ یوم الغدیر کما نزلت بسم اللہ الرحمن الرحیم

روایت حبشون اس بات پر محتمل ہے کہ آیت دو مرتبہ نازل ہوئی ایک مرتبہ بروز عرفہ اور دوسری مرتبہ بروز غدیر جس طرح بسم اللہ الرحمن الرحیم دو مرتبہ

---

[1] توثیق محمد ابن اسحاق میزان الاعتدال فی نقد الرجال ذہبی مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ حصہ ثانی صفحہ ۳۴۵ مین آخر ترجمہ کی یہ عبارت ہے
ابن اسحاق ثقہ مات ابن اسحاق سنۃ احدی وخمسین ومائۃ وقیل بعد ہا بسنۃ فالذی یظہر لی ان ابن اسحاق حسن الحدیث قال احمد بن عبد اللہ العجلی صالح الحال صدوق وما انفرد بہ ففیہ نکارۃ فان حفظہ شیئاً وقد احتج بہ ائمۃ فاللہ اعلم وقد استشہد بہ مسلم بخمسۃ احادیث لابن اسحاق ذکرہا فی صحیحہ۔

[2] شیخ ابن حجر مکی نے اپنے صواعق مین اس تذکرہ سے اکثر روایتین اخذ فرمائی ہین از انجملہ جناب امام حسین علیہ السلام کے ذکر مین لکھتے ہین کہ نکل سبط ابن الجوزی عن الواقدی ان شیخا حضر قتلہ فقط فعمی فسئل عن سببہ فقال انہ رای النبی صلعم حاسراً عن ذراعیہ وبیدہ سیف وبین یدیہ نطع ورای عشرۃ من قاتل الحسین مذبوحین بین یدیہ ثم لعنہ وسبہ بتکثیرہ ثم اکحلہ بمرود من دم الحسین فاصبح اعمی الخ ۔"

[3] مراۃ الجنان یافعی مین بوقایع ۳۷۰ھ یہ ہے ۔
وفیہا الامام العلامہ صاحب المصنفات الجلیلہ کتہذیب اللغۃ وغیرہ اللغوی والنحوی الشافعی ابو منصور محمد بن احمد بن الازہری الہروی الازہری الخ ۔

اور طبقات امام تاج الدین سبکی مین ہے محمد بن احمد الازہر بن طلحۃ ابو منصور الازہری + + + سمع ہراۃ من الحسین بن ادریس ومحمد بن عبد الرحمن الشامی وطائفۃ ثم رحل الی بغداد فسمع ابا القاسم البغوی وابا بکر بن ابی داؤد + + + کان اماماً فی اللغۃ بصیراً بالفقہ عارفاً بالمذہب عالی الاسناد ثخین الورع کثیر العبادۃ والمراقبۃ ۔ (طبقات امام سبکی)

نمبر (۱۱) مسلم بن حجاج صاحب صحیح

المتوفی ۲۶۱ھ

مرتین مرۃ بمکۃ و مرۃ بمدینۃ	نازل ہوئی ایکمرتبہ مکہ مین اور دوسری مرتبہ مدینہ مین۔

حسب افادہ امام ازہری اور حسب تحقیق ابن واضح مورخ یعقوبی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم غدیر خم مین نازل ہوا اور برا ابن عازب اور ابوہریرہ اور ابوسعید خدری کے بیان کے مطابق ۱۰ ذیحجہ پنجشنبہ یوم غدیر خم مین واقع ہوا جو ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد کاتب واقدی کے بیان کے مطابق ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف ریم، کا دوسرا خانہ اور نیز نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ جس مین گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو وفات النبی ہوا کیاسی شبون کے بعد اکیاسوئین دن پر ختم ہے جسکے بعد حضرت ابوبکر کی خلافت دو برس تین مہینے دس راتین ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو بعد مغرب شب پنجشنبہ وفات ابوبکر ہے جس مین ۲۲ جمادی الثانی کو (جمعہ) کا دن ہے دیکھو نقشہ (دوم) صفحہ ۱۹ کتاب ہذا۔

اور جس مین تیسری ماہ رمضان کو سہ شنبہ اجسکی شب مین وفات جناب سیدہ سلام اللہ علیہا واقع ہونا حفاظ حدیث کو تسلیم ہے۔ پس وہ کل روایات یوم عرفہ جمعہ یا جمعرات کی قطعی غلط اور باطل ہوگئین۔ کیونکہ یہی ۹ ذیحجہ عرفہ کا جمعہ یا جمعرات تیسری ماہ رمضان مین آتا ہے۔ دیکھو نقشہ سیوم صفحہ ۲۳ اور نقشہ حرف (د) صفحہ ۲۲ کتاب ہذا۔

امام ازہری نے جس روایت جشون کا حوالہ دیکر آیہ موصوفہ کا نزول دو مرتبہ بیان کیا ہے یعنی ایک مرتبہ یوم عرفہ کو اور بار دیگر ۱۸ ذیحجہ غدیر خم مین جس سے ہفتہ عشرہ کی مدت مین آیہ اکمال دین کا دو مرتبہ نازل ہونا پایا جاتا ہے۔ اور عرفہ کے دن نزول یوم جمعہ یا جمعرات کے غلط ہونے سے صحیح نرہا۔ لیکن ۱۸ ذیحجہ کی روایت جو ابوہریرہ کی سند سے مروی ہے جس کو حافظ خطیب بغدادی اور حافظ ابن مردویہ اور حافظ ابن عساکر نے اخراج کی ہے وہ صحیح ہوگئی۔

جشون والی حدیث یہ ہے جسکے اجزا تذکرہ خواص الامۃ اور تاریخ بدایۃ والنہایۃ حافظ ابن کثیر (یہ دونون قلمی نسخے کتبخانہ بانکی پور پٹنہ مین ہین) سے ملاکر نقل ہی۔

رواہ ابوبکر احمد بن ثابت الخطیب البغدادی عن عبداللہ بن علی بن محمد بن بشر عن علی بن عمر الدارقطنی عن ابوبکر نصر جشون بن موسی بن ایوب الخلال واحمد بن عبداللہ بن احمد النیری (العباس) قالا عن علی بن سعید الرملی عن ضمرۃ عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرۃ قال لما اخذ رسول اللہ صلعم بید علی قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل اللہ عزوجل الیوم اکملت لکم دینکم	باسناد مذکورہ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جب پیغمبر خدا نے علی علیہ اسلام کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ جسکا مین مولا اور آقا ہون اوسکا یہ علی مولا اور آقا ہے پس خدا نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل فرمایا۔

یہی حدیث تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی باب تفسیر سورہ مائدہ صفحہ ۲۵۹ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ مین اس عبارت سے ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال لما کان یوم غدیر خم وہو یوم ثمانی عشر من ذی الحجۃ قال النبی صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل	یعنی ابوہریرہ کہتے ہین کہ جب یوم غدیر خم ہوا اور وہ اٹھارہوین ذیحجہ تھی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جسکا مین مولا ہون پس اوسکا علی مولا ہے پس

الله اليوم اكملت لكم دينكم

نازل فرمایا خدا نے الیوم اکملت لکم دینکم

یعنی کامل کیا مین نے آج کے دن تمہارے لئے تمہارا دین الخ۔

روایت مذکورہ اصح روایات سے ہے اسلئے کہ تبلیغ رسالت کی تکمیل پر آیہ اکمال دین نازل ہوا۔ اور تبلیغ رسالت کی تکمیل ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم مین بعد نزول آیہ تبلیغ کے واقع ہوئی۔

چنانچہ شیخ المسلمین قاضی القضاۃ علامہ شوکانی[1] اپنے تفسیر فتح القدیر مین لکھتے ہین۔

اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر عن ابی سعید الخدری قال نزلت هذه الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم غدير خم في علي

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک رسول اللہ پر بروز غدیر خم علی بن ابیطالب کی شان مین نازل ہوا

واخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال كنا نقرء على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك ان عليا مولى المومنين وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس۔

اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کو یون پڑھتے تھے۔ کہ یا ایہا الرسول یعنی اے رسول پہونچا دو اس امر کو جو ہم نے تم پر نازل کیا ہے یہ کہ علی کل مومنون کا مولا ہے اور اگر اوسکا ابلاغ نہوا تو گویا تم نے خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی اور خدا لوگون کے شر سے تمہین بچائیگا۔

آیہ یا ایہا الرسول بلغ اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم دونون آخر آیات سورہ مائدہ سے ہین اور ان دونون آیتون کا نزول ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کے روز نازل ہونا یکے بعد دیگرے ثابت و متحقق ہو گیا اور یہ امر بھی ثابت ہے کہ کل سورہ مائدہ ایک ہی تاریخ مین نازل ہوا بلکہ حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ کے نازل ہوا جس سے بھی سورہ مائدہ کے ساتھ

---

[1] شوکانی (امام شوکانی) مولوی صدیق حسن خان کے ابجد العلوم مین ہے۔ محمد بن علی بن محمد الشوکانی شیخنا الامام العلامۃ الربانی والسہیل الطالع من القطر الیمانی امام الائمۃ ومفتی الامۃ بحر العلوم وشمس المفہوم سند المجتہدین الحفاظ فارس المعانی والالفاظ فرید العصر نادرۃ الدہر شیخ الاسلام قدوۃ الانام علامۃ الزمان ترجمان الحدیث والقران علم الزہاد اوحد العباد قامع المبتدعین آخر المجتہدین راس الموحدین تاج المتبعین صاحب التصانیف التی لم یسبق بمثلہا (الی ان قال) التفسیر الکبیر المسمی فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من التفسیر الخ بطولہ المتوفی سنہ ۱۲۵۰ھ ۱ا

ایضاً۔ امام محمد بن علی یمنی شوکانی متاخرین اہل حدیث مین یہ عالم بھی ایک بے مثل جامع و ماہر جمیع فنون اصول و فروع معقول و منقول اور مجتہد مطلق گزرے ہین انکی تصانیف انکے کمالات کی شاہد موجود ہین احکام حدیث مین انکی کئی مبسوط اور تحقیقات سے پر کتابین ہین مثلاً نیل الاوطار السیل الجرار وغیرہ اور انکی ایک تفسیر بسیط فتح القدیر ہے اور اصول مین ایک بے مثل کتاب ارشاد الفحول کے ہے ان کا ایک رسالہ القول المفید فی رد التقلید بھی ہے + + + ۱۱۷۲ھ مین پیدا ہوئے اور ۱۲۵۰ھ مین انتقال کیا (منقول از کتاب الارشاد الی سبیل الرشاد فی امر التقلید والاجتہاد مولفہ حافظ حکیم ابو یحیی محمد)۔

یوم غدیر خم ۱۸ ذی الحجہ کو آیہ بلغ کا نازل ہونا ثابت ہے۔

چنانچہ قاضی شوکانی اپنی تفسیر فتح القدیر میں بتفسیر سورہ مائدہ تحریر فرماتے ہیں۔

قال القرطبی ھی مدنیة بالاجماع
واخرج ابن جریر وابن المنذر عن قتادة
قال المائدة مدنیة واخرج احمد
والنسائی وابن المنذر والحاکم
وصححه وابن مردویه والبیهقی فی سننه
عن جبیر بن نفیر قال حججت فدخلت
علی عائشة فقالت لی یا جبیر تقرء
المائدة فقلت نعم فقالت اما انها آخر
سورة نزلت فما وجدتم فیها من حلال
فاستحلوه وما وجدتم من حرام فحرموه
واخرج احمد والترمذی وحسنه و
الحاکم وصححه وابن مردویه والبیهقی
فی سننه عن عبد الله بن عمرو قال
آخر سورة نزلت سورة المائدة والفتح
واخرج احمد عنه قال نزلت علی رسول
الله صلی الله علیه واله وسلم سورة المائدة
وهو راکب علی راحلته فلم تستطع
ان تحمله فنزل عنها قال ابن کثیر
تفرد به احمد قلت وفی اسناده ابن
لهیعة واخرج احمد وعبد بن حمید
وابن جریر ومحمد بن نصر فی کتاب
الصلوة والطبرانی وابو نعیم فی
الدلائل والبیهقی فی شعب الایمان

کہا امام قرطبی نے کہ سورہ مائدہ بالاجماع مدنیہ
ہے اور ابن جریر و ابن المنذر نے قتادہ سے روایت
کی ہے کہ مائدہ مدنیہ ہے۔ اور امام احمد اور نسائی اور
ابن المنذر اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنے سنن
میں جبیر بن نفیر سے روایت کی ہے کہ ہم نے حج کیا اور
حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے
پوچھا کہ اے جبیر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو میں نے کہا کہ
ہاں فرمایا کہ یہ سورہ مائدہ ازروئے تنزیل قرآن کا آخری
سورہ ہے اسکے حلال اور حرام کے مطابق حرام جانو
اور امام احمد اور ترمذی اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی
نے اپنے سنن میں عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ
جو سورہ آخر میں نازل ہوا وہ سورہ مائدہ اور فتح
ہے اور امام احمد نے بھی عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی
ہے کہ سورہ مائدہ رسول اللہ پر اوسوقت نازل ہوا
کہ جب حضرت اپنے سواری پر تھے اور وہ سواری تحمل
بار وحی کی نہ ہو سکی حضرت اتر پڑے ابن کثیر نے کہا ہے کہ
امام احمد اس روایت میں منفرد ہیں میں کہتا ہوں اور اسکی سند میں ابن
لہیعہ ہیں اور امام احمد اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور
محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ میں اور طبرانی نے اور ابو نعیم
نے دلائل میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اسماء بنت
یزید سے مثل اسکے اور ابن ابی شیبہ نے اپنے مسند میں
اور بغوی نے اپنے معجم میں اور ابن مردویہ اور بیہقی نے
اپنے دلائل النبوۃ میں ام عمرو بنت عبس سے انہوں نے

۵۱ توثیق (جبیر بن نفیر) طبقات ابن سعد جلد ہفتم جبیر بن نفیر ویکنی ابا عبد الرحمن وکان جاہلیا اسلم فی خلافة ابی بکر رضی اللہ عنہ الصدیق وکان ثقة
فیما روی من الحدیث ومات سنة ثمانین فی خلافة عبد الملک بن مروان۔

عن اسماء بنت یزید نحوه واخرج ابن ابی
شیبة فی مسنده والبغوی فی معجمه وابن
مردویه والبیهقی فی دلائل النبوة
عن ام عمرو بنت عبس عن عمها نحوه ایضا
واخرج ابو عبیدة عن محمد بن کعب
القرظی نحوه وزاد انها نزلت فی حجة الوداع
فیما بین مکة والمدینة هکذا اخرج ابن جریر عن الربیع
بن انس بهذه الزیادة واخرج ابو عبید عن ضمرة بن حبیب
وعطیة بن قیس قالا قال رسول الله ص المائدة من آخر القرآن
تنزیلا فاحلوا حلالها وحرموا حرامها وعن ابی میسرة عمرو بن
شرحبیل قال لم ینسخ من المائدة شیء وکذا اخرج سعید بن منصور وابن المنذر عنه

اپنے چچا سے مثل اسکے اور ابو عبید نے محمد بن کعب قرظی
سے مثل اسکے روایت کی ہے اور یہ زیادتی کی ہے کہ سورہ
مائدہ حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ کے نازل ہوا
ایسے ہی ابن جریر نے ربیع[۱] بن انس سے اسی زیادتی کے
ساتھ روایت کی ہے۔ اور ابو عبید نے ضمرہ[۲] بن حبیب اور
عطیہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ دونون نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلعم نے کہ سورہ مائدہ از روی تنزیل قرآن کا
آخری سورہ ہے پس اوسکا حلال حلال ہے اور حرام
حرام ہے۔ ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل نے کہا ہے کہ سورہ
مائدہ مین کچھ منسوخ نہین ہے اور اسی طرح سعید بن منصور
اور ابن المنذر نے ابو میسرہ سے روایت کی ہے۔

کل سورہ مائدہ کا اجماع سے مدنیہ ہونا مسلمات سے اور محمد بن کعب قرظی اور ربیع بن انس کی روایت سے سورہ مائدہ کا
درمیان مکہ و مدینہ کے حجۃ الوداع مین نازل ہونا یعنی ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم کو ثابت و متحقق ہو گیا۔ اور رسول اللہ نے آیہ یا ایها الرسول
بلغ ما انزل الیک کے تاکیدی حکم کے مطابق مقام غدیر خم پر ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا یہی خطبہ الوداعی ہے جس مین
آنحضرت صلعم نے حدیث ثقلین اور حدیث ولایت کو شرح اور بسط سے ارشاد فرمایا ہے۔ اور آج ہی کے خطبہ کے بعد جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیاسی شبانہ روز زندہ رہے۔ جس مین مسلم نے اپنے صحیح مین صرف حدیث ثقلین کو زید بن ارقم کی سند سے
وارد کیا ہے حالانکہ زید بن ارقم اسی حدیث ثقلین کے بعد حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو بیان کیا ہے۔ اور راوی حدیث زید بن
ارقم بھی اس حدیث ولایت کے اخفا کنندگان مین ہین۔

اور حدیث ثقلین صحیح مسلم کی یہ ہے۔

قال زید بن ارقم قام رسول
الله صلعم یوما فینا خطیبا بماء یدعی
خما بین مکة والمدینة فحمد الله و

کہا زید بن ارقم نے کہ قیام فرمایا رسول خدا نے ایک دن
ہم مین در حالیکہ خطبہ پڑھا غدیر خم مین درمیان مکہ اور
مدینہ کے پس بعد حمد و ثنائے خدا اور وعظ و پند کے فرمایا

---

[۱] ربیع بن انس کی توثیق (از طبقات ابن سعد جلد ہفتم) الربیع بن انس اخبرنا عمار بن نصر الخراسانی قال کان الربیع بن انس من بکر بن وائل من
انفسهم وکان من اهل البصرة ولقی ابن عمر وجابر بن عبد الله وانس بن مالک ×× مات الربیع بن انس فی خلافة ابی جعفر۔
اور معجم [illegible] قرآن شریف مترجم بزرگ مطبوعہ دہلی ۱۳۱۳ھ سورہ جن کے ملحقہ مین تفسیری حاشیہ مین ہے۔ وہ بخاری نے روایت کیا ربیع سے کہ آنحضرت کہا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے [illegible] گھر مین داخل ہوئے [illegible] دی ہوئی تھی [illegible] بیٹھے [illegible] مسند پر [illegible] ربیع نے اپنی مخالفت کی [illegible]
فاصلہ اور ان کے درمیان تھا)
ایضاً اور شواہد النبوۃ جامی مین ہے۔ ربیع بیان کرتا ہے کہ منصور کیسا ہی غضبناک ہوتا۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام زیر لب کچھ پڑھتے فوراً غضب اسکا دور ہو جاتا
[۲] توثیق ضمرہ بن حبیب (طبقات جلد ہفتم مین ہے) ضمرة بن حبیب کان ثقة الخ

اثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما
بعد الا یا ایہا الناس فانما انا بشر یوشک
ان یاتی رسول ربی فاجیب انا تارک
فیکم ثقلین اولہما کتاب اللہ
فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب
اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ
ورغب فیہ ثم قال واہل بیتی اذکرکم
اللہ فی اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی
اذکرکم اللہ فی اہل بیتی فقال لہ
حصین ومن اہل بیتہ یا زید الیس نساؤہ
من اہل بیتہ قال نساؤہ من اہل بیتہ
ولکن اہل بیتہ من حرم الصدقۃ
بعدہ قال ومن ہم قال ہم آل علی و
آل عقیل وآل جعفر وآل عباس قال
کل ہؤلاء حرم الصدقۃ قال نعم
حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ ثنا محمد بن فضیل
وحدثنا اسحاق بن ابراہیم انا جریر
کلاہما عن ابی حیان بہذا الاسناد
نحو حدیث اسمعیل وزاد فی حدیث جریر
کتاب اللہ فیہ الہدی والنور من استمسک
بہ واخذ بہ کان علی الہدی ومن اخطاہ
ضل حدثنا محمد بن بکار بن الریان ثنا
حسان یعنی ابن ابراہیم عن سعید و
ہو ابن مسروق عن یزید بن حیان عن زید
بن ارقم قال دخلنا علیہ فقلنا لہ
لقد رایت خیرا لقد صاحبت رسول اللہ
صلعم وصلیت خلفہ وساق الحدیث نحو

آگاہ ہو ایہا الناس کہ نہیں ہوں میں مگر بشر اور
قریب آیا چاہتا ہے رسول رب میرا یعنی ملک الموت
پس اجابت کرونگا میں اور میں چھوڑ جاتا ہوں تم میں
ثقلین یعنی دو شئے نفیس کو اول انمیں سے کتاب خدا
ہے کہ اس میں ہدایت اور نور ہے پس لو تم کتاب اللہ کو
اور تمسک وتابعدار ہو اسکے پس ترغیب وتحریص کی
حضرت نے طرف کتاب اللہ کے بعد اسکے فرمایا کہ دوسرے
اہل بیت میرے ہیں یاد دلاتا ہوں تم سبکو اہل بیت اپنے
پس تین بار تکرار ایا اہل بیت اطہار کی یاد دلانی کی
اسپر حصین نے زید سے کہا کہ اے زید اہل بیت
پیغمبر کون کون ہیں اور کیا ازواج بھی اہل بیت سے
ہیں کہا اہل بیت وہ ضرور ہیں . . . . . لیکن اہل بیت
نبی صرف وہ لوگ ہیں جنپر صدقہ حرام ہے حصین نے کہا
وہ کون کون صاحب ہیں زید بولے وہ اولاد علی واولاد
عقیل واولاد جعفر واولاد عباس ہیں حصین نے کہا
ان سب پر صدقہ حرام ہے کہا کہ ہاں .

مسلم نے کہا کہ حدیث کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا
اونے حدیث کی ہم سے محمد بن فضیل نے اور کہا مسلم نے
حدیث کی ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے اور کہا کہ ہمکو جریر نے
مطلع کیا ہے اور انکو ابی حیان سے یہ حدیث انہیں اسناد کے
ساتھ ہم تک پہنچی ہے بطرز حدیث اسمعیل مذکورہ روایت
کردہ جریر میں یہ الفاظ بڑھائے ہیں وہ کتاب خدا
جس میں ہدایت و نور بھرا ہوا ہے جسنے کتاب خدا کو
سیکھا اور اس پر عمل کیا وہ ہدایت پا گیا اور جس نے اسمیں
خطا کی وہ گمراہ ہو گیا حدیث کی ہم سے محمد بن بکار بن
ریان نے کہا حدیث کی ہم سے حسان بن ابراہیم نے سعید
بن مسروق سے اور اس نے یزید بن حیان سے اور اس نے

حدیث ابی حیان عنید انه
قال الا وانی تارک فیکم
الثقلین احدهما کتاب
الله هو حبل الله من اتبعه
کان علی الهدی و من
ترکه علی الضلالة وفیه
فقلنا من اهلبیته نساؤه
قال لا ایم الله ان المراة
تکون مع الرجل العصر
من الدهر ثم یطلقها فترجع
الی ابیها و قومها اهلبیته
اصله وعصبته الذین حرموا
الصدقة بعده۔

زید بن ارقم سے کہا اوسنے داخل ہوے ہم زید بن ارقم
کے پاس اور ہم نے اون سے کہا کہ تم نے بڑی سعادت
پائی کیونکہ تم نے جناب رسالتماب صلعم کی صحبت پائی ہے
اور اونکے پیچھے نماز پڑہی ہے تا آخر حدیث کہا (زید بن
ارقم نے) فرمایا حضرت نے ہوشیار ہو جاؤ کہ مین تمہارے
پاس الثقلین و دو گرانقدر نفیس چیزین چھوڑے
جاتا ہون اون مین سے ایک تو خداے عزوجل کی کتاب
ہے وہ حبل اللہ یعنی اللہ تعالی کی رسی ہے جو اتباع
کریگا وہ ہدایت کی راہ پر ہوگا ورنہ گمراہ ہوگا دوسری
چیز میرے اہل بیت ہین پھر زید بن ارقم سے پوچھا گیا
کہ آپکے اہل بیت کون ہین انہین ازواج داخل ہین
یا نہین تو فرمایا کہ خدای تعالی کی قسم (انکی عورات
اس مین شامل نہین ہین) کیونکہ زوجہ ایک خاص وقت
تک آدمی سے تعلق رکھتی ہے اور جب عورت کو طلاق
ہو جاتی ہے تو وہ اپنے والدین اور اپنے قوم مین چلی جاتی
ہے اور کہ آنحضرت صلعم کے اہل بیت اونکی اولاد و نسل)
اور وہ لوگ ہین جن پر صدقہ حرام ہے۔

اور بروالی یہی روایت رکل هولاء حرم الصدقة) تک زید بن ارقم کی سند سے امام احمد نے بھی اخراج کی ہے جسکو حافظ
ابن کثیر نے اپنی تفسیر مطبوعہ مصر کے جلد نہم ص۱۱۲ مین در تفسیر آیہ قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی (اے رسول تم
کہدو کہ مین اس (تبلیغ رسالت) کا اپنے قرابت داروں (اہل بیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہین مانگتا) ضمن وعن وارد کیا
اور لفظ الثقلین ہے یعنی الف لام کے ساتھ ہے۔

اور مشکوۃ المصابیح مطبوعہ نظامی دہلی ص۵۳۲ مین ہے۔

خرج احمد بن
حنبل فی مسنده عن
البراء بن عازب وزید
بن ارقم ان رسول
الله صلی الله علیه واله

مسند امام احمد بن حنبل مین براء بن عازب اور
زید بن ارقم سے مروی ہے کہ ہم لوگ جناب رسولخدا
کے ساتھ جب غدیر خم مین وارد ہوئے تو آنحضرت نے
علی کا ہاتھ پکڑ کر لوگون سے ارشاد کیا کہ کیا تم نہین
جانتے کہ مین مومنین کیلئے اونکے نفوس سے اولی ہون

وسلم لما نزل بغدير خم اخذ بيد على فقال الستم تعلمون انى اولى بالمومنين من انفسهم قالوا بلى قال الستم تعلمون انى اولى بكل مومن من نفسه قالوا بلى فقال اللهم من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه فلقيه عمر بعد ذلك فقال له هنيئا لك يا ابن ابيطالب اصبحت وامسيت مولا كل مومن و مومنة۔

سب نے کہا بیشک پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہین جانتے کہ مین ہر مومن کے لئے اوسکے نفس سے اولی ہون سب نے عرض کیا کہ در حقیقت یا رسول اللہ آپ ہر مومن کے لئے اوس کے نفس سے اولی ہین تب آپ نے ارشاد کیا کہ جسکا مین مولا ہون علی بھی اوسکا مولا ہے الٰہی دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے بعد حضرت عمر نے حضرت علی سے ملکر فرمایا کہ مبارک ہو تمکو اے فرزند ابوطالب کہ آج تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

اور کتاب معارج النبوۃ (مولانا معین الدین ہروی مطبوعہ مطبع نور لاہور ۱۲۹۲ھ رکن چہارم صفحہ ۲۱۳ مین ہے۔

آوردہ اند کہ بیشتر اصحاب تا بحدی کہ امہات مومنین امیر المومنین علی را تہنیت بجا آوردند

کہ اوس روز اکثر اصحاب یہانتک کہ امہات مومنین نے حضرت علی کی خدمت مین مبارکباد عرض کی۔

ابوبکر بن ابی شیبہ شیخ حدیث جامع صحیح مسلم کی مخرجہ گذشتہ حاشیہ مین غدیر خم کی حدیث ولایت نقل ہو چکی۔ اور عرفہ کے روز کی حدیث ثقلین کو مرزا محمد بن معتمد خان نے مفتاح النجا مین ترمذی کی مخرجہ حضرت جابر کی روایت یوم عرفہ کے خطبہ کے بعد یہ حدیث لکھی ہے۔

اخرجه ابن ابى شيبة والخطيب فى المتفق والمفترق عنه (يعنى عن جابر) بلفظ انى تركت فيكم مالن تضلوا بعدى ان اعتصمتم به كتاب الله وعترتى اهل بيتى۔

روایت کی ہے اسکو ابن ابی شیبہ اور خطیب نے حضرت جابر سے اس لفظ کے ساتھ کہ حضرت نے فرمایا چھوڑتا ہون مین تم مین اوس چیز کو کہ ہرگز گمراہ ہو گے بعد میرے اگر تم اوسکے ساتھ متمسک ہوگے وہ کتاب خدا ہے اور میری عترت جو میرے اہلبیت ہین۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر جلد نہم صفحہ ۱۱۴ الف ۱۱۵ مین بذیل تفسیر آیہ مودت کے ہے۔

قال الترمذى حدثنا نصر بن

باسناد مذکورہ حضرت جابر کہتے ہین کہ مین نے

[1] سیرت شبلی حصہ ثانی صفحہ ۱۲۱ و صفحہ ۱۲۲ کے حاشیہ مین ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم (باب حجۃ النبی و باب الدیات) اور ابو داؤد (باب الاشہر الحرم و حجۃ النبی) وغیرہ مین یہ خطبہ حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر حضرت ابوامامہ باہلی حضرت جابر حضرت ابوبکرہ رض وغیرہ صحابہ کی روایتون سے مذکور ہے ان روایتون مین بعض باتین مشترک ہین مثلاً ان دماکم واموالکم حرام علیکم کحرمۃ الخ اور بعض باتین الگ ہین۔ مغازی و سیر کی کتابون مین کچھ اور باتین بھی مذکور ہین اصل یہ ہے کہ یہ ایک طویل خطبہ تھا ہر ایک شخص کو جو فقرہ یاد رہ گیا اوسی کو اسنے روایت کر دی اس بنا پر مختلف ماخذون سے ان ٹکڑون کو جمع کر لیا گیا روایتون مین ایک اور اختلاف ہے۔ حضرت جابر اپنی روایت مین اور ایک روایت مین حضرت ابن عباس خطبہ کا دن یوم عرفہ یعنی ۹ ذیحجہ اور حضرت ابوبکرہ اور حضرت ابن عباس دوسری روایتون مین یوم النحر یعنی ۱۰ ذیحجہ بتاتے ہین۔ بعض روایتین ایام التشریق کے خطبہ کی ہین۔ بقیہ حاشیہ ص ۲۲۶ پر

عبد الرحمن الكوفي حدثنا زيد بن الحسن عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر بن عبد الله قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجته يوم عرفة وهو على ناقته القصواء يخطب فسمعته يقول يا ايها الناس اني تركت فيكم ما ان اخذتم به لن تضلوا كتاب الله وعترتي اهل بيتي قال الحسن وفي الباب عن ابي ذر و ابي سعيد

پیغمبر خدا کو عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ پڑھتے دیکھا اور مین نے آپ سے سنا کہ فرماتے تھے اے لوگو مین نے تم مین ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسکو پکڑوگے تو گمراہ نہوگے ایک تو کتاب اللہ اور دوسرے عترت یعنی اہل بیت میرے اور اس باب مین ابوذر اور ابو سعید اور زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید سے روایت کی گئی ہے۔

پھر مسلم نے حدیث ثقلین کو ابن ابی شیبہ کے بعد محمد بن فضیل کی سند سے بھی ذکر کیا ہے - چنانچہ اوسی تفسیر ابن کثیر مین اوسی آیہ مودۃ فی القربی کے تفسیر مین ہے -

قال ابو عيسى الترمذي حدثنا علي بن المنذر الكوفي حدثنا محمد بن فضيل حدثنا الاعمش عن عطية عن ابي سعيد والاعمش عن حبيب بن ابي ثابت عن زيد بن ارقم قال قال رسول الله اني تارك فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا بعدي احدهما اعظم من الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض وعترتي اهل بيتي ولن يتفرقا حتى يردا على الحوض فانظروا كيف تخلفوني فيهما۔

کہا ابو عیسی ترمذی نے حدیث کی ہمسے علی بن منذر کوفی نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن فضیل نے کہا حدیث کی ہم سے اعمش نے عطیہ سے اونے ابو سعید سے اور اعمش نے حبیب بن ابی ثابت سے اونے زید بن ارقم سے کہا اونے کہ فرمایا رسول اللہ نے مین تم مین ایسی چیز چھوڑتا ہون کہ اگر تم اوسکے ساتھ تمسک کروگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہوگے جو ایک دوسرے سے بڑا ہے کتاب اللہ تو ایک لمبی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک ہے اور عترت یعنی اہل بیت میرے اور یہ دونون ایک دوسرے سے ہرگز علیحدہ نہونگے یہان تک کہ حوض پر میرے پاس آئینگے پس دیکھو کہ میرے بعد ان دونون کے ساتھ کیونکر متمسک ہوتے ہو۔

یہ دونون حدیثین حجۃ الوداع کی ہین پہلی حدیث عرفہ کے روز کی پھر ۱۲ ذی الحجہ کی ہین اور مسلم نے حدیث ثقلین مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۵ - بہرحال صحاح ستہ اور مسانید کی تمام روایات کو یکجا کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اس حج مین تین دفعہ خطبہ دیا۔ ۹ ذی الحجہ یوم عرفہ کو، ۱۰ ذی الحجہ یوم النحر کو، اور تیسرا خطبہ ایام التشریق مین لایا ۱۲ ذی الحجہ کو، اور صفحہ ۳۱ مین ہے ابوداؤد در باب الخطبۃ بمنی) مین ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۱ ذی الحجہ کو منی مین ایک خطبہ دیا تھا جسکے مختصر الفاظ وہی ہین جو پہلے خطبون مین گذر چکے ہیں۔ ہم کہتے ہین کہ علاوہ حضرت نے غدیر خم مین خطبہ دیا۔ ۹ ذی الحجہ عرفہ کو، ۱۰ ذی الحجہ حج اکبر قربانی کے دن اور ۱۲ ذی الحجہ جمعہ کو مقام منا مین - چنانچہ عرفہ اور حجۃ الوداع کے خطبون مین حدیث ثقلین کا ذکر صحیح ترمذی سے آچکا - جسکو خطبات مذکورہ مین کہین اشارہ بھی نہین ہے - حالانکہ حجۃ الوداع مین امام احمد نے اپنے مسند جلد چہارم صفحہ ۱۶۴ مین یہ حدیث وارد کی ہے - حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا يحيى بن آدم وابن ابي بكير قال ثنا اسرائيل عن ابي اسحاق عن حبشي بن جنادة قال يحيى بن آدم وكان قد شهد حجة الوداع قال قال رسول الله صلعم علي مني وانا منه ولا يؤدي عني الا انا او علي وقال ابن ابي بكير لا يقضي ديني الا انا او علي الخ

محمد بن فضیل کے بعد اسحاق بن ابراہیم جو ابن راہویہ سے مشہور ہیں روایت کی ہے۔

چنانچہ کتاب ینابیع المودۃ جلد اول مطبوعہ اسلامبول صفحہ ۳۹ میں ہے

عن علی علیہ السلام ان رسول اللہ ص قال قد ترکنا فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم واہلبیتی اخرجہ اسحاق بن راہویہ فی مسندہ من طریق کثیر بن زید عن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیہ عن جدہ وہو سند جید رواہ الدولابی فی الذریۃ الطاہرۃ

علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ میں تم میں ایسی چیز چھوڑونگا کہ اگر تم اوس سے متمسک رہوگے تو ہرگز گمراہ نہوگے وہ ایک قرآن ہے جسکا ایک سرا خداے تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اور دوسرا خود تمہارے ہاتھ میں اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں اسحاق ابن راہویہ یعنی اسحاق ابن ابراہیم نے اپنے مسند میں کثیر بن زید کے واسطہ سے روایت کی ہے اور اوسکی سند جناب علی ابن ابیطالب تک پہونچائی ہے جسکے راۃ حدیث میں محمد بن عمر بن علی ہیں

نیز کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۰۳ مطبوعہ حیدرآباد دکن میں ہے۔

عن علی النبی صلعم اخذ بیدہ یوم غدیر خم فقال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال فزاد الناس بعدہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ

(ابن راہویہ وابن جریر)

جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے میرا ہاتھ پکڑ کر بروز غدیر خم ارشاد کیا جس کا میں مولا ہوں بس اوسکا علی مولا ہے پھر لوگوں نے اسپر بڑھا دیا کہ اے ہمارے پروردگار دوست رکھ اوسے جو اوسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسے جو اوسے دشمن رکھے۔

یہ ابن راہویہ وہی اسحاق بن ابراہیم ہیں یہ بڑے شیوخ حدیث صحیح مسلم میں۔ نیز زید بن ارقم کے سند کی حدیث ثقلین مع حدیث غدیر کے ایک ہی دن اور تاریخ کی نمبر ۸۷، خصایص نسائی کی ہے جو آگے نقل ہوگی جسکو محمد بن المثنی شیوخ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

غرضکہ رسول خدا صلعم نے حدیث ثقلین مذکورہ کو کم سے کم چار مرتبہ ارشاد فرمایا چنانچہ کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان حنفی قندوزی بلخی کی جلد اول صفحہ ۴۴ میں یہ حدیث ہے۔

وفی المناقب فی کتاب سلیم بن قیس قال علی علیہ السلام ان الذی قال رسول اللہ صلعم یوم عرفۃ علی ناقتہ القصواء

سلیم کی کتاب مناقب میں منقول ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول خدا نے عرفہ کے دن در آنحالیکہ قصوا اوپر آپ سوار تھے۔ اور پھر مسجد خیف[1] میں اور پھر

[1] از رسالہ حج حاجی علیم الدین اکے منتو صفحہ ۹۵ میں ہی "مسجد خیف یہ مسجد منا میں واقع ہے یہ ایک قدیم مسجد ہے اسکے اتقدس ہونے میں بہت سی روایتیں بیان کی گئی ہیں منجملہ اونکے یہ ہے کہ ستر نبیون نے ایک سلسلہ یہان نماز پڑھی ہے"

وفی مسجد خیف ویوم الغدیر ویوم قبض فی خطبة علی المنبر ایها الناس انی ترکت فیکم الثقلین لن تضلوا ما ان تمسکتم بهما الاکبر منهما کتاب الله والاصغر عترتی اهلبیتی وان اللطیف الخبیر عهد الی انهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض کهاتین اشار بالسبابتین وان احدهما لیس اقدم من الاخرة فتمسکوا بهما لن تضلوا ولا تقدموا منهم ولا تخلفوا عنهم ولا تعلموا فانهم اعلم منکم۔

یوم غدیر پر اور پھر اپنے رحلت کے دن منبر پر فرمایا کہ ایہا الناس مین تم مین دو سنگین گرانقدر چیزین چھوڑنے والا ہون جب تک تم اون سے تمسک رکھوگے مطلق گمراہ نہوگے۔ ان مین سے ثقل اکبر کتاب اللہ ہے اور ثقل اصغر میری عترت اہل بیت ہین اور خدا لطیف وخبیر نے عہد فرمایا ہے کہ یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہون گے تا آنکہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچ جائین۔ پھر اشارہ کیا آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی اونگلی کی طرف اور فرمایا کہ ان دونون مین کوئی ایک دوسرے سے مقدم نہین ہے پس تم ان دونون سے متمسک رہو تاکہ تم گمراہ نہو اور ان سے پیشقدمی نکرو اور اون سے منہ نہ موڑو اور انکو سبق نہ پڑہاؤ کیونکہ وہ تم سے بہت زیادہ جاننے والے ہین۔

چنانچہ حدیث مذکورہ عین وفات کے دن کی ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری باب سیوم صفحہ ۳۴۰ نمبر ۱۵ کی حدیث یہ ہے۔

عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فی مرضه الذی قبض فیه وقد امتلأت الحجرة من اصحابه ایها الناس یوشك ان اقبض قبضا سریعا فینطلق وقد قدمت الیکم القول معذرة الیکم انی مخلف فیکم الثقلین کتاب ربی عزوجل وعترتی واهلبیتی ثم اخذ بید علی فقال هذا علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض فاسئلهما ما خلفتم فیهما۔ (اخرجه ابن عقده)

جناب ام المومنین ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے اپنے مرض مین کہ جس مین حضور انتقال فرما گئے فرمایا۔ اور اوسوقت صحابہ سے حجرہ بھرا ہوا تھا۔ کہ اے لوگو مین بہت ہی جلدی دنیا سے انتقال کرنیوالا ہون اور مین نے عذر کے ساتھ بات تعین سنادی ہے۔ مین تم مین دو بھاری چیزین چھوڑنے والا ہون اپنے رب جلیل کی کتاب اور اپنے عترت اہل بیت پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن انکے ساتھ ہے۔ یہ دونون جب تک حوض پر نہ پہونچین ایک دوسرے سے جدا نہون گے۔

اول حدیث ثقلین یوم عرفہ کی ناقہ قصواء کے اوپر والی جناب علی علیہ السلام کی سند کی اوسی صحیح ترمذی سے جناب امام محمد باقرؑ

کے طریق حضرت جابرؓ کے سند کی نقل ہو چکی۔ یہ حضرت جابرؓ صحابی کی مخرجہ حدیث یوم عرفہ والی وہی حدیث ہے جسکو انھون نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے واقعہ حجۃ الوداع مین بیان فرمایا تھا۔ اور جسکے ملاقات کا ذکر شیخ مسلم صاحب نے اپنے صحیح مسلم مین کیا ہے لیکن شیخ مسلم صاحب مثل یوم عرفہ کے یوم غدیر کی روایت حضرت جابرؓ کی مخرجہ (ذیل) کی روایت کا کوئی ذکر اپنے صحیح میں نہین لائے جسکو ہم بیان کرتے مین اور تیسری روایت حضرت جابرؓ کی وفات انکے وطن کی صفحہ ۳۳ مین لکھی گئی۔

امام قندوزی بلخی اپنی کتاب ینابیع المودۃ کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ مین اور علامہ سخاوی نے اپنی کتاب استجلاب ارتقاب الغرف منقول از عبقات الانوار ثقلین حصہ اول صفحہ ۱۱) مین وارد کیا ہے۔

رواہ ابو العباس بن عقدۃ (فی الولایۃ من طریق یونس بن عبد اللہ بن ابی فروۃ عن ابی جعفر محمد بن علی) عن جابر رضی اللہ عنہ قال کنا مع رسول اللہ صلعم فی حجۃ الوداع فلما رجع الی الجحفۃ (امر بشجرات فقم ما تحتھن) نزل ثم خطب الناس (فقال اما بعد ایھا الناس فانی لا ارانی یوشك ان ادعی فاجیب فقال ایھا الناس انی مسؤل وانتم مسؤلون فما انتم قائلون قالوا نشھد انك بلغت ونصحت وادیت قال انی لکم فرط وانتم واردون علی الحوض و انی مخلف فیکم الثقلین ان تمسکتم بھما لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی وانھما لن

روایت کی ابن عقدہ[۱] نے (کتاب ولایت میں طریق یونس بن عبد اللہ بن ابی فروہ سے انھون نے ابو جعفر محمد بن علی سے انھون نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول خدا کیساتھ حجۃ الوداع مین تھے۔ جب مقام جحفہ تک پہونچے (تو بحکم حضرت درختون کے نیچے صفائی کیگئی) آپ ٹھہرگئے پھر خطبہ ارشاد فرمایا (اور کہا اے گروہ مردم مین اپنی حالت دیکھتا ہون کہ مین بلایا جاؤن اور مین اس کے حکم کو قبول کرون) اور کہا اے لوگو خدا تعالیٰ مجھسے بھی سوال کریگا اور تم سے بھی۔ پس تم کیا جواب دوگے۔ لوگون نے عرض کیا کہ ہم یہ شہادت دینگے کہ حضور نے تبلیغ احکام فرمائی اور ہم کو نصیحت بھی کی اور حقوق بھی ادا فرمائے اسپر حضرت نے فرمایا مین اسوقت بھی تمھارے سامنے ہون اور یقیناً تم حوض پر بھی میرے پاس آؤگے اور مین تمھارے پاس ثقلین چھوڑے جاتا ہون اگر تم انکی پیروی کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے (یہ دونون) کتاب خدا

[۱] توثیق (ابن عقدہ) زرقانی علی المواہب مجلد ہفتم صفحہ ۱۵ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۸ھ مین ہے حافظ العصر المحدث البحر ابو العباس احمد بن محمد بن سعید الکوفی مولی بنی ھاشم ابوہ نحوی صالح یلقب عقدۃ سمع اممًا لا یحصون وکتب العالی والنازل حتی عن اصحابہ وکان الیہ المنتھی فی الحفظ وکثرۃ الحدیث وعنہ احفظ مائۃ الف حدیث باسنادھا واجیب فی ثلثمائۃ الف حدیث من حدیث اھل البیت وبنی ھاشم الف وجمع وحدث عنہ الدارقطنی وقال اجمع اھل الکوفۃ علی انہ لم یر من زمن ابن مسعود الی زمنہ ولد سنہ تسع واربعین ومائتین۔

یعنی حافظ عصر محدث بحر ابو العباس احمد بن محمد ابن سعید کوفی مولا بنی ہاشم باپ ان کے صالح نحوی تھے کہ جنکا لقب عقدہ تھا انکے بیٹے نے گروہ ہائے کثیر سے سماعت حدیث کی جنکا شمار نہین ہو سکتا۔ سند عالی اور نازل دونون کو لکھا یہانتک کہ اپنے اصحاب سے بھی اور انکی طرف منتہی تھی حفظ اور کثرت حدیث مین اور ان سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مجھے ایک لاکھ حدیثین مع سندون کے یاد ہین اور تین لاکھ حدیثون مین احادیث اہل بیت اور بنی ہاشم سے۔ مین نے جواب دیا تالیف کی اور جمع کیا اور حدیث کی ان سے دارقطنی نے اور اس نے کہا ہے کہ تمام اہل کوفہ کا اسپر اجماع ہے کہ کوفہ مین زمانہ ابن مسعود سے اسوقت تک کوئی شخص ایسا نہین دیکھا جو ان سے بڑھکر حافظ تر ہو سنہ ۲۴۹ھ مین ان کی ولادت ہوئی۔

یفترقا حتی یردا علی الحوض ثم قال الستم
تعلمون انی اولی بکم من انفسکم قالوا
بلیٰ فقال اخذ بید علی من کنت مولاہ فعلی مولاہ
ثم قال اللهم وال من والاہ وعاد
من عاداہ

اور عترت اہل بیت ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ
میرے پاس حوض پر جا پہونچیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ
مین تمہارے نفسون سے بہتر ہون سب نے عرض کیا کہ بیشک پھر حضور نے
حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے پھر دعا
فرمائی یا الٰہی دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن
رکھے علی کو۔

حدیث مذکورہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کی مخرجہ علاقہ جحفہ یعنی غدیر خم کی معلوم کرچکے جسمین رسولخدا نے حدیث
ثقلین اور حدیث ولایت کو یکوقت بیان فرمایا ہے یہی خطبۃ الوداعی کا جزء ہے۔ اسی تاریخ (۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ) سے رسولخدا کے آخر عمر کا
حساب کیا جاتا ہے۔ محدثین نے بھی اسی غدیر خم کی حدیث ثقلین مخرجہ صحیح مسلم سے اپنی شرح مین بیان کیا ہے۔ چنانچہ کتاب نسیم الریاض
شرح شفاء قاضی عیاض۔ ج سیوم صفحہ ۴۵۴ مطبوعہ سنہ ۱۲۶۷ھ مین صحیح مسلم کی حدیث ثقلین کا آخر عمر مین وارد ہونا لکھا ہے۔

رواہ مسلم فی فضائل اٰل البیت فی خطبۃ
خطبہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو
راجع من حجۃ الوداع فی اٰخر عمرہ قال
فیہا اما بعد ایہا الناس انما انا بشر
مثلکم یوشک ان یاتینی رسول ربی
فاجیبہ وانی تارک فیکما لثقلین الخ

روایت کی ہے اسکو مسلم نے فضائل اہلبیت مین اُس خطبہ مین کہ جسکو
پڑھا رسول مقبول نے اُسوقت جب حضرت پلٹ رہے تھے حجۃ الوداع
سے اپنی آخر عمر مین فرمایا اس خطبہ مین اے گروہ مردم مین ایک بشر
ہون تمہارے ہی طرح قریب ہے کہ میرے پاس بھیجا ہوا میرے پروردگار
کا آوے اور مین اُسکو قبول کرون اور مین تمہارے درمیان
دو گرانقدر چیزین چھوڑتا ہون۔

روایت مذکورہ کی تائید مین علامہ ابن منظور افریقی اپنے لسان العرب مین امام ازہری کے تہذیب اللغۃ سے یہ حدیث وارد کرتے ہین

وروی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ
قال فی اٰخر عمرہ انی تارک فیکم الثقلین
کتاب اللہ وعترتی وقال الازہری رحمۃ اللہ
وفی حدیث زید بن ثابت قال قال رسول
اللہ صلعم انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ
وعترتی فانہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض
وقال قال محمد بن اسحاق وھذا حدیث صحیح
ورفعہ نحو زید بن ارقم وابو سعید الخدری
وفی بعضہا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ
وعترتی اہل بیتی فجعل العترۃ اہل البیت

روایت کیگئی ہے نبی صلعم سے کہ حضرت نے اپنے آخر عمر مین فرمایا
کہ مین تم لوگون مین دو گرانقدر چیزین چھوڑتا ہون کتاب خدا اور
عترت اپنی اور کہا ہے امام ازہری نے کہ حدیث زید بن ثابت مین
ہے کہ انھون نے کہا کہ فرمایا رسول صلعم نے کہ مین تم لوگونمین اپنے
بعد دو گرانقدر چیزین چھوڑتا ہون کتاب خدا اور اپنی عترت یہ
دونون ہرگز جدا نہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آوین
اور کہا ہے امام ازہری نے کہ کہا ہے ابن اسحاق نے کہ یہ حدیث صحیح ہے
اور اسکو رفع کیا ہے مثل زید بن ارقم اور ابو سعید خدری کے اور بعض
روایت مین ہے کہ مین تملوگونمین دو گرانقدر چیزین چھوڑتا ہون کتاب
خدا اور اپنی عترت جو کہ میرے اہلبیت ہین پس عترت کو اہلبیت قرار دیا

حدیث مذکورہ جس کے مخرجین میں زید بن ثابت اور زید بن ارقم اور ابو سعید خدری تین صحابی ہیں جنھوں نے حدیث ثقلین کو کتاب اللہ اور عترتی اہل بیتی سے روایت کی ہے اور بصیغہ تثنیہ میں شامل لفظ ثقلین کے لفظ انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض بھی لائے ہیں جیسا کہ صحیح ترمذی کی روایت حجۃ الوداع کی صہ ۲۲۶ میں ابو سعید خدری اور زید بن ارقم سے گذری جسمیں ہر دو کا حبل اللہ ہونا بھی ہے لیکن شیخ مسلم صاحب نے زید بن ارقم کی اوس حدیث کو تلاش کرکے اپنے صحیح میں وارد کیا ہے جسکو زید بن ارقم نے اس حدیث کے عمدہ الفاظ اور مفید فقرات کو اخفا کیا ہے جسکو ہم نے آخر صہ ۲۲۱ سے صہ ۲۲۲ تک نقل کیا ہے۔ اس حدیث اور اُس حدیث زید بن ارقم مسند احمد صہ ۵۲ کتاب ہذا کو ملاؤ تو شیخ مسلم صاحب اور زید بن ارقم کے اخفائے حدیث کا پورا انکشاف ہو جاتا ہے۔

غرضکہ صحیح مسلم کی حدیث ثقلین یوم غدیر خم (۱۸ ذی الحجہ) والی آخر عمر کی معلوم ہوگی جسمیں حدیث ولایت مع دیگر الفاظ و فقرات کا اخفا کیا گیا ہے جیسا کہ احادیث سے آشکارا ہوتا ہے۔

فائدہ اسی یوم غدیر مابین مکہ و مدینہ یعنی ۱۸ ذی الحجہ سے رسول اللہ صلعم کے آخر عمر کا حساب ۸۱ یوم والا صحیح مطابق ہوتا ہے اسی ۸۱ کو پلٹنے سے ۱۸ ہوتے ہیں اگر اسی عدد ۱۸ کو عدد ۶۳ (رسول خدا کی عمر کی تعداد) میں جمع کیا جائے تو ۸۱ ہوتے ہیں۔ اس حدیث غدیر خم یعنی حدیث ولایت کو شیخ مسلم صاحب ہی اخفا کنندہ نہیں ہیں بلکہ سب سے اول زید بن ارقم صحابی ہیں۔

چنانچہ سیرت انسان العیون حلبی۔ ج ثالث صہ ۳۰۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ میں ہے۔

وعن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ممن کتم فذھب اللہ ببصری وکان علی کرم اللہ وجہہ دعا علی من کتم

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ میں اون لوگوں میں تھا جنھوں نے چھپایا۔ خدا نے مجھکو اندھا کر دیا اور علی کرم اللہ وجہہ نے چھپانے والوں پر بد دعا فرمائی تھی۔

ایضاً ارجح المطالب خواجہ عبید اللہ بسمل امرتسری کے صہ ۵۸۰ نمبر ۵۵ چوتھے باب میں یہ حدیث مرقوم ہے۔

وعن زید بن ارقم قال قال علی انشد اللہ رجلا سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام اثنی عشر بدریا من جانب الایسر ومن جانب الایمن فشھدوا بذلک قال زید بن ارقم فیمن سمع ذلک لکنہ کتم فذھب اللہ ببصری کان یندم علی ما فاتہ من الشھادۃ ویستغفر اخرجہ ابوبکر بن مردویہ والفقیہ المغازلی والطبرانی فی معجم الکبیر

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ جناب امیر نے اُن لوگوں کو قسم دیکر پوچھا جنھوں نے آنحضرت صلعم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جسکا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے اور اے میرے پروردگار دوست رکھیو اُسے جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسکو جو علی سے دشمنی رکھے پس بارہ اصحاب بدر کھڑے ہو گئے چھ داہنے طرف کے اور چھ بائیں طرف کے۔ اُنھوں نے گواہی دی۔ زید بن ارقم کہتے ہیں کہ میں بھی انھیں میں سے تھا جن لوگوں نے اس حدیث کو حضرت سے سُنا تھا لیکن میں نے چھپایا خدا تعالے نے میری بصارت لیگیا زید بن ارقم اس شہادت کے نہ دینے سے نادم رہا کرتے تھے اور استغفار کیا کرتے تھے۔

اور تاریخ معارف ابن قتیبہ صفحہ ۲۹۲ مطبوعہ یورپ مین انس کے لئے یہ روایت ہے جسکا نام نہین لکھا گیا۔ پوری حدیث لکھی گئی وذکر قوم ان علیاً رضی اللہ عنہ سالہ عن قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقال کبرت سنی ونسیت فقال علی ان کنت کاذبا فضربک اللہ ببیضاء لاتواریھا العمامۃ (ماحصل ترجمہ) ایک گروہ نے بیان کیا ہے کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اوس سے رسالتمآب صلعم کے اس قول کے متعلق سوال کیا اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ تو اوسنے جواب دیا کہ مین بڈھا ہو گیا ہون مجھے اُسکی بابت کچھ یاد نہین ہے پس امیرالمومنین علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو خداوند عالم تجھے ایسا برص کردے کہ اس برص کو عمامہ نہ چھپا سکے

ان ہر دو حدیثون سے حدیث غدیر یعنی حدیث ولایت کی عظمت اور اس کی منزلت روز روشن کیطرح معلوم ہوگئی اب یہ تیسری حدیث روضۃ الندیہ سید محمد بن اسمٰعیل امیر صنعانی کے صفحہ ۹۶ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۲۲ھ سے نقل کیجاتی ہے جسکو سفیان ابن عیینۃ نے اخراج کی ہے یہ وہ شخص ہے جسکی سند سے بخاری نے اپنے صحیح کی پہلی حدیث انکی روایت سے داخل کی ہے وفی تفسیر الثعلبی بقولہ تعالیٰ سال سائل بعذاب واقع قال وسئل سفیان بن عیینۃ عن قول اللہ عزوجل سال سائل بعذاب واقع فیمن نزلت فقال لقد سالتنی عن مسئلۃ ما سألنی بھا احد قبلک حدثنی جعفر بن محمد عن ابائہ قال لما کان رسول اللہ صلعم بغدیر خم ینادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی علیہ السلام فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشاع ذلک وطار فی البلاد فبلغ ذلک الحارث بن النعمان الفہری فاتی رسول اللہ الخ

[illegible]

امام ثعلبی اپنی تفسیر مین نقل کرتے ہین کہ سفیان بن عیینہ سے کسی نے سوال کیا کہ آیت سال سائل بعذاب واقع کس کے حق مین نازل ہوئی ہے سفیان بن عیینہ سائل سے کہنے لگے تو نے مجھسے ایک ایسا سوال پوچھا ہے کہ تجھسے پہلے کسی نے نہین پوچھا مجھے امام جعفر صادق بن محمد باقر علیہما السلام روایتہً اپنے آبائے کرام سے بیان فرماتے تھے کہ جب آنحضرت صلعم غدیر خم کے مقام پر پہونچے اور لوگون کو جمع کرکے سب کے سامنے جناب امیر کا ہاتھ پکڑکر ارشاد فرمایا جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے اور یہ بات سب لوگون مین اور تمام جگہ مشہور ہوگئی پس یہ خبر حارث بن نعمان فہری کو پہونچی یہ خبر سنتے ہی رسول اللہ کے پاس آیا۔

پورا مضمون سیرت حلبی۔ ج۔ ثالث صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ سے نقل ہے۔

ولما شاع قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فی سائر الامصار وطار فی جمیع الاقطار بلغ الحارث بن النعمان الفہری فقدم المدینۃ واناخ راحلتہ عند باب المسجد فدخل والنبی صلی اللہ علیہ وسلم جالس وحولہ اصحابہ فجاء حتی جثی بین یدیہ ثم قال یا محمد انک امرتنا ان نشھد ان لا الہ الا اللہ و

اور جب شایع ہوا رسول اللہ کا قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ تمام شہرون مین اور قریون مین اور پھیل گیا تمام زمین پر اور پہونچی حارث بن نعمان فہری کو یہ خبر پس آیا وہ مدینہ مین اور اور بٹھا دیا اُس نے اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازہ پر اور داخل ہوا اور نبی صلوات اللہ علیہ بیٹھے ہوے تھے اور گرد اُنکے اصحاب تھے۔ پس آیا وہ یہانتک کہ بیٹھ گیا سامنے حضرت کے پھر کہا یا محمد آپ نے حکم دیا کہ گواہی دین اللہ کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی آپ کے اس کہنے کو قبول کیا اور

انك رسول الله فقبلنا ذلك منك وانك
امرتنا ان نصلی فی الیوم واللیلة خمس
صلوات ونصوم شهر رمضان ونزکی
اموالنا ونحج البیت فقبلنا ذلك منك
ثم لم ترض بهذا حتی رفعت بضبعی
ابن عمك ففضلته وقلت من کنت مولاه
فعلی مولاه فهذا شیئ من الله او منك
فاحمرت عینا رسول الله صلعم وقال
والله الذی لا اله الا هو انه من الله و
لیس منی قالها ثلاثا فقام الحارث وهو
یقول اللهم ان کان هذا هو الحق من
عندك وفی روایة اللهم ان کان ما
یقول محمد حقا فارسل علینا حجارة
من السماء او ائتنا بعذاب الیم فوالله ما
بلغ باب المسجد حتی رماه الله بحجر من
السماء فوقع علی راسه فخرج من دبره ومات
وانزل الله تعالی سأل سائل بعذاب
واقع للکافرین لیس له دافع الآیة

آپنے حکم دیا ارت اور دن میں پانچ نمازیں ادا کیا کریں
اور روزہ رکھیں ماہ رمضان کا اور زکوۃ دیں اپنے مالوں
کی اور حج کریں بیت اللہ کا پس یہ بھی قبول کیا ہم نے
آپ اسپر بھی راضی نہ ہوئے یہانتک کہ بلند کیا آپ نے
اپنے ابن عم (علی بن ابیطالب) کو انکو فضیلت دی اور
کہا آپ نے جسکا میں مولا ہوں اسکا یہ علی مولا ہے۔ آیا
یہ امر آپ کے جانب سے ہے یا اللہ کیطرف سے۔ پس
سرخ ہوگئیں دونوں آنکھیں رسول اللہ کی اور فرمایا
حضرت نے قسم وحدہ لاشریک کی یہ حکم اللہ ہی کی
طرف سے تھا اور نہ تھا میرے طرف سے اس کلمہ کو تین
مرتبہ فرمایا پس یہ سنکر حارث کھڑا ہوگیا اور کہتا جاتا
تھا پروردگارا اگر یہ امر حق ہے تیرے پاس اور دوسری روایت
میں یہ ہے اے خدا جو محمد کہتے ہیں اگر وہ حق ہے تو بھیج تو پتھر کو
آسمان سے یا لا تو ہم پر عذاب دردناک پس قسم خدا کی نہ
پہونچا تھا وہ مسجد کے دروازہ پر یہانتک کہ ایک پتھر آسمان
سے خدا نے پھینکا۔ پس اسکے سر پر گرا اور نکل گیا اسکے
مبرز کے مقام سے پس وہ مرگیا اسی کے بارے میں خدا نے آیت نازل
کی سأل سائل بعذاب واقع للکافرین لیس له دافع الآیة

اسی حدیث ولایت کو رسول خدا نے مع حدیث ثقلین واقع غدیر خم یعنے ۱۸ ذی الحجہ کو بیکوقت بیان فرمایا ہے اسی حدیث ولایت یعنی امامت کو سُن کر بعض صحابہ نے جنمیں حارث بن نعمان فہری خدمت حضور صلعم میں نہایت بے ادبانہ داخل ہوکر اس امر کا اظہار کرکے کہ یہ امر (فضیلت) من کنت مولاه فعلی مولاه آپکی طرف سے ہے یا خدا کیجانب سے ہے جسپر رسولخدا نے قسم کے ساتھ تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ یہ امر خدا کے حکم سے تھا جسپر حارث عذاب کا طالب ہوکر واصل جہنم ہوا۔ دیکھو صہ۸۶ تا ۹۰ کتاب ہذا۔ اسی مقام غدیر خم واقع ۱۸ ذیحجہ سے گیارہ ۱۱ ربیع الاول تک اکاسی ۸۱ دن رسولخدا کے آخر عمر کی روایت ہے جسکو مسلم صاحب کے شیخ الشیوخ امام زہری اور امام ابن اسحق نے بارہ ربیع الاول وفات النبی کی روایت کی ہے اور علامہ نووی شارح مسلم نے اپنے شرح میں ذکر کیا ہے نیز اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات۔ ج۔ اول صہ۱۹ میں بھی اس عبارت سے لکھا ہے۔

توفی صلعم ضحی یوم الاثنین لثنتی عشرة
لیلة خلت من شهر ربیع الاول سنة احدی

وفات رسولخدا دن چڑھے دوشنبہ کے دن جبکہ بارہ راتیں
خالی ہوئیں ربیع الاول سلہ کے مہینہ کی واقع ہوئی اور

عشرة من الهجرة ودفن یوم الثلاثاء حین زاغت الشمس وقیل لیلة الاربعاء

دفن ہوئے رسولخدا سہ شنبہ کے دن بعد زوال شمس اور کہا گیا ہے کہ شب چہار شنبہ میں۔

ضحیٰ یعنی دن چڑھے کی وفات کو یہ روایت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری باب مرض النبی ج۔ ۸ صـ۳۷ ۱۳۰۸ھ کی باطل کرتی ہے

عن عروة توفی یوم الاثنین حین زاغت الشمس۔

یعنی عروہ نے وفات النبی دوشنبہ کے دن بعد زوال کے وقت کی روایت کی ہے۔

اس عروہ کی روایت کو صحیح بخاری کی وہ روایت انس صحابی والی باطل کرتی ہے جسمین آخر یوم دوشنبہ کے آخر وقت دفن کی نہایت صحیح روایت ہے اور وہ گیارہ ربیع الاول دوشنبہ کے دن واقع ہونے کی مؤید ہے کیونکہ بارہ ربیع الاول کے دوشنبہ سے یکم ربیع الاول کو پنجشنبہ کا دن ہوتا ہے جسکو امام ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد ۲۹ صفر میں لاچکے ہین جس سے یکم صفر (پنجشنبہ) ۱۲ صفر (دوشنبہ) گذر چکا ہے پس یکم ربیع الاول جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) صریح ثابت ہوا جسمین ایک شب انتیسوین صفر کے شب کی شامل کرنے بارہ شبین خالی ہونے پر وفات النبی واقع ہوئی اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) سے گیارہ ربیع الاول دوشنبہ تک ۱۳ دن مدت مرض النبی صحیح حدیث کے مطابق اور شب بارھوین ربیع الاول ۱۱ھ سے بائیسوین جمادی الثانی ۱۳ھ تک کل مدت دو سال تین مہینے دس راتون حضرت ابوبکر کے زندہ رہنے کی بعد وفات رسولخدا۔ حدیث مندرجہ صـ۲۰۳ کے موافق ٹھیک ٹھیک ملگئی جسمیں ایک شبانہ روز امام زہری نے مدت خلافت میں غلط شمار کیا ہے جسکو ابن اسحاق نے دو سال تین مہینہ نو راتین کہا ہے۔ پس گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے مراجعت سے یکم ربیع الاول (جمعہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یکم صفر (پنجشنبہ) ۳۰ محرم چہارشنبہ ۲۹ و یکم محرم (سہ شنبہ) ۲۹ و ۸ و ۱۵ ذیحجہ (دوشنبہ) ۱۶ ذیحجہ (سہ شنبہ) ۱۷ ذیحجہ چہارشنبہ ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) جمع یہ کل اکیاسی دن ہوگئے اور عرفہ ۹ ذیحجہ کو (سہ شنبہ) واقع ہوکر یوم عرفہ جمعہ کو دروغ اور کذب کردیا۔ اسی ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کے اکاسوین دن یوم احتضار کو رسولخدا نے پھر حدیث ثقلین کا اعادہ فرمایا ہے دیکھو صـ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۲۲۸ اور اسی احتضار کے دن حضرت نے طلب قرطاس فرمایا جسکی یہ روایت صحیح مسلم مجلد ثانی سے نقل ہے۔

قال مسلم حدثنی محمد بن رافع وعبد بن حمید قال ابن رافع نا عبد الرزاق قال نا معمر عن الزهری عن عبید الله بن عبد الله بن عتبة عن ابن عباس قال لما حضر رسول الله صلعم فی البیت رجال فیهم عمر بن الخطاب قال النبی صلعم هلم اکتب لکم کتاباً لا تضلون بعده فقال عمر ان رسول الله قد غلب علیه الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب الله فاختلف اهل البیت فاختصموا منهم من یقول قربوا

کہا مسلم نے کہ حدیث کی مجھسے محمد ابن رافع اور عبد بن حمید نے کہا ابن رافع نے کہ حدیث کی ہمسے عبد الرزاق نے کہا حدیث کی ہمسے معمر نے زہری سے اُسنے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے اُسنے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ کا یوم احتضار ہوا تو دولتکدۂ نبوت مین عمر بن خطاب اور دیگر اصحاب مجمع تھے فرمایا رسول مقبولؐ نے کہ آؤ مین تمہارے لئے کچھ (بطور وصیت) لکھدون تاکہ بعد ازان تم گمراہ نہو۔ پس حضرت عمر بولے کہ پیغمبر صاحب غلبہ مرض کیوجہ ایسا کہہ رہے ہین۔ تمہارے پاس قرآن موجود ہے اور وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ اس بات پر حضار جلسہ مین اختلاف

یکتب لکم رسول اللہ کتاباً لن تضلون بعدہ
ومنھم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغط
والاختلاف عند رسول اللہ قال رسول اللہ
صلعم قوموا عنی الخ

واقع ہوا بعض تو یہ کہتے تھے کہ رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کرنا
ضروری ہے تاکہ آنحضرت جو چاہیں تمہارے لئے تحریر فرمائیں
اور بعض حضرت عمر کے ہمزبان تھے جب اس بات پر بہت شور و
اختلاف ہونے لگا تو رسالتمآب نے فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ

لیکن بعض لوگوں نے بخاری و مسلم کی اس روایت کا ذکر کیا ہے جسمیں یوم احتضار (دوشنبہ) کے بجائے (پنجشنبہ) کا ذکر ہے چنانچہ سیرۃ النبی شبلی حاشیہ صفحہ ۱۳۰ مین ہے "مجکو احتیاط کرنی چاہیے کہ کتاب تاریخ کی حیثیت سے نکلکر علم کلام کے دائرہ مین نہ آجائے تاہم جو میری ذاتی تحقیق ہے مین الفاروق مین لکھ چکا ہون"

الفاروق صفحہ ۶۱ مطبوعہ کانپور سنہ ۱۸۹۹ء مین ہے کہ آپنے وفات سے تین روز پہلے قلم و دوات طلب کیا اور فرمایا کہ مین تمہارے لئے ایسی چیز لکھو نگا کہ تم آیندہ گمراہ نہ ہوگے اسپر حضرت عمر نے لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ آنحضرت کو درد کی شدت ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے۔ حاضرین سے بعضوں نے کہا کہ رسول اللہ بہکی باتیں کر رہے ہیں (نعوذ باللہ) روایت مین ھجر کا لفظ ہے جسکے معنی ہذیان کے ہین۔ عمرہ یہ ہے کہ بعض روایتون مین ہے کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرت کے اس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا تھا (نعوذ باللہ) دیکھو الفاروق صفحہ ۶۲

اور سیرۃ النبی شبلی کے حاشیہ صفحہ ۱۳۷ مین ہے جن صحابی نے قلم دوات لانے مین گفتگو کی۔ بخاری مین انکا نام نہین لیکن حدیث کی اور کتابون مین (مثلاً صحیح مسلم) بتصریح حضرت عمر کا نام ہے صحیح مسلم مین انکے یہ الفاظ مین قد غلب علیہ الوجع وعندکم قرآن حسبنا کتاب اللہ (صحیح مسلم کی دوسری روایتون کے یہ الفاظ) قالوا ان رسول اللہ صلعم یھجر، لوگون نے کہا رسول اللہ (صلعم) بے حواسی (ھجر) کی باتین کرتے ہین۔

الفاروق کے صفحہ ۶۲ مین ہے۔ اس بحث کے لئے واقعات ذیل پیش نظر رکھنا چاہیے۔

(۱) آنحضرت کم و بیش ۱۳ دن تک بیمار رہے (۲) کاغذ و قلم طلب کرنے کا واقعہ جمعرات کے دن کا ہے جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم مین بتصریح مذکور ہے اور چونکہ آنحضرت نے دوشنبہ کے دن انتقال فرمایا اس لئے اس واقعہ کے بعد آنحضرت چار دن تک زندہ رہے (۳) اس تمام مدت بیماری مین آنحضرت کی نسبت اور کوئی واقعہ اختلال حواس کا کسی روایت مین کہین مذکور نہین " (۴) اس واقعہ کے وقت کثرت سے صحابہ موجود تھے لیکن یہ حدیث باوجود اس کے کہ بہت طریقون سے مروی ہے (چنانچہ صرف صحیح بخاری مین سات طریقون سے مذکور ہے) باین ہمہ بجز عبد اللہ بن عباس کے اور کسی صحابی سے اس واقعہ کے متعلق ایک حرف بھی منقول نہین "

یہانتک ہم شبلی صاحب کی تحقیق کو قلمبند کرکے صحیحین کے ہر دو حدیثون پر نظر ڈالتے ہین۔

چند حدیثون مین واقعہ طلب قرطاس دوشنبہ کے دن یوم احتضار کا حضرت ابن عباس سے مروی ہے جیسا کہ حاشیہ صفحہ ۳۲ اور صفحہ ۱۹۶ و صفحہ ۱۹۹ مین ہے اور بعض حدیث مین ابن عباس سے پنجشنبہ کے دن کی ہے اس حدیث مین صرف بخاری مین حضرت عمر کا نام نہین ہے باقی صحیحین کے تمام روایات مین بالتخصیص حضرت عمر کا نام مذکور ہے جسکی تائید کی وہ روایت حضرت جابر صحابی کی یوم احتضار کی ہے جسکو امام احمد نے اپنی مسند مین اخراج کی ہے دیکھو نمبر (۹) صحیح بخاری صفحہ ۱۹۹

اور یہ امر قبول کیا گیا ہے کہ اختلال حواس کا ذکر کسی روایت مین کہین مذکور نہین۔ اور یہ بھی تسلیم ہے کہ آنحضرت کل ۱۳ دن بیمار رہے اور یہ بھی تسلیم ہے کہ آنحضرت چہارشنبہ کے دن بیمار ہوئے۔

اسی الفاروق کے صفحہ ۲۶ مین ہے "سنہ ۱۱ھ ۶۳۲ء ماہ صفر میں آنحضرت نے رومیون کے مقابلہ کے لئے اسامہ بن زید کو مامور کیا اور تمام اکابر صحابہ کو حکم دیا کہ انکے ساتھ جائین۔ لوگ تیار ہو چکے تھے کہ اخیر صفر مین آنحضرت بیمار ہو گئے"۔

اور سیرت النبی۔ ج ثانی صفحہ ۱۳۲ مین ہے۔ "آغاز علالت سے ایک روز پہلے اسامہ بن زید کو مامور کیا کہ وہ فوج لیکر جائین اور ان شریرون سے اپنے باپ کا انتقام لین"۔

یہ شبلی صاحب کا اخیر صفر (۲۸ صفر چہارشنبہ تھا) دیکھو وسیلۃ النجات مولوی محمد مبین صفحہ ۱۹ مطبوعہ گلشن فیض مولوی گنج لکھنؤ سنہ ۱۳۱۲ھ "روز چہارشنبہ بست و ہشتم (۲۸) ماہ صفر آنحضرت را مرض تپ و درد سر عارض گشت"۔

اور دیکھو تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی باب دہم صفحہ ۴۲ مطبوعہ ثمر ہند سنہ ۱۲۹۶ھ "روز چہارشنبہ بست ہشتم (۲۸) صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد" اور دیکھو نمبر (۳) ابن اسحاق صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۶ جسمین ۲۸ صفر چہارشنبہ کو رسولخدا کا بیمار ہونا اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو حضرت ابوبکر و عمر وغیرہ کا اسامہ بن زید کی ماتحتی مین جنگ روم پر جانے کے لئے مامور ہونا ہے۔ پس شبلی صاحب کا اخیر صفر (چہارشنبہ) ۲۸ صفر اور اکابر صحابہ کا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو تعنات ہونا ہے۔ چنانچہ سیرت النبی ج ثانی حاشیہ صفحہ ۱۳۴ میں ہے۔ "واقدی اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس غزوہ مین آنحضرت نے حضرت ابوبکر اور عمر کو بھی جانے کا حکم دیا تھا"۔

یہی پہلا حکم رسول اللہ کا ہے جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دن دیا گیا تھا اور دوسرا حکم وفات سے دو دن پہلے سنیچر کے دن ہوا تھا دیکھو نمبر (۳) ابن اسحاق صفحہ ۱۱۵ جسکی تائید مین سیرت النبی شبلی۔ ج ثانی صفحہ ۸ سطر ۹ مین ہے۔

"محرم ۱۱ھ جو زمانہ مرض الموت مین آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسامہ بن زید کے زیر افسری رومیون کے مقابلہ کیلئے بھر فوجین روانہ فرمائین"۔ یہی دوبارہ حکم ہے جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دسوین دن بروز شنبہ وفات سے دو دن پہلے ہوا تھا۔ اسی تاریخ تک صحابہ اسامہ کی ماتحتی کی وجہ سے اور عدم امتثال امر سے منہ چھپائے ہوئے تھے اسی شنبہ کے دن رسولخدا نے لوگون کا طعن آمیز کلمہ سماعت فرماکر نہایت غیظ و غضب سے خطبہ فرمایا ہے اور اسی خطبہ مین کلمہ جہزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہا سے جنگ روم پر جانے کا حکم دیا ہے۔

غرضکہ اس تیرہ (۱۳) دن مدت مرض النبی مین دو پنجشنبہ واقع ہوتے ہین ایک ۲۹ صفر کو دوسرا ۶ ربیع الاول کو یہ ظاہر ہے کہ حضرت کا بار دوم اسامہ بن زید کی زیر افسری صحابہ کی روانگی (جنگ روم) کا حکم دینا وفات سے دو دن پہلے تھا۔ پس واقعہ طلب قرطاس پنجشنبہ کے دن تین یا چار دن پہلے کا غلط اور دوشنبہ کے دن یوم احتضار کا صحیح ہے۔

چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے تحفہ اثنا عشریہ باب دہم مین درباره طلب قرطاس عین وفات کے دن لکھتے ہین:۔

قبل ازین واقعہ بسہ ماہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل شدہ بود	اس واقعہ طلب (قرطاس) سے تین مہینے پہلے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا تھا۔

اور تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن مولوی صدیق حسن خان۔ ج۔ ۳۔ صفحہ ۱۶ سطر ۲۰ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ مین ہے۔

قال ابن عباس فمکث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نزول ھذہ الآیۃ احد وثمانین یوما	ابن عباس سے مروی ہے کہ ٹھہرے رسول خدا بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے ۸۱ دن

پس طلب قرطاس فرمانے کی روایت گیارہ ربیع الاول دوشنبہ یوم احتضار کی صحیح ہے کیونکہ ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۹۰ دنوں پر اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم سے ۸۰ دنوں پر گیارہ ربیع الاول دوشنبہ واقع ہوتا ہے۔ جس سے طلب قرطاس کی روایت ابن عباس اور حضرت جابر کی مندوالی یوم احتضار (وفات کے دن) کی صحیح اور تین دن یا چار دن پنجشنبہ کے دن کی قطعاً غلط ہے نیز کثرت سے صحابہ کا موجود ہونا اسی احتضار کے دن سے دیکھو حدیث ام سلمہ صہ ۲۲۸ اور جبکہ حضرتؐ حدیث ثقلین اور دیگر ارشاد ہدایت بنیاد سے فارغ ہو چکے۔ اور نافرمان صحابہ کو بلفظ قوموا عنی اپنے پاس سے اٹھا چکے تو حضرت عباس اور جناب امیر علیہ السلام سے مخاطب ہو کر یہ ارشاد فرمایا ہے (جسکو کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ سابع صہ ۲۴ و ۲۵ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۱۰ھ سے نقل کیا جاتا ہے) جس سے بھی احتضار ہی کے دن صحابہ کا حجرہ میں بھرا ہونا ثابت ہے۔

وعن ابی حمزہ الثمالی عن ابی جعفر الباقر عن ابائہ علیہما السلام قال لما مرض رسول اللہ فی مرضہ الذی قبض فیہ کان راسہ فی حجر علی والعباس یذب عنہ و البیت غاص بالمہاجرین والانصار فقال یا عم اتقبل وصیتی وتنجز عداتی فقال العباسؓ انا رجل کبیر السن وکثیر العیال فقال علیہ السلام یا علی تقبل وصیتی وتنجز عداتی فخنق علی العبرۃ وما استطاع ان یجیبہ فاعادہا علیہ فقال علی بابی انت امی نعم فقال رسول اللہ انت اخی ووصیی ووزیری وخلیفتی ثم قال یا بلال ہلم سیف رسول اللہ ذوالفقار[۵] فجاء بہ بلال فوضع بین یدی رسول اللہ ثم قال یا بلال ہلم مغفر رسول اللہ ذا النجدین فجاء بہ فوضعہ۔ ثم قال یا بلال ہلم درع رسول اللہ ذات الفضول فجاء بہا ثم قال یا بلال ہلم فرس رسول اللہ المرتجز فاتی بہ فاوثقہ

ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ امام ابو جعفر محمد باقر بن علی نے اپنے آبا کرام علیہم السلام کی زبانی مجھ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا مرض الموت میں مبتلا تھے تو حضرت کا سر اقدس علی کی گود میں تھا اور عباسؓ آپکے جسم کی حفاظت کر رہے تھے اور تمام گھر مہاجرین اور انصار سے بھرا تھا اسوقت آنحضرت نے عباس سے فرمایا اے چچا آیا تم میری وصیت کو قبول کرو گے اور میرے وعدوں کو پورا کرو گے؟ عباسؓ نے جواب دیا یا رسول اللہ میں ایک بڈھا آدمی ہوں اور کثیر العیال ہوں۔ بعد ازاں حضرت نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ اے علی میری وصیت قبول کرتے ہو اور میرے وعدوں کو وفا کرو گے؟ اول مرتبہ علی مرتضیٰ بوجہ گریہ جواب پر قادر نہ ہوسکے حضرت نے دوبارہ اعادہ اس خطاب کا کیا اسوقت جناب امیر علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں بہت اچھا۔ پھر رسولخدا نے فرمایا تو میرا بھائی اور میرا وصی ہے اور میرا وزیر ہے اور تو میرا خلیفہ ہے بعد اس کے بلال کو حکم دیا کہ میری سیف ذوالفقار لاؤ۔ بلال نے روبرو لا کر حاضر کر دی۔ پھر فرمایا اے بلال مغفر رسول اللہ کہ جسکا نام ذوالنجدین ہے لاؤ بلال نے وہ بھی حاضر کی۔ سیلح

[۵] یہ وہی ذوالفقار (آسمانی) تلوار ہے جو رسولخدا کیلئے نازل ہوئی جسکے بارہ میں آیۂ کریمہ وانزلنا الحدید یعنی ہم ہی نے لوہے کو نازل کیا شاہد ہے اور تاریخ یعقوبی ابن واضح جلد ثانی ص۲۰ میں ہے وسیفہ الذی یلزمہ ذوالفقار وقد روی ان جبرئیل نزل بہ من السماء فکان طولہ سبعۃ اشبار وعرضہ شبر فی وسطہ کالفقر یعنی تلوار ان جناب کی جو برابر ان کے پاس رہتی تھی ذوالفقار ہے اور مروی ہے کہ یہ تلوار جبرئیل آسمان سے لائے تھے جس کا طول سات بالشت اور عرض ایک بالشت تھا اور اس کے بیچ میں ایک ابھار تھا۔ اور حدیقہ حکیم سنائی صہ ۲۶ مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۴ھ میں ہے آمد از سدرہ جبرئیل امین + لافتیٰ کردہ مرد را تلقین۔ ذوالفقار کہ از بہشت خدا + بفرستادہ بود کرد ادا

ثم قال هلم ناقة رسول الله العضباء فجاء بها فاوثقها

ثم قال یا بلال هلم بردة رسول الله السحاب

فجاء بها فوضعها۔

ثم قال یا بلال هلم قضیب رسول الله

الممشوق فجاء به فوضعه فلم یزل یدعو

بشیٔ بعد شیٔ حتی بالعصابة التی کان

یعصب بها بطنه فی الحرب ثم نزع الخاتم

فدفعه الی علی ثم قال یا علی اذهب بها

اجمع فاستودعها بیتك بشهادة المهاجرین

والانصار لیس لاحد ان ینازعك فیها

بعد فانطلق امیر المومنین حتی وضعها

فی منزله ثم رجع

درع ذات الفضول طلب کی ...... اور پھر گھوڑا جسکا

نام مرتجز تھا طلب کیا۔ پھر ناقہ عضبا اور بردہ سحاب

اور ممشوق وغیرہ وغیرہ طلب کئے

یہانتک کہ وہ عصابہ کہ جس سے حرب مین رسول خدا

شکم باندھتے تھے طلب کیا

اور بلال نے سب اشیا حاضر کین۔

پھر جناب رسالتمآب نے انگشتری خاتم انگلی سے نکالکر حضرت علی کو عطا

فرمائی (یہ مہر کی انگوٹھی بجز خلیفہ و قائمقام کے غیر کو نہین دیجاتی)

اور ارشاد فرمایا کہ اے علی ان اشیا کو لیجاؤ اور اپنے گھر مین رکھو شہادت

مہاجرین و انصار کے کیکو ان اشیا پر دعوی نہین ہو سکتا کہ میرے

بعد تمہے انکی بابت نزاع کرے چنانچہ حضرت امیر ان سب اشیا کو

اپنے گھر مین لیگئے اور وہان رکھکر اور اپنے ناقہ کو بند ہوا کر واپس تشریف لائے

حدیث مذکورہ مین جو الفاظ رسول اللہ نے اخی، وصی، وزیری وخلیفتی کے ارشاد فرمائے ہین یہ وہی الفاظ ہین جواب سے بیس سال قبل یعنی بعثت سے تین سال بعد آیہ وانذر عشیرتك الاقربین کے نازل ہونے پر اول تبلیغ مین فرمائے تھے اسکا وعدہ اس امر کے اظہار پر فرمایا تھا کہ جو شخص اس امر (رسالت) مین ہمارا ساتھ دیگا وہی ہمارا وزیر اور اخی اور وصی اور خلیفہ ہوگا۔ اسوقت بجز علی مرتضی کے کسی نے جواب نہین دیا۔ اس لئے آج رسول مقبول نے کہ بیسوین سال کا آخر دن ہے اور تبلیغ رسالت کا آخر وقت ہے اور وفات کے چند لمحے باقی رہ گئے ہین اس وعدہ کا ایفا فرمادیا جسکے ساتھ وہ تمامی اشیا منقولہ اپنے قائمقام و جانشین حقیقی کو بمواجہہ مہاجرین و انصار عطا فرمادین جیسا کہ مضمون حدیث سے ظاہر وہویدا ہے۔

(نمبر ۱۲) عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ صاحب تاریخ معارف المتوفی ۲۷۶ھ)

اس تاریخ (معارف) مین بھی رسولخدا کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ ہے جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین جس سے ذیقعدہ کامل ۳۰ دن کا ثابت ہے۔ یہ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۰ھ ہے اس سے قبل یورپ مین بھی طبع ہو چکی ہے۔

توثیق (امام محمد باقر علیہ السلام) صحیح مسلم جلد ثانی باب حجۃ النبی صفحہ ۳۹۴/۳۹۵ حضرت جابرؓ اور امام محمد باقر علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر۔ حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة واسحاق بن ابراهیم جمیعا عن حاتم قال ابو بکر حدثنا حاتم بن اسمٰعیل المدنی عن جعفر بن محمد عن ابیه قال دخلنا علی جابر بن عبد الله فسأل عن القوم حتی انتهی الیّ فقلت محمد بن علی بن حسین فاهوی بیده الی راسی فنزع زری الاعلی ثم نزع زری الاسفل ثم وضع کفه بین ثدیی وانا یومئذ غلام شاب فقال مرحبا بك یا ابن اخی سل عما شئت فسألته وهو اعمی وحضر وقت الصلوة فقام فی نساجة ملتحفا بها کلما وضعها علی منکبیه رجع طرفاها الیه من صغرها ورداؤه الی جنبه علی المشجب فصلی بنا فقلت اخبرنی عن حجة رسول الله صلی الله علیه وسلم

حدیث مذکورہ کا خلاصہ سیرت النبی شبلی نعمانی جلد ثانی صفحہ ۱۱۹ میں یون مذکور ہے۔ ابو داؤد اور صحیح مسلم مین حجۃ الوداع کا واقعہ نہایت تفصیل سے مذکور ہے کہ حضرت امام باقرؑ حضرت جابر سے جب وہ نابینا ہو گئے تھے آنحضرت کے حج کا حال پوچھا۔ حضرت جابر نے آل رسول کی محبت سے امام باقرؑ کے گریبان کے تکمے کھولے اور انکے سینہ پر محبت سے ہاتھ رکھکر بھتیجے پوچھ کیا پوچھتا ہے پھر نہایت تفصیل سے حج نبوی کے تمام حالات بیان کئے (یہ باردوم کی ملاقات کا ذکر ہے اول مرتبہ کی ملاقات کا ذکر آگے نمبر (۲۰) ترمذی مین آئے گا۔

خرج رسول الله صلے الله علیه وسلم لخمس لیال بقین من ذی القعدة فاقام الناس حجهم ثم صدر الی المدینة فاقام بها بقیة ذی الحجة من سنة عشر والمحرم وصفر واثنی عشر لیلة من شهر ربیع الاول سنة احدی عشر ثم قبض الله عز وجل صلے الله علیه وسلم یوم الاثنین وکان مقامه الی ان قبض عشر سنین کوامل وقد بلغ من السنین ثلاثا و ستین سنة (صفحہ ۵۰)

نکلے رسولخدا حج کیلیے ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین اور لوگون کے ساتھ حج کیا۔ پھر مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی بقیہ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ اور ماہ محرم اور صفر اور بارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ تک ٹھہرے۔ پھر قبض کیا اللہ تعالے نے رسول ص کو دوشنبہ کے دن اور بوقت وفات دس برس کامل مدینہ مین اور ۶۳ سال عمر کے ہوئے تھے۔

اور صفحہ ۵۶ مین حضرت ابوبکر کی مدت خلافت اور تاریخ وفات مین ہے۔

قال ابن اسحاق توفی (ابوبکر) یوم الجمعة لتسع لیال بقین من جمادی الاخر سنة ثلاث عشرة وکانت خلافته سنتین و ثلاثة اشهر وتسع لیال

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر نے جمعہ کے دن رحلت کی جبکہ نو راتین جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کی باقی تھین یعنی ۲۱ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ اور کل مدت خلافت دو سال تین مہینے نو راتین ہین۔

تنبیہ لیکن ابن اسحاق کا بیان یوم جمعہ اور سات راتون باقی یعنی ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ انتقال ابوبکر ہے اور جو ذیل کی عبارت سے جسمین (سبع لیال) ہے جس کے بجائے (تسع لیال) غلط طبع ہوگیا ہے۔ ایسی ہی عبارت سفر حج مین (خمس لیال بقین من ذیقعدہ) کی جگہ (خمس لیال بقین من ذی الحجة) ہر دو مطبوعہ (یورپ و مصر) مین غلط طبع ہے۔

چنانچہ اسد الغابہ فی الصحابہ۔ ج۔ ۳۔ مطبوعہ سنہ ۱۲۸۶ھ صفحہ ۲۲۳ مین ہے۔

قال ابن اسحاق توفی ابوبکر رض یوم الجمعة لسبع لیال بقین من جمادی الآخر سنة ثلاث عشرة

ابن اسحاق نے کہا کہ وفات پائی حضرت ابوبکر نے جمعہ کے دن ۲۳ جمادی الثانی کو جبکہ سات راتین جمادی الآخر سنہ ۱۳ھ کی باقی تھین۔

اس ۲۳ جمادی الثانی کی مؤید یہ روایت ہے جسکو ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ مین وارد کیا ہے (دیکھو صفحہ ۲۱۲۷ طبع یورپ)

توفی ابوبکر لثمانی لیال بقین او سبع بقین من جمادی الآخر

وفات پائی ابوبکر نے ۲۲ یا ۲۳ جمادی الثانی کو جب ۸ یا ۷ جمادی الثانی کی باقی تھین۔

توثیق (ابن قتیبہ) تاریخ مرآة الجنان یافعی مین ہے۔ عبداللہ بن مسلم بن قتیبة ابو محمد صاحب التصانیف صدوق قلیل الروایة روی عن اسحاق بن راهویه وجماعة قال الخطیب کان ثقة دینا فاضلا

ایضا۔ (الفاروق شبلی مین ہے) عبداللہ بن قتیبہ المتولد سنہ ۲۱۳ھ المتوفی سنہ ۲۷۶ھ یہ نامور اور مستند مصنف ہے۔ محدثین بھی اسکے اعتماد اور اعتبار کے قائل ہین تاریخ مین اسکی مشہور کتاب معارف ہے جو مصر مین چھپکر شائع ہوچکی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ نہایت مختصر ہے لیکن اسمین مفید معلومات ہین جو بڑی بڑی کتابون مین نہین ہین۔ کشف الظنون مین ہے۔ معارف فی التاریخ لابن قتیبة ابی محمد عبداللہ بن مسلم الدینوری المتوفی سنہ ۲۷۶ھ

نمبر(۱۳) ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ جامع صحیح ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ

یہ جامع صحیح ترمذی خلیفہ بخاری کہے جاتے ہین۔ جنکی روایت تاریخ سفر حجۃ الوداع کی ہمکو نہین ملی۔ لیکن اُنکے شیخ محمد بن اسمٰعیل بخاری نے اپنے صحیح مین متعدد طرق سے تاریخ سفر حج فرمانے کی روائتین کی ہین۔

چنانچہ نمبر(ایک) زہری مین عروہ کے طریق حضرت عائشہ کے سند سے اور نمبر (۲) مین موسیٰ بن عقبہ کے طریق حضرت ابن عباسؓ کی سند سے اور نمبر(۴) امام مالک مین یحییٰ بن سعید نے عمرۃ کے واسطہ حضرت عائشہ کی سند سے اور نمبر(۹) صحیح بخاری اور نمبر(۱۱) صحیح مسلم مین یحییٰ بن سعید نے علاوہ عمرۃ کے واسطہ کے قاسم بن محمد کے طریق حضرت عائشہ کی سند سے ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ ماہ ذیقعدہ کے ختم کو پانچ شبین باقی تھین۔ سفر حج فرمانے کی روایت کی ہے۔ نیز ترمذی کے شیخ الشیوخ ابن اسحاق نے نمبر (۳) مین انھین قاسم بن محمد کے واسطہ حضرت عائشہ کی سند سے اسی ۲۵ ذیقعدہ یعنی پانچ شبون باقی ذیقعدہ کی روایت کی ہے۔

نیز ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے یحییٰ بن سعید انصاری کے طریق عمرۃ کے واسطہ حضرت عائشہ کی سند سے اُسی ۲۵ ذیقعدہ کو سفر حج فرمانے کی روائتین کی ہین چنانچہ

تاریخ بدایۃ والنہایۃ حافظ ابن کثیر باب تاریخ خروجہ علیہ السلام من المدینۃ لحجۃ الوداع کی یہ ہے۔

وابن ماجۃ ومصنف ابن ابی شیبۃ من طرق عن یحیی بن سعید الانصاری عن عمرۃ عن عائشۃ قالت خرجنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لخمس بقین من ذی القعدۃ

اور ابن ماجہ اور مصنف ابن ابی شیبہ نے یحییٰ بن سعید کے واسطہ عمرہ کے طریق حضرت عائشہ کے سند سے روایت کی ہے کہ نکلے ہم لوگ رسولخدا کے ساتھ جبکہ پانچ راتین ذیقعدہ کی باقی تھین یعنی ۲۵ ذیقعدہ تھی۔

اس تاریخ کو حضرت کی روانگی نماز ظہر پڑھنے کے بعد ہوئی جسکی یہ حدیث دلالت کرتی ہے

صحیح ترمذی ج۔ اول۔ باب التقصیر فی السفر یعنی باب سفر مین قصر کرنے کے بیان مین۔

حدثنا قتیبۃ ثنا سفیان بن عیینۃ عن محمد بن المنکدر وابراہیم بن میسرۃ انہما سمعا انس بن مالک قال صلینا مع النبی صلعم الظہر بالمدینۃ اربعا وبذی الحلیفۃ رکعتین ھذا حدیث صحیح

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے قتیبہ نے سفیان بن عیینہ سے اُنھے محمد بن منکدر اور ابرہیم بن میسرہ سے کہا ان دونون نے کہ سنا ہم نے انس بن مالکؓ کو کہا اُسنے ہم نے رسولؐ کے ساتھ ظہر کی نماز مدینہ مین چار رکعتین اور ذوالحلیفہ مین عصر کی دو رکعتین پڑھین یہ حدیث صحیح ہے۔

حدثنا احمد بن منیع نا ھشیم نا یحیی بن ابی اسحاق الحضرمی نا انس بن مالک قال خرجنا مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم من المدینۃ الی مکۃ فصلی رکعتین قال قلت لانس کم اقام

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے احمد بن منیع نے ہشیم سے کہا اُسنے حدیث کی ہم سے یحییٰ بن ابی اسحاق حضرمی نے انس بن مالکؓ سے کہا اُسنے نکلے ہم لوگ رسولخدا کیساتھ مدینہ سے طرف مکہ کے پس دو رکعتین پڑھین یحییٰ نے انس کو پوچھا کہ کتنے دن رسول اللہ مکہ مین ٹھہرے۔ کہا اُسنے

رسول اللہ بمکۃ قال عشرۃ وفی الباب عن
ابن عباس وجابر قال ابو عیسیٰ حدیث
انس حسن صحیح

دس دن اور اس باب میں روایت ہے ابن عباس سے
اور جابر سے کہا ابو عیسیٰ نے کہ حدیث انس کی حسن
صحیح ہے۔

کل روایات سفر حجۃ الوداع کی تاریخوں میں یوم سفر نہیں بتایا گیا نیز اس صحیح ترمذی کے ابواب الحج میں عرفہ اور یوم النحر کا دن بھی ندارد ہے یہانتک کہ ایام التشریق ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ ذیحجہ کے دن کا کوئی ذکر نہیں حالانکہ انھیں تاریخوں میں حضرت نے خطبہ دیا ہے اور ہمنے سیرت شبلی کے حوالے صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶ کے حاشیہ میں تواریخ مذکورہ میں حضرت کا خطبہ دینا لکھا ہے۔ خود ترمذی نے اپنے صحیح باب بیان حرمت خون و مال کے یوم الحج الاکبر میں خطبے کے الفاظ عمرو بن احوص و ابو بکرہ و ابن عباس اور جابر اور خذیم بن سعد کی سند سے وارد کئے ہیں اور یوم عرفہ کا مشہور خطبہ جسکو رسولخدا نے ناقہ قصوا پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کے مجمع میں کئی گھنٹہ تک دیا تھا اور جسکا ایک جزیہ ہے جسمیں بھی دن نہیں ہے

قال الترمذی حدثنا نصر بن عبد الرحمٰن
الکوفی نا زید بن الحسن عن جعفر بن محمدؑ
عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ قال رایت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجتہ یوم
عرفۃ وعلی ناقتہ القصواء یخطب فسمعتہ یقول
ایھا الناس انی قد ترکت فیکم من اخذتم
بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی
وفی الباب عن ابی ذر وابی سعید وزید بن ارقم

کہا ترمذی نے کہ حدیث بیان کی ہم سے نصر بن عبد الرحمٰن کوفی
نے کہا حدیث کی ہم سے زید بن حسن نے جعفر بن محمدؑ سے انھوں نے
اپنے پدر محمد باقرؑ سے اونھوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت
کی ہے۔ کہا جابر نے کہ میں نے رسول اللہ کو عرفہ کے دن حج میں بی بی
اونٹنی قصوا پر خطبہ پڑھتے دیکھا سو میں نے آپ سے سنا کہ فرماتے
تھے اے لوگو میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسکو پکڑو
گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب اللہ دوسرے عترت یعنی اہل بیت
میرا اور اس باب میں روایت ہے ابو ذر اور ابو سعید اور زید بن ارقم

ؑ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت جابر کی ملاقات کا ذکر حاشیہ صفحہ ۳۶ اور حاشیہ صفحہ ۲۳۰ میں صحیح مسلم کی حدیث سے جسکا یہ مضمون حدیث ہے یہ ملاقات دوسرے یا تیسرے برس کی ہے جبمیں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کا حضرت جابر سے حج نبوی کے حالات کا دریافت فرمانا ہے اور اسوقت حضرت جابر نابینا ہو چکے تھے۔ لیکن پہلی ملاقات سنہ اول کی حدیث سے ہے جسمیں حضرت جابر جناب امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام کے حضور میں تشریف لے گئے ہیں اور حضرت امام محمد باقرؑ دفعۃً اندرون خانہ سے برآمد ہوئے چنانچہ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی کے صفحہ ۴۹۵ مطبوعہ اسلامبول طبع اختر سنہ ۱۳۰۲ھ سے یہ حدیث نقل ہے جو دو صحابہ سے مروی ہے۔
عنہ قال جابر الجعفی عن جابر بن عبد اللہ الانصاری دخل علی علی بن الحسین سلام اللہ علیہم اذ خرج محمد بن علی من عند نسائہ فقال لہ جابر یا مولای ان جدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لی اذا لقیتہ فاقرءہ منی السلام وقد اخبرنی انکم الائمۃ الھداۃ من اھل بیتہ من بعدہ احلم الناس صغارا و اعلمھم کبارا وقال لا تعلموھم فانھم اعلم منکم قال الباقر ولقد اوتیت الحکم صبیا ذلک بفضل اللہ ورحمتہ علینا اھل البیت (ترجمہ) جابر جعفی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جابر بن عبد اللہ انصاری امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ یکایک امام محمد باقر علیہ السلام مکان کے اندر سے برآمد ہوئے۔ انکو دیکھکر جابر نے کہا۔ اے میرے آقا آپ کے جد بزرگوار رسولخدا نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جب میں آپ سے ملوں تو انکو آنحضرت کا سلام پہونچا دوں۔ نیز آنحضرت نے مجھکو خبر دی ہے کہ آپ حضرات اہلبیت جو آنحضرت کے بعد اللہ ہدیٰ ہیں کمسنی میں سب لوگوں سے زیادہ حلیم بردبار اور بڑے ہونے میں سب سے زیادہ عالم ہیں اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ تم انکو مت پڑھاؤ کیونکہ وہ تم سے بہتر جاننے والے ہیں امام محمد باقرؑ نے یہ سنکر فرمایا کہ مجھکو بلاشبہ بچپن ہی میں حکم عنایت کیا گیا یہ ہم اہلبیت پر خداوند عالم کا فضل اور اسکی رحمت ہے۔ اسوقت تک حضرت جابر کی بصارت قائم تھی۔

ؑ جابر جعفی صحابی کی توثیق (معارف ابن قتیبہ) میں ہے۔ اسماء الغالیہ من الرافضۃ ابو الطفیل صاحب الرایۃ المختار وکان آخر من رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موتا والمختار وعبد اللہ الجدلی وزرارۃ بن اعین وجابر الجعفی (انساب سمعانی) بن یزید الجعفی بضم الجیم وسکون العین المھملۃ وفی آخرھا الفا ھذہ النسبۃ الی القبیلۃ وھی جعفی بن سعد العشیرۃ وھی من مذحج وکان وفد جعفۃ فی الایام التی توفی فیھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد نسب جماعۃ الی ولائھم۔

وحذیفة بن اسید هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه وزید بن الحسن وقد روی عنه سعید بن سلیمان وغیر واحد من اهل العلم

اور حذیفہ بن اسید سے یہ حدیث حسن غریب اسوجہ سے اور زید بن حسن نے سعید بن سلیمان اور کئی ایک اہل علم سے روایت کی ہے۔

اس حدیث میں زید بن حسن انماطی واقع ہیں جنسے نصر بن علی جہضمی نے حدیث ثقلین غدیر خم کی حذیفہ بن اسید اور ابوطفیل وصحابہ سے روایت کی اسکو آگے آئے گی اور ایک حدیث صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۵ مین نقل ہے اعینہ نصر بن علی جہضمی سے بخاری اور ترمذی اور مسلم اور ابوداؤد وابن ماجہ اور نسائی اور ابو حاتم روایت کرتے ہین جنھون نے بھی کسی خطبہ کا دن نہین بتایا اور دوسری حدیث ثقلین مخرجہ ترمذی جسکو رسولخدا نے یوم عرفہ کے بعد حجۃ الوداع مین فرمایا ہے جو ابو سعید خدری اور زید بن ارقم وغیرہ صحابیون سے مروی ہے دیکھو صفحہ ۲۲۶ اسمین بھی کوئی پتہ نہین ہے۔

البتہ ابواب تفسیر القران مین جب ہم سورہ مائدہ کی تفسیر مین پہونچے تو پہلی روایت حضرت عمر کی ملی جو اس طور سے منقول ہے۔

من سورة المائدة حدثنا ابن ابی عمر نا سفیان عن مسعر وغیره عن قیس بن مسلم عن طارق بن شهاب قال قال رجل من الیهود لعمر بن الخطاب یا امیر المومنین لو علینا انزلت هذه الآیة الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لاتخذنا ذلك الیوم عیدا فقال عمر انی لاعلم ای یوم نزلت هذه الآیة انزلت یوم عرفة فی یوم الجمعة هذا حدیث حسن صحیح

بعض تفسیر سورۂ مائدہ سے کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے ابن ابی عمر نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان نے مسعر وغیرہ سے انھے قیس بن مسلم سے اس نے طارق بن شہاب سے کہ ایک یہودی نے عمر بن الخطاب سے کہا کہ اے امیر المومنین اگر یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو یوم عید بنالیتے پس فرمایا عمر بن خطاب نے مین جانتا ہون جس دن یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ یوم عرفہ جمعہ کے دن مین یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث مذکورہ جسکو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے جسکی حقیقت اور قدح نمبر (۹) بخاری کے صفحہ ۲۲ اور صحیح مسلم کے صفحہ ۱۹۵ مین گذر چکی جسکے رواۃ حدیث میں مسعر اور قیس بن مسلم مرجیہ (خوارج) سے ثابت ہوچکے ہیں۔ جنکے بارے میں ترمذی نے اپنے صحیح باب فرقہ قدریہ مین یہ روایت وارد کی ہے۔

عن عکرمة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صنفان من امتی لیس لهما فی الاسلام نصیب المرجیة والقدریة وفی الباب عن عمر وابن عمر ورافع بن خدیج هذا حدیث حسن غریب (ترجمہ) عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ میری اُمت مین دو گروہ مین کہ اونکے واسطے کچھ حصہ اسلام مین نہین ہے ایک مرجیہ دوسرے قدریہ اس باب میں عمر و ابن عمر و رافع بن خدیج سے مروی ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تنبیہ یہ حسن غریب صحیح وغیرہ جو کچھ ترمذی نے لکھا ہے وہ اپنے نقطہ نظر سے لکھا ہے اُسپر بھی کسی نسخہ مین کچھ ہے کسی مین کچھ ہے چنانچہ یہی حدیث مشکوۃ مین ترمذی کے حوالے سے غریب لکھی ہے جیسے انا دار الحکمة وعلی بابها ترمذی کے کسی نسخہ مین حسن غریب اور کسی مین غریب ریاض النضرہ میں یہی حدیث حسن غریب ہے

پس ایسی حدیث جسکے رواۃ حدیث میں دو دو خوارج مرجیہ ہوں جنکے بارے میں رسولخدا کی حدیث مذکورہ شاہد ہو وہ حسن صحیح لکھی جائے اور حضرت جابر جنکا شمار احسن الصحابہ میں ہو اور آل محمد امام محمد باقر علیہ السلام سے بس حدیث ثقلین عرفہ کو بیان فرمائیں اور جسکی تصدیق دیگر احادیث حجۃ الوداع ص۲۲۶ اور یوم غدیر وغیرہ متعدد طرق اور کثیر صحابہ سے ہو وہ حسن غریب لکھی جائے۔ العجب

علاوہ اس امر کے کہ حدیث مذکورہ کے رواۃ میں مرجیہ ہیں یہ حدیث اخبار احاد سے ہے اور یہ کہ ۹ ذیحجہ عرفہ جمعہ کے مراجعت سے ۲۵ ذیقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع ہیں کہ پانچ راتیں ذیقعدہ کی باقی ہیں جمعہ آتا ہے جبکہ انس کی صحیح روایت سے جمعہ نہیں تھا پس یوم جمعہ عرفہ باطل ہوگیا۔ نیز یہی جمعہ آگے بارہ ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوپہنچتا ہے جسکی تاریخ وفات النبی یوم دوشنبہ کی ابن عمر سے مروی ہے دیکھو ص۱۱۹-۱۲۰ اسلئے بھی عرفہ جمعہ باطل اور یہ کہ ترمذی کے شیوخ حدیث محمد بن عبداللہ (ابن اخی الزھری) زہری اور عروہ اور عائشہ سے وفات النبی بارہ ربیع الاول دوشنبہ کی روایت ہے۔ دیکھو ص۱۴۵۹ اور ترمذی نے اپنے صحیح میں ابن جریج کے واسطہ زہری اور عروہ اور حضرت عائشہ اور ابن اخی الزہری کے واسطے زہری اور عروہ اور حضرت عائشہ کی سند سے ۶۳ سال پر وفات النبی ہونا روایت کی ہے۔ دیکھو ص۹۱ و ۲۰۷ جس سے بارہ ربیع الاول کو ۶۳ سال ہوتے ہیں اور بارہ ربیع الاول دوشنبہ سے مراجعت کرکے ۹ ذیحجہ عرفہ کو ۱۳ ہفتہ (۹۱ دن) میں وہی دوشنبہ آتا ہے جس سے بھی یوم عرفہ جمعہ باطل ہے۔ ۹ ذیحجہ عرفہ جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول پر جمعہ آتا ہے دیکھو تقویم جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی نعمانی ص۲۰ کا پہلا خانہ اور ابن جریج شیوخ حدیث ترمذی نے آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ کے آخر عمر کی مدت ۸۱ یوم کی روایت کی ہے اور عرفہ جمعہ ۹ ذیحجہ سے ۱۲ ربیع الاول جمعہ تک اکانوے ۹۱ دن ہوتے ہیں اس سے بھی عرفہ کا جمعہ باطل اور یہ کہ ۹ ذیحجہ عرفہ سے دوسری ربیع الاول تک ۸۱ دن ہوتے ہیں اور بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے ملنے سے دوسری ربیع الاول کو (جمعہ) آتا ہے پس عرفہ والا جمعہ کذب اور دروغ۔ علاوہ وجوہ مذکورہ کے یوم جمعہ کا اکاسیواں دن (پنجشنبہ) ہوتا ہے اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں سفیان یوم عرفہ جمعہ میں شک کرتا ہے اور صحیح مسلم میں اوسی قیس بن مسلم نے لفظ لیلۃ جمع سے اور ابن جریر طبری نے لیلۃ الجمعہ سے روایت کی ہے جس سے یوم عرفہ کو پنجشنبہ آتا ہے پس یوم جمعہ عرفہ کے دن کا صحیح نہ رہا اور یہی پنجشنبہ بارہ ربیع الاول کو منتہی ہوتا ہے جسمیں دوشنبہ آنا چاہیے جبکا لانا ممکن ہے اس نہج سے بھی عرفہ کا پنجشنبہ یا جمعہ باطل ہوگیا اور عرفہ کے نزول آیہ اکمال دین کی یہ روایت تفسیر حافظ ابن کثیر ج۔ ثالث ص۲۰۰ مطبوعہ مصر ۱۳۰۰ھ کی بھی قدح کرتی ہے۔

قال ابن جریر حدثنا سفیان ابن وکیع
حدثنا ابن فضیل عن ھارون بن عنترہ
عن ابیہ قال لما نزلت الیوم اکملت
لکم دینکم وذالک یوم الحج الاکبر
بکی عمر فقال لہ النبی صلعم ما یبکیک قال
ابکانی انا کنا فی زیادۃ من دیننا فاما
اذ اکمل فانہ لم یکمل شیٔ الا نقص قال
صدقت

کہا ابن جریر نے حدیث کی ہم سے سفیان ابن وکیع نے کہا
حدیث کی ہم سے ابن فضیل نے ہارون بن عنترہ سے
اس نے اپنے باپ عنترہ سے جبکہ نازل ہوا آیہ الیوم
اکملت لکم دینکم اور وہ دن حج اکبر کا تھا تو عمر نے
گریہ کیا۔ رسول اللہ نے پوچھا کہ کیوں روئے کہا کہ ہم
دین کی زیادتی میں تھے۔ مگر جب کامل ہوگیا تو کوئی چیز کامل
نہیں ہوتی مگر اس کے بعد نقصان شروع ہوجاتا
ہے فرمایا کہ سچ کہا تم نے۔

حدیث مذکورہ مین آیہ موصوفہ کا نزول حج اکبر کے دن یعنی ۱۰ ذی الحجہ یوم النحر کو کہا گیا ہے جس نے عرفہ کے دن آیہ موصوفہ کے نزول کو غلط کر دیا اور حج اکبر اور یوم النحر کے ثبوت کی یہ حدیث صحیح ترمذی سے نقل ہے۔

قال الترمذی حدثنا عبد الوارث بن عبد الصمد بن عبد الوارث نا ابی عن ابیہ عن محمد بن اسحاق عن ابی اسحاق عن الحارث عن علی قال سئلت رسول اللہ صلعم عن یوم الحج الاکبر فقال یوم النحر

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے عبد الوارث بن عبد الصمد بن عبد الوارث نے کہا حدیث کی ہم سے میرے باپ نے اپنے باپ سے اُس نے محمد بن اسحاق سے اوسنے ابی اسحاق سے سُنے حارث سے اُسنے حضرت علیؑ سے وہ فرماتے ہین کہ مین نے رسولخدا سے پوچھا کہ حج اکبر کون سا دن ہے فرمایا قربانی کا دن

اور صحیح نسائی مجلد ثانی کتاب الحج مین ۹ ذی الحجہ سے لیکر ۱۳ ذی الحجہ تک ایام عید ہین جسکی یہ حدیث ہے۔

عن عقبۃ بن عامر ان رسول اللہ صلعم قال ان یوم عرفۃ ویوم النحر وایام التشریق عیدنا اھل الاسلام

عقبہ بن عامر نے رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ یوم عرفہ اور قربانی کا دن اور ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ یہ خمس ایام عید اہالی اسلام ہے۔

پس تخصیص یوم عرفہ لفظ الیوم سے غلط و دروغ ہے۔ اصل مین یوم النحر یعنی حج اکبر کا دن جسکو عید الضحیٰ کہتے ہیں یوم عید ہے اسی ۱۰ ذی الحجہ مین نماز عید کل اسلامی دنیا مین ہوتی ہے اسی تاریخ مین جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے لئے خاص فضیلت حاصل ہوئی ہے۔ جسکو دیلۃ النجاہ مولوی محمد مبین کے صـ۱۰۱ سے لکھا جاتا ہے۔

"واز انجملہ آنست چوں حضرت حجۃ الوداع فرمودند حضرت علی مرتضیٰ در یمن بود واز انجا ارادہ حج نمود و پیش آنحضرت رسید و احرام باین مضمون منعقد ساخت کہ اھللت بما اھل بہ رسول اللہ صلعم و باھدی کثیر بمکہ قدوم نمود و جناب نبوی او را باخود درھدی شریک ساختند (ترجمہ) اور فضائل مرتضوی سے ہے کہ جب جناب رسالتمآب نے حجۃ الوداع کیا حضرت ولایت مآب یمن میں تھے وہاں سے ارادہ حج کا کیا اور آنحضرت کے پاس پہنچے اور احرام اُس مضمون کے ساتھ باندھا کہ احرام باندھا اپنے ساتھ اوس چیز کے کہ احرام باندھا اُسکے ساتھ رسول اللہ نے اور بہت جانور نذر بہ نیت قربانی کے ہمراہ لیکر مکہ مین داخل ہوے اور نبی صلعم نے قربانی مین اپنے ساتھ شریک کیا۔

اخرج مسلم عن عبد اللہ بن الحارث الکندی قال شھدت رسول اللہ فی حجۃ الوداع و اتی المنحر فقال ادعو لی ابا الحسن فدعی لہ علی فقال لہ خذ باسفل الحربۃ واخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ باعلاھا طعنا بھا البدن فلما فرغ رکب بغلتہ واردف علیا ھذا فی ازالۃ الخفا۔

اخراج کیا مسلم نے عبد اللہ بن حارث کندی سے کہا اُس نے دیکھا مین نے رسول اللہ کو حجۃ الوداع میں تشریف لائے قربانی کرنے کی جگہ اور فرمایا ابو الحسن کو بلاؤ پس بلایا حضرت علی کو فرمایا حضور نے اُن سے کہ تم ہتھیار کے نیچے پکڑو اور خود اُسکے اوپر سے پکڑا اور دونوں نے زخم پہونچایا اونٹ کو اس حربہ سے جب فراغت کی یعنی قربانی سے سوار ہوئے نبی کریم اپنے خچر پر اور اپنے پیچھے سوار کر لیا علی مرتضیٰ کو یہ ہے ازالۃ الخفا مین

پس اُس یوم الحج الاکبر کی تصدیق یوم النحر یعنی قربانی کے دن کی جناب علی علیہ السلام کی روایت مخرجہ ترمذی سے صحیح ہوگئی اسی

۱۰ ذیحجہ میں جناب موصوف نے سورہ برأت کی تبلیغ اس آیہ کریمہ سورہ برأت کے مطابق فرمائی ہے

قولہ تعالےٰ۔ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ یعنی خدا اور اسکے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن (تم) لوگوں کو منادی کیجاتی ہے کہ خدا اور اسکا رسول مشرکوں سے بیزار اور الگ ہے۔

اسی حج اکبر یعنی قربانی کے دن جناب امیر علیہ السلام کا تبلیغ فرمانا موضح القرآن شاہ عبد القادر محدث دہلوی صفحہ ۲۱۸ مطبوعہ کانپور ۱۳۲۲ھ سے ہوتی ہے۔ فائدہ روایت میں ہے کہ جبوقت یہ سورۃ نازل ہوئی آنحضرت نے چالیس آیتیں اول اس سورہ کی حضرت ابوبکر کو دین اور امیر حاجیون کا کیا اور فرمایا کہ اور پر اہل موسم کے پڑھے بعد چند روز کے حضرت علی کو اپنی اونٹنی عضبا کے سوار کر کے پیچھے سے بھیجا اور فرمایا کہ آیتوں کو ابوبکر سے لیکر اوپر اہل موسم کے پڑھے اصحاب نے سبب پوچھا فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور کہا اس پیغام کو وادا کریگا جو کوئی تجھ سے ہو سے حضرت علی نے قربانی کے دن نزدیک جمرہ عقبہ کے آیتوں کو اوپر اہل موسم کے پڑھا۔ عبارت مذکورہ میں لفظ بعد چند روز کا کے صحیح نہیں ہے۔ دیکھو حدیث صحیح ترمذی (ص ۴۳) اسی سلسلہ کی دوسری حدیث مخرجہ امام احمد دیکھو عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی ج ۸ ص ۲۳۵ قصہ سورۂ برأت۔

قال الامام احمد حدثنا عفان حدثنا حماد	کہا امام احمد نے کہ حدیث کی ہم سے عفان نے کہا حدیث
عن سماک عن انس بن مالک عن	کی ہم سے حماد نے سماک سے اس نے انس بن مالک سے انہے
رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم	رسول مقبول سے روایت کی ہے بھیجا ساتھ (سورہ) براۃ
بعث ببراءۃ مع ابوبکر فلما بلغ ذا الحلیفۃ	ابوبکر کو پس جبکہ پہونچے ذو الحلیفہ میں فرمایا حضرت نے
قال لا یبلغھا الا انا او رجل من اھل بیتی	نہیں تبلیغ کریگا مگر میں خود ہی یا کوئی مرد میرے اہلبیت
فبعث بھا مع علی ورواہ الترمذی	سے پس بھیجا اس براۃ کو ہمراہ علی کے اور روایت کی ترمذی نے

فارسی ترجمہ فتح الرحمٰن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں ہے مترجم گوید سال نہم حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ را در موسم حج فرستاد تا عہود مشرکان را بر اندازد و الا چہار ماہ ایشان را فرصت داد و در امر خود تامل کنند و اول سورہ براۃ برایشان خواند اور تفسیر حسینی میں ہے:

"در روز نحر علی رضی اللہ عنہ نزدیک جمرہ عقبہ آیہا را بر اہل موسم خواند۔ یعنی قربانی کے دن (۱۰ ذیحجہ) کو علی مرتضیٰ نے جمرہ عقبہ کے قریب آیتوں کو اوپر اہل موسم کے پڑھا۔

اور دوسری جگہ اسی تفسیر حسینی میں ہے فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر چہار ماہ از روز عید نحر کہ روز تبلیغ است تا دہم ربیع الاول یعنی چار مہینے ۱۰ ذیحجہ یوم نحر تبلیغ کے دن سے ۱۰ ربیع الاول تک مہلت دیگئی"۔

غرضیکہ یوم الحج الاکبر سے مراد روز عید قربان ہے در اصل یہی عید کا دن ہے جو تمام اسلامی دنیا میں منائی جاتی ہے۔ جونکہ آیہ اکمال دین کا نزول بعد عصر کے پنجشنبہ کے دن ہوا ہے جسکو عشیہ جمعہ کہتے ہیں اور جسکی اکاسویں شب شب دوشنبہ اور اکاسواں روز یوم دوشنبہ اور یوم جمعہ کا دوسرا وقت عشیہ شنبہ جسکی اکاسویں رات شب سہ شنبہ اور اکاسواں دن یوم سہ شنبہ پس ترمذی کی مخرجہ حدیث یوم جمعہ والی قطعاً باطل ہوگئی۔

جونکہ ترمذی نے سورہ مائدہ کی آیتوں سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا ذکر کیا ہے لہذا سورہ مائدہ کے نزول کی تفسیر ابواب تفسیر القرآن

صحیح ترمذی سے بیان کیا جاتا ہے جسکو ترمذی نے اس باب کے خاتمہ پر بیان کیا ہے۔ حالانکہ انکو ابتدا مین لکھنا چاہئے تھا اور یہ حدیث صحیح شرط شیخین کے مطابق ہے جسکو حسن غریب لکھا ہے۔ نیز سورہ مائدہ کے بعد سورہ فتح کو بھی شامل کیا ہے جسکا نزول واقعہ حدیبیہ مین ہوا۔

قال الترمذی حدثنا قتیبة نا عبد الله	کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے قتیبہ نے عبد اللہ بن وہب
بن وهب عن حیی عن ابی عبد الرحمن	سے اُس نے حیی سے اُس نے ابی عبد الرحمن حبلی سے اُس
الحبلی عن عبد الله بن عمرو قال آخر سورة	نے عبد اللہ بن عمرو سے کہا اُس نے سب سے پچھلی سورت جو نازل
انزلت سورة المائدة والفتح هذا حدیث	ہوئی وہ سورہ مائدہ اور فتح ہے یہ حدیث حسن غریب ہے
حسن غریب وقد روی عن ابن عباس	اور ابن عباس سے مروی ہے کہ پچھلی سورت جو نازل
قال آخر سورة انزلت اذا جاء نصر الله والفتح	ہوئی وہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ہے۔

حدیث مذکورہ کو امام احمد بن حنبل نے رواۃ مذکورہ کے ساتھ عبد اللہ بن عمرو سے صرف سورہ مائدہ کا نزول ناقہ پر بحالت سفر وارد کیا ہے دیکھو صفحہ ۱۵۰ حدیث نمبر اول۔ جب ہم نے ابواب تفسیر القرآن مین سورہ فتح کی تفسیر دیکھی تو اسکا نزول سفر حدیبیہ مین ہونا ترمذی نے لکھا ہے۔

الفاروق شبلی ج۔ اول واقعہ حدیبیہ ۶ھ مین ہے۔ غرض معاہدہ صلح لکھا گیا اور اسپر بڑے بڑے اکابر صحابہ کے جسمین حضرت عمر بھی داخل تھے دستخط ثبت ہوئے۔ معاہدہ کے بعد حضرت نے مدینہ منورہ کا قصد کیا۔ راہ مین سورہ فتح نازل ہوئی۔ آنحضرت نے عمر کو بلا کر فرمایا کہ مجھپر آج ایسی صورت نازل ہوئی ہے کہ مجھکو تمام دنیا کی چیزون سے محبوب ہے۔ یہ کہکر آپ نے یہ آیتین پڑھین "انا فتحنا لک فتحا مبینا"۔ اور سیرۃ النبی شبلی ج۔ ثانی ص۱۱۱ بذکر سورہ اذا جاء نصر اللہ والفتح کے ہے "واحدی نے اسباب النزول مین لکھا ہے کہ یہ سورت آنحضرت کے وفات سے دو سال پہلے اتری۔ لیکن ابن القیم نے زاد المعاد مین لکھا ہے ۱۰ھ مین عین تشریق مین اتری یہ دوسری روایت اصل مین بیہقی کی ہے اور ابن حجر اور زرقانی نے تصریح کی ہے کہ اسکی سند ضعیف ہے اس لئے واحدی کی روایت صحیح ہے"

صحیح ترمذی کی مخرجہ روایت مین تنقید کا پہلا لفظ (حسن) ہے جو سورہ مائدہ کے لئے اور دوسرا لفظ (غریب) ہے وہ سورہ فتح کیلئے ہے جسکا نزول چار سال پہلے ہوا پس سورہ مائدہ کا آخر عمر مین نازل ہونا محقق ہوا۔

چنانچہ مستدرک حاکم مجلد ثانی تفسیر سورہ مائدہ مین عبد اللہ بن وہب کے واسطہ سے جن سے ترمذی نے حدیث مذکورہ اخراج کی ہے جنکے رواۃ وہی ہین جو ترمذی کے حدیث مین ہین اور جسکی مؤید دوسری روایت عبد اللہ بن وہب کی مخرجہ حضرت عائشہ کے سند کی بھی لکھی جاتی ہے۔ یہ دونون حدیثین شرط شیخین (بخاری ومسلم) کے مطابق ہین۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب	حدیث کی ہم سے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہا
حدثنا بحر بن نصر قال قری علی عبد الله	حدیث کی ہم سے بحر بن نصر نے کہا کہ قراۃ کی میرے سامنے عبد اللہ
بن وهب اخبرنی حیی بن عبد الله	بن وہب نے خبر دی مجکو حیی بن عبد اللہ نے کہا سنا مین نے
قال سمعت اباعبد الرحمن الحبلی یحدث	ابو عبد الرحمن حبلی سے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے

عن عبد الله بن عمرو[سے] ان آخر سورة نزلت سورة المائدة هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

عبد اللہ بن عمرو سے نقل کرتے کہ آخر سورہ جو نازل ہوا وہ سورہ مائدہ ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے بنابر شرط شیخین کے مگر ان دونوں نے اس حدیث کو نہیں نکالا۔

حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب ثنا بحر بن نصر الخولاني قال قرأ على عبد الله بن وهب اخبرني معاوية بن صالح عن ابي الزاهرية عن جبير بن نفير قال حججت فدخلت على عائشة فقالت لي يا جبير تقرء المائدة فقلت نعم فقالت اما انها آخر سورة نزلت فما وجدتم فيها من حلال فاستحلوه وما وجدتم من حرام فحرموه هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

حدیث کی ہم سے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہا حدیث کی ہم سے بحر بن نصر خولانی نے اُسنے کہا کہ قراۃ کی میرے سامنے عبد اللہ بن وہب نے کہا خبر دی مجھکو معاویہ بن صالح نے ابو الزاہریہ سے اُنھوں نے جبیر بن نفیر سے اُنھوں نے کہا کہ گیا میں حضرت عائشہ کے پاس جبکہ حج کے لئے گیا تھا اُنھوں نے کہا کہ اے جبیر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو میں نے کہا کہ ہاں کہا اُنھوں نے عائشہ نے کہ آگاہ ہو کہ وہ آخری سورہ ہے جو نازل ہوا جو اُسمیں حلال پاؤ اُسکو حلال سمجھو اور جو اُسمیں حرام پاؤ اُسکو حرام جانو یہ حدیث صحیح ہے بنابر شرط شیخین کے مگر ان دونوں نے اخراج نہیں کیا۔

امام احمد اور عبد بن حمید ہر دو شیوخ حدیث ترمذی ہیں جنھوں نے پورے سورہ مائدہ کے نزول کی روایت کی ہے۔ دیکھو حدیث نمبر دوم صـ۱۵۸ اور عبد بن حمید کی روایت دیکھو صـ۲۲۱ کتاب ہذا اور تفسیر درمنثور کے صـ۲۵۲ سے یہ حدیث آخر عمر کی لکھی جاتی ہے۔

واخرج ابو عبيد عن محمد[ے] بن كعب القرظي

ابو عبید نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ

سے توثیق (عبد اللہ بن عمرو) کشف الظنون میں ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص المتوفی سنة ثلاث وستین وهو احد العبادلة الذین اشتهر علمهم والعلم فی آخر العهد الصحابه ۔۱۲

ے توثیق (محمد بن کعب قرظی) جنکے سند کو ابن سعد نے اپنی طبقات میں اور بخاری نے اپنی تاریخ صغیر میں اور جامع ترمذی نے اپنے صحیح میں حدیثیں اخراج کی ہیں چنانچہ طبقات جزو دوم قسم دوم صـ۱۱۳ مطبوعہ لیدن ۱۳۲۳ھ میں ہے قال ابن سعد اخبرنا احمد بن محمد الازرقی اسلم بن ابی الد عن عبد الرحیم بن عمر عن محمد بن کعب القرظی قال جمع القران فی زمان رسول اللہ صلعم خمسة من الانصار معاذ بن جبل و عبادة بن الصامت و ابی بن کعب و ابو ایوب و ابو درداء ایضاً قال ابن سعد اخبرنا ابو بکر بن عبد اللہ بن ادریس حدثنی سلیمان بن بلال عن سعد بن اسحق بن کعب بن عجرة عن محمد بن کعب القرظی جمع القران فی زمان النبی صلعم خمسة من الانصار معاذ بن جبل و عبادة بن صامت و ابی بن کعب و ابو ایوب و ابو الدرداء ایضاً۔ تاریخ صغیر بخاری جلد اول صـ۲۲ مطبوعہ الہ آباد ۱۳۲۵ھ میں ہے۔ حدثنا اسمعیل حدثنی اخی عن سلیمان عن سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرة عن محمد بن کعب القرظی جمع القرآن فی زمن النبی صلعم خمسة من الانصار معاذ بن جبل و عبادة بن الصامت و ابی بن کعب و ابو ایوب و ابو درداء ترمذی نے اپنے صحیح میں (محمد بن بشار اور قتیبہ بن سعید کہ ہر دو شیوخ بخاری و مسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ ہیں) بکثرت حدیثیں اخراج کی ہیں چنانچہ جامع صحیح ترمذی ج۲ میں یہ حدیث ہے حدثنا محمد بن بشار بندار ثنا ابو بکر الحنفی ثنا الضحاک بن عثمان عن ایوب بن موسیٰ قال سمعت محمد بن کعب القرظی یقول سمعت عبد اللہ بن مسعود یقول قال رسول اللہ صلعم من قرا حرفا من کتاب اللہ فله به حسنة والحسنة بعشر امثالها لا اقول الم حرف ولکن الف حرف ولام حرف ومیم حرف هذا حدیث حسن صحیح غریب من هذا الوجه سمعت قتیبة بن سعید یقول بلغنی ان محمد بن کعب القرظی ولد فی حیات النبی (حاصل ترجمہ) کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے محمد بن بشار بندار نے کہا حدیث کی ہم سے ابو بکر حنفی نے کہا حدیث کی ہم سے ضحاک بن عثمان نے ایوب بن موسیٰ سے کہا اُنھوں نے سنا میں نے محمد بن کعب قرظی سے کہتا تھا کہ سنا میں نے عبد اللہ بن مسعود سے کہتا تھا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی ایک حرف کتاب اللہ سے پڑھیگا تو اُسکے بدلے دس نیکیاں ملینگی اور ایک نیکی اُس کی دس حصوں کے برابر ہے میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے لیکن الف حرف ہے لام حرف ہے میم حرف ہے یہ حدیث اس وجہ سے حسن صحیح غریب ہے۔ سنا میں نے قتیبہ بن سعید سے کہ کہتا مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ محمد بن کعب قرظی رسول اللہ کے حیات میں پیدا ہوا۔

قال نزلت سورة المائدة على رسول الله صلعم فی حجة الوداع فیما بین مکۃ والمدینة وھو علی ناقتہ فانصدعت کتفھا فنزل عنھا رسول الله صلی الله علیہ وسلم

سورہ مائدہ رسول اللہ پر حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ کے نازل ہوا اور وہ حضرت ناقہ پر تھے پس ناقہ کے کندھے درد کرنے لگے تو رسول اللہ صلوات اللہ علیہ اتر پڑے۔

اس حدیث سے سورہ مائدہ کا نزول حجۃ الوداع مین مابین مکہ و مدینہ کے جسکو یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ کہتے ہین واقع ہوا جس کا ایک جزآیہ تبلیغ ہے جہان یہ آیت تبلیغ کی اُتری وہین سورہ مائدہ کا نزول ثابت ہے جسکے ثبوت مین یہ حدیث اسباب النزول امام واحدی صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۱۵ھ سے لکھی جاتی ہے۔

اخبرنا ابو سعید محمد بن علی الصفار قال اخبرنا الحسن ابن احمد المخلدی قال اخبرنا محمد بن حمدون بن خالد قال حدثنا محمد ابن ابراهيم الخلوتی قال حدثنا الحسن بن حماد سجادة قال حدثنا علی بن عابس عن الاعمش وابی حجاف عن عطیۃ عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الآیۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك یوم غدیر خم فی علی بن ابیطالب۔

خبر دی ہم کو ابو سعید محمد بن علی صفار نے کہا خبر دی ہم کو حسن بن احمد مخلدی نے کہا خبر دی ہمکو محمد بن حمدون بن خالد نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن ابراہیم خلوتی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن حماد سجادہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے علی بن عابس نے اعمش اور ابی حجاف سے اُس نے عطیہ سے اُسنے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک روز غدیر خُم علیؑ ابن ابیطالب کے بارے میں نازل ہوا

آیہ تبلیغ جسکو دو تابعی نے دو صحابی رسول اللہ صلواۃ اللہ علیہ وآلہ سے یوم غدیر خم ۱۸ ذیحجہ مین اور جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام کے بارے مین نازل ہونے کی روایت کی ہے قولہ تعالے "یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس" (حاصل ترجمہ)

(اے رسول جو حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تپر نازل کیا گیا ہے پہونچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو کہ تم نے اسکا کوئی پیغام ہی نہین پہونچایا اور (تم ڈرو نہین) خدا تم کو لوگون کے شر سے محفوظ رکھیگا۔)

اسی آیت کے بعد تبلیغ کے خاتمہ پر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی اور حضرت صلعم اکیاسی[81] یوم زندہ رہکر وفات پائی۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے فارسی ترجمہ قرآن موسومہ فتح الرحمن مین آیہ اکمال دین کے نزول مین تحریر فرماتے ہین:۔

واین آیت آخر آیات قرآن است بعد ازین ہیچ آیت نازل نشد

یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم آخر آیات قرآن سے ہے جسکے بعد کوئی آیت نہین اُتری۔

اور مرزا محمد بن معتمد خان اپنے مفتاح النجاۃ مین تحریر کرتے ہین:

اخرج عبد الرزاق الرسعنی عن ابن عباس قال لما نزلت هٰذه الاٰية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك اخذ النبی صلی الله عليه وسلم بيد علی فقال من كنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واخرج ابن مردويه عن ابی سعيد الخدری مثله وفی اخره فنزلت اليوم اكملت لكم دينكم الاٰية فقال النبی الله اكبر علی اكمال الدين واتمام النعمة ورضی الرب برسالتی والولاية علی بن ابيطالب

عبد الرزاق رسعنی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب نازل ہوئی یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک پکڑا انحضرت صلعم علیہ نے ہاتھ علی کا اور فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ اور مثل اسکے ابن مردویہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے اور اسکے آخر میں یہ ہے پس نازل ہوا آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم پس فرمایا رسول خدا نے اللہ اکبر اوپر کامل کرنے دین اور تمام کرنے نعمت اور راضی ہونے رب کے ساتھ میری رسالت اور علی ابن ابیطالب کی ولایت کے۔

اور شیخ عبد القادر جیلانی اپنی غنیۃ الطالبین کے صہ۲۱ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ۱۳۰۹ھ میں بذکر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے لکھتے ہیں:—

ثم مكث رسول الله صلی الله عليه وسلم بعد نزولها احدی وثمانين يوما ثم قبضه الله تعالی الی رحمته ورضوانه مروی ذلك عن عبد الله بن عباس رضی الله عنه وغيره من المفسرين

پھر ٹھہرے رسول خدا اس آیت کے اترنے کے بعد اکیاسی دن پھر قبض کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور رضامندی کی طرف عبداللہ بن عباس اور سوا ان کے مفسرین سے یہ روایت مروی ہے۔

تاریخ روضۃ الصفا۔ ج۔ ثانی۔ صہ۲۰۱ مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۶ھ میں بذکر مدت خلافت ابوبکر کے ہے۔

قيل فی الغنية وكانت خلافته مدت سنتين وثلاثة اشهر وعشر ليال

اور غنیہ (الشیخ عبدالقادر جیلانی) میں ہے کہ مدت خلافت (ابوبکر) دو سال تین مہینے دس راتیں ہیں۔

یہ مدت خلافت ابوبکر بارہویں شب ربیع الاول ۱۱ھ سے تا بائیسویں جمادی الثانی ۱۳ھ وفات ابوبکر کی ہوتی ہے یعنی گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو رحلت جناب رسالتمآب ہے یکم ربیع الاول جمعہ تک گیارہ دن ۱۰ صفر ۲۹ و یکم صفر (پنجشنبہ) ۲۹ دن ۱۰ و محرم ۳۰ کو چہارشنبہ ۲۹ و یکم محرم (سہ شنبہ) ۳۰ دن کامل ۲۹ (و یکم و ۸ و ۱۵ ذیحجہ) (دوشنبہ) ۱۶ ذیحجہ (سہ شنبہ) ۱۷ ذیحجہ (چہارشنبہ) ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) تک گیارہ دن یہ میزان اکیاسی ۸۱ دن کی ہوگئی اس میں ۹ دن عرفہ تک شامل کرلئے جائیں تو تین مہینے کی مدت ہوجاتی ہے اور عرفہ ۹ ذیحجہ کو (شنبہ ہوتا ہے) شاہ عبدالقادر اپنے اردو ترجمہ موضح القرآن میں آیہ اکمال دین کے بارے میں لکھتے ہیں۔

فائدہ یہ جو فرمایا کہ آج پورا دین تمھارا دے چکا یہ آیت آخر کو اتری ہے کہ سب احکام اللہ کے نازل ہو چکے تھے اس کے بعد تین مہینے حضرت زندہ رہے (یہ ۹۰ دن بھی اسی گیارہ ربیع الاول پر ختم ہین) یہ مدت ابن عباس کی روایت کے معارض ہے۔ نیز شاہ عبد القادر اور اُنکے پدر شاہ ولی اللہ کے پیر شیخ عبد القادر جیلانی کی مخرجہ حدیث ابن عباس کے مخالف ہے پس ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ سے گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ دوشنبہ تک اکیاسی (۸۱) یوم کی مطابقت صحیح ہے۔

نیز گیارہوین نامہ صفحہ ۱ چمن پریس فتح پور مطبوعہ ۱۹۲۹ء مین ہے کہ جناب ملا نعیم اللہ بہرائچی معمولات مظہریہ کے حاشیہ پر لکھتے ہین کہ آپ (شیخ عبد القادر) کی تاریخ (وفات) نوین ربیع الآخر ہے۔ چونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاتحہ شریف ہر مہینہ کی گیارہوین تاریخ کو کیا کرتے تھے۔ اسوجہ سے اُنکا عُرس ہندوستان مین گیارہوین تاریخ مقرر و مشہور ہو گیا۔ اس مضمون سے بھی وفات النبی گیارہ ربیع الاول ہونا صحیح ہوتا ہے۔ ورنہ ایک روز قبل فاتحہ دینا کیسا ۱۸ ذیحجہ ۱۰ھ کو آیۂ تبلیغ کے نازل ہونے پر رسولخدا نے سب سے پہلے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے سر اقدس پر عمامہ باندھا ہے۔

چنانچہ مسند ابو داود الطیالسی المتوفی ۲۰۴ھ ج۔ اول صفحہ ۲۳ مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۲۱ھ مین یہ حدیث ہے۔

حدثنا ابو داؤد قال حدثنا الاشعث	حدیث کی ابو داوٗد نے کہ حدیث بیان کی ہم سے اشعث بن سعید نے
بن سعید حدثنا عبد اللہ بن بشر عن	وہ کہتا ہو کہ بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن بشر نے اور اُس نے روایت
ابی راشد الحبرانی عن علی قال عممنی رسول اللہ	کی ہے ابو راشد حبرانی سے اور اس نے حضرت علی سے کہ فرمایا اُن
صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم بعمامة	جناب نے میرے سر پر رسولخدا نے روز غدیر خم ایسا عمامہ باندھا
سدلها خلفی ثم قال ان اللہ عز وجل امدنی	کہ جسکے گوشے میرے سر کے پیچھے لٹکا دیے پھر فرمایا روز جنگ بدر و
یوم بدر وحنین بملائکة یعتمون هذه	حنین خدا نے جن ملائکہ سے میری مدد فرمائی وہ ایسے ہی عمامے
فقال ان العمامة حاجزة بین الکفر والایمان	باندھے تھے پھر فرمایا عمامہ ایک روک ہے درمیان کفر اور ایمان کے

اسی یوم غدیر خم مین رسولخدا نے ایک عظیم الشان خطبہ دیا ہے جسمین حدیث ثقلین اور حدیث ولایت کو شرح وبسط سے بیان فرمایا ہے لیکن شیخ ترمذی صاحب ایک مختصر فقرہ حدیث ولایت کا بیان کر کے خاموش ہو گئے اور مقام اور تاریخ اور دن کو چھپا گئے اور اپنی عادت کے مطابق صحیح و متواتر حدیث کو حسن غریب لکھ گئے۔ چنانچہ ابواب المناقب۔ ج ثانی مین ہے۔

حدثنا محمد بن بشار ثنا محمد بن جعفر	حدیث کی ہم سے محمد بن بشار نے کہا کہ حدیث کی ہم سے محمد بن
ثنا شعبة عن سلمة بن کهیل قال	جعفر نے شعبہ سے اُس سے سلمہ بن کہیل سے کہا اُس نے سُنا
سمعت ابا الطفیل یحدث ابی	مین نے ابو طفیل سے کہ حدیث کرتا تھا ابی سریحہ (حذیفہ بن
سریحة او زید بن ارقم شك شعبة	اسید) یا زید بن ارقم (شک شعبہ) نبی صلی اللہ علیہ
عن النبی صلعم قال من کنت مولاه	آلہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے جس کا مین مولا ہون اسکا

سہ ترجمۂ ابو داؤد طیالسی۔ تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے ابو داود الطیالسی ہو الحافظ الکبیر سلیمان بن داؤد بن الجارود الفارسی الاصل البصری سمع ابن عون وابن نابل والد ستوای وشعبة وطبقتهم وعنه احمد والفلاس وبندار وابن الفرات وخلایق مات سنة اربع ومائتین۔

فعلی مولاہ حدیث حسن غریب وروی
شعبۃ ھذا الحدیث عن میمون ابی
عبد اللہ عن زید بن ارقم عن النبی
صلعم نحوہ و ابو سریحۃ ھو حذیفۃ بن
اسید صاحب النبی

علی مولا ہے۔ حدیث حسن غریب ہے اور روایت کیا
اس کو شعبہ نے میمون ابی عبد اللہ سے اس نے
زید بن ارقم سے اس نے نبی صلعم سے مثل اسکے اور
ابو سریحہ وہ حذیفہ بن اسید ہے جو صاحب
النبی کا ہے۔

دوسری حدیث جسکا حوالہ ترمذی نے دیا ہے وہ مسند امام احمد سے صفحہ ۱۶۲ مین نقل ہے اور پہلی حدیث مذکورہ صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۵ نمبر (۹) بخاری مین ہے جسمین حدیث ثقلین اور حدیث ولایت ایکساتھ مذکور ہے لیکن حکیم ابو عبد اللہ محمد بن علی ترمذی المتوفی ۲۰۵ھ جو معاصر جامع صحیح ترمذی ہے اپنے نوادر الاصول مین صرف حدیث ثقلین کی روایت وارد کی ہے (منقول عبقات ثقلین۔ ج۔ اول ۱۳۵)

حدثنا نصر[۵] بن علی الجھضمی قال حدثنا
زید بن الحسن قال حدثنا معروف بن خربوذ
المکی عن ابی الطفیل[۶] عامر بن واثلۃ
عن حذیفۃ بن اسید الغفاری قال
لما صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من حجۃ الوداع خطب فقال ایھا الناس
انہ قد نبانی اللطیف الخبیر انہ لن یعمر
نبی الا مثل نصف عمر الذی یلیہ من
قبل وانی اظن ان یوشک ان ادعی فاجیب
وانی فرطکم علی الحوض وانی سائلکم حین
تردون علی عن الثقلین فانظروا کیف
تخلفونی فیھما الثقل الاکبر کتاب اللہ

حدیث کی ہم سے نصر بن علی جھضمی نے کہا حدیث کی ہم سے
زید بن حسن نے کہا حدیث کی ہم سے معروف بن خربوذ مکی
نے ابی الطفیل عامر بن واثلہ سے انھوں نے حذیفہ
بن اسید سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسالتماب
حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو خطبہ پڑھا اور
اس مین فرمایا کہ ایھا الناس مجھے خدائے لطیف و
خبیر نے خبر دی ہے کہ کوئی نبی زندہ نہین رہا مگر
قریب نصف عمر اس نبی کے جو اس کے قبل تھا
اور مجھے گمان یہ ہے کہ عنقریب مین داعی اجل
کو لبیک کہونگا اور مین تم سے پہلے حوض (کوثر)
پر جا کر تمہارا منتظر ہونگا۔ اور جب تم وہاں میرے
پاس آؤگے تو مین تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کرونگا

[۵] ترتیق (نصر بن علی) طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے نصر بن علی بن نصر بن علی بن صھبان الجھضمی ابو عمرو البصری الصغیر روی عن ابیہ وابن عیینۃ ویزید بن زریع وخلق وعنہ الائمۃ الستۃ وابو حاتم وخلق مات سنۃ خمسین ومائتین۔

[۶] ترتیق (ابو الطفیل) اصابہ فی تمیز الصحابہ ابن حجر مین ہے۔ ابو الطفیل عامر بن واثلۃ بن عبد اللہ بن عمرو بن جحش ویقال جمیش بن جدی بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد بن مناۃ بن علی بن کنانۃ الکنانی ثم اللیثی رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو شاب وحفظ عنہ احادیث قال ابن عدی لہ صحبۃ وروی ایضا عن ابی بکر وعمر وعلی ومعاذ وحذیفۃ وابن مسعود وابن عباس ونافع بن عبد الحارث وزید بن ارقم وغیرھم روی عنہ الزھری وابو الزبیر وقتادۃ وعبد العزیز بن رفیع وعکرمۃ بن خالد وعمرو بن دینار ویزید بن حبیب ومعروف بن خربوذ وآخرون قال مسلم مات سنۃ مائۃ وھو آخر من مات من الصحابۃ وقال ابن البرقی مات سنۃ[۱۰۲] اثنتین ومائۃ وھو مشھور باسمہ وکنیتہ جمیعا وعن مبارک بن فضالۃ مات سنۃ[۱۰۷] سبع ومائۃ وقال وھب بن جریر بن حازم عن ابیہ کنت بمکۃ سنۃ[۱۱۰] عشر ومائۃ فرأیت جنازۃ فسألت فقالوا ابو الطفیل وقال ابن السکن جاءت عنہ روایات ثابتۃ انہ رای النبی صلعم الخ

سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم
فاستمسکوا لا تضلوا ولا تبدلوا وعترتی
اھل بیتی فانی قد نبانی اللطیف
الخبیر انھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض

یہی حدیث حذیفہ بن اسید کی شل ص۱۹۳ تا ۱۹۵ کے کتاب
ینابیع المودۃ ص۳۷ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۲ھ مین بحوالہ جواہر العقدین مذکور ہے

کہ میرے بعد تم نے انکے ساتھ کیا برتاؤ کیا ثقل اکبر کتاب خدا ایک
سبب ہے جسکا ایک کنارہ خدا کے ہاتھ مین ہے اور دوسرا تمہارے
ہاتھ مین ہے پس اس سے متمسک ہو گمراہ نہوگے اور اسکو تبدیل نکرو
اور دوسرا ثقل میری عترت ہے جو کہ میرے اہلبیت ہین اور خدا نے
مجھے خبر دی ہے کہ ان دونون مین جدائی نہ ہوگی یہانتک کہ میرے پاس
حوض کوثر پر وارد ہونگے۔

اور صاحب فصول المہمہ ابن صباغ مالکی ص۲۴ مطبوعہ طہران ۱۳۰۲ھ مین صحیح ترمذی کا حوالہ دیتے ہوئے یہ خطبہ وارد فرماتے ہین

رواہ الترمذی ایضاً عن زید بن ارقم
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ
ھذا اللفظ بمجردہ رواہ الترمذی و
لم یزد علیہ وزاد غیرہ وھو الزھری
ذکر الیوم والزمان والمکان فقال
لما حج رسول اللہ صلعم حجۃ الوداع وعاد
قاصد المدینۃ قام بغدیر خم وھی
مابین مکۃ والمدینۃ وذلک فی
الیوم الثامن عشر من ذی الحجۃ الحرام
فقال ایھا الناس انی مسئول وانتم
مسئولون ھل بلغت قالوا نشھد
انک قد بلغت ونصحت قال وانا
اشھد قد بلغت ونصحت ثم قال
ایھا الناس الیس تشھدون ان
لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ قالوا

نیز ترمذی نے زید بن ارقم سے روایت کیا ہے کہ کہا انہون
نے جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے مجرد اس لفظ کو ترمذی
نے روایت کی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہین کہا
گر زہری نے دن اور زمانہ و مکان سب کی
تفصیل کی ہے چنانچہ کہا ہے کہ حج کیا رسول اللہ
نے (یعنی حجۃ الوداع) اور بحالت معاودت بسوی
مدینہ مقام غدیر خم مین جو مابین مکہ و مدینہ
ہے ۱۸ ذی الحجہ کو قیام فرما کر خطبہ ارشاد کیا پس فرمایا
ایہا الناس مجھسے سوال کیا جائیگا اور تم سے
بھی سوال ہوگا۔ آیا مین نے رسالت خدا کو
پہونچایا۔ سب نے کہا ہان۔ ہم گواہی دیتے
ہین کہ آپ نے رسالت خدا کو پہونچایا اور امت
کو نصیحت کی۔ آپ نے فرمایا مین بھی اس کی گواہی
دیتا ہون۔ پھر فرمایا! ایہا الناس آیا تم
اس کی شہادت نہین ادا کرتے ہو کہ نہین معبود
سوائے اللہ کے اور مین رسول اللہ ہون سب نے کہا

---

[۱] یہ ترجمہ اس حدیث ثقلین کا ہے جسکو حاشیہ ص۲۳۳ مین بدون ترجمہ کے نقل کیا گیا ہے۔ سید ابوالحسن یحییٰ نے اپنی کتاب اخبار المدینہ مین جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے اپنے مرض الموت مین علی اور فضل بن عباس کے سہارے سے منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے حاضرین مین تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑتا ہون کہ اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ کتاب خدا اور میری عترت ہین بس تم ان سے نفرت نکرنا اور انکے مراتب پر حسد نکرنا۔ اُن سے بغض نہ رکھنا اور حکم خدا کے بموجب آپسمین بھائی بھائی بنے رہنا۔ پھر تم کو اپنی عترت اہلبیت کے لئے وصیت کرتا ہون۔

<table>
<tr>
<td dir="rtl">نشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله قال وانا اشهد مثل ما شهدتم ثم قال ايها الناس قد خلفت فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا بعدى كتاب الله واهل بيتى الا وان اللطيف الخبير اخبرنى انهما لن يتفرقا حتى يردا على الحوض وسعة حوضى ما بين بصرى وصنعاء عدد آنيته عدد النجوم ان الله سائلكم كيف خلفتمونى فى كتابه وفى اهل بيتى ثم قال ايها الناس من اولى الناس بالمؤمنين قالوا الله ورسوله اولى بالمؤمنين يقول ذلك ثلاث مرات ثم قال فى الرابعة واخذ بيد على من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه الا فليبلغ الشاهد الغائب</td>
<td dir="rtl">بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں کوئی معبود سوا خدا کے اور آپ رسول اللہ ہیں اور آپنے فرمایا میں بھی مثل تمہارے اسکی شہادت ادا کرتا ہوں۔ پھر فرمایا ایہا الناس میں نے تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑی ہیں کہ اگر تم انکے ساتھ تمسک کروگے تو ہرگز میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب اللہ دوسرے میرے اہلبیت آگاہ ہو کہ مجھے لطیف خبیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہونگے حتی کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں اللہ وسعت اس حوض کی بقدر فاصلہ ما بین بصری وصنعاء ہے اور اسمیں ظروف ہم عدد ستارہائے آسمان ہیں خدا تم سے بازپرس کریگا اور کہ تم نے اسکی کتاب اور میرے اہلبیت کیساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا پھر فرمایا ایہا الناس مومنوں کیلئے کون تمام لوگوں سے اولیٰ ہے سب نے کہا اللہ اور اسکا رسول اعلیٰ ہے تین مرتبہ حضرت نے اس قول کی تکرار فرمائی چوتھی مرتبہ حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے بار خدایا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے پھر فرمایا آگاہ ہو کہ حاضرین کو چاہئے کہ جو لوگ اس جلسہ میں حاضر نہیں ہیں انکو یہ خبر پہونچا دیں۔</td>
</tr>
</table>

خطبہ مذکورہ میں امام زہری شیخ الشیوخ ترمذی سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم ما بین مکہ اور مدینہ کی تصریح ہوگئی جسکو ترمذی کے شیخ صاحب صحیح مسلم نے غدیر خم ما بین مکہ و مدینہ کی تصریح زید بن ارقم کی روایت سے کر چکے ہیں جسمیں انھوں نے صرف حدیث ثقلین اخراج کی ہے اور حدیث ولایت جسکے لئے رسولخدا سر راہ اعلان و اظہار کے لئے مامور ہوئے اسکو اخفا کر گئے ایسے ہی ترمذی بھی صرف حدیث ولایت کا ایک فقرہ لکھکر حدیث ثقلین واقع غدیر خم کو چھپا گئے دیکھو حدیث ص ۱۹۳ تا ص ۱۹۵ کتاب ہذا۔ اسی واقعہ تبلیغ کے بعد آیہ اکمال دین نازل ہوا جسکا شکریہ رسول اللہ نے اعلان سے فرمادیا۔

چنانچہ کتاب اربعین جمال الدین محدث (منقول از عبقات الانوار ولایت ص ۵۲۵) میں (۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ) کے ساتھ ذکر یوں وارد ہے۔

<table>
<tr>
<td dir="rtl">رواه ابو سعيد الخدرى وفيه الاستشهاد بالشعر المذكور وفيه التاريخ وزيادة البيان ما لم يرو عن غيره فقال</td>
<td dir="rtl">روایت کیا ہے ابو سعید خدری نے اسمیں استشہاد شعر مذکور کے ساتھ اور اسمیں تاریخ اور بیان کے اعتبار سے وہ چیز ہے کہ نہیں روایت کیگئی اس کے غیر سے پس کہا</td>
</tr>
</table>

لما نزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغدیر
خم یوم الخمیس ثامن عشر من ذی الحجۃ
دعا الناس الی علی فاخذ بضبعیہ فرفعہما
حتی نظر الناس الی بیاض ابطی
رسول اللہ صلعم فقال اللہ اکبر الحمد
للہ علی اکمال الدین و اتمام النعمۃ
ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی
من بعدی من کنت مولاہ فعلی مولاہ

ابوسعید خدری نے جبکہ اترے رسولخدا غدیر خم مین پنجشنبہ
کے دن اٹھارھوین ذیحجہ کو تو بلایا لوگون کو علی کیطرف اور پکڑ علی
کے دونوں بازو کو اور اتنا بلند کیا کہ لوگون نے آپکے زیر بغل کی
سفیدی مشاہدہ کی پس فرمایا حضرت نے کہ اللہ اکبر
حمد خداوند عالم دین کے کامل کرنے اور نعمت کے پورا
کرنے پر اور راضی ہوا پروردگار میری رسالت اور
میرے بعد علی کی ولایت سے جسکا مین مولا ہون و صاحب
اختیار ہون اوسکا علی مولا و صاحب اختیار ہے۔

جمال الدین محدث کی کتاب اربعین سے بروایت ابوسعید خدری ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم مین پنجشنبہ کا دن ہونا ثابت ہوگیا جو اربعین
جمال الدین محدث کے روضۃ الاحباب کے ماہ صفر کے آخری تاریخون سے مطابقت کرتا ہے چنانچہ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ
انوار محمدی لکھنؤ سنہ ۱۳۱۰ھ اور مطبوعہ مطبع نامی منشی تیغ بہادر واقع امین آباد صفحہ ۵۳۲ سنہ ۱۲۹۷ھ مین ہے۔

روز دوشنبہ بست و ششم ماہ صفر سنہ ۱۱ھ مذکورہ
حضرت امر فرمود مردم را کہ ساختگی لشکر کنید
جہۃ حرب روم۔ روز دیگر اسامہ بن زید بن
حارثہ را طلبید و فرمود ترا امیر لشکر میگردانم برو
تا بنواحی ابنی بمقتل پدر خویش و بر سر ایشان
تاختن آور و متاع و دیار ایشان را بسوزد
و زود تر برو تا پیش از وصول خبر بدیشان رسی
در روز چہار شنبہ بست و ہشتم ماہ مذکور آنحضرت
را مرض طاری شد و روز دیگر با وجود مرض بدست
مبارک خود لوائے برائے وے عقد فرمود۔
و اعوان مہاجر و انصار مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق
و عثمان ذو النورین و سعد بن ابی وقاص و
ابو عبیدۃ بن الجراح و سعید بن زید و قتادہ بن
النعمان و سلمہ بن اسلم بن حریش مامور گشتہ با آنکہ
در آن لشکر ہمراہ اسامہ باشند۔

دوشنبہ کے دن ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ حضرت نے لوگون کو جنگ
روم پر جانے کے لئے تیاری کا حکم دیا دوسرے
دن (۲۷ صفر سہ شنبہ) اسامہ بن زید بن حارثہ کو
بلا کر ارشاد فرمایا کہ مین تجھکو امیر لشکر کرتا ہون جاؤ
نواحی ابنی اپنے باپ کے قتل گاہ کو اُن پر دوڑ
لے جاؤ اور مال و متاع انکے ملک کو جلا دو اور
جلد تر جاؤ تاکہ اس خبر کے شایع ہونے سے پہلے پہونچو
۲۸ صفر چہار شنبہ کے دن حضرت مرض مین مبتلا
ہوئے اور دوسرے دن (۲۹ صفر پنجشنبہ) باوجود
مرض کے اپنے دست مبارک سے اسامہ کے لئے ایک
علم جنگ بنایا اور اعوان مہاجر و انصار کو مثل ابوبکر صدیق
اور عمر فاروق اور عثمان ذو النورین اور سعد بن ابی
وقاص اور ابو عبیدہ بن الجراح و سعید بن زید و قتادہ
بن نعمان اور سلمہ بن اسلم بن حریش کو مامور فرمایا
کہ ہمراہ لشکر اسامہ کے رہین الخ

کتاب اربعین والا ۱۸ ذیحجہ کا پنجشنبہ جسکا چوتھا روز ۲۲ ذیحجہ (دوشنبہ) تو ۲۹ ذیحجہ (دوشنبہ) گیارہ روز یکم و ۲۹ محرم

(سہ شنبہ) ۳۰ محرم (چہار شنبہ) ۳۰ دن یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ صفر (پنجشنبہ) ۲۳ صفر (جمعہ) ۲۴ صفر (شنبہ) ۲۵ صفر (یکشنبہ) ۲۶ صفر (دوشنبہ) ۲۷ صفر (سہ شنبہ) ۲۸ صفر (چہار شنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یہاں تک ستر دن ہوئے جو روضۃ الاحباب کے ۲۷ صفر دوشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک مطابق ہے یعنی یکم صفر (پنجشنبہ) بارہ صفر (دوشنبہ) ہوا یہی تاریخین ابن اسحاق نمبر(۳) اور واقدی نمبر(۵) ابن سعد نمبر(۷) مین ہین جسکے بعد پھر یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات النبی (غلط لایا گیا ہے۔

جب ہم تمام و کمال سورہ مائدہ کا نزول ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) یوم غدیرخم مین اور اسکی آخری آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کا نزول مقام غدیرخم پر روایات صحیحہ سے ثابت کرچکے اور حساب سے بیاسی یوم کی مدت گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) تک مطابق کرچکے اور انکا لیکہ ارباب سیر و حفاظ حدیث کا ۲۸ صفر چہار شنبہ ۲۹ صفر پنجشنبہ اپنی جگہ پر بحال ہے) تو سورہ مائدہ کی بارہوین آیت جو درباب خلافت ائمہ اثنا عشر علیہ السلام ہے ثابت کرتا ہے۔

ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیباً اور اسمین شک نہین کہ خدا نے بنی اسرائیل سے (بھی ایمان کا) عہد و پیمان لے لیا تھا اور ہم (خدا) نے ان مین کے بارہ سردار (ان پر) مقرر کئے جسطرح بنی اسرائیل کے بارہ سردار تھے اسی طرح اس امت مین بارہ سردار و امام ہین چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم نیز اس صحیح ترمذی مین منقول ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ جب تک میرے بارہ خلیفہ نہ ہولینگے دنیا قائم رہیگی وہ بارہ سردار ائمہ اثنا عشر علیہم السلام جن کے اول جناب علی علیہ السلام ہین جسطرح اثنا عشر نقیباً کے اول سردار جناب یوشع وصی و خلیفہ حضرت موسیٰ ہوئے جسکے ثبوت مین آیہ موصوفہ کا ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر مین نازل ہونا ہے اور اسی تاریخ مین حضرت موسیٰ نے جناب یوشع کو اپنا جانشین اور بنی اسرائیل سے آپکی خلافت اور وصایت کا عہد قرار لیا

چنانچہ تقویم المحسنین مولفہ اخوند ملا محسن کاشی قلمی کہنہ مین ہے

ثامن عشر (ذی الحجۃ) یوم الغدیر وفیہ اخی النبی صلعم بین اصحابہ وقیل فی ثانی عشر رمضان وفیہ بویع لعلی ونجاۃ ابراھیم من النار ووصیۃ موسیٰ بیوشع وعیسیٰ بشمعون الصفا واستخلاف سلیمان اصف بن برخیا۔

۱۸ ذیحجہ غدیرخم کے دن رسولخدا نے صحابہ مین ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا اور کہا گیا ہے کہ بارہ ماہ رمضان مین ہوا اور اسی ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر مین حضرت علیؑ کی بیعت ہوئی اور حضرت ابراہیم نے آگ سے نجات پائی اور موسیٰ نے یوشع کو اور عیسیٰ نے شمعون الصفا کو اور سلیمان نے آصف بن برخیا کو اپنا وصی کیا۔

اور شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اپنے موضح القرآن مین آیہ اثنا عشر نقیباً کی تفسیر مین یون رقم طراز ہین:۔
یہ بیان فرمایا بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰ کے آخر عمر مین یہ قرار لئے ہین یہ سورۃ (مائدہ) حضرت کے آخر عمر مین نازل ہوئی شاید ہم کو سنایا اسواسطے ہمکو بھی تقید ہے کہ ایک عہد اس امت سے تھا کہ جو رسول بعد پیدا ہون انکی مدد کرو اسکی بدل ہم سے یہ ہے کہ خلفا کی اطاعت کرو یہ مذکور بارہ سردارون کا بیان فرمایا اسی اشارہ کو حضرت نے بتایا ہے کہ میری امت مین بارہ خلیفہ ہونگے

قوم قریش سے اور فرمایا ہے جو خرابی ہوئی پہلے امت میں سو ہو گی تم میں جیسے وہ خراب ہوئے پیغمبروں کی مخالفت سے یہ اُمت خراب ہوئی خلیفہ پر خروج کرکے تفسیر موضح القرآن شاہ عبد القادر سے سورہ مائدہ کا رسولخدا کے آخر عمر میں نازل ہونا معلوم کرچکے اس سے قبل نمبر (۱۱) صـ۲۲۲ میں قاضی شوکانی یمنی (المتوفی ۱۲۵۰ھ) جو مجتہد مطلق گذرے ہیں جنھون نے محمد ابن کعب قرظی اور ربیع بن انس کی سند سے اسی سورہ مائدہ کا نزول حجۃ الوداع میں مابین مکہ و مدینہ کے ثابت کرچکے ہیں جسکی آخری آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک الخ کو یوم غدیر خم میں وارد کرچکے ہیں جسکی تائید تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن نواب صدیق حسن خان کے ج ۳ صـ۸۹ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ سے ہوتی ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال نزلت هذه الآية (یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک) یوم غدیر خم فی علی ابن ابیطالب

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک بروز غدیر خم علی ابن ابیطالب کے بارے نازل ہوا

اسی تفسیر فتح البیان کے صـ۲ میں بہ تفسیر سورہ مائدہ مذکور ہے۔

وعن محمد ابن کعب القرظی قال انها نزلت فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ

محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ سورہ مائدہ حجۃ الوداع میں درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا

یہ وہی مابین مکہ و مدینہ (غدیر خم کا دن ۱۸ ذیحجہ) ہے جسکی تصریح امام زہری شیوخ حدیث ترمذی نے کیا ہے اور امام مسلم صاحب اپنی صحیح میں زید بن ارقم کی روایت سے وارد فرمایا ہے دیکھو نمبر (۱۱) صـ۲۲۲

آیہ اثنا عشر نقیبا کی تفسیر سے صاف صاف واضح ہو گیا کہ جسطرح حضرت موسیٰ نے اپنے آخر عمر میں حضرت یوشع کی وصایت و خلافت کا عہد و قرار بنی اسرائیل سے لیا۔

اسی طرح جناب سرور عالم نے اپنی آخر عمر میں کہ ۸۱ دن باقی تھے حضرت علیؑ کی ولایت و خلافت کا عہد و پیمان حاضرین جلسہ سے عموماً قریش اور اپنے ازواج سے خصوصاً لیا۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر اور عمر وغیرہ صحابہ اور امہات مومنین کا موافق ارشاد پیغمبر خیمہ علی علیہ السلام میں جاکر مبارکباد دینا ہے۔

آیہ نقبا کی تعداد کے مطابق تعداد خلفا کی یہ روایت مسند امام احمد ج۔ اول صـ۴۰۶ مطبوعہ مصر ۱۳۱۲ھ سے نقل ہے۔

حدثنا ابو النضر ثنا ابو عقیل ثنا مجالد عن الشعبی عن مسروق قال کنا مع عبد الله جلوسا فی المسجد یقرئنا فاتاہ رجل فقال یا ابن مسعود هل حدثکم نبیکم کم یکون من بعدہ خلیفۃ قال نعم کعدۃ نقباء بنی اسرائیل

حدیث کی ہم سے ابو النضر نے کہا حدیث کی ہم سے ابو عقیل نے کہا حدیث کی ہم سے مجالد نے شعبی سے اُس نے مسروق سے وہ کہتے ہیں کہ ہم عبد اللہ ابن مسعود کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص اُنکے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابن مسعود آیا آپ لوگوں کو آپ کے نبی صلعم نے خبر دی ہے کہ میرے بعد کتنے خلیفہ ہونگے کہنے لگے ہان مثل بنی اسرائیل کے نقبا کی تعداد کے۔

دیکھئے امر شباہت مین اشارہ کافی ہوتا ہے جسطرح نقبا موسیٰ من عند اللہ ہوئے اسیطرح خلفاء پیغمبر خدا من عند اللہ تعالیٰ منصوص و منصوب ہوئے۔

حافظ ابن کثیر اپنے تفسیر مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ کے صفحہ ۳۱ مین آیہ اثنا عشر نقیباً کی تفسیر مین لکھتے ہین:-

وفی التوارۃ البشارۃ باسمعیل علیہ السلام ان اللہ یقیم من صلبہ اثنی عشر عظیماً وھم ھولاء الخلفاء الاثنا عشر المذکورون فی حدیث ابن مسعود وجابر بن سمرۃ

توریت کی بشارت جو اسمعیل علیہ السلام پر ہے کہ بتحقیق اللہ تعالیٰ قائم کرے گا اسمعیل علیہ السلام کے صلب سے بارہ بزرگ اور وہ بارہ خلیفہ ہونگے جو ذکر کئے گئے۔ حدیث مین ابن مسعود اور جابر بن سمرہ کے۔

جابر بن سمرہ والی حدیث صحیح ترمذی مجلد ثانی - باب خلفا کے بیان کی یہ ہے۔

حدثنا ابو کریب نا عمر بن عبید عن سماک بن حرب عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلعم یکون بعدی اثنا عشر امیراً قال ثم تکلم بشیء لم افھمہ فسألت الذی یلینی فقال کلھم من قریش ھذا حدیث حسن صحیح۔

حدیث کی ہم سے ابو کریب نے کہا حدیث کی ہم سے عمر بن عبید نے سماک بن حرب سے اس نے جابر بن سمرہ سے کہا انہوں فرمایا رسولخدا نے میرے بعد بارہ سردار ہونگے کہا جابر نے پھر آنحضرت نے کچھ بات کی کہ مین نہ سمجھا مین نے اپنے پاس والے ساتھی سے پوچھا اس نے کہا کہ فرمایا حضرت نے کہ وہ سب سردار قریش سے ہونگے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لیکن امام قندوزی نے ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۵ میں مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ عاشرہ کے حوالے سے یہ حدیث لکھا ہے۔

عن عبد الملک بن عمیر عن جابر بن سمرۃ قال کنت مع ابی عند النبی فسمعتہ یقول بعدی اثنا عشر خلیفۃ ثم اخفی صوتہ فقلت لابی ما الذی اخفی صوتہ قال قال کلھم من بنی ھاشم وعن سماک بن حرب مثل ذلک۔

عبد الملک بن عمیر نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ مین تھا ساتھ اپنے باپ کے نزدیک رسولخدا کے پس سنا مین نے فرمایا حضرت نے میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے پھر آواز مخفی فرمایا۔ پس مین نے اپنے باپ سے پوچھا کہ جو صوت خفی کیا فرمایا پس میرے باپ نے کہا کہ فرمایا حضرت نے وہ کل بنی ہاشم سے ہونگے ایسے ہی سماک بن حرب سے مروی ہے۔

یہ بنی ہاشم والی حدیث ضرور صحیح ہے اسلئے کہ یہی اولاد اسمعیل علیہ السلام ہین جس کی حدیث صحیح ترمذی کی تائید کرتی ہے۔

قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمٰعیل (بخاری) نا سلیمان بن عبد الرحمٰن الدمشقی نا الولید بن مسلم نا الاوزاعی نا شداد

کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے محمد بن اسمٰعیل بخاری نے کہا حدیث کی ہم سے سلیمان بن عبد الرحمٰن دمشقی نے کہا حدیث کی ہم سے ولید بن مسلم نے کہا حدیث کی ہم سے اوزاعی نے

ابو عمار ثنی واثلۃ بن الاسقع قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ اصطفی کنانہ من ولد اسمعیل واصطفی قریشا من کنانہ واصطفاھا شما من قریش واصطفانی من بنی ہاشم ھذا الحدیث حسن غریب صحیح	شداد ابو عمار سے کہا اس نے کہ حدیث کی مجھے واثلہ بن اسقع نے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق کہ حضرت اسمعیل کی اولاد سے کنانہ کو برگزیدہ کیا اور کنانہ سے قریش کو برگزیدہ کیا اور قریش سے ہاشم کو برگزیدہ کیا اور بنی ہاشم سے مجکو برگزیدہ کیا۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

یہی بنی ہاشم اولاد اسمعیل علیہ السلام ہیں جنکی شناخت حدیث اصطفیٰ سے ہویدا ہوگئی یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے بت پرستی نہیں کی۔ انھیں کے بارے میں صدہا برس قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی تھی۔

قولہ تعالیٰ اذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا البلد امنا و اجنبنی و بنی ان نعبد الاصنام	جب ابراہیم نے (خدا سے) عرض کی تھی کہ پروردگار اس شہر (مکہ) کو امن و امان کی جگہ بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچالے۔

تفسیر حسینی میں بہ تفسیر آیہ مذکورہ کے ہے۔ "سفیان ابن عیینہ فرمودہ کہ فرزندان اسمعیل علیہ السلام بجہت دعاء خلیل الرحمن علیہ السلام بت نہ پرستیدند" سفیان ابن عیینہ نے کہا ہے کہ فرزندان اسمعیل علیہ السلام دعاء ابراہیم سے بت پرستی نہیں کی۔ یہ وہی منتخب شدہ حضرات ہیں جو مصطفےٰ ہوتے آئے یہی محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں۔ انھیں کے بارے میں عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد نہم صفحہ ۳۷۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے

وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا وکان ربک قدیرا

(اور وہی تو وہ (خدا) ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پھر اسکو خاندان اور سسرال والا بنایا اور لائے رسول) تمہارا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے)

عن ابن سیرین ان ھذہ الایۃ نزلت فی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی بن ابیطالب زوج علیہ السلام فاطمۃ علیا وھو ابن عمہ و زوج ابنتہ و کان نسبا و کان صھرا	ابن سیرین نے روایت کی ہے کہ آیہ وھو الذی خلق من الماء بشرا جناب رسولخدا صلی اللہ تعالیٰ وعلیہ وآلہ وسلم اور علی کے بارے میں نازل ہوا ہے تزویج فرمائی حضرت نے فاطمہ علیہا السلام کی علی علیہ السلام سے اور وہ چچا کے بیٹے تھے حضرت صلعم کے اور شوہر تھے حضرت کی صاحبزادی کے پس حضرت علی علیہ السلام صاحب انساب و صاحب مصاہرت دونوں ہوئے

یہی آل محمد ہیں جنپر آیہ تطہیر نازل ہوا جنپر درود بھیجنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ دیکھو حدیث نمبر (۱۸) صفحہ ۱۶۸ و صفحہ ۱۶۹ کتاب ہذا جسکی تائید کی یہ روایت صحیح ترمذی ابواب المناقب سے لکھی جاتی ہے۔ ہر دو حدیث میں شہر بن حوشب نے ام سلمہ سے روایت کی ہے۔

قال الترمذی حدثنا محمود بن غیلان ثنا ابو احمد الزبیری ثنا سفیان عن زبید عن شہر بن حوشب عن	کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے محمود بن غیلان نے کہا حدیث کی ہم سے ابو احمد زبیری نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان نے زبید سے انھوں نے شہر بن حوشب سے اس نے ام سلمہ سے

ام سلمۃ ان النبی صلعم جلل علی
الحسن والحسین وعلی وفاطمۃ کساء ثم
قال اللھم ھؤلاء اھل بیتی وحامتی
اذھب عنکم الرجس اھل البیت و
یطھرکم تطھیرا فقالت ام سلمۃ و
انا معھم یا رسول اللہ قال انک علی
خیر ھذا حدیث حسن صحیح وھو
احسن شئ

کہ رسولخدا نے امام حسن اور امام حسین اور علی اور فاطمہ پر
کپڑا ڈالا پھر فرمایا یہ لوگ میرے اہل بیت ہین اور خواص
مین ان سے پلیدی دور کر اور اچھی طرح سے ان
کو پاک کریں کہا ام سلمہ نے اور مین بھی ان کے
ساتھ یا رسول اللہ فرمایا آپ نے تو بہتری پر
ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ سب سے
اچھی ہے جو اس باب مین مروی ہے۔

ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری ص ۳۳ مطبوعہ لاہور مین ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و
علی من نور واحد قبل ان یخلق
اللہ آدم باربعۃ آلاف عام فلما خلق
اللہ تعالیٰ الخلق رکب ذلک النور فی
صلبہ فلم یزل فی شئ واحد حتی
افترقا فی صلب عبد المطلب ففی
النبوۃ وفی علی الخلافۃ (اخرجہ الدیلمی)

دیلمی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا
نے کہ مین اور علی چار ہزار برس آدم سے پہلے ایک نور تھے جب
خدا تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا اس نور کو آدم کی پشت مین
لا دیا وہ نور ہمیشہ ایک ہی شے مین رہتا چلا
آیا یہان تک کہ عبدالمطلب کے صلب مین جدا ہوگیا
پس مجھ مین نبوت اور علی مین خلافت تھی۔

یہی وجہ ہے کہ رسول مقبول نے متعدد مواقع پر فرمایا ہے کہ علی مجھ سے ہے اور مین اُس سے ہون
یہانتک کہ صحیح بخاری۔ ج۔ ثانی۔ باب مناقب علی علیہ السلام مین ہے۔

علی بن ابیطالب القرشی الھاشمی
ابی الحسن قال النبی لعلی انت منی و
انا منک

علی بن ابیطالب قرشی ہاشمی ابو الحسن بن فرمایا رسولخدا
نے واسطے علی کے کہ تم مجھ سے ہو اور مین
تم سے ہون۔

اور اصابہ فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے۔

واخرج الترمذی باسناد قوی عن
عمران بن حصین فی قصۃ قال فیھا
رسول اللہ صلعم ما تریدون من
علی ان علیا منی وانا من علی و

ترمذی نے اپنے صحیح مین قوی اسناد کے ساتھ عمران
بن حصین سے روایت کی ہے۔ واقعہ قصہ (یمن)
مین فرمایا رسولخدا نے کیا ارادہ رکھتے ہو علی کے
بارے مین۔ وہ مجھ سے ہے مین اُس سے ہون۔

هو ولی کل مومن بعدی

اور وہ میرے بعد کل مومنین کا والی ہے۔

اور امام قندوزی اپنے ینابیع المودۃ صفحہ ۳۰۳ مطبوعہ اسلامبول سنہ ۱۳۰۱ ہجری میں لکھتے ہیں:-

وقع لبریدۃ انہ کان مع علی فی الیمن فقدم المدینۃ مغضبا علیہ واراد شکایتہ بجاریۃ اخذھا من الخمس فقالوا لہ اخبرہ لیسقط من عینیہ ورسول اللہ صلعم یسمع من وراء الباب فخرج مغضبا فقال ما بال اقوام یبغضون علیا من ابغض علیا فقد ابغضنی ومن فارق علیا فقد فارقنی ان علیا منی وانا منہ خلق من طینتی وخلقت من طینۃ ابراھیم وانا افضل من ابراھیم ذریۃ بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم یا بریدۃ اما علمت ان لعلی اکثر من الجاریۃ التی اخذھا (اخرجہ الطبرانی)

واقع ہوئی بریدہ سے یہ بات کہ وہ تھے ساتھ علی علیہ السلام کے یمن میں اسکے بعد آئے مدینہ میں غضبناک اور ارادہ کیا تھا شکایت کا اُس لونڈی کی جو لے لیا تھا علی نے خمس سے پس لوگوں نے کہا کہ خبر دو رسول اللہ کو اس واقعہ کی تاکہ علی انکی نظر سے گر جائیں اور اس واقعہ کو رسولخدا پس در سے سن رہے تھے پس برآمد ہوئے غضبناک اور آکر فرمایا کہ کیا ارادہ ہے قوم کا غضبناک کرنے میں علیؑ کے اور جو غضبناک کرے گا علی کو اُسنے مجھے غضبناک کیا اور جو شخص مفارقت کریگا علی سے اُس نے مجھے مفارقت کی بتحقیق علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ علی پیدا کئے گئے میری مٹی سے اور میں پیدا کیا گیا ابراہیم کی مٹی سے اور میں افضل ہوں ابراہیم سے اور قولہ تعالے ذریۃ بعضھا من بعض کی تفسیر ہم ہی ہیں اے بریدہ جانا تم نے اس بات کو کہ واسطے علی کے زیادہ حصہ ہے اُس لونڈی سے جسکو علی نے لے لیا۔

حدیث مذکورہ سے حضرت علی کا طینت رسولخدا سے اور رسول اللہ کا طینت ابراہیم خلیل اللہ سے خلق کیا جانا اور حضرت ابراہیم سے افضل ہونا معلوم ہوگیا جس میں آیہ شریفہ ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وآل ابراهیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضها من بعض واللہ سمیع علیم کا آخری جز شامل ہے جس سے محمد وآل محمد کا مصطفے ہونا اور حدیث اصطفی اسی آیہ کریمہ کی تفسیر معلوم ہوگئی۔ آل ابراہیم ہی محمد وآل محمد ہیں جنپر درود بھیجنے کی یہ حدیث ہے

صحیح ترمذی ابواب تفسیر القرآن اور صحیح بخاری باب قولہ تعالے ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما میں ہے۔

عن ابی مسعود الانصاری انہ قال اتانا رسول اللہ صلعم ونحن فی مجلس سعد بن عبادۃ فقال لہ بشیر بن سعد امرنا اللہ ان نصلی علیک فکیف نصلی

ابی مسعود انصاری سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسولخدا صلعم آئے اس حالت میں کہ ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں تھے۔ پس آپ سے بشیر بن سعد نے کہا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے امر کیا ہے کہ آپ پر درود بھیجیں تو کس طرح آپ پر

علیك قال فسکت رسول اللہ صلعم
حتی ظننا انہ لم یسئلہ ثم قال رسول
اللہ صلعم قولوا اللھم صل علی محمد و
علی ال محمد کما صلیت علی ال ابراھیم
وبارك علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت
علی ال ابراھیم فی العالمین انك حمید
مجید والسلام کما علمتم ھذا حدیث
حسن صحیح۔

درود بھیجین کہا اُس نے رسول اللہ چپ رہے یہانتک
کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ سے اس نے سوال کیا ہی نہین
پھر فرمایا رسول خدا نے کہو تم اللھم صلے علی محمد وعلی ال محمد
کما صلیت علی ال ابراہیم وبارک علی محمد وعلی ال
محمد کما بارکت علی ال ابراہیم فی العالمین انک حمید
مجید اور سلام اسی طرح ہے جیسا کہ تم سکھلائے
گئے ہو یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

واضح ہو کہ یہی بخاری اور مسلم اور ترمذی جنھون نے نویں دسویں و گیارھوین ائمہ اہل بیت ع کا زمانہ پایا ہے اور انکے معرفت سے محروم رہے اور باوجود درود و سلام کی روایت بیان کرنے کے صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لفظ (آلہ) کو ساقط و حذف کرکے اپنے صحاح ستہ مین وارد کیا ہے حالانکہ انھیں محمد وال محمد کو امامت دیگئی ہے۔ قولہ تعالے

واذا ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن
قال انی جاعلك للناس اماما و
قال من ذریتی قال لا ینال عھدی
الظلمین

جب ابراہیم کو اُن کے پروردگار نے چند باتون مین
آزمایا اور اُنھون نے پورا کر دیا تو خدا نے فرمایا مین تمکو لوگونکا
پیشوا بنانیوالا ہون اور حضرت ابراہیم نے عرض کی اور میری اولاد
مین سے فرمایا ان مگر میرے اس عہدہ پر ظالمون کی فائز
نہین ہوسکتا۔

شاہ عبد القادر محدث دہلوی موضح القرآن پر حاشیہ دیتے ہین۔ بنی اسرائیل بہت مغرور اسپر تھے کہ ہم اولاد ابراہیم مین ہین اور اللہ تعالے نے ابراہیم کو وعدہ دیا کہ نبوت اور بزرگی (امامت) تیرے گھر مین رہیگی اور ہم ابراہیم کے دین پر ہین اور اُس کا دین ہر کوئی مانتا ہے اب اللہ تعالے سمجھاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ ابراھیمؑ کی اولاد کو ہے جو نیک راہ چلین اور انکے دین پے پیغمبر ایک مدت اسحاق کی اولاد مین بزرگی رہی اب اسمعیل کی اولاد مین ہوئی اور اسکی دعا ہے دونون کے حق مین اور فرماتا ہے دین اسلام ہمیشہ ایک ہے سب پیغمبر اور سب اُمتین اُسی پر گذرین ہین یہ اسمعیل کی اولاد محمد وآل محمد علیہم السلام ہین۔

امام قندوزی ینابیع المودۃ آخر صفحہ ۶۲ و ۶۳ مطبوعہ اسلامبول مطبع (اختر سنہ ۱۳۰۱ھ) مین یہ حدیث وارد کرتے ہین۔

وفی المناقب بالاسناد عن ابی الزبیر
المکی عن جابر بن عبد اللہ الانصاری
قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ
تبارک وتعالے اصطفانی واختارنی
وجعلنی رسولا وانزل علی سید الکتب

مناقب مین ابی الزبیر مکی نے حضرت جابر سے روایت کی
ہے کہ فرمایا رسول خدا نے بتحقیق کہ اللہ تعالے نے برگزیدہ
کیا مجکو اور اختیار کیا مجکو اور قرار دیا مجکو رسول اور نازل
فرمایا میرے اوپر بزرگ ترین کتاب (قرآن مجید کو) پس
کہا مین نے اے پروردگار اور سردار میرے

فقلت الهی وسیدی وانک ارسلت
موسی الی فرعون فسئلک ان
تجعل معه اخاه هارون وزیراً
یشد به عضده ویصدق به قوله
وانی اسئلک یا سیدی والهی
ان تجعل من اهلی وزیراً تشد به
عضدی فاجعل لی علیاً وزیراً و
اخاً واجعل الشجاعة فی قلبه والبسه
الهیبة علی عدوه وهو اول من امن
بی وصدقنی واول من وحد الله معی
وانی سئلت ذلک ربی عزوجل
فاعطانیه وهو سید الاوصیاء
اللحوق به سعادة والموت فی طاعته
شهادة واسمه فی التوراة مقرون
الی اسمی وزوجته الصدیقة الکبری
ابنتی وابناه سیدا شباب اهل
الجنة ابنای وهو وهما والائمة من
بعدهم حجج الله علی خلقه بعد النبیین
وهم ابواب العلم فی امتی من تبعهم
نجا من النار ومن اقتدی بهم هدی
الی صراط مستقیم لم یهب الله محبتهم
لعبد الا ادخله الله الجنة

تحقیق کہ تو نے بھیجا تھا موسیٰ کو فرعون کیطرف پس سوال کیا
موسیٰ نے تجھ سے کہ قرار دے انکے ساتھ انکے بھائی ہارون
کو وزیر کہ سخت کرے تو ہارون کی وجہ سے انکے
بازو کو اور وہ (ہارون) تصدیق کریں انکے قول کی،
اور میں بھی تجھ سے سوال کرتا ہوں اے میرے خدا اور
میرے سردار یہ کہ قرار دے میرے اہل میں سے وزیر ایسا
کہ اُس کے بوجھ سے میرا بازو مضبوط ہو پس قرار
دے علی کو وزیر اور بھائی میرا اور قرار دے تو شجاعت
کو انکے قلب میں اور لباس دیوے تو ہیبت کا انکے
دشمن پر اور وہ علی اول اسمیں سے ہیں جو مجھ پر ایمان
لائے اور سب سے پہلے تصدیق میری کی اور سب سے پہلے ان
لوگوں میں ہیں جنھوں نے خدا کی توحید میرے ساتھ ادا کی تحقیق
کہ میں نے سوال کیا اس امر کا اللہ جلشانہ سے پس اُس نے مجھے عطا
کیا وہ علی اوصیاء کے سردار ہیں جو اُنکے ساتھ ملحق ہوگا اسکے لئے نیک
بختی ہی اور انکی اطاعت میں مرنا شہادت ہے اور انکا نام توریت میں
میرے نام کیساتھ ملا ہوا ہے اور انکی زوجہ صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا
علیہا السلام ہیں جو میری بیٹی ہیں اور فرزند انکے سردار جوانان بہشت ہیں
وہ میرے فرزند ہیں علی بن ابیطالب مع اپنے دونوں فرزندوں کے اور امام انکے
جو بعد انکے ہونگے وہ حجت ہیں خدا کے اسکے مخلوق پر بعد نبیوں کے اور وہ سب
دروازے علم کے ہیں میری امت کیلئے جو انکی پیروی کریگا وہ آتش جہنم سے
نجات پائیگا جو پیروی کریگا ہدایت پاویگا صراط مستقیم کیطرف پہنچیگا
اللہ انکی محبت کو کسی بندہ کے لئے مگر یہ کہ اس بندہ کو خدا بہشت میں
داخل کریگا۔

اسی ینابیع المودة کے ص ۴۴۵ میں ہے۔

عن الاصبغ بن نباتة عن ابن عباس
رفعه انا وعلی والحسن والحسین و
تسعة من ولد الحسین مطهرون معصومون

اصبغ بن نباتہ نے ابن عباس سے بسند مرفوع روایت کی ہے
کہ حضرت نے فرمایا کہ میں اور علی اور حسن اور حسین اور نو فرزند
حسین علیہم السلام مطہر اور معصوم ہیں گناہوں سے۔

فی در المنثور للسیوطی و فتح القدیر للشوکانی اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ والسابقون السابقون قال یوشع بن نون سبق الی موسیٰ و مومن آل یٰسین سبق الی عیسیٰ و علی بن ابیطالب سبق الی رسول اللہ صلعم

تفسیر در منثور سیوطی اور تفسیر فتح القدیر شوکانی میں ابن ابی حاتم نے والسابقون السابقون کی تفسیر میں عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ سابق اسلام تین بزرگ ہیں یوشع بن نون جنہوں نے حضرت موسیٰ کی رسالت پر ایمان لانے میں سبقت کی اور مومن آل یٰسین جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی رسالت پر ایمان لانے میں سبقت کی اور علی ابن ابیطالب جنہوں نے ہمارے رسول مقبول کی رسالت پر ایمان لانے میں سبقت کی۔

ارجح المطالب خواجہ عبید اللہ امرتسری کے صفحہ ۲۲ میں ہے:۔

عن ابی سعید الخدری عن سلمان الفارسی قال قلت یا رسول اللہ کل نبی وصی فمن وصیک فقال هل تعلم من وصی موسیٰ قلت نعم یوشع بن نون قال لم قلت کانه کان اعلمهم قال فان وصی و موضع سری و خیر من اترک بعدی و ینجز عدتی و یقضی دینی علی بن ابیطالب۔

ابو سعید خدری سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسولخدا سے عرض کیا کہ یا رسول صلعم ہر ایک نبی کے لئے وصی ہوا ہے حضور کا وصی کون ہے۔ فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ موسیٰ کا وصی کون تھا۔ عرض کیا کہ یوشع بن نون۔ حضرت نے فرمایا کیوں میں نے گزارش کیا اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ کی امت میں سب سے زیادہ عالم تھے آپ نے فرمایا بس میرا وصی اور رازدار اور جن لوگوں کو میں اپنے بعد چھوڑتا ہوں ان سب سے بہتر اور میرے وعدہ کا پورا کرنے والا اور میرے قرضوں کا ادا کرنے والا علی ابیطالب ہے۔

اور بحار الانوار۔ ج ششم مطبوعہ طہران نصف آخر باب وفاتہ و غسلہ صفحہ ۱۰۳۷ میں یہ حدیث ہے۔

علی بن احمد الدقاق عن حمزة بن القاسم عن علی بن جنید الرازی عن ابی عوانة عن الحسین بن علی عن عبد الرزاق عن ابیه عن مینا مولی عبد الرحمٰن بن عوف عن عبد اللہ بن مسعود قال قلت للنبی صلعم یا رسول من یغسلک اذا مت فقال یغسل کل نبی وصیه قلت فمن وصیک یا رسول اللہ قال علی بن ابیطالب فقلت کم یعیش

علی بن احمد دقاق نے حمزہ بن قاسم سے اونھوں نے علی بن جنید رازی سے اُنھوں نے ابو عوانہ سے اُنھوں نے حسین بن علی سے اونھوں نے عبد الرزاق سے اُنھوں نے اپنے پدر سے اُنھوں نے مینا مولا عبد الرحمٰن ابن عوف سے اُنھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ آپ کو کون غسل دیگا جب آپ رحلت فرمائینگے ارشاد فرمایا کہ غسل دیتا ہے ہر نبی کو اسکا وصی کہا میں نے کون ہے وصی آپ کا یا رسول اللہ فرمایا وہ علی بن ابیطالب ہیں۔ پس کہا میں نے کتنے دنوں تک

بعد لک یارسول اللہ قال ثلثین سنۃ
فان یوشع بن نون وصی موسیٰ عاش بعدہ
ثلثین سنۃ وخرجت علیہ صفراء بنت شعیب
زوجۃ موسیٰ فقالت انا احق بالامر منک فقاتلھا
فقتل مقاتلھا واسرھا فاحسن اسرھا
وفیھا انزل اللہ تعالیٰ وقرن فی بیوتکن
ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ

زندہ رہینگے بعد آپ کے یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا
تیس ۳۰ سال اس لئے کہ یوشع بن نون وصی موسیٰ تیس سال
زندہ رہے بعد موسیٰ اور خروج کیا تھا یوشع بن نون پر صفرا بنت
شعیب زوجہ موسیٰ نے کہ وصایت اور امامت مین مین تم سے زیادہ حق
ہون پس یوشع نے مقابلہ کیا اسی زوجہ موسیٰ سے پس قتل کئے گئے
معاون و مددگار اسکے اور زوجہ موسیٰ کو اسیر کرلیا اور نیک سلوک کیا
اُنھین کے بارے مین خدا کا قول ہے اور اپنے گھر وںمین نچلی بیٹھی رہو
اور اگلے زمانہ جاہلیت کیطرح اپنا بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو۔

روضۃ الاحباب۔ ج۔ اول۔ صہ ۲۹۲ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ قرب وفات النبی کے حال مین ہے۔

حضرت چشم کشادہ وگفت اے عائشہ بمن نزدیک
شو باد فرمود کہ دیروز ترا وصیت کردم امروز
وصیت ہمان است باید کہ بآن موجب عمل نمائی
ودر روایتے آنکہ با تمام مطہرات پردہ عصمت و
طہارت گفت برشما باد کہ گوشہ خانہ بخود نگہدارید
وخود را از نظر نامحرم مصئون ومحفوظ و مستور
دارید چنانکہ حق تعالیٰ فرمود وقرن فی بیوتکن
ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ

رسولخدا نے آنکھ کھولدیا اور فرمایا اے عائشہ نزدیک جاؤ
اُن سے فرمایا کلہ جو وصیت کیگئی ہے آج بھی وہی وصیت
ہے اُسی پر عمل کرنا۔ ایک روایت مین ہے کہ کل ازواج
سے مخاطب ہوکر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم پر لازم ہے
کہ اپنے گوشہ خانہ کو نگاہ رکھتے ہوئے نظر نامحرم سے
پوشیدہ اور مخفی رہو جیسا کہ خدا نے تم لوگون کے
بارے مین فرمایا ہے (ترجمہ) اور قرار پکڑو اپنے گھر وںمین
اور دکھاتی نہ پھرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے وقت نادانی کا

ناسخ التواریخ۔ ج۔ اول۔ از کتاب اول مطبوعہ طہران مین ہے۔

صفورا دختر شعیب کہ ضجیع موسیٰ بود در نیوقت
با یوشع برخورید و باغوای دوتن از منافقین در
مخالفت یوشع صد ہزار تن با وے موافقت
نمود و پیوستگان خود را برداشتہ برزم آنحضرت
بیرون شد یوشع علیہ السلام نیز دفع متمردین بیان
بربست و سپاہے بزرگ ساز کردہ با دیشان مصاف داد
وآنجماعت را بشکست وصفورا را باسیری بگرفت
وبا وے گفت چون با پیغمبر خدا ہم بالین بودہ من
از تو انتقام نخواہم کشید وکیفر ترا با موسیٰ گذاشتم

صفورا دختر حضرت شعیب جو حضرت موسیٰ کی زوجہ تھین
یوشع وصی موسیٰ سے ناخوش ہوگئین اور دو منافقون
کے بہکانے سے حضرت یوشع مخالف ہو کر ایک لاکھ آدمیون
سے کہ صفورا سے مل گئے تھے (صفورا) اپنے مددگارون اور
ہمراہیون کو لیکر حضرت یوشع سے لڑنے کیلئے نکلین یوشع
علیہ السلام بھی سرکشون اور نافرمانون کے دفعیہ کیلئے آمادہ
ہوگئے اور فوج کثیر جمع کرکے ان سے جنگ کی اور لوگونکو
شکست دی صفورا کو قید کرلیا اور اُن سے کہا چونکہ تم پیغمبر
خدا یعنی حضرت موسیٰ کی ہمخوابہ رہی ہو اسلئے مین تم سے انتقام

که در روز معاد با تو سلوک فرماید

انتقام نہ لونگا اور تمہارے اعمال و افعال کا بدلہ حضرت موسیٰ پر چھوڑتا ہوں تاکہ وہ بروز قیامت تم سے مواخذہ فرمائیں

تنبیہ جیسے صفورا زوجہ موسیٰ نے دو منافقوں کے بہکانے سے حضرت یوشع پر خروج کیا ویسے ہی حضرت عائشہ کو بھی دو شخص ملینگے چنانچہ روضۃ الاحباب[۵] جمال الدین محدث ج ثالث صـ۱۹ تا ۲۱ مطبوعہ مطبع تیغ بہادر امین آباد لکھنؤ ۱۲۹۷ھ میں ہے ۔

که عائشه رضی الله عنها بمکه بخانه ام المومنین ام سلمه رضی الله عنها رفت چه وے نیز از مدینه بعزم حج گذاردن بمکه رفته بود و بعد از تقدیم مراسم تسلیم و تحیت باوے گفت اے دختر ابو امیه بدرستیکه تو اول ضعیفه هستی که در راه خدا و رسول مهاجرت کردی و بواسطه شرف ذاتش حضرت رسالت عظیم الشان و رفیع القدری و از میان امهات مومنین بخصوص و مزایا ممتازی بر تو پوشیده نه باشد که جماعتے از غوغائیان بدر امیر مومنان عثمان بن عفان خود را در انداخته او را بقتل آورده اند و اکنون جمعے از هواداران آن خلیفه مقتول و مظلوم در صدد آن در آمده اند که از قاتلان او انتقام کشند و ایشان را بقصاص رسانند و مرا اخبار کردند که عبدالله بن عامر در بصره صد هزار شمشیر معد و مهیا دارد که همه ایشان برائے واقعه عثمان غضبناک و جمله طالب خون او گشته اند من می ترسم که میان مسلمانان بر سر این قضیه محاربه و مقاتله واقع گردد چه شود اگر در سیر بجانب بصره با ما موافقت فرمائی شاید که خدا تعالےٰ بسبب ما اصلاح این امر نماید راوی گوید پس ام سلمه بسخن در آمد و گفت اے دختر ابو بکر تو بخون عثمان باز خواست میکنی و بخدا سوگند که از اشد مردان تو

کہ بحالت قیام مکہ ایک دن حضرت عائشہ حضرت ام سلمہ سے ملنے گئیں جو حج کیلئے گئی تھیں بعد رسم سلام حضرت عائشہ نے حضرت اُم سلمہ سے کہا کہ اے بنت ابو امیہ تم اول وہ بی بی ہو جنھوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اور بواسطہ شرف زوجیت تمہاری شان و منزلت عظیم ہے اور تم امہات مومنین میں اپنے فضائل کی وجہ سے خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہو غالباً تم پر پوشیدہ نہ ہوگا کہ بلوائیوں کی ایک جماعت نے امیر المومنین عثمان کو انکے گھر میں گھسکر قتل کیا اب اس خلیفہ مقتول کے ہوا داروں نے ارادہ کیا ہے کہ قاتلوں سے انتقام لیں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن عامر نے بصرہ میں ایک لاکھ فوج مسلح فراہم کی ہے اور وہ سب حضرت عثمان کے واقعہ پر غضبناک اور طالب قصاص ہیں ۔ میں ڈرتی ہوں کہ اس قضیہ کی وجہ سے مسلمانوں میں محاربہ اور مقاتلہ واقع ہوگا ۔ کیا اچھا ہو اگر سفر بصرہ میں تم بھی میرے ساتھ موافقت کرو شاید خدا ہم لوگوں کے سبب سے اس امر کی اصلاح کر دے اور خون عثمان کے قصاص کا عقدہ توفیق کھولدے ۔ اُم سلمہ نے کہا اے دختر ابو بکر تم خون عثمان کا بدلہ لینا چاہتی ہو حالانکہ قسم بخدا تم اُن پر

[۵] توثیق (کتاب روضۃ الاحباب) حطہ فی ذکر الصحاح الستہ مولوی صدیق حسن خان میں ہے ۔ و کتاب روضۃ الاحباب للسید جمال الدین المحدث احسن السیر لکن تیسرت نسخۃ صحیحۃ منہ خالیۃ عن الالحاق والتحریف و مدارج للشیخ عبدالحق الدہلوی والسیرۃ الشامیۃ والمواہب اللدنیہ من مبسوطات السیر ۔

بودی از روئے قہر وغضب و او را بہیچ نام نمی
خواندی مگر بنعثل و می گفتی لعن اللہ نعثلا
وقتل اللہ نعثلا دیروز او را سب وشتم می کردی
و بکفر منسوب می ساختی و امروز امیر المومنین
وخلیفہ مقتول میگوئی وخود را در قضیۂ او بصورت
اہل تعزیت ومصیبت می نمائی وموافقت
میکنی با جماعے کہ بر علی بن ابیطالب خروج
کنند چہ مناسب باتو دارد و در طلب خون عثمان
حالانکہ وے مردیست از بنی عبد مناف و تو
ضعیفہ از بنی تیم و یحک اے عائشہ متفق با طائفہ
میشوی کہ خروج میکنند بر علی بن ابیطالب کہ میان
او و حضرت رسالت سلسلہ اخوت و مصاہرت
محکم است و پسر عم رسول و زوج بتول است
و مرتبہ خلافت و ریاست و وراثت درمیان
اہل روزگار وے را مسلم جمہور مہاجر و انصار
از حضار اصحاب مدینہ با او بیعت نمودہ بخلافت
وحکومت عائشہ اہل اسلام او را قبول فرمودہ
اند و فضلے منبع از فضائل و کمالات وخصائل و
حالات علی بن ابیطالب بر عائشہ خواند عبد اللہ
بن زبیر بر در سرائے ام سلمہ ایستادہ بود جملہ
سخنان او را کہ با عایشہ می گفت بتفصیل می شنود
از بیرون سرائے بانگ بر ام سلمہ زد کہ اے دختر
ابو امیہ ما ترا نشناختہ بودیم عداوت ترا با آل
زبیر (الی ان قال) ام سلمہ از اندرون سرائے
بجواب عبد اللہ مشغول گشتہ گفت تو و پدر تو
مرا در امی برید (الی ان قال) گمان می بری مہاجر
و انصار را کہ راضی و خوشنود شوند بہ پدر تو

سب سے زیادہ غضبناک تھین اور انکو نعثل کے نام
سے یاد کرتی تھین کہ خدا لعنت کرے نعثل کو اور قتل
کرے نعثل کو۔ پس یہ عجیب بات ہے کہ کل تو تم
انکو سب وشتم کے ساتھ یاد کر کے کفر سے منسوب کرتی تھین
اور آج اُن کو امیر المومنین اور خلیفۂ مقتول و
مظلوم کہتی ہو اور انکے معاملہ مین اہل تعزیت ومصیبت
بنکر اُس جماعت کا ساتھ دیتی ہو جس نے علی پر خروج
کیا ہے سنو طلب خون عثمان کے متعلق تمہارا
خیال بالکل نامناسب ہے کیونکہ وہ بنی عبد مناف
سے تھے اور تم بنی تیم ہو اے عائشہ افسوس ہے
کہ تم اس گروہ سے موافقت کرتی ہو جس نے
علی بن ابیطالب پر لشکر کشی کی ہے حالانکہ علی رسول
مقبول کے بھائی اور داماد اور فاطمہ زہرا کے شوہر
ہین (اے عائشہ) علی کا مرتبہ خلافت و ریاست
و وراثت اہل روزگار کے نزدیک مسلم ہے اور اصحاب
مہاجر و انصار نے انکے مرتبہ خلافت کو قبول کر کے انکی
بیعت کی ہے اسکے بعد حضرت ام سلمہ نے حضرت علی کے
بعض فضائل وخصائل کا ذکر کیا۔ عبد اللہ بن
زبیر گھر کے بیرون در پر کھڑے ہوئے یہ سب باتین
سُن رہے تھے۔ وہین سے انھون نے آواز دی کہ
اے ام سلمہ تم کو جو آل زبیر سے عداوت
ہے اُس کو مین جانتا ہون اُم سلمہ نے اندر سے جواب
دیا کہ تم ہی باپ بیٹے تو عائشہ کے لے جانے
پر تلے ہو۔ کیا تمھارا گمان ہے کہ علی کی زندگی
مین مہاجرین وانصار تمھارے باپ زبیر
اور ان کے مصاحب طلحہ کو اختیار کرنے
پر راضی ہونگے

زبیر و مصاحب او طلحه و علی در سلک احیا باشد
حالانکه وے بقول پیغمبر علیه افضل الصلوات و
اکمل التحیات ولی هر مومن و مومنه بود عبدالله
بن زبیر گفت ما این حدیث را از زبان آن
سرور در هیچ ساعتے از ساعات نشنیده ایم
ام سلمه گفت اگر تو نشنیده خالهٔ تو که عایشه است
شنیده و اینک خالهٔ تو (عائشه) حاضر است
بپرس که شنیده یا نے و تحقیق که ما شنیده ام
از پیغمبر صلعم که میفرمود علی خلیفتی علیکم فی
حیاتی و فی مماتی فمن عصاه فقد عصانی
اے عایشه گواهی میدهی که از آن سرور چنین
شنیده عائشه گفت آرے آنگاه ام سلمه از
روئے نصیحت و نیک خواهی گفت اے
عایشه بترس از خدائے در نفس خود در
امرے که ترا رسول صلعم از آن ترسانیده و
مباش صاحبه سگان حواب و گفت اے
عائشه سوگند میدهم ترا بخدا که از پیغمبر صلعم
نه شنیدی که فرمود کے بے نگذرد از شبها و
روزها که سگان آب حواب بر یکے از ازواج
من صیاح و نباح کنند و آن زن که این
واقعه او را پیش آید در میان اهل بغی و فساد و
و فتنه و عناد باشد و در آن زمان که حضرت
این می فرمود من انائے در دست داشتم
از غایت اضطراب و قلق از دست من بیفتاد
آن سرور رو بجانب من کرد و التفاتے
فرمود و موجب اضطراب و افتادن آن
انائے آب از من پرسید گفتم یا رسول الله

حالانکہ بقول پیغمبر علیہ السلام علی ہر مومن و
مومنہ کے ولی ہیں۔ عبدالرحمن زبیر
نے کہا کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ کی
زبان سے کبھی نہیں سُنی ۔
ام سلمہ نے کہا اگر تم نے نہیں سنی تو
تمہاری خالہ عائشہ نے سنی ہے اُن سے
پوچھ لو اور میں نے رسول مقبول کو
یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی
خلیفہ و نائب ہیں میرے تم سب پر
میری حیات میں اور میری ممات
میں پس جو شخص نافرمانی کرے علی کی پس
تحقیق کہ نافرمانی کی اُس نے میری اے عائشہ
بولو تم نے یہ حدیث رسول اللہ سے سنی ہے
حضرت عائشہ نے کہا کہ ہاں سُنی ہے۔ پس حضرت
ام سلمہ نے حضرت عائشہ سے کہا کہ اے عائشہ جس
امر میں تم کو پیغمبر خدا نے خوف دلایا ہے اس سے
ڈرو اور صاحبہ کلاب حواب نہ ہو اے عائشہ میں تم
دیگر پوچھتی ہوں کہ کیا تم نے رسولخدا کو یہ کہتے
ہوئے نہیں سُنا کہ عنقریب میری ایک بی بی پر چشمہ
حواب کے کتے شور کرینگے جو شریک اہل بغاوت فساد
ہوگی اور جسوقت آنحضرت نے یہ ارشاد فرمایا اسوقت
جو ظرف میرے ہاتھ میں تھا غایت اضطراب کی وجہ سے گرگیا
آنحضرت نے مجھے سبب اضطراب دریافت
فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
میں اس خیال سے مضطرب ہوں کہ کہیں
وہ بی بی میں نہ ہوں ۔

اضطراب وقلق من از خوف آنست کہ مبادا آن زن من باشم آن سرور تبسمے فرمود بجانب تو نگاہے کردہ وگفت من گمان می برم کہ آن زن تو باشی اے حمیرا عائشہ ام سلمہ را در روایت این حدیث تصدیق نمود آنگاہ اُم سلمہ با عائشہ گفت باید کہ فریب نہ یابی از طلحہ وز بیرالخ

آپ نے تبسم فرما کر اور تمھاری طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ اے حمیرا میرا گمان ہے کہ وہ میری بی بی تو ہے حضرت عائشہ نے حضرت ام سلمہ کے اس بیان کی تصدیق فرمائی حضرت ام سلمہ نے کہا اے عائشہ طلحہ اور زبیر کے فریب مین نہ آؤ

قال ابوالفدا ولما بلغ علیاً مسیر عائشۃ وطلحۃ والزبیر الی البصرۃ سار نحوھم فی اربعۃ الاف من اھل المدینۃ فیھم اربعمائۃ ممن بایع تحت الشجرۃ و ثمان مائۃ من الانصار و رایتہ مع ابنہ محمد ابن حنفیۃ وعلی میمنۃ الحسن وعلی میسرۃ الحسین وعلی الخیل عمار بن یاسر وعلی الرجالۃ محمد بن ابی بکر الصدیق وعلی مقدمتہ عبداللہ بن عباس۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ جب حضرت علی کو اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ حضرت عائشہ اور طلحہ وزبیر نے بصرے کی جانب خروج کیا ہے تو وہ بھی مع چار ہزار اہل مدینہ کے اسطرف روانہ ہوئے (ان چار ہزار آدمیون مین آٹھ سو انصار اور چار سو وہ لوگ تھے جنھون نے بیعت رضوان کا شرف حاصل کیا تھا) اور حضرت علی نے فوج کی ترتیب اسطرح فرمائی کہ علم لشکر محمد حنفیہ کو دیا میمنہ لشکر کی افسری امام حسنؑ کو عطا کی میسرہ لشکر کی سرداری امام حسینؑ کو بخشی سوارون کی عمار بن یاسر کو اور پیادون پر محمد بن ابی بکر کو امیر مقرر فرمایا اور مقدمۃ الجیش عبداللہ بن عباس کو کیا۔

انتباہ جناب امیر علیہ السلام ایسے خاتم الوصیین تھے کہ جنکو رسولخدا نے اپنے ازواج کے طلاق کا اختیار دیدیا تھا خصوصاً حضرت عائشہ کے بارے مین اپنا وکیل کردیا تھا۔ یہ اختیار جناب یوشع وصی موسیٰ کو نہین تھا دیکھو کتاب اکمال مولف صفحہ ۲۹)

(۱) جیسے جناب یوشعؑ سابق الی موسیٰؑ تھے
(۱) ویسے ہی جناب علیؑ سابق الی محمد صلعم تھے

(۲) جیسے حضرت یوشع وصی موسیٰ چچا کے بیٹے ذریت ابراہیمؑ واسحاقؑ تھے
(۲) ویسے ہی جناب علیؑ وصی محمد (مصطفےٰ صلعم) چچا کے بیٹے ذریت ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ تھے۔

(۳) جناب یوشعؑ آیہ اثنی عشر نقیباً کے اول نقیب تھے
(۳) تو جناب علیؑ اول امام ابوالائمۃ الطاہرین گیارہ امامون کے پدر تھے۔

(۴) حضرت یوشعؑ فتیٰ[سلہ] (جوان) موسیٰ تھے۔
(۴) تو جناب علیؑ فتیٰ[سلہ] (جوان) محمد صلعم تھے

سلہ قولہ تعالیٰ واذ قال موسیٰ لفتٰہُ (جب موسیٰ خضر کی ملاقات کو چلے تو) اپنے جوان (وصی یوشع) سے بولے)
سلہ غزوہ احد مین ہاتف غیبی سے کلمہ "لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار" کا سنا جانا۔

(۵) جناب یوشع ۱۸ ذی الحجہ کو آخر عمر موسیٰ مین خلیفہ و وصی حضرت موسیٰ قرار پائے

(۵) تو جناب علی بھی ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم کو آخر عمر رسولخدا مین کہ ۸۱ دن باقی تھے وصی و خلیفہ و امام و ولی قرار پائے۔

(۶) حضرت یوشع سورہ مائدہ مین صاحب انعام ہین وہ آیت یہ ہے انعم اللہ علیہما (یوشع اور کالب)

(۶) تو حضرت علی اسی سورہ مائدہ مین صاحب انعام ہین وہ آیت یہ ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

(۷) جناب یوشع بعد موسیٰ ۳۰ سال زندہ رہے

(۷) تو حضرت علی بعد رسولخدا ۳۰ سال زندہ رہے

(۸) جیسے حضرت یوشع وصی موسیٰ پر صفیرا زوجہ موسیٰ نے خلافت و وصایت کے بارے مین ایک لاکھ لشکر سے خروج کیا نتیجہ اسیری ہوا۔

(۸) تو حضرت علی وصی محمد (صلعم) پر حمیرا زوجہ رسولخدا نے ایک لاکھ لشکر سے خروج کیا اور وہی نتیجہ اسیری کا یہان بھی پیش آیا۔

(۹) جیسے جناب موسیٰ نے اپنی آخر عمر مین حضرت یوشع کی وصایت و خلافت کا عہد و پیمان بحکم خدا بنی اسرائیل سے لیا

(۹) ایسے ہی رسولخدا نے اپنی آخر عمر مین حضرت علی کی وصایت و خلافت کا عہد و پیمان بحکم خدا قریش و ازواج اور کل صحابہ حاضرین غدیر سے لیا۔

(۱۰) حضرت یوشع نے غسل میت جناب موسیٰ کو دیا اور جیسے حضرت یوشع قتل ہو کر ۲۱ ماہ رمضان مین فوت ہوئے

(۱۰) جناب علی نے جسد اطہر کا غسل بعد وفات رسولخدا کو دیا اور ویسے ہی حضرت علی ۲۱ ماہ رمضان قتل ہو کر فوت ہوئے

(۱۲) جناب یوشع اپنے موت کے قریب کل اسرار توریت مع الواح وغیرہ پسران ہارون کو جو امام تھے سپرد کر دیا

(۱۱) جناب علی مرتضیٰ نے کل اسرار امامت و ولایت جناب امام حسن مجتبیٰ پسر اپنے کے سپرد فرما کر اپنا وصی و خلیفہ فرمایا۔

(۱۲) جیسے حضرت یوشع سے رد شمس ہوا یعنی آفتاب غروب ہو کر واپس آیا

ویسے ہی حضرت علی کیلئے دو بار رد شمس ہوا ایک مرتبہ عہد پیغمبر مین اور دوسری مرتبہ بعد وفات

عـہ شواہد النبوۃ مولانا عبدالرحمن جامی مطبوعہ بمبئی ۱۲۹۶ھ آخر صفحہ ۲۰۶ تا صفحہ ۲۰۷ مین ہے۔
دیگر آنست کہ خدا تعالیٰ برائے وے دو بار رد شمس کرد و آفتاب را از مغرب باز گردانید یکے در عہد رسول اللہ صلعم و یکے بعد وفات وے اما اولی روایت اسماء بنت عمیس و جابر بن عبد اللہ انصاری و ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم روایت کردہ اند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے در خانہ علی رضی اللہ عنہ بود پیش وے ناگاہ جبرئیل علیہ السلام بوے آمد از برائے گرانی وحی سر بر ران علی رضی اللہ عنہ کرد و سر بر نداشت تا آن زمان کہ آفتاب غروب کرد و علی رضی اللہ عنہ نماز عصر نشستہ گزارد باشارت چون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از حال خود باز آمد فرمود کہ اے علی عصر را فوت شد گفت یا رسول اللہ باشارت گذاردم نشستہ رسول اللہ صلعم فرمود دعا کن کہ خدا تعالیٰ آفتاب را برگرداند تا تو نماز دیگر را در وقت بگذاری سر پائے شد علی رضی اللہ عنہ دعا کرد و آفتاب بآن موضع کہ نماز دیگری باشد باز گشت و علی رضی اللہ عنہ نماز خود را در وقت بگذارد و اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا گوید کہ از آفتاب در وقت غروب آوازے می آمد ہمچو آواز ارہ و اما آنچہ بعد از وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقع شد آن بود کہ در وقت توجہ بابل چون خواست کہ از فرات بگذرد و نماز دیگر بود با طائفہ از اصحاب خود نماز دیگر را در وقت بگذارد و سایر اصحاب بگذرانیدن چار پایان خود مشغول بودند آفتاب غروب کرد و نماز دیگر از ایشان فوت شد و در آن باب سخنان گفتند چون حضرت امیر کرم اللہ وجہہ آن شنید از خدا تعالیٰ درخواست کرد تا آفتاب را باز گرداند تا اصحاب وے ہمہ نماز را در وقت گذارند خدا تعالیٰ دعائے وے را اجابت کرد و آفتاب بجائے نماز دیگر آمد چون قوم سلام باز دادند آفتاب غروب کرد و از وے آوازے سخت ہولناک می آمد خوف بر مردم غالب شد در تسبیح و تہلیل و استغفار اشتغال نمودند۔

عـہ کشف الظنون مین ہے۔ شواہد النبوۃ فارسی لمولانا نور الدین عبدالرحمن بن احمد الجامی اولہ الحمد للہ الذی ارسل رسلہ مبشرین

ہے تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری ج پنجم ۳۴۷۶ مطبوعہ لیدن (یورپ) کی یہ حدیث ہے جو نمبر ۱ صفحہ ۲۶۹ کے اُس شق کے ثبوت مین ہے جس کے ایک ہی شب مین حضرت یوشع وصی موسیٰ اور علیؑ وصی محمدؐ کا قتل واقع ہوا۔

حدثنی ابن سنان القزار قال ثنا ابو عاصم قال ثنا سکین بن عبد العزیز قال ثنا حفص بن خالد قال حدثنی ابی خالد بن جابر قال سمعت الحسن یقول لما قتل علی علیہ السلام وقد قام خطیباً فقال لقد قتلتم الیلۃ رجلاً فی لیلۃ فیھا نزل القران وفیھا رفع عیسیٰ بن مریم علیھما السلام وقتل یوشع بن نون فتی موسیٰ علیہ السلام واللہ ما سبقہ احد کان قبلہ ولا یدرکہ احد یکون بعدہ واللہ ان کان رسول اللہ صلعم لیبعثہ فی السریۃ وجبرئیل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ فلا یرجع حتی یفتح اللہ علیہ (ترجمہ)

باسناد مذکورہ حضرت امام حسنؑ سے روایت ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہادت پاگئے تو خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی ثنا اور صفت کے بعد فرمانے لگے اے لوگو! خدا کی قسم ہے تم نے آج ایسی رات مین ایک شخص کو قتل کیا ہے جسمین کہ قرآن اُترا ہے اور جس رات مین عیسیٰ بن مریم آسمان پر اُٹھائے گئے اور جس رات مین جناب موسیٰ کے جوان یوشع بن نون قتل ہوئے جس سے پہلے لوگ سبقت نہین لے گئے اور پچھلے اوس تک نہین پہونچ سکینگے جب نبی صلعم انکو اپنی فوج کا سردار بنا کر بھیجا کرتے تھے تو جبرئیلؑ ان کے داہنے طرف اور میکائیل اُنکے بائین طرف ہوتے تھے جب تک کہ خدا ای تعالےٰ انکو فتح نہین دیتا تھا وہ واپس نہین ہوتے تھے۔

نمبر ۱۴۔ ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی الحافظ صاحب سنن وخصائص المتوفی ۳۰۳ھ

یہ امام نسائی صحاح ستہ سے چھٹے ہین جنھون نے بھی تاریخ سفر حجۃ الوداع ۲۵ ذوقعدہ کی روایت کی ہے چنانچہ سنن نسائی کتاب مناسک الحج سے یہ دو حدیثین نقل کیجاتی ہین جو حضرت جابر اور حضرت عائشہ سے مروی ہین۔ کہا خبر دی ہمکو یعقوب بن ابراہیم نے کہا حدیث کی مجھ سے یحییٰ بن

اخبرنا یعقوب بن ابراھیم قال حدثنی یحییٰ بن سعید حد ثنا جعفر بن محمدؑ حدثنی ابی قال اتینا جابر بن عبد اللہ فسألناہ عن حجۃ النبی صلعم فحدثنا ان رسول اللہ صلعم مکث بالمدینۃ تسع حج ثم اذن فی الناس ان رسول اللہ صلعم حاج فی ھذا العام فنزل المدینۃ بشر کثیر کلھم ملتمس ان یاتم رسول اللہ صلعم

سعید نے کہا حدیث کی ہم سے جعفر بن محمد نے کہا حدیث کی مجھے میرے پدر امام محمد باقرؑ نے کہ مین جابر بن عبد اللہ کے پاس گیا اور اُن سے رسول اللہ کے حج کا حال دریافت کیا انھون نے کہا کہ آپ نو سال تک مدینہ مین حج کے زمانہ مین رہے پھر لوگون کو اطلاع کیگئی کہ رسول اللہ اس سال حج کو تشریف لیجاوینگے تو بہت کثرت سے لوگ مدینہ مین آئے اس خیال سے کہ آپکی پیروی کرین حج کے کامون مین پھر آپ نکلے ۲۵ ذی قعدہ کو جبکہ ذیقعدہ

عہ پہلی ملاقات کرنا حضرت جابر کا امام محمد باقر علیہ السلام سے دیکھو حدیث حاشیہ نمبر (۳) صفحہ ۲۴۱۔ اس کے بعد جبکہ حضرت جابر نابینا ہو گئے تو امام محمد باقر علیہ السلام ان سے ملکر حج نبوی کے تمام حالات دریافت فرمائے جو مضمون حدیث سے ہویدا ہے۔

ویفعل ما یفعل فخرج رسول اللہ صلعم لخمس بقین
من ذی القعدة وخرجنا معہ

کی پانچ راتیں باقی تھیں تو ہم لوگ بھی
آپ کے ساتھ ہوئے۔

اخبرنا هناد بن السری عن ابن ابی زائدة
قال حدثنی یحیی بن سعید قال اخبرتنی
عمرة انها سمعت عائشة تقول خرجنا
مع رسول اللہ صلعم لخمس بقین من ذی القعدة

کہا خبر دی تھا ہم کو ہناد بن سری نے ابن ابی زائدہ سے
کہا اس نے حدیث کی مجھ سے یحیی بن سعید نے کہا خبر دی
مجھکو عمرہ نے کہ تحقیق سنا میں نے حضرت عائشہ سے کہ نکلے ہم لوگ
رسولخدا کے ساتھ ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ پانچ راتیں ذیقعدہ کی باقی تھیں

اس ۲۵ ذیقعدہ کو رسولخدا بعد نماز ظہر کے روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ میں شب بسر فرما کر ۲۶ ذیقعدہ کو بعد نماز ظہر کے مکہ معظمہ کی روانگی ہے۔ دیکھو نمبر ۱ صحیح مسلم صـ ۲۱۲ اور نمبر (۹) بخاری صـ ۱۷۱

اس ذیل کی حدیث سے ۲۶ ذیقعدہ کو بعد نماز ظہر کے روانگی مکہ معظمہ کے جانب کی ہے۔

اخبرنا اسحق بن ابراهیم اخبرنا النضر
قال حدثنا اشعث عن الحسن عن انس
ان رسول اللہ صلعم صلی الظهر بالبیداء
ثم رکب وصعد جبل البیداء واهل
بالحج والعمرة حین صلی الظهر۔

خبر دی ہمکو اسحاق بن ابراہیم نے کہا خبر دی ہمکو نضر نے
کہا حدیث کی ہم سے اشعث نے حسن سے انہوں نے انس سے کہ تحقیق
رسولخدا نے نماز ظہر بیداء میں پڑھی پھر سوار ہوئے
اور بیداء میں پہاڑ پر تشریف لیگئے اور لبیک حج اور عمرہ
کی نماز ظہر پڑھ کر فرمائی۔

اس حدیث حضرت جابر سے ۲۶ ذیقعدہ بعد ظہر کے روانگی سے آٹھ شبوں کے گذرنے پر چوتھی ذیحجہ صبح کو داخلہ مکہ معظمہ ہے

اخبرنا عمران بن یزید قال اخبرنا
شعیب عن ابن جریج قال عطاء
قال جابر قدم النبی صلعم مکة
صبیحة رابعة مضت من ذی الحجة

کہا نسائی نے کہ خبر دی ہمکو عمران بن یزید نے
کہا خبر دی ہمکو شعیب نے ابن جریج سے کہا عطا
نے کہا جابر نے کہ داخل ہوئے رسولخدا مکہ میں صبح
کے وقت چوتھی ذیحجہ کو۔

اوسی سنن نسائی۔ ج۔ ۲ نسائی کتاب مناسک الحج میں یہ حدیث بھی ہے۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهیم قال اخبرنا عبد اللہ

کہا کہ خبر دی ہمکو اسحاق بن ابراہیم نے کہا کہ خبر دی ہم کو عبداللہ

سـ ۵ نمبر (عبداللہ بن ادریس) تقریب التہذیب جا فقط ابن حجر عسقلانی میں ہے۔ عبداللہ بن ادریس بن یزید بن عبدالرحمن الاودی ابو محمد الکوفی ثقہ فقیہ عابد من الثامنة مات سنة اثنتین وتسعین وله بضع وسبعون سنة وفی تہذیب التہذیب جا فقط ابن حجر ج ۵ صـ ۱۴۴ مطبوعہ حیدرآباد قال العجلی ثقة ثبت صاحب سنة زاہد صالح وکان عثمانیا الخ عثمانی وہ ہیں کہ جو علم کھلا دشمن جناب امیر

سـ ۶ کامل۔ ج ۳ صـ ۴۳ میں ہے وبایعت الانصار الا نفرا یسیرا منهم حسان بن ثابت وکعب بن مالک ومسلمة بن مخلد وابو سعید الخدری ومحمد بن مسلمة والنعمان بن بشیر وزید بن ثابت ورافع بن خدیج وفضالة بن عبید وکعب بن عجرة وکانوا عثمانیة فاما حسان بن ثابت فکان شاعرا لا یبالی ما یصنع واما زید بن ثابت فولاه عثمان الدیوان وبیت المال فلما حصر عثمان قال یا معشر الانصار کونوا انصار اللہ مرتین فقال له ابو ایوب ما تنصره الا انه اکثر لك من العبدان واما کعب بن مالک فاستعمله علی صدقة مزینة وترك له ما اخذ منهم الخ یعنی انصار نے سوائے چند کے سب نے بیعت کی جناب امیر سے مگر ان لوگوں نے یعنی حسان بن ثابت تو مرد شاعر تھے وہ لا ابالی تھے۔ زید بن ثابت کو عثمان نے دیوان حوالہ کیا تھا اور بیت المال جب عثمان محاصرہ میں تھے زید بن ثابت کہتے تھے اے انصار تم انصار خدا ہو جاؤ دو مرتبہ تو ابو ایوب الانصاری نے کہا کہ اسوجہ سے نصرت عثمان کرنا چاہتے ہو کہ بہت المال سے مجھکو بہت سے اسقدر لونڈی غلام حاصل کئے ہیں جبکہ کعب بن مالک تو عثمان نے انکو صدقات مزینہ کا عامل بنایا تھا اور جو کچھ صدقات سے پایا تھا سب ان کو چھوڑ دیا تھا اور کچھ اس سے نہیں لیا۔

بن ادریس عن ابیہ عن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب قال قال یہودی لعمر لو علینا نزلت ہذہ الآیۃ لاتخذناہ عیدا الیوم اکملت لکم دینکم قال عمر قد علمت الیوم الذی انزلت فیہ واللیلۃ التی انزلت لیلۃ الجمعۃ ونحن مع رسول اللہ صلعم بعرفات۔

بن ادریس نے اپنے باپ سے اُس نے قیس بن مسلم سے اُس نے طارق بن شہاب سے کہ کہا ایک یہودی نے عمر سے اگر ہم پر یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید قرار دیتے عمر نے کہا کہ مین جانتا ہون جس دن یہ آیت نازل ہوئی اور وہ شب جسمین نازل ہوئی وہ شب جمعہ تھی اور ہم تھے رسول اللہ کیساتھ عرفات مین۔

واضح ہو کہ یہی حدیث نمبر(۱) صحیح مسلم مین حدیث دوم ہے جسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن ادریس کے واسطہ قیس بن مسلم کی سند سے لیلۃ جمع کے لفظ کے ساتھ بیان کیا ہے اور حدیث مذکورہ مین اسحاق بن راہویہ نے عبد اللہ بن ادریس اور قیس بن مسلم کے واسطہ طارق بن شہاب سے لیلۃ الجمعہ کے لفظ سے کہا ہے جسکو علامہ نووی نے لیلۃ المزدلفہ یعنی شب دہم ذی الحجہ مانا ہے پس عرفات مین پنجشنبہ ہوا یعنی ۹ ذیحجہ عرفہ (پنجشنبہ) آنے والی شب دہم ذیحجہ شب جمعہ جن سب کا ابطال اور اسکا اختلاف بخاری و مسلم و ترمذی مین بوجوہ کامل گذر چکا ہے عبد اللہ بن ادریس عثمانی ہے جو حضرت امیر کا مخالف تھا اور قیس بن مسلم مرجیہ (خارجی) ہے جسکے بابت مین رسول اللہ کی حدیث ہے کہ اون کے واسطے کچھ حصہ اسلام مین نہین جسکے راوی ابن عباس عمر بن خطاب ابن عمر رافع بن خدیج ہین دیکھو صفحہ ۲۳۲

علاوہ ان وجوہ کے نمبر(۹) بخاری صفحہ ۱۸۲ مین طبری کی مخرجہ حدیث ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس کے سند سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا دوشنبہ کے دن نازل ہونے کی جو روایت نقل ہے اس کو اسحاق بن راہویہ نے محمد بن حرب کے واسطہ ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس سے سورہ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم کا دوشنبہ کے دن نازل ہونا روایت کی ہے اور امام نسائی نے سورہ مائدہ حضرت کے آخر (عمر) مین نازل ہونے کی روایت اخراج کی ہے دیکھو صفحہ ۲۲۱ کتاب ہذا پس اسحاق کی ایک روایت آیہ موصوفہ کے نازل ہونے کی عرفہ (پنجشنبہ) کی دوسری روایت دوشنبہ کے دن کی ہے جس نے عرفہ کی روایت کو خود اپنی ہی روایت سے غلط کر دیا۔

تیسری روایت جو ربیع بن انس کی سند سے حجۃ الوداع مین مابین مکہ و مدینہ کے دارہ ہو وہ بھی اسحاق نے عبد اللہ بن ابی جعفر کے واسطہ ربیع بن انس سے حجۃ الوداع مین سفر کی حالت مین سورہ مائدہ کے نازل ہونے کی روایت اخراج کی ہے جس کی تفصیل آگے نمبر(۱۵) طبری مین آئیگی۔ پس آیہ موصوفہ کا نزول یوم عرفہ مین ہر صورت اور ہر شکل سے باطل ہوگیا۔

صفحہ ۱۹۳ مین آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کا نزول واقعہ غدیر مین حدیث ولایت (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کے اعلان و اظہار کیلئے امام محمد باقر کی سند سے علامہ عینی حنفی اپنے عمدۃ القاری شرح بخاری مین وارد کرچکے ہین انہین امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت آیہ ''اکمال دین'' کے نزول کی واقعہ غدیر مین تفسیر مجمع البیان طبرسی سے صفحہ ۱۰ مین مذکور ہے جسکے بعد ۸۱ یوم رسول اللہ صلوات اللہ علیہ زندہ رہے یہی مدت ابن جریج سے جو شیوخ حدیث سنن نسائی مین وارد ہے۔

اب ہم محمد بن المثنی کی مخرجہ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر کو بیان کرتے ہیں جنسے شیخ مسلم صاحب نے حدیث آیہ اکمال دین کی عرفہ مین نازل ہونے کی وارد کی ہے اور جس مین یوم جمعہ مشکوک کہا گیا ہے۔

چنانچہ خصائص نسائی صـ ۲۶ حدیث نمبر ۷، مطبوعہ کلکتہ مطبع مظہر العجائب ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء لکھی جاتی ہے۔

ابنا نا محمد بن المثنی قال حد ثنا یحیی بن حماد قال اخبرنا ابو عوانہ عن سلیمان قال حد ثنا حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال لما رجع رسول اللہ صلعم من حجۃ الوداع و نزل غدیر خم امر بد وحات فقمن ثم قال کانی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللہ و عترتی اھلبیتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یفترقا حتے یردا علے الحوض ثم قال ان اللہ مولای و انا ولی کل مومن ثم اخذ بید علے فقال من کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ فقلت لزید سمعتہ من رسول اللہ صلعم قال ماکان فی الدوحات احد الا راٰہ بعینیہ و سمعہ باذنیہ

خبر دی ہم کو محمد بن مثنی نے کہا حدیث کی ہم سے یحیی بن حماد نے کہا خبر دی ہم کو ابو عوانہ نے سلیمان (اعمش) سے کہا حدیث کی ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے ابی طفیل سے اُس نے زید بن ارقم سے وہ کہتے ہیں جبکہ رسول خدا حجۃ الوداع سے واپس ہوئے اور غدیر خم مین اترے تو منبر کے رکھنے کا حکم دیا سو منبر رکھا گیا۔ پھر فرمایا گو کہ مین بلایا گیا ہون اور مین نے قبول کیا ہے سو مین تم مین دو گرانقدر چیزین چھوڑتا ہون ایک دوسرے سے بڑی ہے۔ ایک قرآن مجید دوسرے عترت میری جو میرے اہلبیت ہین پس نظر کرو کہ کسطرح معاملہ کروگے تم بعد میرے بیچ انکے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ آوین میرے پاس حوض پر پھر فرمایا کہ خدا میرا ولی ہے اور مین ولی ہر مومن کا پھر آپ نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جسکا مین ولی ہون اُسکا یہ بھی ولی ہے۔ الہی دوست رکھو اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھو اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔ ابو طفیل کہتے ہین کہ مین نے زید بن ارقم سے کہا کہ تمنے رسولخدا سے یہ حدیث سُنی کہ اُسنے کہا کہ منبر کے پاس کوئی نہ تھا مگر کہ اسکو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانون سے سُنا

نمبر (۱۴۹) کی یہ حدیث ہے

عن المہاجر بن مسمار عن عائشۃ بنت سعد و عامر بن سعد عن سعد ان رسول اللہ صلعم خطب فقال اما بعد ایھا الناس فانی ولیکم قالوا صدقت ثم اخذ بید علی فرفعھا ثم قال ھذا ولیی

مہاجر بن مسمار نے عائشہ بنت سعد اور عامر بن سعد سے انھون نے سعد سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے خطبہ پڑھا بعد حمد و صلوٰۃ کے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو مین تمہارا ولی ہون۔ اصحاب نے عرض کیا کہ آپ نے سچ کہا پھر حضرت نے جناب علی کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا پھر فرمایا یہ میرا ولی ہے

والمؤدی عنی وال اللھم من والاہ وعاد اللھم من عاداہ

اور میری طرف سے احکام پہونچانے والا ہے الہی دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو

اسی حدیث کی مؤید یہ روایت ہے جسکو حضرت نے حجۃ الوداع مین فرمایا ہے امام احمد نے لفظ حجۃ الوداع کے ساتھ ترمذی اور نسائی[۱] نے بدون لفظ حجۃ الوداع کے اخراج کی ہے۔

عن ابی اسحاق عن حبشی بن جنادۃ السلولی قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا منہ ولا یؤدی عنی الا انا او علی۔

ابی اسحاق نے حبشی بن جنادہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون اور نہ ادا کرے میری طرف سے کوئی مگر مین یا علی۔

نمبر (۱۵) امام محمد ابن جریر طبری المتوفی سنہ ۳۱۰ھ

تاریخ الرسل والملوک مطبوعہ (لیڈن۔ یورپ) اور تفسیر جامع البیان طبری مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۱ھ بار ثانی مطبوعہ سنہ ۱۳۲۹ھ یہ ابن جریر طبری بھی اپنی تاریخ مذکورہ کے ج۔ اول حصہ چہارم صفحہ ۱۷۱۵ مین اسی ۲۵ ذیقعدہ کی روایت کی ہے جب ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین

قال ابن جریر فلما دخل ذوالقعدۃ من ھذہ السنۃ اعنی (۱۰) تجھز النبی الی الحج فامر الناس بالجھاز لہ فحدثنا ابن حمید ثنا سلمۃ عن ابن اسحاق عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابیہ عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت خرج النبی صلعم الی الحج لخمس[۲] لیال بقین من ذی القعدۃ

کہا ابن جریر طبری نے جبکہ داخل ہوا مہینہ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ تو رسولخدا نے حج کے لئے تیاری فرمائی اور لوگون کو بھی تیاری کا حکم دیا پس حدیث بیان کی ہم سے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہم سے سلمہ نے ابن اسحاق سے اُسنے عبد الرحمن بن قاسم سے اُس نے اپنے پدر قاسم سے اُسنے حضرت عائشہ زوجہ رسول خدا سے کہ نکلے رسولخدا حج کے ارادے کو ۲۵[۲] ذیقعدہ کو جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین۔

---

[۱] النسائی ابو عبد الرحمن بن شعیب بن علی الخراسانی ثم المصری الحافظ احد الائمۃ المبرزین والاعلام الطوافین والحفاظ المتقنین حتی قال الذھبی ھو احفظ من مسلم مات سنۃ ثلاث وثلثمائۃ۔ از زرقانی علی المواھب۔ کشف الظنون مین ہے خصائص فی فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ للامام ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی الحافظ المتوفی ثلاث وثلثمائۃ سنہ ۳۰۳ھ فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر مین ہے واوعب من جمع مناقبہ (ای مناقب علی) من الاحادیث الجیاد النسائی فی الخصائص

[۲] اہل تنجیم بھی قمری مہینے کو ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ سے کثیر الوقوع اور سال مین ۶ مہینے یکے بادیگرے ہے ممکن الوقوع قرار دیا ہے مثلاً محرم ۳۰ صفر (۲۹) سے کل بارہ مہینے ۳۵۴ دن پر ختم ہین جسکو اصطلاح مین بسیطہ اور ۳۵۵ دنوں کو کبیسہ کہتے ہین جیسا کہ مفتاح الرشاد مسیح الدین خانبہادر صفحہ ۳۱ مطبوعہ آفتاب عالمتاب کلکتہ سنہ ۱۲۹۶ھ مین ہے۔ ارباب زیچ از اہل اسلام مقرر کردند کہ از محرم تا آخر بر سبیل تعاقب اول سی روزہ و دوم بست و نہ روزہ گرفتند درین سال ہم بسیطہ وکبیسہ باعتبار آوردند کہ بسیطہ سیصد وپنجاہ و چہار یوم باشد وکبیسہ سیصد وپنجاہ وپنج یوم وآن چنان است کہ ہر پنج سال را ترے قرار دادہ در ہر قرن نوزدہ سال کبیسہ است یعنی بفرض آنکہ اول نیز سی روزہ ودوم بست و نہ روزہ باشد می باید کہ ذیحجہ ہمیشہ بست و نہ روزہ باشد لکن در مرنوز یازدہ سال ذیحجہ را سی روزہ گیرند۔

حدیث مذکورہ میں حضرت عائشہ نے تاریخ سفر (۲۵ ذیقعدہ) کا دن نہیں بتایا عرفہ ۹ ذیحجہ جمعہ کی روایت سے واجبت میں ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) آتا ہے اور رسول خدا نے بعد نماز ظہر کے سفر فرمایا ہے اس لئے بعض لوگوں نے ۲۶ ذیقعدہ تاریخ سفر کی قرار دی ہے جس سے چار راتوں باقی پر سفر فرمانا واقع ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ عینی حنفی اپنے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۳ صفحہ ۵۲۶ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں لکھتے ہیں۔

فکان خروجہ من المدینۃ الی مکۃ لاربع بقین من ذی القعدۃ	پس نکلے رسولخدا مدینہ سے طرف مکہ کے جبکہ چار راتیں ذیقعدہ کی باقی تھیں۔

اسی ۲۶ ذیقعدہ کو علامہ شبلی نعمانی نے اپنے سیرت النبی ج ثانی میں اور مولانا امین احمد نے اپنی کتاب قصیدہ عظمی میں اختیار کرکے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (جمعہ) کا دن لائے ہیں دیکھو صفحہ ۲۸ و ۳۵ کتاب ہذا جس سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو یکشنبہ لایا گیا ہے جیسا کہ تاریخ بدایہ والنہایہ ورق ۲۳۹ (صبا قلمی نسخہ ۹۲ کا نوشتہ کتبخانہ خدابخش خان وکیل واقع بانکی پور پٹنہ) میں ہے

لما تفرغ علیہ السلام من بیان المناسک رجع الی المدینۃ بین ذلک فی اثناء الطریق فخطب خطبۃ عظیمۃ فی الیوم الثامن عشر من شہر ذی الحجۃ عامئذ وکان یوم الاحد بغدیر خم تحت شجرۃ ضال فبین فیہا اشیاء وذکر من فضل علی وامانتہ وعدلہ وقربہ الیہ ما ازاح بہ کان فی نفوس کثیر من الناس منہ ونحن نورد عیون الاحادیث الواردۃ فی ذلک ونبین ما فیہا من صحیح وضعیف بحول اللہ وقوتہ وعونہ وقد اعتنی بامر ہذا الحدیث	جب رسالتمآب صلوات اللہ علیہ بیان مناسک حج سے فارغ ہوئے اور مدینہ کیجانب پلٹے تو اثنار راہ میں ۱۸ ذیحجہ اسی سنہ کو خطبہ عظیم الشان پڑھا اور حضرت بروز یکشنبہ غدیر خم میں ایک درخت کے نیچے جو وہاں تھا مقیم ہوئے پس بیان کیا اس خطبہ میں چند چیزوں کو اور ذکر کیا فضیلت اور امانت اور عدالت علی کو اور زایل کردیا ان باتوں کو جو اکثر لوگوں کے دلوں میں علی علیہ السلام کی نسبت پیدا ہوگئے تھے اور ہم ان حدیثوں کو جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں بیان کرتے ہیں اور ان میں صحیح وضعیف میں خدا کی قوت اور قدرت سے بیان کرتے ہیں اور اس حدیث

لہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مجلد ۳۔ صفحہ ۵۳۷ میں ہے بات فیہ لیلۃ الاربعاء وھو صبیحۃ رابع عشرۃ وادام عشرۃ ایام کما ذکر فی حدیث انس ثم نفض الی المدینۃ یعنی رسولخدا نے شب چہارشنبہ ۱۴ ذیحجہ میں شب بسر فرمائی وہ صبح ۱۴ ذیحجہ تھی کہ دس دن کو مکہ میں قیام کے حدیث انس کے مطابق ہوئے کہ حضرت نے مدینہ کیجانب مراجعت فرمائی بی عنوان سیرۃ النبی شبلی صفحہ ۱۳۱ میں ہے کہ رسولخدا نے کہ مکہ سے ۱۴ ذیحجہ کو نماز صبح کے بعد مراجعت فرمائی اسیوقت قافلہ اپنے اپنے مقام سے روانہ ہوگیا پس ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم پانچویں دن دوپہر کے بعد پہونچے۔ ابھی صرف تین منزلوں کی مسافت ۸۰ میلوں کا راستہ طے ہوا ہے تقریبا دو حصہ مسافت کا ذوالحلیفہ تک پہونچنے کو باقی ہے جیسے ثبوت میں کتاب چہار باب شاہ اہل سہ برادر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفحہ ۲۳ مطبوعہ مصطفائی محمود نگر لکھنؤ ۱۲۸۵ھ میں کہ جحفہ اول منزل از کہ میقات شامیان است و ذوالحلیفہ دہ منزل از کہ میقات مدنیان است ۱۲

حاجی علیم الدین اپنے رسالہ حج مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ ۱۳۰۹ھ صفحہ ۲۴ میں لکھتے ہیں "مدینہ منورہ کا سفر اکثر گیارہ دن میں طے ہوتا ہے بعض منزلیں بہت سخت ہیں ظہر سے سوار ہوتے ہیں اور تمام رات چلتے ہیں اور دوسرے دن آٹھ بجے جائے قیام پر پہونچتے ہیں غالبا انہیں سخت منزلوں کی وجہ سے تین منزلیں کرکے جحفہ تک پانچویں دن ۱۸ ذیحجہ کو غدیر خم گذرنے پر معلوم ہوسکیں باقی سات منزلیں ذوالحلیفہ تک طے ہونے کے لئے باقی ہیں جہاں سے مدینہ منورہ چھ میل کو واقع ہے۔

ابو جعفر محمد بن جرير الطبرى صاحب
التفسير والتاريخ فجمع فيه مجلدين

کی طرف ابوجعفر محمد بن جریر طبری صاحب تفسیر و تاریخ
نے خاص توجہ کی ہے اور دو جلدین مرتب کی ہین۔

عبارت مذکورہ مین ۱۸ر ذیحجہ کو یکشنبہ ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) یکم ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (شنبہ) ہے
یعنی چار شنبون باقی سے سفر حج فرمانا ۲۵ر ذیقعدہ کے قرار دیا ہے جسکی تفصیل مین حافظ ابن حجر عسقلانی اپنے فتح الباری شرح صحیح
بخاری مجلد ۱۸ باب حجۃ الوداع صفحہ ۸۵ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۷ھ مین لکھتے ہین۔

من حديث ابن عباس ان خروجه من
المدينة كان لخمس بقين من ذى القعدة
اخرجه المصنف فى الحج واخرجه هو و
مسلم من حديث عائشة مثله وجزم
ابن حزم بان خروجه كان
يوم الخميس وفيه نظر لان اول ذى الحجة
كان يوم الخميس قطعا لما ثبت و
تواتر ان وقوفه بعرفة كان
يوم الجمعة فتعين ان اول الشهر
يوم الخميس فلا يصح ان يكون خروجه
يوم الخميس بل ظاهر الخبر ان يكون
يوم الجمعة لكن ثبت فى الصحيحين عن
انس صلينا الظهر مع النبى صلى الله
عليه وسلم بالمدينة اربعا وبذى الحليفة
ركعتين فدل على ان خروجهم لم يكن يوم
الجمعة فما بقى الا ان يكون خروجهم
يوم السبت ويحمل قول من قال لخمس
بقين اى ان كان الشهر ثلاثين
فاتفق ان جاء تسعا وعشرين
فيكون يوم الخميس اول ذى الحجة
بعد مضى اربعة ليال لا لخمس وبهذا
تتفق الاخبار هكذا جمع الحافظ

حدیث ابن عباس مین ہے کہ حضرت کا مدینے سے روانہ
ہونا اسوقت ہوا جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین
اور بخاری نے اس حدیث کو حج مین ذکر کیا ہے اور بخاری
ومسلم نے حدیث عائشہ سے بھی مثل اسکے روایت کی ہے
اور ابن حزم نے یقین کیا ہے کہ حضرت کی روانگی بروز
پنجشنبہ تھی مگر اس مین نظر (تامل) ہے اس لئے کہ اس
سال پہلی ذیحجہ یقیناً پنجشنبہ کو تھی وہ بتواتر ثابت ہے
کہ حضرت کا وقوف عرفہ فرمانا بروز جمعہ تھا تو معین ہوگیا
کہ ذیحجہ کی پہلی پنجشنبہ تھی لہذا حضرت کی روانگی بروز پنجشنبہ
نہین ہوسکتی بلکہ ظاہر خبر یہ ہے کہ حضرت کی روانگی
بروز جمعہ ہوئی لیکن صحیحین مین انس نے روایت
کی ہے کہ ہم لوگون نے نماز نبی صلوات اللہ علیہ
کے ساتھ مدینہ مین چار رکعت ذوالحلیفہ مین دو رکعت
پڑھی یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ
ان حضرت کی روانگی بروز جمعہ نہ تھی لہذا اب کوئی
بات باقی نہ رہی بجز اس کے کہ ہم قائل ہون کہ ان
حضرت کی روانگی بروز شنبہ ہوئی اور انلوگون کا قول جنھون
نے کہا ہے کہ پانچ راتین باقی رہی تھین اس سے مراد یہ ہو
کہ اگر ۳۰ دن کا مہینہ ہو اب پانچ راتین باقی رہینگی) مگر
اتفاق یہ ہوا کہ ۲۹ کو چاند نکلا لہذا یوم پنجشنبہ پہلی ذیحجہ ہوئی
چار راتون گذرے پر نہ پانچ راتون پر اور اس تقریر سے
موافقت ہوجائیگی اخبار مین اور اسیطرح جمع کیا ہے۔

عماد الدین بن کثیر بین الروایات وقوی هذا الجمع بقول جابر انه خرج لخمس بقین من ذی القعدة او اربع وکان دخوله صلی الله علیه وسلم مکة صبح رابعة کما ثبت فی حدیث عائشة وذلك یوم الاحد وهکذا یؤید ان خروجه من المدینة کان یوم السبت کما تقدم فیکون مکثه فی الطریق ثمان لیال وهی المسافة الوسطی

عماد الدین ابن کثیر نے روایات مین اور اس جمع کرنے کی تقویت اس قول جابر سے کی ہے کہ انھون نے کہا ہے کہ حضرت اسوقت روانہ ہوے کہ پانچ راتین ذیقعدہ کی یا چار راتین باقی تھین اور حضرت صلعم مکہ مین چوتھی ذیحجہ صبح کو داخل ہوئے جیسا حدیث عائشہ مین ہے اور یہ دن یکشنبہ تھا۔ یہ مؤید ہے اس بات کا کہ حضرت کی روانگی بروز شنبہ ہوئی جیسا گذرا اس بنا پر راستہ مین حضرت کو آٹھ راتین گذرین یہ مسافت وسطی ہے۔

عبارت مذکورہ حافظ ابن حجر سے ابن عباسؓ اور حضرت عائشہ کی روائتین جو متعدد طریقہ کی یحیی بن سعید کے واسطہ سے صحیحین (بخاری اور مسلم) مین مذکور ہین۔

نیز حضرت جابر کی روایت وہ بھی یحیی بن سعید کے واسطہ سے مروی ہے اور حضرت جابر کی دوسری روایت چوتھی ذیحجہ کے داخلہ کی ہے دیکھو صفحہ ۲۷۱

یہ سب کی سب ۲۵ ذیقعدہ یعنی پانچ شبون باقی ذیقعدہ کی ہین جس سے چوتھی ذیحجہ کی صبح داخلہ مکہ سفر تک کل ۹ راتین ہوئین جسکی ایک شب ۶ میل مدینہ سے باہر ذوالحلیفہ مین بسر فرمانے کی گزری اور ۲۶ ذیقعدہ کو ظہر کے بعد سے روانگی مسلسل ہے جسکی آنے والی شب ۲۷ ذیقعدہ و ۲۸ ذیقعدہ و ۲۹ ذیقعدہ و ۳۰ ذیقعدہ تا چوتھی ذیحجہ صبح ۸ راتین ہوئین۔

لیکن ۲۹ ذیقعدہ سے کل سات راتین ہوتی ہین جو دس منزلون کے طے کرنیکو بالکل ناممکن ہین اس لئے ۲۹ کی روایت چار شبون باقی ذیقعدہ کی تاریخ ہرگز صحیح نہین ہے اور نہ ہوسکتی ہے۔ ایسے ہی ۲۴ ذیقعدہ کی تاریخ سفر قرار دینا بھی صحیح نہین ہے اور جو حضرت جابر کی روایت مین پانچ باقی تھے یا چار کا فرضی پردہ ڈالا گیا ہے وہ بھی صحیح نہین ہے دیکھو صفحہ ۲۷۱-۲۷۰

کیونکہ یہ روایت اور صحیحین والی کل روایتین یحیی بن سعید کے واسطہ والی سب پانچ شبون باقی ذیقعدہ کی ہین۔ یہ سب روایتین صحاح ستہ کی ہین جنکی روایتون کو غیر صحاح ستہ کی فرضی روایت باطل نہین کرسکتی جبکہ اسکا وجود بھی نہ ہو۔ حضرت جابر کی روایت کو علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین اسی پانچ باقی ذیقعدہ پر سفر فرمانے کی وارد کی ہے اس مین کوئی ذکر پانچ یا چار باقی کا نہین ہے۔ اور اگر ایسا ہوتا بھی تو اُس سے ۲۵ یا ۲۶ ذیقعدہ مراد لیا جاتا جیسا کہ بعض لوگون نے اختیار کیا ہے۔ ہم نے حاشیہ گذشتہ صفحہ ۲۷۵ مین ثابت کیا ہے کہ مکہ سے ذوالحلیفہ تک ۱۰ منزلین ہین جسمین صرف تین منزلین مکہ سے جحفہ غدیر خم تک پانچ دن مین طے ہوئین اور سات منزلین ابھی باقی ہین۔ اس لحاظ سے ماہ ذیقعدہ پانچ شبون باقی والی روایت سے کمی کی ترمیم ناممکن ہے ہم نے صحیحین کی روایت کو اور صحابہ کے بیان سے پانچ شبون باقی کی روایت صحیح مان لیا ہے ورنہ اس مدت مین بھی بالکل کلام ہے یہ منزلین آٹھ شبانہ روز مین ہرگز طے نہین ہوسکتین لوگون نے اسمین تصرف کرکے پانچ شبون کو بیان کیا

اور علاوہ اسکے صحیح مسلم اور سنن نسائی اور تفسیر جامع البیان طبری کی روایت سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو پنجشنبہ کہا گیا ہے جس سے یکم ذیحجہ (چہارشنبہ) ۲۹ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۸ ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۷ ذیقعدہ (یکشنبہ) ۲۶ ذیقعدہ (شنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (جمعہ) کا دن ہوتا ہے۔ جس جمعہ کو انس کی روایت باطل کرچکی ہے پس ۲۹ کی رویت ۴ شبون والی بالکل دروغ اور باطل ہے جس جمعہ عرفہ ۹ ذیحجہ کی صحیح ہوجانے کے لئے یہ تمام کارروائیاں کی گئی ہین وہ یوم جمعہ اور شب جمعہ کی اختلاف روایت سے حدیث مضطرب مین داخل ہونا چاہئے۔

انہین صحاح ستہ کی روایات ۲۵ ذیقعدہ (۵ شبون باقی) سفر حجۃ الوداع سے یوم عرفہ جمعہ باطل ہوچکا ہے جسکو حافظ ابن کثیر ۲۵ ذیقعدہ کو یوم شنبہ قرار دیکر ۴ شبون باقی سے یعنی ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) سے یکم ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) کالائے ہین جسکو اہالی مکہ کے رویت پر حوالہ کرتے ہین ۔ حالانکہ اس سفر حج مین رسول خدا کے ہمرکاب ایک لاکھ سے زائد صحابی تھے جو مدینہ سے مکہ یعنی شمال سے جنوب کی طرف سفر کر رہے تھے جس سے مغرب کے رُخ نظر پڑنا آسان تھا بلکہ لازمی طور سے ۲۹ تاریخ کو مطلع پر نظر ڈالنا اسلامی فرض تھا جو ضرور ہوا لیکن ۲۹ کی رویت نہین ہوئی جسکے لئے اہالی مکہ (گمنام) کے ۲۹ ذیقعدہ کی رویت سے عرفہ جمعہ کو حج کیا گیا اور مراجعت پر اہالی مدینہ کے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کی رویت سے یکم ذی الحجہ (جمعہ) جو حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ اور حضرت جابر کے پانچ شبون گذرے پر واقع ہوا یہ صحابہ حجۃ الوداع کے سفر مین ہمراہ رسول خدا تھے۔

چونکہ دروغ بات کبھی بنائے نہین بنتی اس لئے حافظ ابن کثیر کو مجبوراً ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ سے یکم ذیحجہ جمعہ (۹ ذیحجہ عرفہ کو شنبہ) ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو دوشنبہ) لانا پڑا۔

چنانچہ اسی فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی جلد ۱۸ صہ ۹۸ باب مرض النبی مین امام سہیلی کے جواب مین یکم ذیحجہ کو جمعہ کا دن ہونا قبول کرنا پڑا۔

وقد استشکل ذلک السہیلی ومن تبعہ اعنی کونہ مات یوم الاثنین ثانی عشر شہر ربیع الاول وذلک انہم اتفقوا علی ان ذی الحجۃ کان اولہ یوم الخمیس فمہما فرضت الشہور الثلاثۃ توام او نواقص او بعضہا لم یصح و ہو ظاہر لمن تاملہ واجاب البارزی وابن کثیر باحتمال وقوع الاشہر الثلاثۃ کوامل وکان اہل مکۃ والمدینۃ اختلفوا فی رویت ہلال ذی الحجۃ فراہ اہل مکۃ لیلۃ الخمیس لم یراہ

لیکن امام سہیلی اور انکے تابعین نے اس قول پر کہ حضرت کی وفات دوشنبہ کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوئی بڑا بھاری اشکال وارد کیا ہے کیونکہ اسپر تو سب کا اتفاق ہے کہ غرہ ذی الحجہ پنجشنبہ تھا اگر تینون مہینے پورے تیس دن کے ہون یا انتیس یا بعض تیس کا بعض انتیس کا تو کسی صورت سے تاریخ و دن ٹھیک نہین ہوتا اور علامہ بارزی اور حافظ ابن کثیر نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ تینون مہینے پورے ۳۰ دن کے ہون مگر اہل مکہ و مدینہ مین اختلاف ہوا ہو باین طور کہ اہل مکہ نے ۲۹ ذیقعدہ چہارشنبہ کی شام شب پنجشنبہ مین ذیحجہ کا چاند دیکھا ہو اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کی

اهل المدينة الا ليلة الجمعة فحصلت
الوقفة برويت اهل مكة ثم رجعوا
الى المدينة فارخوا برويت اهلها
فكان اول ذى الحجة الجمعة واخره
السبت واول المحرم الاحد واخره
الاثنين واول الصفر الثلاثاء و
أخره الاربعاء اول ربيع الاول
الخميس فيكون ثانى عشر الاثنين

شام شب جمعہ میں ذی حجہ کا چاند دیکھا ہو تو بسبب
رویت اہل مکہ تردد ہوا جب مدینہ آئے تو
یہاں کی رویت سے جمعہ پہلی ذی الحجہ قرار پائی
(۸ ذالحجہ جمعہ ۹ ذیحجہ عرفہ شنبہ ۱۰ ذیحجہ دوشنبہ) ۲۹ ذیحجہ
جمعہ ۳۰ ذیحجہ شنبہ اول محرم یکشنبہ ۳۰ محرم دوشنبہ
اور اول صفر سہ شنبہ ۳۰ صفر چہارشنبہ اول
ربیع الاول پنجشنبہ پس ۱۲ ربیع الاول
(دوشنبہ) ہوا۔

بالآخر ابن کثیر کو ۳۰ ذیقعدہ کامل سے یکم ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (شنبہ) ۱۰ ذیحجہ یوم غدیر (دوشنبہ) لانا پڑا جسکی وجہ سے تینوں مہینے ذیحجہ، محرم، صفر سے یکم ربیع الاول پنجشنبہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ہوا۔

یہ جواب ابن کثیر کا خلاف اصول کے صحیح نہیں ہے جمہور ارباب سیر ابن اسحاق، واقدی، ابن سعد، ابوعمر صاحب استیعاب، ابن اثیر صاحب اسد الغابہ فی الصحابہ، صاحب تاریخ مراۃ الزمان سبط ابن جوزی (سیرت) دمیاطی وصاحب عیون الاثر، اور صاحب المنتقی کازرونی، ومغلطائی وغیرہ میں ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یعنی یکم صفر (پنجشنبہ) ۱۲ صفر (دوشنبہ) آگیا ہے اور جواب مذکورہ میں ۳۰ صفر (چہارشنبہ) یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) لائے ہیں جسکی وجہ سے ۹ ذیحجہ عرفہ یوم شنبہ سے ۳۰ صفر چہارشنبہ تک ۸۱ دن ہوتے ہیں لیکن ماہ صفر اور اسکے ساتھ یوم چہارشنبہ واقع ہوا پھر بھی ۹ ذیحجہ عرفہ کو شنبہ اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو دوشنبہ آیا جو تاریخ بدایۃ والنہایۃ ابن کثیر میں یکشنبہ لایا گیا ہے اور بارہ ربیع الاول تک ۹۳ دن ہوتے ہیں اسی مدت کو ۱۴ ربیع الاول پر صاحب سیرۃ حلبی نے اختیار کیا ہے دیکھو صہ ۱۲۷ کتاب ہذا۔

اور سیرت انسان العیون حلبی جلد ۳ صہ ۳۸۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ اور صہ ۳۹۱ مطبوعہ بار ثانی سنہ ۱۳۲۹ھ میں ہے۔

توفى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو فى
صدر عائشة وذلك يوم الاثنين حين زاغت
الشمس لاثنتى عشر ليلة خلت من ربيع الاول
هكذا ذكر بعضهم وقال السهيلى لا يصح ان يكون
وفاته يوم الاثنين الا فى ثالث عشرة او رابع
عشرة لاجماع المسلمين

وفات فرمائی رسول اللہ صلوات اللہ علیہ نے صدر عائشہ
پر اور یہ دوشنبہ کا دن تھا بوقت تیز ہو جانے آفتاب
کے جبکہ بارہ راتیں خالی ہوئیں ربیع الاول کی ایسے ہی ذکر
کیا ہے بعضوں نے اور سہیلی نے کہا ہے نہیں صحیح ہے یہ
کہ ہو وفات دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول مگر ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول
اجماع مسلمین سے۔

سلہ توثیق دمیاطی) تذکرۃ الحفاظ ذہبی میں ہے الدمیاطی شیخنا الامام العلامۃ الحافظ الحجۃ الفقیہ النسابۃ شیخ المحدثین شرف الدین ابو محمد عبد المؤمن بن خلف بن ابی الحسن التونی الدمیاطی الشافعی الخ

ایضاً کشف الظنون حصہ اول میں بذکر سیرت مذکور ہے وصنف فیہ الحافظ الکبیر عبد المومن بن خلف الدمیاطی المتوفی خمس وسبعمائۃ سنہ ۷۰۵ھ

ایضاً سیرۃ النبی شبلی ج۔ اول میں ہے۔ سیرۃ دمیاطی حافظ عبد المومن دمیاطی المتوفی سنہ ۷۰۵ھ کی تصنیف ہے اس کتاب کا نام المختصر فی سیرۃ سید البشر ہے۔

امام سہیلی بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے وفات سے انکار کرکے آگے تجاوز کرگئے اور ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) اپنے اجماع مسلمین سے کہتے ہین حالانکہ خود انکا قول ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) جس سے یکم صفر (پنجشنبہ) بارہ صفر دوشنبہ آتا ہے دیکھو حاشیہ صہ ۳۳ کتاب ہذا۔

پھر اسکے بعد یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) نہین آسکتا۔ خود امام سہیلی اور ابن اسحاق سے (جن کے سیرۃ کے شارح ہین) ۲۹ صفر پنجشنبہ سے یکم صفر (پنجشنبہ) ۱۲ صفر (دوشنبہ) ہے بلکہ کل ارباب سیر اسی مغالطہ مین آگئے (جس کے بعد یکم ربیع الاول (جمعہ) بارہ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوتاہے یعنی گیارہ ربیع الاول دوشنبہ (وفات النبی) صحیح صحیح برآمد ہوئی لیکن امام سہیلی اپنے زعم مین ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) عرفہ ۹ ذی الحجہ جمعہ کے خیال مین لاتے ہوئے سمجھے ہوئے ہین جو انکا خیال غلط ہے کیونکہ ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) سے مراجعت مین ۲۹ صفر (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ کثیر الوقوع بسیطہ سے ہوا۔ دیکھو۔ نقشہ جنتری نمبر ایک ابن سعد کا پہلا خانہ صہ ۱۹ جسمین ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ شنبہ ہے اگر ماہ صفر ۳۰ کا لیا جائے تو یکم صفر (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع کبیسہ سے ہوتاہے دیکھو نقشہ جنتری حرف (ب) ممکن الوقوع کا دوسرا خانہ صہ ۲۱ اس مین بھی ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) ہوا۔

واضح ہو کہ حافظ ابن کثیر کے اوس قول سے جو اوپر گذرا ۹ ذیحجہ عرفہ سے بارہ ربیع الاول تک ترانوے ۹۳ دن اور سہیلی کے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول اجماع مسلمین سے ترانوے ۹۳ دن ہوتے ہین۔ چونکہ آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد رسولخدا اکاسی ۸۱ دن زندہ رہے اس لئے ۹ ذیحجہ عرفہ کی روایت دروغ ثابت ہوگئی اور ۱۸ ذیحجہ سے ۱۴ ربیع الاول تک ۸۴ دن اور گیارہ ربیع الاول پر اکیاسی ۸۱ دن ہوتے ہین۔ جس سے چار دن کا فرق گیارہ سے چودہ ربیع الاول تک ہوتاہے، از روے حدیث اکیاسی ۸۱ یوم کی مدت صحیح ملجاتی ہے اور ۹۳ دن والی مدت صحیح نہین ہوتی جس سے بارہ دن کا تفاوت ہوجاتاہے۔ اگر اجماع مسلمین والا ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) قرار پاجائے تو اس سے ۱۸ ذیحجہ کو دوشنبہ کا دن اور عرفہ کو سنیچر کا دن ہے اور سنیچر کے دن کی کوئی روایت نہین اور دوشنبہ کے دن کی یہ روایت ہے جسکو حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ ج ۱۸ صہ ۱۶۸ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم مین (جس روایت مین سفیان نے عرفہ کے دن جمعہ ہونے مین شک کیا) وارد کیاہے۔

ما اخرجہ الطبری بسند فیہ ابن لہیعۃ عن ابن عباس ان ہذہ الآیۃ نزلت یوم الاثنین۔

ابن جریر طبری نے ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس کی سند سے کہاہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا۔

حافظ ابن حجر نے جس روایت مذکورہ کا طبری کی سند سے ابن لہیعہ کے واسطہ ابن عباس سے روایت کی ہے وہ سورۂ مائدہ کے ساتھ ہے جسکو حافظ موصوف نے چھوڑ کر صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کو بیان کیاہے۔

اور حافظ مغلطائی نے اپنی سیرت المصطفی مین صرف سورہ مائدہ کا ذکر کیاہے۔ دیکھو صہ ۱۸۲ کتاب ہذا جس کی پوری حدیث تفسیر جامع البیان طبری۔ ج ۶ صہ ۴۷ مطبوعہ ۱۳۲۱ھ سے نقل کیجاتی ہے۔

(۱)

قال ابن جریر[۱] حدثنی المثنی ثنا اسحاق قال اخبرنا محمد[۲] بن حرب قال ثنا ابن لھیعة[۳] عن خالد[۴] بن ابی عمران عن جیش عن[۵] عن ابن عباس انزلت سورة المائدة یوم الاثنین الیوم اکملت لکم دینکم

کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی مجھ سے مثنیٰ نے کہا حدیث کی ہم سے اسحاق نے کہا خبر دی ہم کو محمد بن حرب نے کہا حدیث کی ہم سے ابن لہیعہ نے خالد بن ابی عمران سے اس نے جیش سے اُنھ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا۔

اس حدیث سے سورہ مائدہ کے بعد ہی آیہ اکمال دین کا نزول ایک ہی دن میں ثابت ہوا پس ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو کامل سورہ نازل ہونا واضح ہوگیا۔ اس حدیث میں مثنیٰ لکھا ہے جو ابن المثنی محقق ہوتا ہے کتب رجال سے ابن جریر طبری کا محمد بن المثنی اور محمد بن بشار سے سماعت حدیث کرنا پایا جاتا ہے جیساکہ ترجمہ ابن جریر (حاشیہ) میں ہے۔

ابن جریر آخر سنہ ۲۲۴ھ میں پیدا ہوا سنہ ۳۱۰ھ میں رحلت کی اور ابن المثنیٰ و محمد بن بشار ایک ہی سنہ ۱۶۷ھ میں متولد ہوئے اور ایک ہی سنہ ۲۵۲ھ میں فوت ہوئے اور اسحاق بن راہویہ سنہ ۱۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۲۳۸ھ میں فوت ہوئے جنھوں نے محمد بن حرب المتوفی سنہ ۱۹۲ھ سے روایت کی ہے اور محمد بن حرب نے ابن لہیعہ المتوفی سنہ ۱۷۴ھ سے۔ پس یہ روایت صحیح ترین روایتوں سے ہے۔ ابن المثنیٰ کل صحاح ستہ کی رواۃ سے اور اسحاق بن راہویہ (بخاری[خ] و مسلم[م] و ترمذی[ت] و ابوداؤد[د] و نسائی) ۵ صحاح کے رواۃ سے ہیں جنھوں نے محمد بن حرب ثقہ صالح الحدیث اور خیار الناس سے انھوں نے ابن لہیعہ قاضی صدوق سے

---

[۱] (ترجمہ ابن جریر طبری) تہذیب الاسماء واللغات علامہ محی الدین نووی صفحہ جلد اول مطبوعہ مصر میں ہے (اکتفا) مندوہ محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری وھو فی طبقة الترمذی والنسائی سمع عبد الملک بن ابی الشوارب واحمد بن منیع البغوی ومحمد بن حمید الرازی والولید بن شجاع وابا کریب محمد بن العلاء ویعقوب بن ابراھیم الدورقی وابا سعید الاشج وعمرو بن علی ومحمد بن المثنی ومحمد بن بشار وغیرھم من شیوخ البخاری ومسلم حدث عنہ احمد بن کامل ومحمد بن عبد اللہ الشافعی ومخلد بن جعفر وخلائق الخ [۲] ترجمہ (محمد بن حرب) تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر میں ہے۔ محمد بن حرب الخولانی ابو عبد اللہ الحمصی المعروف بالابرش کاتب محمد بن الولید الزبیدی روی عنہ وعن الاوزاعی وابن جریج ومحمد بن زیاد الالھانی وعمر بن رؤبة التغلبی وابی مھدی سعید بن سنان وابی سلمة سلیمان بن سلیم الکنانی وعبید اللہ بن عمر العمری وغیرھم روی عنہ ابو مسھر وخالد بن خلی وحیوة بن شریح وعیسی بن المنذر الحمصی ومحمد بن وھب بن عطیة وابراھیم بن موسی الرازی و یزید بن عبد ربہ الجرجسی وھارون الحمال وحاجب بن الولید المنبجی وداؤد بن رشید واسحاق بن راھویہ وکثیر بن عبید ومحمد بن مصفی وھشام بن عمار وابو التقی ھشام بن عبد الملک الیزنی وابو الربیع سلیمان بن داؤد البغدادی الاحول وموسی بن مروان الرقی ومحمد بن سعید الجبلانی وعمرو بن عثمان بن سعید بن کثیر بن دینار وآخرون قال ابن سعد وکان ثقة وقال المروزی عن احمد لیس بہ باس وقدمہ علی بقیة وقال عثمان الدارمی قلت لابن معین فبقیة کیف حدیثہ قال ثقة قلت ھو احب الیک او محمد بن حرب قال ثقة وثقة وقال ابو زرعة الحمصی ثقة وقال العجلی ومحمد بن عوف والنسائی ثقة وقال ابو حاتم صالح الحدیث وقال مسلمة بن قاسم ثقة محمد بن حرب الخولانی وکان خیار الناس ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال مات (۱۹۲) وقال یزید بن عبد ربہ وعمرو بن عثمان مات سنة اربع وتسعین ومائة (۱۹۴) [۳] توثیق ابن لہیعة تقریب التہذیب حافظ ابن حجر میں ہے عبد اللہ بن لھیعة بفتح اللام وکسر الھاء ابن عقبة الحضرمی ابو عبد الرحمن المصری القاضی صدوق من السابعة خلط بعد احتراق کتبہ ورایة ابن المبارک وابن وھب عنہ اعدل من غیرھما ولہ فی مسلم بعض شیء مقرون مات سنة اربع وسبعین وقد ناف علی الثمانین۔ [۴] توثیق (خالد) اکمال تقریب التہذیب میں ہے خالد بن ابی عمران التجیبی ابو عمر قاضی افریقیة فقیہ صدوق من الخامسة مات سنة خمس ویقال تسع وعشرین ایضاً طبقات ابن سعد میں ہے۔ خالد بن ابی عمران من اھل تونس من افریقیة وکان ثقة ان شاء اللہ کان لا بأس

[۵] توثیق (جیش) تہذیب التہذیب ابن حجر میں ہے جیش بن شریح الحبشی ابو حفصة ویقال ابو حفص الشامی روی عن الاشعث بن قیس وعبادة بن الصامت ومعاویة وعنہ ابراھیم بن ابی عیینة وعلی بن ابی حملة قال وحمیر ادرک عبادة وحفظ عنہ روی لہ ابو داؤد حدیثاً واحداً اول ما خلق اللہ القلم وفی اسنادہ اختلاف قلت ذکرہ ابو نعیم فی الصحابة وصحح انہ تابعی وذکرہ ابن حبان فی ثقات التابعین وقال کان من اھل القدس:-

انھون نے خالد بن ابی عمران ثقیہ صدوق ثقہ سے انھون نے حبیش صحابی یا تابعی ثقہ کے واسطہ ابن عباس حبر امت سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا جو ابن کثیر کے یکم ذیحجہ (جمعہ) سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو دوشنبہ اور مراجعت مین ۲۵ ذیقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع مین جبکہ پانچ راتین ذیقعدہ کی باقی تھین یوم (شنبہ) واقع ہوتا ہے۔

پس اس حدیث نے یوم عرفہ (جمعہ) یا (پنجشنبہ) والی کل روایتوں کو عموماً اور امام نسائی کی مخرجہ وہ روایت جسکو انھون نے اسحاق بن ابراہیم یعنی ابن راہویہ سے صفحہ ۲۶۸ و ۲۶۹ مین روایت کی ہے باطل کر دیا کیونکہ ابن راہویہ کا اُس روایت مین پنجشنبہ کہنا اور اس روایت مین دوشنبہ لانا معارض ہوتا ہے۔

جب ہم عرفہ والی روایت کے ابطال سے کماحقہ فارغ ہو چکے تو ہمکو ۱۸ ذیحجہ کے دن کے متعلق تحقیق کرنا ہے کیونکہ اس تاریخ مین دوشنبہ کے متعلق کلام ہے اس لئے کہ ابن عباس کی روایت سے آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد رسولخدا ۸۱ دن زندہ رہے یعنی اکیاسیوان دن دوشنبہ ہونا چاہئے اور پنجشنبہ کا اکیاسیوان دن دوشنبہ اور بیاسیوان دن سہ شنبہ ہوتا ہے اور ۱۸ ذیحجہ کا اکیاسیوان دن ۱۱ ربیع الاول اور بیاسیوان بارہ ربیع الاول ایسے ہی ۹ ذیحجہ عرفہ سے نوئے دن پر ۱۱ ربیع الاول اور اکیانوئے دن پر بارہ ربیع الاول ہر نقشہ جنتری کثیر الوقوع بسیطہ سے ملیگا۔

پس ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ کا دن ہوا جسکی تائید کی روایت براء بن عازب کی نمبر ۹ بخاری کے صہ ۱۰۹ مین نقل ہے اور ابو سعید خدری کی روایت صہ ۶۴ و ۶۸ و صفحہ ۲۵ کتاب ہذا مین ہے۔

اور ابن جریج کی مخرجہ روایت اکیاسی شبون والی جسکو ابن جریر طبری نے اخراج کی ہے۔ دیکھو صہ ۱۷۶ کتاب ہذا
ابن جریر طبری کی مخرجہ روایت ابن اسحاق کی سند کی جسمین رسول خدا کا آخری ماہ صفر یعنی ۲۸ صفر مین بیمار ہونا وارد ہے

"تاریخ الرسل والملوک صفحہ ۱۷۹۴ مین یہ حدیث ہے

قال ابن جریر حدثنا ابن حمید قال ثنا سلمۃ	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہم سے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہم سے
عن محمد بن اسحٰق عن عبد الرحمن بن الحارث	سلمہ نے ابن اسحاق سے اُسنے عبد الرحمن بن حارث بن عیاش

لہ توثیق (ابن اسحاق) یا ابن اسحاق تابعی ہین انکا یہ رتبہ ہے کہ شعبہ بن الحجاج (جنکو بخاری نے امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے) نے امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے چنانچہ تاریخ دول الاسلام ابو عبد اللہ ذہبی مین ہے وفی سنۃ خمسین ومائۃ (وفیھا) مات محمد بن اسحاق بن یسار المدنی صاحب السیرۃ الذی یقول فیہ شعبۃ کان ابن اسحاق امیر المومنین فی الحدیث"۔ پس صحیح ہے ابن اسحاق بجا طور امیر المومنین فی الحدیث ہوا جامع الترمذی نے اپنے صحیح مین ابن اسحاق سے بہت روایتین نکالی ہین اور یہی ایک حدیث خود بخاری کا کہ احمد بن خالد کے واسطہ سے ابن اسحاق کے سند کی ابو ہریرہ تک اپنی صحیح مین وارد کی ہے چنانچہ صحیح ترمذی جلد ثانی باب ثقیف اور بنی حنیفہ کے بیان مین ہے قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمعیل نا احمد بن خالد الحمصی نا محمد بن اسحاق عن سعید بن ابی سعید المقبری عن ابیہ عن ابی ھریرۃ قال اھدی رجل من بنی فزارۃ الی النبی صلعم من قبلہ الذی کانوا اصابوا بالغابۃ فعوضہ منھا بعض العوض الخ وھذا اصح من حدیث یزید بن ھارون

عہ تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی مین ہے احمد بن خالد بن موسیٰ ویقال ابن محمد الوھبی الکندی ابو سعید ابن ابی خالد الحمصی روی عن محمد ابن اسحاق وشیبان ویونس بن ابی اسحاق وغیرھم روی عنہ البخاری فی جزء القراءۃ وغیرہ والنحل وعمرو بن عثمان الحمصی ومحمد ابن عوف ومحمد بن مصفی وعمران بن بکار وابو زرعۃ الدمشقی ونقل عن یحیی بن معین انہ ثقۃ وقال ابن ابی عاصم مات سنۃ ۲۱۴ھ۔

بن العیاش بن ابی ربیعة ابتدأ لے صلعم شکوہ النبی فبضہ اللہ عز وجل فیہا ما اراد بہ من رحمتہ وکرامتہ فی لیال بقین من صفر

بن ابی ربیعہ سے کہ شکایت مرض النبی صلعم کی جس میں خدا نے اپنے جوار رحمت میں لیا وہ ماہ صفر کے باقی شبوں میں واقع ہوئی۔

مؤیدات

عمدة القاری شرح صحیح بخاری للامام عینی حنفی۔ ج۔ ۸ صفحہ ۴۳۷ باب مرض النبی مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ کے ہے۔

قال الواقدی قالوا بدئ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر

کہاہے واقدی نے کہ شروع ہوا مرض النبی بروز چہارشنبہ (۲۸ صفر) جبکہ دو راتیں صفر کی باقی تھیں۔

اور اسی جلد کے صفحہ ۱۵۴ باب بعث النبی اسامة بن زید میں یہ حدیث ہے

قال ابن اسحاق لما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدئ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ وصدعہ

کہاہے ابن اسحاق نے جبکہ چہارشنبہ کا دن (۲۸ صفر) ہوا کہ دو راتیں ماہ صفر کی باقی رہیں تو رسولخدا کو درد اور تپ اور درد سر شروع ہوا۔

اور خود ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ مذکورہ کے صفحہ ۱۷۹۵ میں واقدی کے سند کی یہ روایت کی ہے

قال الواقدی بدئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ للیلتین بقیتا من صفر

واقدی نے کہاہے کہ رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وآلہ کو درد شروع ہوا جبکہ دو راتیں صفر کی رہگئیں۔

یہ تیسری حدیث ابن جریر طبری کی مخرجہ ابن حمید کے واسطہ ابن اسحاق کے سند کی تاریخ مذکورہ کے صفحہ ۱۸۰۳ سے نقل کی جاتی ہے۔

قال ابن جریر ثنا ابن حمید[1] قال ثنا سلمة

کہا ابن جریر طبری نے حدیث کی ہم سے ابن حمید نے کہا

---

[1] توثیق ابن حمید) تہذیب التہذیب جا قال ابن حجر بن ہے محمد بن حمید بن حیان التمیمی الحافظ ابوعبد اللہ الرازی روی عن یعقوب بن عبد اللہ القمی وابراہیم بن المختار وجریر بن عبد الحمید وابن المبارک ومہران بن ابی عمر وہارون بن المغیرة وابی تمیلة یحیی بن واضح وسلمة بن الفضل وعبد اللہ بن القدوس والحکم بن عبد الرحمن ابن الغراء والفضل بن موسی السینانی ونعیم بن میسرہ النحوی وحکام بن سلم والحکم بن بشیر بن سلمان وزید بن حباب وابی داؤد الطیالسی وعلی بن ابی بکر الاسفذنی ویحیی بن ضریس وجماعة وعنہ ابو داؤد[1] وترمذی[2] و ابن ماجة[3] واحمد بن حنبل[4] ویحیی ابن معین[5] وماتا قبلہ وعبد اللہ بن عبد الصمد بن ابی خداش وھو من اقرانہ ومحمد بن اسحاق الصاغانی محمد بن یحیی الذہلی وصالح بن محمد الاسدی واحمد بن علی الابار جعفر بن احمد بن نصر الحافظ وحسن بن علی المعمری وعبد اللہ بن احمد بن حنبل وابوبکر بن ابی الدنیا ومحمد بن ہارون الرویانی والقاسم بن زکریا المطرزی و محمد بن جریر الطبری وعبد اللہ بن محمد البغوی قال ابو زرعة الرازی من فاتہ ابن حمید یحتاج الی ان ینزل فی عشرة الاف حدیث وقال عبد اللہ بن احمد عن ابیہ لا یزال بالرے علم مادام محمد بن حمید حیا ...... قال ابن خیثمة سئل عنہ ابن معین فقال ثقة لا باس بہ رازی کیس قال علی بن الحسین بن الجنید عن ابن معین ثقة وقال ابو العباس بن سعید سمعت جعفر بن ابی عثمان الطیالسی یقول ابن حمید ثقة الخ بعونہ قال البخاری مات سنة ثمان واربعین ومائتین سنہ ۲۴۸ھ

عن محمد بن اسحاق عن صالح بن کیسان
عن الزهری عن عبید الله بن عبد الله
بن عتبة عن عائشة قالت و توفی
رسول الله صلعم لاثنی عشر لیلة
مضت من شهر ربیع الاول فی الیوم
الذی اقدم فیه المدینة مہاجرًا
فاستکمل فی ہجرة عشر سنین

حدیث کی ہم سے سلمہ نے محمد ابن اسحاق سے اُس نے صالح
بن کیسان سے اُس نے زہری سے اُس نے عبید الله
بن عبد الله بن عتبہ سے اس نے حضرت عائشہ سے
روایت کی ہے کہ وفات فرمائی رسول الله صلعم نے جبکہ
بارہ ۱۲ راتیں گذرین مہینہ ربیع الاول کی اُس دن
مین کہ داخل ہوئے تھے رسول خدا ہجرت کرکے
مدینہ مین پس دس ۱۰ سال کامل ہوئے۔

جوکہ حضرت مدینہ منورہ مین بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن داخل ہوئے اس لئے بارہ ربیع الاول وفات بھی لکھ گیا ہے ابن اسحاق کی یہ روایت بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے داخلہ مدینہ کی تاریخ معارف ابن قتیبہ صفحہ ۵ سے لکھی جاتی ہے

واما محمد ابن اسحاق دخل رسول الله
صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرہ لیلة
خلت من ربیع الاول

اور محمد ابن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول خدا
صلی الله علیہ وسلم بارہ ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن
جبکہ بارہ راتین خالی ہوئین (مدینہ منورہ) میں داخل ہوے

یہ داخلہ مدینہ منورہ کا دس سال وفات سے پہلے بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو ہوا جسکی پہلی تاریخ کو (پنجشنبہ) تھا اور دس سال بعد بارہ ربیع الاول کو جو ۲۸ صفر کا چودھوان دن تھا یعنی چہارشنبہ کا چودھوان روز سہ شنبہ ہوا اور ۲۹ صفر پنجشنبہ سے یکم صفر پنجشنبہ بارہ صفر دوشنبہ خود ابن اسحاق کے قول کے مطابق آچکا تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ماہ صفر کا پنجشنبہ و دوشنبہ مکرر یکم ربیع الاول و بارہ ربیع الاول مین آجائے جس سے سلھ کا سال گیارہ مہینہ کا قرار پاتا ہے اور یہ محال ہے پس یکم ربیع الاول (جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو ۱۰ برس کامل ہو گئے۔

ابن جریر طبری نے ابن حمید کے واسطے سے تین حدیثین وارد کی ہین جن سب مین ابن اسحاق واقع ہے جس کی پہلی روایت تاریخ سفر حجة الوداع اور دوسری تاریخ مرض النبی اور تیسری تاریخ وفات النبی۔ لیکن تاریخ مرض النبی اور وفات النبی مین ایک دن کا فرق ہے دونوں باہم مطابق ہوکر ایکساتھ نہین چلتے اس لئے ساتوان نقشہ جنتری کثیر الوقوع یعنی سبیلہ کا حرف (طا طبری) کے نام سے دو دو خانون کا مرتب کیا گیا جسکا پہلا خانہ بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کی مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ تاریخ سفر حجة الوداع تک کی (دوشنبہ) واقع ہوتا ہے جو بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) پر منتہی ہے۔

اور دوسرا خانہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ تاریخ سفر حجة الوداع تک کہ (سہ شنبہ) پڑتا ہے جو بارہ ربیع الاول (سہ شنبہ) پر منتہی ہوا۔

انھین ہر دو خانون کا ایک ایک نقشہ ۲۵ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ تاریخ سفر حجة الوداع سے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تاریخ وفات ابوبکر تک مرتب کیا گیا ہے۔ پہلے خانہ کا تائیدی نقشہ چہارم ۴ ہے دیکھو صفحہ ۲۳

اور دوسرا خانہ کا تائیدی نقشہ (دوم) ہے دیکھو صفحہ (۱۸)

تنبیہ ان ہر دو نقشوں سے اس امر کا انکشاف ہوتا ہے کہ جو دن ۲۵ ذو قعدہ سنہ ۱۰ھ میں پڑیگا وہی دن ۹ ذی الحجہ عرفہ سنہ ۱۰ھ اور تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ وفات جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا میں اور جو دن اٹھارہ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ میں واقع ہوگا وہی دن ۲۲ و ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ اور ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات ابوبکر میں پڑیگا۔

چنانچہ نقشہ (دوم) صفحہ ۱۸ ملاحظہ ہو جسمین تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ (سہ شنبہ) خود تاریخ طبری کے مطابق صحیح پڑتا ہے چنانچہ تاریخ الرسل والملوک کے صفحہ ۱۸۶۹ مین بذکر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے مذکور ہے۔

ماتت فاطمۃ ابنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الثلاثاء لثلث خلون من شہر رمضان	وفات جناب سیدہ فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ شب سیوم سہ شنبہ ماہ رمضان مین واقع ہوئی۔

جو کہ ابن جریر طبری نے ابن اسحاق کی سند سے تینوں حدیثین (ذ تاریخ سفر حج و مرض النبی و وفات النبی) اخذ کی ہین جنھون نے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ یوم جمعہ کی روایت کی ہے دیکھو نمبر (۱۲) صفحہ ۳۲۹ کتاب ہذا۔

جسکا یہ مطلب ہے اگر ۲۲ جمادی الثانی کو رحلت ہے تو پنجشنبہ اگر ۲۳ جمادی الثانی کو وفات ہے تو جمعہ کا دن واقع ہوا دیکھو نقشہ (دوم) صفحہ ۱۸ جسمین ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ اور ۲۲ و ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ پنجشنبہ اور ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ پنجشنبہ ۲۳ جمادی الثانی جمعہ پڑتا ہے۔ پس ساتوان نقشہ جنتری کنز الفروع بسیطہ (طار طبری) کا دوسرا خانہ صحیح ہوگیا۔ یہی ثابت کرنا تھا۔

اب یہان سے تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ سے سورۂ مائدہ اور اسکی آخری آیتونکے بارہ مین تحقیق کیجاتی ہے

(۲)

قال ابن جریر حدثنا ابن حمید قال ثنا جریر عن لیث عن شہر بن حوشب عن اسماء بنت یزید قالت نزلت سورۃ المائدۃ جمیعا وانا اٰخذۃ بزمام ناقۃ رسول اللہ العضباء فکادت تنقلها ان یدق عضد الناقۃ	کہا ابن جریر نے حدیث بیان کی ہم سے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہم سے جریر نے لیث سے اُسنے شہر بن حوشب سے اُسنے اسماء بنت یزید سے روایت کی ہے نازل ہوا سورۂ مائدہ کامل اور اسوقت مین مہار ناقہ عضباء رسول اللہ کو پکڑے ہوئی تھی وہ کہتی ہیں کہ اسوقت بارے اس سورہ کے قریب تھا کہ شانۂ ناقہ کے چورچور ہوجائین۔

مؤیدات

تفسیر مجمع البیان طبرسیؒ صفحہ ۲۷۸ مطبوعہ طہران مین ہے۔

ملاحظہ ترجمہ صاحب تفسیر مجمع البیان طبرسیؒ منتہی المقال صفحہ ۲۴۹ مطبوعہ طہران مین ہے الشیخ الامام امین الدین ابو علی الفضل بن الحسن الفضل الطبرسی ثقۃ فاضل دین عین لہ تصانیف منہا مجمع البیان فی تفسیر القرآن عشر مجلدات ... قال ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ فی معالم العلماء شیخی ابو علی الطبرسی لہ مجمع البیان فی معانی القرآن الخ مات سنہ ۵۴۸ھ

عن ابی حمزہ الثمالی قال سمعت ابا عبد اللہ یقول نزلت المائدۃ کملاً و نزل معہا سبعون الف ملک

ابی حمزہ ثمالی نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ کامل نازل ہوا جسکے ساتھ ستر ہزار فرشتے آئے تھے۔

ایضاً العیاشی[1] باسنادہ عن عیسیٰ[2] بن عبد اللہ[3] عن ابیہ عن جدہ عن علیؑ قال کان القرآن ینسخ بعضہ بعضاً انما یوخذ من امر رسول اللہ صلعم یاخذہ و کان من اٰخر ما نزل علیہ سورۃ المائدہ نسخت ما قبلہا ولم ینسخہا شئی

عیاشی نے اپنے اسناد کے ساتھ عیسیٰ بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے اُس نے سنا اپنے باپ عبد اللہ سے اُسنے سنا اپنے باپ (محمد) سے اُسنے اپنے باپ عمر سے انہوں نے علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ قرآن کی بعض آیتیں ناسخ ہیں اور منسوخ آخر سورہ جو رسول خدا پر نازل ہوئی وہ سورہ مائدہ ہے اور یہ سورہ ناسخ اپنے ماقبل کی ہے اور کوئی آیت اسکی ناسخ نہیں۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی مجلد ثانی صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۱۴ھ مین ہے

واخرج احمد و عبد[4] بن حمید و ابن جریر و محمد بن نصر فی الصلوۃ والطبرانی و ابو نعیم فی الدلائل والبیہقی فی شعب الایمان عن اسماء بنت یزید قالت انی لاٰخذۃ بزمام العضباء ناقۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذ نزلت المائدۃ کلہا فکادت من ثقلہا تدق عضد الناقۃ

امام احمد نے اور عبد بن حمید نے اور ابن جریر نے اور محمد بن نصر نے اور طبرانی نے اور ابو نعیم نے اور بیہقی نے اسماء بنت یزید سے روایت کی ہے کہ مین مہار ناقہ عضبا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑے ہوئے تھی کہ رسولخدا پر پورا سورہ مائدہ نازل ہوا۔ وہ کہتی ہین کہ اُس وقت بارے اس سورہ کے قریب تھا کہ شانے ناقہ کے چورچور ہو جائین۔

---

[1] (عیاشی رح) کتاب فہرست ابن الندیم سنہ ۱۹۰۲ مطبوعہ یورپ مین ہے۔ ابو النضر محمد بن مسعود العیاشی من اہل سمرقند وقیل انہ من بنی تمیم من فقہاء الشیعۃ الامامیۃ اوحد دہرہ و زمانہ فی غزارۃ العلم ولکتبہ بنواحی خراسان شان من الشان کتب جنید بن محمد بن نعیم ویکنی ابا احمد الی ابی الحسن علی بن محمد العلوی کتاباً فی اٰخرہ نسخۃ ما صنفہ العیاشی وقد ذکرنا علی ما ذکرہ صاحبہ ہذا الخ بطولہ

[2] (ترجمہ عیسیٰ) رجال نجاشی صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۱۷ھ مین ہے عیسیٰ بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب علیہ السلام لہ کتاب یرویہ جماعۃ ۔۔۔ وقد جمع ابوبکر محمد بن سالم الجعابی روایات عیسیٰ عن آبائہ اخبرنا محمد بن عثمان

[3] ترجمہ (عبد اللہ) تہذیب التہذیب جلد ۶ فطا ابن حجر عسقلانی مین ہے عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب ابو محمد العلوی المدنی وامہ خدیجہ بنت علی بن الحسین وقیل ذلک روی عن ابیہ وخالہ ابی جعفر وعاصم بن عبید اللہ واسحاق بن سالم وعنہ ابنہ عیسیٰ والدراوردی وابن المبارک ۔۔۔ ذکرہ ابن حبان فی الثقات توفی فی خلافۃ ابی جعفر

[4] ترجمہ عبد بن حمید بستان المحدثین شاہ عبد العزیز مین ہے کنیت او ابو محمد و نام او عبد الحمید بن حمید بن نصر است مردم تخفیف کردند بعبد اکتفا نمودند عبد بن حمید مشہور شد از سر دو صد سال ہجری از وطن خود رحلت نمود و شوق طلب علم حدیث او را در جوانی پیدا گشت از یزید بن ہارون و عبد الرزاق و محمد بن بشر و دیگر ائمہ فن حدیث استفادہ نمودہ مسلم صاحب صحیح و ترمذی و دیگر محدثین از وے روایات بسیار دارند و بخاری بطریق تعلیق از وے در دلائل النبوۃ از صحیح خود روایت دارد و نام او ہمی گفتہ از ائمہ فن بود خیلے ثقہ و معتبر۔ ایضاً کشف الظنون مین ہے تفسیر عبد بن حمید بن نصر الکشی المتوفی سنۃ تسع و اربعین و مائتین سنہ ۲۴۹ھ

واخرج ابن ابی شیبة[1] فی مسنده والبغوی[2] فی معجمه وابن مردویه والبیهقی فی دلائل النبوة عن ام عمر بنت عیسے عن عمها انه کان فی مسیر مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فنزلت علیه سورة المائدة فاندق کتف راحلته العضباء من ثقل السورة

ابن ابی شیبہ نے مسند میں اور ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بغوی نے معجم میں اور ابن مردویہ نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ام عمرو بنت عیسی سے انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت کے سفر میں ہمراہ تھا کہ حضرت پر سورہ مائدہ نازل ہوا تو گرانی سورہ کی وجہ سے (قریب تھا کہ) شانے ناقہ (عضباء) کے شکستہ ہو جائیں۔ ۱۱

اخرج احمد وابو عبید فی فضائله والنحاس فی ناسخه والنسائی وابن المنذر والحاکم وصححه وابن مردویه والبیهقی فی سننه عن جبیر بن نفیر قال حججت فدخلت علی عائشة فقالت لی یا جبیر تقرء المائدة فقلت نعم فقالت اما انها اخر سورة نزلت

امام احمد نے اور ابو عبید نے اور نحاس نے اور امام نسائی نے اور ابن المنذر اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے جبیر بن نفیر سے روایت کی ہے کہ میں نے حج کیا اور حضرت عائشہ کے حضور میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا اے جبیر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہ از روئے تنزیل سورہ مائدہ قرآن کا آخر سورہ ہے

اخرج ابو داؤد والنحاس کلاهما فی الناسخ عن ابی میسرة عمرو بن شرجیل قال لم ینسخ من المائدة شیٔ

ابو داؤد اور نحاس نے ابو میسرہ عمرو بن شرجیل سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ میں کچھ منسوخ نہیں ہے۔

اخرج عبد بن حمید وابو داؤد فی ناسخه وابن المنذر عن ابن عون[3] قال قلت للحسن نسخ من المائدة شیٔ فقال لا

اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ابن المنذر نے ابن عون سے روایت کی ہے کہا (ابن عون نے) کہ میں نے حسن (بصری) سے پوچھا کہ سورہ مائدہ میں کچھ منسوخ ہے تو انہوں نے کہا نہیں۔

واخرج فریابی[4] وابو عبید وعبد

اور فریابی اور ابو عبید اور عبد بن حمید اور ابن المنذر

---

[1] توثیق (ابن ابی شیبہ) کشف الظنون میں ہے۔ تفسیر ابن ابی شیبہ الامام الحافظ ابی بکر عبد اللہ بن محمد الکوفی المتوفی خمس وثلاثین ومائتین (۲۳۵ھ) صحیح ہے

[2] توثیق (البغوی) تاریخ دول الاسلام ذہبی میں ہے واقعہ (سنة سبع عشر وثلثمائة) وفیه مات مسند الدنیا المعمر الحافظ المصنف ابو القاسم عبد الله بن محمد البغوی ببغداد وعمر مائة واربع سنین (۱۰۴) برس

[3] توثیق (ابن عون) طبقات ابن سعد میں ہے عبد اللہ بن عون بن ارطبان ویکنی ابن عون مولی عبد اللہ بن درۃ بن مرثق المزنی وکان اکبر من سلیمان التیمی وکان عثمانیا وکان ثقة کثیر الحدیث ورعا اخبرنا بکار بن محمد قال سمعت ابن عون رأیت انس بن مالک مات ۱۵۱ھ

[4] توثیق (فریابی) وافی بالوفیات صفدی میں ہے۔ محمد بن یوسف بن واقد ابو عبد اللہ الفریابی ولد سنة عشرین ومائة کان عالما زاهدا ورعا من الطبقة السادسة روی عنه الامام احمد وغیره قال البخاری کان فریابی من افضل اهل زمانه وکان ثقة صدوقا مجاب الدعوة توفی ۲۱۲ھ یا ۲۱۳ھ

بن حمید وابن المنذر[1] وابو الشیخ[2] عن ابی میسرۃ[3] قال فی المائدۃ ثمان عشرۃ فریضۃ لیس فی سورۃ القران غیرھا ولیس فیھا منسوخ

اور ابو شیخ نے ابو میسرہ سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ میں اٹھارہ فریضہ (احکام) ہیں قران میں سوے اس سورہ مائدہ کے اور کسی سورہ میں یہ فریضہ نہیں ہیں اور اسمین کچھ منسوخ نہیں ہے

اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی سورہ مائدہ کی تفسیر صـ۲۸۸ مطبوعہ مصر مین ہے

روی عن ابن مسعود قال انزل اللہ تعالٰی فی ھذہ السورۃ ثمانیۃ عشر حکما لم ینزلھا فی غیرھا۔

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نازل کیا اس سورہ مائدہ مین اٹھارہ احکام ہنین نازل کیا خدا نے یہ احکام دوسرے سورہ مین بجز اس سورہ (مائدہ) کے

اسی تفسیر جامع البیان طبری ج۔۶ صـ۴۷ مین سورہ مائدہ کا مدینہ ہونا

(۳)

قال ابن جریر حدثنی المثنی[4] قال ثنا حجاج بن المنھال[5] قال ثنا ھمام عن قتادۃ قال المائدۃ مدنیۃ وقال اٰخرون نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسیرہ فی حجۃ الوداع

کہا ابن جریر نے حدیث کی مجھسے مثنی نے کہا حدیث کی ہم سے حجاج بن منہال نے کہا حدیث کی ہم سے ہمام نے قتادہ سے کہ سورہ مائدہ مدنیۃ ہے اور دوسرون نے کہا ہے کہ سورہ مائدہ رسول خدا پر حجۃ الوداع مین چلتے سواری پر نازل ہوا۔

سلہ توثیق (ابن المنذر) کشف الظنون مین ہر کہ۔ ابن المنذر ہو الامام ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری المتوفی ثمان عشرۃ وثلثمائۃ (سنہ ۳۱۸ھ) سلہ توثیق (ابوالشیخ) طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے۔ ابوالشیخ حافظ اصبہان مسند زمانہ الامام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان الاصبہانی صاحب المصنفات ولد سنۃ ۲۷۴ھ وسمع ابویعلی وابن خلیفۃ ولقی الکبار وکان مع سعۃ علمہ وغزارۃ حفظہ لعد الاعلام صالحین خیرا صدوقا ماموناً ثقۃ متقناً صنف التفسیر وغیرہ مات سنۃ ۳۶۹ھ سلہ توثیق (ابی میسرہ) تقریب التہذیب ابن حجر مین ہے عمرو بن شرحبیل الھمدانی ابو میسرۃ الکوفی ثقۃ عابد مات سنۃ ۶۳ھ سلہ ابن جریر کا محمد بن المثنی سے روایت کرنا دیکھو آخر حاشیہ صفحہ ۱۵۰۔ اور تاریخ الرسل والملوک جلد اول حصہ چہارم صـ۱۸۳۵ و ۱۸۳۶ مین ہے کہ قال ابن جریر حدثنا ابن المثنی قال ثنا حجاج بن المنھال قال ثنا حماد یعنی ابن سلمۃ عن ابی جمرۃ عن ابن عباس قال اقام رسول اللہ بمکۃ ثلث عشرۃ سنۃ یوحی الیہ وبالمدینۃ عشراً ومات وھو ابن ثلث وستین سنۃ کہ قال ابن جریر ثنا ابن المثنی ثنا حجاج بن المنھال قال ثنا حماد عن ابی جمرۃ عن ابیہ قال عاش رسول اللہ صلعم ثلثا وستین سنۃ کہ قال ابن جریر ثنا ابن المثنی قال ثنا عبد الوھاب قال ثنا یحیی بن سعید قال سمعت سعید بن المسیب یقول انزل علی رسول اللہ وھو ابن ثلاث واربعین سنۃ اقام بمکۃ عشرا وبالمدینۃ عشرا وتوفی وھو ابن ثلاث وستین۔ (ابن المثنی کو ابوموسیٰ بھی کہتے ہین۔ اور محمد بن بشار کو بندار۔

سلہ توثیق (حجاج بن منہال) تہذیب التہذیب ابن حجر مین ہے۔ حجاج بن المنھال الانماطی ابو محمد السلمی قیل البرسانی ومولاھم البصری روی عن جریر بن حازم والحمادین وشعبۃ وعبد العزیز الماجشون وھمام ویزید بن ابراہیم التستری وغیرھم وعنہ البخاری روی لہ الباقون بواسطۃ الدارمی وبندار وابو موسیٰ وصاعقۃ والخلال والذھلی وعبد بن حمید واسحاق الکوسج والجوزجانی وعمرو بن منصور وعبد اللہ بن الھیثم وعبد القدوس الحجابی ومحمد حماد بن جمیم والفضل بن العباس الحلبی وھلال بن العلاء وھو اخر من روی عنہ الثقات۔ ابو مسعودؓ وابن وارۃ والرازیان ویعقوب بن شیبۃ ویعقوب بن سفیان وابو مسلم الکجی وعلی بن عبد العزیز وغیرھم قال احمد ثقۃ ما اری بہ باسا وقال ابو حاتم ثقۃ فاضل قال العجلی ثقۃ رجل صالح قال النسائی ثقۃ وقال خلف بن محمد کردوس مات سنۃ (۲۱۷) وکان صاحب سنۃ یظھرھا وقال ابن سعد کان ثقۃ کثیر الحدیث مات فی شوال سنۃ (۲۱۷) وکذا ارخہ البخاری قلت وابن قانع وقال ثقۃ مامون وقال الفلاس ما رایت مثلہ فضلا ودینا وقال ابو داؤد اذا اختلفا فعفان وحجاج افضل الرجلین ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ابن مندۃ ثنا علی بن الحسن ثنا ابو حاتم ثنا حجاج بن المنھال وکان خیار الناس۔

اس روایت میں بھی ابن جریر کا ابن المثنیٰ کے بجائے المثنیٰ مذکور ہے در صل یہ محمد بن المثنیٰ ہے جنکو ابو موسیٰ بھی کہتے ہیں جنہوں نے حجاج بن المنہال سے روایت کی ہے جسکا ذکر حاشیہ میں حجاج بن منہال کے ترجمہ سے نیز دیگر اسکے احادیث کے گذرا۔ حدیث مذکورہ سے سورہ مائدہ کا دفعۃً نازل ہونا معلوم کرچکے جس کی دوسری روایت سے حجۃ الوداع میں چلتے سواری پر نازل ہونا وارد ہے۔ یہ روایت اول الذکر کے بعد بلا فاصلہ واقع ہے۔ اسمیں بھی ابن المثنیٰ کی جگہ المثنیٰ مذکور ہے۔

(۴)

قال ابن جریر[1] حدثنی المثنی قال ثنا اسحاق[2] قال ثنا عبد الله[3] بن ابی جعفر عن ابیه[4] عن الربیع[5] بن انس قال نزلت سورة المائدة علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المسیر فی حجة الوداع وهو راکب راحلة فبرکت بہ راحلتہ من ثقلها

کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی مجھ سے مثنیٰ نے کہا حدیث کی ہم سے اسحاق نے کہا حدیث کی ہم سے عبد اللہ بن ابی جعفر نے اپنے پدر ابی جعفر سے اُس نے ربیع بن انس سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ رسول خدا پر حجۃ الوداع میں چلتے سواری پر نازل ہوا اور وہ حضرت اپنے راحلہ پر تھے پس وہ راحلہ اس سورہ کے بار سے بیٹھ گیا۔

حدیث نمبر(۱) و نمبر(۳) اور حدیث مذکورہ نمبر(۴) میں ابن المثنیٰ کی جگہ المثنیٰ واقع ہے۔ حدیث نمبر(۱) کے حاشیہ میں ابن جریر طبری کا ترجمہ لکھا گیا اب اس حاشیہ میں بھی انساب سمعانی سے ابن جریر کا ابن المثنیٰ سے سماعت حدیث کرنا ثابت کیا جاتا ہے۔ اس حدیث میں بھی مثل حدیث نمبر(۱) کے اسحاق بن راہویہ واقع ہیں جنہوں نے محمد بن حرب سے سماعت حدیث کی ہے

[1] توثیق (ابن جریر طبری) انساب سمعانی چھاپہ عکسی یورپ ورق 367 میں ہے۔ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری من اہل آمل بغداد استوطنها الی حین وفاته وکان احد الائمة العلماء یحکم بقوله ویرجع الی رأیه لمعرفته وفضله وکان قد جمع من العلوم ما لم یشارکه فیه احد من اہل عصره وکان حافظا لکتاب الله عارفا بالقرأت بصیرا بالمعانی فقیها فی احکام القرآن عالما بالسنن وطرقها وصحیحها وسقیمها وناسخها ومنسوخها عارفا باقوال الصحابة والتابعین ومن بعدهم من المخالفین فی الاحکام ومسائل الحلال والحرام عارفا بایام الناس واخبارهم وله الکتاب المشہور فی تاریخ الامم والملوک وکتاب فی التفسیر لم یصنف احد مثله وکتاب سماہ تہذیب الآثار لم یر سواہ فی معناه الا انه لم یتمه وله فی اصول الفقه وفروعه کتب کثیرة واخبار من اقاویل الفقهاء وتفرد بمسائل حفظت عنه وله رحلة الی الحجاز والشام ومصر وسمع محمد بن عبد الملک بن ابی الشوارب واسحاق بن ابی اسرائیل واحمد بن منیع البغوی ومحمد بن حمید الرازی وابا همام الولید بن شجاع وابا کریب محمد بن العلاء ویعقوب بن ابراهیم الدورقی وابا سعید الاشج وعمرو بن علی ومحمد بن بشار ومحمد بن المثنی البصریین وخلقا کثیرا نحوهم روی عنه القاضی ابو بکر احمد بن کامل الشجری وابو بکر محمد بن عبد الله الشافعی ومخلد بن جعفر وابو عمر محمد بن ابی الحیری وغیرهم الخ توفی سنة عشر وثلثمائة۔ [2] توثیق (اسحاق) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی میں ہے۔ اسحاق بن ابراهیم بن مخلد الحنظلی ابو محمد بن راهویه المروزی ثقة حافظ مجتهد قرین احمد بن حنبل ذکر ابو داؤد انه تغیر قبل موته بیسیر مات سنة ثمان وثلثین ومائتین۔ [3] توثیق (عبد اللہ) تقریب التہذیب مذکورہ میں ہے: عبد الله بن ابی جعفر الرازی صدوق یخطئ من التاسعة۔ [4] توثیق (ابی جعفر) طبقات ابن سعد میں ہے: ابو جعفر الرازی واسمه عیسی ابن ماهان وکان اصله من اهل مرو من قریة یقال لها بوز وهی القریة التی نزلها الربیع بن انس ثم تحول بعد ذلک الی الری فنسبت بها فقیل له الرازی وکان ثقة وکان یقدم مریخه اه والکوفة یتجر فیسمعون ایضا کشف الظنون میں ہے۔ ابو جعفر الرازی عن الربیع بن انس عن ابی العالیة وهذا اسناد صحیح

[5] توثیق (ربیع) تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر میں ہے۔ الربیع بن انس البکری ویقال الحنفی البصری ثم الخراسانی روی عن انس بن مالک وابی العالیة والحسن البصری وصفوان بن محرز وجده یرزین وزیاد وارسل ام سلمة وعنه ابو جعفر الرازی والاعمش و سلیمان التیمی وسلیمان بن العامر البروزی وعیسی بن عبید الکندی ومقاتل بن حیان وابن المبارک وغیرهم قال العجلی بصری صدوق قال ابو حاتم صدوق وهو صاحب الحق فی ابی العالیة من ابی خلدة وقال النسائی لیس به باس وذکره ابن حبان فی الثقات وذکره الذهبی انه توفی ۱۳۹ھ او ۱۴۰ھ

جنکی توثیق حاشیہ صـ۲۸۱ مین گذرچکی۔

اس حدیث سے سورہ مائدہ کا رسول اللہ پر اور چلتے ہوے سواری پر حجۃ الوداع مین نازل ہونا ثابت و محقق ہوگیا۔ یعنی حجۃ الوداع سے پلٹتے ہوئے راستہ مین حضرتؐ کا راحلہ بوجہ ثقل وحی کے بیٹھ گیا اور رسول اللہ کو اُترنا پڑا جسکی تائید مین محدثین اور محققین کی مخرجہ حدیث نیز حدیث مذکورہ کی تقییدی عبارت مع حدیث لکھی جاتی ہے۔ اور قبل اسکے صحیح حدیث سے سورہ موصوفہ کا نزول لفظ (جمیعًا) و (کاملًا) و (کلّها) سے ثابت کیا جاچکا ہے

مؤیدات

تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صـ۲۵۲ مطبوعہ مصر مین بتفسیر سورہ مائدہ کے ہے

اخرج ابو عبید عن محمد بن کعب القرظی نزلت سورة المائدة علی رسول الله صلعم فی حجة الوداع فیما بین مکة والمدینة وهو علی ناقته فانصدعت کتفها فنزل عنها رسول الله صلی الله علیه وسلم

ابوعبید نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ رسول اللہ پر حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ کے نازل ہوا وہ حضرتؐ اپنے ناقہ پر سوار تھے جب اسکے شانے درد کرنے لگے تو رسولخدا اُتر پڑے۔

واخرج ابن جریر عن الربیع بن انس قال نزلت سورة المائدة علی رسول الله صلعم فی المسیر فی حجة الوداع

اور ابن جریر (طبری) نے ربیع بن انس سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ رسولخدا پر حجۃ الوداع مین چلتے سواری پر نازل ہوا۔

اور تفسیر فتح القدیر للشوکانی جسکا قلمی نسخہ نوشتہ سنہ ۱۲۴۸ھ عہد مصنف کا بمواہیر علما ہے جسکو نواب صدیق حسن خان یمن سے لائے تھے اسمین بتفسیر سورہ مائدہ مرقوم ہے۔ دیکھو صـ۲۲۲ کتاب ہذا

اخرج ابو عبید عن محمد بن کعب القرظی نحوه وزاد انها نزلت فی حجة الوداع فیما بین مکة والمدینة هکذا اخرج ابن جریر عن الربیع بن انس بهذه الزیادة

ابوعبید نے محمد بن کعب قرظی سے سورہ مائدہ کا نزول حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ کے روایت کی ہے اور ایسی ہی ابن جریر نے ربیع بن انس سے ساتھ اسی زیادتی کے روایت کی ہے۔

اور اتقان فی علوم القرآن۔ ج۔ اول صـ۲۰ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۶ھ مین ہے۔

والله یعصمک من الناس فی صحیح ابن حبان عن ابی هریرة انها نزلت فی السفر

آیہ واللہ یعصمک من الناس صحیح ابن حبان مین ابوہریرہ کی سند سے سفر مین نازل ہوا۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صـ۲۹۸ مین ہے

واخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم

عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور

وابو الشیخ عن مجاهد قال لما نزلت بلغ ما انزل الیک من ربک قال یا ربک انما انا واحد، کیف اصنع یجتمع علی الناس فنزلت وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ

ابو شیخ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ جب نازل ہوا آیۂ بلغ ما انزل الیک تو رسول خدا نے عرض کیا کہ میں اکیلا ہوں کیا کرونگا میں جمع ہو جائینگے لوگ مجھ پر پس خدا نے نازل کیا کہ اگر اس رسالت کو نہ پہنچایا تو تم نے کچھ رسالت نہ پہونچائی۔

اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی جلد اول صفحہ ۳۱۸ مطبوعہ مصر بہ تفسیر آیہ واللہ یعصمک من الناس کے ہے

(واللہ یعصمک من الناس) ای حفظک و یمنعک الی ان قال وقیل نزلت ہذہ الآیۃ بعد ما شج راسہ کان سورۃ المائدۃ من اٰخر ما نزل من القرآن وروی اسحاق بن راهویہ فی مسندہ عن النبی صلعم انہ قال بعثنی اللہ برسالۃ فضقت بها ذرعاً فاوحی اللہ الی ان تبلغ رسالاتی عن ربک وضمن لی العصمۃ فقویت

یعنی حفاظت کریگا اللہ اور آپ کو اُن سے بچائیگا اور کہا گیا ہے کہ نازل ہوئی یہ آیت بعد سر مبارک کے زخم لگنے کے اس لئے کہ سورہ مائدہ از روئے تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے اور اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسند میں رسول خدا سے روایت کی ہے کہ خدا نے مجھکو اپنے پیغام (بلغ ما انزل الیک) کیساتھ بھیجا پس اسکی وجہ سے تنگ دل ہو گیا تو خداوند عالم نے میری طرف وحی کی کہ اگر تم میرے پیغاموں کو نہ پہونچاؤ گے تو میں تم پر عذاب کرونگا اور میرے لئے حفاظت کا ضامن ہوا پس میں قوی ہو گیا

فصول المہمہ[1] ابن صباغ مالکی صفحہ ۲۷ مطبوعہ طہران سنہ ۱۳۰۲ھ میں ہے

روی الامام ابو الحسن الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول یرفعہ بسندہ الی ابوسعید الخدری قال نزلت ہذہ الآیۃ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیۃ یوم غدیر خم فی علی بن ابیطالب

ابو الحسن واحدی نے اپنی کتاب مسمی باسباب النزول میں بسند مرفوع ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیا۔ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس بروز غدیر خم علی بن ابیطالب کی شان میں نازل ہوا

اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ثالث صفحہ ۶۳۸ سطر ۳۲ تا ۳۵ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ میں ہے۔

(العاشر) نزلت الآیۃ فی فضل علی بن ابیطالب علیہ السلام ولما نزلت ہذہ الآیۃ اخذ بیدہ قال من کنت مولاہ

(دسویں) یہ آیت حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے جب اس کا نزول ہوا تو پیغمبر صاحب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت

---

[1] توثیق (فصول المہمہ) کشف الظنون ج ثانی صفحہ ۲۸ میں ہے (الفصول المہمۃ فی معرفۃ الائمۃ وفضلهم ومعرفۃ اولادهم ونسلهم) للشیخ نور الدین علی بن محمد بن الصباغ المالکی المکی المتوفی ۸۵۵ھ خمس وخمسین وثمانمائۃ

اللهم وال من والاه وعاد من عاداه
فلقيه عمر رضی الله عنه فقال هنيأ لك
يا ابن ابيطالب اصبحت مولائی ومولا
كل مومن ومومنة وهو قول ابن
عباس والبراء بن عازب ومحمد بن علی

مولاہ فعلی مولاہ جس کا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے
خداوندا جو علی کو دوست رکھے اُسکو دوست
رکھ اور جو علیؑ سے دشمنی رکھے اس سے دشمنی رکھ پس عمر رض
حضرت علیؑ سے ملے اور کہا کہ اے فرزند ابوطالب تمکو مبارک ہو کہ تم
تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہو روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن
عباس و براء بن عازب و محمد بن علی نے

تفسیر ثعلبی[1] الکشف والبیان قلمی کہنہ بخط عرب از کتب خانہ جناب ممتاز العلما سید تقی صاحب جنت مآب لکھنوی
ورق ۲۲۷ کے صفحہ دوم مین ہے ۔

وقال ابو جعفر محمد بن علی معناه
بلغ ما انزل اليك فی فضل علی
بن ابيطالب فلما نزلت هذه الاية
اخذ رسول الله صلی الله عليه وسلم
بيد علی من كنت مولاه فعلی مولاه
اخبرنا ابو القاسم يعقوب بن
احمد بن السرى نا ابو بكر محمد بن
عبد الله بن محمد حدثنا ابو مسلم
ابراهيم بن عبد الله الكجی نا حجاج
بن المنهال نا حماد عن علی بن زيد
عن عدی بن ثابت عن البراء
قال لما نزلنا مع رسول الله
صلی الله عليه وسلم فی حجة الوداع
كنا بغدير خم فنادى الصلوة
جامعة وكسح للنبی صلی الله عليه
وسلم تحت شجرتين فاخذ بيد علی
فقال الست اولى بالمومنين من
انفسهم قالوا بلى يا رسول الله قال

حضرت ابو جعفر محمد بن علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ
آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے معنی یہ ہین کہ
اے رسول پہونچا دو اس امر کو جو تمہارے رب نے علی بن ابی طالبؑ
کے فضل مین نازل فرمایا ہے چنانچہ جب یہ آیۃ نازل
ہوئی تو پیغمبر صاحب نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا
جسکا مین مولا ہون .... اس کا علی مولا ہے
خبر دی ہم کو ابو القاسم یعقوب بن احمد بن سری نے
کہا خبر دی ہم کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد نے
کہا خبر دی ہمکو ابو مسلم ابراہیم بن عبد اللہ کجی
نے حجاج بن منہال سے اُسنے حماد سے اُسنے علی
بن زید سے اُس نے عدی بن ثابت سے
اس نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ جب
ہم ہمراہ رسول خدا کے حجۃ الوداع سے مراجعت کرکے
مقام غدیر خم پر پہونچے تو بحکم آنحضرت الصلوۃ جامعۃ
کی ندا دی گئی اور پیغمبر صاحب کے لئے دو درختوں کے
نیچے زمین صاف کیگئی پس آنحضرت بعد نماز علی بن
ابیطالب کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے ارشاد کیا کہ ایہا الناس
کیا تم نہیں جانتے کہ مین مومنین کے لئے اُنکے نفوس
سے اولیٰ ہون سبنے کہا درحقیقت یا رسول اللہ آپ

[1] توثیق ثعلبی، مراۃ الجنان یافعی مین ہے ابو اسحق الثعلبی احمد بن محمد بن ابراہیم النیابوری المفسر المشہور کان حافظا واعظا راسا فی التفسیر والعربیۃ والدین والدیانۃ فاق تفسیرہ الکبیر صاحب التفسیر ۔

البیت اولی بکل مومن من نفسہ قالوا
بلٰی قال ھذا مولی من انا مولاہ اللھم
وال من والاہ وعاد من عاداہ
قال فلقیہ عمر فقال ھنیأ لک
یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت
مولی کل مومن ومومنۃ ....
عن ابی صالح عن ابن عباس فی قولہ
تعالیٰ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل
الیک الآیۃ قال نزلت فی علی امر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان
یبلغ فیہ فاخذ رسول اللہ صلعم
بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی
مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد
من عاداہ

ہر مومن کے لئے اُس کے نفس سے اولی ہیں تب آپ
نے ارشاد کیا کہ جس کا میں مولا ہوں اُسکا یہ علی مولا
ہے اے خدا دوست رکھو اسکو جو علی کو دوست رکھے
اور دشمن رکھو اسکو جو دشمن رکھے علی کو پس ملاقات کی
حضرت عمر نے جناب علی سے اور کہا کہ اے ابن ابیطالب
مبارک ہو تم کو کہ آج تم ہر مومن و مومنہ کے مولا ہوئے
ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیہ یا
ایہا الرسول بلغ علی بن ابیطالب کے بارے میں نازل
ہوا یعنی حکم کئے گئے رسول اللہ صلوات اللہ علیہ کہ
تبلیغ رسالت کریں جو علی کے بارے میں نازل ہوئی
ہے پس لیا رسول خدا نے دست علی علیہ السلام کو اور فرمایا
جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ الٰہی
دوست رکھو اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ
اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔

یہ تینوں حدیثیں جو محمد بن علیؑ اور برار بن عازب اور ابن عباس سے درباب تفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
الآیہ کے نقل کیگئیں بعض حضرات کا حوالہ صفحہ ما قبل میں ہے جو تفسیر کبیر فخر الدین رازی سے کہا گیا اور یہی حوالہ اُس حدیث میں بھی ہے جو تفسیر
غرائب القرآن نظام نیشاپوری سے صفحہ ۱۷۸ و ۱۷۹ میں دیا جاچکا ہے۔
اور جسمیں خاص طور سے برار بن عازب سے اسی آیہ تبلیغ و تاکید کے سلسلہ میں حدیث غدیر وارد ہے دیکھو صفحہ ۵۹ جسکو
سید علی ہمدانی نے اپنی کتاب مودۃ القربیٰ میں ذکر کیا ہے۔ امام ثعلبی نے اس حدیث برار بن عازب کو پورے اسناد سے نقل کیا ہے
جسکے اسناد میں حجاج بن منہال رواۃ حدیث سے ہے جسکا ترجمہ حاشیہ صفحہ ۲۸۸ میں مرقوم ہے جو بخاری کا شیوخ حدیث ہے جس نے
سورہ مائدہ کا مدینہ ہونا روایت کی ہے جس کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلوات اللہ علیہ نے حدیث ولایت مذکورہ کو شرح و بسط
سے ارشاد فرمایا ہے اسی حدیث میں حضرت عمر کا جناب علی علیہ السلام کے مولائیت کا عہد و پیمان مذکور ہے جو مبارکبادی کے
سلسلہ میں لیا گیا جسکے اخفا کے لئے آیہ اکمال دین کے نزول کو ۹ ذیحجہ عرفہ میں وفات سے تین مہینہ قبل لا یا گیا ہے حالانکہ حضرت
اکیاسی روز آیہ اکمال دین کے بعد زندہ رہے جسکی تفصیل آخر صفحہ ۱۰۷ تا ۱۰۸ گذر چکی۔
علاوہ اس حدیث برار بن عازب کے جسمیں واقعہ تہنیت حضرت عمر مذکور ہے خود حضرت عمر کی ذیل کی روایت سے اس امر
کا انکشاف ہوتا ہے کہ یہ واقعہ غدیر خم صرف مبارکبادی و تہنیت کا نہ تھا بلکہ صحابہ سے عموماً قریش اور حضرت عمر سے خصوصاً عہد و اقرار لیا گیا تھا
چنانچہ کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ پنجم کی یہ حدیث شاہد بین ہے۔

وعن عمر ابن الخطاب قال نصب رسول اللہ علیاً علماً فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ اللھم انت شھیدی علیھم ثم قال یعنی عمر وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح فقال لی یا عمر لقد عقد رسول اللہ لابن عمہ عقداً لایحلہ الا منافق فاحذر ان تحلہ قال عمر فقلت یا رسول اللہ انک حیث قلت فی علی کان فی جنبی شابٌ حسن الوجہ اطیب الریح وقال کذا وکذا قال النبی نعم یا عمر انہ لیس من ولد اٰدم لکنہ جبرئیل اراد ان یوکد علیکم ما قلتہ فی علی

اور عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ رسول خدا نے علی کو بطور نشان ہدایت کے نصب کیا اور ارشاد فرمایا کہ جس کسی کا کہ میں مالک و مختار ہوں علی بھی اس کا مالک و مختار ہے اے خدا جو کوئی اسکو دوست رکھے تو بھی اسکو دوست رکھ اور جو کوئی اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی کر اور چھوڑ دے اس کو جو اسے چھوڑ دے اور نصرت کر اسکی جو اسکی نصرت کرے اے میرے پروردگار تو میرا اُنپر گواہ ہے۔ عمر کہتے ہیں میرے پہلو میں ایک نوجوان نہایت خوبرو اور پاکیزہ خوشبو تھا اور اس نے مجھے کہا اے عمر البتہ رسول خدا نے اپنے چچازاد بھائی کے لئے ایک ایسی گرہ باندھی ہے کہ منافق کے سوا اسکو کوئی نہیں کھولے گا پس تو اس کے کھولنے سے ڈر تارہ حضرت عمر کا بیان ہے کہ پھر میں نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جبکہ حضور نے علی علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا تھا تو میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت پاکیزہ بو تھا اُس نے مجھ سے ایسا اور ایسا کہا۔ حضرت نے فرمایا اے عمر وہ شخص آدم کی اولاد میں سے نہیں تھا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور میرے کہنے کی تاکید کیلئے آئے تھے جو کچھ میں نے تم سے علی کے ..... حق میں کہا تھا

اسی واقعہ غدیر کے بعد رسول خدا ﷺ اسی دن زندہ رہے اور براء بن عازب کی روایت میں یوم غدیر کو پنجشنبہ تھا دیکھو صفحہ ۱۸۹ اور ابو سعید خدری کی روایت ۱۸ ذی الحجہ پنجشنبہ کیلئے دیکھو صفحہ ۲۵۲ اسی روایت میں رسول خدا کا اکمال دین اور اتمام نعمت کا شکریہ مذکور ہے لیکن حافظ ابن کثیر باوجود دو صحابہ کے روایت کرنے کے اور ۸۱ یوم حضرت کے آخر عمر کے اقرار کرنے کے دہی عرفہ جمعہ والی وضعی روایت کا روڑا اٹکائے جارہے ہیں۔

جیسا کہ تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ثالث صفحہ ۲۸۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ میں ہے۔

وقد روی ابن مردویہ من طریق ابی ھارون العبدی

روایت کی ہے ابن مردویہ نے ابو ہارون کے واسطہ ابو سعید خدری کی سند سے کہ یہ آیت

عن ابو سعید الخدری انها نزلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم غدیر خم حین قال لعلی من کنت مولاه فعلی مولاه ثم رواه عن ابی هریرة وفیه انه الیوم الثامن عشر من ذی الحجة یعنی مرجعه علیه السلام من حجة الوداع ولا یصح لا هذا ولا هذا بل الصواب الذی لا شک فیه ولا مریة انها نزلت یوم عرفة وکان یوم الجمعة۔

نازل ہوئی ہے رسول خدا پر غدیر خم کے دن جبکہ کہا تھا رسول خدا نے واسطے علی کے کہ جس کا میں مولا ہون اس کا علی مولا ہے۔ روایت کی ہے ابو ہریرہ سے اور اس روایت مین ہے کہ وہ اٹھارہوین ذیحجہ تھی یعنی جب رسولخدا حجۃ الوداع سے لوٹے تھے (ابن کثیر کہتے ہین) اور نہ یہ صحیح ہے اور نہ وہ صحیح ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ جس مین شک نہین ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے عرفہ کے دن اور وہ جمعہ کا دن تھا۔

روایت مذکورہ کو ابن کثیر نے ناقص نقل کیا ہے کیونکہ حافظ ابن مردویہ نے آیہ اکمال دین کا نزول (۱۸ ذیحجہ یوم پنجشنبہ مین) رسولخدا کے تکبیر و شکریہ کے ساتھ ابوہارون عبدی کے طریق ابوسعید خدری کی سند سے وارد کیا ہے اسی تاریخ سے اکاسی یوم کی مُدت بالکل صحیح مطابقت کرتی ہے۔

حافظ ابن مردویہ اس رتبہ کے ہین کہ ابن کثیر نے انکی مدح اپنی تفسیر جلد ثالث سورۃ النساء کے صـ۵۴۵ مین بتفسیر صلوٰۃ الخوف ان الفاظ سے کی ہے جسمین ابن مردویہ کا حافظ حدیث ہونا اور جن کے مثل ابن جریر طبری کو بھی کہا ہے وہ مضمون یہ ہے:۔

قد اجاد الحافظ ابوبکر ابن مردویه فی سرد طرقه و الفاظه وکذا ابن جریر لتحرره فی کتاب الاحکام الکبیر (یعنی حافظ ابن مردویہ نے اپنے طرق کے نظم اور الفاظ کو بہت جید کیا ہے اور اسی طرح ابن جریر بھی جسکو ہم کتاب الاحکام مین لکھین گے) اور جن کے بارے مین علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین، جسکا ترجمہ لکھا جاتا ہے اصل عبارت کسی دوسری جگہ نقل ہے:۔

"ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ حافظ ثبت علامہ سنہ ۳۲۳ھ مین پیدا ہوئے انھون نے ایک تاریخ اور تفسیر اور مسند اور المستخرج علی البخاری تصنیف کی ہے۔ امر تصنیف کو شائستگی اور اعتدال کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ رواۃ کے مبصر اور صاحب دستگاہ اور صاحب تصنیف لطیف تھے سنہ ۴۱۰ھ مین انھون نے رحلت کی"

عرفہ جمعہ کی روایت کا ابطال حدیث نمبر(۱) صفحہ ۲۸۱ سے جو اسحاق بن راہویہ و محمد بن حرب کے واسطہ ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس سے سورہ مائدہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول یوم دوشنبہ سے ہو چکا ہے۔

لیکن اب ہم پوری روایت ابوسعید خدری کی جسمین ابو ہارون عبدی واقع ہے جس مین یوم غدیر کو پنجشنبہ کا دن اور شکریہ کی عبارت ہے مع اشعار حسان بن ثابت جو عین جلسہ غدیر مین برمحل نظم کر کے پڑھی گئی لکھتے ہین کتاب مستطاب عبقات الانوار حدیث غدیر جلد ثانی ص۵۰۶ مین یہ عبارت افضل المتکلمین جناب مولوی سید حامد حسین صاحب طاب ثراہ کی ہے اما روایت ابو المؤید[۱] موفق بن احمد بن اسحاق المعروف باخطب خوارزم اشعار حسان را پس اخطب در مناقب جناب امیر المومنین علیہ السلام بعد تلاش و تفحص کثیر بعنایت رب قدیر یک نسخہ آن در ارض اقدس کربلائے معلے برخوردم و بعدان یک نسخہ اش از دہلی بتفحص بعض اعلام کرام بدست آمد گفتہ :-

اخبرنی سید الحفاظ ابو منصور شهر دار بن شیرویہ بن شهر دار الدیلمی فیما کتب الی من همدان قال اخبرنا ابو الفتح عبدوس بن عبد الله بن عبدوس الهمدانی کتابة قال حدثنا عبد الله بن اسحاق البغوی قال حدثنا الحسن بن عقیل الغنوی قال حدثنا محمد بن عبد الرحمان الذارع قال حدثنا قیس بن حفص قال حدثنی علی بن الحسین بن الحسن العبدی عن ابی هارون العبدی عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی الله علیه وسلم یوم دعا الناس الی غدیر خم امر بما کان تحت الشجرة من الشوك فقم و ذلك یوم الخمیس ثم دعا الناس الی علی فاخذ بضبعیه فرفعها حتی نظر الناس الی بیاض ابطیه ثم لم یتفرقا حتی نزلت هذه الآیة الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

خبر دی مجھکو سید الحفاظ ابو منصور شہر دار بن شیرویہ بن شہر دار دیلمی نے منجملہ اون چیزون کے جو میرے پاس شہر ہمدان سے لکھ بھیجا کہا کہ خبر دی ہمکو ابو الفتح عبدوس بن عبد اللہ بن عبدوس ہمدانی نے کتابت کی حیثیت سے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن اسحاق بغوی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن عقیل غنوی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبد الرحمن ذارع نے کہا حدیث بیان کی ہمسے قیس بن حفص نے کہا حدیث بیان کی مجھے علی بن حسین بن حسن عبدی نے ابو ہارون عبدی سے انھون نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس روز لوگونکو غدیر خم کیطرف بلایا تو حکم دیا کہ جو کچھ درختونکے نیچے کانٹے وغیرہ تھے وہ صاف کر دیے گئے اور یہ پنجشنبہ کے دن ہوا بعد اسکے آپ نے لوگون کو علی کیطرف دعوت کی اور انکا شانہ پکڑ کے بلند کیا اسقدر کہ لوگون نے آپکے بغل کی سفیدی شاہدہ کی بعد اسکے لوگ ابھی متفرق نہین ہوئے تھے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی

---

[۱] توثیق (ابو المؤید خوارزمی) کشف الظنون مین بعد ذکر اختصار اسمٰعیل بن عیسی اوغانی جامع مسانید خوارزمی کے ہے واختصره ایضا الامام ابو البقا احمد بن ابی الضیا محمد القرشی العدوانی المکی ۔۔۔ فهذا المختصر مسند الامام الاعظم الذی جمعه الامام ابو المؤید للخوارزمی بحذف الاسانید ۔۔۔ وسمیته المستند فی مختصر المسند اور کشف الظنون بحرف المیم مین ہے ۔ مناقب علی بن ابیطالب للامام احمد بن حنبل ذکرها فی فضائل العشرة ولابی المؤید موفق بن احمد الخوارزمی المتوفی سنہ ۵۶۸ھ

فقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم الله اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی بن ابیطالب ثم اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ فقال حسان بن ثابت یا رسول الله ائذن لی ان اقول ابیاتاً قال قل علی برکۃ الله تعالےٰ فقال حسان بن ثابت یا معشر مشیخۃ قریش اسمعوا شہادۃ رسول الله صلی الله علیہ وسلم

پس فرمایا رسولخدا نے کہ الله اکبر اوپر کامل کرنے دین کے اور تمام کرنے نعمت کے اور راضی ہونے پروردگار کے ساتھ میری رسالت اور علی ابن ابیطالب کی ولایت کے بعد اسکے فرمایا کہ بارخدایا دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو اور مدد کر تو اس شخص کی جو مدد کرے اسکی اور چھوڑ دے اس شخص کو جو چھوڑ دے اسکو پس حسان بن ثابت نے کہا کہ رسولخدا مجھکو اجازت دیجئے کہ مین اشعار کہون آپنے فرمایا اوپر برکت الله تعالے کے پس کہا حسان بن ثابت نے کہ اے گروہ بندگان قریش سنو تم گواہی کو رسول خدا کی۔

ابیات

ینادیھم یوم الغدیر نبیّھم
ندا کرتے تھے اُنلوگون کو بروز غدیر اُنکے نبی

بخم واسمع بالرسول منادیا
مقام خم مین اور کسقدر قابل سننے کے ہی رسول جبکہ ندا کرنیوالے ہون

بانی مولاکم نعم ولیکم
ساتھ اس بات کے کہ تحقیق مین مولا تمہارا ہون اور ولی تمہارا ہون

فقالوا ولم یبدوا ھناک التعامیا
پس اُنلوگون نے کہا ایسی حالتمین کوئی ایسی بات جو واقف ظاہر نہین ہوئی تھی

الھک مولانا وانت ولینا
کہ اے نبی ترا معبود ہمارا مولیٰ ہے اور تو ہمارا ولی ہے

فلا تجدن فی الخلق للامر عاصیا
پس نہ پائیگا تو خلق مین درمیان اس امر کے کسی شخص کو نافرمان

فقال لہ قم یا علی فاننی رضیتک
پس فرمایا رسولخدا نے کہ اُٹھ اے علی کہ تحقیق مین نے پسند کیا تجھکو

من بعدی اماماً وھادیا
اپنے بعد امام اور ھادی

ص ۲۹۵ کی روایت ابن مردویہ کی مخرجہ ابوہارون عبدی کے طریق ابوسعید خدری کے سند کی جسکو حافظ ابن کثیر نے نہایت مختصر الفاظ مین لکھا تھا اس کی تائید و تفصیل مناقب اخطب خوارزم سے ہوگئی جسمین یوم غدیر کو پنجشنبہ کا دن اور عبارت شکریہ اکمال دین و اتمام نعمت مذکور ہے نیز اشعار حسان بن ثابت سے رسول خدا کے بعد جناب علی علیہ السلام کا ولی اور امام اور ہادی ہونا حاضرین صحابہ کے مواجہہ مین روز روشن کیطرح ظاہر و عیان ہو چکا ہے اور دوسری حدیث ابن مردویہ کی مخرجہ ابوہریرہ کے سند کی جسمین تاریخ ۱۸ ذالحجہ کو واقعہ غدیر خم مذکور ہے اسکے اول اخراج کنندہ حافظ ابن مردویہ انکے بعد ابوبکر احمد بن ثابت خطیب بغدادی ہین۔ (دیکھو ص ۲۱۹) ان ہر دو حفاظ کی

کی روایت سے حدیث ولایت و نزول آیۂ اکمال دین جو ابن عباس کی حضرت کے آخر عمر کی اکیاشی دن والی روایت کے مطابقت مین ہے بالکل صحیح ہے۔ پس ابن کثیر یا دیگر حضرات کی تاویل ہرگز سماعت پذیر نہین ہوسکتی۔

جب یہ امر کما حقہ ثابت ہوگیا کہ کل سورۂ مائدہ جس مین آیۂ تبلیغ وتاکید۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الایۃ یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ کے دن نازل ہوا اور یہ واقعہ دوپہر سے پہلے گذرا کیونکہ رسول خدا نے ظہر کی نماز بمقام غدیر خم ادا فرمائی جب حضرت تبلیغ و رسالت سے فارغ ہوچکے تو آخر دن مین آیۂ اکمال دین نازل ہو اجیسا کہ اوپر گذرا۔

لیکن جسقدر اہتمام و انتظام اور مجمع عام جناب ختم المرسلین نے مقام غدیر خم مین تبلیغ حکم الہی کے لئے فرمایا ثابت نہین ہوتا کہ ابتداے بعثت سے آخر ایام رسالت یعنی زمانہ انتقال و رحلت تک کسی حکم کی تبلیغ کی بابت اسقدر اہتمام فرمایا ہو جس سے صریح ثابت ہوگیا کہ یہ حکم جمیع احکام شرعیہ سے اہم و اشد ضروری تھا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی حکم جمیع احکام شرعیہ سے زیادہ ضروری اور اہم نہین ہوسکتا سوا ے تقرر و تعین حاکم کے کیونکہ اقامت جمیع احکام شرعیہ اس سے متعلق ہوتی ہے اور بعد رسول وہی حاکم و قائم مقام رسول اور امام امت ہے۔ پس ثابت ہوگیا کہ یہ حکم آیۂ تبلیغ و تاکید کا تبلیغ خلافت و امامت شاہ ولایت کا تھا۔

اب رہا اہتمام و انتظام اسپر چند واقعات دلالت کرتے ہین جسکے لئے یہ دو امر خاصکر قابل توجہ ہین۔

اوّل جب آپ حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر چودہ ذی الحجہ کی صبح کو روانہ ہوئے تو پانچوین دن ۱۸ ذیحجہ کو قریب جحفہ (امین مکہ و مدینہ) پہونچے جہان سورہ مائدہ اور آیہ تبلیغ و تاکید کا نزول بحالت سواری ناقہ پر ہوا تو رسول خدا کو وہین اترنا پڑا یہان سے ۳-۴ میل پر غدیر خم کا وسیع میدان ہے حضرت نے آگے گئے ہوئے قافلہ کو واپس بلوایا اور آتے ہوئے قافلہ کا انتظار فرمایا جس کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کی تھی جو کوسون کے گرد ے مین قیام پذیر ہوئی۔

چنانچہ تذکرہ[1] خواص الامۃ فی معرفۃ الائمہ سبط ابن جوزی مین ہے:۔

اتفق علماء السیر علی ان الغدیر کانت بعد رجوع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع فی الثامن عشر من ذی الحجہ جمع الصحابۃ وکانوا مائۃ وعشرین الفاً وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث نص صلی اللہ علیہ وسلم علی ذلک بصریح العبارۃ دون التلویح والاشارۃ

یعنی اتفاق کیا ہے علماء سیر نے اس بات پر کہ قصہ غدیر کا جناب رسول خدا کے حج آخری سے مراجعت کرنیکے بعد ہوا تھا اٹھارہوین ذیحجہ مین آپنے جمع کیا صحابہ کو اور وہ ایک لاکھ بیس ہزار[۱۲۰۰۰۰] تھے اور فرمایا جس کا مین مولا ہون اس کا علی مولا ہے۔ نص کردی جناب رسول خدا نے ساتھ صریح عبارت کے کچھ کنایہ و اشارہ نہین کیا۔

[1] توثیق (تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی) تاریخ ابن الوردی مین ہے:۔ "وفی ۶۵۴ھ توفی الشیخ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی واعظ فاضل لہ مرآۃ الزمان تاریخ جامع ولہ تذکرۃ الخواص من الامۃ فی مناقب الائمۃ"

ثانیاً ۔ یہ مقام نہایت گرم تھا نیز اُس روز بہت شدت کی گرمی تھی جسکے ثبوت میں یہ حدیث مستدرک (علی الصحیحین) حاکم سے نقل کیجاتی ہے (از عبقات الانوار حدیث غدیر جلد ثانی صفحہ ۱۹۰)

اخبرنی محمد بن علے الشیبانی بالکوفۃ
ثنا احمد بن حازم الغفاری ثنا
ابو نعیم ثنا کامل ابو العلا قال
سمعت حبیب بن ابی ثابت یخبر
عن یحیی بن جعدۃ عن زید بن
ارقم رضی اللہ عنہ قال خرجنا
مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
حتی انتہینا الی غدیر خُمّ فامر
بدوح فکسح فی یوم ما اتی علینا
یوم کان اشد حرًا منہ فحمد اللہ
واثنی علیہ وقال ایہا الناس
انہ لم یبعث نبی قط الا عاش
نصف ما عاش الذی کان قبلہ
وانی اوشک ان ادعی فاجیب
وانی تارک فیکم ما لن تضلوا
بعدہ کتاب اللہ عز وجل ثم قام
فاخذ بید علے رضی اللہ عنہ فقال
یا ایہا الناس من اولی بکم من
انفسکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم
قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ھذا
حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ

خبر دی ہم کو محمد بن علی شیبانی نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے احمد بن حازم غفاری نے کہا حدیث کی ہم سے
ابو نعیم نے کہا حدیث کی ہم سے کامل ابو العلا نے کہا
انھوں نے کہ سنا میں نے حبیب بن ابی ثابت سے کہ
خبر دی اسکو یحیی بن جعدہ نے زید بن ارقم سے وہ
کہتے ہیں کہ ہم رسول خدا کے ساتھ باہر نکلے یہانتک
کہ غدیر خم میں پہونچے۔ پس آپ کے حکم سے درختوں
کے نیچے جھاڑو دیگئی ایسے دن میں کہ اُس
سے زیادہ گرمی کی شدت کا کوئی دن ہمارے
اوپر نہیں آیا پس آپ حمد و ثنائے الہی بجا
لائے اور فرمایا اے گروہ مردم کوئی نبی
نہیں مبعوث ہوا ہے مگر یہ کہ اس نے اپنے
نبی سابق سے نصف عمر پائی ہے اور قریب
ہے کہ میں آخرت کیطرف بلایا جاؤں پس جانا قبول
کروں اور میں تملوگوں میں ایسی چیز چھوڑتا ہوں کہ
تم لوگ اسکے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ کتاب اللہ
کی ہے بعد اسکے آپ کھڑے ہوئے اور علی کا ہاتھ پکڑا
اور فرمایا کہ اے گروہ مردم کون ہے اولی ساتھ تمہارے
تمہاری جانوں سے سب نے جواب دیا کہ اللہ اور اسکا
رسول اسبات کو زیادہ جانتا ہے آپ نے فرمایا کہ
کہ میں جسکا مولا ہوں بس اسکا علی مولا ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور نہیں اخراج کیا اسکو
([illegible])

واضح ہو کہ ترمذی نے اپنے صحیح میں حدیث ولایت (غدیر خم والی) نقل کی ہے جو صفحہ ۲۵۰ نمبر ۱۳ صحیح ترمذی میں
درج ہے اسمیں میمون ابی عبداللہ کے طریق سے زید بن ارقم کی حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے چونکہ اس حدیث کو ابن جریر طبری
نے بھی اخراج کی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ وہ یہاں لکھی جائے اور صحیح ترمذی میں مقام غدیر خم کا ذکر نہیں کیا گیا اور
اس حدیث میں مقام غدیر خم مذکور ہے اسیوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جامع ترمذی نے محض حوالہ پر اس حدیث (غدیر) کو

ٹالا ہے کیونکہ اُس میں صرف من کنت مولاہ فعلی مولاہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔

چنانچہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۰ مطبوعہ حیدرآباد ۱۳۱۵ھ میں ہے :-

عن میمون ابی عبد الله قال کنت عند زید بن ارقم فجاء رجل فسأل عن علی فقال کنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی سفر بین مکة والمدینة فنزلنا مکاناً یقال له غدیر خم فاذن الصلوة جامعة فاجتمع الناس فحمد الله واثنی علیه ثم قال ایها الناس الست اولی بکل مومن من نفسه قلنا بلی یا رسول الله نحن نشهد انك اولی بکل مومن من نفسه قال فان من کنت مولاه فهذا مولاه واخذ بید علی ولا اعلمه الا قال اللهم وال من والاه وعاد من عاداه (ابن جریر)

ابن جریر نے میمون ابی عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ میں زید بن ارقم کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور اُسنے علیؑ کے متعلق سوال کیا زید بن ارقم نے کہا کہ ہم رسول خدا کے ہمراہ درمیان مکہ و مدینہ کے سفر میں تھے پس ہم لوگ ایک مقام پر اترے جسکو غدیر خم کہا جاتا ہے پس اعلان کیا گیا کہ یہاں نماز جماعت ہوگی۔ پس لوگ مجتمع ہوئے (بعد نماز) حضرت نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ اے گروہ مردم کیا میں ہر مومن کیلئے اُنکے نفس سے اولیٰ نہیں ہوں ہم سب نے کہا یا رسول اللہ ضرور آپ اولیٰ ہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ہر مومن کے لئے اُنکے نفس سے زیادہ اولیٰ ہیں۔ فرمایا حضرتؐ نے پس جس کسی کا میں مولا ہوں اسکے یہ (علی) مولا ہیں اور دست مبارک علی علیہ السلام کا اپنے ہاتھ میں لیا اور میں کچھ نہیں جانتا کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی سے دشمنی رکھے۔

حدیث غدیر اتنی بڑی اور مشہور حدیثوں سے ہے کہ ابن جریر طبری نے دو جلدیں مرتب کی ہیں جیسا کہ تاریخ ابن کثیر سے صفحہ ۲۷۶ میں گذرا۔ جسکو انھوں نے پچھتر طریقوں سے اخراج کی ہے۔

چنانچہ امام قندوزی اپنے ینابیع المودۃ کے صفحہ ۳۶ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۱ھ میں لکھتے ہیں :-

وفی المناقب اخرج ابن جریر الطبری صاحب التاریخ خبر غدیر خم من خمس وسبعین طریقاً وافرد له کتاباً سماه کتاب الولایة

مناقب میں ابن جریر طبری صاحب تاریخ نے حدیث غدیر خم کو پچھتر طریقوں سے اخراج کی ہے اور اس کو مستقل کتاب میں جمع کیا نام اسکا کتاب الولایت رکھا

اور علامہ محمد بن اسمٰعیل امیر صنعانی اپنی کتاب روضة الندیة شرح تحفة العلویة صفحہ ۶۷ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۲۲ھ میں فرماتے ہیں :-

وحدیث الغدیر متواتر عند اکثر

حدیث غدیر اکثر ائمہ حدیث کے نزدیک متواتر ہے

ائمة الحديث قال الحافظ الذهبي في تذكرة الحفاظ في ترجمة الطبري من كنت مولاه فعلي مولاه الف محمد بن جرير فيه كتابا قال الذهبي وقفت عليه فاندهشت لكثرة طرقه انتهى۔

حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذکر ابن جریر طبری فرماتے ہیں کہ محمد بن جریر نے ایک مستقل کتاب حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے طرق میں تالیف کی ذہبی کہتے ہیں میں نے اُس کتاب کو دیکھا تو حدیث غدیر کی کثرت طرق پر نظر کرکے میرے ہوش اُڑ گئے۔

اب ہم حدیث غدیر کو ابن جریر طبری کی مخرجہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹ مطبوعہ نظامیہ حیدرآباد سے لکھتے ہیں۔ یہ وہی مستند اور صحیح حدیث ہے جسکو امام نسائی نے محمد بن المثنی کی سند سے اخراج کی ہے ہم نے صفحہ ۲۷۳ میں نقل کیا ہے۔ چونکہ ابن جریر طبری بھی ابن المثنی سے روایت کرتے ہیں اس سے یہ حدیث ذیل انہیں ابن المثنی کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث کے الفاظ وہی ہیں جو امام نسائی کے روایت میں ہیں:۔

(مسند زيد بن ارقم) عن ابي الطفيل عامر بن واثلة قال لما رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم من حجة الوداع فنزل غدير خم امر بدوحات فقممن ثم قام فقال كان قد دعيت فاجبت اني قد تركت فيكم الثقلين احدهما اكبر من الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض وعترتي اهلبيتي فانظروا كيف تخلفوني فيهما فانهما لن يتفرقا حتى يردا علي الحوض ثم قال ان الله مولاي وانا ولي كل مومن ثم اخذ بيده علي فقال من كنت وليه فعلي وليه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فقلت لزيد انت سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما كان في الدوحات احد الا راه بعينيه وسمعه باذنيه (ابن جرير)

ابوالطفیل نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب مراجعت کی رسولخدا نے حجۃ الوداع سے اور نازل ہوئے غدیر خم میں تو حکم دیا پس درختوں کے نیچے صاف کیا گیا بعد اسکے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ گویا میں بلایا گیا ہوں پس میں نے جانا قبول کیا ہے تحقیق میں نے چھوڑا ہے تم میں دو گرانقدر چیزیں جنکو ایک ان میں سے بڑی ہے دوسری سے کتاب خدا کی ہے جو ایک رسی ہے لٹکی ہوئی آسمان سے زمین تک اور عترت میری جو میرے اہلبیت ہیں پس دیکھو کہ کیا کروگے تم لوگ میرے بعد ان دونوں کے حق میں پس تحقیق وہ دونوں ہرگز نہ جدا ہونگے ایک دوسرے سے یہانتک کہ وارد ہوں میرے پاس حوض (کوثر) پر بعدہ ارشاد فرمایا کہ تحقیق اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں بعد اسکے علی کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ جسکا میں ولی ہوں پس علی اسکا ولی ہے بارخدایا دوست رکھ اس شخص کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو ابوالطفیل کہتے ہیں کہ میں نے زید کو کہا کہ تم نے رسولخدا سے سنا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ کوئی شخص درختوں کے گرد ایسا نہیں تھا کہ جس نے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو اور اپنے کانوں سے نہ سنا ہو۔

یہ حدیث بہمہ وجوہ مطابق ہے اس حدیث کے کہ جو ہم نے خصائص نسائی سے ابن المثنی کی مخرجہ نقل کی ہے البتہ لفظ کتاب اللہ اور عترتی اہلبیتی کے درمیان حبل ممدود من السماء الی الارض۔ اس حدیث مخرجہ ابن جریر میں زاید ہے جو دیگر حدیثون مین یہ فقرہ وارد ہے غرضیکہ اس حدیث کی نقل سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

فائدہ اول یہ ہے کہ زید بن ارقم نے حدیث ثقلین اور حدیث ولایت کو مقام غدیر مین ایک ساتھ بیان کیا ہے۔

فائدہ ثانیہ یہ ہے کہ جناب رسول خدا نے اپنے بعد جس طرح قران کے باب مین وصیت کی ہے اسی طرح اپنی عترت کے باب مین وصیت کی ہے اور ایک دوسرے مین کچھ فرق نہین کیا۔

فائدہ ثالثہ یہ ہے کہ عبارت حدیث سے معلوم ہوا کہ مولیٰ اور ولی کے اس حدیث مین ایک ہی معنی ہین جن معنون مین کہ اللہ جل شانہٗ جناب رسول خدا کا مولی ہے انھین معنون مین جناب رسولخدا ہر مومن کے ولی ہین اور جن معنون مین کہ جناب رسول خدا ہر مومن کے ولی ہین انھین معنون مین حضرت علی ہر مومن کے ولی ہین۔ اس سبب کہ لفظ حدیث مین کوئی فارق نہین ہے پس اس بات سے ثابت ہو گیا کہ سوائے اولیٰ بالتصرف کے اور کوئی معنی لفظ مولی اور ولی کے اس حدیث مین مراد نہین ہو سکتے۔ پس خدا کیجانب جو اس لفظ کی نسبت ہے اس سے مراد الوہیت ہے اور جناب رسول خدا کے اوپر جو اس لفظ کا اطلاق ہے اس سے مراد نبوت ہے اور حضرت علی کے اوپر جو اس لفظ کا اطلاق ہے اس سے مراد امامت ہے اس سبب کہ سوا اللہ اور اسکے رسول اور امام کے جو نائب رسول ہو اور کوئی شخص مومنین کیلئے اولی بالتصرف نہین ہو سکتا۔

فائدہ رابعہ یہ ہے کہ خود زید بن ارقم کے قول سے معلوم ہوا کہ مقام غدیر خم مین جس قدر لوگ موجود تھے جناب رسولخدا و جناب علی کو اپنی انکھون سے دیکھا اور اس حدیث مبارک کو اپنے کانون سے سنا۔

فائدہ خامسہ یہ ہے کہ ابو طفیل صحابی کا زید بن ارقم سے بنظر استعظام یہ سوال کرنا کہ کیا واقعی رسول اللہ نے مقام غدیر مین ایسا ایسا ارشاد کیا ہے، صریح ثابت کرتا ہے کہ خطبۂ غدیر خم قطعیت کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کے اولی بالتصرف ہونے پر یعنی خلافت و امامت پر ناطق ہے۔

اور اس اولیٰ بالتصرف کے معنی کی وہ حدیث تصریح کرتی ہے جسکو عبد القادر ابن المحب طبری نے کتاب حسن السیرۃ فی حسن السریرۃ[1] مین اور سید علی ہمدانی نے اپنے مودۃ القربیٰ کے مودۃ خامسہ کی پہلی حدیث مین وارد کیا ہے آخر اس روایت طویلہ کا یہ ہے:۔

فقال الست اولی بکم من انفسکم امرکم وانہاکم وما لکم علی امر ولا نہی قالوا بلی یا رسول اللہ فقال من کان اللہ وانا مولاہ فہذا علی مولاہ یامرکم وینہاکم وما لکم علیہ امر ولا نہی الحدیث

فرمایا رسول خدا نے کہ آیا مین نہین ہون اولی بتصرف تم سب پر تمہارے نفسون سے مین حکم کرتا ہون تم سب پر اور مین نہی کرتا ہون

---

[1] توثیق (حسن السریرہ) کتاب وسیلۃ المآل احمد بن الفضل بن محمد باکثیر کے صدر کتاب مین ہے:۔ وکتاب حسن السریرۃ فی حسن السیرۃ لصاحبنا وعمدتنا سیبویہ زمانہ معزد وقتہ واوانہ محقق العصر نادر الدھر خلاصۃ ذوی الفخر الغنی عن الاطناب بعد الالقاب والصفات بما خصہ اللہ تعالی بہ من نعوت الکمال وجزیل الھبات مولانا الامام العلامۃ عبد القادر بن محمد الطبری الحسینی الخطیب لامام بالمسجد الحرام۔

تم پر اور تم کو کوئی حکومت مجبور نہیں ہے نہ امر اور نہ نہی رہنے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ پس فرمایا حضرت نے جس شخص کا خدا اور میں مولیٰ اور ولی امر ہوں پس یہ علی ہیں مولیٰ اور ولی امر اسکے حکم کریں گے علی تم سب پر اور نہی کریں گے تم سب پر اور کوئی حکومت تم کو نہیں ہے علی پر نہ حکومت امر اور نہ منصب نہی۔

مؤیدات

حدیث زید بن ارقم مخرجہ حاکم جو شرط صحیحین کے مطابق ہے جسکو ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صفحہ ۲۹۳ مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی سنہ ۱۲۸۶ھ سے نقل کی جاتی ہے:۔

اخرج الحاکم من طریق سلیمان الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم امر بدوحات فقمن قال کانی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللہ تعالیٰ وعترتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ عز وجل مولائی وانا ولی کل مومن ثم اخذ بید علیؓ فقال من کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وذکر الحدیث بطولہ واخرج الحاکم من طریق سلمۃ بن کھیل عن ابیہ عن ابی الطفیل انہ سمع زید بن ارقم یقول نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین مکۃ والمدینۃ عند سمرات خمس دوحات عظام فکنس الناس ما تحت الشجرات

حاکم نے اعمش کے واسطہ حبیب بن ابی ثابت سے اُنسے ابو الطفیل صحابی سے انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جب رسول خدا نے حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور غدیر خم میں وارد ہوئے تو حکم دیا کہ درختوں کے نیچے صاف کیا گیا۔ فرمایا کہ گویا میں بلایا گیا ہوں۔ پس میں نے جانا قبول کیا ہے تحقیق میں نے تم میں دو چیزیں گرانقدر چھوڑی ہیں ایک انہیں کی بڑی ہے دوسرے سے کتاب خدا کی اور عترت میری پس دیکھو کہ کیا کرو گے تم میرے بعد ان دونوں کے حق میں پس تحقیق وہ دونوں ہرگز جدا نہوں گے ایک دوسرے سے یہانتک کہ وارد ہوں میرے پاس حوض کوثر پر۔ بعد اسکے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرا مولیٰ ہے اور میں ولی ہوں ہر مومن کا۔ بعد اسکے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں جسکا ولی ہوں پس یہ علی بھی اسکا ولی ہے۔ بارخدایا دوست رکھ اس شخص کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو اور ذکر کیا راوی نے تمام حدیث کو

اور حاکم نے طریق سلمہ بن کہیل سے اُنے اپنے باپ سے انے ابو طفیل سے روایت کی ہے اُنے زید بن ارقم سے سنا کہ کہا انہوں نے کہ نازل ہوئے رسول خدا درمیان مکہ اور مدینہ کے سمرہ کے درختوں کے پاس جو پانچ بڑے درخت تھے پس لوگوں نے زیر درختان مذکورہ جھاڑو دی پھر قیام کیا

ثم راح رسول الله صلی الله علیہ وسلم	رسولخدا نے اسی جگہ پس نماز پڑھی بعد اسکے کھڑے ہوئے آپ
عشیتہ فصلی ثم قام خطیبا فحمد الله	درانحالیکہ خطبہ ارشاد فرماتے تھے پس حمد و ثنائے الٰہی بجالائے اور
واثنی علیہ و ذکر و وعظ فقال	نصیحت و وعظ کی اور کہا کہ جو کچھ کہ خدا نے چاہا کہ آپ کہیں بعد
ماشاء الله ان یقول ثم قال	اسکے فرمایا کہ اے گروہ مردم میں تم میں چھوڑنے والا ہوں
ایھا الناس انی تارک فیکم امرین	دو امر کہ ہرگز نہ گمراہ ہوگے تم اگر پیروی کروگے اُن دونوں کی
لن تضلوا ان اتبعتموھما وھما	اور وہ دونوں کتاب خدا اور میری عترت ہیں جو میرے اہلبیت
کتاب الله واھل بیتی عترتی ثم	ہیں بعد اسکے تین مرتبہ ان لفظونکی تکرار فرمائی کہ آیا جانتے ہو
قال اتعلمون انی اولیٰ بالمومنین	تم لوگ کہ تحقیق میں اولیٰ ہوں ساتھ مومنوں کے انکے نفسوں سے
من انفسھم ثلاث مرات قال نعم	سب نے کہا ہاں جانتے ہیں۔
فقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم	پس فرمایا رسول خدا نے کہ جس شخص کا میں مولا ہوں
من کنت مولاہ فعلی مولاہ	اُس کا علی مولا ہے۔

انتباہ واضح ہو کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حاکم کی اخراج کردہ حدیث اوّل کے بعد اور حدیث ثانیہ کے درمیان کی عبارت ترک کردی ہے چنانچہ اصل حدیث مستدرک حاکم میں لفظ (وذکر الحدیث بطولہ) کے بعد یہ عبارت ہے: ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ بطولہ شاھدہ حدیث سلمۃ بن کھیل عن ابی الطفیل ایضا صحیح علی شرطھما۔

اور ذکر کیا راوی نے ساتھ طول اُسکی کے، حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے شرط شیخین (بخاری و مسلم) پر اور نہیں اخراج کیا انھیں دونوں نے اس حدیث کو (یعنی بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو اپنے اپنے صحیح میں درج نہیں کیا) ساتھ اسکے طول کے شاہد اسکی حدیث سلمہ بن کہیل کی ہے کہ اُس نے بھی ابو طفیل سے روایت کی ہے اور وہ بھی صحیح ہے شرط شیخین پر اور وہ دوسری حدیث وہی ہے جسکو سلمہ بن کہیل نے اپنے باپ کے واسطہ ابوطفیل سے اُنھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے۔

اس حدیث منقولہ میں جو حدیث اوّل ہے وہ بہمہ وجوہ موافق ہے اس روایت سے کہ جو میں نے کنز العمال جلد ۲ کے صفحہ ۳۹۰ سے ابن جریر کی مخرجہ نقل کی ہے۔ پس جو فوائد اس حدیث کے نقل کے بعد میں نے لکھے ہیں وہی اس سے بھی حاصل ہیں اور اسکے علاوہ چند فوائد اور اس کے نقل سے حاصل ہوئے۔

فائدہ اوّل یہ کہ اُس روایت کی اس روایت سے تاکید و تشئید ہوگئی اور یہ دونوں ایک دوسرے کے تصحیح کی شاہد ہیں

فائدہ دوم بعد اس حدیث کے جو حاکم کی عبارت ہے اس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور جو شرائط بخاری اور مسلم نے استخراج حدیث کی مقرر کیے ہیں وہ سب اسمیں موجود ہیں لیکن ان دونوں نے اس حدیث کو اپنے نقطہ نظر کے خلاف تصور کرکے ایسی صحیح اور متواتر حدیث کو درج کرنے سے گریز کیا ہے البتہ شیخ مسلم صاحب (صحیح) نے جنکی صحیح کو بعض حضرات صحیح بخاری پر ترجیح دیتے ہیں اُنھوں نے زید بن ارقم کی حدیث مقام غدیر خم یا بین مکہ و مدینہ کی صرف حدیث ثقلین ناقص و ناتمام بیان کی ہے اور

حدیث ولایت کو جسکے اعلان کے لئے یہ اہتمام و انتظام اور کثرت ازدحام صحابہ جنکی تعداد سوا لاکھ تک ثابت ہوچکی ہے اور جس کے لئے خداوند عزوجل نے آیہ تبلیغ و تاکید کو اپنے رسول پر نازل فرمایا اور باوصف اسکے کہ انھین شیخ مسلم صاحب کے شیخ حدیث ابن المثنی جو زید بن ارقم سے حدیث ثقلین کے ساتھ ساتھ بیک نت حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث کے راوی ہین مع دیگر الفاظ مخصوصہ عترتی اہلبیتی وغیرہ کے شیخ مسلم صاحب حدیث غدیر خم کو حذف و اسقاط کر گئے ۔

فائدہ سوم یہ کہ حاکم نے اس حدیث طویلہ کا ذکر تو کیا مگر کچھ عبارت طولانی نقل نہین کی صرف چند الفاظ حدیث پر اکتفا کی

فائدہ چہارم ۔ یہ کہ حاکم نے اس حدیث شریف کے تصحیح پر اکتفا نہین کی بلکہ اسکی صحت پر ایک دوسری حدیث انھین ابو طفیل و زید بن ارقم صحابی کی شاہد بھی لائے ہین اور اسکو بھی کہاہے کہ یہ بھی صحیح ہے شرط شیخین پر ۔

فائدہ پنجم یہ کہ اس دوسری روایت زید بن ارقم مین جو شاہد ہے اس مین لفظ ثقلین کی جگہ امرین ہے جو "لن تضلوا" کے ساتھ ہے جسکی مؤید وہ حدیث مخرجہ ابو سعید خدری ہے جسکو امام احمد اور ابن سعد کاتب واقدی نے لفظ "لن تضلوا بعدی امرین الخ" سے اخراج کی ہے دیکھو صفحہ ۱۵۳ ۔

جب یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ غدیر خم کے خطبہ مین رسول خدا نے حدیث ثقلین و امرین و حدیث ولایت کو ایک ہی بیان فرمایاہے اور حدیث ثقلین و امرین مین لفظ بعدی بھی وارد ہے جیسا کہ اوپر ابو سعید خدری کی روایت سے حوالہ دیا گیا لہذا ذیل کی روایت سے لفظ بعدی کا حدیث ولایت مین وارد ہونا ثابت کیا جاتاہے ۔

چنانچہ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ بدایۃ والنہایۃ ورق ۲۴۰ (واقع کتب خانہ بانکی پور پٹنہ) مین زیر حدیث غدیر مخرجہ ابن ماجہ عن براء بن عازب و کذلک رواہ عبد الرزاق عن معمر عن علی بن زید بن جدعان عن عدی عن البراء پر ختم کی ہے اسکی پوری حدیث عبقات الانوار جلد ثانی حدیث غدیر حصہ اول صفحہ ۷۵ سے لکھی جاتی ہے اور جسکی ابتدا مین یہ عبارت مرقوم ہے ۔

اما روایت معمر بن راشد حدیث غدیر را پس حافظ عماد الدین اسمعیل بن عمر الدمشقی المشتہر بابن کثیر در تاریخ خود در بیان طرق حدیث غدیر گفتہ ۔

قال عبد الرزاق[1] انا معمر[2] عن علی بن زید بن جدعان عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب قال نزلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند غدیر خم فبعث منادیا

عبد الرزاق نے معمر سے انھون نے علی بن زید بن جدعان سے انھون نے عدی بن ثابت سے انھون نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ ہم اترے ساتھ رسول خدا کے نزدیک غدیر خم کے ۔

---

[1] وثیق عبد الرزاق) شبلی صاحب سیرۃ النبی مین لکھتے ہین عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری ثقات محدثین مین انکا شمار ہے نزاع مین کسی قدر تشیع تھا ابن معین کہتے ہین کہ عبد الرزاق مرتد ہوجائے تب بھی ہم اس سے روایت حدیث ترک نہین کر سکتے ۔

[2] وثیق (معمر) تاریخ دول الاسلام ذہبی مین وقائع سنہ ثلاث وخمسین ومائۃ کہاہے ۔ و شیخ الیمن معمر بن راشد الازدی البصری کان من اوعیۃ العلم وصنف التصانیف ۔

ینادی فلما اجتمعنا قال الست اولی
بکم من ابائکم قلنا بلیٰ یا رسول
الله قال الستُ الستُ قلنا بلیٰ یا
رسول الله قال من کنت مولاہ فان
علیًا بعدی مولاہ اللھم وال من
والاہ وعاد من عاداہ فقال عمر
بن الخطاب ھنیئًا لک یا ابن ابیطالب
اصبحت الیوم[1] ولی کل مومن

پس آپ نے ایک منادی کو مقرر کیا کہ ندا کرے پس ہم لوگ جمع
ہوئے تو فرمایا کہ کیا نہیں ہوں میں اولیٰ ساتھ تمہارے تمہارے باپ
بیٹے کہا کیوں نہیں یا رسول خدا آپ ایسے ہی ہیں انکو رسول خدا نے مکرر
ارشاد فرمایا اور ہم نے تصدیق کی فرمایا کہ جس شخص کا میں مولا ہوں پس
تحقیق علی بھی بعد میرے اُس شخص کا مولیٰ ہے۔ بارخدایا دوست رکھ
تو اُس شخص کو کہ جو انکو دوست رکھے اور دشمن رکھ تو اُس شخص کو کہ
جو انکو دشمن رکھے پس کہا عمر بن خطاب نے کہ مبارک ہو آپ کو اے
بیٹے ابوطالب کے کہ آج کے روز آپ ہر مومن کے ولی ہوئے

حدیث مذکورہ میں حضرت عمر نے جناب امیرؑ کو لفظ ولی سے مبارکباد دی ہے۔ اسی لفظ ولی سے ابوبکر اور عمر دونوں نے اپنے اپنے تئیں ولی رسول اللہ کہکر خلیفہ رسول بتایا تھا اور اسی لفظ ولی سے اظہار خلافت ہر ایک نے اپنا اپنا کیا تھا چنانچہ صحیح مسلم جلد ثانی صہ ۹۱ مطبوعہ دہلی میں بمقام منازعہ حضرت عباس و علی مرتضیٰ مرقوم ہے:۔ قال عمر فلما توفی رسولُ الله قال ابوبکر انا ولی رسول الله فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک و یطلب ھذا میراث امرأتہ من ابیھا فقال ابوبکر قال رسول الله ما نورث ما ترکناہ صدقۃ فرایتماہ کاذبًا اثمًا غادرًا خائنًا والله یعلم انہ صادق بار راشد تابع للحق فلما توفی ابوبکر و انا ولی رسول الله و ولی ابوبکر فرایتمانی کاذبًا

[1] اس حدیث میں حضرت عمر نے جو لفظ الیوم ولی کل مومن فرمایا ہے یہ وہی الیوم ہے جو آیہ جلیلہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا میں وارد ہے۔ اسی ولایت کے عہد و پیمان کے بعد جو حضرت ابوبکر اور عمر اور ازواج سے رسول اللہ نے جناب امیر المومنین کے خیمہ میں بھیجکر مبارکباد دی اور بیعت دلوایا اور آیہ موصوفہ نازل ہوا جسکا شکریہ تکبیر کے ساتھ ادا فرمایا ہے پھر اسکے بعد اکیاسی یوم رسول اللہ زندہ رہے جو ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ سے ۱۲ صفر پنجشنبہ سنہ ۱۱ھ تک ۸۰ دن اور گیارہ ربیع الاول پر اکیاسی دن ہوتے ہیں اور اسی آیت کے نزول کو حضرت عمر کا یوم عرفہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ کو واقعہ بیعت کے اخفا کرنے کی غرض سے بیان کرنا قطعًا غلط ہے۔ کیونکہ ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) سے ۱۲ ربیع الاول کو اکانوے دن پر (جمعہ) ہوتا ہے اور ابن عمر کی روایت سے بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ تھا۔ پس یہ پہلا دروغ ہوا علاوہ اسکے خود ابن عمر کا بارہ ربیع الاول دوشنبہ اس روایت عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیہ سے رشنبہ ہوتا ہے جسمیں عمر نے اپنے پدر جناب علیؑ سے رسول خدا کا شکایت مرض میں مبتلا ہونا ۲۸ صفر چہارشنبہ بیان کیا ہے دیکھو صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶۔ کتاب ہذا۔ جسکا چودہواں دن ۱۲ ربیع الاول (رشنبہ) یوم دفن رسولخدا ہے جسکے مراجعت میں ۱۰ ذیحجہ پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (رشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ رشنبہ ہوتا ہے۔ ابن عمر کا بیان ۱۲ ربیع الاول کو بیعت ابوبکر کی شام تک ہونا صحیح ہو سکتا ہے لیکن دوشنبہ کا دن ہرگز صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت کیا گیا۔

ایسے ہی عمر بن خطاب کی یہ روایت روز وفات رسول خدا بیعت ابوبکر اور وفات کے دوسرے دن رشنبہ کو جناب فاطمہؑ اور حضرت علیؑ کا طلب میراث میں ابوبکر کے پاس جانا۔ دانستہ و دروغ و کذب ہے وہ روایت طبقات ابن سعد جزو دوم قسم دوم صہ ۸۶ مطبوعہ لیدن سنہ ۱۳۲۰ھ کی یہ ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر نا ھشام بن سعد عن زید بن اسلم ... عن ابیہ قال سمعت عمر یقول لما کان الیوم الذی توفی فیہ رسول الله صلعم بویع لابی بکر فی ذلک الیوم فلما کان من الغد جاءت فاطمۃؑ الی ابی بکر معھا علی فقالت میراثی من رسول الله ابی صلی الله علیہ وسلم فقال ابوبکر من الرثۃ او من العقد قالت فدک وخیبر و صدقاتہ بالمدینۃ ارثھا کما یرثک بناتک اذامت۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے ہشام بن سعد سے انہوں نے زید بن اسلم سے اُنہوں نے اپنے باپ سے کہا اونہوں نے کہ میں نے عمر کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ روز وفات رسولخدا ابوبکر کی بیعت ہوئی جب دوسرا دن ہوا تو جناب فاطمہؑ ابوبکر کے پاس مع حضرت علی تشریف لیگئیں اور فرمایا میرے باپ کی میراث مجھے ملنی چاہئے پس ابوبکر نے کہا کہ بطور رزگی یا بطور عقد (ہبہ) جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ فدک اور خیبر اور آنحضرت کے صدقات جو مدینہ میں ہیں میں انکی اسی طرح وارث ہوں جسطرح تیرے مرنے کے بعد تیری لڑکیاں

اثماً غادراً خائناً واللہ یعلم انی لصادق بار تابع للحق فولیتھا حتی جئتنی انت وھذا وانتما جمیع وامر کما واحد ۔ پس کہا عمر نے کہ ہرگاہ پیغمبر خدا نے وفات فرمائی کہا تھا ابوبکر نے میں ہوں ولی رسول اللہ پس آئے تھے تم دونوں طلب کرتے تھے تم اے عباس میراث کو اپنے برادر زادہ کی طرف سے اور طلب کرتے تھے یہ علی میراث زن کو اپنے جانب پدر انکے سے پس ابوبکر نے کہا تھا کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ ہم میراث نہیں چھوڑتے ہیں جو کچھ متروکہ ہمارا ہے سب صدقہ ہے پس یقین کیا تھا تم دونوں نے ابوبکر کو کاذب و آثم و غادر و خائن۔ اور خدا جانتا ہے کہ وہ راستگو اور نیکوکار و صاحب رشد و تابع حق تھے پس جب ابوبکر مر گئے تو میں انکی جگہ پر بیٹھا اور میں ولی رسول اللہ اور ولی ابوبکر ہوں اور تم مجھ کو بھی کاذب۔ آثم و غادر و خائن یقین کرتے ہو اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ میں صادق، نیکوکار و تابع حق ہوں۔ پس متولی خلافت ہوا میں تا آنکہ تم دونوں آئے ہو حالانکہ تم باہم کوئی اختلاف و نزاع نہیں رکھتے ہو اور امر تم دونوں کا ایک ہے۔

عبارت مذکورہ سے صاف صاف خود زبانِ عمر سے جزماً معلوم ہو گیا کہ جناب امیر علیہ السلام شیخین کو کاذب، آثم و غادر و خائن یقیناً جانتے تھے ورنہ قولِ عمر پر حضرت امیر علیہ السلام سکوت نہ فرماتے بلکہ یہ کہتے کہ تم دونوں کو ایسا نہیں جانتا ہوں تم مجھ پر کیوں تہمت لگاتے ہو مگر حضرت امیرؑ کا سکوت فرمانا دلیل ہے تسلیم قولِ عمر کی کہ ہاں اے عمر تم دونوں کو ہم ایسا ہی جانتے ہیں پس اگر حضرت عمر اس کلام میں سچے تھے تو حضرت امیرؑ صاحب تطہیر کے جانتے سے انکو متصف باوصاف اربعہ خلافت شیخین بے اصل محض ہو گئی اور اگر اس کلام خوش انجام میں حضرت عمر جھوٹے تھے پھر تو خلافت شیخین بالبدیہہ باطل ہو گئی اس لئے کہ اقرار العقلاء علی انفسھم مقبول سند جید موجود ہے یعنی اقرار عقلا کا اپنے ضرر پر مقبول ہے۔ اس روایت صحیح مسلم سے دعویٰ کرنا بھی جناب امیر علیہ السلام کا میراث پیغمبرؐ کو از جانب فاطمہ زہرا عہد ابی بکر اور ہم عہد عمر میں ثابت ہوا اور دونوں عہد میں محروم پھرنا بھی بمصداق حدیث علی مع الحق والحق مع علی کا اپنے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۶ ۔ وارث ہونگی ختم ہوا ترجمہ۔ اس حدیث سے حضرت فاطمہؑ اور جناب امیر کا تشریف لیجانا مذکور ہوگا۔ لیکن وفات کے دوسرے دن جانا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ یہ دوسرا دن غلط ہے۔ اب ہم دوسری روایتیں بھی لکھتے ہیں جنمیں جناب امیرؑ کا احتجاج فرمانا وارد ہے چنانچہ اسی طبقات ابن سعد کے ص ۲۰ میں ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ہشام بن سعد عن عباس بن عبد اللہ بن معبد عن جعفر قال جاءت فاطمۃ الی ابی بکر تطلب میراثھا وجاء العباس بن عبد المطلب یطلب میراثہ وجاء معھما علی فقال ابوبکر قال رسول اللہ لا نورث ما ترکنا صدقۃ وما کان النبی یعول فعلی فقال علی ورث سلیمان داؤد وقال زکریا یرثنی ویرث من آل یعقوب قال ابوبکر ھو ھکذا وانت واللہ تعلم مثل ما اعلم فقال علی ھذا کتاب اللہ ینطق فسکتوا وانصرفوا (ترجمہ) کہا ابن سعد نے خبر دی ہم کو محمد بن عمر نے کہ حدیث کی مجھ سے ہشام بن سعد نے عباس بن عبد اللہ بن معبد سے اس نے جعفر سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا ابوبکر کے پاس طلب میراث کے لئے تشریف لے گئیں اور عباس بن عبد المطلب بھی اپنی میراث طلب کرنیکو انکے پاس گئے اور حضرت علی علیہ السلام ان دونوں کے ساتھ ابوبکر کے پاس تشریف لیگئے پس ابوبکر نے کہا کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے اور آنحضرتؐ کے متعلق جن جن کا خرچ تھا وہ میرے ذمہ ہے پس حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے ورث سلیمان داؤد (ترجمہ) یعنی حضرت سلیمان حضرت داؤد کے وارث ہوئے اور جناب زکریا علیہ السلام اپنی دعا میں فرماتے ہیں (یرثنی ویرث من آل یعقوب) (ترجمہ) یعنی بار الہا مجھے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو ابوبکر نے کہا۔ ہاں ایسا ہی ہے اور بخدا آپ جانتے ہیں وہ چیز جو میں جانتا ہوں۔ پس حضرت امیر نے فرمایا کہ یہ کتاب خدا تو میراث انبیا پر ناطق ہے پس ابوبکر اور انکے معاونین چپ ہوگئے اور یہ حضرات واپس تشریف لائے سیرۃ النبی شبلی جلد ثانی حاشیہ ص ۲۰۴ کے چند سطر میں ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے باغ فدک سادات کو واپس دیدیا تھا۔ اور اسی طبقات ابن سعد کے ص ۲۶ میں ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی معمر عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ قالت ان فاطمۃ بنت رسول اللہ ارسلت الی ابی بکر تسالہ میراثھا من رسول اللہ صلعم مما افاء اللہ علی رسولہ وفاطمۃ حینئذ تطلب صدقۃ النبی التی بالمدینۃ وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول اللہ قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ (الی ان قال) فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ منھا شیئا فوجدت فاطمۃ علیھا السلام علی ابی بکر فھجرتہ فلم

حق سے مانند آفتاب نصف النہار ظاہر و آشکار ہوگیا ہم نے ایک حدیث حاشیہ گذشتہ میں طبقات ابن سعد سے نقل کی ہے جسمیں اول ہی مرتبہ جناب امیر علیہ السلام نے صدقہ والی روایت کو جسکے تنہا راوی ابو بکر صاحب ہیں قرآن مجید کی آیت سے باطل کر دیا ہے کیونکہ جو حدیث چاہے کسی صحابی سے ہو اگر وہ قرآن کے موافق ہوگی تو صحیح ورنہ دروغ جیسا کہ تفسیر حسینی سورۂ روم میں بتفسیر آیۂ کریمہ "واقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین (اور پابندی سے نماز پڑھو اور مشرکین سے نہ ہوجانا)" مذکور ہے۔

در تیسیر شیخ محمد بن اسلم طوسی قدس سرہٗ نقل میکند کہ حدیثے بمن رسیدہ کہ از ہر چہ از من روایت کنند عرض کنید بر کتاب خدائے اگر موافق بود از من باشد الخ ترجمہ (تیسیر میں شیخ محمد بن اسلم طوسی سے مروی ہے کہ ایک حدیث مجھ تک پہونچی ہے رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھے روایت کرے اُسکے لئے قرآن دیکھو اگر موافق پاؤ تو وہ حدیث مجھ سے ہے) پس صدقہ والی روایت کو آیۂ جلیلہ "ورث سلیمان داؤد" یعنی وارث ہوے حضرت سلیمان حضرت داؤد کے "وقال زکریا یرثنی ویرث من آل یعقوب" (سورۂ نمل) اور جناب زکریا اپنی دعا میں فرماتے ہیں کہ بار الہا مجھے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ (سورۂ مریم) اور بعد عمر بن عبد العزیز نے فدک سادات کو واپس کر کے صدقہ والی روایت کو قطعی باطل کر دیا۔

اب ہم پھر اپنے سلسلۂ بیان پر آگئے یہ حدیث ابن جریر نے جناب امیر علیہ السلام کے ولی رسول ہونے کی اخراج کی ہے جسکو ہم تاریخ ابن کثیر (واقع کتب خانہ بانکی پور پٹنہ) سے لکھتے ہیں:۔

قال ابن جریر حدثنا احمد بن عثمان	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہم سے احمد بن عثمان ابو جوزا
ابو الجوزا ثنا محمد بن خالد بن عثمۃ ثنا	نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن خالد بن عثمہ نے کہا حدیث کی مجھ
موسیٰ بن یعقوب الربعی وھو صدوق	سے موسیٰ بن یعقوب ربعی نے اور وہ سچا ہے کہ حدیث کی مجھ سے
حدثنی مہاجر بن مسمار عن عائشۃ	مہاجر بن مسمار نے عائشہ بنت سعد سے کہ سنا میں نے
بنت سعد سمعت اباھا یقول	اپنے باپ سے وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۰۔ فلم تکلمہ حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ ستۃ اشھر (ماحصل ترجمہ) کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہم کو محمد بن عمر نے کہ حدیث کی مجھ سے معمر نے زہری سے اُنہے عروہ سے اُنہے حضرت عائشہ سے ... ... کہ حضرت فاطمہ نے کسی کو بھیجکر حضرت ابو بکر سے اُس جائداد کا سوال کیا جو انکو مدینہ اور فدک اور خمس خیبر میں رسول اللہ سے بطور میراث پہونچی تھی حضرت ابو بکر نے کہا کہ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے غرض حضرت فاطمہ کے سوال کی منظوری سے انکار کیا اور انکو مطلوبہ جائداد میں سے کچھ نہ دیا پس حضرت فاطمہ علیہا السلام اس بات پر ایسی ناخوش اور رنجیدہ خاطر ہوئیں کہ مرتے دم تک حضرت ابو بکر سے کلام نہیں کیا اور فاطمہ رسول اللہ کے بعد ۶ ماہ زندہ رہیں۔

اور طبقات ابن سعد جلد ۸ مطبوعہ ۱۳۲۱ھ صفحہ ۱۸ میں اور مسند امام احمد جلد اول صفحہ ۶ مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ میں جنکے کل رواۃ ایک ہی ہیں" مذکور ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا یعقوب بن ابراہیم بن سعد الزہری عن ابیہ عن صالح بن کیسان عن ابن شہاب قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر ان عائشۃ (زوج النبی صلعم) اخبرتہ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ سالت ابا بکر بعد وفات رسول اللہ ان یقسم لھا میراثھا مما ترک رسول اللہ مما افاء اللہ علیہ فقال لھا ابو بکر ان رسول اللہ صلعم لا نورث ما ترکنا صدقۃ فغضبت فاطمۃ وعاشت بعد وفات رسول اللہ صلعم ستۃ اشھر (مسند امام احمد میں اسقدر زیادہ ہے) فغضبت فاطمۃ علیہا السلام فھجرت ابا بکر فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت قال وعاشت بعد وفات رسول اللہ صلعم ستۃ اشھر (ماحصل ترجمہ) ابن سعد اور امام احمد نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد زہری سے انہے اپنے باپ سے انہے ابن شہاب زہری سے انہے عروہ بن زبیر سے انہے عائشہ سے روایت کی ہے کہ بعد وفات رسول خدا حضرت فاطمہ بنت رسول نے حضرت ابو بکر سے اپنی اس میراث کا سوال کیا جو رسول مقبول سے انکو پہونچی تھی اور جو آنحضرت کو بلا حرب و ضرب خدا نے عطا فرمائی تھی ابو بکر نے کہا کہ رسول خدا کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہے پس حضرت فاطمہ علیہا السلام ایسی غضبناک ہوئیں کہ مرتے دم تک انسے صاحب سلامت گوارا نہیں کی اور حضرت فاطمہ بعد وفات رسول اللہ ۶ مہینہ زندہ رہیں

سمعت رسول الله صلعم یوم الجحفة
واخذ بید علی فخطب ثم قال ایها الناس
انی ولیکم قالوا صدقت فرفع ید
علی فقال هذا ولیی والمؤدی عنی
وان الله موال من والاه ومعاد
من عاداه قال شیخنا الذهبی
وهذا حدیث حسن غریب

رسول خدا سے جحفہ (ایک موضع ہے درمیان مکہ و مدینہ کے) دن جناب رسالتمآب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا اے لوگو مین تمہارا اولی ہون حاضرین نے عرض کیا آپ سچ فرمایا۔ جب حضرت نے جناب علی کا ہاتھ بلند کیکے ارشاد کیا کہ یہ میرا ولی ہے اور میری جانب سے احکام پہونچانیوالا ہے تحقیق خدا دوست رکھنے والا ہے انکو جو سکو دوست رکھے اور دشمن رکھنے والا ہے انکو جو سکو دشمن رکھے ابن کثیر کہتے ہین کہ ہمارے شیخ ذہبی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے

حدیث مذکورہ کی مؤید وہ حدیث ہے جو امام نسائی سے صـ۲۷ مین عائشہ بنت سعد اور عامر بن سعد سے بالفاظ مذکورہ مروی ہے۔ پس اظہر من الشمس ہے کہ حدیث مین لفظ ولیّی سے مراد ولیعہد رسول خدا ہے کہ جو امام و خلیفہ ہے بقرینہ قول مخبر صادق علیہ السلام المؤدی عنی اس سبب سے کہ بعد رسول سوا انکے نائب اور خلیفہ کے اور کون شخص ایسا ہو سکتا ہے کہ جو احکام الٰہی کو اُنکے جانب سے ادا کرے اور اُمّت کو پہونچائے۔

اسی کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جسکو حافظ ابن کثیر نے حدیث مذکور کے بعد بلا فاصلہ امام احمد بن حنبل سے وارد کی ہے جو حجۃ الوداع کی ہے:—

قال الامام احمد حدثنا یحیی بن
آدم وابن ابی بکیر قال ثنا اسرائیل
عن ابی اسحاق عن حبشی بن جنادة
قال یحیی بن آدم السلولی وکان قد
شهد حجة الوداع قال قال رسول الله
صلعم علی منی وانا منه ولا یؤدی
عنی الا انا او علی وقال ابن ابی بکیر
لا یقضی دینی الا انا او علی۔

کہا امام احمد نے کہ حدیث کی ہم سے یحییٰ بن آدم اور ابن ابی بکیر نے کہا کہ حدیث کی ہم سے اسرائیل نے ابی اسحاق سے انہوں نے حبشی بن جنادہ سے کہا یحییٰ بن آدم سلولی نے کہ حبشی بن جنادہ حجۃ الوداع مین موجود تھے وہ کہتے ہین کہ فرمایا رسولخدا نے کہ علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون نہ پہونچائیگا احکام الٰہی کو میری طرف سے مگر مین خود ہی یا علی اور کہا ابن ابی بکیر نے کہ نہ ادا کریگا میرے قرض کو مگر مین خود ہی یا علی۔

اسی حدیث حبشی بن جنادہ کو امام احمد نے ابو احمد زبیری کے واسطے سے اسی حجۃ الوداع کی وارد کی ہے جسکو حافظ محب الدین طبری نے اپنے ریاض النضرہ جلد ثانی مین حافظ سلفی کے حوالے سے وارد کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۳ و ۴۴ کتاب ہذا۔ نیز ترمذی نے اپنے صحیح جلد ثانی ابواب المناقب مین لفظ حجۃ الوداع کو حذف کر کے حدیث مذکورہ اخراج کی ہے۔

قال الترمذی حدثنا اسمعیل بن موسی
نا شریک عن ابی اسحاق عن حبشی بن
جنادة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے اسمٰعیل بن موسیٰ نے کہا حدیث کی ہم سے شریک نے ابی اسحاق سے انہوں نے حبشی بن جنادہ سے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

علی منی وانا من علی ولا یؤدی عنی الا انا او علی ھذا حدیث حسن غریب صحیح

علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون اور نہین ادا کرتا مجھسے گر مین خود ہی یا علی یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

اور جبکہ ابو احمد زبیری اس حدیث حبشی بن جنادہ کے لفظ حجۃ الوداع کے ساتھ راوی ہین جنکی توثیق ترمذی نے اپنے صحیح مین کی ہے دیکھو حاشیہ صہ ۱۶۴-۱۶۵ کتاب ہذا۔ پس حدیث مذکورہ صحیح ترین حائیث حجۃ الوداع سے ثابت ہوگئی۔

چونکہ حدیث مذکورہ کا فقرہ لا یؤدی عنی الا انا او علی ایک سال قبل سنہ ۹ھ واقعہ تبلیغ سورہ برات مین بھی حضرت نے ارشاد فرمایا ہے اس لئے ترمذی اور نسائی نے لفظ حجۃ الوداع کو ساقط کرکے لکھا ہے تاکہ حبشی بن جنادہ والی روایت سورہ برات کے تبلیغ کی سمجھی جائے جیسا کہ بعض لوگون نے یہی گمان کرکے اسی واقعہ (سورہ برات) مین لکھا ہے۔

امام نسائی نے سورہ برات کے موقع کی یہ حدیث اپنے خصائص مین وارد کی ہے:—

عن سعد بن ابی وقاص قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر ببراءۃ اذا کان ببعض الطریق ارسل علیا فاخذھا منہ ثم سار بھا فوجد ابو بکر فی نفسہ قال فقال لہ رسول اللہ صلعم انہ لا یؤدی عنی الا انا او رجل منی

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ سرور کائنات نے ابو بکر کو برات کے ساتھ بھیجا یہانتک کہ جب کچھ راہ گئے تو حضرت صلعم نے علی علیہ السلام کو بھیجا سو علی نے اُن سے سورہ برات لے لی اور اُسکو مکہ کیطرف لیگئے ابو بکر کو اپنے دل مین رنج ہوا سو حضرت صلعم نے اُسکو فرمایا یہ نہ ادا کرے گا میریطرف سے مگر مین یا کوئی مرد میرے اہلبیت سے۔

وفی تفسیر درمنثور سیوطی۔ ج۔ ۳۔ صہ ۲۰۹ مطبوعہ مصر مین ہے:—

اخرج ابن ابی شیبۃ واحمد والترمذی وابو الشیخ وابن مردویہ عن انس قال بعث النبی صلعم ببراءۃ مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی فدعا علیا واعطاہ ایاہ۔

ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ترمذی اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے انس سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے سورہ برارہ کے ساتھ حضرت ابو بکر کو مکہ مین بھیجا پھر حضرت نے ابو بکر کو بلایا اور فرمایا کہ کسی کو لایق نہین ہے کہ اسکی تبلیغ کرے سوائے اُس مرد کے جو میرے اہل سے ہے پس بلایا حضرت علی کو تو اُنکو وہ سورت دیدی

نیز تاریخ حبیب السیر[۱] جزو سیوم از جلد اول صہ ۲ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۸۵۷ء اور تاریخ روضۃ الصفا۔ ج۔ ثانی صہ ۱۶۷ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۲۶۶ھ مین ہے۔ کہ چون امیر المومنین ابی بکر بملازمت حضرت رسول علیہ الصلوۃ والسلام رسید از آنحضرت پرسید کہ یا رسول اللہ

[۱] توثیق (حبیب السیر) کشف الظنون مین ہے (حبیب السیر فارسی لغیاث الدین بن ہمام الدین المدعو بخواند میر وھو نادیخ کبیر لخصہ من تاریخ والدہ المسمی بروضۃ الصفا وھو ثلث مجلدات کبار من الکتب الممتعۃ المعتبرۃ الخ المتوفی سنہ ۹۴۲ھ اور تحفہ اثنا عشریہ صہ ۲۱۱ مطبوعہ نولکشور قصہ تجہیز اسامہ بن زید بن حارثہ موجود ہے انچہ در روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و دیگر تواریخ معتبرہ شیعہ و سُنی موجود است۔

از من چہ صادر شدہ کہ از قرات سورہ برات ممنوع گشتم۔ رسول خدا صلعم فرمود کہ ہیچ منقصتے بحال تو راہ نیافتہ ولکن الامین ہبط الی عن اللہ عزوجل بانہ لا یؤدی عنک الا انت او رجل منک وعلی منی وھو اخی ووصی ووارثی وخلیفتی فی اھلی وامتی من بعدی یقض دینی وینجز وعدی ولا یؤدی عنی الا علی۔ (حاصل ترجمہ) جب امیرالمومنین ابوبکر حضور نبوی میں پہونچے تو آنحضرت سے دریافت کیا کہ مجھ سے کیا صادر ہوا کہ سورہ برات کی تبلیغ یعنی اسکے اعلان سے ممنوع قرار دیا گیا حضرت نے ارشاد کیا کہ کوئی نقصان تمہاری وجہ سے نہین ہوا۔ مگر جبرئیل امین رب العزت کے جانب سے نازل ہوکر یہ حکم لائے کہ نہین پہونچا سکتا اسکو مگر تم خود یا وہ مرد جو تم سے ہو اور علی مجھ سے ہے اور وہ میرا بھائی اور وصی اور وارث اور میرا خلیفہ میرے اہلبیت اور میری امت کا میرے بعد ہے جو میرے قرض کو ادا کریگا اور میرے وعدون کو وفا کرے گا اور نہ ادا کرے گا کوئی مجھ سے یعنی میری طرف سے مگر علی:۔

واضح ہو کہ یہ روایتین واقعہ سورہ برات سنہ ۹ھ والی جو اوپر گذرین یہ اول **حکم امتناعی** خاص سورہ برات کے تبلیغ کی ہے اسکے بعد دوسرا **حکم امتناعی** عام ہے جو حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ کا ہے جسکو حبشی بن جنادہ صحابی نے روایت کی ہے جسکی **مؤید** وہ روایت ہے جسکو عائشہ بنت سعد اور عامر بن سعد نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے بلفظ یوم الجحفہ (یوم غدیر خم) واقع حجۃ الوداع کی روایت کی ہے جبکہ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ بلند فرما کر ارشاد فرمایا کہ ھذا ولیی والمؤدی عنی الحدیث یعنی یہ علی میرا ولی ہے اور میری طرف سے احکام پہونچانے والا ہے۔

جبکہ سورہ مائدہ اسی یوم غدیر ۱۸ ذالحجہ مین نازل ہوا جسمین اٹھارہ احکام ہین جن احکام کی تبلیغ یا نفاذ یا انکا اجرا رسول خدا کے بعد سوائے علی علیہ السلام کے کوئی دوسرا نہین کرسکتا اور اگر کوئی ایسا کریگا تو اسنے رسول خدا کی نافرمانی کی کیونکہ اس حدیث غدیر کے خطبہ مین رسول خدا نے بالفاظ ثقلین وخلیفتین وامرین لن تضلوا ان اتبعتموھما وھما کتاب اللہ واھل بیتی عترتی یا عترتی اھل بیتی وانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ارشاد فرمایا ہے جو ثقلین کے ایک ثقل اور خلیفتین کے ایک خلیفہ اور امرین کے ایک امر عترتی اھل بیتی کے اول جناب علی علیہ السلام ہین جنکے

سلہ تاریخ الانبیا جلد ثالث مؤلفہ مولوی شیخ احمد صاحب دیوبندی صفحہ ۱۹ مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۲۸ھ مین ہے۔ کہ ایکدن بحکم امیرالمومنین علی بن ابیطالب مسجد نبوی مین منادی کی گئی کہ جسکا قرضہ رسول خدا صلعم پر ہو وہ حاضر ہو بہت لوگ بطلب قرض حاضر ہوئے حضرت مرتضیٰ نے بغیر طلب گواہ وحجت ہر ایک کو جو اُنکے طلب کیا ادا کردیا جب خبر شیخین کو پہونچی انکو غیرت کی حکومت زدہ ہوا دوسرے روز ... صلاح حضرت ابن الخطاب منادی کو حکم دیا کہ ندا کرے کہ جس شخص کیساتھ رسول صلعم نے وعدہ کیا ہو یا قرضہ انکا ذمہ رسول صلعم واجب ہو اسکو چاہیے کہ حضور مین ابوبکر کے حاضر ہو دوسرے روز ایک اعرابی آیا اور کہا کہ پیغمبر صلعم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ایک سو شتر سرخ رنگ سیاہ چشم مجھکو دونگا اب حضرت صلعم نے وفات پائی اور آپ دعوی انکی خلافت کا کرتے ہین امید وار ہون کہ ایک سو شتر اسی صفت کے مجھکو عطا ہون شیخین اول تو سوال اعرابی سنکر ایک لمحہ کو ساکت ہوگئے بعدہ اس سے شہادت و بینہ طلب کیا اعرابی نے دفیعہ جو اسکے پاس تھا انکے حوالہ کیا اور بالآخر جبکہ عدم دستیابی شتران اعرابی کو اپنے یہان سے نکالدیا اعرابی دروازہ مسجد پر بیچارہ روتا تھا حضرت سلمان فارسی اسکو حضرت علی مرتضیٰ کے پاس لیگئے اور کیفیت واقعہ عرض کی حضرت امیر علیہ السلام نے اسکے دعوے کی تصدیق کرکے امام حسن علیہ السلام کو ایک جماعت مومنین کے ہمراہ وادی عقیق مین بھیجا اور امام حسن علیہ السلام نے وہانپر نزدیک مین بلند تشریف لیجاکر کچھ پڑھا اور مین بہار ۱ تل مین سے باہر نکل آئی امام حسن علیہ السلام نے حضور کی کھینچی تو ایک سو مہار شتر اسی صفت کے کہ اعرابی نے دعوی کیا تھا اس تل سے باہر آئے اور حوالہ اعرابی کئے... (شیخ احمد صاحب موصوف لکھتے ہین) یہ روایت تحائف رشیدی سے مین نے نقل کی ہے اور وہ بڑی کتاب ہے کہ مولانا عبدالرشید کرانوی نے تالیف فرمائی ہے اور مین نے ایک نسخہ قدیم قلمی دستخطی مؤلف کا انکی اولاد مین ابھی تک موجود ہے اور اسکو بطریق تبرک اپنے پاس رکھتے ہین انکے پوتے کے پاس کہ شیخ بدرالدین قادری ہین پڑھا اور دیکھا ہے اور اس نسخہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے مولانا عبدالرشید اکابر علماء اہلسنت والجماعت اور سرگروہ اولیاء اللہ اپنے زمانہ مین تھے۔

سلہ ... یعنی زمین بلند

شناخت کے لئے غدیر خُم کے موقع پر سوا لاکھ کے مجمع مین خطبہ فرماتے ہوئے منبر پر کھڑے ہوکر اور علی علیہ السلام کو بلند فرماکر کہ جناب موصوف کے قدم مبارک حضرت صلعم کے زانوے اقدس تک پہونچ گئے تھے کل حاضرین جلسہ قریب وبعید کو اپنے اولیت کا اقرار کے ساتھ من کنت مولاہ فعلی مولاہ وال من والاہ وعاد من عاداہ الا فلیبلغ الشاہد الغائب کا اظہار فرمایا ہے یعنی جس کا مین مولا ہون اُس کا یہ علی مولا ہے بارخدایا دوست رکھ اُنکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو پھر فرمایا آگاہ ہو کہ حاضرین کو چاہئے کہ جو لوگ اس جلسہ مین نہین ہین انکو یہ خبر پہونچا دین۔

اسی جلسہ غدیر مین رسول خدا نے منزلت ہارون والی حدیث دسوین بار ان الفاظ سے ارشاد کی ہے جسکو تاریخ وفیات الاعیان قاضی ابن خلکان سے لکھا جاتا ہے:۔

لما رجع النبی صلعم من مکۃ شرفہا اللہ تعالے عام حجۃ الوداع وصل الی ھذا المکان واخی علی بن ابی طالب قال علی منی کھارون من موسٰی اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔

جب رسول خدا حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ سے واپس ہوکر (غدیرخم) مین پہونچے تو حضرت علی کو اپنی اخوت کا شرف عطا کرکے ارشاد فرمایا کہ علی میرے لئے اُسی منزلت پر ہین جس منزلت پر موسیٰ کے لئے ہارون تھے الٰہی دوست رکھ اُنکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو اور نصرت فرما اُسکی جو نصرت کرے علی کی اور چھوڑ دے اُنکو جو چھوڑ دے علی کو۔

تفصیل کے لئے دیکھو صفحہ ۹۷ کتاب ہذا

اور ریاض النضرہ ج ثانی صہ ۱۶۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۷ھ مین ہے:۔ عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلعم علی منی بمنزلۃ راسی من جسدی (ترجمہ الملاء) براء بن عازب سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ علی مجھ سے بمنزلہ میرے سر کے ہے میرے بدن سے۔

یہ حدیث اصابہ فی تمیز الصحابہ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۹۹ء کے صہ ۱۲۱۱ مین ہے:۔

قال النبی صلعم غزوۃ تبوک انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انک لست بنبی انہ لا ینبغی ان اذھب الا وانت خلیفتی (ترجمہ) کیا راضی نہین ہے تو اس بات سے کہ ہوئے مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے مگر یہ کہ تو نبی نہین ہے تحقیق کہ مجھکو سزاوار نہین ہے یہ امر کہ مین جاؤن مگر یہ کہ تو میرا خلیفہ ہو (یعنی بغیر تجھکو خلیفہ کئے ہوئے مین نہین جا سکتا) انتہی کیونکہ حضرت موسیٰ جب کوہ طور پر جانے لگے تو بغیر خلیفہ کئے حضرت ہارون کو نہین گئے۔

اور مورخ حبیب السیر اپنی تاریخ جزو سیوم از جلد اول صہ ۶۹ مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷ء مین لکھتے ہین:۔

روایت است کہ در وقت عزیمت غزوہ تبوک برضمیر انور حضرت اقدس نبوی ظاہر گشت کہ دران سفر با اعدا دین مقاتلہ وقوع نخواہد یافت

روایت مین ہے کہ غزوۂ تبوک کے ارادہ کرتے وقت قلب انور سرور عالم پر یہ امر ظاہر ہوگیا تھا کہ اس سفر مین اعدار دین سے قتال واقع نہ ہوگا اسوجہ سے

بنابرآن شاه مردان را در مدینه بر سر
اهل وعیال گذاشته بخلافت خویش تعیین
نموده امهات مومنین را گفت از سخن وصواب‌دید
امام المسلمین اصلا تجاوز جایز نه دارند

شاہ مردان علی علیہ السلام کو مدینہ طیبہ میں اپنے اہل وعیال
پر اپنا جانشین متعین فرمایا اور ازواج سے تاکید فرمائی
کہ امام المسلمین علی علیہ السلام کے حکم کے مطابق عمل کرنے
میں ہرگز تجاوز نہ کریں (جو وہ کہیں وہی کریں)

تاریخ روضۃ الصفا ج-اول ص۹۷ مطبوعہ نولکشور ۱۸۹۱ء میں حضرت ہارون کی امامت وخلافت کا حال یوں مذکور ہے:-

چون صباح روز هشتم که غره نیسان[1] بود طالع
شد حضرت موسیٰ هارون را طلب کرده امامت
وخلافت خود بدو تفویض فرمود وآن شغل
را بحسب وصایت در نسل او بطنا بعد بطن مقرر
گردانیده وانارهٔ قندیل وتبخیر بخور وتولیت
قربان والبسهٔ معینه جهت اصحاب مناصب
وغیر ذلک برلے وے مفوض ساخت وتمامت
بنی اسرائیل را برین معنی گواه گرفته مخالفت
او واولادش برایشان حرام کرده خون
کسانے که خلاف هارون وفرزندان او نمایند
مباح گردانید وبعد ازانکه قربانی نمودند آتشے
از آسمان فرود آمده همه را بخورد یهود این روز
را تعظیم کنند وفضائل بسیار گویند که روز یکشنبه
است که ابتدائے خلقت عالم درین روز بوده
واول هفته وعشره ماه اول سال است واول روزے
است که مردم اجتماع نموده بزیارت بیت المقدس
حاضر آمدند واول روزے است که جهت ولایت
وخلافت هارون قربانی کردند وآتش فرود آمده
برهمه قربانی احاطه کرد

جب نیسان مہینہ کی آٹھویں تاریخ ہوئی حضرت موسیٰؑ
نے حضرت ہارونؑ کو بلایا اور اپنی امامت وخلافت
سپرد کی اور انکو اپنا وصی مقرر کرکے اُس کام یعنی
امامت وخلافت کو اُنکی نسل میں بطناً بعد بطن مقرر
کر دیا اور قندیلوں کا روشن کرنا خوشبو کی دھونی
دینا قربانی کی تولیت اور اعلی اور ادنی لوگوں کے
لئے مقررہ لباس اُنکے اختیار میں دیدیا اور ان امور
کے لئے تمام بنی اسرائیل کو گواہ کر لیا اور حضرت
ہارونؑ اور اُنکی اولاد کی مخالفت حرام کر دی اور
اُنکے اور اُنکے فرزندوں کے مخالفوں کا خون وقتل
مباح کر دیا اسکے بعد جب لوگوں نے قربانی کی آسمان
سے آگ نازل ہوئی سب کو کھا گئی۔ یہودیوں کو چاہیے
کہ اس دن کی تعظیم کریں اور اسکی فضیلتیں بہت
بیان کریں کیونکہ وہ اتوار کا دن ہے اور وہ ایسا
دن ہے کہ دنیا کی پیدائش اس دن ہوئی ہے اور
وہ سال کے پہلے مہینہ کا پہلا ہفتہ اور عشرہ ہے اور وہ ایسا پہلا دن
ہے جس روز لوگ جمع ہوکر بیت المقدس کی زیارت کو گئے اور وہ ایسا
پہلا دن ہے جس دن لوگوں نے حضرت ہارونؑ کی ولایت وخلافت کیواسطے قربانی کی
اور آگ نازل ہوئی اور اسنے تمام قربانیوں کو گھیر لیا۔

چونکہ حضرت ہارون کا انتقال سامنے حضرت موسیٰ کے ہوگیا اسلئے موسیٰ پیغمبر نے جناب یوشع بن نون اپنے عزیز قریب کو اپنی وفات کے
قریب اپنا خلیفہ وجانشین کیا چنانچہ تاریخ روضۃ الصفا مذکورہ جلد اول صفحہ ۱۰۴ میں ہے:-

[1] نیسان ماہ رومی ہے جو انگریزی میں ماہ اپریل ہے

و در روز ہفتم آذر قوم را احضار کردہ مجلس عظیم ساخت و یوشع را خلیفہ و وصی گردانید و بنی اسرائیل را بعد از حوالہ بضمان حفظ الہیٰ بوے سپرد و بہ تدبیر و رعایت مہمات ایشان وصیت کرد و احتیاط رابطاعت و انقیاد او حجت گرفتہ فرمود کہ امروز ہفتم ماہ آذر است و سن من بصد و بست سال رسیدہ و زمان رحلت نزدیک شدہ اکنون بندہ از بندگان خدا را کہ بخلوص نیت از شما ممتاز است بر شما خلیفہ ساختم و خدا و ند تعالیٰ و فرشتگان زمین و آسمان را باین معنی گواہ گرفتم کہ در وصیت من تقصیر روا ندارید و تہاون نکنید	حضرت موسیٰ نے آذر[1] مہینہ کی ساتوین تاریخ قوم کو حاضر ہونیکا حکم دیا ایک بڑا مجمع جمع کرکے حضرت یوشع کو اپنا خلیفہ اور وصی کیا اور بنی اسرائیل کو خدا کی حفاظت اور ضمانت مین دیکر حضرت یوشع کے سپرد کیا اور وصیت کی کہ انکے کامون مین تدبیر و عقل سے رعایت کرنا اتی پیروی سے انکی اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ و اقرار لیکر فرمایا کہ آج آذر مہینہ کی ساتوین تاریخ ہے اور میری عمر ایکسو بیس سال کی ہوگئی موت کا زمانہ قریب ہے اسوجہ سے مین نے بندگان خدا مین سے ایک خاص بندہ کو جو خلوص نیت مین تم سب لوگون سے افضل و برتر ہے تمپر خلیفہ کردیا اور خدائے برتر اور زمین و آسمان کے فرشتونکو اسبات پر گواہ کرلیا اب تم لوگونکو چاہئے کہ میری وصیت پر عمل کرنے مین کوتاہی اور سستی نکرنا

جو کہ سورہ مائدہ یوم غدیر ۱۸ ذی الحجہ مین نازل ہوا جسمین آیہ کریمہ ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل و بعثنا منہم اثنی عشر نقیبا (یعنی اور یقیناً بھی شک نہین کہ خدا نے بنی اسرائیل سے (بھی ایمان کا) عہد و قرار لے لیا تھا اور ہم (خدا) نے انہین کے بارہ سردار (اونہی) مقرر کئے جس کے اول نقیب جناب یوشع وصی اور خلیفہ حضرت موسیٰ ہین۔

آیہ موصوفہ کی تفسیر مین حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر جلد ثالث صفحہ ۳۱ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۰ھ مین لکھتے ہین:۔

وفی التوراۃ البشارۃ باسمعیل علیہ السلام وان اللہ یقیم من صلبہ اثنی عشر عظیماً وھم ھولاء الخلفاء الاثنی عشر المذکورون فی حدیث ابن مسعود وجابر بن سمرۃ (ترجمہ) توریت کی بشارت جو اسمعیل علیہ السلام پر ہے بالتحقیق کہ اللہ تعالیٰ قائم کریگا اسمعیل علیہ السلام کے صلب سے بارہ بزرگ اور وہ بارہ خلیفہ ہونگے جو ذکر کئے گئے حدیث مین ابن مسعود اور جابر بن سمرہ کے۔

اولاد صلبی حضرت اسمعیل علیہ السلام کی شناخت اس حدیث اصطفی سے ہوتی ہے جسکو ترمذی نے اپنے صحیح مین اخراج کی ہے

قال الترمذی حدثنا خلاد بن اسلم البغدادی نا محمد بن مصعب نا الاوزاعی عن ابی عمار عن واثلۃ بن اسقع قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ اصطفی من ولد ابراھیم اسمعیل واصطفی من ولد اسمعیل بنی کنانۃ واصطفی بنی کنانۃ قریشا	کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے خلاد بن اسلم بغدادی نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن مصعب نے کہا حدیث کی ہم سے اوزاعی نے ابی عمار سے انہون نے واثلہ بن اسقع سے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ مصطفی کیا خدا نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اسمعیل علیہ السلام کو اور مصطفی کیا اسمعیل کی اولاد سے بنی کنانہ کو اور مصطفی گردانا بنی کنانہ سے قریش کو اور مصطفی کیا

[1] آذر رومی مہینہ جو مطابق انگریزی ماہ مارچ کے ہے

واصطفی من قریش بنی ہاشم و اصطفانی من بنی ہاشم ہذا حدیث صحیح

قریش سے بنی ہاشم کو اور مصطفے کیا مجھکو بنی ہاشم سے یہ حدیث صحیح ہے۔

تمام محدثین امام احمد بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی وغیرہ نے رسول خدا کا وہ قول کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون اپنے اپنے صحیح و مسانید مین وارد کیا ہے جسکو ہم لکھ آئے ہین نیز حدیث طینت مین رسول خدا کا یہ ارشاد کہ علی بن ابیطالب میری مٹی سے اور مین حضرت ابراہیمؑ کی مٹی سے پیدا ہوا اور مین ابراہیمؑ سے افضل ہون دیکھو کتاب طینت

پس رسول خدا اور علی ابن ابیطالب اولاد صلبی حضرت ابراہیم و اسمعیل سے مصطفے ہوے یعنی محمد مصطفے رسول خدا ہوے اور علی مرتضیٰ اور انکی گیارہ اولاد بطنا بعد بطن امام ہوے جیسے حضرت ہارون اور انکی اولاد بطنا بعد بطن امام قرار پاے۔

چنانچہ شاہ عبد القادر اپنے اردو ترجمہ موضح القرآن صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور سنہ ۱۳۳۲ھ مین سورہ اعراف کے آیہ کریمہ ولما رجع موسیٰ الی قومہ الآیۃ کی تفسیر مین لکھتے ہین حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی اُمت مین امام تھے" جبکہ حضرت ہارون جناب موسیٰ کی حیات مین رحلت کر گئے تو جناب موسیٰ نے حضرت یوشع پیغمبر کو اپنا وصی گردانا۔ اور یہ قرار دیا کہ اپنے وفات کے قریب اسرار توریت و الواح کو اولاد ہارونؑ کے سپرد کر دین۔

جسکے متعلق امام محمد بن عبد الکریم شہرستانی اپنی کتاب ملل و نحل کے صفحہ ۱۲۴ مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۹۳ھ مین فرماتے ہین۔

قالوا کان موسیٰ قد افضی باسرار التوراۃ والالواح الی یوشع بن نون وصیہ من بعدہ لیفضی الی اولاد ہارونؑ لان الامر کان مشترکا بینہ و بین اخیہ ہارون اذ قال واشرکہ فی امری و کان ہو الوصی فلما مات ہارون فی حال حیاتہ انتقلت الوصایۃ الی یوشع بن نون و دیعۃ فلیوصلہا الی شبر و شبیر ابنی ہارون قرارا و ذلک ان الوصیۃ و الامامۃ بعضہا مستقر و بعضہا مستودع

کہا اونھون نے کہ موسیٰ علیہ السلام کہ اُنھون نے سپرد کیا توراۃ اور الواح کے اسرار طرف یوشع بن نون وصی کو اپنے بعد کے تاکہ پہونچا دین اوس امانت کو حضرت ہارون کی اولاد کو اسلئے کہ امر (امامت) مشترک تھا درمیان موسیٰ اور انکے بھائی ہارون کے جبکہ کہا تھا موسیٰ نے خدا تعالیٰ سے کہ شریک کر دے تو ہارون کو میرے امر مین) اور تھے وہی ہارون وصی موسیٰ جبکہ مرگئے ہارون موسیٰ کی حیات مین منتقل ہوگئی وصایت طرف یوشع بن نون کے از روے امانت کے چاہئے کہ پہونچا دین شبر و شبیر پسران ہارون کو از روے قرار کے اور یہ اسلئے کہ وصیت اور امامت بعض اوس کا مستقر ہے اور بعض امانت ہے۔

ریاض النضرہ حافظ محب طبری ج ثانی باب رابع صفحہ ۱۶۸ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۷ھ اور تذکرہ خواص الامہ فی معرفۃ الائمہ سبط ابن جوزی صفحہ ۳۶ مطبوعہ طہران اور ارجح المطالب خواجہ عبید اللہ بسمل امرتسری صفحہ ۲۵

مطبوعہ لاہور میں ہے :- قال احمد فی الفضائل عن انس قال قلنا لسلمان الفارسی سل رسول الله صلی الله علیہ وسلم من وصیہ فسأل سلمان رسول الله صلی الله علیہ وسلم فقال من کان وصی موسی بن عمران فقال یوشع بن نون قال ان وصیی و وارثی ومنجز وعدی علی بن ابیطالب علیہ السلام

یعنی تذکرۃ خواص الامہ میں منقول ہے کہ کہا احمد نے کتاب فضائل میں بروایت انس کہ کہا ہم سب نے سلمان فارسی سے کہ تم سوال کرو جناب رسولخدا سے کہ کون ہے وصی اُنکا پس سوال کیا سلمان نے جناب رسالتمآب سے ۔ پس فرمایا حضرت نے کہ کون ہے وصی موسیٰ بن عمران پس سلمان نے عرض کی یوشع بن نون وصی موسیٰ تھے فرمایا حضرت نے وصی میرا اور وارث میرا اور وفا کرنے والا وعدہ کا میرے علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے ۔ اس حدیث شریف سے صاف اور صراحتہً ظاہر ہو گیا کہ جسطرح یوشع بعد موسیٰ خلیفہ بلافصل تھے یقیناً اُسی طرح جناب علی مرتضیٰ بھی بعد رسول اللہ خلیفہ بلافصل ہیں ۔ حتماً وجزماً لاریب فی ذلک ۔

اسی ریاض النضرہ صفحہ ۱۷۸ جلد مذکورہ اور کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۲۰۷ اور صفحہ ۲۳۳ میں یہ حدیث ہے :- عن بریدۃ مرفوعاً لکل نبی وصی و وارث وان علیاً وصیی و وارثی (اخرجہ الحافظ ابوالقاسم البغوی فی معجم الصحابۃ) بریدۃ رضی اللہ عنہ نے بسند مرفوع روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے ہر ایک نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے میرا وصی و وارث علی ہے ۔

اور کتاب مطالب السؤل فی مناقب آل رسول مصنفہ کمال الدین محمد بن طلحۃ القرشی الشافعی صفحہ ۲۱ مطبوعہ مطبع جعفری لکھنؤ سنہ ۱۳۰۲ھ میں ہے :-

روی الامام الحافظ المذکور باسنادہ فی حلیتہ[1] عن انس بن مالک قال قال رسول الله یا انس اسکب لی وضوءً ثم قام فصلی رکعتین ثم قال یا انس اول من یدخل علیک فی ہذا الباب امیر المومنین وسید المسلمین وقائد الغر المحجلین وخاتم الوصیین قال انس قلت اللہم اجعلہ رجلاً من الانصار وکتمتہ اذ جاء علی فقال من ہذا یا انس فقلت علی فقام مستبشرا فاعتنقہ ثم جعل یمسح عرق وجہہ بوجہہ و عرق وجہ علی بوجہہ فقال

روایت کی ہے حافظ مذکور (یعنی حافظ ابو نعیم) نے اپنی سند سے کتاب حلیہ میں انس بن مالک سے کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اے انس پانی لے مجکو وضو کا پھر آپ بعد وضو کے کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی بعد اسکے فرمایا کہ ای انس پہلے جو شخص کہ تیرے اوپر داخل ہوگا اس دروازہ سے وہ امیر المؤمنین ہے اور سردار ہے مسلمانوں کا اور لیجانیوالا ہے ان لوگوں کا جنکے منہ اور ہاتھ اور پاؤں نورانی ہونگے بہشت کیطرف اور خاتم ہے وصیوں کا انس نے کہا کہ میں نے دعا کی کہ بارخدایا گردان تو اسکو مرد انصار میں سے اور اس بات کو میں نے پوشیدہ کیا کہ ناگاہ علی آئے پس پوچھا رسول خدا نے کہ یہ کون ہے اے انس پس میں نے کہا علی ہیں پس کھڑے ہوگئے جناب سرور خوش ہو کے اور انکو گلے سے لگا لیا بعد اسکے اپنے منہ کے پسینہ کو علی کے منہ پر ملتے تھے اور علی کے منہ کے پسینہ کو

[1] توضیح (کتاب حلیہ) کشف الظنون میں ہے :- حلیۃ الاولیاء فی الحدیث للحافظ ابی نعیم الاصفہانی المتوفی سنہ ۴۳۰ھ ... وہ کتاب حسن معتبر

علی یا رسول اللہ لقد رایتك بی شیئا ماصنعت بی قبل قال و ما یمنعنی و ان تؤدی عنی و تسمعھم صوتی و تبین لھم ما اختلفوا فیہ بعدی

اپنے منہ پر ملتے تھے بس کہا علی نے کہ ای رسول خدا مجھے دیکھا کہ جو کچھ اس وقت اپنے سر مبارک کیا وہ اس سے پیشتر کبھی نہیں کیا تھا آپ نے فرمایا کہ مجھکو کونسا امر مانع ہے حالانکہ تو ادا کرے گا احکام خدا میری طرف سے اور سنا دیگا لوگو میری آواز اور بیان کریگا تو ان لوگوں کے لیے اس چیز کو کہ جسمین وہ لوگ اختلاف کرینگے میرے بعد۔

اس حدیث شریف کے نقل سے چند فوائد برآمد ہوئے۔ اوّل یہ کہ علامہ محمد بن طلحہ شافعی نے یہ حدیث کتاب حلیۃ الاولیا مصنفہ حافظ ابو نعیم سے نقل کی ہے پس دو عالموں کی تصدیق اس حدیث کی بابت ثابت ہو گئی۔ دوّم یہ کہ لفظ امیر المومنین ہے جس لفظ سے بروز غدیر لوگوں نے السلام علیک یا امیر المومنین کہکر سلام کیا ہے دیکھو صفحہ ۶۳ وہ لفظ اس حدیث میں بھی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ یہ خطاب خود جناب رسالتمآب نے دیا ہے۔ مثل عمر وغیرہ کے امت سے علی مرتضیٰ نے یہ خطاب نہیں پایا۔ سوئم یہ کہ فقط لفظ وصی نہیں ہے بلکہ لفظ خاتم الوصیین ثابت ہوئی اور اس سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ ہر نبی نے اپنا وصی مقرر کیا چونکہ رسول خدا خاتم النبیین ہیں لہذا علی خاتم الوصیین ہیں۔ چہارم یہ کہ لفظ سید المسلمین جو لفظ امام المسلمین کے مرادف ہے جسکو حضرت نے غزوہ تبوک جاتے وقت فرمایا تھا اور لفظ امیر المومنین کے ساتھ ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ جسکو خود حضرت نے سب مومنوں کا امیر اور سب مسلمانوں کا سردار فرمایا اسپر کوئی دوسرا امیر اور سردار نہیں ہو سکتا۔ پنجم یہ کہ جو الفاظ اس حدیث مبارک کے آخر میں ہیں اُس سے بھی خلافت اور امامت بلا فصل جناب امیر بحسن وجوہ ثابت ہے۔ اس سبب سے کہ جو شخص رسول کے بعد احکام خدا کو اسکی جانب سے ادا کرے اور لوگوں کو رسول کی آواز سنائے اور امت کے اختلاف کی حالت میں جو امر حق ہو اسکو بیان کر دے وہی بیشک و شبہہ خلیفہ برحق ہے۔

اب یہ خاکسار آیہ "اثنی عشر نقیبا" کے حرف اثنی عشر یعنی بارہ عدد کے چند معارف و حقائق و دقائق بقدر اپنی فہم و وسعت مقام کے بیان کرتا ہے کیونکہ احادیث میں بارہ خلفا کی تعداد معین ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے بارہ نقبا اور حضرت عیسیٰ کے بارہ حواری ہوئے

اثنا عشر نقیبا ۱۲	واشرکہ فی امری ۱۲	امیر المومنین ۱۲	امام المسلمین ۱۲
صالح المومنین ۱۲	مولی المومنین ۱۲	اثنا عشر عظیما ۱۲	اثنا عشر امیرا ۱۲
اثنا عشر شریفا ۱۲	اثنا عشر خلیفۃ ۱۲	عترت رسول اللہ ۱۲	عترتی اہلبیتی ۱۲

یہ چوتھی حدیث ابن جریر کی مخرجہ ابن حمید کے سند کی تاریخ الرسل و الملوک جلد اول حصہ سوئم صفحہ ۱۷۱ سے نقل ہے۔

قال ابن جریر ثنا ابن حمید قال ثنا سلمۃ[1] قال حدثنی محمد بن اسحاق

کہا ابن جریر نے حدیث کی ہم سے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہم سے سلمہ نے کہا حدیث کی مجھ سے محمد ابن اسحاق نے

[1] توثیق (سلمہ) خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال میں ہے کہ سلمہ بن الفضل الانصاری مولاہم ابو عبد اللہ الرازی الابرش الازرق القاضی عن ابن اسحاق و حجاج بن ارطاۃ و عنہ ابن معین و قال مرۃ لیس بہ باس یتشیع قال البخاری عندہ مناکیر و قال ابو حاتم محلہ الصدق قال ابن سعد کان ثقۃ صدوقا و ھو صاحب مغازی ابن اسحاق قال مات بعد التسعین و مائۃ ایضاً۔ سیرۃ شبلی جلد اول صفحہ ۲۳ میں ہے:۔ سلمہ بن الفضل الابرش الضاری المتوفی سنہ ۱۹۱ھ ابن اسحاق کے شاگرد اور انکی سیرۃ کے راوی ہیں ... کے قاضی تھے اہل فن کے نزدیک قابل احتجاج نہیں لیکن ابن معین جو اسماء رجال کے بڑے ماہر ہیں ... انکی توثیق کرتے ہیں اور ان کی سیرۃ کو بہترین سیرۃ مانتے ہیں ... طبری میں انکے واسطے سے اکثر روایتیں مروی ہیں:۔

عن عبد الغفار بن القاسم عن
المنهال بن عمرو عن عبد الله
بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن
عبد المُطّلب عن عبد الله بن عباس
عن علي بن ابي طالب قال لما نزلت
هذه الآية على رسول الله صلى الله عليه
وسلم وانذر عشيرتك الاقربين
دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال لي يا علي ان الله امرني ان انذر
عشيرتي الاقربين فضقت بذلك
ذرعاً وعرفت اني متى اباديهم بهذا
الامر ارى منهم ما اكره فصمت عليه
حتى جاءني جبرئيل فقال يا محمد انك
الا تفعل ما تؤمر به يعذبك ربك فاصنع
لنا صاعاً من طعام واجعل عليه رجل
شاة واملأ لنا عساً من لبن ثم اجمع
لي بني عبد المطلب حتى اكلمهم وابلغهم
ما امرت به ففعلت ما امرني به ثم
دعوتهم له وهم يومئذ اربعون رجلا
يزيدون رجلا او ينقصونه فيهم اعمامه
ابوطالب وحمزة والعباس وابولهب
فلما اجتمعوا اليه دعاني بالطعام
الذي صنعت لهم فجئت به فلما
وضعته تناول رسول الله صلعم جذبة
من اللحم فشقها باسنانه ثم القاها
في نواحي الصحفة ـ ثم قال خذوا باسم الله
فاكل القوم حتى ما لهم بشئ حاجة

عبد الغفار بن قاسم سے اوس نے منہال بن عمرو
سے اوس نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل
بن حارث بن عبد المطلب سے اُنے
عبد اللہ بن عباس سے اُس نے جناب
علی مرتضیٰ بن ابی طالب سے روایت کی ہے
جبکہ آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو
رسول خدا نے علیؑ کو بلا کر فرمایا کہ اے علی رب العزت
نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے قرابتمندونکو
(عذاب الٰہی سے) ڈراؤں لیکن
(قوم کی حالت دیکھکر) مین نے معلوم کیا کہ
جب اون لوگون کے سامنے یہ امر پیش
کرونگا تو اُن سے حرکات نا ملائم دیکھونگا
اس لئے مین نے سکوت اختیار کیا حتی کہ خداوند
تعالے کا حکم تاکیدی صادر ہوا لہذا تم ایک صاع
طعام اور ایک ران بکری کی اور پیالہ دودھ کا
مہیا کرو اور بنی عبد المطلب کو جمع کرو تا کہ
مین اون سے کلام کرون اور اُن کو
وہ چیز پہونچا دون جس کے پہونچانے کیلئے
مامور ہوا ہون حضرت علی نے تعمیل ارشاد کی اور بنی
عبد المطلب جو ایک کم یا ایک زیادہ چالیس مرد تھے اور
جنمین آپکے اعمام ابو طالب و حمزہ، عباس اور ابولہب
بھی تھے جمع کیا جب سب لوگ آگئے اور کھانا حاضر
کیا گیا تو رسول خدا نے ایک ٹکڑا گوشت کا
لے کر اپنے دانتون سے پارہ پارہ کیا پھر اطراف
ظرف مین ڈالدیا اور فرمایا شروع
کرو بسم اللہ۔ سب نے سیر ہو کر کھایا
پیا اور باوجودیکہ طعام اور شیر اس مقدار

وما ادری الا موضع ایدیهم وایم
الله الذی نفس علی بیده وان کان
الرجل الواحد منهم لیاکل ما
قدمت لجمیعهم ثم قال اسق القوم
فجئتهم بذلك العس فشربوا منه حتی
رووا منه جمیعا وایم الله ان کان
الرجل الواحد منهم لیشرب مثله
فلما اراد رسول الله صلعم ان یکلمهم
بدره ابولهب الی الکلام فقال لقد ما سحرکم صاحبکم
فتفرق القوم ولم یکلمهم رسول الله صلی الله علیه وسلم
فقال الغد یا علی ان هذا الرجل سبقنی الی ما قد
سمعت من القول فتفرق القوم قبل ان اکلمهم
فعد لنا من الطعام بمثل ما صنعت ثم
اجمعهم الی قال ففعلت ثم جمعتهم
ثم دعانی بالطعام فقربته لهم ففعل
کما فعل بالامس فاکلوا حتی ما لهم
بشیء حاجة قال اسقهم فجئتهم بذلك
العس فشربوا حتی رووا منه جمیعا
ثم تکلم رسول الله صلعم فقال یا
بنی عبد المطلب انی والله ما اعلم
شابا فی العرب جاء قومه بافضل
مما قد جئتکم به انی قد جئتکم بخیر
الدنیا والآخرة وقد امرنی الله تعالی
ان ادعوکم الیه فایکم یوازرنی علی
هذا الامر علی ان یکون اخی ووصیی
وخلیفتی فیکم قال فاحجم القوم عنها
جمیعا وقلت وانی لاحدثهم سنا وارمصهم

مین تھا کہ ایک آدمی کو کافی ہوتا لیکن
سب آدمیون نے کھایا پیا اور کمی نہ
ہوئی۔ جب کھانے پینے سے فراغت
ہوئی تو آنحضرت نے کلام کرنے
کا ارادہ کیا لیکن ابولہب نے
سبقت کی اور کہا تم
پر تمہارے صاحب نے جادو
کیا ہے اس فقرے کو سنکر
سب لوگ پراگندہ ہوگئے اور
آنحضرت ان سے کلام نہ کرسکے
دوسرے دن آنحضرت نے پھر حضرت
علی سے فرمایا کہ تم نے سنا ابولہب
نے کلام مین مجھپر سبقت کی اور قبل اس کے
کہ مین ان لوگون سے کلام کرون
سب کو پراگندہ کردیا اب کل کیطرح
پھر میرے پاس سب کو جمع کرو حضرت علی نے کر
سب چیزین بدستور سابق مہیا کین اور پھر سب کو
جمع کیا۔ کھانا حاضر کیا گیا اور آنحضرت نے پہلے
دن کی طرح آج بھی عمل فرمایا اور سبنے سیر ہوکر کھایا
پیا بعدہ پیغمبر صاحب نے فرمایا اے بنی عبد المطلب
قسم ہے خدا کی مین کسی ایسے جوان کو عرب مین
سے نہین جانتا جو اپنی قوم کے لئے مجھے بہتر کوئی چیز
لایا ہو مین تمہارے لئے دنیا و آخرت کی نیکی لایا ہون اور
اللہ جلشانہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمھین اسکی طرف بلاؤن لہذا
تم مین سے کون شخص اس امر مین میری وزارت کریگا اس
شرط پر کہ وہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو۔ قوم مین سے
کسی نے کچھ جواب نہ دیا لیکن علی علیہ السلام نے باوجود

سِنًّا واعظمهم بطنا واحمشهم ساقا انا یا نبی الله اکون وزیرک علیه فاخذ برقبتی ثم قال ان هذا اخی ووصیی وخلیفتی فیکم فاسمعوا له واطیعوا قال فقام القوم یضحکون ویقولون لابی طالب قد امرک ان تسمع لابنک وتطیع

کمسنی کے عرض کیا کہ یا نبی اللہ میں آپ کا وزیر ہوں گا یہ سنکر آنحضرت صلعم نے حضرت علی کی گردن پر ہاتھ رکھا اور فرمایا بیشک یہ میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم سب اس کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو سب لوگ ہنستے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ تم کو حکم دیا ہے کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کرو!

ف۱ واضح ہو کہ حدیث صدر کے الفاظ اخی ووصیی وخلیفتی جسکو تاریخ کبیر طبری مطبوعہ یورپ سے نقل کیا گیا ہے چھاپہ مصر میں الفاظ مذکورہ کے بجائے کذا کذا لکھدیا گیا۔ شبلی صاحب بھی باوجود حدیث مذکورہ مطبوعہ یورپ دیکھنے کے لفظ اخی ووصیی وخلیفتی کو نظر انداز کر گئے چنانچہ سیرۃ النبی حصہ اول صفحہ ۲۰۳ مطبوعہ کانپور میں لکھتے ہیں: "تین برس تک آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہایت رازداری کے ساتھ فرض تبلیغ ادا کیا لیکن آفتاب رسالت اب بلند ہو چکا تھا صاف حکم آیا فاصدع بما تؤمر اور تجھکو جو حکم دیا گیا ہے واشگاف کہدے پھر حکم آیا وانذر عشیرتک الاقربین اور اپنے نزدیک کے خاندان والوں کو خدا سے ڈرا۔ ۱۵؎ میں ہے جدر وز کے بعد حضرت علی سے کہا کہ دعوت کا سامان کرو یہ درحقیقت تبلیغ اسلام کا پہلا موقع تھا۔ تمام خاندان عبد المطلب مدعو کیا گیا حمزہ ابوطالب عباس سب شریک تھے آنحضرت نے کھانے کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں وہ چیز لیکر آیا ہوں جو دین و دنیا دونوں کی کفیل ہے اس بارگران کے اٹھانے میں کون میرا ساتھ دیگا تمام مجلس میں سناٹا تھا دفعۃً حضرت علی نے اٹھ کر کہا گو مجھکو آشوب چشم ہے۔ گو میری ٹانگیں پتلی ہیں اور گو میں سب سے کم عمر ہوں تاہم میں آپکا ساتھ دونگا قریش کے لئے یہ حیرت انگیز منظر تھا کہ دو شخص (جنمیں ایک سترہ سالہ نوجوان ہے) دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ حاضرین کو بیساختہ ہنسی آگئی لیکن آگے چلکر زمانے نے بتا دیا کہ یہ سراپا سچ تھا" لیکن بخاری اور ترمذی نے جناب امیرؑ کا نام ہی اُڑا دیا ہے یہانتک کہ اس واقعہ تبلیغ کے اصلی مفہوم کو بدل دیکر سراپا دروغ اور وضعی روایت کو بیان کیا ہے۔ قال البخاری حدثنا ابو الیمان اخبرنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی سعید بن المسیب وابو سلمة بن عبد الرحمان ان ابوهریرة قال قام رسول الله صلعم حین انزل الله وانذر عشیرتک الاقربین قال یا معشر قریش او کلمة نحوها اشتروا انفسکم لا اغنی عنکم من الله شیئا یا بنی عبد مناف لا اغنی عنکم من الله شیئا یا عباس بن عبد المطلب لا اغنی عنک من الله شیئا ویا صفیة عمة رسول الله صلعم لا اغنی عنک من الله شیئا یا فاطمة بنت محمد صلی الله علیه وسلم سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من الله شیئا۔ کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے ابوالیمان نے کہا خبر دی ہمکو شعیب نے زہری سے اُنسے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے انھوں نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا اسوقت کھڑے ہوئے جبکہ آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو رسول اللہ نے معشر قریش (یا کوئی دوسرا کلمہ مثل اسکے فرمایا) خرید کر لو اپنے نفسوں کو میں تمہیں خدا سے مستغنی اور بے پروا نہیں کر سکتا۔ اے بنی عبد مناف میں تمہیں خدا کے مواخذہ سے بچا نہیں سکتا۔ اے عباس بن عبد المطلب میں تمہیں خدا سے بچا نہیں سکتا۔ اے پھوپھی صفیہ میں تمہیں خدا سے بے پروا نہیں کر سکتا اور اے بیٹی فاطمہ میرے مال سے جو چاہو مانگ لو میں تمہیں خدا سے نہیں بچا سکتا وقال الترمذی حدثنا ابو الاشعث احمد بن المقدام العجلی نا محمد بن عبد الرحمان الطفاوی نا هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت لما نزلت هذه الایة وانذر عشیرتک الاقربین قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا صفیة بنت عبد المطلب یا فاطمة بنت محمد یا بنی عبد المطلب انی لا املک لکم من الله شیئا سلونی من مالی ما شئتم هذا حدیث حسن صحیح۔ کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے ابو اشعث احمد بن مقدام عجلی نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن عبد الرحمان طفاوی نے کہا حدیث کی ہم سے ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے اُنسے حضرت عائشہ سے جب یہ آیت نازل ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین یعنی اور ڈرا قبیلہ اپنے نزدیک والوں کو تو فرمایا رسول خدا نے اے صفیہ بنت عبد المطلب اے فاطمہ بنت محمد اے بنی عبد المطلب میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میرے مال سے جو تم چاہو مانگ لو یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ واضح ہو کہ اور بکا ہر دو حدیثیں ویدی حسن صحیح کے لفظ سے لکھی گئی ہیں جیسے آیہ اکمال دین کی طارق بن شہاب کی وساطت عمر بن خطاب سے وضعی حدیث میں نازل ہونے کی بخاری و مسلم و ترمذی میں وارد ہیں جنکی حقیقت اور قدح وضاحت سے گذر چکی اور ہر دو حدیث مذکورہ کے اصل راوی ابوہریرہ اور حضرت عائشہ ہیں جس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں حدیث مذکورہ بیان کی اسوقت ہر دو کا بعدم تھا یعنی ابوہریرہ سو برس کے باشندہ اور مدینہ میں اسلام لائے اور حضرت عائشہ بعثت سے چار سال بعد پیدا ہوئیں سنہ ۱۰ نبوی میں چھ سالہ تھیں تو حضرت کیساتھ عقد ہوا سنہ ۱۳ نبوی میں ہجرت کیوقت ۹ سالہ تھیں سنہ ۱ھ میں دسویں سال حضرت کے پاس آئیں اور حضرت فاطمہ اُن سے ایک سال چھوٹی تھیں جنکا عقد حضرت علی کے ساتھ دسویں سال سنہ ۲ھ میں واقع ہوا بعد ابوہریرہ کی حقیقت فتح الباری شرح بخاری حافظ ابن حجر سے لکھے ہیں۔

باقی حاشیہ بر صفحہ ۳۲۱

اور انسان العیون فی سیرة الامین والمامون المعروف بسیرة الحلبیه علی بن ابراہیم حلبی جلد اول صفحہ ۳۰۴ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں ہے۔

وروی انه لما نزل (وانذر عشیرتك الاقربین) جمع بنی عبد المطلب فی دار ابی طالب وهم اربعون وفی الامتاع خمسة واربعون رجلا وامراتان فصنع لهم علی طعاما (الی ان قال) فلما اراد رسول الله صلی الله علیه وسلم یتکلم بدره ابولهب بالکلام فقال لقد سحرکم صاحبکم سحرا عظیما

روی ہے کہ جب آیہ (وانذر عشیرتک الاقربین) نازل ہوا ہے تو آنحضرت صلعم نے ابوطالب کے مکان میں اولاد عبد المطلب کو جمع کیا جو کہ چالیس مرد تھے اور امتاع میں ہے کہ پینتالیس مرد اور دو عورتیں تھیں پس آپ نے اونکے واسطے کھانا پکوایا پس جب بعد طعام کچھ کہنا چاہا تو ابولہب نے آپ پر سبقت کی اور کہا کہ اس شخص نے تم پر سحر عظیم کیا ہے۔

وفی روایة عمه وفی روایة ما رأینا کالسحر الیوم فتفرقوا ولم یتکلم رسول الله صلعم فلما کان الغد قال یا علی عد لنا بمثل ما صنعت بالامس من الطعام والشراب قال علی ففعلت ثم جمعتهم له صلی الله علیه وسلم فاکلوا حتی شبعوا وشربوا حتی نهلوا ثم قال لهم یا بنی عبد المطلب ان الله قد بعثنی الی الخلق کافة وبعثنی الیکم خاصة فقال

اور روایت ابن اسحاق میں اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے آج کا سا سحر کبھی نہیں دیکھا پس جب وہ متفرق ہو گئے اور حضرت کو بات کرنے کا موقع نہ ملا جب دوسرا دن ہوا تو حضرت نے علی سے فرمایا کہ اے علی کل کی طرح آج بھی کھانے پینے کا سامان کرو جناب امیر فرماتے ہیں کہ میں نے تعمیل حکم کی پھر اون سب کو جمع کیا پس جب وہ کھا پی کر فارغ ہوئے تو حضرت نے فرمایا اے اولاد عبد المطلب خدا نے مجھے عام طور سے تمام خلق پر اور تم پر خاص طور سے مبعوث فرمایا ہے پھر آیہ مذکورہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۰) (لانه من مراسیل الصحابة وبذلک جزم به الاسمعیلی لان ابا هریرة انما اسلم بالمدینة وهذا القصة وقعت بمکة) یعنی یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے اسمعیلی نے اسکا تعین کیا ہے کیونکہ ابوہریرہ اسکے بہت دنوں بعد مدینہ میں اسلام لائے اور یہ واقعہ مکہ میں ہوا۔ غالباً یہاں اس درجہ تک ہو چکی۔ قریش اور بنی عبد مناف [illegible] لیکن ابوطالب جنکے مکان میں یہ مجمع ہوا اونکا نام تک نہیں لیا گیا نیز جناب فاطمہ بنت اسد مادر جناب علی علیہ السلام بھی اوس گھر میں علاوہ دیگر [illegible] کے ضرور رہی ہونگی مگر حضرت فاطمہ جنکی ولادت بعثت سے پانچ برس بعد ۵ سنہ نبوی میں ہوئی جس سے کہ منظر میں آٹھ سال کی تھیں اونکا ذکر لایا گیا چنانچہ [illegible] الشہدا حسین بن علی واعظ کاشفی کے باب چہارم صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۸ء میں ہے۔ شیخ ابو محمد بن الخشاب در کتاب موالید امام محمد باقر علیہ السلام [illegible] کردہ کہ ولادت فاطمہ بعد از بعثت بودہ بہ پنج سال۔ اور تاریخ حبیب السیر اور تاریخ خمیس دیار بکری کے لئے دیکھو صفحہ ۱۳۷ کتاب ہذا اور روضة الندیہ [illegible] اسمعیل امیر صنعانی یمنی صفحہ ۱۰ مطبوعہ دہلی میں ہے۔ ذکر الامام ابوبکر احمد بن نصر بن عبد اللہ زراعی فی کتاب تاریخ موالید اہل البیت علیہم السلام انما فاطمة [illegible] ابنة ثمان عشرة سنة وخمس وسبعین یوما بمکة ثمان سنین وباقی بالمدینة وکانت ولادتها بعد النبوة بخمس سنین یعنی امام ابوبکر احمد بن نصر بن عبد اللہ [illegible] نے کتاب تاریخ موالید اہل بیت علیہم السلام میں دیکھا ہے کہ حضرت فاطمہ کی عمر اٹھارہ سال پچھتر دن کی ہوئی جس میں آٹھ سال مکہ میں باقی مدینہ میں گذرے

(باقی حاشیہ صفحہ ۳۲۲)

وانذر عشیرتک الاقربین وانا ادعوکم
الی کلمتین خفیفتین علی اللسان
ثقیلتین فی المیزان شهادة ان لا اله
الا الله وانی رسول الله فمن یجیبنی
الی هذا الامر ویوازرنی ای یعاوننی
علی القیام به قال علی انا یا
رسول الله وانا احدثهم سنا وسکت
القوم زاد بعضهم فی الروایة یکن
اخی ووزیری ووارثی وخلیفتی من
بعدی فلم یجبه احد منهم فقام علی وقال انا یا
رسول الله فقال اجلس
ثم اعاد القول علی القوم ثالثا
فلم یجبه احد منهم فقام
علی فقال انا یا رسول الله

وانذر عشیرتک الاقربین تلاوت فرماکے ارشاد کیا کہ میں تم کو
دو کلموں کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ جو زبان پر بہت سبک
اور میزان عمل میں نہایت گراں ہیں وہ شہادت توحید خدا
اور میری رسالت کی گواہی ہے پس کون شخص تم لوگوں
میں اسکو قبول کرتا ہے اور کون اس امر میں میری مدد کرتا
ہے پس جناب امیر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں موجود
ہوں حالانکہ میں سب میں کم سن تھا اور سب چپ رہے
اور بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ جو اس امر کو قبول کریگا
وہ میرا بھائی میرا وزیر میرا وارث میرا خلیفہ میرے
بعد ہوگا پس کسی نے جواب نہ دیا پس حضرت علی کھڑے
ہو گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں حاضر ہوں حضرت
نے فرمایا بیٹھ جاؤ پھر دوسرے مرتبہ سب سے اپنے
کلام کی تکرار فرمائی پس سب خاموش رہے اور حضرت
علی نے کھڑے ہو کر پھر عرض کیا کہ میں حاضر ہوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۱) اور ولادت اون معظمہ کی بعثت کے پانچ سال بعد ہوئی۔ اسی کو مرزا محمد بن معتمد خان حارثی نے اپنے مفتاح النجا میں اختیار کیا ہے چنانچہ حاشیہ صفحہ ۱۰ کتاب استقصاء الافحام حصہ اول فی نقض منتہی الکلام میں مفتاح النجا کے حوالہ سے ہے۔ قال الشیخ الادیب ابو محمد عبد اللہ بن احمد المعروف بابن خشاب البغدادی ان فاطمة ولدت بعد البعثة بخمس سنین یعنی جناب فاطمہ بعثت سے پانچ سال بعد پیدا ہوئیں" جب یہ امر کما حقہ ثابت ہو گیا کہ آیہ موصوفہ کے نازل ہونے اور حضرت کے تبلیغ اول کے وقت حضرت عائشہ اور جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کا وجود نہیں تھا پس ہر دو حدیث یعنی بخاری اور ترمذی کے رواۃ کاذب و مفتری ہوئے اور طرفہ اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت صفیہ اور جناب فاطمہ کا ذکر جس عنوان سے قریب قریب ہر دو حدیثوں میں ہے ویسے ہی وفات النبی کے دن کی یہ حدیث طبقات ابن سعد جزو وفات صفحہ ۲ مطبوعہ لیدن یورپ ۱۳۲۲ھ میں ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا یزید بن هارون نا یحیی بن سعید عن ابی بکر بن ابی ملیکة عن عبید بن عمیر اللیثی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضه الذی توفی فیه۔ فقال انی لا یمسک الناس علی بشیء لا احل الا ما احل الله فی کتابه ولا احرم الا ما حرم الله فی کتابه ثم قال یا فاطمة بنت محمد و یا صفیة عمة رسول الله اعملا لما عند الله فانی لا اغنی عنکما من الله شیئا ثم قام من مجلسه ذلک فما انتصف النهار حتی قبضه الله۔ کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو یزید بن ہارون نے یحیی بن سعید سے اونہوں نے ابو بکر بن ابو ملیکہ سے اونہوں نے عبید بن عمیر لیثی سے کہ رسول خدا نے اپنے مرض الموت کے دن جس میں وفات فرمائی (منجملہ کے) یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حلال و حرام کی نسبت میری طرف نہ کی جائے میں نے وہی چیز حلال کی ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کی ہے اور اے پیغمبر کی بیٹی اور اے پیغمبر کی پھوپھی خدا کے ہاں کے لئے کچھ کرو میں تمہیں خدا سے نہیں بچا سکتا پھر حضرت اوس جگہ سے اوٹھے اور اسی دن دوپہر کو وفات فرمائی۔ یہی پورا مضمون (میں تمہیں خدا سے نہیں بچا سکتا) شبلی صاحب نے اپنے سیرۃ النبی جلد ثانی صفحہ ۱۱۰ میں اسی طبقات جزو وفات اور کتاب الام امام شافعی سے بسند حسن لکھا ہے۔ انتہی۔ پس بخاری اور ترمذی کی یہ حدیثیں قطعی غلط و دروغ و کذب ثابت ہو گئیں جنہوں نے جناب رسالتمآب کے اصل حدیث متن کو بدلکر دشمنی حدیث کو داخل کتاب کرکے امت کو دھوکے میں ڈالا اور کتمان حق کے باعث ہوئے۔

۵ ترجمہ (ابو محمد ابن خشاب) وفیات الاعیان میں ہے۔ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن احمد المعروف بابن الخشاب البغدادی العالم المشہور فی الادب والنحو والتفسیر والحدیث والنسب والفرائض والحساب حفظ القرآن العزیز بالقراءات الکثیرة وکان متضلعا من العلوم وله فیها الید الطولی وکان خطه فی نهایة الحسن ذکره العماد الاصفهانی فی الخریدة وعدد فضائله ومحاسنه مات سنہ ۵۶۷ھ۔

فقال اجلس فانت
اخی و وزیری و وصیی
و وارثی وخلیفتی من
بعدی



حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور تیسری مرتبہ پھر اپنے
کلام کا اعادہ فرمایا اور کسی نے آپکو جواب نہ دیا اور
حضرت امیر نے پھر اوٹھکر عرض کیا کہ مین حاضر
ہون حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ پس تم میرے بھائی
اور میرے وزیر اور میرے وصی اور میرے وارث اور
خلیفہ ہو بعد میرے۔

اب ہم بیان پر حضرت عمر اور عبد اللہ بن عباس کا وہ مکالمہ نقل کرتے ہین جس سے حضرت عمر اور اونکے ہمساز صحابہ کا جناب علی علیہ السلام کے خلافت مین رخنہ اندازی کرنا آشکارا ہوتا ہے جس کے لیے عہد پیغمبری مین یہ امر طے کر لیا گیا تھا کہ خلافت اہل بیت پیغمبر مین نہ جانے پائے اور جناب امیر خلیفہ نہون یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر خلافت کو بنی امیہ مین دیگئے۔

تاریخ الرسل والملوک طبری۔ جلد ۵ صفحہ ۲۷۶۹ لغایت صفحہ ۲۷۷۱ واقعہ ۲۳ھ مین ہے۔

قال ابن جریر حدثنی ابن حمید
قال ثنا سلمۃ عن محمد ابن اسحاق
عن رجل عن عکرمۃ عن ابن عباس
قال بینما عمر بن الخطاب وبعض
اصحابہ یتذکرون الشعر فقال
بعضهم فلان اشعر وقال بعضهم
بل فلان اشعر قال فاقبلت فقال
عمر قد جاءکم اعلم الناس بھا
فقال عمر من شاعر الشعراء یا ابن
عباس قال فقلت زهیر بن ابی
اسلمی فقال عمر هلم من شعرہ ما نستدل
بہ علی ما ذکرت فقلت لو کان یقعد
فوق الشمس من کرم قوم
باولهم او مجدهم قعدوا (الی الاخر الشعر)
قال الحسن وما اعلم احدا اولی بھذا الشعر۔
فقال یا ابن عباس اتدری ما منع قومکم منهم
بعد محمد فکرهت ان اجیبہ فقلت ان لم اکن

کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی مجھ سے ابن حمید نے
کہا حدیث کی ہم سے سلمہ نے محمد ابن اسحاق سے اوس نے
ایک رجل سے اوس نے عکرمہ سے اوسنے ابن عباس سے
روایت کی ہے کہ ایکدن عمر بن خطاب اور اونکے بعض
اصحاب شعر و سخن کا ذکر کر رہے تھے کوئی کسی کا مداح
تھا کوئی کسی کا اس اثنا مین مین بھی وہان ہونچا حضرت
نے مجھے دیکھکر فرمایا کہ لو اس فن کے سب سے بڑے
ماہر آگئے پھر مجھے ارشاد کیا کہ اے ابن عباس تم
کسکو ملک الشعرا سمجھتے ہو مین نے کہا زہیر بن ابی اسلمی کو حضرت
عمر نے فرمایا کہ اونکا کوئی شعر استدلالاً پڑھو مین نے
چند شعر پڑھے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ بہت خوب کہا ہے
میرے علم مین ان سے اچھے اشعار کسی کے نہین ہین۔
اسکے بعد مجھسے پوچھا کہ اے ابن عباس تم جانتے ہو کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کس بات نے تم کو امر
خلافت سے محروم رکھا مین نے اسکا جواب دینا
خلاف مصلحت سمجھکر کہا کہ اگر مین نہین جانتا تو آپ ہی
مجھے آگاہ کرین۔

ادری فامیر المومنین یدرینی فقال
عمر کرهوا ان یجمعوا لکم النبوة و
الخلافة فتبجحوا علی قومکم بجحا بجحا
فاختارت قریش لانفسها فاصابت
ووفقت فقلت یا امیر المومنین
ان تاذن لی فی الکلام وتمط عنی الغضب
تکلمت فقال تکلم یا ابن عباس
فقلت اما قولک یا امیر المومنین
اختارت قریش لانفسها فاصابت
ووفقت فلو ان قریشا اختارت
لانفسها حیث اختار الله عزوجل لها
لکان الصواب بیدها غیر مردود
ولا محسود اما قولک انهم کرهوا ان
تکون لنا النبوة والخلافة فان الله
عزوجل وصف قوما بالکراهیة
فقال ذلک بانهم کرهوا ما انزل
الله فاحبط اعمالهم فقال عمر هیهات
والله یا ابن عباس قد کانت تبلغنی
عنک اشیاء کنت اکره ان افرک عنها
فتزیل منزلتک منی فقلت و
ماهی یا امیر المومنین فان کانت حقا
فما ینبغی ان تزیل منزلتی وان
کانت باطلا فمثلی اماط الباطل
عن نفسه فقال عمر بلغنی انک تقول
انما صرفوها عنا حسدا وظلما فقلت
اما قولک یا امیر المومنین ظلما فقد تبین للجاهل
والحلیم واما قولک حسدا فان ابلیس حسد

حضرت عمر نے فرمایا کہ قوم نے اس بات سے کراہت کی
کہ نبوت اور خلافت دونون تم مین جمع ہون اور تم اسپر
خوش ہوکر اتراتے پھرو چنانچہ قوم اس کے اختیار
کرنے مین مصیب و موفق ہوی - مین نے کہا اے
امیر المومنین اگر آپ اجازت دین اور خفا نہون تو
مین بھی کچھ عرض کرون - اونہون نے فرمایا کہ ہان کہو
مین نے کہا کہ آپکا یہ فرمانا قابل نظر ہے کہ قوم خلافت
کے اختیار کرنے مین مصیب اور موفق ہوی اس لئے
کہ اگر قوم خلافت کو خدا کے مرضی کے موافق اختیار
کرتی تو بلاشبہ مصیب ہوتی -

نیز آپکا یہ فرمانا بھی قابل نظر ہے کہ قوم نے
ہم مین نبوت اور خلافت کے جمع ہونے سے کراہت کی
دیکھئے اللہ تعالی قوم کی کراہت کا وصف اپنے
کلام مین ان الفاظ سے فرماتا ہے - ذلک بانہم کرہوا
ما انزل اللہ فاحبط اعمالہم (یعنی چونکہ حکم خدا سے
اونہون نے کراہت کی لہذا اونکے اعمال حبط ہوگئے
یعنی اکارت گئے) یہ سنکر حضرت عمر بولے افسوس اے
ابن عباس خدا کی قسم تمہاری نسبت مجھے باتون کی
خبرین پہونچای گئی ہین جنکو کرید کر تمہاری منزلت
اپنے دل سے زائل کرنا پسند نہین کرتا مین نے عرض
کیا اے امیر المومنین آپ فرمائین تو سہی اگر درحقیقت
وہ باتین حق پر مبنی ہین تو میری منزلت ضایع ہونے
کی کوئی وجہ نہین ہے حضرت عمر نے فرمایا - کہ مین نے
سنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ خلافت ہم سے بہ ظلم و حسد لی گئی
ہے مین نے کہا اے امیر المومنین ظلم کا مفہوم تو ہر جاہل
اور حلیم پر روشن ہے رہا حسد پس ابلیس نے
حضرت آدم پر حسد کیا اور ہم آدم ہی کی اولاد مین

أدم فنحن ولده المحسودون فقال
عمر هيهات ابت والله قلوبكما يا بني
هاشم الا حسدا ما يحول وضغنا وغشا
ما يزول فقلت مهلاً يا امير المومنين
لا تصف قلوب قوم اذهب الله عنهم الرجس
وطهرهم تطهيرا بالحسد والغش فان
قلب رسول الله من قلوب بني هاشم
فقال عمر اليك عني يا ابن عباس فقلت
افعل فلما ذهبت لاقوم استحيا مني
فقال يا ابن عباس مكانك والله
اني لراع لحقك محب لما سرك
فقلت يا امير المومنين
ان لي عليك حقا وعلى كل
مسلم فمن حفظه فحظه اصاب
ومن اضاعه فحظه اخطأ
ثم قام فمضى

محسود ہوا چاہیں حضرت عمر نے کہا افسوس اے
بنی ہاشم تمہارے قلوب میں حسد اور کینہ کے سوا
کچھ نہیں ہے اور حسد و کینہ بھی ایسا جو مٹ نہیں
سکتا میں نے کہا بس اے امیر المومنین ان لوگوں
کے قلوب کو کینہ اور حسد کے ساتھ منسوب نہ کیجئے
جنکو بمصداق آیہ تطہیر خدا نے ہر برائی اور
خباثت سے پاک اور صاف فرمایا ہے اور غور
کیجئے کہ خود رسول اللہ کا قلب بھی قلوب بنی ہاشم
میں سے ہے۔ حضرت عمر نے (بگڑ کر) کہا اے
ابن عباس میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ جب
میں نے اوٹھنے کا قصد کیا تو اونہوں نے
بمقتضائے شرم مجھے بٹھایا اور فرمایا اے ابن عباس
واللہ میں تمہارے حقوق کی رعایت ملحوظ رکھونگا
اور تمہاری خوشی کا خواہان رہونگا۔ میں نے
کہا اے امیر المومنین تم پر اور کل مسلمانوں پر میرا
حق ہے جس نے اوسکو ملحوظ رکھا مصیب ہوا
اور جس نے اوسکو ضایع کیا خطا کی اسکے بعد
ابن عباس اوٹھے اور چلے گئے)

اسی مکالمہ کا ذکر شبلی صاحب نے اختصار کے ساتھ الفاروق حصہ اول صفحہ ۱۴۲ بحوالہ طبری صفحہ ۲۷۶۹ تا صفحہ ۲۷۷۱ کے دیا ہے
انہیں حضرت عمر کے بارے میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا عین خطبہ کی حالت میں منبر سے اتار نا مروی ہے
اور ایسے ہی امام حسن علیہ السلام کا حضرت ابوبکر کے بارے میں بھی وارد ہوا ہے۔ وفی تاریخ الخلفا السیوطی اخرج
ابن عساکر عن ابی البختری قال کان عمر بن خطاب یخطب علی المنبر فقام الیہ الحسین بن
علی فقال انزل عن منبر ابی فقال منبر ابیک لا منبر ابی من امرک بهذا فقام علی فقال
والله ما امره بهذا احد ا
اسنادہ صحیح (اور تاریخ الخلفا سیوطی میں بروایت
ابن عساکر بسند صحیح منقول ہے کہ حضرت عمر منبر پر خطبہ ارشاد کر رہے تھے ناگہان جناب امام حسین علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کہا کہ
میرے باپ کے منبر پر سے نیچے اترو حضرت عمر نے فرمایا بیشک یہ تمہارے باپ ہی کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں ہے بھلا صاحبزادے یہ بتلاؤ
کہ تم نے کس کے حکم سے ایسا کہا یہ سنکر حضرت علی بولے واللہ کسی نے حسین کو اس بات کے کہنے کا حکم نہیں دیا۔

یہ امام حسین علیہ السلام جنکا سن ۶۱ھ ہجری مین نو برس کا تھا یہ حجت خدا ہین اور نو حجج اللہ کے پدر ہیں یہی وہ آل ابراہیم ہین جو صلب اسمعیل علیہ السلام مین اپنے جد امجد احمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے انہین کے سبب حضرت اسمعیل علیہ السلام کی قربانی بعد کے آنیوالون مین اوٹھالی گئی تھی یہی قولہ تعالی وفدیناہ بذبح عظیم و ترکنا علیہ فی الاخرین۔ کے مصداق ہین۔ یہی آیہ تطہیر اور آیہ مباہلہ اور آیہ مودۃ فی القربیٰ مین مذکور ہین جنکی مودت کل امت پر واجب کی گئی ہے یہی رسولخدا کے ساتھ پانچ باتون مین شریک کئے گئے ہین۔

چنانچہ ابن حجر کی صواعق محرقہ مین فخر رازی کے حوالہ سے لکھتے ہین وہ شرکت پانچ باتون مین یہ ہے۔

فی السلام و فی الصلوٰۃ و فی الطہارۃ و فی تحریم الصدقۃ و فی المحبۃ

اور کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ دہم مین ہے۔

وعن اصبغ بن نباتہ عن عبد اللہ بن عباس قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول انا و علی والحسن والحسین وتسعۃ ولد الحسین مطہرون معصومون اور اصبغ بن نباتہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہین کہ سنا مین نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ مین اور علی اور حسن و حسین اور نو اولاد امام حسین علیہ السلام سے پاک پاکیزہ اور گناہون سے معصوم و محفوظ ہین۔ اصبغ بن نباتہ ایسے تابعی ہین جنکی روایت کو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے اپنے کتاب سر الشہادتین مین حافظ ابو نعیم کے سند سے وارد کیا ہے اونہون نے جناب علی علیہ السلام کو اسی لفظ علیہ السلام سے روایت کی ہے دیکھو حاشیہ ص ۳۱ و ۴۲ کتاب ہذا۔

یہ دوسرا مکالمہ حضرت عمر اور عبد اللہ بن عباس کا کتاب نظم درر السمطین فی نظم (قصاید) المصطفٰے والمرتضیٰ والبتول والسبطین شیخ جمال الدین محدث الحرم (جسکو کتاب استقصار الافحام جناب مولوی سید حامد حسین صاحب طاب ثراہ جلد اول ص ۴۲۵) سے لکھا جاتا ہے۔

عن نبیط بن شریط قال خرجت مع علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ومعنا عبد اللہ بن عباس فلما سرنا الی بعض حیطان الانصار وجدنا عمر بن الخطاب جالساً وحدہ ینکت فی الارض فقال لہ علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ ما اجلسک یا امیر المومنین ہاہنا وحدک قال لامر ہمنی فقال لہ علی افترید احدنا فقال عمر ان کان فعبد اللہ قال فخلا معہ

نبیط بن شریط[1] راوی ہے کہ ایک روز ہم اور ابن عباس جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ ساتھ مدینہ کے باغون کی طرف جا رہے تھے کہ عمر بن خطاب کو دیکھا کہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے زمین کرید رہے ہین، جناب امیر نے پوچھا تمہا کیا کر رہے ہو حضرت عمر نے کہا کہ ایک فکر نے ہمکو پریشان کیا ہے جناب امیر نے کہا کیا ہم لوگون سے کسی کو چاہتے ہو عمر نے ابن عباس کی خواہش کی وہ وہان رہگئے اور بہت دیر کے بعد واپس آئے

[1] توثیق (نبیط) خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مین ہے۔ نبیط بن شریط بفتح المعجمۃ ابن انس بن مالک بن ہلال الاشجعی صحابی لہ احادیث ولہ ابنہ سلمۃ و نعیم بن ابی ہند۔

عبد الله ومضيت مع علي واابطأ علينا ابن
عباس ثم لحق بنا فقال له علي ما
وراءك فقال يا ابا الحسن اعجوبة من
عجائب امير المومنين اخبرك بها واكتم
علي قال مهيم قال لما ان وليت رايت
عمر ينظر اليك والى اثرك ويقول آه آه
فقلت ممه ممّا وكه يا امير المومنين.
قال من اجل صاحبك يا ابن عباس
وقد اعطي ما لم يعط احد من آل رسول
الله صلى الله عليه وسلم ولولا ثلاث هن
فيه ما كان لهذا الامر يعني الخلافة
احد سواه قلت يا امير المومنين
وما هن قال كثرة دعابته وبغض قريش له
وصغر سنه فقال له علي فما رددت
قال داخلني ما يدخل ابن العم لابن
عمه فقلت يا امير المومنين اما كثرة
دعابته فقد كان رسول الله صلى الله عليه
وسلم يداعب ولا يقول الا حقا ويقول
للصبي ما يعلم انه يستميل به
قلبه او يسهل على قلبه
واما بغض قريش له فو الله ما يبالي
ببغضهم بعد ان جاهدهم في الله حتى
اظهر الله دينه فقصم اقرانها وكسر
آلهتها واثكل نساءها في الله لامه و
اما صغر سنه فلقد علمت ان الله تعالى
حيث انزل على رسول الله صلعم براءة
من الله ورسوله وجه بها صاحبه ليبلغ عنه

جناب امیر نے پوچھا کہو کیا خبر ہے ابن عباس
نے کہا کہ ایک اعجوبہ ہے عجائب خلیفہ دوم سے جسکو
ہم آپ سے بیان کرتے ہیں مگر اسکو پوشیدہ رکھیگا وہ
یہ ہے کہ جب آپ وہاں سے آگے بڑھے تو عمر آپ کی
طرف دیکھ رہے تھے۔ اور آہ آہ کرتے تھے ہم نے کہا
کیوں آہ آہ کرتے ہو کہا بسبب تمہارے ساتھی
(جناب امیر) کے کہ جو باتیں اونکو خدا نے دی ہیں
وہ کسی کو نہیں ملیں اگر تین باتیں اون میں نہ ہوتیں
تو اون سے بڑھ کر کوئی بھی اس خلافت کا مستحق نہ تھا
ابن عباس نے کہا وہ تین باتیں کیا ہیں جن سے
وہ خلافت سے محروم ہوے عمر نے کہا۔
ایک تو بہت مزاح کرنا۔
دوسرے قریش کی عداوت۔
تیسرے صغر سنی۔ جناب امیر نے پوچھا پھر تم نے
کیا جواب دیا۔ ابن عباس ہکو اس کلام سے وہی غصہ ہوا
جو ایک ابن عم کو ہوتا ہے میں نے کہا کہ اے امیر المومنین
آپکا دعوی یہ ہے کہ جناب امیر میں مزاح بہت ہے
تو رسول اللہ بھی اسی طرح مزاح فرماتے تھے مگر
خلاف حق نفرماتے لڑکوں سے اس قسم کی باتیں کرتے
جس سے وہ خوش ہوں۔ رہا قریش کا بغض تو اسکی
اونکو کیا پروا ہے جبکہ اون سے اچھی طرح جہاد
کیا کہ دین خدا ظاہر ہوا اونکے شانونکو توڑ ڈالا اور
اونکے بتونکو شکستہ کر دیا اور عورتوں کو اونکے بیوہ
کر دیا پھر خدا کی راہ میں اونکو کیا خوف ہو سکتا ہے
رہا تمہارا یہ کہنا کہ وہ صغیر السن ہیں تو تمکو معلوم ہے
کہ جب خدا نے سورہ براۃ رسول خدا پر نازل کیا اور
ابوبکر کو اوسکے تبلیغ کے لیے روانہ کیا تو خدا نے

فامرہ اللہ تعالیٰ ان لا یبلغ عنہ الا رجل منہ فوجھہ فی اثرہ وامرہ ان یوذن ببراءۃ فھل استصغر اللہ تعالیٰ سنہ فقال عمر امسک علی واکتم اکتم

حکم بھیجا کہ اس کام کو وہی کر سکتا ہے جو تم سے ہو جسپر حضرت نے جناب علیؑ کو ابوبکر کے بعد بھیجا آپ نے جاکر اوسکی تبلیغ کی تو گیا خدا نے حضرت کو کم سن جانا تھا۔ عمر نے کہا اچھا اس بات کو پوشیدہ رکھنا

واقعات اور احادیث ماسبق کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ حدیث ذیل کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۵ مطبوعہ نظامیہ حیدرآباد سے نقل کیجاتی ہے۔

عن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب فی ذکر علی فانی سمعت رسول اللہ صلعم یقول فی علی ثلث خصال لان تکون واحدۃ منھن احب الی مما طلعت علیہ الشمس کنت انا وابوبکر وابو عبیدۃ بن الجراح ونفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا علی علی حتی ضرب بیدہ علی منکبیہ ثم قال انت یا علی اول المؤمنین ایمانا واولھم اسلاما ثم قال انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ وکذب علی من زعم انہ یحبنی و یبغضک

ابن عباس سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب کہنے لگے کہ مین نے جناب رسالتمآب کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی مین ایسی تین باتین ہین کہ اگر ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو سب اون چیزون سے جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے مین اسکو بہتر سمجھتا۔ مین اور ابوبکر اور ابو عبیدہ بن الجراح اور چند نفر اصحاب رسول مقبول کے حضور مین تھے اور حضرت صلعم علی علیہ السلام کے سینہ کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے حضرت نے جناب علی کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد فرمایا کہ اے علی تو سب مومنون سے ایمان لانے مین پہلا اور سب مسلمانون سے اسلام لانے مین مقدم ہے تو مجھے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے وہ شخص جھوٹھ بولتا ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھے محبت رکھتا ہے در آنحالیکہ تجھسے بغض رکھتا ہو۔

اس امر کا ثبوت کہ یہی اصحاب ثلاثہ جنگ روم پر اسامہ بن زید کے ماتحت جانے کے لئے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دن تعنات کئے گئے اور نہ جانے پر دسوین دن ۹ ربیع الاول (شنبہ) کو حضرت نے سخت تاکید کے ساتھ بلکہ کلمہ لعن اللہ من تخلف عنھا کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ کتاب وسیلۃ النجاۃ ملا محمد مبین حنفی انصاری لکھنوی فرنگی محلی المتوفی ۱۲۲۵ھ ص ۱۹ مطبوعہ گلشن فیض مولوی گنج لکھنو ۱۳۱۳ھ مین ہے۔

ودرین سال سریہ اسامہ بن زید است۔ کہ آخر غزوات سرایا است کہ اوراروز دوشنبہ بست وششم ماہ صفر سنہ یازدہم از ہجرت بجانب اُبنیٰ بضم ہمزہ وسکون

اسی سال مین سریہ اسامہ بن زید کا کہ آخر غزوات اور سرایا ہے دوشنبہ کے دن چھبیسوین صفر ہجرت کے گیارھوین برس جانب اُبنیٰ بفم ہمزہ وسکون

موحدہ کہ از دیار روم است و مقتل پدر او بود در سریہ موتہ امیر ساخت و حکم فرمود کہ در رفتن تعجیل نماید کہ روز چہارشنبہ بست و ہشتم ماہ صفر آنحضرت را مرض تپ و درد سر عارض گشت روز دیگر با وجود مرض بدست مبارک خود لوائے برائے او عقد نمود و فرمود بسم اللہ فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ پس اسامہ لوا را گرفت و بیرون رفت و حکم آنحضرت چنان صادر شد کہ اعیان مہاجرین مثل ابوبکر و عمر و عثمان و سعد بن ابی وقاص و ابوعبیدہ بن الجراح وغیرہم رضی اللہ عنہم ہمراہ اسامہ باشند مگر علی مرتضیٰ را فرمود کہ ہمراہ نگردد این معنی بر خاطر بعضے مردم گران آمد خاطر مبارک سوگندا رنجیدہ شد و بغضب در آمد و بعضے روایات آمدہ کہ گفت لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامۃ روز دوشنبہ یازدہم اسامہ برائے رخصت نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد و مرض آنحضرت چنان غلبہ داشت کہ مجال تکلم نداشت و اسامہ لشکرگاہ رفت صباح روز دوشنبہ باز آنحضرت را خفتے در مرض حاصل شدہ بود اسامہ را وداع نمود۔

موحدہ کہ دیار روم سے ہے اور مقتل ہے اونکے باپ کا سریہ موتہ مین اونکو امیر کیا اور حکم دیا کہ جانے مین عجلت کرین ناگاہ اٹھائیسوین صفر چہارشنبہ حضور کو مرض تپ لاحق ہوا اور درد سر پیدا ہوا دوسرے روز (۲۹ صفر پنجشنبہ) باوجود مرض کے آپ نے اپنے دست مبارک سے اونکے واسطے علم بنایا اور فرمایا بسم اللہ خدا کی راہ مین لڑو کافرون سے اسامہ نے علم لیا اور باہر گئے اور آپ نے حکم فرمایا کہ سرداران مہاجرین مثل ابوبکر و عمر و عثمان و سعد بن ابی وقاص و ابوعبیدہ بن جراح وغیرہ ہمراہ اسامہ کے ہون۔ مگر علی مرتضیٰ کو فرمایا کہ ہمراہ نجاوین یہ بات یعنی حکومت اسامہ بعض لوگونکو ناگوار ہوئی اور آنحضرت کو ملال ہوا اور غصہ آیا اور بعض روایت مین ہے کہ لعنت کرے اللہ اوسپر جو اسامہ کے لشکر مین نہ جاوے۔ دوسرے دن (۱۰ ربیع الاول یوم یکشنبہ ۱۱ھ مین اسامہ حضور سے رخصت ہونے کو آئے مرض حضور کا اسقدر غالب تھا کہ بات نکر سکتے تھے اسامہ اپنی لشکرگاہ مین چلے گئے صبح (گیارہ ربیع الاول) دوشنبہ حضور کو کچھ تخفیف ہوئی اسامہ کو رخصت کیا۔

واضح ہو کہ ماہ صفر ۱۱ھ مین ۲۶ صفر (دوشنبہ) تھا جس سے ۱۹ صفر و ۱۲ صفر و ۵ صفر (دوشنبہ) ہوا اور ۲۸ صفر ۱۱ھ (چہارشنبہ) تھا اسلئے ۲۱ صفر ۱۴ صفر و ۷ صفر (چہارشنبہ) ہوا۔ اور ۲۹ صفر ۱۱ھ (پنجشنبہ) تھا اسلئے ۲۲ صفر ۱۵ صفر و ۸ صفر و یکم صفر (پنجشنبہ) ہوا۔

لیکن ارباب سیر ابن اسحاق، واقدی، ابن سعد یہی تاریخین بقید دن کے لاکر انھین دنون کو پھر یکم ربیع الاول ۱۱ھ (پنجشنبہ) بارہ ربیع الاول ۱۱ھ (دوشنبہ) مین لائے ہین جن کا داخلہ محال ہے حالانکہ یکم ربیع الاول (جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) آتا ہے یہی صحیح ہے بس نو ربیع الاول یوم شنبہ کو رسول خدا نے لوگون کے کلمات طعن آمیز در باب سرداری اسامہ سماعت فرماکر غیظ و غضب سے خطبہ فرمایا ہے اوسی مین کلمہ مذکورہ ارشاد کیا ہے۔ یہی کلمہ کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ

ص۱۰۱ نواب صدیق حسن خان مطبوعہ شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۱ھ مین۔

اور یہی کلمہ ملل[۵۱] ونحل محمد بن عبدالکریم شہرستانی ص۹ مطبوعہ مصر ۱۲۹۳ھ اور مطبوعہ جرمن ص۱۱ کما فی تشیید المطاعن ص۹۹ مین ہے اور کتاب مراۃ[۵۲] الاسرار (عبدالرحمن بن عبدالرسول بن قاسم) مین "من تخلف عن جیش اسامۃ فھو ملعون" یعنی جس نے جیش اسامہ سے مخالفت کی وہ ملعون مرقوم ہے۔ دیکھو تشیید المطاعن جلد اول ص۲۷ مطبوعہ لودھیانہ ۱۲۸۳ھ۔

وفرمود اغزوا علی برکۃ اللہ و اسامہ بلشکرگاہ رفت واراده کوچ کرد وخواست کہ سوار شود مادرش ام ایمن پیغام فرستاد کہ رسولخدا در نزع است اسامہ بازگشت وصحابہ نیز مراجعت نمودند و ابوبکر و عمر و امثال ایشان خود در مدینہ بودند۔

اور فرمایا جہاد کرو اللہ کی برکت پر اسامہ لشکر گاہ مین آئے اور کوچ کا ارادہ کیا چاہا کہ سوار ہون انکی والدہ ام ایمن نے اطلاع دی کہ رسولخدا کو نزع ہے اسامہ پلٹ گئے اور صحابہ نے بھی مراجعت کی اور ابوبکر و عمر امثال انکے مدینہ ہی مین تھے۔ (وسیلۃ النجاۃ)

یہی مضمون بہمہ وجوہ مدارج النبوہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مین ہے۔ انہین دو کتابون مین ابوبکر اور عمر کے بعد عثمان وسعد بن ابی وقاص پھر ابوعبیدہ بن جراح کا نام مذکور ہے اور انہین دونون مین ابوبکر و عمر وغیرہ کا مدینہ ہی مین موجود رہنا لکھا ہے۔ لیکن ابن اسحاق اور واقدی و ابن سعد نے ابوبکر و عمر کے بعد ابوعبیدہ بن الجراح وغیرہ کی ترتیب سے نام بنام گنایا ہے اور اسامہ کے واپسی کے ساتھ عمر اور ابوعبیدہ کو لکھا ہے۔ دیکھو نمبر (۳) ابن اسحاق ص۱۱۱ اور نمبر (۵) واقدی ص۱۳۰۔

یہ امر ظاہر ہے کہ حالت مرض الموت مین کوئی موقع باہر لشکر بھیجنے کا اور صحابہ کو اپنے پاس سے علیحدہ کرنے کا نہ تھا جب تک کہ کوئی مطلب عمدہ اور اہم پر مشتمل نہو اور وہ یہی تھا کہ آپ نے چاہا کہ سب مفسد مدینہ منورہ سے باہر چلے جائین کہ میرے بعد خلافت علی بن ابیطالب مین کسی طرح کی نزاع اور فساد نہو کیونکہ رسولخدا اس امر سے واقف تھے کہ حاسدین و مفسدین میرے وفات کے بعد جناب امیرالمومنین کو خلافت نہ پہونچنے دینگے اور خود مدعی اوسکے ہو جائینگے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود حضرت کے تاکید شدید کے جیسا کہ مضمون ماسبق سے گذرا۔ یہان تک کہ موت کے دو روز قبل لوگون کے کلمات طعن آمیز سماعت فرماکر کلمہ جھزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہا کا ارشاد فرمایا مگر لوگ مدینہ ہی مین موجود رہے جب حضرت کو عین احتضار کے دن معلوم ہو گیا کہ یہ سب کے سب موجود ہین تو پھر حضرت نے طلب قرطاس فرمایا ہے جسکی سخت مخالفت کی گئی یہان تک حضرت کے جانب صریح الفاظ مین ہذیان کی نسبت دیگئی اور اسقدر شور و غل باہم صحابہ مین ہوا کہ بالآخر رسولخدا کو اپنے بارگاہ سے اوٹھا دینا پڑا چونکہ حضرت حدیث ثقلین ارشاد فرما چکے تھے اور اپنی حجت ہر طرح سے فرما چکے تھے لوگون نے اور خاصکر حضرت عمر نے خوب سمجھ لیا تھا کہ اب یہ تحریر بھی اونھین علی بن ابیطالب کے بارے مین لکھی جائیگی تو حضرت عمر نے یہ کلمات کہے جسکو اوسی وسیلۃ النجاۃ سے نقل کیا جاتا ہے۔

---

[۵۱] توثیق (ملل ونحل شہرستانی) کشف الظنون مین ہے۔ الملل والنحل صنف فیہا جماعۃ منہم ابوالفتح الامام محمد بن عبدالکریم الشہرستانی المتوفی ۵۴۸ھ فقد قال تاج الدین السبکی) فیہ ہو عندی خیر کتاب صنف فی ہذا الباب الخ۔ [۵۲] توثیق (مراۃ الاسرار) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رسالہ انتباہ سلاسل الاولیا مین کتاب مراۃ الاسرار سے نقل فرماتے ہین۔ "در مراۃ الاسرار مذکور است کہ حضرت گنج شکر در راحت القلوب میفرماید کہ من میخواستم کہ نعمت سجادہ ملک ہندوستان را بکسے دیگر دہم ہاتف از غیب آواز داد کہ شیخ نظام الدین در راہ است بداں تا رسے برسد"

که عمر بن الخطاب گفت مرد در شدت مرض چیزها بگوید که از دایره اختیار بیرون است شاید که این سخنان نیز مثل همان سخنان باشد و اختلاف میان صحابه افتاد و آواز ها بلند شد پس آنحضرت فرمود برخیزید از پیش من که منازعت در رفع اصوات حضور رسول خدا صلی الله علیه و آله مناسب نیست۔

عمر بن خطاب نے کہا کہ انسان شدت مرض میں ایسی باتیں بھی کرتا ہے جو دایرہ اختیار سے باہر ہے شاید کہ یہ باتیں بھی ویسے ہی ہوں اور اختلاف صحابہ میں ہوا اور آوازیں بلند ہوئیں آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے اوٹھ جاؤ کہ جھگڑا اور آواز بلند کرنا پیغمبر کے سامنے مناسب نہیں ہے

اوسی کتاب وسیلۃ النجاۃ کے صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴ میں ہے۔

بعد از ان فرمود برادر من علی را بیارید علی بیامد و بر سر بالین آنحضرت بنشست و سر مبارک را بر زانوے خویش نہاد آن سرور صلعم فرمود اے علی فلان یہودی پیش من چندین مبلغ داد که از وے براے لشکر تجہیز اسامہ بقرض گرفتہ بودم زنہار کہ قرض او را از ذمہ من ادا کنی و فرمود اے علی تو اول کسے خواہد بود کہ در لب حوض کوثر من برسی و بعد از من مکروہات بتو خواہد رسید باید کہ دل تنگ نشوی و صبر کنی و چون بینی کہ مردم دنیا اختیار کنند باید کہ تو آخرت اختیار کنی۔

فرمایا میرے بھائی علی کو بلاؤ تو حضرت امیر حاضر ہوئے اور آپ کے سرہانے بیٹھے اور سر مبارک اپنے زانو پر رکھ لیا آپ نے ارشاد کیا کہ اے علی فلان یہودی سے اسقدر روپیہ میں نے لشکر اسامہ کے سامان کرنے کے واسطے قرض لیا تھا ضرور میرے ذمہ سے اوسکو ادا کر دینا۔ اور فرمایا اے علی تم اول سب سے نہر کوثر پر مجھسے ملوگے اور میرے بعد مکروہات تمکو پیش آوینگے دل تنگ ہونا اور صبر کرنا جب دیکھنا کہ لوگوں نے دنیا اختیار کی تو تم آخرت کو اختیار کرنا۔

اور اسد الغابہ فی الصحابہ ابن اثیر جزری جلد چہارم صفحہ ۳۱ میں یہ حدیث ہے۔ (مطبوعہ سنہ ۱۲۸۶ھ)

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ الکعبۃ توتی ولا تاتی فان اتاک ھولاء القوم وسلموھا الیک یعنی الخلافۃ فاقبل منھم وان لم یاتوک فلا تاتھم حتی یاتوک (حاصل ترجمہ)

حضرت علی سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب نے مجھسے ارشاد فرمایا ہے کہ اے علی تم بمنزلہ کعبہ کے ہو کہ اوسکے حضور میں سب حاضر ہوتے ہیں اور وہ کسی کے پاس نہیں جاتا پس اگر قوم کے لوگ تمہارے پاس حاضر ہو کر بیعت خلافت کریں تو قبول کرو ورنہ اونکے پاس نہ جاؤ یہانتک کہ وہ خود تمہارے پاس آئیں۔

کتاب تاریخ المختصر فی اخبار البشر یعنی تاریخ ابی الفدا جلد دوم صفحہ ۲۰۴ تا صفحہ ۲۰۶ مطبوعہ لیڈن میں ہے۔

وبادروا سقیفۃ بنی ساعدۃ فبایع عمر ابابکر وانثال الناس

اور لوگ بعجلت سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف روانہ ہوئے پس بیعت کی عمر نے ابوبکر کی اور اژدحام کیا

يبايعونه في العشر الاوسط من
ربيع الاول سنة احدى عشرة
خلا جماعة من بني هاشم والزبير
وعتبة بن ابي لهب وخالد بن سعيد
بن العاص والمقداد بن عمرو
وسلمان الفارسي وابي ذر وعمار
بن ياسر والبراء بن عازب وابي بن
كعب مالوا مع علي بن ابيطالب و
قال في ذلك عتبة بن ابي لهب
ما كنت احسب ان الامر منصرف + عن
هاشم ثم منهم عن ابي حسن + عن اول الناس
ايمانا وسابقة + واعلم الناس بالقرآن والسنن
واخر الناس عهدا بالنبي ومن + جبرئيل
عون له في الغسل والكفن + من فيه ما
فيهم لا يمترون به + وليس في القوم ما
فيه من الحسن
وكذلك تخلف عن بيعة ابي بكر ابو سفيان
من بني امية ثم ان ابا بكر بعث عمر بن
الخطاب الى علي ومن معه ليخرجهم من بيت فاطمة رضي الله عنها الخ

لوگون نے کہ بیعت کرتے تھے سب اوسی ابوبکر کی بیچ
عشرہ اوسط ربیع الاول ۱۱ھ مین سوا ایک جماعت
کے کہ وہ بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ بن ابی لہب اور
خالد بن سعید بن عاص اور مقداد بن عمرو اور سلمان
فارسی اور ابوذر اور عمار یاسر اور براء بن عازب اور
ابی بن کعب تھے مائل ہوئے یہ لوگ ساتھ علی بن ابیطالب
کے اور کہا اس باب مین عتبہ بن ابی لہب نے۔
نہین گمان کرتا تھا مین کہ تحقیق امر خلافت منصرف ہوجائیگا
بنی ہاشم سے بعد اوسکے اونمین سے ابوالحسن سے
وہ ایسے ہین کہ جو اول ہین سب آدمیون کے ایمان مین اور سابق
ہین اونکے اور سب آدمیون سے زیادہ جاننے والے ہین قرآن کے اور
سنتون کے اور آخر ہین سب آدمیون سے از روی عہد کے ساتھ
نبی صلعم کے اور وہ شخص ہین کہ جبرئیل مددگار تھا اونکے غسل اور کفن مین
جناب کے لحاظ سے وہ شخص ہین کہ اونمین سب وہ فضائل ہین کہ جو اون لوگون مین
ہین وہ لوگ اوسمین کچھ شک نہین کر سکتے اور نہین ہین قوم مین وہ خوبیان
اور اسی طرح باز رہا بیعت ابوبکر سے ابوسفیان
بنی امیہ مین سے بعد اوسکے تحقیق ابوبکر نے بھیجا عمر بن خطاب
کو طرف علی کے اور اون لوگون کے جو علی کے ساتھ تھے تاکہ
باہر نکالے اون لوگون کو گھر سے فاطمہ علیہا السلام کے۔

مورخ حبیب السیر نے اشعار مذکورہ کو حضرت عباس کی طرف منسوب کیا ہے اور اس طرح ترجمہ کیا ہے۔

ندانم خلافت چرا منصرف	شد از ہاشم وانگاہ از بوالحسن
نہ اولین مقبل قبلہ بود	نہ او بود اعلم بفرض و سنن
نہ اقرب بعہد نبی بود و بود	معین جبرئیلش بغسل و کفن
نہ او مجمع حسن اوصاف گشت	نہ قدر علیؑ وز خلق حسن

اور شبلی صاحب الفاروق حصہ اول صلا مین لکھتے ہین "ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے فاطمہؑ کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا کہ یا بنت رسول خدا کی قسم آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہین تاہم آپ کے یہان اس طرح لوگ مجمع کرتے رہے تو مین اون لوگون کے وجہ سے گھر مین آگ لگا دونگا۔

اگرچہ سند کے اعتبار سے اس روایت پر ہم اعتبار ظاہر نہین کر سکتے کیونکہ اس روایت کے رواۃ کا حال ہمکو نہین معلوم ہو سکا تاہم درایت کے اعتبار سے اس واقعہ کے انکار کی کوئی وجہ نہین حضرت عمر کی تندی اور تیز مزاجی سے یہ حرکت بعید نہین۔"

اور تاریخ رسل والملوک طبری ص۱۹۸ مین یہ بھی ہے۔

قال ابن جریر ثنا ابن حمید قال ثنا جریر عن مغیرۃ عن زیاد بن کلیب قال اتی عمر بن الخطاب منزل علی وفیہ طلحۃ والزبیر ورجال المہاجرین فقال واللہ لاحرقن علیکم او لتخرجن الی البیعۃ فخرج علیہ الزبیر مصلتا بالسیف فعثر فسقط السیف من یدہ فوثبوا علیہ فاخذوہ

کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہم سے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہم سے جریر نے مغیرہ سے اونے زیاد بن کلیب سے کہ آیا عمر بن خطاب گھر پر علی کے اور اومین طلحہ اور زبیر و نیز لوگ مہاجرین مین سے تھے پس کہا عمر نے کہ واسطے تمہارے اوپر اس گھر کو جلا دونگا یا باہر نکلو بیعت کرنے کے لئے پس زبیر عمر کے مارنے کے لئے تلوار کھینچے ہوئے باہر نکلا پس اوسنے ٹھوکر کھائی اور تلوار اوسکے ہاتھ سے گر پڑی لوگون نے دوڑ کر اوسکو پکڑ لیا۔

اب مفصل واقعات کتاب امامت والسیاست[1] ابی محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ[2] کے ص۱۲ لغایت ص۲۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴عیسوی سے لکھے جاتے ہین۔

ان ابابکر رضی اللہ عنہ تفقد قوماً تخلفوا عن بیعتہ عند علی کرم اللہ وجہہ فبعث الیہم عمر بن الخطاب فجاء فناداہم وہم فی دار علی فابوا ان یخرجوا فدعا بالحطب وقال والذی نفس عمر بیدہ لتخرجن او لاحرقنہا علیکم علی ما فیہا فقیل لہ یا ابا حفص ان ✱ فخرجوا فبایعوا الا علیاً فانہ زعم انہ قال

✱ [margin:] فيها فاطمة فقال وان

ابوبکر نے اون لوگون کی خبر دریافت کی جنھون نے اونکی بیعت سے تخلف کیا تھا کہ علی علیہ السلام کے پاس ہین بھیجا ابوبکر نے اونکی طرف عمر بن خطاب کو پس آیا وہ اور پکارا اونکو اور وہ لوگ حضرت علی کے گھر مین تھے پس اون لوگون نے باہر نکلنے سے انکار کیا پس عمر نے لکڑی منگوائی اور کہا کہ قسم ہے اوسکی کہ جان عمر کی جس کے ہاتھ مین ہے اگر تم لوگ نہ نکلو گے تو مین اس گھر کو تمہارے اوپر جلا دونگا اون لوگون کے جو

[1] توضیح (کتاب امامت والسیاست) مقدمہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ (محمود رافعی) طبع مصر مین ہے۔ کتاب الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبۃ الدینوری وجدۃ فریدا فی بابہ حسانی اسلوبہ لکین فی موضوعہ مثلہ فقد جمع فیہ مولفہ رحمہ اللہ من طرائف الاخبار ونوادر التاریخ فیما یتعلق بمسائل الامامۃ وما وقع ایام الصحابۃ رضوان اللہ اور اتحاف الوری باخبار ام القری (ابن فہد مکی) مین ہے۔ قال ابو محمد ابن قتیبۃ فی کتاب الامامۃ والسیاسۃ کان مسلمۃ بن مروان موالیا علی اہل مکۃ الخ۔

[2] توضیح (ابن قتیبہ) میزان الاعتدال جلد ثانی ص۵۳ طبع انوار محمدی لکھنو ۱۳۰۱ھ مین ہے۔ عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ ابو محمد صاحب التصانیف صدوق قلیل الروایۃ روی عن اسحاق بن راہویہ وجماعۃ قال الخطیب کان ثقۃ دیناً فاضلاً۔

حلفت ان لا اخرج ولا اضع ثوبي على
عاتقي حتى اجمع القرآن فوقفت فاطمة
على بابها فقالت لا عهد لي بقوم
حضروا اسوأ محضر منكم تركتم
جنازة رسول الله بين ايدينا وقطعتم
امركم بينكم لم تستأمرونا ولم
تروا لنا حقا فاتى عمر ابا بكر فقال
له الا تاخذ هذا المتخلف عنك بالبيعة
فقال ابو بكر يا قنفذ وهو مولى له
اذهب فادع عليا قال فذهب قنفذ
الى علي فقال ما حاجتك قال يدعوك
خليفة رسول الله قال علي
لسريع ما كذبتم على رسول الله
فرجع قنفذ فابلغ الرسالة
قال فبكى ابو بكر طويلا
فقال عمر الثانية الا تضم
هذا المتخلف عنك بالبيعة
فقال ابو بكر لقنفذ عد اليه
فقل امير المومنين يدعوك
لتبايع فجاء قنفذ فادى
ما امر به فرفع علي
صوته فقال سبحان الله لقد
ادعى ما ليس له فرجع قنفذ
فابلغ الرسالة قال فبكى
ابو بكر طويلا ثم قام عمر فمشى و
معه جماعة حتى اتوا باب فاطمة فدقوا
الباب فلما سمعت اصواتهم

اوس مین ہین - پس لوگون نے اوس سے کہا کہ اے
ابو حفص تحقیق اس گھر مین فاطمہ ہین پس عمر نے کہا کہ
اگرچہ ہون پس وہ لوگ باہر نکلے اور بیعت کی سو حضرت
علی کے اس سبب سے کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ مین
باہر نہ نکلونگا اور اپنے کپڑے کو اپنے کندھے پر نہ ڈالونگا
یہان تک کہ قرآن کو جمع کرون پس کھڑی ہوئین حضرت
فاطمہ اپنے دروازہ پر اور کہا کہ نہین عہد ہے واسطے
میرے ساتھ ایسے لوگون کے کہ حاضر ہوئے ہین بہت
برا حاضر ہونا تم مین سے چھوڑ دیا تمنے لاش جناب رسولخدا
کو ہمارے آگے اور فیصلہ کر لیا اپنے کام کا اپنے درمیان
مین نہ تم نے ہمکو امارت دی اور نہ تمنے ہمارے لئے کوئی
حق تجویز کیا پس آیا عمر ابوبکر کے پاس اور اون سے کہا کہ
کیون نہین گرفتار کرتا ہے تو اس باز رہنے والے کو اپنی
بیعت سے پس کہا ابوبکر نے اے قنفذ اور وہ اوسکا غلام
تھا کہ جا تو پس علی کو بلا لا راوی کہتا ہے کہ پس گیا قنفذ
حضرت علی کے پاس پس اونہون نے کہا تیری کیا حاجت
ہے کہا قنفذ نے تمہین خلیفہ رسول اللہ بلاتے ہین کہا علی
نے کہ کسقدر جلد جھوٹ باندھ لیا تم نے رسولخدا پر پس
پھر آیا قنفذ ابوبکر کے پاس اور حضرت علی کا پیغام اون
سے بیان کیا راوی کہتا ہے کہ پس رویا ابوبکر دیر تک
پس کہا عمر نے دوسری دفعہ کہ کیون نہین شامل کر لیتا
ہے تو اس باز رہنے والے کو تجھسے ساتھ بیعت کے پس
کہا ابوبکر نے قنفذ کو کہ پھر جا علی کے پاس اور کہہ کہ امیر المومنین
تجکو بلاتا ہے تاکہ تو بیعت کرے پس آیا قنفذ اور ادا کیا
اوس پیغام کو کہ جسکا ابوبکر نے اوسکو حکم دیا تھا پس
حضرت علی نے آواز بلند کہا کہ سبحان اللہ تحقیق دعوی
کرتا ہے ابوبکر اوس چیز کا کہ جو اوسکے واسطے نہین ہے

نادت باعلی صوتها باکیۃ
یارسول اللہ ماذا لقینا بعدک
من ابن الخطاب وابن
ابی قحافۃ فلما سمع القوم
صوتها وبکاءھا انصرفوا
باکین فکادت قلوبهم تتصدع
واکبادهم تنفطر وبقی عمر
معہ قوم فاخرجوا علیا
ومضوا بہ الی ابی بکر فقالوا
لہ بایع فقال ان لم افعل
فمہ قالوا اذاً واللہ الذی
لا الہ الا ھو نضرب عنقک
قال اذاً تقتلون عبد اللہ و
اخا رسولہ قال عمر اما
عبد اللہ فنعم واما اخو
رسولہ فلا وابوبکر ساکت
لا یتکلم فقال لہ عمر الا تامر
فیہ بامرک فقال لا اکرھہ
علی شیء ما کانت فاطمۃ
الی جنبہ فلحق علی بقبر
رسول اللہ یصیح ویبکی و
ینادی یا ابن ام ان القوم
استضعفونی وکادوا
یقتلوننی

پس پھر اقنفذ اور پہونچادیا پیغام راوی کہتا ہے کہ
پس رویا ابوبکر دیر تک بعد اسکے کھڑا ہوا عمر پس
چلا اور ہمراہ اوسکے ایک جماعت تھی یہان تک
کہ آئے دروازہ پر فاطمہ کے پس کھٹکھٹایا دروازہ کو
پس جس وقت کہ فاطمہ نے اونکی آوازین سنین تو زور
سے پکار کر کہا دراںحالیکہ وہ روتی تھین کہ اے رسولخدا
کیا مصیبت پہونچی ہمکو بعد آپ کے ابن خطاب اور
ابن ابی قحافہ سے پس جسوقت سنی لوگون نے آواز اونکی
اور رونا اونکا تو روتے ہوئے چلے گئے اور قریب تھا کہ
دل اونکے شق ہو جائین اور کلیجے اونکے پھٹ جائین
اور باقی رہگیا عمر ایک گروہ کے ساتھ پس نکالا اون لوگون
نے حضرت علی کو اور لائے اونکو ابوبکر کے پاس اور کہا
اون سے کہ بیعت کرو پس آپ نے کہا نہ بیعت کرونگا
مین تو کیا ہوگا اون لوگون نے کہا کہ اوسوقت قسم اللہ
کی کہ سوائے اوسکے کوئی معبود نہین ہم تیری گردن
مارینگے آپ نے کہا کہ اوسوقت قتل کروگے تم خدا کے
بندے کو اور رسول کے بھائی کو کہا عمر نے کہ تم خدا کے
بندے ہو لیکن رسول کے بھائی نہین ہو اور ابوبکر
چپ تھا کچھ بولتا نہین تھا پس کہا اوس سے عمر نے کہ
کیون نہین حکم کرتا ہے تو اوسکے باب مین ساتھ اپنے
حکم کے پس کہا ابوبکر نے کہ نہین مجبور کرونگا مین اوسکو
کسی بات پر جب تک فاطمہ اوسکے پہلو مین ہے پس
حضرت علی جناب رسولخدا کے قبر سے لپٹ گئے دراںحالیکہ
چلاتے تھے اور روتے تھے اور پکارتے تھے یا ابن ام ان القوم
استضعفونی وکادوا یقتلوننی یعنی اے میری مان کے بیٹے
تحقیق کہ قوم نے ضعیف کر دیا مجکو اور قریب تھا کہ
مار ڈالین مجھکو

اور اوسی کتاب امامت وسیاست کے مضامین ہے۔

ثم ان عليا كرم الله وجهه اتى به
الى ابي بكر وهو يقول انا
عبد الله واخو رسوله فقيل
له بايع ابا بكر فقال انا
احق بهذا الامر من الانصار
واحتججتم عليهم بالقرابة من
النبي صلى الله عليه وسلم و
تاخذوه منا اهل البيت
غصبا الستم زعمتم للانصار انكم
اولى بهذا الامر منهم لما كان
محمد منكم فاعطوكم المقادة
وسلموا اليكم الامارة فاذا احتج
عليكم بمثل ما احتججتم على الانصار
نحن اولى برسول الله حيا وميتا
فانصفونا ان كنتم تؤمنون والا
فبوءوا بالظلم وانتم تعلمون فقال له عمر انك
لست متروكا حتى تبايع فقال له علي احلب
حلبا لك شطره وشد له اليوم يرده
عليك غدا ثم قال والله يا عمر لا اقبل قولك
ولا ابايعه فقال له ابو بكر فان لم تبايع فلا
اكرهك فقال ابو عبيدة بن الجراح لعلي كرم
الله وجهه يا ابن عم انك حديث السن
وهؤلاء مشيخة قومك ليس لك مثل تجربتهم
ومعرفتهم بالامور ولا ارى ابا بكر الا اقوى على
هذا الامر منك واشد احتمالا واستطلاعا فسلم
لابي بكر هذا الامر فانك ان تعش ويطل بك

حضرت علیؑ کو ابوبکر کے پاس لائے حالانکہ حضرت
کہہ رہے تھے ہم بندہ خدا اور برادر رسول ہیں کہا گیا کہ
بیعت کرو ابوبکر کی کہا کہ ہم زیادہ مستحق ہیں تم سے اس امر
کے لئے ہم نہ بیعت کرینگے تمکو ہماری بیعت کرنی چاہیے تم نے
اس امر کو انصار سے اس دلیل سے لیا ہے کہ تم قرابت
مند رسول ہو تو ہم اہل بیت سے کیوں از راہ غصب
لیتے ہو کیا تم نے انصار سے یہ نہیں کہا تھا چونکہ محمد ہم لوگوں (ان)
میں سے ہیں لہذا ہم تم سے زیادہ مستحق ہیں جبپر انصار نے
قبول کرلیا اور خلافت تمہارے حوالہ کردی وہی دلیل
ہم پیش کرتے ہیں کہ ہم زیادہ اولی ہیں رسول اللہ کے
ساتھ حالت حیات میں بھی اور حالت ممات میں بھی تو
انصاف کرو اگر ہو تم ایمان والے نہیں تو جو چاہو ظلم
کرو اوسکا مزہ چکھو گے اسپر عمر نے کہا تم چھوڑے نہیں
جا سکتے جب تک کہ بیعت نہ کروگے حضرت علی نے کہا
دوہ لے کہ تجکو بھی حصہ ملے گا آج اوس کے لئے مضبوط کر
کلہ تجھے لوٹا ہی دیگا۔ ہر گز ہم تیرا قول نہ مانینگے نہ بیعت
کرینگے ابوبکر نے کہا اگر بیعت نہیں کرتے تو ہم بھی مجبور
نہیں کرتے ابو عبیدہ نے کہا اے پسر عم تم ابھی کم سن ہو
اور یہ تمہاری قوم کے بوڑھے ہیں تم کو ابھی وہ تجربہ
نہیں ہے جو اونکو ہے ابوبکر کو ہم اس بارے میں تم سے
زیادہ قوی جانتے ہیں اور قوت وتحمل واستطلاع اونکو
زیادہ ہے تم قبول کرو اونکی خلافت کو اگر زندہ رہوگے
تو تم بیشک اس امر کے لائق اور قابل ہو بسبب اپنے
فضل ودین وعلم وفہم وسابقہ وقرابت ودامادی
رسول کے پس فرمایا حضرت علی نے اللہ اللہ اے گروہ
مہاجرین محمد کی سلطنت کو عرب میں اونکے خاندان سے

بقاء فانت بهذا الامر خليق حقيق فی فضلك ودينك
وعلمك وفهمك وسابقتك ونسبك وصهرك
فقال علی كرم الله وجهه الله الله يا معاشر المهاجرين لا
تخرجوا سلطان محمد فی العرب من داره وقعر بيته
الی دوركم وقعور بيوتكم وتدفعون اهله من مقامه
فی الناس فی حقه فوالله يا معاشر المهاجرين لنحن احق
الناس به لانا اهل البيت ونحن احق بهذا الامر منكم ما
كان فينا القاری بكتاب الله الفقيه فی دين الله العالم
بسنن رسول الله المتطلع لامر الرعية المدافع عنهم الامور
السيئة القاسم بينهم بالسوية والله انه لفينا فلا تتبعوا
الهوی فتضلوا عن سبيل الله فتزدادوا من الحق بعدا فقال
بشير بن سعد الانصاری لو كان هذا الكلام سمعته الانصار
* منك يا علی قبل بيعتها لابی بكر ما اختلف عليك اثنان

نکالکر اپنے گھروں میں نہ لیجاؤ اور اہل بیت محمد کو انکے
حق اور مقام سے نہ نکالو قسم خدا کی اے مہاجرین ہم
سب سے زیادہ مستحق ہیں اس امر خلافت کے ساتھ
کیونکہ ہم ہی ہیں قاری کتاب اللہ فقیہ فی دین اللہ
عالم بسنن رسول اللہ مطلع ہیں امر رعیت پر امور سیئہ
کے دافع ہیں تقسیم بالسویہ کرنے والے ہیں قسم خدا کی
یہ خلافت ہم لوگوں کا حق ہے تو تم اپنے نفسانی
خواہشوں کی پیروی نکرو ورنہ گمراہ ہو جاؤگے
اور راہ حق سے روز بروز دور ہوتے جاؤگے۔
بشیر بن سعد انصاری نے کہا کہ اگر یہ کلام تمہارا
انصار سنے ہوتے قبل بیعت ابوبکر کے تو ایک شخص
بھی تم سے اختلاف نکرتا۔

اور روضۃ الاحباب میں بشیر بن سعد کا قول اور جناب امیر کا جواب

بشیر بن سعد گفت اے ابوالحسن چون در خانہ نشستی
گمان شد کہ تو از خلافت کنارہ میکنی، علی فرمود اے
بشیر تو روا میداری کہ من جسد اطہر و قالب انور سید عالم
را غسل نا دادہ تجہیز و تکفین نہ نمودہ از دفن وے
فراغت حاصل نکردہ دم در خلافت و حکومت زدمے
با مردم در منازعت و خصومت شدمے ابوبکر صدیق
چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار و ہر یکے از
آنہا مقابل صد کلمہ بل ہزار است از راہ رفق و مدارا
در آمد و گفت اے ابوالحسن مرا گمان این بود کہ ترا
با من درین امر مضائقہ نباشد و اگر میدانستم از
بیعت من تخلف خواہی کرد ہرگز آن را قبول نمیکردم
اکنون کہ مردم با من اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشان
موافقت نمائی ظن مرا مطابق واقعہ ساختہ باشی
و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ درین امر تفکر و تامل

بشیر بن سعد نے کہا کہ اے ابوالحسن تمہارے
گھر میں بیٹھ رہنے کے باعث سے یہ گمان ہوا کہ
شاید تمکو امر خلافت سے کنارہ کشی منظور ہے
حضرت علی نے فرمایا کہ اے بشیر کیا تم لوگ اس بات کو
روا رکھتے ہو کہ میں رسول اللہ کے قالب انور اور جسد
اطہر کو بلا تجہیز و تکفین و تدفین چھوڑ کر طلب خلافت کیلئے
منازعت و مخاصمت میں مشغول ہوتا جب یہ باتیں
حضرت ابوبکر نے سماعت کیں اور دیکھا کہ انمیں سے
ہر بات ہزار باتوں کے مقابل میں محکم و استوار ہے تو
نہایت نرمی سے ارشاد کیا کہ اے ابوالحسن میں نے خیال کیا
تھا کہ تمکو میری بیعت میں مضائقہ نہوگا اگر میں جانتا کہ تم
میری بیعت سے تخلف کروگے تو میں اسکو ہرگز قبول نکرتا
چونکہ لوگ میری بیعت کر چکے ہیں چاہو تو میرے خیال کے
مطابق تم بھی اونکے سے موافقت کرو- اور اگر اس باب میں

نمائی ایچ جرے بر تو نیست پس علی از مجلس برخاست و متوجہ خانہ خویش گشت۔

تمکو کچھ توقف و تامل ہو تو الزام نہین ہے پس حضرت علیؑ وہان سے اوٹھے اور اپنے گھر چلے گئے۔

تنبیہ بشیر بن سعد یہ وہی صحابی ہے جنکا ذکر اوس حدیث مخرجہ ترمذی (صفحہ ۱۳۲) مین نقل کیا گیا ہے اور جس مین اونہے رسول اللہ سے درود شریف پڑھنے کے بارے مین سوال کیا تھا کہ ہم آپ پر درود کس طرح بھیجین تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہو تم اَللّٰھُمَّ صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی آل ابراھیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی آل ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید انہین آل محمد کے اول جناب علی علیہ السلام ہین اور عورتون مین جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام اور لڑکون مین سبطین جناب حسنین علیہما السلام دیکھو حدیث نمبر (۱۸) صفحہ ۶۸ و ۶۹ کتاب ہذا۔ جن پر بدون درود بھیجے ہوئے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہین اس لئے ان سب پر اس آیہ کریمہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونہا۔ لوگ خدا کی نعمت کو پہچانتے ہین پھر دیدہ و دانستہ انکر جاتے ہین۔

فی اسنی المطالب شمس الدین الجزری عن ام کلثوم بنت فاطمۃ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت انسیتم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقولہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ

اسنی المطالب شمس الدین جزری مین بروایت ام کلثوم بنت فاطمہ مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ آیا تم لوگ رسول اللہ کا وہ قول بھول گئے جو آنحضرت نے بروز غدیر خم علی کے باب مین فرمایا تھا کہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" نیز فرمایا تھا انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ۔

اور سبط ابن جوزی نے اپنے تذکرہ خواص الامۃ کے باب چہارم مین ایک شخص کی حکایت نقل کرنیکے بعد جسکو وہ مجنون سمجھتے تھے حالانکہ وہ عاقل تھا اس کلام کو نقل کیا ہے۔

وذکر ابو حامد الغزالی فی کتاب سر العالمین[1] وکشف ما فی الدارین الفاظاً تشبہ ھذا فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولٰہ فقال عمر بن الخطاب بخ بخ یا ابا الحسن اصبحت مولائی ومولیٰ کل مومن ومومنۃ قال وھذا

اور ذکر کئے ہین ابو حامد غزالی نے کتاب سر العالمین[1] وکشف ما فی الدارین مین ایسے الفاظ کہ جو شابہ ہین اسی شخص کے قول کے (یعنی جس شخص کی حکایت پہلے نقل کی ہے اور بسبب کلمات حق کہنے کے اوسکو مجنون بنایا ہے) پس کہا ہے ابو حامد غزالی نے کہ فرمایا رسول خدا نے واسطے علیؑ کے بروز غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ پس عمر بن خطاب نے کہا مبارک ہو آپ کو اے ابو الحسن کہ آپکو صبح ہوئی در آنحالیکہ آپ

---

[1] توثیق وکتاب سر العالمین غزالی، کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال ابو عبد اللہ ذہبی جلد اول صفحہ ۲۳۳ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ سنہ ۱۳۰۱ھ مین الحسن بن الصباح الاسماعیلی کے ترجمہ مین امام ذہبی کی یہ عبارت ہے۔ قال ابو حامد الغزالی فی کتاب سر العالمین شاہدت قصۃ الحسن بن الصباح لما تزہد تحت حصن الموت فکان اہل الحصن یتمنون صعوده الیہم۔ توثیق (امام غزالی) کشف الظنون مین بصراحت الزام ہے۔ ذکر العالمین للامام حجۃ الاسلام ابی حامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی خمس وخمسمائۃ سنہ ۵۰۵ھ۔

تسلیم و رضاء و تحکیم ثم بعد هذا
غلب الهوی حبا للریاسة و
عقد البنود و خفقان الرایات
و ازدحام الخیول فی
فتح الامصار و امر
الخلافة و نهیها فحملهم
علی الخلاف فنبذوه وراء
ظهورهم و اشتروا به ثمنا
قلیلا فبئس ما یشترون

ہمارے اور کل مومن اور مومنہ کے مولیٰ ہوئے بعد اس کے
امام غزالی فرماتے ہیں کہ ایسا کہنا عمر کا خلافت علی کو راضی ہونا ہے
اور ان کے استخلاف پر راضی ہونا ہے اور حضرت علی کو حاکم
سمجھنا ہے مگر بعد اس کہنے کے خواہش نفسانی نے
واسطے حاصل کرنے ریاست اور حکومت فانی کے غلبہ
کیا ایک بات خطبہ کا ہاتھ آنا اور خلافت کے نشان کا فرار
و امصار میں گڑ جانا اور پھریرہ نکا علم کے ہوا میں اڑنا اور ہوا کا
بیرقوں سے لپٹنا اور سوار و نکا دونوں طرف جلوس میں چلنا اور
گھوڑ و نکے ٹاپوں کا شل جال کے معلوم ہونا اور ملکوں اور شہروں کا
فتح ہونا ان سب خیالات نے ان لوگوں کو جام خواہش نفسانی پلا کر مخمور
کر دیا اور اسی مدہوشی غفلت نکو خلیفہ کر دیا اور جیسے قبل اسلام کے
تھے ویسے ہی ہو گئے اور اس عہد مبارک کو ان لوگوں نے پس پشت
ڈال دیا اور عہد شکنی کے ساتھ ادنیٰ چیز کو خرید کیا پس کیا بری چیز
ان لوگوں نے خرید کی۔



اس مضمون حجۃ الاسلام امام غزالی کے نقل کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس آیہ مبارکہ سورہ احزاب کو نقل کریں جس میں یہ امر مذکور ہے کہ جس امر کو خدا اور اوسکا رسول طے کر دے تو پھر اوس میں کسی شخص کو دخل در معقولات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

قولہ تعالے وما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی الله ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم ط ومن یعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبینا۔ اور نہ کسی ایماندار مرد کو یہ مناسب ہے اور نہ کسی ایماندار عورت کو کہ جب خدا اور اوسکے رسول کسی کام کا حکم دیں تو اون کو اپنے (اس) کام (کے کرنے نہ کرنے) کا اختیار ہو اور یاد رہے کہ جس شخص نے خدا اور اوسکے رسول کی نافرمانی کی وہ یقیناً کھلم کھلا گمراہی میں مبتلا ہو چکا۔

اوّلا واقعہ تبلیغ سورہ براۃ ۹ھ میں یہ امر خدا نے اپنے رسولؐ کے پاس حضرت جبرئیلؑ کو بھیجکر حضرت ابوبکر کے بجائے جناب امیر علیہ السلام کو مامور کر کے طے فرما دیا دیکھو صفحہ ۳۱۰ و ۳۱۱

دوسرے واقعہ تبلیغ یوم غدیر ۱۸ ذی الحجہ ۱۰ھ ہے جس میں خود حضرت عمر کے بیان سے ظاہر و آشکارا ہو گیا کہ جب حضرتؐ نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث ارشاد فرمایا تو میرے پہلو میں ایک نوجوان نہایت خوب رو و پاکیزہ خوشبو نے مجھے کہا اے عمر البتہ رسو لخدا نے اپنے عم زاد بھائی کے لئے ایک ایسی گرہ باندھی ہے کہ منافق کے سوا اوسکو کوئی نہ کھولیگا پس تو اس کھولنے سے ڈرتا رہ جسکو حضرت عمر نے رسو لخدا سے بیان کیا اوس پر حضرت صلوات اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر وہ شخص حضرت آدم کی اولاد سے نہیں تھا بلکہ وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جو میرے اس کہنے کے تاکید کے لئے آئے تھے جو میں نے تم سے علی ابن ابیطالب کے بارے میں کہا تھا۔ دیکھو صفحہ ۲۷۶ و ۲۷۹ کتاب ہذا۔

اور دیکھو رسول خدا نے پھر مدینہ منورہ مین دو سو اسی ۲۸۰ صحابہ کو جمع کر کے تبلیغ کی ہے جس مین ایک صحیفہ پر سب کے دستخط و مہر کرالئے ہین دیکھو صفحہ ۹۰ و ۹۹ کتاب ہذا۔

لیکن رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات پاتے ہی اکثر صحابہ جناب میر علیہ السلام سے منحرف ہوگئے یہان تک کہ جناب علی علیہ السلام کو رسول خدا کے بھائی ہونے سے منکر ہوئے حالانکہ ہر دو حضرات کے پدر یعنی حضرت عبداللہ اور ابوطالب حقیقی بھائی اور دونون صاحبون کی والدہ جو رسول خدا اور علی مرتضی کی دادی تھین پس جناب علی علیہ السلام رسول خدا کے حقیقی چچازاد بھائی ہوئے۔

سیرت النبی شبلی حصہ اول صفحہ ۱۲۸ مین ہے عبدالمطلب کے دس بیٹے مختلف ازواج سے تھے انمین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ اور ابوطالب مان جائے بھائی تھے۔ اسلئے عبدالمطلب نے آنحضرت صلعم کو ابوطالب ہی کے آغوش تربیت مین دیا۔

صحیح ترمذی مین ابن عمر سے حدیث مواخاۃ مین رسول خدا کا ارشاد ہذا اخی فی الدنیا والآخرۃ مذکور ہے۔

اور کتاب مودۃ القربی سید علی ہمدانی کے مودۃ ششم حدیث نمبر چہارم مین خود عمر بن الخطاب سے حدیث مواخاۃ مین ہے۔

ھذا علی اخی فی الدنیا والآخرہ وخلیفتی فی اھلی و وصیی فی امتی و وارث علمی وقاضی دینی مالہ منی مالی منہ وضرہ ضری من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی۔ عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ جب آنحضرت نے اپنے اصحاب مین مواخات (یعنی دو دو بھائی چارا) کرائی تو فرمایا یہ علی دنیا و آخرت مین میرا بھائی ہے اور میرے اہل بیت مین میرا جانشین ہے اور میرے امت مین میرا وصی ہے اور میرے علم کا وارث اور میرے دین کا ادا کرنے والا (یا میرے دین کا حاکم) ہے اسکا مال میرا مال ہے اسکا نفع میرا نفع ہے اسکا نقصان میرا نقصان ہے جس نے اسکو دوست رکھا اوسنے مجکو دوست رکھا جس نے اس سے بغض رکھا اوس نے مجھسے بغض رکھا لیکن دنیا طلب لوگون نے خدا اور رسول کے آیات و حدیث کو پس پشت ڈالکر اپنے خواہش نفس کے لئے جو کچھ کیا وہ کتب تاریخ سے ظاہر و آشکارا ہوگیا۔

اسی پر رسول خدا نے اپنے سفر آخرت کے قریب حضرت علی سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تمکو مکروہات پیش آوینگے اون سے تنگدل نہونا اور صبر کرنا جب دیکھنا کہ لوگون نے (یعنی صحابہ نے) دنیا اختیار کیا تو تم آخرت اختیار کرنا۔

اور وہ واقع ہو کر رہا۔ ایک گروہ صحابہ نے دنیا اختیار کیا۔

چونکہ جناب علی علیہ السلام موافق ارشاد پیغمبر خدا کی مضبوط رسی تھے جو رسول خدا کے ارشاد کے مطابق ثابت قدم رہے یعنی دین ابراہیمی پر قائم رہے جسکے بارے مین رسول خدا کی پیشین گوئی کہ میرے بعد میری امت تہتر ۷۳ فرقون پر متفرق ہوگی جس کے بہتر ۷۲ فرقے ناری صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا وہ ایک فرقہ دین ابراہیمی پر قائم رہنے کے باعث ناجی ہونا قرار پایا۔

چنانچہ تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صفحہ سورہ آل عمران کے آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کی تفسیر مین پہلے حصہ آیہ موصوفہ کے تفسیر کی دو حدیثین ہین جس مین ایک حدیث زید بن ثابت سے ہے دیکھو حاشیہ صفحہ ۲ اور دوسری حدیث ابو سعید خدری سے ہے دیکھو صفحہ ۱۵۳ کتاب ہذا۔ اسی آخر حدیث کی شاہد دوسری حدیث زید بن ارقم کی ہے دیکھو صفحہ ۱۵۵۔

ہر دو حدیثون مین رسول اللہ نے انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اہل بیتی الحدیث وانی تارک فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا بعدی امرین احدہما اکبر من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اہل بیتی وانہما لن یتفرقا

حتی یردا علیّ الحوض۔ ارشاد فرمایا ہے یہ آخری نقرہ اس حدیث کا ہر دو مین ہے۔

اور یہی حدیث جلیل لفظ ثقلین اور الثقلین سے بھی ہے اور عین وفات کے دن بھی فرمایا ہے دیکھو صفحہ ۱۵۴ و ۱۵۵

یہ الفاظ خلیفتین و امرین و ثقلین و الثقلین یہ سب بصیغہ تثنیہ اور رفقط انہماسے مذکور ہین۔

یہی حبل اللہ (خدا کی رسی) ہین ایک قرآن مجید دوسرے عترت رسول اللہ جو بارہ حروف پر مشتمل ہے ایسے ہی امرین الثقلین اور خلیفتین ثقلین یہ بھی بارہ بارہ ۱۲ حرفون پر مطابق ہین۔

اسی کی تائید اس حدیث کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۳ مطبوعہ نظامیہ حیدرآباد اور کتاب وسیلۃ النجاۃ مولوی محمد مبین صفحہ ۹۲ مطبوعہ لکھنؤ سے ہوتی ہے۔

اخرج الحاکم عن ام سلمۃ سمعت رسول اللہ صلعم یقول علی مع القرآن والقرآن مع علی لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض	حاکم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ سنا مین نے رسولخدا سے کہ علی ساتھ قرآن کے اور قرآن ساتھ علی کے ہے ہرگز جدا نہونگے دونون ایک دوسرے سے یہانتک کہ میرے پاس حوض پر وارد ہون۔

یہی حدیث رسولخدا نے اپنے مرض موت مین ارشاد کی ہے چنانچہ صواعق محرقہ ابن حجر[1] مکی باب تاسع حدیث اربعون مین ہے۔

و فی روایۃ انہ صلعم قال فی مرض موتہ ایہا الناس ... ثم اخذ بید علی فرفعہا فقال ہذا علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علیّ الحوض۔	اور ایک روایت مین یہ حدیث حضرت نے اپنے مرض موت مین فرمائی پھر حضرت علی کے ہاتھ کو پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ ایک دوسرے سے جدا نہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہون۔

اور اوسی تفسیر درمنثور سیوطی صفحہ ۶۱ مین آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کے بعد ولا تفرقوا کے تفسیر مین یہ حدیثین ہین۔

واخرج ابن ماجہ وابن جریر وابن ابی حاتم عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افترقت بنو اسرائیل علی احدی وسبعین فرقۃ کلہم فی النار الا واحدۃ * قالوا یا رسول اللہ ومن ہذہ الواحدۃ قال الجماعۃ	ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے انس سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل اکہتر ۷۱ فرقون پر اور میری امت بہتر فرقون پر متفرق ہوگی کل ناری ہونگے مگر ایک فرقہ کہا گیا یا رسول اللہ یہ واحد فرقہ کونسا ہے فرمایا جماعت ہے۔

* ان امتی ستفرق علی اثنتین و سبعین فرقۃ

اس روایت مین لفظ جماعت کا تصرف آگے حدیث صحیح ترمذی سے باطل ہو جائیگا نیز اکہتر اور بہتر کی تصحیح ہو جائیگی اس بارے مین صحیح ترمذی جلد ثانی باب افتراق ہذہ الامۃ سے دو حدیثین نقل کیجاتی ہین۔

[1] توضیح دو ابن حجر کی التعلیقات السنیہ مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی مین ہے۔ ہو احمد بن محمد بن علی بن حجر کان عمرانی حنفہ ... مصنفاتہ فی العصر الخ

ایضاً کشف الظنون مین ہے۔ الصواعق المحرقہ للشیخ شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی مفتی الحجاز المتوفی سنہ ۹۷۳ھ

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال تفرقت الیهود علی احدی وسبعین فرقة او اثنین وسبعین فرقة والنصاری مثل ذلک وتفرق امتی علی ثلث وسبعین فرقة وفی الباب عن سعد و عبد الله بن عمرو وعوف بن مالک حدیث ابو هریرة صحیح

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ متفرق ہوگئے یہود اکہتر یا بہتر فرقون پر اور نصاری مثل انکے اور میری امت تہتر فرقون پر متفرق ہوجائیگی اور اس باب مین روایت ہے سعد اور عبد اللہ بن عمرو اور عوف بن مالک سے حدیث ابوہریرہ صحیح ہے۔

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیاتین علی امتی ما اتی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منهم من اتی امه علانیة لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفرق امتی علی ثلاث وسبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال ما انا علیه واصحابی حدیث حسن غریب

عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے ضرور آئیگا میری امت پر وہ وقت کہ آیا بنی اسرائیل پر جیسے جوتا جوتے کے برابر ہوتا ہے یہانتک کہ اگر ان مین سے اپنے ماں کے پاس علانیہ آیا ہوگا تو ضرور میری امت مین سے بھی ایسا ہی شخص ہوگا جو یہ کام کریگا اور بنی اسرائیل بہتر مذہب پر متفرق ہوگئے ہین اور میری امت تہتر فرقون پر متفرق ہوگی سب کے سب ناری ہونگے مگر ایک مذہب کہا لوگون نے وہ مذہب کون ہے یا رسول اللہ فرمایا آپ نے جسپر مین ہون اور میرے اصحاب یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اس حدیث مین اصحابی کا لفظ ہے جو خود ترمذی کے مخرجہ حدیث ثقلین یوم عرفہ حجۃ الوداع سے جس کے راوی حضرت جابر۔ (احسن الصحابہ کما فی الزرقانی) اور زید بن ارقم اور ابوسعید خدری وغیرہ صحابی ہین نیز رسول اللہ ملت ابراہیمی پر تھے اور مذہب صحابہ بعد وفات رسول ملت ابراہیمی کے خلاف فرمان نبوی کے مخالف ہوکر متفرق ہوگیا رسولخدا نے حبل اللہ کو کتاب اللہ اور عترتی اہلبیتی پر منحصر فرمایا ہے جنکے اول جناب علی علیہ السلام اور دوسرے امام حسن علیہ السلام اور تیسرے امام حسین علیہ السلام چوتھے علی بن الحسین پانچوین محمد بن علی یعنی امام باقر علیہ السلام چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام بن امام باقر علیہ السلام وغیرہ جنکے سند کی یہ حدیث وسیلۃ النجاۃ مولوی محمد مبین کے ص۴۵ سے لکھی جاتی ہے۔

واخرج الثعلبی فی تفسیرہ واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا عن جعفر الصادق انہ قال نحن حبل الله

(ترجمہ) امام ثعلبی نے اپنے تفسیر مین آیہ واعتصموا بحبل اللہ الآیہ کی تفسیر مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حبل اللہ ہم ہین۔

یہ امام جعفر صادق علیہ السلام لفظ عترتی اہلبیتی یا عترت رسول اللہ کے جو بارہ ہین جنکے چھٹے ہین شمار کرلو۔

آخر سورہ حج مین لفظ اجتبٰکم ہی جسکے بارے مین تفسیر عمدۃ البیان ص۴۲ مطبوعہ دہلی مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا تعالی کا خطاب اجتبٰکم ہماری طرف ہے خدا نے ہمکو برگزیدہ کیا ہے۔

اور قولہ تعالی ملۃ ابیکم ابراہیم ہو سمٰکم المسلمین من قبل وفی ہذا۔ تمھارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمھارا) مذہب بنادیا

اسی (خدا) نے تمہارا پہلے ہی سے مسلمان (فرمان بردار بندے) نام رکھا قبل اسکے (یعنی توریت وانجیل میں) اور اس قرآن میں تفسیر عمدۃ البیان ص۴۵۲ میں یہ تفسیر ہو سمیکم المسلمین من قبل وفی ہذا میں منقول ہے من قبل پہلے اس قرآن سے پہلی کتابوں میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ خطاب بھی ہماری طرف ہے چنانچہ بشارت توریت باسمعیل علیہ السلام اثنی عشر عظیماً کی حدیث ص۲۲۵ میں گذری۔

یہ سمیکم المسلمین تیرہ حرفوں پر مشتمل ہے یہ کل تیرہ اشخاص ہیں جنکے اول رسولخدا ہیں دیکھو آخر سورۂ انعام حضرت عالم زمین فرماتے ہیں قولہ تعالی وانا اول المسلمین باقی بارہ حروف سے اثنا عشر عظیماً جو صلب اسمعیل علیہ السلام سے ہیں اور لفظ فی ہذا سے اس قرآن (میں) مراد ہے جسکا اشارہ اس آیہ کریمہ سورہ بقرہ سے ہے قولہ تعالی۔ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک اور جب ابراہیم واسمعیل خانہ کعبہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے (اور دعا مانگتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار ہماری (یہ خدمت) قبول کر بیشک تو ہی (دعا کا) سننے والا اور نیت کا جاننے والا ہے (اور) اے ہمارے پالنے والے تو ہمیں اپنا فرمانبردار بندہ بنا اور ہماری اولاد سے ایک گروہ (پیدا کر) جو تیرا فرمانبردار ہو۔

آیہ مبارکہ میں جو ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک ہے اوسکی تفسیر میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اوس ذریت سے اولاد ہاشم بن عبد مناف ہے دیکھو تفسیر عمدۃ البیان ص۲۶ مطبوعہ یوسفی دہلی۔

انھیں کے بارے میں حدیث اصطفی ص۲۵۶ میں نقل ہے جسکو ترمذی نے بخاری سے روایت کی ہے اور محمد بن اسمعیل بخاری نے اسی حدیث اصطفی ہاشم کو اپنی تاریخ صغیر میں اخراج کی ہے یہ سب محمد وآل محمد ہیں یہی سب کے سب سورۂ حج میں مجتبیٰ کئے گئے ہیں جو صیغہ جمع سے ہے نیز سمکم المسلمین جمع سے ہے جو تیرہ اشخاص ہیں۔

یہی تیرہ اشخاص منعم علیہم یعنی صاحبان انعام ہیں جن پر اتمام نعمت کی گئی ہے۔

اس اتمام نعمت سے مراد نبوت اور امامت ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے انعم اللہ علیہم من النبیین من ذریۃ ادم وممن حملنا مع نوح ومن ذریۃ ابراھیم واسرائیل (ترجمہ) جنہیں خدا نے اپنی نعمت دی آدم کی اولاد سے اور اونکی نسل سے جنھیں ہم نے (طوفان کے وقت) نوح کے ساتھ (کشتی پر) سوار کر لیا تھا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے ہیں۔ وممن ہدینا واجتبینا یعنی اور اون لوگوں میں سے ہیں جنکی ہم نے ہدایت کی اور مجتبی کیا اور سورہ یوسف میں ہے وکذلک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمتہ علیک وعلی ال یعقوب کما اتمھا علی ابویک من قبل ابراھیم واسحاق ان ربک علیم حکیم (ترجمہ) یعنی حضرت یعقوب نے حضرت یوسف سے فرمایا کہ جس طرح تجھکو یہ خواب دکھلایا ہے اوسی طرح برگزیدہ کریگا تجھکو تیرا پروردگار اور سکھلائیگا تجھکو تاویل باتونکی (یعنی علم تعبیر خواب) اور تمام کریگا اپنی نعمت کو تجھپر اور اولاد یعقوب پر جس طرح کہ تمام کیا اوسکو تیرے دو جد امجد پر مجھسے پیشتر کہ وہ ابراہیم واسحاق ہیں تحقیق پروردگار تیرا علیم وحکیم ہے (یعنی اس بات کو وہی جانتا ہے کہ کون نبوت وامامت کے قابل ہے) حضرت ابراہیم واسحاق ویعقوب کو نبوت کے بعد امامت بھی دیگئی ہے حضرت ابراہیم کے امامت کا ذکر آیہ کریمہ قال انی جاعلک للناس اماما میں مذکور ہے

دیکھو سورہ بقر اور حضرت اسحاق و یعقوب کے امامت کا ذکر اس آیت مین ہے۔ وھبنا لہ اسحاق و یعقوب نافلۃ وکلا جعلنا صلحین وجعلنھم
ائمۃ یھدون بامرنا اور ہمنے ابراہیم کو انعام مین اسحاق (جیسا بیٹا) اور یعقوب جیسا پوتا) عنایت کیا ہم نے سب کو صالح گردانا اور ان سب کو
(لوگون کا) امام بنایا کہ ہمارے حکم سے اونکی ہدایت کرتے تھے۔ جو کہ بنی اسمٰعیل مین رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہے امامت جو ظل
رسالت ہے وہ آل محمد یعنی آئمہ اثنا عشر مین عطا ہوئی جسکی یہ آیت دلالت کرتی ہے قولہ تعالی انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین۔ آیہ منعم علیہم مین پہلا لفظ النبیین ہے جس سے خاتم المرسلین یا خاتم النبیین مراد ہین جس مین کچھ کلام نہین جسکے بعد جماعت
صدیقین اور شہدا اور صالحین کی مُنعم علیہم مذکور ہے پس لفظ صدیقین سے جناب علی علیہ السلام اور لفظ شہداء سے حسنین مجتبی علیہما السلام
اور لفظ والصالحین سے نو اولاد امام حسین علیہ السلام جس سے کل ائمہ اثنا عشر و اولاد اسمٰعیل علیہ السلام ثابت ہو گئے۔

اس آخر لفظ والصالحین مین نو حرف ہین اور لفظ ولد الحسین مین بھی نو حرف ہین پس یہ نو اولاد جناب امام حسین علیہ السلام
سب صالحین ہین جو سورہ حج مین قولہ تعالی ہو اجتبٰکم اوسی نے تمکو مجتبی کیا ضمیر جمع سے ہین اسی آیہ کریمہ سے امام حسن مجتبی علیہ السلام
لفظ مجتبی سے مخاطب ہین پس یہ نو اولاد امام حسین علیہ السلام مجتبی ہو کر صالحین سے گردانے گئے ہین اور صالحین سے پہلے مجتبی ہونا لازمی
ہے جسکے لئے یہ آیت سورہ نون والقلم کی شاہد مین ہے فاجتبٰہ ربہ فجعلہ من الصالحین اولاً مجتبی سے انتخاب کیا پھر صالحین سے بنا دیا پس
نو اولاد امام حسین علیہ السلام صالحین سے ثابت ہو گئے یہی سب عترتی اہلبیتی حبل اللہ ہین انہین کے پیرو ملت ابراہیم پر ہین۔

کتاب ینابیع المودۃ قندوزی حنفی کے ص۴۴۵ مین یہ حدیث مرقوم ہے۔ عن سلیم بن قیس الہلالی عن سلمان الفارسی
قال دخلت علی النبی صلعم فاذا الحسین علی فخذیہ وھو یقبل عینیہ و یلثم فاہ
و یقول انت سید ابن سید اخو سید وانت امام ابن امام اخو امام وانت
حجۃ ابن حجۃ اخو حجۃ ابو حجج تسعۃ تاسعھم قائمھم المھدی۔ سلیم بن قیس ہلالی نے سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے کہ مین رسولخدا
کی خدمت مین حاضر ہوا کیا دیکھتا ہون کہ حسین آنحضرت کے زانو پر بیٹھے ہین آپ کبھی اونکے آنکھون کے بوسہ لیتے ہین اور کبھی مُنہ چومتے ہین
اور فرماتے ہین تو سید ہے اور سید کا بیٹا ہے اور سید کا بھائی ہے اور تو امام ہے اور امام کا بیٹا ہے اور امام کا بھائی ہے اور تو حجۃ ہے اور حجۃ کا
بیٹا ہے اور حجۃ کا بھائی ہے اور نو حجج اللہ کا پدر ہے انکا نوان قائم علیہ السلام ہونگے۔ انہین حجج اللہ کا ذکر حضرت جابر کی حدیث مندرجہ
ص۲۶ مین ہے انہین کی پیروی اُمت پر واجب کی گئی ہے یہی حضرات ملت ابراہیم پر ہین انہین کے بارے مین قولہ تعالی ملۃ ابیکم
ابراہیم ہو سمٰکم المسلمین یعنی تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمہارا مذہب بنا دیا ہے) اوسی (خدا) نے تمہارا پہلے ہی سے
مسلمان (فرمانبردار بندے) نام رکھا۔

لیکن رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات پاتے ہی لوگون نے عمر بن خطاب کی پیروی کی یہ وہی صحابی ہین جن سے
مع کثیر صحابہ سے مخاطب ہو کر سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے حدیث ثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی الحدیث اور حدیث
ولایت من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث ارشاد فرما کر تہنیت کے پیرایہ سے خیمہ علی علیہ السلام مین بھیجکر عہد و پیمان لے لیا تھا نیز
عین وفات کے دن بھی حضرت نے حدیث ثقلین فرما کر امت اور حاضرین صحابہ کو ہدایت فرمائی تھی اور طلب قرطاس فرما کر
چاہا کہ کچھ بطور وصیت لکھکر مزید ہدایت فرما دین جو انہین حضرت عمر کے رخنہ اندازی سے نہین لکھی جا سکی جیسا کہ اپنے مقام پر

شرح وبسط سے تمام واقعات لکھے گئے نیز رسولخدا کے وفات سے انکار کرکے اوسوقت تک ایک ہنگامہ آرائی رہی جب تک اپنے خواہش کے مطابق اوسکا موقع نہین آیا اسی کے بعد داخلہ سقیفہ بنی ساعدہ ہے۔

غرضکہ حسب تحریر شبلی صاحب جیساکہ الفاروق حصہ دوم مین رقمطراز ہین "فقہ کے جسقدر مسائل حضرت عمر سے بروایت صحیحہ منقول ہین اونکی تعداد کئی ہزار تک پہونچتی ہے انمین سے تقریباً ہزار مسئلے ایسے ہین جو فقہ کے مقدم اور اہم مسائل ہین ائمہ اربعہ نے انکی تقلید کی ہے"

پھر شاہ ولی اللہ کے حوالے سے لکھتے ہین "وہم چنین در درس مسائل فقہ تابع مذہب فاروق اعظم اند واین تقریب ہزار مسئلہ باشد"

اور دوسری جگہ الفاروق مین ہے۔ "فقہ کا بہت بڑا حصہ جو منقح ہوا اور جو فقہ عمری کہلاتا ہے ان ہی مجلسون کی بدولت ہوا اس مجلس کے بڑے ارکان ابی بن کعب زید بن ثابت عبداللہ بن مسعود عبداللہ بن عباس۔ عبدالرحمن بن عوف۔ حر بن قیس تھے"

اس مجلس کے ابی بن کعب اول رکن ہین جنھون نے اول بیعت خلیفہ اول نہین کی اور بنی ہاشم و دیگر صحابہ کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کے طرف تھے۔ زید بن ثابت حدیث ثقلین و خلیفتین کے راوی ہین۔ عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس آیہ تبلیغ و تاکید کے جناب امیر علیہ السلام کی شان مین نازل ہونے کے راوی ہین جن سب کے اجتماعی مسائل کا نام فقہ عمری رکھا گیا یہی وہ مسائل ہین جنکی پیروی بنی امیہ وغیرہ نے کی ہے یہ مذہب ملت ابراہیمی نہین ہے سوائے مذہب علی مرتضیٰ کے جو رسولخدا کے ساتھ ساتھ ملت ابراہیمی کے پیرو ہے جسکا خدا نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا۔ قولہ تعالیٰ فاتبعوا ملۃ ابراھیم حنیفا۔ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا۔ شاہد ثمین ہے

ازالۃ الخفاء کے ص۲۳ مین شاہ ولی اللہ فرماتے ہین۔

شک نیست کہ صدیق اکبر و فاروق اعظم و ذوالنورین مسلط شدند بر روی ارض و روم و فارس را فتح کردند و قرآن را جمع نمودند ہمان قرآن در تمام عالم شایع شدہ است و مسائل اجماعیہ ایشان در جمیع آفاق منتشر گشتہ و اکثر اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اند چہ محدثین چہ فقہا و قراء و چہ مفسرین و چہ بادشاہان روی زمین و بر سادات اہل بیت گاہے خلافت منتظم نشد الا خلافت حضرت مرتضیٰ فقط و معلوم است کہ حضرت مرتضیٰ در ایام خلافت خود چہ دید و چہ کشید و ایام خلافت

اس مین شک نہین ہے کہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور ذوالنورین زمین پر مسلط ہوگئے اور روم و فارس کو فتح کیا قرآن کو جمع کیا وہی قرآن تمام دنیا مین شایع ہوا اور اونہین کے جمع کردہ مسائل دنیا مین پھیل گئے۔ اور اکثر مسلمانون نے خواہ وہ محدثین و فقہا اور قاری و مفسرین ہون یا روی زمین کے بادشاہ ہون سنی المذہب اختیار کرلیا ہے۔ اور حضرت علی مرتضیٰ کے سوا اہل بیت نبوی کے کسی امام اور انکی اولاد کو خلافت ظاہری بھی کبھی نہین ملی اور سب لوگ

ملہ روضۃ الاحباب جمال الدین شیرازی جلد ثانی ص۶۵ مطبوعہ ۱۲۹۶ھ مین ہے۔ "و محمد بن سعد کاتب واقدی از زہری روایت کردہ کہ گفت بما رسیدہ کہ اہل کتاب اول وی را فاروق خواندند و مسلمانان متابعت ایشان کردند از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم درین باب چیزے نرسیدہ واللہ اعلم" قال ابن جریر فی تاریخہ عن صالح بن کیسان قال قال ابن شہاب بلغنا ان اہل الکتاب کانوا اول من قال لعمر الفاروق وکان المسلمون یأثرون ذالک من قولہم ولم یبلغنا ان رسول اللہ ذکر من ذالک شیئا۔ "یعنی صالح بن کیسان نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کو اول اہل کتاب نے فاروق کہنا شروع کیا تھا اونکو دیکھکر اہل اسلام بھی کہنے لگے ہمکو یہ تحقیق نہین ہوا کہ اس باب مین رسول اللہ نے کچھ فرمایا ہو۔" (تاریخ احمدی الشیخ احمد حسین خان)

حضرت مرتضی بمذہب شیعہ ایام ابتلاء و ایام تقیہ
وخوف بودہ است و بعد از چہل سال (ہجری)
کہ وے رضی اللہ عنہ بدار بقا انتقال فرمود
بنوامیہ در اخفا و استیصال امراد چہ
کوشش ہا نمودہ اند۔

جانتے ہین کہ حضرت علی مرتضی نے اپنے ایام خلافت مین
کیسے کیسے مصائب دل آشوب دیکھے اور سے از روی مذہب
شیعہ حضرت مرتضی کے خلافت کا زمانہ بلا معیت تقیہ
اور خوف مین گذرا۔ اور چالیس سال (ہجری) کے بعد جب
اونھون نے انتقال فرمایا تب بنی امیہ نے اونکے احکام کے چھپانے
اور نیست و نابود کرنے مین کسقدر جان توڑ کوششین کی ہین۔

پس یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر و آشکار ہو گیا کہ آئمہ اربعہ (ابو حنیفہ المتوفی ۱۵۰ھ اور امام مالک المتوفی ۱۷۹ھ اور امام شافعی المتوفی ۲۰۴ھ اور امام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ) نے اوس فقہ عمری کی پیروی کی ہے جو ملت ابراہیمی نہین ہے جسکا ذکر قرآن مین ہے۔ دیکھو سورہ یوسف واتبعت ملۃ آبائی ابراہیم واسحاق ویعقوب اور مین تو اپنے باپ دادا ابراہیم واسحاق ویعقوب کے مذہب کا پیرو ہون جنکے بارے مین خدا کا قول وجعلنہم ائمۃ یہدون بامرنا صفحات قبل نقل ہو چکا دیکھو سورہ انبیا مثل حضرت یوسف علیہ السلام کے جناب امام حسن مجتبی علیہ السلام نے بھی اپنے خطبہ مین آیہ موصوفہ کی تلاوت فرمائی ہے جیسا کہ جواہر العقدین سمہودی (منقول از عبقات الانوار غدیر جلد چہارم ص ۲۵) مین ہے۔

عن ابی الطفیل قال خطبنا الحسن بن
علی بن ابیطالب فحمد اللہ واثنی علیہ
واقتصر للخطبۃ (الی ان قال) ثم قال من
عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی
فانا الحسن بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم
تلی ہذہ الآیۃ واتبعت ملۃ آبائی ابراہیم و
اسحاق ویعقوب ثم اخذ فی کتاب اللہ ثم قال
انا ابن البشیر انا ابن النذیر انا ابن النبی انا ابن الداعی
الی الحق باذنہ وانا ابن السراج المنیر وانا ابن الذی
ارسل رحمۃ للعالمین فانا من اہل بیت الذین اذہب
اللہ عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا وانا من
اہلبیت الذین افترض اللہ مودتہم وولایتہم
فقال فیما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ
فی القربی

ابو الطفیل کہتے ہین کہ خطبہ پڑھا ہم مین حسن بن علی
بن ابیطالب نے پس خدا کی حمد و ثنا کی اور مختصر کیا خطبہ
کو یہانتک کہ کہا حضرت نے جو شخص پہچانتا ہے مجکو وہ
مجھے پہچانتا ہی ہے اور جو شخص نہین پہچانتا مجھے پس مین
حسن ابن محمد ہون پھر پڑھا حضرت نے اس آیت کو
واتبعت ملۃ آبائی ابراہیم واسحاق ویعقوب پھر لیا
کتاب اللہ کو تب حضرت نے کہا کہ مین فرزند ہون بشیر کا
مین فرزند ہون نذیر کا مین فرزند ہون نبی کا مین فرزند ہون
داعی الی الحق باذنہ مین فرزند ہون سراج منیر کا مین
فرزند ہون اوسکا جو بھیجا گیا ہے رحمت کر کے عالم کیلیے
مین اون اہل بیت سے ہون جنکے بارے مین خدا نے
آیہ تطہیر نازل کی ہے اور مین اون اہل بیت مین سے
ہون کہ فرض کیا ہے اللہ نے اونکی مودت اور ولایت
(امامت) کو پس کہا ہے خدا نے اوس قرآن مین جو
نازل ہوا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہہ دے۔۔۔۔

[illegible]

زرقانی جلد ۷ صفحہ ۲۰ مین تفسیر قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کے ہے عند ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس انہا لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ہولاء الذین نزلت فیہم الآیۃ قال علی و فاطمہ وابناہما۔

خطبہ موصوفہ سے صاف صاف آئمہ اثنا عشر علیہم السلام کا ملت ابراہیمی پر ہونا معلوم ہو گیا اسی ملۃ ابراہیمی کے لئے خدا کا صریح حکم اس آیہ کریمہ سے ہویدا ہے۔

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور صاحبان امر کا اس آیت مین رسول اور اولوالامر کی اطاعت مین کچھ فرق نہین کیا۔

یہی اولوالامر وہی لوگ ہین جو رسول خدا کے شریک فی الامر ہین رسول اللہ کے شریک فی الامر جناب علی علیہ السلام ہین جیسے حضرت موسیٰ کے شریک فی الامر حضرت ہارون ہین دیکھو قولہ تعالیٰ رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری الآیۃ۔ موسیٰ نے عرض کی تو میرے لئے میرے سینہ کو کشادہ فرما (دے) بنا اور میرا کام میرے لئے آسان کر دے اور میری زبان سے لکنت کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھین اور میرے کنبہ والون مین سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے اسکے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کر دے اور میرے کام مین میرا شریک بنا۔ اسی آیہ کی تفسیر در منثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۲۹۵ مین ہے۔ ابن مردویہ خطیب اور ابن عساکر نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ مین نے حضرت رسول کو ثبیر (مکہ مین ایک پہاڑ ہے) کے مقابلہ مین دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے کہ خداوندا مین بھی تجھ سے وہی سوال کرتا ہون جو میرے بھائی موسیٰ نے کیا تھا کہ میرے سینہ کو کشادہ فرما اور میرا کام میرے لئے آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھین اور میرے اہلبیت سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا اور اسکے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کر اور میرے کام مین اسکو شریک بنا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نے خطبہ حجۃ الوداع مین ثقلین و خلیفتین اور امرین بھی فرمایا ہے۔

پس رسول خدا کے بعد جن اولوالامر کی اطاعت واجب کی گئی وہ علی علیہ السلام اور انکی اولاد ہے۔

چنانچہ امام قندوزی ینابیع المودۃ باب سیوم مین رقم طراز ہین۔

وفی المناقب عن ہشام[1] بن حسان قال — مناقب مین ہشام بن حسان سے مروی ہے کہ امام حسن

خطب الحسن[2] ابن علی علیہ السلام بعد — بن علی نے لوگون سے اپنی بیعت لینے کے بعد خطبہ پڑھا اللہ

---

[1] (توثیق) ہشام بن حسان یہ خاص رواۃ بخاری و ترمذی سے ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ انصاری دہلی اور صحیح ترمذی جلد ثانی باب مبعث النبی مین ہشام بن حسان واقع ہے۔ قال الترمذی حدثنا احمد بن اسمٰعیل حدثنا محمد بن بشار نا ابن عدی عن ہشام بن حسان عن عکرمہ عن ابن عباس لبث بمکۃ ثلث عشرۃ وبعث اربعین ومات وہو ابن ثلث وستین۔

ایضاً اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ مین ہے۔ ہشام ابن حسان تشریح سین کہ ثقہ است وازائمہ حدیث است۔

[2] ہشام بن حسان کا تلمیذ حسن بصری ہونا تاریخ دول الاسلام ابو عبد اللہ ذہبی مین ابن عون تابعی کے ترجمہ واقع سنہ ۱۵۱ھ مین ہے۔ شیخ البصرۃ وعالمہا وزاہدہا عبد اللہ بن عون قال ابن سعدی ما کان بالعراق اعلم بالسنۃ منہ وقال ہشام بن حسان تلمیذ الحسن البصری لم تر عینای مثل ابن عون

[3] اس خطبہ کی تائید کا خطبہ تاریخ مسعودی سے نقل ہے قال المسعودی فی مروج الذہب من خطب الحسن قال نحن حزب اللہ المفلحون وعترۃ رسول اللہ صلعم واہل بیتہ الطاہرون والطیبون واحد الثقلین الذین خلفہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والثانی کتاب اللہ فیہ تفصیل کل شیء لا ... تأویلہ بل نتیقن حقائقہ فاطیعونا فان طاعتنا مفروضۃ اذ کانت بطاعۃ اللہ والرسول واولی الامر مقرونۃ (ترجمہ) (دیکھو حاشیہ ۳۴۸)

بیعۃ الناس لہ بالامر فقال نحن حزب اللہ الغالبون ونحن عترۃ رسولہ الاقربون ونحن اھل بیتہ الطیبون ونحن احد الثقلین الذین خلفھما جدی صلی اللہ علیہ وآلہ فی امتہ ونحن ثانی کتاب اللہ فیہ تفصیل کل شیء لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ فالمعول علینا تفسیرہ ولا نتظنی تاویلہ بل نتیقن حقائقہ فاطیعونا فان طاعتنا مفروضۃ اذ کانت بطاعۃ اللہ عزوجل وطاعۃ رسولہ مقرونۃ قال جل شانہ یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم وقال عزو جل فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والی الرسول وقال عزوجل ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منکم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم واحذروا الاصغاء لھتاف الشیطان فانہ لکم عدو مبین۔

فرمایا کہ ہم حزب اللہ الغالبون ہیں یعنی ہم اللہ تعالے کے لشکر ہیں اور یہی لشکر غالب ہے اور ہم ہی اسکے رسول کے آل اور قریبی رشتہ دار ہیں اور ہم ہی وہ طیب وطاہر ہیں جو اہلبیت کے نام سے موسوم ہیں اور ہم ہی اون دو وزن دار اشیا میں سے ایک ہیں جنکو ہمارے جد صلوات اللہ علیہ نے اپنی امت کے سپرد کیا اور ہم ہی خدائے تعالیٰ کے دوسری کتاب ہیں یعنی قرآن ناطق جس میں ہر شے کی تفسیر موجود ہے اور ہم ہی وہ ہیں کہ کوئی باطل امر نہ تو ہم پر سامنے سے آتا ہے اور نہ پس پشت سے پس تفسیر قرآن مجید ہمارا کام ہے اور ہم قیاس سے تفسیر قرآن شریف نہیں کرتے بلکہ ہم وہی تفسیر بیان کرتے ہیں جو واقعی خدا تعالیٰ کا مطلب ہے پس ہماری اطاعت کرو کیونکہ ہماری اطاعت خدا و رسول کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اطیعوا الرسول واولی الامر احکام کے صادر ہونے کی یہ وجہ ہے تاکہ لوگ جانیں کہ تفسیر قرآن شریف ہم سے حاصل کرنی چاہئے اور اے لوگو شیطان کی آواز پر کان نہ لگاؤ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

ابن ماجہ جو صحاح ستہ سے ہیں اپنے سنن باب طاعۃ الامام صـ۲۱ مطبوعہ نظامی دہلی سـ۱۳۲۳ھ میں یہ حدیث وارد کرتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ وعلی بن محمد قالا ثنا وکیع ثنا اعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع الامام فقد اطاعنی ومن عصا الامام فقد عصانی

حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ اور علی بن محمد نے کہا دونوں نے حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اعمش نے ابی صالح سے اور ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جس نے اطاعت کی میری اوس نے اطاعت کی اللہ کی اور جسنے نافرمانی کی میری اوسنے نافرمانی کی اللہ کی اور جسنے اطاعت کی امام کی اوسنے اطاعت کی میری اور جسنے نافرمانی کی امام کی اوس نے نافرمانی کی میری۔

اور روایت مذکورہ کی تائید بمصداق الحدیث یفسر بعضہ بعضاً اس حدیث شریف سے ہوتی ہے کتاب وسیلۃ النجاۃ مولوی

محمد مبین کے صفحہ ۹۲ مین لکھا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے اپنے سنن مین اور ابو یعلی نے اپنے مسند مین یہی روایت وارد کی ہے۔ اور مستدرک حاکم (قلمی) جلد سیوم اور ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صفحہ ۲۹۴ مطبوعہ صدیقی ۱۲۸۶ھ سے بمضمون واحد نقل کیجاتی ہے۔

اخرج الحاکم عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع علیا فقد اطاعنی ومن عصا علیا فقد عصانی ھذا صحیح الاسناد ولم یخرجاہ واخرج الحاکم عن ابی ذر قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یا علی من فارقنی فقد فارقک ومن فارقک یا علی فارقنی

حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ جس شخص نے اطاعت کی میری اوسنے اطاعت کی اللہ کی اور جس شخص نے نافرمانی کی میری اوس نے نافرمانی کی اللہ کی اور جس شخص نے اطاعت کی علی کی اوسنے اطاعت کی میری اور جسنے نافرمانی کی علی کی اوسنے نافرمانی کی میری یہ حدیث صحیح السند ہے نہین اخراج کیا بخاری ومسلم نے اور حاکم نے ابوذر صحابی سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے اے علی جسنے فرق کیا مجھ مین اوسنے فرق کیا تجھسے اور جسنے فرق کیا اے علی تجھ سے اوسنے فرق کیا مجھسے۔

روایات مذکورہ آیہ دانی ہدایہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کی پوری پوری مؤید ہو گئی پہلی حدیث مین لفظ امام ہے دوسری حدیث مین خود جناب علی علیہ السلام کی اطاعت مثل رسولخدا کے اطاعت کے واجب کی گئی ہے بعض حدیث مین لفظ امام کے بجائے لفظ امیر ہے وہ بھی جناب امیر علیہ السلام ہی پر مطابق ہے نیز حدیث ثقلین کی جگہ خلیفتین اور امرین بھی ہے جس امر سے بھی جناب امیر علیہ السلام ہی مراد ہین قبل اسکے واقعہ تبوک مین گذرچکا کہ رسولخدا نے جناب امیر کو لفظ امام المسلمین سے خطاب فرمایا ہے۔ دیکھو ص ۲۱۲

اور کتاب مودۃ القربی سید علی ہمدانی کے مودۃ پنجم مین جناب فاطمہ صدیقہ کبری سے جو غدیر کے موقع پر موجود تھین یہ حدیث وارد ہے۔

عن فاطمۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من کنت ولیہ فعلی ولیہ ومن کنت امامہ فعلی امامہ

حضرت فاطمہ صدیقہ کبری سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جس کا مین ولی ہون علی بھی اوسکا ولی ہے اور جسکا مین امام یعنی پیشوا ہون اوسکا یہ علی پیشوا یا امام ہے۔

اور آیہ مباہلہ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین ...... کے تفسیر مین شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اپنے اردو ترجمہ موضح القرآن مین لکھتے ہین۔ اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ نصاری اسقدر سمجھانے پر بھی

اگر نہ قائل ہون تو اونکے ساتھ قسم کردیہ بھی ایک صورت فیصلہ کی ہے کہ دونون طرف اپنی جان سے اور اولاد سے حاضر ہون اور دعا کرین کہ جو کوئی ہم مین جھوٹا ہے اوسپر لعنت اور عذاب پڑے پھر حضرت آپ اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین اور حضرت علی کو لیکر گئے اون نصارا مین جو دانا تھے اونہون نے مقابلہ نکیا اور جزیہ دینا قبول رکھا۔

اور تفسیر فتح العزیز سورہ عمہ ترجمہ اردو صفحہ ۱۵۶ و ۱۵۰ و ۱۶۷ بہ تفسیر سورہ والشمس والضحیٰ مطبوعہ مصطفائی لکھنؤ ۱۲۶۷ھ مین ہے۔ النظر الی المصحف عبادۃ یعنی دیکھنا قرآن کے حرفون کی طرف عبادت ہے اوسی طرح حضرت علی کے حق مین آپ نے فرمایا ہے کہ النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنی دیکھنا حضرت علی کے منہ کی طرف عبادت ہے سو اوس وقت مین وجود شریف حضرت علی کا مثل وجود شریف نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا۔

اور اس خاکدانی ظلمانی سے فردوس برین کو انتقال فرمایا اکیسوین[۲۱] رات رمضان کی جسد مبارک کو آپ کے نجف الحیرہ مین ایک جگہ کا نام ہے کوفے سے نزدیک مسجد جامع سے ایک فرسنگ حیرہ النعمان کی راہ مین وہان مدفون کیا۔

یہ قصہ سنہ ۴۰ھ مین واقع ہوا اور آپکی شہادت سے نبوت کی خلافت منقطع ہوگئی اور کوئی قائم مقام اس رتبہ کا نرہا اور نور اس ولایت کا جسکے آپ حامل تھے نسلاً بعد نسلاً آپکی اولاد مین پیدا ہوتا رہا اور امام اپنے وقت کا ہوتا رہا۔ ایک سوانحہ عجیبہ آپکی شہادت کے یہ ہے کہ اوسدن بیت المقدس مین کوئی پتھر نہ تھا جس کے نیچے سے خون جوش نہ مارتا تھا پس کماحقہ ثابت و متحقق ہوگیا کہ وہ تہتر فرقونکا ایک فرقہ وہی ہے جو بعد رسولخدا جناب امیر علیہ السلام کا پیرو رہا اور وہی ملت ابراہیمی پر رہا اور وہی ناجی ہے۔ اسی ملت ابراہیمی کے ترویج کے لئے خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مامور فرمایا تھا اور جنگی امداد علیؑ سے کرائی تھی جو بیس سال کامل مین تیار ہوا اور رسولخدا کے وفات پاتے ہی بدل گیا۔ جسکے بارے مین علی علیہ السلام کی تقریر دربار خلافت والی تصریح کرتی ہے۔

حضرت ابوبکر کے بارے مین رسولخدا نے صاف صاف فرمادیا تھا کہ مین نہین جانتا کہ تم میرے بعد کیا احداث کرو گے چنانچہ کتاب کشف الغطا ترجمہ کتاب مؤطا صفحہ ۳۱۱ تا صفحہ ۳۱۲ مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی سنہ ۱۲۹۶ھ مین یہ حدیث ہے عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ انہ بلغہ ان رسول اللہ صلعم قال لشہداء احد ہولاء اشہد علیہم فقال ابو بکر الصدیق یا رسول اللہ السنا باخوانہم اسلمنا کما اسلموا وجاہدنا کما جاہدوا فقال رسول اللہ بلی یا ادری ما تحدثون بعدی قال فبکی ابو بکر ثم بکی قال ائنا لکائنون

(ترجمہ کشف الغطا ترجمہ مؤطا) موطا مین ابو النضر مولی عمر بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ رسولخدا نے جنگ احد کے شہیدون کے لئے فرمایا یہ وہ لوگ ہین جنکا مین گواہ ہون بعض اون مین سے ایسے تھے جنہون نے نو بیٹیان چھوڑین اور خوشی سے شہید ہوئے جنکا مین گواہ ہون بعض نے کھجورین ہاتھ سے پھینکدین و بعضون نے یہ آرزو کی کہ ہم لوٹ کر گھر کو جاوین بعضون کو حضرت بڑھاپے کے وجہ سے چھوڑ گئے تھے مگر وہ شہادت کے آرزو مین چلے آئے ف ابوبکر صدیق نے کہا کیا ہم انکے بھائی نہین ہین مسلمان ہوئے ہم جیسے وہ مسلمان ہوئے اور جہاد کیا ہم نے جیسے اونہون نے جہاد کیا آپ نے فرمایا ہان مگر مجھے معلوم نہین کہ بعد میرے تم کیا احداث کرو گے تو رونے لگے ابوبکر پھر رونے لگے اور فرمایا کیا ہم زندہ رہینگے بعد آپ کے۔"

روایت مذکورہ کے تائید کی یہ روایت کتاب وفاء الوفا باخبار دار المصطفےٰ اسید سمہودی جلد ثانی صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ سے نقل کیجاتی ہے۔

(وروی) یحیٰی[1] انہ لما انکشف الناس یوم احد وقف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی مصعب بن عمیر فقال من المومنین رجال الی قولہ وما بدلوا تبدیلا۔ اللھم ان عبدک نبیک یشھد ان ھولاء شھداء فاتوھم وسلموا علیھم فلن یسلم علیھم احد ما قامت السموات والارض الا ردوا علیہ ثم وقف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم موقفاً اخر فقال ھولاء اصحابی الذین اشھد لھم یوم القیامۃ فقال ابوبکر فما نحن باصحابک فقال بلیٰ ولکن لا ادری کیف تکونون بعدی انھم خرجوا من الدنیا خماصا۔

یحیٰی نے روایت کی ہے جبکہ روز جنگ احد لوگ مرگئے تو رسول اللہ لاشہ مصعب بن عمیر کے قریب ایستادہ ہو کر یہ آیت تلاوت فرمائی من المومنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ پھر آپ نے فرمایا خدایا یہ تیرا بندہ اور نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ شہدا ہیں اے مسلمانو تم ان کے مزاروں کے پاس آنا اور ان پر سلام کرنا بس جو شخص آسمان و زمین کے قیام تک ان شہدا پر سلام کریگا یہ لوگ اوسکو جواب سلام دینگے پھر رسول اللہ نے دوسری جگہ قیام کر کے ارشاد کیا یہ میرے صحابہ ہیں جنکے متعلق میں بروز قیامت گواہی دونگا حضرت ابوبکر نے عرض کیا آیا ہم آپ کے اصحاب نہیں ہیں فرمایا ہاں لیکن میں نہیں جانتا کہ تم میرے بعد کیسے رہوگے بیشک یہ شہدا ایسے حال میں دنیا سے نکلے ہیں کہ شکم اونکے خالی تھے۔

حضرت عمر کے بارے میں جناب امام حسین علیہ السلام کا منبر پر سے اتارنا پہلے معلوم کر چکے اب حضرت امام حسن علیہ السلام کا حضرت ابوبکر کو منبر سے اتارنا یوں مذکور ہے۔

وفی تاریخ الخلفا للسیوطی قال جاء الحسن ابن علی الی ابی بکر وھو علی منبر رسول اللہ فقال انزل عن مجلس ابی فقال صدقت انہ مجلس ابیک واجلسہ فی حجرہ وبکی فقال علی واللہ ما ھذا عن امری فقال واللہ ما اتھمک۔

تاریخ الخلفا سیوطی میں ہے کہ حسن بن علی علیہ السلام حضرت ابوبکر کی طرف ہو گزرے اور اونکو رسول کے منبر پر دیکھکر کہنے لگے کہ میرے باپ کے منبر سے نیچے اترو حضرت ابوبکر بولے تم نے سچ کہا در حقیقت یہ منبر تمہارے ہی باپ کا ہے یہ کہکر حضرت ابوبکر نے حضرت حسنؑ کو گود میں بٹھالیا اور رونے لگے حضرت علی نے ابوبکر سے فرمایا کہ جو کچھ تم سے حسن نے کہا وہ واللہ میرے حکم سے نہ تھا ابوبکر بولے...

[1] یحیی ہذا ہو السید ابو الحسن یحیی بن الحسین بن جعفر صاحب اخبار المدینۃ قال السمہودی فی جواہر العقدین فی اوائل الذکر الرابع عشر من قسم الثانی بعد ذکر حدیث عن علی علیہ السلام یتضمن ذکر اخبار جبرئیل النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بان اھلبیتہ قتلی ومصارعھم شتی رواہ السید ابو الحسین بن یحیی بن الحسین بن جعفر فی اخبار المدینۃ رواہ ابن ابنہ الحسین بن محمد بن یحیی عنہ وایضاً قال السمہودی فی اوائل الذکر السادس من القسم الثانی بعد ذکر روایۃ عن الدارقطنی قلت ویحیی بن الحسین شیخ الدارقطنی فی ھذا الحدیث ھو صاحب اخبار المدینۃ کان فقیہا محدثا نسابۃ انتہی منقول از عبقات الانوار منزلت صفحہ ۵۵۵

تاریخ الرسل والملوک جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۲۱۴۰ سطر ۱۰ و ۱۵ مطبوعہ لیڈن مین یہ عبارت مذکور ہے۔

ان ابابکر الصدیق قال فی مرض موتہ لوددت انی لم اکشف بیت فاطمۃ عن شئی وان کانوا قد غلقوہ علی الحرب ووددت انّی یوم سقیفۃ بنی ساعدۃ کنت قذفت الامر فی عنق احد الرجلین یرید عمرا وابا عبیدۃ (ملخص ترجمہ) حضرت ابوبکر نے وقت وفات (نہایت حسرت وافسوس کے ساتھ) ارشاد کیا کہ کاش مین فاطمہ بنت رسول کے مکان کو نہ کھولتا گو وہ جنگ ہی کے قصد سے کیون نہ بند کیا گیا ہوتا۔ اور کاش بروز بیعت سقیفہ بنی ساعدہ مین خود امر خلافت کو اختیار نہ کرتا بلکہ خلافت کا قلادہ عمر یا ابوعبیدہ کے گلے مین ڈالدیتا۔ انتہی

تتمہ کتاب تکمیل ہذا

یہان تک لکھکر ہم اپنی تحقیق کو ختم کرتے ہین اسکے بعد جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے سند سے اوس خطبہ عظیم الشان کے بعضے اقتباسات نقل کئے دیتے ہین جس خطبہ عظیمہ کو لوگون نے مثل حافظ ابن کثیر وغیرہ کے اوسکا بہت بڑا خطبہ ہونا قبول کیا ہے۔ لیکن جسقدر خطبہ لکھا گیا ہے وہ پندرہ ۱۵ بیس ۲۰ سطور سے زیادہ کا نہین حالانکہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس خطبہ مبارکہ کو کئی گھنٹہ تک بڑے عظیم الشان پیمانہ پر بیان فرمایا ہے اسکی وجہ آیہ تبلیغ وتاکید کا سورہ مائدہ کے ساتھ آخر مین نازل ہونا اور سرراہ خداوند عالم کا جناب رسولخدا کو مع ناقہ کے روکدینا اور حضرتؐ کو جو کچھ اس مین تامل ہورہا تھا اوسکی بابت اپنی ضمانت کرلینا ہے جسکی آیہ وانی ہدایہ واللہ یعصمک من الناس شاہد ہے یعنی اللہ تمکو لوگون کے شر سے بچالیگا۔

اس خطبہ جلیلہ کو علامہ طبرسی نے اپنی کتاب احتجاج مین وارد فرمایا ہے۔ اور ملا باذل نے اپنے مشہور کتاب حملہ حیدری مین نظم کیا ہے جس کے دیکھنے سے یہ امر بخوبی واضح وآشکار ہوجاتا ہے کہ سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے اس خطبہ عظیم المنزلت مین تبلیغ کے تمامی مفہوم اور مقصود کو جو خداوند عالم کا منشا تھا ظاہر اور اعلان فرمادیا ہے اور کوئی امر ارشاد ہدایت بنیاد کا باقی نہین چھوڑا۔ اسی آیہ تبلیغ وتاکید کو امام محمد باقر علیہ السلام کے سند سے امام ثعلبی نے اپنی تفسیر کشف والبیان مین اور امام رازی نے اپنے تفسیر مفاتیح الغیب المشہور بہ تفسیر کبیر مین اور علامہ نظام نیشاپوری نے اپنے تفسیر غرائب القرآن مین اور علامہ عینی حنفی نے اپنے کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین اور امام قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ مین وارد فرمایا ہے۔ لیکن ان سب مین نفظ خطبہ کا صرف ایک فقرہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے سوا اور کچھ نہین ہے۔ لیکن یہ خطبہ جسکے اقتباسات کو ہم لکھتے ہین اوسکے آغاز ہی سے رسولخدا نے اپنے تبلیغ رسالت کا تذکرہ اور وجہ نزول اس آیہ تبلیغ وتاکید کی اور چندمرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اس معاملہ خاص کے لئے خدا کے جانب سے تشریف لانا مع دیگر وجوہات کے سب کچھ فرمایا ہے جو درایت سے ایسا ہی ہونا پایا جاتا ہے لیکن صحابہ نے اخفا کیا اور خلافت وسلطنت کے اثر نے اونکو لکھنے سے باز رکھا۔ اوسپر بھی حق ظاہر ہوکر رہا۔ یہ اقتباسات کتاب احتجاج طبرسی صفحہ ۲۹ مطبوعہ طہران سے نقل ہین سب سے پہلے اسناد لکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے۔

حدثنا السيد العالم العابد ابو جعفر مهدي
ابن ابي حرب الحسيني رضي الله عنه قال اخبرنا الشيخ
ابو علي الحسن بن الشيخ السعيد ابي جعفر محمد بن الحسن
الطوسي رضي قال اخبرني الشيخ السعيد الوالد ابو جعفر قدس
الله روحه قال اخبرني جماعة عن ابي محمد هارون بن
موسى التلعكبري قال اخبرنا ابو علي محمد بن همام قال اخبرنا
علي السوري قال اخبرنا ابو محمد العلوي من ولد الافطس
وكان من عباد الله الصالحين قال حدثنا محمد بن موسى
الهمداني قال حدثنا محمد بن خالد الطيالسي قال
حدثنا سيف بن عميرة وصالح بن عقبة جميعا
عن قيس بن سمعان عن علقمة بن محمد
الحضرمي عن ابي جعفر محمد بن علي عليهما
السلام

بسم الله الرحمن الرحيم

يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك
من ربك في علي وان لم تفعل فما
بلغت رسالته والله يعصمك من الناس
معشر الناس ما قصرت

کہا حدیث کی مجھسے سید عالم عابد ابو جعفر مہدی
ابن ابی حرب حسینی رضی اللہ عنہ نے کہا خبر دی ہمکو شیخ ابو علی
حسن بن شیخ سعید ابی جعفر محمد بن حسن طوسی رضی اللہ عنہ
نے کہا خبر دی ہمکو شیخ سعید والد ابو جعفر قدس اللہ
روحہ نے کہا خبر دی مجھکو ایک گروہ نے ابی محمد ہارون
بن موسی تلعکبری سے کہا خبر دی ہمکو ابو علی محمد بن ہمام
نے کہا خبر دی مجھکو علی سوری نے کہا خبر دی ہمکو ابو محمد علوی
نے اولاد افطس سے اور وہ خدا کے بندگان صالحین
سے تھے کہا حدیث بیان کی مجھسے محمد بن موسی ہمدانی
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن خالد طیالسی نے کہا
حدیث بیان کی ہم سے سیف بن عمیرہ اور صالح بن
عقبہ سب نے قیس بن سمعان سے اوس نے علقمہ بن
محمد خضرمی سے اوس نے جناب ابو جعفر محمد بن علی
علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے رسول پہونچادے تو اوس چیز کو کہ نازل کی گئی
ہے طرف تیرے پروردگار کی جانب سے علی کی باب
میں اور اگر نہ کریگا تو تو نہیں پہونچایا تو نے اوسکی
رسالت کو اور اللہ بچائیگا تجکو آدمیوں کے شر سے

---

۵۲ جناب امام محمد باقر علیہ السلام / شواہد النبوۃ ملا عبد الرحمن جامی مطبوعہ بمبئی ۱۲۹۷ھ صفحہ ۲۲۵ میں ہے محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہم وے
امام پنجم است کنیت وے ابو جعفر است و لقب وے باقر ... و مادر وی فاطمہ بود دختر الحسن بن علی رضی اللہ عنہما و ولادت وے
در مدینہ بود روز جمعہ سوم ماہ صفر سنہ سبع و خمسین من الہجرۃ پیش از قتل امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ بسہ سال و وفات وے در سنہ اربع عشرۃ و مائۃ بود و سن
وے آنوقت پنجاہ و ہفت بود و قبر وی در بقیع است نزدیک پدر وے وے گفتہ است کہ بر جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ در آمدم و بروے سلام گفتم
در وقتیکہ چشم وے پوشیدہ شدہ بود سلام مرا جواب داد و گفت تو کیستی گفتم من محمد بن علی بن الحسین گفت اے فرزند من بیشتر آی بیشتر آمدم
دست مرا بوسید پس میل کرد تا پاے مرا ببوسد من دور شدم گفت ان رسول اللہ صلعم یقرأک السلام من گفتم و علی رسول اللہ السلام و رحمۃ اللہ
و برکاتہ پس گفتم این چون بودہ است اے جابر گفت روزے با رسول اللہ بودم صلی اللہ علیہ وسلم مرا گفت اے جابر شاید کہ تو باقی تا آن وقتیکہ ملاقات
کنی با یکے از فرزندان من کہ وے را محمد بن علی بن الحسین گویند خدائے تعالی وے را نور و حکمت خواہد داد وے را از من سلام برسان

۵۳ آیہ تبلیغ میں جیسے امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت سے حضرت علی کا نام ہے ویسے ہی تفسیر در منثور سیوطی میں ابن مسعود کی روایت
میں اسم علی موجود ہے دیکھو صفحہ ۶ و ۲۰ا۔

ما انزل اللہ تعالے الیّ وانا
مبیّن لکم سبب نزول ہٰذہ
الآیۃ ان جبرئیل ہبط الیّ
مرارًا ثلثا یامرنی عن السلم
ربی وھو السّلام ان اقوم
فی ھذا المشھد فاعلم
کل ابیض واسود ان علی بن
ابیطالب اخی[1] ووصیی وخلیفتی
والامام[2] من بعدی الذی محلہ منّی
محلّ ہارون من موسیٰ الّا انہ لا نبی
بعدی وھو ولیکم من بعد اللہ ورسولہ و
قد انزل اللہ تبارک وتعالے علیّ بذلک ایۃ
من کتابہ انما[3] ولیکم اللہ ورسولہ
والذین امنوا الذین یقیمون
الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم
راکعون وعلی بن ابیطالب اقام
الصلوۃ واتی الزکوۃ وھو راکع
یرید اللہ عزوجل فی کل حال وسئلت
جبرئیل ان یستعفی لی عن تبلیغ
ذلک الیکم ایھا الناس لعلمی
بقلۃ المتقین وکثرۃ المنافقین
وادغال الاثمین وختل
المستھزئین بالاسلام الذین
وصفھم اللہ فی کتابہ بانھم

اے گروہ مردم نہین قصور کیا مین نے پہونچانے مین اوس
کے کہ جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف نازل کیا ہے اور مین بیان
کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ جبرئیل تین مرتبہ میرے پاس
آئے اور ہر مرتبہ بعد سلام کے میرے پروردگار کے جانب
سے کہ وہ ہمیشہ زندہ وسلامت ہے مجکو حکم کرتے تھے کہ مین
اس مجمع مین کھڑا ہون اور آگاہ کرون ہر ایک گورے
اور کالے کو یعنی سب آدمیون کو اس بات سے کہ علی بن
ابیطالب میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے میرے
بعد امام ہے ایسا امام کہ مرتبہ اوسکا مجھسے مثل ہارون
کے ہے موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہین ہوسکتا
اور وہ تمہارا ولی ہے بعد اللہ کے اور بعد اوسکے رسول
کے اور تحقیق نازل کی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے
اوپر اسکی ایک آیت اپنی کتاب مین ترجمہ آیت سوا اسکے
نہین ہے کہ ولی تمہارا اللہ اور اوسکا رسول ہے اور وہ
مومن ہین کہ جو قائم رکھتے ہین نماز کو اور دیتے ہین زکوۃ کو
حالت رکوع مین انتہی۔ اور علی بن ابیطالب نے قائم رکھا
نماز کو اور دی زکوۃ درآنحالیکہ وہ رکوع کرنے والا تھا
چاہتا تھا اللہ عزوجل کی خوشنودی کو ہر حال مین اور مین نے
سوال کیا جبرئیل سے اس بات کا کہ معاف رکھے
مجکو اللہ پہونچانے سے اس حکم کے تمہاری طرف
اے لوگو اس سبب سے کہ مین واقف تھا ساتھ قلت
متقین کے اور کثرت منافقین کے اور مخالفت کرنے
گنہگارون کے اور فریب دینے مضحکہ کرنے والون کے
ساتھ اسلام کے کہ جنکی کیفیت اللہ نے اپنی کتاب مین

[1] جیسے خطبہ مین لفظ اخی ووصیی وخلیفتی ہے دیکھو اول تبلیغ صفحہ ۳۲۰
[2] اور لفظ والامام من بعدی کے لئے دیکھو اشعار ملک الشعرا حسان بن ثابت صحابی صفحہ ۲۹۵ جو مین غدیر خم پر پڑھا گیا جس مین ہے فقال لہ قم یا علی فاننی رضیتک من بعدی اماما وہادیا ۱۲۔
[3] تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۷۱ مین ہے۔ وروی ابن مردویہ من طریق سفیان الثوری عن ابی السنان عن الضحاک عن ابن عباس قال کان علی بن ابیطالب قائما یصلی فمر سائل وھو راکع فاعطاہ خاتمہ فنزلت انما ولیکم اللہ ورسولہ الآیۃ۔ اور روضۃ الندیہ سید محمد بن اسمٰعیل امیر صنعانی کے آخر صفحہ ۱۲۳ مین ہے وکفاہ شرفا نزول آیۃ الولایۃ۔

يقولون بالسنتهم ما ليس في قلوبهم
ويحسبونه هيّناً وهو عند الله
عظيم وكثرة اذاهم لي غير
مرّة حتى سمّوني اذناً وزعموا
انّي كذلك لكثرة ملازمته ايّاي
واقبالي عليه حتى انزل الله عزّ
وجلّ في ذلك قرآناً ومنهم
الذين يؤذون النبي ويقولون
هو اذن قل اذن على الذين
يزعمون انه اذن خير لكم يؤمن
بالله ويؤمن للمؤمنين
ولو شئت ان اسمّي باسمائهم
لسمّيت وان اومي اليهم
باعيانهم لاومات وان
ادلّ عليهم لدللت ولكنّي
والله في امورهم قد تكرّمت
وكلّ ذلك لا يرضى الله منّي
الّا ان ابلّغ ما انزل الله
اليّ ثمّ تلى عليه السلام
يا ايّها الرسول بلّغ
ما انزل اليك من
ربّك في علي وان لم تفعل
فما بلّغت رسالته والله
يعصمك من الناس

بیان فرمائی ہے اس طرح پر ترجمہ آیت کہتے ہین وہ لوگ
ساتھ اپنی زبانون کے جو کچھ اونکے دلون مین نہین ہے اور سمجھتے
اور جانتے ہین وہ لوگ اس بات کو آسان حالانکہ وہ
خدا کے نزدیک گناہ عظیم ہے اور ان لوگون نے
اکثر مجھکو اذیت دی ہے یہانتک کہ میرا نام اذن رکھا
اور گمان کیا کہ مین ایسا ہون بسبب کثرت ملازمت
علی کے میرے ساتھ اور میرے متوجہ ہونے کے اوسکی
طرف یہان تک کہ نازل کیا اللہ تعالی نے اس باب
مین قرآن ترجمہ آیت اور بعضے اونمین منافقون
مین سے اذیت دیتے ہین نبی کو اور کہتے ہین کہ وہ
کان ہے یعنی لوگون کا کہنا مان لیتا ہے کہہ اے محمدؐ
اذن بنابر اون لوگون کے کہ گمان کرتے ہین کہ وہ
اذن ہے بہتر ہے واسطے تمہارے ایمان لاتا ہے ساتھ
اللہ کے اور یقین کرتا ہے مومنون کی بات کا انتہی
اور اگر مین چاہتا کہ اون لوگون کا نام بتادون تو
البتہ بتا دیتا اور اگر مین چاہتا کہ اون اشخاص کی
طرف اشارہ کرون تو البتہ اشارہ کرتا اور اگر مین
چاہتا کہ اون لوگون سے آگاہ کرون تو البتہ آگاہ
کرتا واللہ اون لوگون کے کام مین مین نے بزرگی
کی یعنی اون لوگون کے نام کا اظہار نہین کیا بہر حال
اللہ مجھسے راضی نہوگا سواے اس بات کے کہ پہونچا
دون مین اوس حکم کو کہ نازل کیا ہے اللہ نے
میری طرف بعد اس کے حضرت نے یہ آیت پڑھی ترجمہ
آیت اے رسول پہونچادے تو وہ حکم کہ نازل کیا گیا ہے
تیری طرف تیرے پروردگار کے جانب سے علی کے باب
مین اور اگر نہ کریگا تو نہین پہونچائی ہے تونے رسالت
اوسکی اور اللہ بچائیگا تجھکو لوگون کے شر سے انتہی

فاعلموا يا معشر الناس
ان الله قد نصبه لكم وليا
واماما مفترضا طاعته على
المهاجرين والانصار و
على التابعين لهم باحسان وعلى
البادى والحاضر وعلى الاعجمى
والعربى والحر والمملوك والصغير
والكبير وعلى الابيض والاسود و
على كل موحد ماض حكمه جايز
قوله نافذ امره ملعون من خالفه مرحوم
من تبعه مومن من صدقه فقد غفر الله
له ولمن سمع منه واطاع له

پس آگاہ ہوا ے گروہ مردم کہ تحقیق اللہ نے نصب
کیا ہے اوسکو واسطے تمہارے ولی اور امام کہ فرض
ہے طاعت اوسکی اوپر مہاجرین کے اور انصار کے
اور اوپر تابعین کے واسطے اون کے ساتھ احسان
کے اور اوپر بادیہ نشین کے اور حاضر کے اور اوپر عجمی
کے اور عربی کے اور اوپر آزاد کے اور غلام کے اور اوپر
چھوٹے کے اور بڑے کے اور اوپر گورے کے اور کالے
کے اور اوپر ہر موحد کے جاری ہے حکم اوسکا جایز ہے
قول اوسکا نافذ ہے امر اوسکا لعنت کیا گیا ہے وہ
شخص کہ اوسکی مخالفت کرے رحم کیا گیا ہے وہ شخص
کہ جو اوسکی متابعت کرے مومن ہے وہ شخص کہ اوسکی
تصدیق کرے پس تحقیق بخشدیا اللہ نے اوسکو اور
اوس شخص کو کہ جو اوسکی بات سنے اور اوسکی طاعت
کرے۔

(۵)

معاشر الناس انه آخر مقام
اقومه فى هذا المشهد
فاسمعوا واطيعوا وانقادوا
لامر ربكم فان الله عز وجل هو
مولاكم والهكم ثم من دونه
رسوله محمد وليكم القائم
المخاطب لكم ثم من بعدى على وليكم
وامامكم بامر ربكم ثم الامامة
فى ذريتى من ولده الى يوم تلقون
الله ورسوله لا حلال الا ما
احله الله ولا حرام الا ما حرمه
الله عرفنى الحلال والحرام
وانا افضيت بما علمنى

اے گروہ مردم تحقیق یہ اخیر کھڑا ہونا ہے کہ کھڑا
ہوں میں اس مجمع میں پس سنو تم اور اطاعت کرو
تم اور انقیاد کرو تم واسطے اپنے پروردگار کے حکم کے
اس سبب سے کہ تحقیق اللہ عزوجل تمہارا مولی ہے
اور تمہارا معبود ہے پھر اوسکے بعد رسول محمد تمہارا
ولی ہے کہ قائم ہے خطاب کرنے والا ہے واسطے تمہارے
پھر میرے بعد علی تمہارا ولی ہے اور امام ہے تمہارے
پروردگار کے حکم سے بعد اوسکے امامت میری
ذریت میں ہے کہ جو اولاد سے علیؑ کے ہے اوس دن تک
کہ ملاقات کروگے تم اللہ کو اور اوسکے رسول کو یعنی
قیامت تک نہیں ہے کوئی حلال مگر جو کچھ کہ حلال
کیا ہے اوسکو اللہ نے اور نہیں ہے کوئی حرام مگر جو کچھ
کہ حرام کیا ہے اوسکو اللہ نے بتادیا ہے مجکو اللہ نے

ربی فی کتابه وحلاله وحرامه الیه

معاشر الناس ما من علم الا وقد احصاه الله فیّ وکلّ علم علمت فقد احصیته فی امام المتقین وما من علم الا علمته علیا و هو الامام المبین

حلال اور حرام اور مین نے پہونچا دیا جو کچھ سکھلایا تھا مجکو میرے پروردگار نے اپنی کتاب سے اور حلال اور حرام سے طرف اوسی علی کے اے گروہ مردم نہین ہے کوئی علم مگر یہ کہ تحقیق احاطہ کیا ہے اوسکو اللہ نے مجھ مین اور ہر علم کہ مین سکھلایا گیا ہون پس تحقیق احاطہ کردیا ہے مین نے اوسکو بیچ امام متقین کے اور نہین ہے کوئی علم مگر سکھلا دیا ہے مین نے وہ علی کو اور وہی علی امام مبین ہے۔

معاشر الناس لا تضلّوا عنه ولا تنفروا منه ولا تستنکفوا من ولایته فهو الذی یهدی الی الحق ویعمل به ویزهق الباطل وینهی عنه ولا تاخذه فی الله لومة لائم ثم انه اول من امن بالله ورسوله وهو الذی فدی رسوله بنفسه وهو الذی کان مع رسول الله ولا احد یعبد الله مع رسوله من الرجال غیره

اے گروہ مردم نہ بہکو اوس سے اور نہ بہاگو اوس سے اور نہ سرکشی کرو تم اوسکی ولایت سے پس وہ ایسا ہے کہ ہدایت کریگا طرف حق کے اور عمل کریگا ساتھ اوسکے اور دفع کریگا باطل کو اور منع کریگا اوس سے اور نہ روکے گی اوسکو اللہ کے باب مین ملامت ملامت لانے والے کی بعد اوسکے آگاہ ہو کہ علی پہلے سب سے ایمان لایا ہے ساتھ اللہ کے اور اوسکے رسول کے اور وہی ایسا ہے کہ فدا کیا اوس نے رسول پر اپنے نفس کو یعنی شب ہجرت اور وہی ایسا ہے کہ رسول خدا کے ساتھ تھا جبکہ کوئی نہ تھا کہ عبادت کرتا اللہ کی ساتھ اوسکے رسول کے مردون سے سوا اوسی علی کے

معاشر الناس فضّلوه فقد فضّله الله واقبلوه فقد نصبه الله

معاشر الناس انه امام من الله و لن یتوب الله علی احد انکر ولایته ولن یغفر الله له حتما علی الله ان یفعل ذلک بمن خالف امره فیه وان یعذبه عذابا نکرا ابد الاباد و

اے گروہ مردم فضیلت دو اوسکو پس تحقیق فضیلت دی ہے اوسکو اللہ نے اور قبول کرو تم اوسکو پس تحقیق نصب کیا ہے اوسکو اللہ نے۔ اے گروہ مردم تحقیق وہ امام ہے اللہ کی جانب سے اور ہرگز نہ توبہ قبول کریگا اللہ کسی شخص کی کہ جو اوسکی ولایت کا انکار کرے اور نہ بخشے گا اللہ اوس انکار کرنیوالےکو حتماً واجب ہے اللہ پر کرنا اونکا واسطے اوس شخص کے

دھر الدھور فاحذروا	کہ جو اوسکے حکم کی مخالفت کرے علی کے باب مین اور
ان تخالفوا فتصلوا نارا	پر کہ عذاب کرے اوس مخالفت کرنے والے کو
وقودھا الناس والحجارۃ	عذاب سخت ہمیشہ اور ہمیشہ پس ڈرو تم لوگ اس
اعدت للکافرین × ×	بات سے کہ مخالفت کرو تم اوسکی پس داخل ہوگے
× × × ×	تم ایسی آگ مین کہ ایندہن اوسکا آدمی ہین اور
× × × ×	پتھر ہین مہیا کی گئی ہے وہ آگ واسطے کافرون کے
ایھا الناس بی واللہ بشر	اے لوگو میرے ساتھ واللہ بشارت دیئے گئے
الاولون من النبیین والمرسلین	ہین پہلے لوگ نبیون سے اور رسولون سے اور
وانا خاتم الانبیاء و	مین خاتم الانبیا والمرسلین ہون اور حجت ہون
المرسلین والحجۃ علی جمیع	تمام مخلوقات پر خواہ آسمانون کے رہنے والے ہون
المخلوقین من اھل السموات	خواہ زمینون کے اور جو شخص کہ شک کرے اس باب
والارضین ومن شک فی ذلک	مین پس وہ کافر ہے مثل کفر زمانہ جاہلیت کے کہ جو
فھو کافر کفر الجاھلیۃ الاولی	پہلے تھا اور جو شخص کہ شک کرے کسی شے مین میرے
ومن شک فی شئ من قولی فقد شک	اس قول سے پس تحقیق شک کیا اوسنے کل مین
فی کل منہ والشاک فیہ فلہ النار	اوسی امر نبوت سے اور شک کرنے والا اس مین جو ہے
	اوسکے لئے آتش دوزخ ہے۔
معاشر الناس حبانی اللہ بھذہ	اے گروہ مردم عطا فرمائی ہے مجکو اللہ نے یہ
الفضیلۃ منا منہ علی واحسانا	فضیلت در آنحالیکہ منت ہے اوسکے جانب سے
منہ الی ولا الہ الا ھو لہ الحمد	اوپر میرے اور احسان ہے اوسکے جانب سے میری
منی ابد الآبدین ودھر	طرف اور نہین ہے کوئی معبود سوا اوسکے اوسی کے
الداھرین علی کل حال	واسطے حمد ہے میری جانب سے ہمیشہ اور ہمیشہ
	اوپر ہر حال کے۔
معاشر الناس فضلوا علیا	اے گروہ مردم فضیلت دو تم علی کو اس سبب
فانہ افضل الناس بعدی من	سے کہ وہ افضل ہے سب آدمیون سے میرے بعد
ذکر وانثی بنا انزل اللہ الرزق	خواہ مرد ہون خواہ عورت ہمارے ہی سبب سے
وبقی الخلق ملعون ملعون مغضوب	نازل کرتا ہے رزق کو اور ہمارے ہی سبب سے
مغضوب علی من رد قولی ھذا	باقی ہے خلق لعنت کی گئی ہے لعنت کی گئی ہے

وان لم یروا فقد الا ان جبرئیل
خبرنی عن الله تعالی بذلک
ویقول من عادی علیا ولم
یتوله فعلیه لعنتی وغضبی
فلتنظر نفس ما قدمت لغد
واتقوا الله ان تخالفوه فتزل
قدم بعد ثبوتها ان الله خبیر
بما تعلمون

× × × × ×

× × × × ×

× × × × ×

معاشر الناس انه جنب
الله الذی ذکر فی کتابه
فقال تعالی ان تقول یا
حسرتی علی ما فرطت فی
جنب الله - معاشر الناس
تدبروا القرآن وافهموا آیاته
وانظروا الی محکماته ولا
تتبعوا متشابهه فوالله لن یبین
لکم زواجره ولا یوضح لکم تفسیره
الا الذی انا اخذ بیده ومصعده
الی وشائل بعضده ومعلمکم
ان من کنت مولاه فهذا علی
مولاه وهو علی بن ابیطالب اخی
ووصیی وموالاته من الله عزو
جل انزلها علی
معاشر الناس ان علیا والطیبین

غضب کیا گیا ہے غضب کیا گیا ہے اوس شخص پر
کہ جو میرے اس قول کو رد کرے اور اوس سے موافقت
نکرے آگاہ ہو تحقیق جبرئیل نے خبر دی ہے مجکو اللہ تعالی
کی طرف سے ساتھ اس بات کے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جو
شخص دشمن رکھے گا علی کو اور نہ دوست رکھیگا
اوسکو پس اوسکے اوپر لعنت میری ہے اور غضب
میرا ہے پس چاہیے کہ نظر کرے ہر نفس یعنی ہر شخص
کہ کیا آگے بھیجتا ہے واسطے کل کے یعنی واسطے روز
قیامت کے اور ڈرو تم اللہ کو اس بات سے کہ مخالفت
کرو تم اوسکی پس لغزش کھائیگا قدم بعد اوسکے ثابت
ہونے کے تحقیق اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔
اے گروہ مردم تحقیق وہی علی جنب اللہ ہے کہ
کہ جسکا ذکر کیا ہے اللہ نے اپنی کتاب مین پس فرمایا
ہے (ترجمہ) ایسا نہو کہ کہے کوئی نفس کہ کیا افسوس
ہے اس بات پر کہ تقصیر کی مین نے جنب اللہ مین۔
اے گروہ مردم غور سے دیکھو قرآن کو اور سمجھو اوسکی
آیتون کو اور نظر کرو اوسکے محکمات کی طرف اور نہ پیروی
کرو اوسکے متشابہات کی پس واللہ نہ بیان کریگا واسطے
تمہارے اوسکے حکمون کو اور نہ واضح کریگا واسطے
تمہارے اوسکی تفسیر کو مگر یہ شخص کہ مین اوسکے ہاتھ
کو پکڑے ہوئے ہون اور اوسکو بلند کئے ہوئے ہون
اپنی طرف اور اوسکے بازو کو اوٹھائے ہوئے ہون اور
تمکو اس بات کا بتانے والا ہون کہ مین جسکا مولی ہون پس
علی بھی اوسکا مولی ہے اور یہ علی بن ابیطالب میرا بھائی ہے
اور میرا وصی ہے اور ولایت اوسکی اللہ عزوجل کی طرف
سے ہے کہ اوسنے میرے اوپر نازل کی ہے۔
اے گروہ مردم تحقیق علی اور پاکیزہ لوگ میری

من ولدی هم الثقل
الاصغر والقرآن الثقل الاکبر
فکلواحد منهم منبیٔ
عن صاحبه موافق له لن
یفترقا حتی یردا علی الحوض
هم امناء الله فی خلقه و
حکمائه فی ارضه الاوقد ادیت الا
وقد بلغت الا وقد اسمعت الا
وقد اوضحت الا وان الله عزّوجلّ
قال وانا قلت عن الله عزّ و
جل الا انه لیس امیر المومنین
غیر اخی هذا ولا تحلّ امرة
المومنین بعدی لاحد غیره
ثم ضرب بیده الی عضده
فرفعه وکان منذ اول
ما صعد رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم شال علیاً حتی
صارت رجله مع رکبة رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم قال معاشر الناس هذا علی اخی
ووصیی وواعی علمی وخلیفتی علی امتی و
علی تفسیر کتاب الله عزّ وجلّ والداعی

اولاد مین سے وہی ثقل اصغر ہین اور قرآن ثقل اکبر
ہے پس ہر ایک خبر دینے والا ہے اپنی ساتھی سے موافق
ہے واسطے اوسکے یعنی قرآن اہلبیت کے مراتب کی خبر دینے
والا ہے اور اہل بیت قرآن کے معنی بیان کرنے والے
اور یہ دونون ایک دوسرے سے موافق ہین ہرگز نجدا
ہونگے یہ دونون یہانتک کہ وارد ہون میرے پاس
حوض کوثر پر یہ لوگ امین ہین خدا کے اوسکی خلق مین اور
حکیم ہین اوسکی طرف سے اوسکی زمین مین آگاہ ہو کہ تحقیق
کہ ادا کیا مین نے رسالت کو آگاہ ہو کہ تحقیق پہونچا دیا مین نے
آگاہ ہو کہ تحقیق سنا دیا مین نے آگاہ ہو کہ تحقیق واضح
کر دیا مین نے آگاہ ہو کہ تحقیق اللہ عزوجل نے فرمایا ہے
اور مین کہتا ہون اللہ عزوجل کے جانب سے کہ آگاہ ہو کہ
تحقیق نہین ہے کوئی امیر المومنین سوا میرے اس بھائی کے
اور نہین حلال ہے امارت مومنون کی بعد میرے واسطے
کسی شخص کے سوا اوسکے (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے
ہین کہ) بعد اوسکے رسولخدا نے اپنے ہاتھ سے علی علیہ السلام کا
بازو پکڑا پھر اوسکو بلند کیا اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ
وآلہ جب سے کہ منبر پر تشریف لے گئے تھے علی کو اوٹھائے ہوئے
تھے یہانتک کہ آپ کے پانون رسولخدا صلعم کے زانو کے برابر ہوگئے
بعد اوسکے فرمایا رسولخدا نے کہ اے گروہ مردم یہ علی ہے میرا
بھائی اور میرا وصی اور یاد رکھنے والا میرے علم کا اور خلیفہ میرا

سلہ جیسے اس خطبہ مین حضرت علی کے پاے مبارک رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زانوی اقدس تک پہونچ گئے تھے ویسے ہی دیکھو خطبہ تاریخ روضۃ الصفا کتاب ہذا۔

سلہ اس خطبہ مبارکہ مین واعی علمی ہے یعنی علی یاد رکھنے والا میرے علم کا ہے۔ اور اس لفظ مبارک کے ثبوت مین خود کلام الٰہی ناطق ہے جیسا کہ سورہ الحاقہ مین ہے تعیہا اذن واعیۃ یعنی تاکہ یاد رکھین اوس نصیحت کو ایسے کان کہ جو سننے والے اور یاد رکھنے والے ہین اکثر تفاسیر مین آیہ مبارکہ سے مراد گوش مبارک علی علیہ السلام ہین چنانچہ تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۶ صفحہ ۲۶۰ مین ہے اخرج سعید بن منصور وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن مکحول قال لما نزلت وتعیہا اذن واعیۃ قال رسول اللہ صلعم سالت ربی ان یجعلہا اذن علی قال مکحول فکان علی یقول ما سمعت من رسول اللہ صلعم فنسیتہ الخ وحفاظ حدیث نے مکحول سے روایت کی ہے کہ جس وقت نازل ہوئی یہ آیت وتعیہا اذن واعیہ فرمایا رسولخدا نے کہ مین نے سوال کیا ہے اپنے پروردگار سے اس بات کا کہ گردانے اون کانون کو کہ جنکی صفت اس آیت مین ہے کان علی کے مکحول نے کہا ہے کہ علی کہتے تھے کہ مین نے رسولخدا سے کوئی بات نہین سنی کہ جسکو بھول گیا ہون۔

الیہ والعامل بما یرضاہ والمحارب لاعدائہ والموالی علی طاعتہ والناہی عن معصیتہ خلیفۃ رسول اللہ وامیر المومنین[1] والامام الہادی وقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین[2] بامر اللہ اقول ما یبدل القول لدیّ بامر ربی اقول اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ والعن من انکرہ واغضب علی جحد حقہ اللہم انک انزلت علی ان الامامۃ بعدی لعلی ولیّک عند تبیانی ذٰلک ونصبی ایّاہ بما اکملت لعبادک من دینہم واتممت علیہم بنعمتک ورضیت لہم الاسلام دینا فقلت ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وہو فی الاٰخرۃ من الخاسرین اللہم انی اشہدک وکفی بک شہیدا انی قد بلغت معاشر الناس انما اکمل اللہ

میری امت پر اور تفسیر کتاب اللہ عزوجل پر اور بلانے والا طرف اوسکے اور عمل کرنیوالا ساتھ اوس چیز کے کہ اللہ کو راضی رکھے اور لڑنے والا دشمنان خدا سے اور یاری کرنے والا اطاعت خدا پر اور منع کرنے والا اوسکی معصیت سے خلیفہ رسولخدا کا اور امیر مومنوں کا اور امام ہدایت کرنیوالا اور قتل کرنیوالا ناکثین اور قاسطین و مارقین کا بحکم خدا کہتا ہوں میں کہ نہیں بدل جاتی ہے بات میرے پاس ساتھ حکم پروردگار میری کے کہتا ہوں میں کہ اے اللہ دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو اور لعنت کر اوس شخص پر جو انکار کرے اوسکا اور غضب نازل کر اوس شخص پر جو انکار کرے اوسکے حق کا اے اللہ تحقیق تو نے نازل کیا اوپر میرے یہ امر کہ امامت بعد میرے واسطے علی کے ہے کہ جو تیرا ولی ہے قریب بیان کرنے میرے کے اس بات کو اور نصب کرنے میرے کے اوسکو بہ سبب اسکے کہ کامل کیا تو نے واسطے اپنے بندوں کے اونکے دین کو اور تمام کیا تو نے اون پر اپنی نعمت کو اور راضی ہوا تو اون سے ازروی دین اسلام کے پس فرمایا تو نے ترجمہ آیت اور جو شخص کہ طلب کرے سوا اسلام کے کوئی دین تو نہ قبول کیا جائیگا اوس سے اور وہ شخص آخرت میں ہے نقصان پانے والا اے میرے اللہ میں تجکو گواہ کرتا ہوں اور تو کافی گواہ ہے کہ تحقیق پہونچا دیا میں نے تیری پیغام کو اے گروہ مردم سوا اسکے نہیں ہے کہ کامل کیا ہے

[1] مودۃ القربی سید علی ہمدانی کے مودۃ رابعہ میں حدیث ششم میں ہے ۔ وعن حذیفۃ قال قال رسول اللہ لو علم الناس ان علیاً متی سمّی امیر المومنین ما انکروا فضلہ سمّی امیر المومنین وآدم بین الروح والجسد ۔ اور حذیفہ سے مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ علی کب امیر المومنین کے نام زد ہوئے تو کبھی انکی فضیلت کا انکار نہ کریں علی اسوقت امیر المومنین کے نام سے نامزد ہوئے جبکہ آدم علیہ السلام روح اور بدن کے درمیان تھے ۔

[2] قال ابن الاثیر فی النہایۃ الناکثین اصحاب الجمل والقاسطین اہل صفین والمارقین الخوارج ابن اثیر نہایہ میں لکھتے ہیں کہ ناکثین سے اہل جمل اور قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مراد ہیں ۔

عزّ وجلّ دینکم بامامته فمن لم یأتمّ به و بمن یقوم مقامه من ولدی من صلبه الی یوم القیامة والعرض علی الله عزّ و جلّ فاولئك الذین حبطت اعمالهم وفی النار هم خالدون لا یخفّف عنهم العذاب ولا هم ینظرون

اللہ عزوجل نے تمہارے دین کو بسبب اوسکے امامت کے پس جو شخص نہ امام سمجھے اوسکو اور اوس شخص کو کہ جو اوسکا قائم مقام ہو میری اولاد میں سے کہ جو علی کے پشت سے ہوگی قیامت تک اور اوس دن تک کہ سامنے ہونگے لوگ اللہ عزوجل کے پس یہ لوگ کہ جو علی اور اوسکی اولاد کو امام نہ سمجھیں ایسے لوگ ہیں کہ برباد ہوگئے اعمال اونکے اور آتش جہنم میں وہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہیں نہ کم کیا جائیگا اون سے عذاب اور نہ وہ مہلت دیئے جائینگے۔

معاشر الناس هذا علیّ انصرکم لی واحقکم بی واقربکم الیّ واعزّکم علیّ والله عزّ وجلّ وانا عنه راضیان وما نزلت آیة رضی الّا فیه وما خاطب الله الذین آمنوا الّا بدأ به ولا نزلت آیة المدح فی القرآن الّا فیه ولا شهد الله بالجنة فی هل اتی[1] علی الانسان الّا له ولا انزلها فی سواه ولا مدح بها غیره

اے گروہ مردم یہ علی ہے کہ تم سے زیادہ میری مدد کرنے والا ہے اور تم سے زیادہ میرے اوپر اوسکا حق ہے اور تم سے زیادہ میرا قریب ہے اور تم سے زیادہ مجھکو عزیز ہے اور اللہ عزوجل اور میں دونوں اوس سے راضی ہیں اور نہیں نازل ہوی کوئی آیت رضامندی کی مگر اوسکے باب میں اور نہیں خطاب کیا اللہ نے مومنوں سے مگر ابتدا کے ساتھ اوسکے اور نہیں نازل ہوی کوئی آیت مدح کی قرآن میں مگر اوسی کے باب میں اور نہیں گواہی دی اللہ نے ساتھ جنت کے بیچ سورہ ھل اتی کے مگر واسطے اوسکے اور نہیں نازل کیا اللہ نے اس سورہ کو سوا اوسکے اور کسی کے باب میں اور نہیں مدح کی اللہ نے ساتھ اس سورہ کے اوسکے غیر کے۔

معاشر الناس سیکون من بعدی ائمة یدعون الی النار و یوم القیامة لا ینصرون معاشر الناس

اے گروہ مردم عنقریب ہونگے میرے بعد ایسے امام کہ بلائینگے طرف آتش دوزخ کے اور روز قیامت نہ مدد کئے جائینگے وہ لوگ اے گروہ مردم تحقیق اللہ اور میں اون لوگونسے

[1] یہ سورہ ہل اتی علی الانسان جسکی آیت ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا واقع ہے۔ شبلی صاحب اپنے سیرت النبی حصہ اول صفحہ ۲۳۴ میں صرف اسقدر لکھتے ہیں "قرآن مجید میں جہاں خدا نے بندگان خاص کے اوصاف بتلائے ہیں وہاں فرمایا ہے (ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا) چونکہ یہ سورۂ مبارکہ خاص جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے شان میں اترا ہے اسلئے شبلی صاحب بندگان خاص لکھکر رہگئے۔ حالانکہ عقد الفرید میں جہاں اوس مشہور مناظرہ کا ذکر ہے جس میں مامون الرشید ایکطرف اور چالیس فقہا مشاہیر کا مقابل تھا اوس میں سورہ ہل اتی کا جناب علی علیہ السلام کے شان میں نازل ہونا قبول کیا گیا ہے۔ اور تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۶ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ مصر میں یہ حدیث ہے واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس فی قولہ ویطعمون الطعام علی حبہ الآیة قال نزلت ہذہ الآیة فی علی بن ابیطالب و فاطمة بنت رسول اللہ صلعم۔ یہی مضمون تفسیر فتح القدیر شوکانی حصہ چہارم میں ہے۔ اور دیکھو تفسیر ابی السعود مادہ صفحہ ۳۶۵ و تفسیر فخر الدین رازی [illegible] مطبوعہ مصر [illegible] و تفسیر اسباب النزول واحدی [illegible]

ان الله وانا بريئان منهم -
معاشر الناس ان الله قد امرني
ونهاني وقد امرت عليا و
نهيته فعلم الامر والنهي من
ربه عزوجل فاسمعوا لامره تسلموا
واطيعوه تهتدوا وانتهوا لنهيه
ترشدوا وصيروا الى مراده
ولا تتفرق[له] بكم السبل عن سبيله
انا الصراط المستقيم الذي
امركم باتباعي ثم علي من
بعدي ثم ولدي من صلبه ائمة
يهدون الى الحق وبه يعدلون
ثم قرأ صلى الله عليه وآله وسلم
الحمد لله رب العلمين الى آخرها وقال
فيّ نزلت وفيهم نزلت ولهم عمت و
باياهم خصت اولئك اولياء الله لا
خوف عليهم ولاهم يحزنون الا ان
حزب الله هم الغالبون + + + + +
معاشر الناس القران يعرفكم
ان الائمة من بعده ولده وعرفتكم انه
مني وانا منه حيث يقول الله عزوجل

دونوں بری ہیں۔
اے گروہ مردم تحقیق اللہ نے مجھکو امر فرمایا اور نہی
فرمائی اور میں نے علی کو امر کیا اور نہی کی پس جان لیا اوسنے
امر و نہی کو اپنے پروردگار عزوجل کی طرف سے پس سنو تم لوگ
اوسکے حکم کو تاکہ سالم رہو تم اور اطاعت کرو تم اوسکی
تاکہ ہدایت پاؤ تم اور باز رہو تم بسبب اوسکے منع کرنے
کے پس رشد پاؤ تم اور جاؤ تم طرف اوسکے مراد کے اور نہ
متفرق کردیں تمکو راستے اوسی علی کی راہ سے میں صراط مستقیم
ہوں کہ حکم کیا ہے اللہ نے میری پیروی کرنے کا پھر علی میرے
بعد صراط مستقیم ہیں پھر میری اولاد ہے جو علی کی پشت سے
ہے وہ لوگ ایسے امام ہیں کہ ہدایت کرینگے ساتھ حق کے اور
ساتھ اوسی حق کے عدل کرینگے بعد اوسکے پڑھا حضرت نے
الحمد للہ رب العالمین آخر سورہ تک اور فرمایا کہ میرے باب
میں یہ سورہ نازل ہوا ہے اور اونہیں آئمہ کے باب میں
نازل ہوا ہے اور اونکے واسطے عام ہے اور اونہیں کیلئے
مخصوص ہے وہ لوگ دوست ہیں خدا کے کہ نہ خوف
ہے اون پر اور نہ وہ لوگ غمگین ہونگے یعنی قیامت میں
آگاہ ہو کہ تحقیق گروہ اللہ کا جو ہے وہی لوگ غالب ہیں
اے گروہ مردم قرآن بتاتا ہے تمکو کہ تحقیق ائمہ بعد
اوسکے اوسکی اولاد سے ہونگے اور میں نے بھی تمکو بتا
دیا ہے کہ وہ یعنی علی مجھسے ہے اور میں اوس سے ہوں

وان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله الاية
[له] یہ حصہ خطبہ مبارکہ کا آخر آیہ کریمہ سورہ انعام کے اس آیت کی تفسیر میں ہے۔ وان هذا صراطي مستقيما ... ص۲۴۳
کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلے جاؤ اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمکو خدا کے راستے سے جدا کرکے تتر بتر کردینگے چنانچہ تفسیر فتح البیان مولوی صدیق حسن خان
جلد سیوم میں ہے۔ اخرج احمد وابن حميد والبزار والنسائي وابن المنذر وابن ابي حاتم وابو الشيخ والحاكم وصححه وابن مردويه عن ابن مسعود قال خط رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خطا بيده
ثم قال هذا سبيل الله مستقيما ثم خط خطوطا عن يمين ذلك الخط وعن شماله ثم قال وهذه السبل ليس منها سبيل الا عليه شيطان يدعو اليه ثم قرأ هذه الآية وقال ابن عباس السبل الضلالات۔ یعنی
امام احمد وابن حمید والبزار ونسائی وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ اور حاکم اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا
کہ یہ راہ خدا ہے جو سیدھی ہے پھر کچھ خطوط داہنے بائیں کھینچے اور فرمایا کہ یہ وہ راستے ہیں کہ جن پر شیطان مسلط ہے اور انکی طرف دعوت دیتا ہے پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی ابن عباس
نے کہا چلو اس سے گمراہی کے راستے مراد ہیں۔ اور اسی آیت کی تفسیر میں امام قندوزی حنفی اپنے ینابیع المودة ص۱۱۱ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۲ھ میں لکھتے ہیں ذا المناقب عن
محمد الباقر وجعفر الصادق عليهما السلام قالا الصراط المستقيم الامام ولا تتبعوا السبل يعني غير الامام فتفرق بكم عن سبيله وكنى سبيله۔

وجعلها کلمۃً باقیۃً فی عقبہ وقلت لن تضلوا ما تمسکتم بھما ++++	جس جگہ کہ فرمایا ہے اللہ عزوجل نے کہ گردانا ابراہیم نے اوسکو ایسی بات کہ جو باقی رہنے والی ہے اوسکی اولاد میں اور کہہ چکا ہون مین کہ نہ گمراہ ہوگے تم لوگ جب تک کہ تمسک کروگے تم ساتھ اونہیں دونون کے یعنی ساتھ قرآن اور اہل بیت کے
معاشر الناس من یطع اللہ و رسولہ وعلیاً والائمۃ الذین ذکرتم فقد فاز فوزاً عظیماً۔	اے گروہ مردم جو شخص اطاعت کرے اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور علی کی اور ان اماموں کی کہ ذکر کیا ہے مین نے ادنکا پس تحقیق رستگاری پائی اوسنے رستگاری عظیم۔

جس طرح رسولخدا نے حضرت علی کے بارے مین فرمایا ہے کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون ویسے ہی حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے مین بھی وارد ہے چنانچہ صحیح ترمذی ابواب المناقب مین ہے۔

قال الترمذی حدثنا الحسن بن عرفۃ نا اسمٰعیل بن عیاش عن عبداللہ بن عثمان بن خیثم عن سعید بن راشد عن یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من حسینا حسین سبط من الاسباط ھذا حدیث حسن (ترجمہ) کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہمسے حسن ابن عرفہ نے اسمٰعیل بن عیاش سے کہا اوس نے حدیث کی ہمسے عبداللہ بن عثمان بن خیثم نے سعید بن راشد سے اوس نے یعلی بن مرہ سے کہ فرمایا رسولخدا نے حسین مجھسے ہے اور مین حسین سے ہون دوست رکھتا ہے اللہ اوسکو جو حسین کو دوست رکھتا ہے حسین ایک سبط ہے اسباط سے یہ حدیث حسن ہے اسباط جمع ہے یعنی نو فرزند حسین کے اسباط ہین اور حضرت امام حسینؑ ایک سبط ہین یہ دسؑ ہوئے اور اون جناب کے بڑے بھائی حضرت حسن علیہ السلام یہ سبط اکبر ہین جو مع اپنے پدر جناب علی علیہ السلام ابوالسبطین کے اثنا عشر ائمہ ہوگئے یہی سب کے سب صراط مستقیم ہین جیساکہ حضرت پیغمبر صلوات اللہ علیہ وآلہ نے خطبہ مین ارشاد فرمایا ہے۔

چنانچہ ملا باذل رحمہ اللہ نے جو خطبہ مبارکہ کو نظم کیا ہے اس موقع کی یہ نظم نقل کیجاتی ہے۔

منم ایھا الناس آن مستقیم	صراطی کہ پروردگار علیم	بہ تبعیت آن شدہ رہنمائے	بود از پے من علی پیشوائے
چنین از پے او ہمان چند تن	کہ از صلب وبند اولاد من	بتحقیق باشند امامان دین	بحق رہنمائے عدالت گزین
وزان بعد الحمد را باالتمام	بخواند و بفرمود خیر الانام	کہ نازل شد این سورہ در شان من	بشان ہمان جانشینان من
در ایشان بود عام واز بہر شان	بود خاص بے شرکت دیگران	کہ ایشان بوند اولیائے خدا	بر آن سرور آن خوف نبود روا
نباشد خود نیز اندوہناک	کہ بودند در حکم یزدان پاک	بد اندیش مردمان آشکار	کہ غالب بود لشکر کردگار

ارشاد پیغمبر سے خود حضرت کا صراط مستقیم ہونا اور بعد رسولخدا جناب علی اور اونکی اولاد کا صراط مستقیم ہونا یعنی سورۂ فاتحہ کا محمد وآل محمد کے شان مین نازل ہونا اور اونہین کے لئے عام اور خاص ہونا حدیث پیغمبر سے معلوم کرچکے۔

لہ اور آیہ کریمہ جعلہا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ کی تفسیر حن ینابیع المودۃ صفحہ مین ہے فی المناقب الثابت الثمالی عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ امیرالمؤمنین علی علیہم السلام قال فینا نزل قول اللہ عزوجل وجعلہا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ مسے جعل الامامۃ فی عقب الحسین الی یوم القیمۃ۔

چنانچہ روی الثعلبی فی تفسیرہ قال مسلم بن حیان سمعت ابا بریدۃ یقول صراط محمد وآلہ یعنی امام ثعلبی نے اپنی تفسیر میں مسلم بن حیان سے روایت کی ہے کہ ابا بریدہ نے کہا ہے کہ صراط المستقیم سے مراد محمد اور آل محمد ہیں۔

اور تفسیر معالم التنزیل بغوی میں ہے قال ابو العالیۃ والحسن رسول اللہ وآلہ وصاحباہ یعنی صاحب معالم التنزیل بغوی نے لکھا ہے کہ ابو العالیہ اور حسن بصری نے روایت کی ہے کہ صراط مستقیم رسول اللہ اور اونکے آل اور اصحاب مراد ہیں۔

وقال عبد الرحمن بن زید ان رسول اللہ واہلبیتہ اور عبد الرحمن بن زید نے کہا ہے کہ صراط المستقیم رسول خدا اور اونکے اہل بیت ہیں۔

یہ سورۂ فاتحہ سہ ترجمہ قرآن مجید سے نقل ہے۔ اول ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی دوسرا شاہ رفیع الدین تیسرا ترجمہ شاہ عبد القادر ہے۔

سُورَةُ الفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ آيَاتٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ (۱)

بنام خدائے بخشایندہ مہربان

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

الحمد للہ رب العلمین (۲)	الرحمن الرحیم (۳)	ملک یوم الدین (۴)
ستایش خدا راست پروردگار عالمہا	بخشایندہ مہربان	خداوند روز جزا
سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا	بخشش کرنے والا مہربان	خداوند دن جزا کا
سب تعریف اللہ کی ہے جو صاحب سارے جہان کا ہے	بہت مہربان نہایت رحم والا	مالک انصاف کے دن کا

ایاک نعبد و ایاک نستعین (۵)	اھدنا الصراط المستقیم (۶)
ترا می پرستیم و از تو مدد می طلبیم	بنما ما را راہ راست
تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم	دکھا ہمکو راہ سیدھی
تجھی کو ہم بندگی کریں اور تجھی سے مدد چاہیں	چلا ہمکو راہ سیدھی

صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین (۷)

راہ آنانکہ اکرام کردہ بر ایشان بجز آنانکہ خشم گرفتہ شد برآنہا و بجز گمراہان — سلہ فتح الرحمن

راہ اون لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تونے اوپر اونکے سوای اون کے جو غصہ کیا گیا اوپر اونکے اور نہ گمراہوں کی

راہ اونکی جن پر تونے فضل کیا نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے — سلہ موضح القرآن

سلہ فتح الرحمن شاہ ولی اللہ کا ہے۔ مراد از آنانکہ اکرام کردہ شد برآنہا چار فرقہ اند نبیین صدیقین شہداء و صالحین و مراد از الذین خشم گرفتہ شد برآنہا یہود اند و گمراہان نصاریٰ آمین قبول کن دعا را (فتح الرحمن ۱۰)

سلہ موضح القرآن شاہ عبد القادر۔ جن پر تونے فضل کیا اون سے چار فرقے مراد ہیں نبیین اور صدیقین اور شہداء و صالحین جن پر غصہ ہوا اون سے یہود اور گمراہوں سے نصاریٰ مراد ہیں یہ سورت اللہ صاحب نے بندوں کے زبان سے فرمائی کہ اس طرح کہا کریں۔

شاہ ولی اللہ اور اونکے بیٹے شاہ عبد القادر سورہ فاتحہ کے منعم علیہم کو چار فرقے مراد لیتے ہین یہ چار فرقے نہین ہین بلکہ یہ ایک جماعت ہے اور وہ محمد و آل محمد علیہم السلام ہین جو آل ابراہیم و اسمعیل علیہم السلام ہین جن پر نماز مین درود بھی ہے اور سلام بھی ہے درود

اللھم صل علی محمد و ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و ال ابراھیم انک حمید مجید

پھر السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اس دوسرے سلام مین جو لفظ عباد اللہ الصالحین ہے یہ بھی آل محمد ہین جسکے لفظ عباد اللہ کے لئے دیکھو سورہ ہل اتی۔

چنانچہ کتاب منصب امامت مولوی محمد اسمعیل شہید نبیرہ شاہ ولی اللہ صـ۴۲ مطبوعہ فاروقی دہلی سورہ ہل آتی کے اس آیہ مبارکہ کی تفسیر مین ہے۔

ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورا عیناً یشرب بھا عباد اللہ یفجرونھا تفجیرا

بیشک نیکوکار لوگ شراب کے وہ ساغر پئین گے جسمین کافور کی آمیزش ہوگی یہ ایک چشمہ ہے جسمین خدا کے خاص بندے پئین گے اور جہان چاہینگے بہا لیجائینگے مراد بعباد اللہ درین مقام حضرت مرتضیٰ و حضرت زہرا و امامین شہیدین علیہم السلام اند منصب امامت صـ۴۲)

اور (سورہ ہل اتی کے لئے) دیکھو تفسیر عزیزی فارسی ملقب بہ فتح العزیز پارہ ۲۹ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور جسکی تفسیر صفحہ ۳۰ سے شروع ہے۔

و از ہمین مقام گفتہ اند کہ حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ ملک دنیا را بنان خود گرفتہ اند و ملک عقبیٰ را بہ نان خریدہ اند۔	اسی مقام مین کہا گیا ہے کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے دنیا کو اپنے سنان سے اور عقبیٰ کو نان سے خرید لیا ہے۔

اور صالح کے لئے دیکھو آیہ سورہ تحریم صالح المومنین جس سے مراد خاص جناب امیر علیہ السلام ہین دیکھو تفسیر ثعلبی و حسینی و فتح البیان مولوی صدیق حسن خان و فتح القدیر شوکانی وغیرہ۔ عن اسماء بنت عمیس قالت سمعت النبی صلعم یقول صالح المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام (فتح البیان جلد ۹ صـ۱۴۳)

ایک جماعت ہونے کا ثبوت شاہ عبد القادر سے

قولہ تعالی و ممن خلقنا امۃ یھدون بالحق و بہ یعدلون۔ اور جن لوگون سے پیدا کیا ہم نے ایک جماعت ہے کہ راہ دکھاتے ہین ساتھ حق کے اور ساتھ اوسکے عدل کرتے ہین جسکی تفسیر مین شاہ عبد القادر لکھتے ہین یعنی شرع پر۔ موضح القرآن صـ۱۳

اسی شرع پر رسول خدا نے بروز غدیر خم جناب علی علیہ السلام کو امیر مقرر کیا دیکھو کتاب حدیقۃ الحقیقۃ[1] حکیم سنائی[2] صـ۲۹۹ کا ساتوان شعر مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۴ھ ۱۸۸۶ء

نائب مصطفی بروز غدیر	کرد بر شرع خود مراد امیر

اور ایک جماعت ہونے کا ثبوت شاہ ولی اللہ سے۔ ازالۃ الخفا صـ۹ مطبوعہ صدیقی بریلی ۱۲۸۶ھ مین ہے۔

و این جماعت کہ بوضع طبعی خلفای انبیا اند در شریعت مسمی اند بصدیقین و شہدا و صالحین و این مضمون مستفاد میشود ازین دو آیہ کریمہ قال اللہ تعالے علی لسان عبادہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

[1] توضیح (حدیقہ) کشف الظنون مین ہے۔ حدیقۃ الحقیقۃ و شریعۃ الطریقۃ المعروف بفخری نامہ فارسی منظوم لابی المجدود آدم الشہیر بالحکیم السنائی المتوفی خمس و خمسین و خمسمائۃ ۵۵۵ھ۔

[2] یہی حکیم سنائی مثنوی مولوی روم مین ہے۔ بشنو از قول سنائی دوہ موزہ معنی ناوقعہ کی برکنوزہ این حکیم غزنوی شیخ کبیر و گفتہ است این پند نیکو یادگیر۔

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا

اور یہ جماعت یعنی صدیقین وشہدا وصالحین کی جو وضع طبعی سے خلفاء انبیا مین جنکا نام شریعت مین الفاظ مذکورہ سے ہے یہ مضمون ان دو آیتون سے فائدہ دیتا ہے۔

پہلی آیت بندون کے زبان سے خدانے ارشاد فرمایا ہے جیساکہ ترجمہ سورہ فاتحہ مین گذرا۔ اور دوسری آیت کا حاصل ترجمہ یہ لوگ ساتھ اون لوگون کے مین کہ نعمت کی ہے اللہ نے اوپر اون کے پیغمبرون سے صدیقون سے اور شہیدون سے اور صالحون سے اور اچھے ہین یہ لوگ رفیق۔

عبارت مذکورہ سے پہلے لفظ جماعت کے ثبوت کی یہ عبارت ہے۔

ازمیان امت جمعے ہستند کہ جوہر نفس ایشان قریب بجوہر نفوس انبیا مخلوق شدہ واین جماعت دراصل فطرت خلفاء انبیا اند یعنی اس امت مین ایک ایسی جماعت ہے کہ جنکی خلقت جوہر نفوس انبیا کے قریب خلق کی گئی ہے اور یہی جماعت اصل فطرت مین خلفاء انبیا مین ۔ (ص۹ ازالۃ الخفا)

جب یہ امر متحقق ہوگیا کہ سورہ فاتحہ مین جو جماعت منعم علیہم ہے وہ نبیین سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہین جو خاتم النبیین ہین جنکے بعد تین فرد ین خلفاء انبیا کی ہین پس سورہ فاتحہ مین نبوت کے بعد خلافت یعنی امامت ہے اور اونکی تعداد بارہ کی ثابت ہے پس وہ ائمہ اثناعشر علیہم السلام ہین۔

جنکو شاہ ولی اللہ نے چار فرقے قرار دیکر لکھا تھا اونہین کی عبارت (مذکورہ) مین لفظ جماعت لکھا ہے جس سے یہ امر واضح ومبیّن ہوگیا۔ کہ اس امت مین ایک جماعت ایسی ہے جو جوہر نفوس انبیا کے قریب پیدا کی گئی ہے اور وہی اصل وحقیقت مین خلفاء انبیا ہین پس وہی منعم علیہم ہین اور وہ آل محمد علیہم السلام ہین جنکے اول جناب علی علیہ السلام صدیقین سے اور پھر جناب حسنین مجتبیٰ علیہما السلام شہدا سے اور باقی نو اولاد جناب امام حسین علیہ السلام صالحین سے یہ سب اثناعشر ائمہ ہوگئے۔ دیکھنا یہ ہے کہ بعد رسولخدا اصحابہ سورہ فاتحہ کو نماز مین پڑھتے ہوئے کس کی راہ پر چلنے یا ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے تھے نیز تابعین کس کی راہ پر چلنا تصور کرتے تھے۔

تفسیر معالم التنزیل بغوی مین عکرمہ کا قول مذکور ہے قال عکرمۃ النبیون ہہنا محمد والصدیق ابوبکر والشہداء عمر وعثمان وعلی والصالحین سائر الصحابۃ یعنی عکرمہ کہتا ہے کہ نبیین سے مراد محمد رسول اللہ اور صدیق سے ابوبکر اور شہدا مین عمر وعثمان اور علیؑ اور صالحین مین کل صحابہ ہین۔

عکرمہ کا یہی طریقہ تھا جسکا وہ راوی ہے جسکی حقیقت کلام الٰہی کے خلاف ہے کیونکہ حضرات منعم علیہم آل ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام سے ہین کیونکہ انہین کو نبوت وامامت دیگئی ہے۔

خود کلام مجید مین لفظ صدیق وصدیقہ جن کے لئے آیا ہے مثل حضرت ادریسؑ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یوسفؑ پیغمبران کے اور حضرت مریم صدیقہ غیر انبیا مین یہ سب کے سب مصطفےٰ ومجتبیٰ اور منعم علیہم ہین یہی وجہ ہے کہ رسالتمآب نے جناب امیرؑ کو صدیق اکبر اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو صدیقہ کبریٰ ارشاد فرمایا ہے (دیکھو ص۲۶۲ سطر ۱۵۔ کتاب ہذا)

ایسے ہی لفظ شہدا ہے چنانچہ آخر سورہ حج مین شہداء علی الناس اونہین کے لئے مخصوص ہے جو مجتبیٰ ہو چکے ہین ۔
نیز صالحین وہی لوگ ہین جو مجتبیٰ کئے جا چکے ہین جسکی یہ آیت دلالت کرتی ہے دیکھو (سورہ نون والقلم) فاجتبٰہ ربہ فجعلہ من الصالحین ۔ پس برگزیدش پروردگار او پس ساخت از جملہ صالحان (فتح الرحمن)
اس آیہ کریمہ نے عکرمہ کے سایر الصحابہ کو داخلہ صالحین سے خارج کر دیا پس آیہ منعم علیہم مین جو لفظ صدیقین ہے اوس سے جناب علی مرتضیٰ اور لفظ شہدا سے حضرت حسنین مجتبیٰ اور لفظ صالحین سے نو اولاد امام حسین علیہ السلام اسباط پیغمبر سے مراد ہین یہ کل بارہ اشخاص ہوئے یہی آل محمد ہین جو اصل وحقیقت مین خلفاء انبیا ہین جنکی خلقت جوہر انبیا سے خلق کی گئی ہے ۔
یہی حضرات مصطفےٰ اور مجتبیٰ اور مرتضیٰ اور مختار کے الفاظ سے منتخب ہو کر آیہ تطہیر مین داخل ہین مثال کے لئے دیکھو آیہ تطہیر مریم (سورہ آل عمران) ۔

یا مریم ان اللہ اصطفٰک وطہرک	اے مریم تمکو خدا نے مصطفےٰ کرکے طاہرہ قرار دیا اور سارے
واصطفٰک علی نساء العالمین	دنیا وجہان کی عورتون مین سے تمکو منتخب کیا ۔

دیکھو پہلی آیت جس مین لفظ اجتبیٰ مقدم ہے صالحین پر اور اس آیہ مریم مین اصطفیٰ مقدم ہے طہارت پر اس رتبہ کے بعد حضرت مریم صدیقہ قرار پائین قولہ تعالیٰ وامہ صدیقۃ اور اونکی مان (یعنی حضرت عیسیٰ کی) صدیقہ تھین دیکھو (سورہ مائدہ) ۔
یہ انتخاب خدا نے اپنے ہی اختیار مین رکھا ہے چنانچہ بمصداق القران یفسر بعضہ بعضا سے یہ آیت سورہ قصص کی لکھی جاتی ہے:

وربک یخلق ما یشاء ویختار وما کان	اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور
لھم الخیرۃ	جسے چاہتا ہے انتخاب کرتا ہے یہ انتخاب لوگون کے اختیار مین نہین ہے

چنانچہ خدا نے جب حضرت ابراہیم کو صراط مستقیم اور ہادی قرار دیا تو سب سے پہلے مجتبیٰ گردانا دیکھو آیہ (سورہ النحل)

ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا	اسمین شک ہی نہین کہ ابراہیم (لوگون کے) پیشوا خدا کے
ولم یک من المشرکین شاکرا	فرمان بردار بندے اور باطل سے کترا کے چلنے والے اور مشرکین سے
لانعمہ اجتبٰہ وھدٰہ الی	(ہرگز نہ تھے) اسکی نعمتون کے شکر گذار اونکو خدا نے منتخب کر لیا تھا
صراط مستقیم	اور انہی سیدھی راہ کی اونہین ہدایت کی تھی ۔

دوسری جگہ سورہ انعام مین ذریت ابراہیم کے لئے جس مین سترہ انبیا مذکور ہین جنکے شمول مین جناب موسیٰ وہارون نبی اسرائیل سے ہین خدا فرماتا ہے ۔

واجتبینٰھم وھدینٰھم الی صراط مستقیم	اور اونکو منتخب کیا اور اونہین سیدھے راہ کی ہدایت کی

اور سورہ والصافات مین صرف حضرت موسیٰ وہارون کے لئے خدا کا یہ قول ہے ۔

وھدینٰھما الصراط المستقیم و	اور دونون کو سیدھی راہ کی ہدایت کی اور بعد کے
ترکنا علیھما فی الاخرین سلام علی	آنے والون مین اونکا ذکر خیر باقی رکھا (ہر جگہ) موسیٰ اور
موسیٰ وھارون	ہارون پر سلام (وہی) سلام ہے ۔

دیکھو حضرت ابراہیم کا ذکر ضمیر واحد سے اور ذریت ابراہیم کا ضمیر جمع سے اور موسیٰ و ہارون کا تذکرہ صیغۂ تثنیہ سے خدا نے اپنے قول مین فرمایا ہے۔

آیات موصوفہ سے صراط مستقیم ہونا انہین حضرات کا ثابت ہو گیا جنکا انتخاب خدا نے مصطفےٰ المجتبیٰ سے کر چکا ہے۔ پس سورۂ فاتحہ مین منعم علیہم محمد و آل محمد علیہم السلام ہین جن پر بدون درود بھیجے ہوئے نماز مقبول نہین ویسے ہی سورہ فاتحہ جس مین سات آیتین ہین بدون کامل سورۂ فاتحہ کے نماز نہین ہوتی دیکھو صحیح ترمذی کی یہ حدیث عن عبادة بن الصامت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا صلوٰة لمن لم یقرا بفاتحة الکتاب وفی الباب عن ابی ہریرة وعائشة وانس وابی قتادة وعبد اللہ بن عمرو قال ابو عیسیٰ حدیث عبادة بن صامت حدیث حسن صحیح عبادہ بن صامت نے رسولخدا سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے نہین نماز ہوتی اوس شخص کی جو فاتحۃ الکتاب نہ پڑھے اور اس باب مین روایت ہے ابو ہریرہ اور عائشہ اور انس اور ابو قتادہ اور عبد اللہ بن عمرو سے کہا ابو عیسیٰ ترمذی نے کہ حدیث عبادہ بن صامت حسن صحیح ہے۔

اور صحیح ترمذی ابواب تفسیر القرآن مین بہ تفسیر آیہ کریمہ سبعا من المثانی والقرآن العظیم کے وارد ہے۔

عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلعم الحمد للہ ام القرآن وام الکتاب والسبع المثانی ہذا حدیث حسن صحیح ابوہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے الحمد للہ ام القرآن وام الکتاب اور سات آیتین مین کہ دہرائی جاتی ہین یہ حدیث حسن صحیح ہے اور تفسیر بیضاوی مطبوعہ اسلامبول صفحہ مین ہے۔ روی ابو ہریرة انہ علیہ الصلوٰة والسلام قال فاتحۃ الکتاب سبع آیات اولہن بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یعنی ابو ہریرہ نے رسولخدا سے روایت کی ہے کہ فاتحۃ الکتاب مین سات آیات ہین پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے اور شاہ ولی اللہ اپنے فارسی ترجمہ موسومہ فتح الرحمن مین آیہ کریمہ ولقد آتینٰک سبعا من المثانی والقرآن العظیم کا ترجمہ لکھتے ہین ہر آئینہ دادیم ترا ہفت آیت از آنچہ در نماز مکرر خواندہ میشود یعنی سورہ فاتحہ و دادیم ترا قرآن بزرگ (فتح الرحمن مطبوعہ ہاشمی پریس) اور اردو تفسیر موضح القرآن شاہ عبد القادر مین ہے۔ سات آیتین وظیفہ کی سورہ فاتحہ کو اور بڑے درجہ کا قرآن بھی کہا اسکو۔

اور تفسیر فتح العزیز سورہ بقر شاہ عبد العزیز صفحہ ۳ مطبوعہ چھاپہ محمدی حاجی ولی محمد ۱۲۶۴ھ مین ہے۔

واعمال محسوسہ در نماز ہفت رکن و آیات این سورہ نیز ہفت ارکان سبعہ نماز قیام و رکوع و قومہ و سجدہ اول و جلسہ بین السجدتین و سجدہ ثانیہ و قعدہ است۔ پس بسم اللہ الرحمن الرحیم را مقابل قیام تصور باید نمود و قیام ابتداے اعمال نماز است الحمد للہ رب العالمین مقابل رکوع است الخ اور صفحہ ۳۵ مین ہے وازانجملہ است سبع المثانی یعنی ہفت آیتے کہ تکرار کردہ میشود در ہر نماز و آن ہفت آیت این است بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ مفتاح باب ذکر است و الحمد للہ رب العالمین کہ مفتاح باب شکر است الخ اور صفحہ مین ہے۔ پس قسم اول آنچہ متعلق بہ تسمیہ است این ست کہ جمیع علوم در چہار کتاب الٰہی مندرج است و قرآن مجید حاوی آن جمیع علوم ست و علوم قرآن در سورہ فاتحہ و علوم سورہ فاتحہ در بسم اللہ الرحمن الرحیم و علوم بسم اللہ در حرف با، ترجمہ پس پہلی قسم جو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے متعلق ہے یہ ہے کہ تمام علوم خدا چار کتابون (توریت زبور انجیل اور قرآن) مین سموئے ہوئے ہین اور قرآن مجید اون کل علوم پر حاوی ہے اور کل علوم اوس مین موجود ہین اور قرآن کے کل علوم سورہ فاتحہ مین ہین اور سورہ فاتحہ کے سارے علوم بسم اللہ الرحمن الرحیم مین اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے سب علوم بائے بسم اللہ مین ہین۔

(یہان تک لکھ کر شاہ عبد العزیز خاموش ہوگئے) لیکن امام سلیمان قندوزی حنفی اپنے کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۶۹ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۱ھ مین لکھتے ہین۔

وفی الدر المنظم اعلم ان جمیع	اور در منظوم مین ہے کہ تمامی کتب سماویہ کے
اسرار الکتب سماویۃ فی القرآن	اسرار قرآن مین جمع ہین اور جمیع علوم قرآن سورہ فاتحہ
وجمیع ما فی القرآن فی الفاتحۃ	مین اور سورہ فاتحہ کے اسرار بسم اللہ مین ہین اور کل
وجمیع ما فی الفاتحۃ فی البسملۃ	اسرار بسم اللہ کے بار بسم اللہ مین اور بار بسم اللہ کے
وجمیع ما فی البسملۃ فی الباء البسملۃ وجمیع	اسرار اوسکے نقطہ مین ہے امام علی کرم اللہ وجہہ سے
ما فی باء البسملۃ فی النقطۃ التی ھی تحت الباء	مروی ہے کہ فرمایا آپنے کہ مین وہ نقطہ ہون جو بار بسم اللہ
قال الامام علی کرم اللہ وجہہ انا النقطۃ[1] التی تحت الباء	کے نیچے ہے۔

وفی المناقب ولما اراد اھل الشام ان یجعلوا القرآن حکما بصفین قال الامام علی رضی اللہ عنہ انا القرآن الناطق ۔ اور مناقب مین ہے کہ جب اہل شام نے چاہا کہ قرآن کو حکم بنائین تو امام علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا مین قرآن ناطق ہون

جب ہم سورہ فاتحہ اور اوسکی سات آیتون کے ثبوت سے جسکی پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے فارغ ہوچکے اور یہ بھی دکھلا چکے کہ بدون سورہ فاتحہ (یعنی سات آیتون کے) پڑھے ہوئے نماز نہین ہوتی تو اب ہمکو یہ دکھلانا ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان نماز مین سورہ فاتحہ کی ابتدا کہان سے کرتے تھے نیز منعم علیہم کے جماعت کے بارے مین رسولخدا اور رسولخدا کے بعد کس کی راہ پر چلنے کی یا ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے تھے کیونکہ رسولخدا نے حجۃ الوداع مین پھر مکرر غدیر خم مین قرآن اور عترتی اہل بیتی کو حبل اللہ اور ثقلین وخلیفتین وامرین کے الفاظ سے صحابہ مذکورین سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا تھا کہ جو ان ہر دو سے متمسک ہوگا وہ ہرگز گمراہ نہوگا اور یہ دونون ایک دوسرے سے حوض (کوثر) تک علحدہ نہونگے ۔ اسکے بعد حضرت علی علیہ السلام کے بازو کو پکڑکر منبر پر کھڑے ہوکر بلند فرماکر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث ارشاد فرمایا ہے جسکو ہم شرح وبسط سے ثابت کرچکے ہین دیکھو حدیث ثقلین وحدیث غدیر جس مین ابوعوانہ نے سلیمان اعمش کے واسطہ ابوطفیل اور زید بن ارقم سے روایت کی ہے دیکھو صفحہ ۲۰۳ ۔

لیکن حدیثون سے حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان کا نماز مین سورہ فاتحہ کی چھ آیتون کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ترک کرکے الحمد للہ سے شروع کرتے تھے ۔

چنانچہ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۸۵ باب ما یقول بعد التکبیر مطبوعہ مصر ۱۳۲۰ھ مین ہے ۔

حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبۃ	کہا بخاری نے کہ حدیث کی ہے حفص بن عمر نے کہا حدیث کی

[1] یہ شہاب الدین محمود بن عبد اللہ بغدادی الوسی زادہ اپنے تفسیر روح المعانی مین بذکر بحث لوح محفوظ لکھتے ہین یہ ثمرات الامکان مما لا نزاع فیہ ولیس الکلام الا فی الوقوع وورود ذلک عن النبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم واجلۃ اصحابہ کالصدیق والفاروق وذی النورین وباب مدینۃ العلم والنقطۃ تحت الباء رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین (منقول عبقات الانوار مدینہ ج۔ اول ص ۵۰۳)

عن قتادة عن انس ان النبی صلعم وابابکر وعمر کانوا یفتتحون الصلوٰة بالحمد للہ رب العلمین

ہم سے شعبہ نے قتادہ سے اونے انس سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم اور ابوبکر اور عمر افتتاح نماز الحمد سے کرتے تھے

اور صحیح ترمذی۔ جلد اول۔ باب افتتاح القرأة بالحمد للہ رب العالمین یعنی باب شروع کرنے قرات ساتھ الحمد للہ رب العالمین کے ہے۔

قال الترمذی حدثنا قتیبة نا ابوعوانة عن قتادة عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر وعثمان یفتتحون القرأة بالحمد للہ رب العالمین قال ابوعیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح والعمل علی هذا عند اهل العلم من اصحاب النبی والتابعین من بعدهم کانوا یفتتحون بالحمد للہ رب العالمین

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہمسے قتیبہ نے کہا حدیث کی ہم سے ابوعوانہ نے قتادہ سے اونے انس سے کہا انھوں نے کہ رسول صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان قرات کو ساتھ الحمد للہ رب العالمین کے شروع کرتے تھے کہا ابوعیسیٰ (ترمذی) نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور عمل اہل علم کے نزدیک نبی صلعم کے صحابہ اور تابعین اور من بعدھم سے اسی پر ہے یہ لوگ قرأت کو ساتھ الحمد للہ رب العالمین کے شروع کرتے تھے۔

تنبیہ:۔ حدیث مذکورہ میں انس نے رسول مقبول کو بھی شامل کیا ہے جسکا شمول اس حدیث ابن عباسؓ مخرجہ ترمذی سے بالکل غلط اور باطل ہے۔

باب من رای الجهر ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

باب جس شخص نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو جہر سے پڑھنا اختیار کیا ہے

قال الترمذی حدثنا احمد بن عبدة نا المعتمر بن سلیمان قال حدثنی اسمعیل بن حماد عن ابی خالد عن ابن عباس قال کان النبی صلعم یفتتحون صلوٰته ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کہا ترمذی نے حدیث کی ہمسے احمد بن عبدہ نے کہا حدیث کی ہمسے معتمر بن سلیمان نے کہا حدیث کی مجھسے اسمعیل بن حماد نے ابی خالد سے اونے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز کو ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے شروع کرتے تھے۔

جسکے تائید کی یہ حدیث جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے سند کی جنھوں نے صحابہ سے سات سال[1] پہلے رسول اللہ کے ساتھ ساتھ نماز پڑھتے رہے لکھی جاتی ہے چنانچہ سیرت حلبیہ انسان العیون فی سیرة الامین المامون جلد اول صفحہ ۲۳۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں ہے:

عن علی کرم اللہ وجهه کمافی اسباب النزول للواحدی انها نزلت بمکة من کنز تحت العرش وفیها عندما قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکة فقال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العلمین (ترجمہ) سیرت حلبیہ میں جناب علی کرم اللہ وجہہ سے جیسا کہ امام واحدی نے اپنے اسباب نزول میں وارد کیا ہے۔ روایت کی ہے کہ آیہ کریمہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مکہ میں خزانہ تحت العرش سے نازل ہوا اور اوسی میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ جب رسول مقبول مکہ میں (نماز کے لئے) کھڑے ہوئے تو

[1] ینابیع المودة صفحہ ۶۰ مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۱ھ میں ہے کہ ابن ماجہ القزوینی واحمد فی مسندہ وابونعیم الحافظ والثعلبی والحموینی اخرجوا جمیعا باسانیدهم عن عباد بن عبداللہ قال قال علی انا عبداللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر لا یقولها بعدی الا کذاب لقد صلیت قبل الناس سبع سنین۔

آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین کہا۔ جسکے تائید کی یہ روایت کتاب معارج النبوۃ مولانا معین الدین کے رکن ثالث صفحہ ۱۳ مطبوعہ مطبع نور لاہور ۱۲۹۲ھ سے لکھی جاتی ہے۔

اما اول سورہ از روایات متقدمہ چنان معلوم شد کہ سورہ اقرا بودہ و در روایتے آنست کہ یا ایہا المدثر بودہ و در روایتے دیگر از خدیجہ رضی آوردہ اند کہ سورہ فاتحۃ الکتاب بودہ و در روایت آنست کہ پیغمبر صلوات اللہ وسلامہ علیہ با وے فرمود بدرستیکہ چون تنہا میشوم آوازے می شنوم کہ یا محمد یا محمد و ہیچ گوئندہ نمی بینم خوف بر من غالب میشود و از آنجا می گریزم خدیجہ آنحضرت را بنزد ورقہ برد تا صورت واقعہ را تقریر فرمود ورقہ گفت دیگر چنین مکن ہر وقت کہ آن ندائے شنوی در محل خود قرار گیر تا دیگر چہ میگوید آنحضرت کہ این نوبت ندا شنید بر جائے خود بایستاد جواب داد کہ لبیک ندا کنندہ گفت بگو اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ بعد ازان گفت بگو بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین تا آخر سورہ فاتحۃ الکتاب بخواند۔

لیکن اگلی روایتون سے یہ معلوم ہوا کہ پہلا سورہ سورہ اقرا تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ (پہلا سورہ) سورہ یا ایہا المدثر تھا اور دوسری روایت لوگون نے حضرت خدیجہ کے زبانی یہ بیان کی ہے کہ (سورہ اول) سورہ فاتحہ یعنی الحمد تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ پیغمبر صلوات اللہ وسلامہ نے حضرت خدیجہ سے ارشاد فرمایا کہ جسوقت مین اکیلا ہوتا ہون ایک آواز غیبی سنتا ہون اور کوئی کہتا ہے یا محمد یا محمد اور کہنے والا مجکو دکھائی نہین دیتا مین ڈرجاتا ہون اور وہان سے چلا جاتا ہون (یہ سنکر) حضرت خدیجہ آنحضرت کو ورقہ کے پاس لے گئین اور اون سے واقعہ مذکور بیان کیا ورقہ نے کہا آیندہ ایسا کرنا جب وہ آواز سننا تو اپنے مقام پر ٹھہرے رہنا (وہان سے نہ ہٹنا) اور دیکھنا کہ کہنے والا کیا کہتا ہے اسکے بعد جب آنحضرت نے وہ آواز سنی اپنی جگہ پر کھڑے رہے اور اوس آواز کے جواب مین لبیک فرمایا منادی نے کہا کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ اسکے بعد ندا دینے والے نے کہا کہو بسم اللہ الرحمن الحمد للہ رب العالمین تا اینکہ کل سورہ فاتحہ پڑہا۔

اور اسباب النزول واحدی کے صفحہ ۱۰ مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ مین ہے۔

عن عبد اللہ بن نافع عن ابیہ عن ابن عمر قال نزلت بسم اللہ الرحمن الرحیم فی کل سورۃ۔

عبد اللہ بن نافع نے اپنے پدر (نافع) سے اونے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ آیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کل سورہ مین نازل ہوا ہے۔

شرح وقایہ ترجمہ اردو نور الہدایہ صفحہ ۹۶ مطبوعہ رزاقی کانپور سے صحیح مسلم اور صحیح نسائی کی روایتین مع دیگر

روایتون کے لکھی جاتی ہین۔

اور روایت مسلم کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مین نے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان کے پس نہ سنا مین نے کسی کو ان مین سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

امام شافعی کے نزدیک تسمیہ باواز بلند پڑھے کہ جز فاتحہ ہے اونکے نزدیک اور بہت سی حدیثین صحیح وارد ہوئی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین قرات کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے ؕ

صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نسائی مین ہے نعیم مجمر سے کہ نماز پڑھی مین نے پیچھے ابوہریرہ کے سو پڑھی اونھون نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر پڑھی فاتحہ یہان تک کہ پہونچے ولا الضالین تک پھر کہی آمین پھر سلام پھیر کر کہا قسم ہے اوس ذات کی جس کے قبضہ مین میری جان ہے تحقیق میری نماز مشابہ تر ہے ساتھ نماز رسول اللہ کے۔ کہا ابن خزیمہ نے نہین شک ہے اسکی صحت مین اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم جہر کو نہین۔ کیونکہ جائز ہے سننا نعیم مجمر کا باوجود آہستہ پڑھنے ابوہریرہ کے کیونکہ جب تک مبالغہ نکرے اخفا مین تب تک سنائی دیتا ہے خصوصًا پاس والے مقتدی کو اور صحیح ہے عبد اللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ جہر کرتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو کہا حاکم نے صحیح ہے بغیر علت کے اور صحیح کیا اسکو دارقطنی نے ؕ

پس صحیح ترمذی والی روایت ابن عباس کی روایتًا و درایتًا صحیح ہوگئی نیز ابوہریرہ کی روایت صحیح نسائی کی جناب سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام کا پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم سے سورہ فاتحہ یا سبع المثانی کا قرات فرمانا کتاب اللہ کے مطابق ثابت ہوگیا۔ جس نے انس کی روایت مخرجہ بخاری و مسلم و ترمذی کے اول شق کو کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم چھوڑ کر سورہ فاتحہ پڑھتے تھے مطلقًا باطل و دروغ کر دیا پس خلفاء ثلاثہ کا صرف چھ آیتون سے قرات کرنا صحیح ہوگیا جس پر بقول ترمذی صحابہ اور تابعین اور اونکے بعد کے عمل کرتے رہے۔

اور روایت جناب امیر علیہ السلام کی اوپر گذری کہ رسولخدا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین تا آخر سورہ نماز مین پڑھتے تھے اور فخر الدین رازی نے اپنے تفسیر کبیر مین بعد ذکر اس امر کے کہ جناب علی علیہ السلام جہر کرتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو اور کہا ہے

ومن اقتدی فی دینہ لعلی فقد اھتدی	اور جس شخص نے اپنے دین مین علی کی اقتدا کی اوسنے
واصاب للحق والدلیل علیہ قولہ صلعم	بیشک ہدایت پائی کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ
اللھم ادر الحق معہ حیثما دار	خداوندا پھیر دے حق کو جدھر علی پھرین۔

پس خلفاء ثلاثہ اور اونکے متبعین صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا یہانتک کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی کا عمل قرآن اور رسولخدا کے خلاف صرف چھ آیتون سے قرات کرنا غلط راستہ کے چلنے کو ثابت کرتا ہے نیز نماز کا سبع مثانی یعنی سات آیتون کے خلاف ناقص اور ناتمام ہونا اور آیہ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر کے مخالف ہونے کو ظاہر کرتا ہے جس سے نبی رسول اللہ کے بعد جناب امیر علیہ السلام باب مدینۃ العلم ونقطہ تحت البا اور اللہ ہادی اور مہدی اور مقتدی کا اولوالامر ہونا روز روشن کی طرح ثابت ہے پس سورہ فاتحۃ الکتاب مین جو نبی صلوات اللہ علیہ کے بعد منعم علیہم کی جماعت صدیقین وشہدا وصالحین کی ہے وہی اولوالامر یعنی امام ہے وہ آل محمد علیہم السلام ہین جنکی تعداد بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ مین اثنا عشر امیرًا اثنا عشر خلیفۃً واثنا عشر

عظیماً کی جابر بن سمرہ و ابن مسعود کے حدیثون مین ہے

اور شاہ عبد العزیز اپنے تفسیر فتح العزیز سورہ بقر کے صٓ مین ساتوین آیت سورہ فاتحہ کے بارے مین یہ تفصیل و تشریح لکھے ہین۔

نیز منعم علیہ را مقابلِ آوردہ اند کہ مغضوب علیہ است وضالین کہ در مقابل مہتدین است مناسب مقابلہ منعم علیہم نمی نماید لیکن چون منعم علیہم بالیقین مہتدین بلکہ ہادین اند چہ راہ آنہا طلب می کنند و ہدایت بآن راہ میخواہد ناچار ضالین نیز در مقابل منعم علیہم افتادند۔

یعنی منعم علیہ کو مغضوب علیہ کے مقابل مین لائے اور ضالین کے مقابلہ مین جسکا مقابلہ مہتدین سے ہونا چاہیے منعم علیہم سے اسکا مقابلہ مناسب نہین مگر چونکہ معلوم ہے کہ منعم علیہم بالیقین مہتدی ہین بلکہ ہادی ہین کیونکہ ہدایت اونکو طلب کرتی ہے اور اونکو چاہتی ہے مجبوراً ضالین مقابلہ منعم علیہم مین پڑا۔

اور فتاوائے شاہ عبد العزیز سے جناب علی مرتضیٰ کا ہادی مہتدی ہونا کہ تلقیب ایشان بذو القرنین و یعسوب الدین و صدیق و فاروق و سابق و یعسوب الامۃ و یعسوب قریش و بیضۃ البلد و امین و شریف و ہادی و مہتدی و ذو الاذن الواعی مروی و ثابت کے الفاظ سے اور تفسیر عزیزی پارہ سورہ الحاقہ مین امیر المومنین کو یعسوب المومنین سے قبول کر چکے ہین دیکھو کتاب الاکمال مولف صہ ۹۵ اور دیکھو صہ ۲۰ و ۲۱ کتاب اکمال مذکورہ۔

پس سورہ فاتحۃ الکتاب مین خاتم النبیین کے بعد جماعت منعم علیہم مین اول منعم علیہ جناب امیر علیہ السلام خاتم الوصیین بالیقین ہین۔

اور اسی سورہ فاتحۃ الکتاب یا سبع المثانی کو قرآن عظیم بھی کہا ہے اور قرآن علی کے ساتھ اور علی قرآن کے ساتھ مشہور حدیث ہے جسکی آخری حدیث ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی کے نمبر ۲۶ کی لکھی جاتی ہے۔

اخرج ابن عقدۃ عن طریق عروۃ بن خارجۃ عن فاطمۃ الزہراء قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی قبض فیہ یقول وقد امتلأت الحجرۃ من اصحابہ ایہا الناس یوشك ان قبض قبضاً سریعاً وقد قدمت الیکم القول معذرت الیکم انی مخلف فیکم کتاب ربی عزوجل و عترتی اہل بیتی ثم اخذ بید علی فقال ہذا علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض فاسئلکم ما تخلفونی فیہما۔

ابن عقدہ نے عروہ بن خارجہ کے طریق حضرت فاطمہ زہرا سے روایت کی ہے کہ مین نے اپنے پدر رسولخدا صلعم سے مرض الموت مین یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اور اوس وقت حضرت کا حجرہ صحابہ سے بھرا ہوا تھا کہ اے لوگو مین بہت جلد دنیا سے رخصت ہونے والا ہون اور تمکو جتلائے دیتا ہون تاکہ میرے گردن پر بار نرہے کہ مین تمھارے پاس دو چیزین چھوڑتا ہون ایک تو اپنے خدا کی کتاب اور ایک اپنی عترت اہل بیت یہ فرماکر علی کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد فرمایا کہ یہ علی ہے قرآن کے ساتھ اور قرآن انکے ساتھ یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہونگے تا آنکہ میرے پاس حوض پر پہونچین وہان تمسے پوچھونگا کہ تم نے میرے بعد انکے ساتھ کیا سلوک کیا۔

جیسے حضرت ابن عباس اور ابوہریرہ کی روایت سے کامل سورہ فاتحہ یعنی ساتون آیتون سے رسولخدا کا قرأت فرمانا انس کی روایت
مخرجہ صحیحین وترمذی کے اول شق کو باطل کردیا ویسے ہی ابوہریرہ نے حضرت عمر کی اوس روایت صحیحین وترمذی کو جس مین آیہ
اکمال دین کا نزول بروز عرفہ جمعہ مذکور ہے اوس صحیح اسناد حدیث مندرجہ صفحہ ۲۱۹ سے غلط اور باطل کردیا جس مین ابوہریرہ نے
۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو رسولخدا کے ارشاد حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے بعد آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و
رضیت لکم الاسلام دینا کا نازل ہونا وارد کیا ہے جو ابن عباس کی روایت آیہ تبلیغ وتاکید کے نزول ۱۰ ذیحجہ اور ۸۱ یوم آخری
مدت رسولخدا کے عمر کے مطابقت مین ہے ۔

اور جسکی تائید ابوسعید خدری کے روایت مندرجہ صفحہ ۲۰۲ سے ہوچکی ہے جبکہ رسولخدا غدیر خم مین جناب علی علیہ السلام کو نصب
کرکے اونکو ولایت یعنی خلافت وامامت کی ندا کی تو جبرئیل علیہ السلام آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
لیکر نازل ہوئے ۔ اسی ولایت یا امامت کا سوال روز محشر امت سے عموماً اور صحابہ اور امہات مومنین سے خصوصاً ہوگا جنکو رسولخدا نے
غدیر خم کے مقام مین خیمہ علی علیہ السلام مین بھیجکر تہنیت ولایت کے سلسلہ مین عہد وپیمان لے لیا تھا ۔ چنانچہ اونہین ابوسعید خدری سے
یہ روایت مروی ہے ۔

جسکو امام قندوزی حنفی نے اپنے کتاب ینابیع المودۃ کے صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۲ھ مین اور سید علی ہمدانی نے اپنے مودۃ القربی کے
مودۃ نہم مین وارد کیا ہے ۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله
صلی الله علیہ وسلم فی قولہ تعالی وقفوھم
انھم مسئولون عن ولایۃ علی و
کان ھذا مراد الواحدی بقولہ انھم
مسئولون عن ولایۃ علی واھل البیت
لان الله افترض المودۃ فی القربی فکون علیھم لمطالبتہ

ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آنحضرت نے آیہ وقفوھم
انھم مسئولون الخ سے مراد اونکو اون سے سوال کیا جائیگا الخ تفسیر
مین فرمایا ہے کہ اون سے علی علیہ السلام کے ولایت کا سوال کیا
جائیگا اور یہی مراد واحدی کی ہے آیت انھم مسئولون مین کہ
ولایت علی اور اہلبیت کی ہے اسلئے کہ اللہ تعالی نے مودۃ فی القربی
کو واجب کردیا ہے اور اسی کا مطالبہ کیا ہے ۔

روایت مذکورہ کی مؤید یہ روایت ہے جسکو اوسی کتاب ینابیع المودۃ صا۹ مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۱ھ سے نقل کیا جاتا ہے ۔

فی تفسیر قولہ تعالی لتسئلن یومئذ عن
النعیم فی ینابیع المودۃ ابونعیم الحافظ
بسندہ عن جعفر الصادق رضی الله عنہ فی
ھذہ الآیۃ قال النعیم ولایۃ امیر المومنین
علی بن ابی طالب کرم الله وجہہ

تم سے اوس دن نعمتون کے بابت ضرور بازپرس ہوگی
ینابیع المودۃ مین آیہ موصوفہ کی تفسیر مین حافظ ابونعیم نے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ
نعیم سے ولایت جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام
مراد ہے ۔

یہ ہین ائمہ اہلسنت کے احادیث وتصریحات جسکے بعد کوئی شبہ باقی نہین رہتا اور مطلب آفتاب سے زیادہ روشن ہوجاتا ہے ۔

تمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ ۔

احقر سید مرتضی حسین
(دیوان ضلع فتحپور) [illegible]

قطعهٔ تاریخ طبع کتاب "تکمیل"

سخن سنج رفیع المنزلت ادیب والا مرتبت وحید الزمن عالیجناب مولانا سید میر حسن صاحب المتخلص به اشهر
متوطن "بهیره سادات ضلع فتح پور" هیڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول فتح پور

مرتضی آنکه حسین است پیش
موبد نبض شناس رنجور
چون بتصحیح وفات احمد
یوم فوت نبوی آنچه صحیحست
مرتضی صاحب تکمیل آن را
کار تبلیغ بانجام رسید
روز کے چند چو از خم غدیر
بوده و یک ز ربیع الاول
گو دین سانحه زین نوع حکیم
تا بتاریخ ده و یک که بوم
روز هشتاد و یک آید بشمار

هست ذی‌فهم و خبردار و عقیل
بغرض دم دو بالاے ز علیل
کس پے در دخت محقق نه نبیل
تا بمش کرد ببرهان و دلیل
مینویسد بنگر زین تفصیل
آیه آمد ز خداوند جلیل
رفت شادی بالم شد تبدیل
یازدهم سال بده کن تعویل
کان ندان به پیمبر تمهیل
روز دوشنبه بد و تیره چو نیل
گر شماری چو خردمند جلیل

در پے تشکیک نه شک حاذق
جان بلب آید اگر بیمارے
کرد تالیف حکیم اکمل
جانشینی علی هم ضمنا
هجده دوم خمیس از ذی الحجه
دین حق گشته ز تکملت عزیز
ارتحال نبوی را هنگام
روز دوشنبه رسول مقبول
گر ز هجده مه ذی الحجه بود
در چه مه ماه ربیع الاولے
در همین روز که هشتاد و یکم

گو ندارد ببدادات مثیل
گرد و دین است شفابخش کفیل
در همان باب کتاب تکمیل
کرد ثابت باسانید جزیل
داد خم را چو محمد تفضیل
و دو دلی نقص حسد گشت ذلیل
در رسیده ز قضا گشت علیل
حیف بگذشت از این دار رحیل
پنجشنبه بشماری چو عقیل
در سن یازدهم بے تسویل
روز دوشنبه نبی شد بخلیل

سال هجری و مسیحی بنویس
اشهر ابش سخن زین تطویل

گفت اشهر شنو تاریخش
بے تشش و پنج بگو گفت سروش

بعدیل است سراپا تکمیل
۱۳۵۱ھ
فارقے جان حق شد تکمیل
۱۳۵۱ھ

سال طبعش و گر اشهر اینست
از سر انس شد این سال مسیح

جلوه آرائے صداقت تکمیل
۱۳۵۱ھ
نام مرغوب طبائع تکمیل
۱۹۳۲ء

عیسوی سال دگر باز شنو
آخری سال مسیحی اینست

سرفراز است کتاب تکمیل
۱۹۳۲ء
رافع لمع مضامین تکمیل
۱۹۳۲ء

ناظرین ملاحظہ سے پہلے کتاب ہذا کو غلط نامہ سے درست کرلیں

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۲	۲۶	ح	تحویز	تجویز	۲۲	۲	م	سہیل	ابن کثیر	۳۹	۲۲	ح	الایۃ	الآیۃ	۵۶	۳	م	خدیفہ	حذیفہ
۴	۲۱	"	الثلاثۃ	الثلاثۃ	۲۵	۱۰	م	کی	کی	"	"	"	ص۱۴۳	ص۱۳۳	"	۷	"	ابجفۃ	بجحفۃ
"	۳۱	"	ساختگی	ساختگی	"	۱۹	"	وجیہ	وجہ	"	"	"	لیدن	لیڈن	"	۱۰	"	تجتجن	تحتحن
۵	۲۵	م	غلیہ	علیہ	۲۷	۳	م	متعارفہ	متعارفہ	"	۲۳	"	الباقر	بالباقر	"	۱۱	"	اغدا	غدا
۶	۱۱	م	کے	کئے	"	۱۲	"	کنب	کتب	"	۲۷	"	رکت	وکت	"	۱۵	"	نبالی	نباتی
"	۱۸	ح	لے	لئے	"	۱۴	"	مجی	مجیی	"	"	"	رروی	وروی	"	۱۹	"	تقول	نقول
"	۲۹	ح	مطبوعہ	مطبع	"	۲۴	"	غلیم	عظیم	۴۰	۷	م	خدیفہ	حذیفہ	"	۲۰	"	مجزاک	فجزاک
"	۳۰	"	تبفسیر	تفسیر	۲۸	۱۰	م	دے	وے	"	۲۰	"	ولحد	ولد	"	۲۵	"	الآ	الا
"	"	"	مبسرہ	میسرہ	"	۲۰	ح	نودی	نووی	۴۴	۲	م	شہد	مستشہد	"	"	"	اکا	الا
"	۳۲	"	۱۶۱	۲۶۱	"	۲۶	"	عن	من	۴۸	۸	م	عذیر	غدیر	۵۷	۱	م	قرفعا	فرفعا
۷	۲	م	نیب	انیب	"	"	"	نہین	تہین	"	۱۳	"	بکجر	بکجبر	"	۵	"	صغا	صفا
"	۱۸	"	سفر	صفر	"	۲۸	"	سہ	سنہ	۵۰	۳	م	عذری	خدری	"	۱۴	"	الجبیز	الخبیر
"	۳۰	ح	الکلت	الکلمت	۲۹	۲	م	کردمہ	کردمہ	"	۱۰	"	جحفہ	جحفہ	۵۸	۷	م	لغذیر	لغدیر
۸	۳	م	پدرھواں	پندرھواں	"	۶	"	خرف	حرف	"	۲۳	"	منسوح	منسوخ	۵۹	۸	م	کہ	کی کر
"	۱۲	"	سے	سلہ	"	۱۲	"	زود	زور	"	۲۵	"	جنانچہ	چنانچہ	۶۰	۲	م	دے	وے
"	۱۸	"	ہے	[illegible]	"	۲۰	ح	خطیا	خطیبا	۵۱	۲	م	عیاص	عیاش	۶۱	۹	م	حذری	خدری
"	۲۳	"	شنبہ	دوشنبہ	"	"	"	غنیۃ	غنیۃ	"	۲۲	"	عذیر	غدیر	"	۱۲	"	زودی	نووی
"	۲۶	"	آنجاز	آغاز	۳۰	۴	م	دوشانہ	دوستانہ	۵۲	۱۲	م	بیہ	بید	۶۲	۱۱	م	ص۱۴۳	ص۴۳
۹	۱۱	م	الکعاز	الکجاز	"	۱۵	ح	اور	او	"	۱۴	"	وال	دال	"	۲۳	"	تخنشو	تخشو
"	۲	"	علہ	علے	"	۱۸	"	دوون	دودن	"	۲۳	م	بن حضرت	بن حضرت	۶۳	۶	م	حذری	خدری
۱۱	۵	م	مصنت	مضنت	"	۲۲	"	سنہ	سنتہ	"	۲۵	"	نے	سے	"	۱۰	"	الخمس	الخمیس
۱۲	۱۵	م	کو	لو	"	۳۰	"	اُبجی	اُبیّ	"	"	"	فخطب	مخطب	"	۱۳	"	الکمت	الکمات
"	۲۰	ح	روضہ	روض	۳۱	۲۵	ح	۳۴	۱۳۴	۵۳	۱	م	واخنی	واحتی	۶۵	۲	م	خووب	شوذب
"	۲۳	"	عشر	عشرۃ	"	۲۹	"	سنہ ۱۲ھ	سنہ ۱۴ھ	"	۱۹	"	جحفہ	جحفہ	"	۲۰	ح	طبقات	طبقات ابن سعد
"	۲۸	"	القعدہ	القعدۃ	"	۳۰	"	ہوگئی	رہ گئی	"	"	"	عذیر	غدیر	۶۶	۱۴	م	الحسینی	الحسینی
۱۳	۱	م	مفیرین	مغیرین	۳۲	۵	م	رجانی	رجحانی	"	۲۶	"	خی	فی	"	۱۷	"	الحذری	الخدری
۱۴	۳	م	بچیسوین	پچیسوین	"	۶	"	پامال	پائمال	۵۴	۱	م	بعضہ	بعضہ	۶۸	۵۰	ح	سپر	پر
"	۸	م	سراپامہ	سرتاپاح	"	۷	"	حیرانی	حیرانی	"	۳	"	القرف	الفرف	۶۹	۱	م	حذری	خدری
"	"	"	قریہ	قریۃ	"	۱۱	"	موئید	مؤید	"	۱۳	"	م	م	۷۱	۳	م	ازکم	ازکمہ
"	۹	"	حارثہ	حارثۃ	۳۴	۱۲	ح	روایۃ	روایۃ	"	۲۵	"	الآ	لا	"	۲۵	ح	شکر	شکر
"	۱۲	"	لاسامہ	لاسامۃ	"	۱۷	"	نودی	نووی	"	۲۶	"	تزدوا	تردوا	۷۳	۹	م	ہ	م
"	۲۴	"	عبدریہ	عبدربہ	۳۷	۲	م	خاج	حاج	۵۵	۱۱	م	قادل	فادل	"	۲۰	"	دال	وال
۱۵	۱۹	م	نشان	سہ شنبہ	"	۱۶	ح	الحمدسلام	الحمدسلام	"	۱۳	"	امہ	امۃ	"	"	"	الفز	النصر
۱۶	۱۶	م	کے ے	سے	"	۳۴	"	نباتۃ	نباتۃ	"	۱۵	"	ثعل	ثقل	"	۲۳	"	تا	۲
"	"	"	دوشنبہ	دوشنبہ	۳۸	۲۸	ح	ابن جحی	ابن جحی	"	۱۸	"	جبیر	خبیر	۷۴	۵	۵	الاکمل	اکمال
۲۲	۱	م	چاردن	چاروں	۳۹	۴۹	م	خذیفہ	حذیفہ	"	۲۴	"	وال	دال	"	۲۶	ح	مخفہ	نحفۃ
															۷۵	۳	م	ترے	نری

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۷۶	۱۲	م	وال	دال	۱۰۲	۱۸	م	کی	کے	۱۳۶	۷	م	ردی	ردی	۱۵۵	۱۵	〃	بھوپال	بریلی
۷۸	۲۹	ح	سبب	سب	۱۰۵	۱۴	〃	آلاخرہ	الآخرہ	〃	۱۱	〃	ذریہ	ذریۃ	〃	۱۷	〃	ذکرۃ	ذکر
۷۹	۶	م	سب	شب	〃	۱۶	〃	کی	کے	〃	۱۳	〃	اونکے	اوسکے	〃	۱۸	〃	لصلوا	تفضلوا
۸۰	۱۱	م	اسول	رسول	۱۰۶	۳	م	مامورین	مامورین	〃	۲۵	〃	دوسرے	دوسری	۱۵۶	۱	ح	[illegible]	[illegible]
〃	۲۲	م	قدعا	للدعا	۱۰۹	۲۳	م	حنش	حبیش	۱۴۲	۳	م	سروار	سردار	〃	۴	م	امین	مین
〃	۲۶	〃	استخلفہ	استخلفہ	〃	۲۴	〃	〃	〃	۱۴۳	۸	م	نافع ابن عمر	نافع عن ابن عمر	۱۵۹	۲۹	ح	البخاری	البخاری
۸۱	۲۵	〃	ذلہ	ولد	〃	۲۷	〃	ے	کے	〃	۵	〃	لیدن	لیڈن	۱۶۰	۱۴	م	موسنہ	موسنہ
۸۲	۶	م	صدیق	صدق	۱۱۲	۱۴	م	لیدن	لیڈن	〃	۲۳	ح	ناریخ	تاریخ	۱۶۱	۲	م	رو	دو
〃	۱۰	م	مؤید	مؤید	〃	۲۴	ح	المخزومی	المخزومی	〃	۲۵	〃	عینیہ	عیینۃ	〃	۴	〃	یلایا	بلایا
۸۳	۳	م	قفلی	فعلی	۱۱۳	۲	م	معنت	مغنت	۱۴۴	۹	م	لیدن	لیڈن	۱۶۵	۲۹	م	سلیع	سبیع
〃	۴	〃	وال	دال	〃	۱۲	ح	عائشۃ	عائشۃ	〃	۱۳	〃	جتز	جتو	۱۶۶	۵	م	ف	و
۸۴	۴	〃	وال	دال	〃	۲۷	〃	النخفی	النخعی	۱۴۵	۱۲	م	معنیت	مغنت	〃	۲۳	ح	النخفی	النخعی
〃	۲۳	〃	ندعو	ندعوا	۱۱۴	۱۹	〃	یقول	یقول	۱۴۶	۲	م	حزری	جزری	〃	۲۴	ح	التعذیب	التہذیب
۸۶	۱۱	م	یابند	پابند	〃	۲۶	〃	یڑھے	پڑھے	〃	۲۶	ح	انحاف	اتحاف	〃	۲۵	〃	النخفی	النخعی
〃	۲۵	ح	النحرین	النحریر	〃	۲۷	〃	ھروسہ	بھروسہ	〃	۳۲	〃	پورب	یورپ	〃	۳۱	〃	طائفۃ	طائفۃ
〃	۲۹	〃	وحمہ	رحمہ	〃	〃	〃	اتھاریٹی	اتھاریٹی	〃	۳۳	〃	لیدن	لیڈن	۱۶۸	۶	م	نبتی	ابنتی
۸۸	۱۵	م	دحل	دخل	〃	۲۰	〃	لیدن	لیڈن	۱۴۷	۱۴	م	لیدن	لیڈن	۱۷۰	۲۴	ح	صنعہ	صنعہ
۸۹	۱۲	م	انغا	انغا	۱۱۵	۱۲	م	نخار	بخار	〃	۱۶	〃	ازوجہ	زوجہ	〃	۲۶	〃	الحضم	الخصم
۹۰	۴	م	حصرت	حضرت	۱۱۶	۱۰	〃	تطیفہ	قطیفۃ	۱۴۹	۱	م	وکین	دکین	۱۷۱	۹	م	عمرۃ	عمرۃ
۹۰	۷	〃	نغسہ	نفسہ	〃	۲۰	ح	سند	سند	〃	۲۴	〃	مین	بن	〃	〃	〃	بت	بنت
〃	〃	〃	اقراروں	اقراروں	〃	۳۰	〃	اوراور	اور	۱۵۰	۵	م	او	و	〃	۱۰	〃	کمنس	کخس
〃	〃	〃	واپس	واپس	۱۱۹	۷	م	للقاسم	القاسم	〃	۹	〃	قالوا	قال	〃	۱۳	〃	الخلیفۃ	الخلیفۃ
〃	۱۰	〃	تلاوہ	تلاوۃ	۱۲۱	۲	م	اویس	اویسن	〃	۱۴	〃	بنوتہ	بنوتۃ	۱۷۲	۲۲	ح	لیعلن	لیڈن
〃	〃	〃	لعد	بعد	〃	۵	〃	کے	کیلیے	〃	۱۷	〃	لیدن	لیڈن	۱۷۳	۶	م	د	و
〃	۱۳	〃	تقی	نقی	〃	۱۹	〃	تعطنون	تطعنون	〃	۲۳	ح	اذی	اری	〃	۲۴	ح	لرتا	کرتا
۹۲	۶	م	زاخل	داخل	۱۲۴	۵	م	اشا	اسامہ	۱۵۱	۲۷	〃	علیہا	علیہا	〃	۲۸	〃	حدثیا	حدثنا
〃	۹	〃	رور	روز	۱۲۶	۱۹	م	یقولی	یقول	۱۵۲	۷	م	کے	کا	〃	۳۲	〃	البدسی	السدسی
۹۳	۲۲	〃	عیاسی	عباسی	〃	〃	〃	الفدوا	الغدوا	۱۵۳	۱۷	م	خدرتی	خدری	۱۷۴	۴	م	بکم	لکم
۹۴	۱۰	〃	والام	والامام	۱۲۷	۱۳	م	یعنی	نعی	〃	۲۶	ح	زیاض	ریاض	۱۷۵	۳۰	ح	بھی	بھی
〃	۱۱	〃	جرزی	جزری	〃	۲۷	ح	تبر	نیز	〃	۲۷	〃	النفرۃ	النضرۃ	۱۷۶	۲۷	م	ان	ابن
〃	۲۶	〃	لمحافظ	لمحافظ	۱۳۳	۱۹	م	ودیاربکری	دیاربکری	۱۵۴	۴	م	کا	اور	۱۷۷	۷	م	افاستقی	افا ستقی
۹۸	۱۶	م	لیدن	لیڈن	〃		〃	لیدن	لیڈن	〃	۲۳	ح	غر	غیر	〃	۹	〃	غلیہ	علیہ
〃	۱۹	〃	یرند	یزید	〃	۲۵	ح	بنجم	بنجم	〃	۲۵	〃	یرمد	یرید	〃	۲۰	〃	مطاق	مطابق
۹۹	۱۴	م	گذربن	گذرین	۱۳۴	۳	م	لیدن	لیڈن	〃	۲۷	〃	الطرای	الطبری	〃	۲۳	ح	ججاج	حجاج
〃	۱۵	〃	فاشکل	فاشکل	〃	۸	〃	ودیاربکری	دیاربکری	〃	۲۸	〃	خمہ	خمسۃ	〃	۲۷	〃	للاعلام	الاعلام
〃	۱۸	〃	لیدن	لیڈن	۱۳۵	۲۷	ح	روضۃالشہدا	روضۃالشہدا	۱۵۵	۳	م	تحقیق	تحقیق	۱۷۸	۱۵	م	دال	وال
۱۰۳	۸	م	خلافۃ	خلافۃ	〃	۲۸	〃	ماہ	سماہ	〃	۸	〃	فانظروا	فانظروا	〃	۱۷	ح	رباج	رباح

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۱۸۲	۱	م	صا	ضا
〃	۲	〃	حریرۃ	ھریرۃ
〃	〃	〃	انحا	انحا
〃	۳	〃	حذری	خدری
۱۸۳	۹	م	یس	یُس
〃	۱۳	〃	نجحۃ	محجۃ
〃	۱۵	〃	کاذران	کازران
۱۸۴	۷	م	المسقیب	المسیب
〃	۱۸،۹	〃	محمد	محمد
۱۸۵	۲	م	باقی ہیں	باقی رہیں
〃	〃	٭	بقین	یقیں
۱۸۶	۲۶	ح	حتلاف	اختلاف
〃	۲۸	〃	تلخانۃ	تلخنانۃ
〃	۲۹	٭	۵۵ے	۵۵ے
۱۸۸	۹	م	ببر	نمبر
۱۹۰	۹	م	خذری	خدری
〃	۲۴	〃	حجمت	حجت
〃	۲۶	〃	نغم	نعم
۱۹۱	۴	م	المضباء	العضباء
۱۹۲	۵	〃	قال	قال
۱۹۳	۱۲	〃	الّہی	النبی
۱۹۵	۶	〃	خدیفہ	حذیفہ
〃	۷	〃	خدیفہ	حذیفہ
〃	۱۹	〃	تو	۔
۱۹۶	۹	〃	تہفیت	تہنیت
۱۹۹	۹	〃	کتہ	کثر
۲۰۱	۱۱	م	دکر	ذکر
〃	۱۲	〃	سنطاقا	ستنطاقا
〃	۴	〃	لاشتعار	لاشتغال
〃	〃	〃	نامر	بامر
۲۰۲	۴	〃	لیدن	لیڈن
۲۰۶	۸	〃	۳۰ھ	۱۳۰ھ
۲۰۷	۱۴	م	جریج	جریج
۲۰۹	۲۲	〃	ام معید	ام معبد
۲۱۰	۲۷	〃	۳۰ھ	۲۰ھ
۲۱۱	۲	〃	لیدن	لیڈن
〃	۲۱	ح	〃	٭

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۲۱۳	۱۵	م	کہ	۔
۲۱۴	۱۹	ح	بقدیر	بقدیر
〃	۲۳	〃	وارد	وارد
۲۱۵	۱	م	یحولون	یحولون
〃	۵	〃	نغلم	نعلم
〃	۲۴	ح	لیدن	لیڈن
۲۱۶	۲۳	〃	لیلتہ	اللیلۃ
۲۱۷	۶	م	کنا بکم	کنا بکم
〃	۲۱	ح	پسند	بسند
۲۱۸	۳	م	زاعت	زاغت
〃	۲۱	ح	خسین	خمسین
۲۲۰	۲۳	〃	توثق	توثیق
〃	۲۶	〃	بہ	۔
〃	۲۸	〃	ہے	ہے
۲۲۱	۲	م	فراتے	فرماتے
〃	۸	〃	حجمت	حجت
۲۲۲	۸	م	ضمرہ	ضمرۃ
〃	۹	〃	شرجیل	شرحبیل
۲۲۴	۹	م	الرحل	الرجل
۲۲۵	۲۵	ح	خلطہ	جملہ
۲۲۷	۱۳	م	علی	علی ان
〃	۲۶	〃	ذال	وال
〃	۴	〃	حیف	خیف
۲۲۸	۴	م	منخفا	منخا
〃	۲۱	〃	تخین	تخمین
۲۳۰	۷	〃	حجفہ	جحفہ
〃	۳۰	〃	حنرقی	عنزقی
〃	〃	〃	اینی	اپنی
۲۳۱	۱۸	〃	تھاتھا	تھا
۲۳۳	۱۹	〃	ذی کجہ	ذوالحجہ
۲۳۴	۲	〃	زاعت	زاغت
۲۴۰	۱۳	〃	عمرہ	عمرۃ
〃	۱۸	〃	عیبتہ	عیینۃ
۲۴۱	۵	〃	النشیرق	التشریق
۲۴۲	۱	〃	خذیفہ	حذیفہ
۲۴۹	۳۱۰	〃	سندرک	مستدرک

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۲۴۶	۲۱	م	مجلد	جلد
۲۴۷	۷	م	محجت	حجت
〃	۲۳	ح	الغفاات	الغفات
۲۴۹	۱۷	م	رحمۃ	رحمتہ
۲۵۰	۲۹	ح	الطیاسی	الطیالسی
۲۵۱	۱۸	م	لبیک	لبیک
〃	۲۲	ح	عینۃ	عنہ
۲۵۴	۲۰	م	طازی	طاری
۲۵۸	۳	م	دل	ولد
۲۵۹	۱۳	م	ملادیا	ملادیا
〃	۱۴	٭	عبدالقب	عبدالمطلب
۲۶۰	۱۱	م	انا	ان
۲۶۱	۱۲	〃	تبلی	انبلی
〃	۱۴	〃	بیتال	بیتال
〃	〃	〃	عہد	عہدی
۲۶۳	۱	م	الحنی	الّحی
〃	۱۸	〃	حج	حج
〃	۲۵	٭	بناتۃ	نباتۃ
۲۶۳	۱۸	٭	بحارالانوار	بحار الانوار
〃	۲۵	٭	دیتا	دیتا
۲۶۴	۱۲	٭	وصیت	وصیت
〃	۱۹	〃	صحیح	صحیح
۲۶۶	۱۰	〃	دیکہک	دیکھک
۲۶۹	۲۰	ح	سیٔ	سیٔ
〃	۲۲	م	الضاری	انصاری
۲۷۰	۱	〃	لیدن	لیڈن
〃	۱۹	〃	اتبا	اتبا
۲۷۱	۱۰	〃	النضر	النضر
〃	〃	〃	نصر	نضر
〃	۲۴	ح	نفوا	نفرا
۲۷۳	۴	م	ابتانا	اتبانا
〃	۲۷	〃	فرغا	زفرا
۲۷۴	۱	م	وجاد	وجاد
〃	۹	〃	الشکونی	السکونی
〃	۲۲	ح	الخصائص	الخصائص
۲۷۵	۹	م	بدایہ	بدایۃ

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۲۸۵	۲۵	ح	تحفہ	تحفہ
۲۸۷	۵	م	مجلد	جلد
〃	۸	〃	بخاری	بخاری
۲۸۱	۱۴	ح	جریطری	جریرطبری
〃	۲۷	〃	افریقیۃ	افریقیۃ
〃	۲۵	〃	عنیبۃ	عیینۃ
۲۸۲	۲۰	ح	بجاری	بخاری
〃	۲۷	〃	البوزرعۃ	ابوزرعۃ
۲۸۳	۲	م	النبی	النبی
〃	۶	〃	بر	بر
۲۸۴	۲۲	م	کی	کہ
۲۸۵	۵	م	تیسری	تیسری
〃	۱۰	〃	۳۲۹	۲۳۹
۲۸۸	۸	م	آتیتن	آلتین
〃	۲	〃	مجلد	جلد
〃	۱۳	〃	نضر	نصر
〃	۱۵	〃	شعبہ	شعبۃ
〃	۲۰	ح	یوروپ	یورپ
〃	۲۱	〃	الامامیۃ	الامامیۃ
〃	〃	〃	جبید	جنید
〃	۲۶	〃	اور	او
۲۸۸	۲۷	〃	ایضا	ایضاً
۲۸۹	۱۵	〃	غالبؒ	غالب
〃	〃	〃	ساکتی	ساکنی
〃	۱۹	〃	وکلب	وکلاب
〃	〃	〃	کثیرۃ	کثیرۃ
〃	۳۲	〃	اود	او
۲۹۰	۳	م	مسقق	محقق
〃	۳۰	〃	المدینۃ	المدینۃ
۲۹۱	۲۶	ح	۸۰ھ	۸۰ھ
۲۹۲	۱	م	۔	فعلی مولاہ
۲۹۳	۱	〃	ابیت	الست
۲۹۴	۱۸	〃	لغم	نعم
۲۹۵	۳	〃	غدیرجم	غدیرخم
۲۹۹	۷	〃	سیروتہ	شیروتہ
۲۹۷	۳	〃	ابیطالب	ابیطالب

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۲۹۷	۱۵	م	التعاما	التعامیا	۳۳۳	۲۰	ح	لیدن	لیڈن	۳۴۸	۱	ح	حاسیه	حاشیه	۳۶۷	۱۲	م	خلافت	خلافت
〃	۱۶	〃	اوز	اور	〃	۳۰	〃	ذکرد	ذکره	〃	۳	م	طب	طیب	۳۶۹	۵	م	بدو	بدون
۲۹۰	۲۶	ح	دلی	دفی	۳۳۴	۲	م	یجبوا	یحبوا	〃	۷	〃	است	است	〃	〃	〃	النبلی	النبی
۲۹۹	۱	م	ستدرک	مستدرک	۳۳۶	۲۰	〃	سرنا	صرنا	〃	۱۱	〃	راقعی	واقعی	〃	۶	〃	الکتاب	الکتاب
〃	۲۳	〃	نجاری	بخاری	〃	〃	〃	النضار	انصار	〃	۱۲	〃	کر	کرد	〃	〃	〃	فی	فی
۳۰۰	۱۲	م	لستهد	نشهد	۳۳۸	۲۷	〃	اُبنی	اُبنی	۳۴۹	۶	م	ناترمانی	نافرمانی	۳۷۰	۷	م	البسملة	البسملة
〃	۲۰	〃	خندوزی	قندوزی	۳۳۴	۸	〃	غذا	هذا	〃	۱۷	〃	نفظ	لفظ	۳۷۱	۱	م	انس	انس
۳۰۳	۱	م	تم	ثم	〃	۱۱	〃	قنفد	قنفذ	۳۵۱	۵	〃	فلن	فلن	〃	۲	〃	الحمد	الحمدلله
۳۰۶	۲۵	ح	لیدن	لیڈن	۳۳۵	۲۵	م	کادوها	کادوا	۳۵۲	۳	〃	لوودت	لوودت	〃	۲۳	م	یمکة	بمکة
۳۰۷	۳۱	〃	قابی	قابلی	۳۳۸	۷	〃	اجحتم	اجتمتم	〃	۱۳	〃	یانول	بازل	〃	۲۴	〃	حیرت	سیرت
۳۰۸	۳	م	صاحب	صاحب	۳۴۱	۱۲	〃	فلے	علے	۳۵۳	۱۰	م	عقبه	عقبة	〃	۲۷	ح	ماجه	ماجة
۳۰۹	۱	〃	الجفة	الجحفة	۳۴۳	۳	〃	بتارت	بشارت	۳۵۴	۹	م	والاامام	والامام	〃	〃	〃	الجبونی	الحموینی
۳۱۲	۱۶	〃	حرجه	خرجه	〃	۴ ۱۴	م	صـ۳۴۵ صـ۲۵۶	صـ۲۱۳ صـ۲۵۶	۳۵۶	۲۶	〃	خرام	حرام	〃	۲۸	〃	ک	لا
۳۱۵	۸	〃	اغراف	اعراف	〃	۱۵	〃	تارنح	تاریخ	۳۵۷	۱۹	〃	کی	کے	〃	〃	〃	صلت	صلیت
۳۱۶	۱۹	〃	درداره	دروازه	۳۴۴	۲۰	〃	صـ۳۶۰	صـ۳۶۳	۳۵۸	۱۵	〃	ونشاک	واشاک	۳۷۳	۳	م	سے	ہے
۳۱۷	۲۷	ح	الضاری	انصاری	۳۴۵	۱۹	〃	ردم	روم	〃	۱۶	〃	حبانی	حبانی	〃	۸	〃	تحقیق	تحقیق
۳۱۸	۳	م	برق	بن	〃	۱۸	〃	مقشر	منتشر	۳۶۵	۲۲	〃	لنمت	انمت	〃	۹	〃	کبونکه	کیونکه
۳۳۰	۲۳	ح	بے پروا	بے پرواہ	〃	۲۴	ح	ثانی	ثانی	〃	۲۷	ح	امین	امین	۳۷۴	۱۳	〃	صـ۱۹۵	صـ۹۵
۳۳۱	۳	م	عشیرتک	عشیرتک	۳۴۶	۲۶	م	سے	اُسی	۳۶۶	۱۸	م	ابنجوويه	ابن بردویه	۳۷۵	۴	〃	س	من
〃	۷	〃	تے	نے	۳۴۷	۵	〃	ایهام الدین	ایهام الدین	〃	۲۲	〃	ادما	اورا	〃	۲۶	〃	البیت	السنت
۳۳۲	۱	م	ادعوله	ادعوکه	〃	۱۸	〃	یسرل	یسرل	〃	۲۵	〃	المستقم	المستقیم					

کتاب ہذا مرزا محمد جواد صاحب کے نظامی پریس میں طبع ہو کر رہنمائے خاص و عام ہوئی

عاجز

سید مرتضیٰ حسین

